

آزادی کے بعد
اردو طنز و مزاح

مرتب
ابوالکلام قاسمی

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان

آزادی کے بعد اردو و طرز و مزاج आज़ादी के बाद उर्दू तन्ज़ो मज़ाह

مورثی

ابول کلام کاسمی

مرتب

ابوالکلام قاسمی



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل (حکومت ہند)

ویسٹ بلاک-1 آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	اپریل 2008
تعداد	:	550
قیمت	:	457/=
سلسلہ مطبوعات	:	1293

Azadi ke Baad Urdu Tanz Wa Mazah`

Compiled by Prof. Abul Kalam Qasmi

ISBN:81-7587-227-6

ناشر: ڈائریکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک-1، آر. کے. پورم، نئی دہلی۔ 110066

فون نمبر: 26103938, 26103381, 26179657 فیکس: 26108159

ای۔میل: urduduniyancpul@yahoo.co.in ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: میکانک پرنٹرس 2847 ملی خانہ، ترکمان گیٹ، نئی دہلی۔ 110020

آزادی کے بعد اردو وطن و مزاح
آزادی کے بعد سرد تانجو مچاھ

پیش لفظ

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کا بنیادی مقصد اچھی کتابیں کم سے کم قیمت پر مہیا کرنا ہے تاکہ اردو کا دائرہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو، اور سارے ملک میں سمجھی، بولی اور پڑھی جانے والی اس زبان کی ضرورتیں جہاں تک ممکن ہو سکے پوری کی جائیں اور نصابی و غیر نصابی کتابیں آسانی سے مناسب قیمت پر سب تک پہنچیں۔ زبان صرف ادب نہیں، سماجی اور طبی علوم کی اپنی اہمیت ہے۔ ادب زندگی کا آئینہ ہے اور زبان کی ہمہ جہت ترقی کے لیے اُسے سماجی علوم، سائنس اور ٹکنالوجی سے جوڑنا بھی ضروری ہے اور علومِ انسانیہ سے بھی۔

اب تک قومی اردو کونسل نے مختلف علوم و فنون اور ادبیات کی سینکڑوں کتابیں شائع کیں ہیں۔ ایک منصوبہ بند پروگرام کے تحت بنیادی، درسی اور ادبی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب 'بھارت بھارتی سیریز' کی تیسری کتاب ہے۔ اس سیریز کے تحت آزادی کے بعد کے اردو ادب کے انتخاب کو اردو اور دیوناگری دونوں رسم الخط میں چھاپا جائے گا تاکہ اس ملک کا ایک بڑا طبقہ جو اردو رسم الخط نہیں جانتا وہ بھی اردو ادب سے لطف اندوز ہو سکے۔ آزادی کے بعد اردو طنز و مزاح کی انتھالوجی کا یہ کام پروفیسر ابوالکلام قاسمی نے مکمل کیا ہے۔ دائیں ہاتھ پر اردو متن دیا گیا ہے اور اس کے سامنے ہندی۔ مشکل لفظوں کے مختصر معنی نیچے درج کر دیے گئے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو۔ 'بھارت بھارتی سیریز' کے تحت پانچ کتابیں شائع کی جائیں گی۔ جن میں آزادی کے بعد اردو ادب کی مختلف اصناف کا جامع انتخاب پیش کیا جائے گا۔ امید ہے ان کتابوں کا خیر مقدم کیا جائے گا اور یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گی۔

ڈاکٹر علی جاوید

ڈائرکٹر

पेश लफ़्ज़

कौमी काउन्सिल बराए फ़रोग-ए-उर्दू ज़बान का बुनियादी मक़सद अच्छी किताबें, कम से कम कीमत पर मुहैया करना है ताकि उर्दू का दाइर-ए-कार ज़्यादा से ज़्यादा वसी हो, और सारे मुल्क में समझी, बोली और पढ़ी जाने वाली इस ज़बान की ज़रूरतें जहाँ तक मुम्किन हो सके पूरी की जायें, और निसाबी व ग़ैर-निसाबी किताबें आसानी से मुनासिब कीमत पर सब तक पहुँचें। ज़बान सिर्फ़ अदब नहीं, समाजी और तबई उलूम की अपनी अहमियत है। अदब ज़िन्दगी का आईना है और ज़बान की हमा-जेहत तरक्की के लिए उसे समाजी उलूम, साईंस और टेक्नालोजी से जोड़ना भी ज़रूरी है और उलूमे इन्सानिया से भी।

अब तक कौमी उर्दू काउन्सिल ने मुख़्तलिफ़ उलूम व फ़नून और अदबियात की सैंकड़ों किताबें शाए की हैं। एक मन्सूबाबन्द प्रोग्राम के तेहत बुनियादी, दर्सी और अदबी अहमियत की किताबें छापने का सिलसिला शुरू किया गया है। ज़ेरे-नज़र किताब 'भारत भारती सिरीज़' की तीसरी किताब है। इस सिरीज़ के तेहत आज़ादी के बाद के उर्दू अदब के इतिखाब को उर्दू और देवनागरी दोनों रस्मुल-ख़त में छापा जाएगा ताकि इस मुल्क का एक बड़ा तब्का जो उर्दू रस्मुल-ख़त नहीं जानता वह भी उर्दू अदब से लुत्फ़-अंदोज़ हो सके। आज़ादी के बाद उर्दू तन्ज़-व-मिज़ाह की ऐन्थालॉजी का ये काम प्रोफ़ेसर अबुल कलाम कासमी ने मुकम्मल किया है। दायें हाथ पर उर्दू मत्न दिया गया है और इस के सामने हिन्दी, मुश्किल लफ़्ज़ों के मुख़्तसर मानी नीचे दर्ज कर दिए गए हैं ताकि पढ़ने वालों को आसानी हो। 'भारत भारती सिरीज़' के तेहत पाँच किताबें शाए की जायेंगी जिनमें आज़ादी के बाद उर्दू अदब की मुख़्तलिफ़ अस्नाफ़ का जामे इतिखाब पेश किया जाएगा। उम्मीद है इन किताबों का ख़ैर मक़दम किया जाएगा और ये अपने मक़सद में कामयाब होंगी।

डा. अली जावेद

डायरेक्टर

فہرست

فہرست

X	ابوالکلام قاسمی	عرض مرتب
XI	ابوبل کلام کاسمی	اچھے مورتیتب
XIV	ابوالکلام قاسمی	مقدمہ
XV	ابوبل کلام کاسمی	مکددمہ
2	انجم مانپوری	1 انٹرویو
3	انجم مانپوری	2 انٹرویو
38	سید عابد حسین	3 انٹرویو
39	سید عابد حسین	4 انٹرویو
56	سید عابد حسین	5 انٹرویو
57	سید عابد حسین	6 انٹرویو
76	سید عابد حسین	7 انٹرویو
77	سید عابد حسین	8 انٹرویو
90	سید عابد حسین	9 انٹرویو
91	سید عابد حسین	10 انٹرویو
110	سید عابد حسین	11 انٹرویو
111	سید عابد حسین	12 انٹرویو
120	سید عابد حسین	13 انٹرویو
121	سید عابد حسین	14 انٹرویو
138	سید عابد حسین	15 انٹرویو
139	سید عابد حسین	16 انٹرویو
166	سید عابد حسین	17 انٹرویو
167	سید عابد حسین	18 انٹرویو
178	سید عابد حسین	19 انٹرویو
179	سید عابد حسین	20 انٹرویو

204	ملا ابن العرب کی	11	ڈرا دیکھنا یہ کس کی تصویریں ہیں
205	موتلا ابن عرب مکتبی		جرا دیکھنا یہ کس کی تصویریں ہیں
232	آوارہ	12	موتلا
233	آوارا		موتلا
244	دجاہت علی سندیلوی	13	سوانح حیات
245	دجاہت اعلیٰ سندیلوی		سوانح حیات
266	عبدالجیب سہالوی	14	تقریر
267	عبداللہ موجدی		تقریر
278	فکر تونسوی	15	دل کی ڈائریاں (ایک جیب کترے کی ڈائری)
279	فکر تونسوی		دل کی ڈائریاں (ایک جیب کترے کی ڈائری)
322	برق آشیانوی	16	انگلش میڈیم
323	برق آشیانوی		انگلش میڈیم
336	تخلص بھوپالی	17	پاندان والی خالہ
337	تخلص بھوپالی		پاندان والی خالہ
354	شین مظفر پوری	18	پوشیدہ خط و کتابت
355	شین مظفر پوری		پوشیدہ خط و کتابت
380	حسین عظیم آبادی	19	چتر
381	حسین عظیم آبادی		چتر
396	بھارت چند کھنہ	20	ضرورت ہے — ایک صدر کی
397	بھارت چند کھنہ		ضرورت ہے — ایک صدر کی
414	ابراہیم جلیس	21	دماغ چاٹنے والے
415	ابراہیم جلیس		دماغ چاٹنے والے
434	یوسف ناظم	22	شعر و ادب میں جانوروں کا حصہ
435	یوسف ناظم		شعر و ادب میں جانوروں کا حصہ
448	احمد جمال پاشا	23	ادب میں مارشل لا
449	احمد جمال پاشا		ادب میں مارشل لا
472	نریندر لوتھر	24	کوڈاں
473	نریندر لوتھر		کوڈاں

496	نادک حمزہ پوری	25	وانشور
497	नावک ہمجڑاپوری		دانیلشور
510	مجتبیٰ حسین	26	مرزا غالب کی پریس کانفرنس
511	موجتبا ہوسین		میڈیا گالیب کی پریس کانفرنس
536	ولپ سنگھ	27	خالی جگہ کوہ کرو
537	دیلیپ سنگھ		خالی جگہ کو پور کرو
546	اظہر مسعود	28	یہ لکھنؤ ہے
547	اچھر مسعود		یہ لکھنؤ ہے
556	پرویزید اللہ مہدی	29	مہمان بلائے جان
557	پرویزید اللہ مہدی		مہمان بلائے جان
576	رؤف خوشتر	30	کل ہند مجسمہ کانفرنس
577	رؤف خوشتر		کل ہند مجسمہ کانفرنس
588	معین اعجاز	31	انجمن برائے رسم اجرا
589	مورین اعجاز		انجمن برائے رسم اجرا
598	ارشاد علی خاں	32	آر۔ ایم۔ پی
599	ارشاد علی خاں		آر۔ ایم۔ پی
618	شفیقہ فرحت	33	ہدایت نامہ برائے ریسرچ اسکالر
619	شفیقہ فرحت		ہدایت نامہ برائے ریسرچ اسکالر
630	عجاز علی ارشد	34	آتی ہے اردو زبان.....
631	عجاز علی ارشد		آتی ہے اردو زبان.....
644	عابد معز	35	لابریری کی سیر
645	عابد معز		لابریری کی سیر

عرض مرتب

طنزیہ اور مزاحیہ مضامین کا یہ انتخاب آزادی کے بعد لکھے جانے والے مزاحیہ ادبی سرمایے کی ایک ایسی تصویر پیش کرتا ہے جس کے حوالے سے اس کے ارتقائی منازل کا بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں مرتب کے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہ درپیش تھا کہ تقسیم ہند کے بعد سرحد پار چلے جانے والے مزاح نگاروں کی نمائندگی کیوں کر ممکن ہو؟ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ آزادی یا تقسیم تک کے مزاحیہ اور طنزیہ ادبی سرمایے کی تشکیل میں انھوں نے بھی یکساں طور پر خدمات انجام دیں ہیں۔ اس مسئلے کا حل یہ نکالا گیا کہ آزادی کے بعد کی تحریروں کو مناسب ترین سیاق و سباق کے ساتھ انتخاب کے عمل سے گزرا جائے۔ چنانچہ ان چند نمائندہ مزاح نگاروں کی بعض تحریریں اس انتخاب میں شامل کر لی گئیں جنھوں نے ہندوستانی ادب کے معمار کا کردار ادا کیا تھا اور جن کی تحریروں کو تقسیم کے بعد بھی ہندوستان میں اس حد تک مقبولیت حاصل رہی کہ نصابی کتب اور تنقیدی تاریخ میں انہیں یکساں طور پر نمائندگی ملی۔ اس سلسلے میں پطرس بخاری اور ابراہیم جلیس کی مثالیں نمایاں ترین قرار دی جاسکتی ہیں۔

اس انتخاب میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ مزاحیہ ادب کے ذیل میں آنے والی ان تمام اقسام کو پیش نظر رکھا جائے جن کو کبھی طنز، کبھی ظرافت، کبھی ہجا اور کبھی استہزا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ تفنن طبع، تخیل اور طباعی کی نمائندگی کرنے والی یہ تمام اقسام یوں تو مزاحیہ ادب کے دائرہ کار کا تعین کرتی ہیں مگر اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے ان کی حدیں انشائیہ نگاری اور خاکہ نگاری تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لئے ایک جامع انتخاب کے لئے یہ بات لازمی تھی کہ وہ ہر رنگ اور ہر پرتو کی خواہ ایک ہی جھلک سہی، ضرور پیش کرے۔ آزادی سے قدرے قبل کے تسلسل کے ساتھ آزادی کے بعد کی نصف صدی

अर्ज मुरत्तिब

तन्जिया और मजाहिया मजामीन का यह इतिखाब आजादी के बाद के लिखे जाने वाले मजाहिया अदबी सरमाये की एक ऐसी तस्वीर पेश करता है जिस के हवाले से इतिर्काई¹ मनाज़िल का भी अन्दाज़ा लगाया जा सकता है। इस जिम्न में मुरत्तिब के लिए सब से बड़ा मसअला यह दरपेश था कि तक्सीमे-हिन्द के बाद सरहद पार चले जाने वाले मज़ाह-निगारों की नुमाइन्दगी क्यों कर मुमकिन हो? जबकि सूरते-हाल यह है कि आजादी या तक्सीम तक के मजाहिया अदबी सरमाये की तश्कील में उन्होंने भी यक्साँ तौर पर खिदमात अन्जाम दी हैं। इस मसअले का हल यह निकाला गया कि आजादी के बाद की तहरीरों को मुनासिब तरीन सियाको-सबाक² के साथ इतिखाब के अमल से गुज़ारा जाये। चुनान्चे उन चंद नुमाइन्दा मज़ाह-निगारों की बाज़ तहरीरें इस इतिखाब में शामिल कर ली गईं जिन्होंने हिन्दुस्तानी अदब के मेमार³ का किरदार अदा किया था और जिन की तहरीरों को तक्सीम के बाद भी हिन्दुस्तान में इस हद तक मक्बूलियत हासिल रही कि निसाबी कुतुब और तनकीदी तारीख में उन्हें यक्साँ तौर पर नुमाइन्दगी मिली। इस सिलसिले में पितरस⁴ बुखारी और इब्राहीम जलीस की मिसालें नुमायाँ-तरीन करार दी जा सकती हैं।

इस इतिखाब में इस बात की कोशिश की गई है कि मजाहिया अदब के ज़ैल में आने वाली उन तमाम अक्साम को पेशे-नज़र रखा जाये जिन को कभी तन्ज़, कभी ज़राफ़त, कभी हिजा और कभी इस्तहज़ा के नाम से याद किया जाता है। चूँकि तफन्नुने-तबा, शगुप्तगी और तब्बाई की नुमाइन्दगी करने वाली ये तमाम अक्साम यूँ तो मजाहिया अदब के दायरए-कार का तअय्युन करती हैं मगर अपनी-अपनी नौइयत के एतबार से उनकी हद में इन्शाइया-निगारी और ख़ाका-निगारी तक फैली हुई हैं। इसलिए एक जामेअ इतिखाब के लिए यह बात लाज़मी थी कि वह हर रंग और हर परत की ख्वाह एक ही झलक सही, ज़रूर पेश करे।

आजादी से कद्रे कब्ल के तसत्सुल के साथ आजादी के बाद की निस्फ़ सदी में तन्जिया और मजाहिया अदब का इतिर्का जिन ख़ुतूत पर हुआ

میں طنزیہ اور مزاحیہ ادب کا ارتقا جن خطوط پر ہوا ہے، ان کو واضح کرنے کے لیے مضامین کی ترتیب مصنفین کی تاریخ پیدائش (بلکہ زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ اسے زمانہ پیدائش کہا جائے) کے لحاظ سے رکھی گئی ہے۔ اس زمانی ترتیب میں تاریخی سیاق و سباق بھی مضمر ہے اور حروف تہجی کی ترتیب کا اصول اپنانے کے سبب ممکنہ فرق مراتب کے فقدان سے احتراز بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ تیسری صورت مراتب اور درجہ بندی کے لحاظ سے مصنفین کی تقدیم و تاخیر کی ترتیب قائم کی جاسکتی تھی، مگر اس صورت میں بھی ناقدانہ فیصلے کا اثر ملتا ہے جس سے دانستہ اجتناب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کسی بھی موضوع سے متعلق مضامین کا انتخاب بہ ظاہر بہت آسان معلوم ہوتا ہے، مگر ترتیب کا معاملہ آسان تو ہو سکتا ہے، انتخاب کا نہیں۔ مصنفین کے نمائندہ مجموعوں سے رجوع اور ان میں سے نمائندہ ترین تحریر کا انتخاب قوت فیصلہ کی بھی آزمائش ہے اور ادبی مذاق کا امتحان بھی۔ اس سلسلے میں اگر مجھے خالد حیدر کا تعاون حاصل نہ ہوتا تو اس انتشار میں یک جہتی قائم کرنا میرے لیے آسان نہ ہوتا۔

خالد حیدر چونکہ خود ایک کہنہ مشق اسلوب شناس ہیں اور غیر افسانوی نثر میں ان کا تخصص امتیازی نوعیت کا ہے، اس لیے ان کی عملی شرکت اور مراجع کی فراہمی، میرے لیے نصف سے زیادہ شرکت سے کم ثابت نہیں ہوئی۔ اس لیے اس نمائندہ انتخاب میں، خالد حیدر کو شریک غالب قرار دیا جاسکتا ہے۔ میں اس علمی تعاون کے لیے ان کا شکر گزار ہوں۔

انتخاب کردہ مضامین سے قبل ایک جامع مقدمہ میں طنزیہ و مزاحیہ ادب کی ماہیت اور دائرہ کار کے علاوہ اس نوع کے ادب کی سماجی اور ادبی معنویت کو خصوصیت کے ساتھ نشان زد کیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انتخاب آزادی کے بعد اردو نثر میں طنز، مزاح اور ظرافت کی صورت حال کی بھرپور نمائندگی کرے گا۔

ابوالکلام قاسمی

है, उन को बाज़ेह करने के लिए मजामीन की तरतीब मुसन्नेफीन की तारीखे-पैदाइश (बल्कि ज्यादा मुनासिब यह होगा कि उसे जमानाए-पैदाइश कहा जाये) के लिहाज से रखी गई है। इस ज़मानी तरतीब में तारीखी सियाको-सबाक भी मुजमर¹ है और हुरुफे²-तहज्जी की तरतीब का उसूल अपनाने के सबब मुमकिना फर्क से एहतराज भी मलहूजे-खातिर रखा गया है। तीसरी सूरत मरातिब और दर्जाबन्दी के लिहाज से मुसन्नेफीन की तक्दीमो-ताखीर³ की तरतीब कायम की जा सकती थी, मगर इस सूरत में भी नाकिदाना फैसले का तास्सुर मिलता है जिस से दानिस्ता इजतनाब करने की कोशिश की गई है।

किसी भी मौजूअ से मुतअल्लिक मजामीन का इतिखाब बज़ाहिर बहुत आसान मालूम होता है, मगर तरतीब का मामला आसान तो हो सकता है, इतिखाब का नहीं। मुसन्नेफीन के नुमाइन्दा मजमूओं से रुजूअ और उन में से नुमाइन्दा- तरीन तहरीर का इतिखाब क्यूवते-फैसला की भी आजमाइश है और अदबी मजाक का इम्तेहान भी। इस सिलसिले में अगर मुझे खालिद हैदर का तआवुन हासिल न होता तो इस इन्तेशार⁴ में इकजेहती कायम करना मेरे लिए आसान न होता।

खालिद हैदर चूँकि खुद एक कुहनामशक उस्तूब-शनास हैं और गैर-अफसानवी नस्र में उनका तख़स्सुस इम्तियाज़ी नौईयत का है, इसलिए उनकी अमली शिरकत और मराजेअ⁵ की फ़राहमी, मेरे लिए निस्फ़ से ज्यादा शिरकत से कम साबित नहीं हुई। इसलिए इस नुमाइन्दा इतिखाब में, खालिद हैदर को शरीके-ग़ालिब करार दिया जा सकता है। मैं इस इल्मी तआवुन के लिए उनका शुक्रगुज़ार हूँ।

इतिखाबकर्दा मजामीन से कब्ल एक जामेअ मुकद्दमे में तन्ज़िया व मजाहिया अदब की माहियत और दायरए-कार के अलावा इस नौअ के अदब की समाजी और अदबी मानवीयत को ख़ुसूसियत के साथ निशानज़द किया गया है। मुझे यकीन है कि यह इतिखाब आज़ादी के बाद उर्दू नस्र में तन्ज़, मज़ाह और ज़राफ़त की भरपूर नुमाइन्दगी करेगा।

अबुल कलाम कासमी

مقدمہ

دنیا کی کوئی بھی زبان بنیادی طور پر سماجی رابطے کا وسیلہ ہوتی ہے۔ زبان دو انسانوں کے درمیان رابطہ کی کڑی بھی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی ضرورت، مافی الضمیر اور خیالات سے واقفیت کا ذریعہ بھی۔ چونکہ صرف روزمرہ کی ضروریات اور کاروباری تعلق کی بنیاد پر انسانی زندگی نہیں گزرتی بلکہ انسان اپنے احساسات اور جذبات میں بھی دوسرے کو شریک کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس طرح کی شرکت کے لئے آدمی زبان کا سہارا لیتا ہے، اپنی بات کہتا ہے، دوسرے کی بات سنتا ہے اور زبان کے استعمال سے ہی ایک دوسرے کا ہمدرد و مساز بن جاتا ہے۔ ایک دوسرے کے دکھ درد اور خوشی اور مسرت میں شریک ہوتا ہے۔ جذبات و احساسات کی اس طرح کی شرکت اس بات کا بھی تقاضہ کرتی ہے کہ انسان اپنی خوشی یا اپنی اداسی کو پوری شدت کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کرے۔ مگر زبان کا روزمرہ استعمال جب جذبات کو زیادہ شدت سے بیان نہیں کر پاتا تو ایسی صورت میں انسان اسی زبان کو زیادہ ہنرمندی اور فن کاری کے ساتھ استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی وزن اور موسیقی کا سہارا لے کر شاعری کی صورت میں زبان کی شکل کو بدل دیتا ہے۔ کبھی اپنے جذبات و احساسات کو کہانی اور قصہ کا روپ دے کر پیش کرنا چاہتا ہے اور کبھی براہ راست بات کہنے کے بجائے ڈھکے چھپے الفاظ یا فنی تدبیر کاری کے ساتھ اپنے خیالات کو پیش کرتا ہے۔ بات کہنے اور جذبات و احساسات کا اظہار کرنے کے یہ سب طریقے ادبی

मुकद्दमा

दुनिया की कोई भी जवान बुनियादी तौर पर समाजी राबे का वसीला होती है। जवान दो इन्सानों के दरमियान राबे की कड़ी होती है और एक दूसरे की जरूरत, माफिज्जमीर¹ और खयालात से वाकफियत का जरिया भी है। चूँकि सिर्फ रोजमर्रा की जरूरियात और कारोबारी ताल्लुक की बुनियाद पर इन्सानी ज़िन्दगी नहीं गुजरती बल्कि इन्सान अपने एहसासात और जज़्बात में भी दूसरे को शरीक करना चाहता है, चुनान्चे इस तरह की शिरकत के लिए आदमी जवान का सहारा लेता है, अपनी बात कहता है, दूसरे की बात सुनता है और जवान के इस्तेमाल से ही एक दूसरे का हमदमो-दमसाज² बन जाता है। एक दूसरे के दुख-दर्द और खुशी और मुसरत में शरीक होता है। जज़्बात व एहसासात की इस तरह की शिरकत इस बात का भी तकाजा करती है कि इन्सान अपनी खुशी या अपनी उदासी को पूरी शिद्दत के साथ वयान करने की कोशिश करे। मगर जवान का रोजमर्रा³ इस्तेमाल जब जज़्बात को ज़्यादा शिद्दत से वयान नहीं कर पाता तो ऐसी सूरत में इन्सान इसी जवान को ज़्यादा हुनरमन्दी और फनकारी के साथ इस्तेमाल करने की कोशिश करता है। कभी वज़्न और मौसीकी का सहारा लेकर शायरी की सूरत में जवान की शकल को बदल देता है। कभी जज़्बात व एहसासात को कहानी और किस्से का रूप देकर पेश करना चाहता है और कभी बराहे-रास्त⁴ बात कहने के बजाए ढके-छुपे अल्फाज या फन्नी तदबीरकारी⁵ के साथ अपने खयालात को पेश करता है। बात कहने और जज़्बात व एहसासात का इज़हार करने के ये सब तरीके अदबी

1. दिल की बात, मतलब

2. दोस्त, राजदार

3. बोलचाल

4. सीधे

5. कलात्मक तरीके

اور تخلیقی اظہارات کے دائرہ کار کی تکمیل کرتے ہیں۔ عام طور پر ادب کو تخلیقی اور غیر تخلیقی کے خانوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے اور شاعری کی بیش تر اصناف کو اور کبھی کبھی نثر میں فکشن اور انشائیہ کو تخلیقی اصناف ادب کا حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ ان اصناف کے برخلاف سوانح، خودنوشت سوانح، خطوط، خاکہ نگاری، طنزیہ اور مزاحیہ مضامین جیسی اہم صنفوں کو اس حد تک ادب اور تخلیق کے دائرے سے باہر قرار دیا جاتا ہے، گویا یہ اصناف محض یہ نہیں کہ ادب نہ ہوں بلکہ صحافت سے جا ملی ہوں۔ اس رویے کا جواب کسی سخت گیر اصول کی تشکیل دینے کے بجائے اگر ادب اور ادبی تحریروں کی پلکار تقسیم کے حوالے سے دینے کی کوشش کی جائے تو یہ عقدہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اصناف ادب خالص ادب کے خانے میں آتی ہیں اور ان میں بالعموم بالواسطہ طرز اظہار کو اولیت حاصل ہوتی ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے علاوہ دوسری اصناف میں بالواسطہ بات نہیں کی جاتی۔ خود جن اصناف میں بالواسطہ طرز اظہار کی زیادہ گنجائش ہوتی ہے ان میں بھی براہ راست بیان کے ذریعہ ایک نئی طرح کی ادبیت اور تخلیقیت کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے۔ مثلاً بخیر استعارہ، علامت اور اشاریے کنائے کے غزل کا شعر کہا جاسکتا ہے۔ ہزاروں نظمیں براہ راست انداز میں کہی گئی ہیں۔ بہت سے افسانے صرف بیانیہ اور راست پلاٹ پر مبنی ہوتے ہیں اور ان میں پلاٹ یا وقت کی فطری ساخت میں کوئی تجربہ نہیں کیا جاتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ادبی اور تخلیقی تحریروں کا بنیادی امتیاز زبان کے خوبصورت، ترقی یافتہ اور تہہ دار استعمال کا ہے۔

اس قدرے تفصیلی پس منظر میں اگر ہم طنز و مزاح اور ظرافت پر مبنی نثری تحریروں کا جائزہ لینے کی کوشش کریں تو اندازہ ہوگا کہ طنز و ظرافت کا مزاج بنیادی طور پر تہہ دار اسلوب کے ساتھ ہی پھیلتا پھیلتا ہے۔ جس طرح علامت اور استعارہ کی بنیاد دو چیزوں کے مماثل رشتوں پر ہوتی ہے اسی طرح یا پھر اس کے برعکس طنز نگار مشترک قدروں کے بجائے غیر مشترک اور غیر مماثل چیزوں کی مدد سے طنز اور ظرافت کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ طنز اور ظرافت کے عناصر، لسانی اظہار کے کسی اسلوب یا کسی بھی صنف میں پائے جاسکتے ہیں۔ طنز پر محض شاعری یا محض نثر کی اجارہ داری نہیں ہے۔ اس

और तख्तीकी इजहारत के दायरए—कार की तकमील करते हैं। आम तौर पर अदब को तख्तीकी और गैर—तख्तीकी¹ के खानों में तकसीम कर लिया जाता है और शायरी की बेशतर अस्नाफ² को और कभी—कभी नख³ में फ़िक्शन और इन्शाइया को तख्तीकी अस्नाफे—अदब का हिस्सा तस्सवुर किया जाता है। इन अस्नाफ के बरखिलाफ सवानेह, खुद—नविश⁴, खुतूत, खाका निगारी, तन्ज़िया और मज़ाहिया मज़ामीन जैसी अहम सिन्फों को इस हद तक अदब और तख्तीक के दायरे से बाहर करार दिया जाता है, गोया ये अस्नाफ महज़ यह नहीं कि अदब न हों बल्कि सहाफत से जा मिली हों। इस रवय्ये का जवाब किसी सख्तागीर उसूल की तश्कील⁵ देने के बजाए अगर अदब और अदबी तहरीरों की लचकदार तकसीम के हवाले से देने की कोशिश की जाये तो ये ओक़दा आसानी से हल हो सकता है। इस में कोई शक नहीं कि बाज़ अस्नाफे—अदब ख़ालिस अदब के खाने में आती हैं और उन में बिल—उमूम बिलवास्ता⁶ तर्जे—इज़हार को अव्यलियत हासिल होती है। मगर इसका मतलब ये नहीं कि इनके अलावा दूसरी अस्नाफ में बिलवास्ता बात नहीं की जाती। खुद जिन अस्नाफ में बिलवास्ता तर्जे—इज़हार की ज़्यादा गुन्जाइश होती है उन में भी बराहे—रास्त बयान के ज़रिये एक नई तरह की अदबियत और तख्तीक की फ़िज़ा पैदा की जा सकती है। मसलन बगैर इस्तेआरा, अलामत और इशारे—कनाये के गज़ल का शेर कहा जा सकता है। हजारों नज़्में बराहे⁷—रास्त अन्दाज़ में कही गई हैं। बहुत से अफसाने सिर्फ़ बयानिया और रास्त—प्लाट पर मन्नी होते हैं और उनके प्लाट या वक़्त की फितरी साख़्त⁸ में कोई तज़र्बा नहीं किया जाता — इससे साबित होता है कि अदबी और तख्तीकी तहरीरों का बुनियादी इन्तयाज़ ख़ूबसूरत, तरक्की याफ़ता और तहदार इस्तेमाल का है।

इस कदरे—तफ़्सीली पसमंजर में अगर हम तन्ज़ो—मज़ाह और ज़राफ़त⁹ पर मन्नी नसरी तहरीरों का जायज़ा लेने की कोशिश करें तो अन्दाज़ा होगा कि तन्ज़ो—मज़ाह बुनियादी तौर पर तहदार उसलूब¹⁰ के साथ ही फलता फूलता है। जिस तरह अलामत और इस्तेआरे की बुनियाद दो चीज़ों के मोमासिल रिश्तों पर होती है इसी तरह या फिर इसके बरअक्स तन्ज़निगार मुश्तरक कदरों के बजाए गैर—मुश्तरक और गैर—ममासिल चीज़ों की मदद से तन्ज़ो—ज़राफ़त की फ़िज़ा पैदा करने की कोशिश करता है। मज़ीदबरऑ¹¹ यह कि तन्ज़ और ज़राफ़त के अनासिर—लिसानी¹² इज़हार¹³ के किसी उसलूब या किसी भी सिन्फ में पाए जा सकते हैं। तन्ज़ पर महज़ शायरी या महज़ नख की इज़ारादारी नहीं है। इस

-
1. रचनात्मक	2. विद्याएं	3. गद्य	4. जीवनी	5. बनावट
6. ज़रिये से, सहारे से	7. हंसी—ठिठोली	8. प्रत्यक्ष	9. बनावट	
10. शैली	11. इसके अलावा	12. भाषा की बनावट	13. अभिव्यक्ति	

سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ طنز یا مزاح کسی صنف کا لازماً نہیں بلکہ یہ اسلوب کی صفت ہے۔ اس اعتبار سے اس کا صفت ہونا اور بھی زیادہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ طنز اور مزاح کا موضوع سے بہت زیادہ لینا دینا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جس موضوع کو نہایت سنجیدگی سے غور و فکر کا محور تصور کیا جاتا ہے بالکل اسی موضوع کے بیان میں طرح طرح کے طنز یہ اور مزاحیہ پہلو پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ اردو کی مختلف اصناف نثر اور اصناف شاعری میں طنز یہ طریق اظہار کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔ مثلاً شاعری میں ہزاروں قطعے، ان گنت نظمیں اور لا تعداد غزلیں کہی جا چکی ہیں، جب کہ نثر میں خطوط نگاری ہو، سفر نامے ہوں، خاکے ہوں یا انشائیے، ہر جگہ طنز و مزاح کے عناصر اپنی شمولیت کے ساتھ اس صنف کو صنفی خصوصیات کے ساتھ باقی رکھنے کے باوجود طنز یہ پہلو کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انشائیہ کی صنف میں طنز یہ اور مزاحیہ اسلوب کے ابھرنے اور نکھرنے کے امکانات قدرے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے عام طور پر انشائیہ نگار کو طنز و مزاح نگار کا مترادف بھی تصور کر لیا جاتا ہے۔ رشید احمد صدیقی ہوں، مشتاق احمد یوسفی ہوں، کرنل محمد خاں ہوں، شفیق الرحمن ہوں یا مجتبیٰ حسین، ان سب کے یہاں انشائیہ اور خاکے میں طنز یہ اسلوب کو بھرپور طریقے پر استعمال کرنے کی عمدہ کوشش ملتی ہیں۔ اگر انشائیہ نگاری کی تاریخ میں مزید پیچھے کی طرف جایا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ خواجہ حسن نظامی، فرحت اللہ بیگ، بطرس بخاری، عظیم بیگ چغتائی جیسے تمام طنز نگاروں کے یہاں انشائیہ کی صنف کو وسیلہ بنانے کا رجحان عام رہا ہے۔

اردو میں طنز کا لفظ انگریزی کے Satire کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جب کہ Irony کے لئے بھی بسا اوقات طنز یا طعنے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 'طنز' کی اصطلاح میں سیدھے سادے طنز یہ انداز کے ساتھ تہہ دار اور متضاد کیفیت رکھنے والی IRONY کا مفہوم بھی شامل ہو جاتا ہے۔ طنز کے برخلاف انگریزی لفظ Humour کے مترادف کی حیثیت سے بھی مزاح یا طعراقت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ سید احتشام حسین کا کہنا ہے کہ طعراقت کا مقصد تفریق ہوا کرتا ہے اور طنز کا مقصد انسانی زندگی کی افراط و تفریط کی نشاندہی اور اصلاح۔ اس پس منظر میں

से यह भी अन्दाज़ा होता है कि तन्ज़ या मज़ाह किसी का लाज़ेमा नहीं बल्कि यह उस्तूब की सिफ़त है। इस एतबार से इसका सिफ़त होना और भी ज़्यादा यकीनी मालूम होता है कि तन्ज़ और मज़ाह का मौज़ूअ से बहुत ज़्यादा लेना देना नहीं होता। यही वजह है कि जिस मौज़ूअ को निहायत संजीदगी से गौरो-फ़िक्र का महवर तस्सपुर किया जाता है बिल्कुल उसी मौज़ूअ के बयान में तरह-तरह के तन्ज़िया और मज़ाहिया पहलू पैदा किए जा सकते हैं। उर्दू की मुख़्तलिफ़ अस्नाफ़े-नस्र और अस्नाफ़े-शायरी में तन्ज़िया तरीक़ए-इज़हार का सहारा लिया जा सकता है। मसलन शायरी में हज़ारों कतए, अनगिनत नज़में और लातादाद गज़लें कही जा चुकी हैं, जबकि नस्र में खुतूत-निगारी हो, सफ़र-नामे¹ हों, खाके हों या इन्शाइये, हर जगह तन्ज़ो-मिज़ाह के अनासिर अपनी शमूलियत के साथ उस सिन्फ़ को सिन्फ़ी खुसूसियात के साथ बाकी रखने के बावजूद तन्ज़िया पहलू का इजाफ़ा कर देते हैं - ताहम इस हकीकत से इन्कार नहीं किया जा सकता कि इन्शाइये की सिन्फ़ में तन्ज़िया और मज़ाहिया उसलूब के उभरने और निखरने के इमकानात कदरे ज़्यादा होते हैं। इस लिए आमतौर पर इन्शाइया-निगार को तन्ज़ो-मिज़ाह-निगार का मुतरादिफ़² भी तस्सपुर कर लिया जाता है। रशीद अहमद सिद्दीकी हों, मुस्ताक़ अहमद यूसुफी हों, कर्नल मुहम्मद ख़ाँ हों, शफीक़ुर्रहमान हों या मुजतबा हुसैन, इन सब के यहाँ इन्शाइया और खाके में तन्ज़िया उसलूब को भरपूर तरीक़े पर इस्तेमाल करने की उम्दा कोशिश मिलती है। अगर इन्शाइया-निगारी की तारीख़ में मज़ीद पीछे की तरफ़ जाया जाए तो अन्दाज़ा होता है कि ख़ाजा हसन निज़ामी, फ़रहतुल्लाह बेग, पितरस बुख़ारी, अज़ीम बेग़ चुग़ताई जैसे तमाम तन्ज़-निगारों के यहाँ इन्शाइये की सिन्फ़ को यसीला बनाने का रुजहान आम रहा है।

उर्दू में तन्ज़ का लफ़्ज़ अंग्रेज़ी के Satire के मुतरादिफ़ के तौर पर इस्तेमाल होता है, जबकि Irony के लिए भी बसा-औक़ात तन्ज़ या तन्ज़ो-मलीह की इस्तेलाह³ इस्तेमाल की जाती है। इस का मतलब यह हुआ कि 'तन्ज़' की इस्तेलाह में सीधे-सादे तन्ज़िया अन्दाज़ के साथ तहदार और मुतज़ाद कैफ़ियत रखने वाली IRONY का मफ़हूम भी शामिल हो जाता है - तन्ज़ के बरख़िलाफ़ अंग्रेज़ी लफ़्ज़ Humour के मुतरादिफ़ की हैसियत से मज़ाह या ज़राफ़त के अल्फ़ाज़ इस्तेमाल किये जाते हैं। सैय्यद एहतशाम हुसैन का कहना है कि ज़राफ़त का मक़सद तफ़रीह हुआ करता है और तन्ज़ का मक़सद इन्सानी जिन्दगी की इफ़रातो-तफ़रीत⁴ की निशानदेही और इस्लाह - इस पस-मंज़र में

1. यात्रा-वृतांत

2. ऐसे शब्द जिनका अर्थ एक हो

3. परिभाषिक शब्द

4. असंतुलित

اکبر کی شاعری کو طنزیہ اور دلاور نگار کی شاعری کو مزاحیہ قرار دینا ہی موزوں ہے۔ نذیر احمد کے ابن الوقت میں طنز کی کارفرمائی ملتی ہے جب کہ توبہ النصوح میں ظاہر دار بیگ وغیرہ کے کرداروں میں مزاح کی جھلک ملتی ہے۔ اسی طرح بطرس کے یہاں خالص مزاح ملتا ہے، طنز خال خال ہی ملتا ہے۔

اسٹیفن لی کا کہنے والے نے مزاحیہ تحریروں کی فنی شناخت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”مزاح“ زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا اظہار فن کارانہ طور پر ہوا ہو۔“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مزاح کی تخلیق بالعموم زندگی کی ناہمواریوں کے شعور سے ہوتی ہے، جب کہ اس کے برخلاف طنزیہ لہجہ اپنے ماحول اور معاشرے سے بے اطمینانی کا زائیدہ ہوتا ہے۔ اس لئے مزاح کے لئے طنز کی شمولیت ناگزیر نہیں ہوتی جب اس کے برخلاف طنز کے لئے مزاحیہ پیرایے کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی جاتی ہے۔ اور یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے اور نفسیاتی طور پر وٹوٹی انگیز بھی ہے۔ اس لئے کہ اگر طنز میں مزاح کی شمولیت نہ ہو تو کبھی کبھی طنز بے رحمی اور شقاوت کی حدود کو بھی چھو لیتا ہے۔ مزاح کی آمیزش طنز کی تلخی کو کم کرتی ہے، اسے گوارہ بناتی ہے اور طنز میں دلچسپی کے عنصر کا اضافہ کر دیتی ہے۔ اگر ہم اردو کی روایت کے حوالے سے طنز اور مزاح کے تاریخی تصور کو سمجھنا چاہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابتدائی طور پر طنز کی عمدہ نمائندگی ہجو گوئی نے کی تھی اور رفتہ رفتہ ہجو میں شامل ذاتی پسند و ناپسند کے عناصر نے مزاح کے عنصر کی آمیزش کے ساتھ اسے ایک تلخ مگر گوارہ ادبی اظہار کی حیثیت حاصل کر لی۔ طنز ایک طرف تو طنزیہ تحریر لکھنے والے کے تاثر یا ذاتی رد عمل کی حیثیت رکھتا ہے جب کہ مزاح رد عمل کے بجائے اپنے آپ میں کمزوری تحریک ہوتی ہے جو مزاح نگار کے تفنن طبع کی ایک صورت ہے۔ تاہم طنز اور مزاح میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جب دونوں ایک دوسرے سے ہم رشتہ ہو جاتے ہیں تو طنز سے جہاں جراحت پہنچنے کا امکان ہوتا ہے وہیں مزاح سے اصلاح کا مقصد پورا کیا جاسکتا ہے۔ مزاح بالعموم انسانی زندگی کے تضادات یا قول و فعل کے فرق کو نمایاں کرتا ہے مگر کائنات میں بوجہ صورت حال اور عجوبہ شخصیتوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔ مزاح نگار شخصیت یا صورت حال کی بوالعجبی پر تسخیرانہ نگاہ ڈال کے آگے بڑھ جاتا ہے، زیادہ دیر تک اس فضا میں اپنے آپ کو مصروف

अकबर की शायरी की तन्जिया और दिलावर फिगार की शायरी को मजाहिया करार देना ही मौजू है। नजीर अहमद के इब्नुल-यक़्त में तन्ज़ की कारफरमाई मिलती है जबकि तौबतुन्नसूह में जाहिरदार बेग वगैरह के किरदारों में मजाह की झलक मिलती है। इसी तरह पितरस के यहाँ ख़ालिस मजाह मिलता है, तन्ज़ ख़ाल-ख़ाल ही मिलता है।

स्टीफन-ली-काक ने मजाहिया तहरीरों की फन्नी शिनाख़्त करते हुए लिखा है कि "मिजाह" जिन्दगी की नाहमयारियों के इस हमदर्दना शऊर का नाम है जिसका इज़हार फनकाराना तौर पर हुआ हो। इसका मतलब यह हुआ कि मजाह की तखलीक बिलअमूम जिन्दगी की नाहमयारीयों के शऊर से होती है, जबकि इसके बरख़िलाफ़ तन्जिया लहजा अपने माहौल और मुआशरे से बेइत्मिनानी का जायेदा¹ होता है। इसलिए मजाह के लिए तन्ज़ की शमूलियत नागुजीर² नहीं होती जब कि इसके बरख़िलाफ़ तन्ज़ के लिए मजाहिया पैराए की ज़रूरत हमेशा महसूस की जाती है। और यह बात करीने-कयास भी मालूम होती है और नपिसयाती तौर पर वसूकअंगेज³ भी। इसलिए कि अगर तन्ज़ में मिजाह की शमूलियत न हो तो कभी-कभी तन्ज़ बे-रहमी और शकावत⁴ की हदों को भी छू लेता है। मजाह की आमेज़िश तन्ज़ की तल्ख़ी को कम करती है, उसे गवारा बनाती है और तन्ज़ में दिलचस्पी के उन्सुर का इजाफ़ा कर देती है। अगर हम उर्दू की रवायत⁵ के हवाले से तन्ज़ और मजाह के तारीखी तस्सवुर को समझना चाहें तो कह सकते हैं कि इब्तदाई तौर पर तन्ज़ की उम्दा नुमाइन्दगी हज्य-गोई⁶ ने की थी और रफ़ता-रफ़ता हज्य में शामिल जाते पसंद व ना पसंद के अनासिर ने मजाह के उन्सुर की आमेज़िश के साथ उसे एक तल्ख़ मगर गवारा अदबी इज़हार की हैसियत हासिल कर ली। तन्ज़ एक तरफ़ तो तन्जिया तहरीर लिखने वाले के तास्सुर या जाती रदेअमल की हैसियत रखता है जबकि मजाह रदेअमल के बजाए अपने आप में कमज़ोर सी तहरीक होती है जो मजाह-निगार के तफन्नुने-तबअ⁷ की एक सूरत है। ताहम⁸ तन्ज़ और मजाह में गहरा ताअल्लुक होता है। जब दोनों एक दूसरे से हम-रिशता हो जाते हैं तो तन्ज़ से जहाँ जराहत पहुँचने का इमकान होता है वहीं मजाह से इस्लाह का मकसद पूरा किया जा सकता है। मजाह बिलअमूम इन्सानि जिन्दगी के तज़ादात⁹ या कौलो-फ़ेल के फर्क को नुमायाँ करता है मगर कायनात में बुलअजब¹⁰ सूरते-हाल और अज़ूबा शख़सीयतों की भी कोई कमी नहीं। मजाह-निगार शख़सीयत या सूरते-हाल की बुलअजबी पर तमस्सुदराना¹¹ निगाह डाल कर आगे बढ़ जाता है, ज़्यादा देर तक इस फिजा में अपने आप को मसरुफ़

1. पैदा किया हुआ	2. अनिवार्य	3. भरोसे के लायक	4. संगदिली
5. परम्परा	6. किसी की बुराई में शेर लिखना	7. हंसी, दिल लगी	
8. फिर भी	9. टकराव	10. अनोखी	11. खिल्ली उड़ाना

نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ عجیب سے عجیب صورت حال اور متضاد رویے کا مٹھک پہلو بھی زیادہ توجہ دینے سے بعض سنجیدہ سیاق و سباق کی گنجائش پیدا کر لیتا ہے۔

ارسطو نے ہنسی اور مزاح کی صورت حال پر رائے دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ہنسی کسی ایسی بد صورتی کو دیکھنے سے وجود میں آتی ہے جو درد انگیز نہ ہو۔ درد انگیزی کے عنصر کا ذکر کر کے ارسطو نے درحقیقت المیاتی صورت حال اور قابل رحم مناظر کو طنز و مزاح یا تمسخر کی فضا سے ماوراء ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ رحم، ہمدردی اور انسانی حمیت کے جذبے کو جن موقعوں پر بروئے عمل آنا چاہئے ان موقعوں یا صورت حال کو تمسخر کی آمیزش سے ملوث نہیں کیا جانا چاہیے، ورنہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے بے معنی ہونے کا اندیشہ پیدا ہوتا رہے گا۔ کائنات نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ہنسی اور مزاح کی فضا وہاں پیدا ہوتی ہے جب کوئی چیز ہوتے ہوئے رہ جاتی ہے اور ہماری توقعات بلبلے کی طرح پھٹ جاتی ہیں۔ کبھی کبھی کامیابی کی ساری لذت انجام کار سے پہلے تنگی میں تبدیل ہو جاتی ہے یا ہونے یا نہ ہونے کی درمیانی کیفیت انسان کو تذبذب کی فضا میں تمسخرانہ ماحول سے دوچار کر دیتی ہے۔ شوپنہار نے کہا تھا کہ ہنسی، تخیل اور حقیقت کے مابین ناہمواری کے وجود کو اچانک محسوس کر لینے سے جنم لیتی ہے۔ یہ ناہمواری ایک ایسی ناہمواری یا نامناسبیت ہوتی ہے جو زندگی کے مختلف مرحلوں میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ شاید اسی باعث کہا جاتا ہے کہ زندگی میں اتنی ہی ناہمواریاں اور بوجھاں ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا، اس لئے جس آدمی میں جس قدر زیادہ حس مزاح ہوتا ہے وہ اسی خوبصورتی کے ساتھ زندگی کی ناہمواریوں اور تلخیوں کو برداشت کر لینے کی اہلیت کا ثبوت دے پاتا ہے۔ ادبی صنف کے اعتبار سے اگر طنز و مزاح میں تفریق کرنے کی کوشش کی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ مزاح نگار زندگی کی ناہمواریوں سے محظوظ ہوتا ہے جب کہ طنز نگار ان ناہمواریوں سے نفرت کرتا ہے اور اس نوع کی ناپسندیدہ چیزوں کو استہزاء میں اڑا دینے کی طرف مائل رہتا ہے۔

طنز اور مزاح کے عناصر یوں تو ادب میں ایک ساتھ ادبی اظہار کا وسیلہ بنتے ہیں، مگر نفسیاتی اعتبار سے ان دونوں عناصر کے مجتمع ہونے کا جواز یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے سہارے کام کرتے ہیں۔ اگر طنز ہی طنز ہو اور مزاح کی چاشنی نہ ہو تو طنز یہ ادب

नहीं रखता। इस लिए कि अजीब से अजीब सूरते—हाल और मुतजाद रव्वइये का मुजहिक¹ पहलू भी ज़्यादा तव्वजो देने से बाज़ संजीदा सियाको—सबाक² की गुंजाइश पैदा कर लेता है।

अरस्तू ने हंसी और मज़ाह की सूरते—हाल पर राय देते हुए लिखा है कि हंसी किसी ऐसी बदसूरती को देखने से वजूद में आती है जो दर्दअंगेज़ न हो। दर्दअंगेज़ी के उन्सुर का ज़िक्र करके अरस्तू ने दर—हकीकत अलमियाती³ सूरते—हाल और काबिले—रहम् मनाज़िर को तन्ज़ो—मज़ाह या तमस्खुर की फ़िज़ा से मावरा साबित करने की कोशिश की है। इसका मतलब यह भी है कि तरहहुम, महददी और इन्सानी हमीय्यत के जज़्बे को जिन मौकों पर बरुए—अमल आना चाहिए उन मौकों या सूरते—हाल को तमस्खुर की आमेज़िश से मुलव्विस किया जाना चाहिए, वरना इन्सानियत की आला अक्दार⁴ के बेमानी होने का अन्देशा पैदा होता रहेगा। कान्ट ने एक जगह लिखा है कि हंसी और मज़ाह की फ़िज़ा वहाँ पैदा होती है जब कोई चीज़ होते—होते रह जाती है और हमारी तवक्कोआत बुलबुले की तरह फट जाती है। कभी—कभी कामयाबी की सारी लज़्ज़त अन्जामे—कार से पहले तल्खी में तब्दील हो जाती है या होने या न होने की दरमियानी कैफ़ियत इन्सान को तज़बज़ुब⁵ की फ़िज़ा में तमसखुराना माहौल से दो—चार कर देती है। शोपन्हार ने कहा था कि हंसी, तखय्युल और हकीकत के माबैन नाहमवार साये के वजूद को अचानक महसूस कर लेने से जन्म लेती है। ये नाहमवारी एक ऐसी नाहमवारी या नामुनासिबत होती है जो जिन्दगी के मुख्तफ़ि मरहलों में हमारे सामने आती है। शायद इसी बायस कहा जाता है कि जिन्दगी में इतनी ही नाहमवारियाँ और बुलअजबियाँ हैं कि उनका शुमार नहीं किया जा सकता, इस लिए जिस आदमी में जिस कदर ज़्यादा हिस्से—मज़ाह होता है वह उसी खूबसूरती के साथ जिन्दगी की नामहवारियों और तल्खियों को बर्दाश्त कर लेने की अहलियत का सबूत दे पाता है। अदबी सिन्फ़ के एतबार से अगर तन्ज़ो—मज़ाह में तफ़रीक करने की कोशिश की जाए तो कहा जा सकता है कि मज़ाह—निगार जिन्दगी की नाहमवारियों से महजूज़⁶ होता है जब कि तन्ज़—निगार इन नाहमवारियों से नफ़रत करता है और इस नौअ⁷ की नापसन्दीदा चीज़ों को इस्तहज़ा⁸ में उड़ा देने की तरफ़ माएल रहता है।

तन्ज़ और मज़ाह के अनासिर यूँ तो अदब में एक साथ अदबी इज़हार का वसीला बनते हैं, मगर नफ़िसयाती एतबार से इन दोनों अनासिर के मुजतमा होने का जवाज़⁹ यह है कि दोनों एक दूसरे के सहारे काम करते हैं। अगर तन्ज़ हो और मज़ाह की चाशनी न हो तो तन्ज़िया अदब

-
1. हंसाने वाला	2. संदर्भ	3. शोकजनक	4. मूल्य	5. बेचैनी
6. आनंद	7. प्रकार	8. व्यंग	9. इजाज़त (दलील)	

ناگوار ہونے کی حد تک ناپسندیدہ ہو سکتا ہے۔ اسی لئے طنز کے سہارے کے لئے مزاح کی ضرورت بہر حال ہر زمانے میں محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اس طرح مزاح اگر صرف اپنے سہارے آگے بڑھنے کی کوشش کرے تو مزاح نگار ایک ہنسوڑ اور بے مقصد مضمحل کرنے والے لوگوں میں شمار کیا جائے گا۔ جب کہ مزاح کے ساتھ طنزیہ اسلوب کی آمیزش کسی بھی تحریر کو بامعنی، بامقصد اور زندگی کے لئے کارآمد ثابت کر سکتی ہے۔ طنز نگار جس چیز پر ہنستا ہے اسے تبدیل کرنے کا عندیہ بھی اس کے اندر ضرور موجود رہتا ہے۔ جب کہ طنز کے برخلاف مزاح نگار زندگی اور ماحول سے اپنی مفاہمت اور اس میں دلچسپی لینے کے رویے کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی ایک مزاح نگار جس چیز پر بظاہر ہنستا ہے، درحقیقت وہ اس چیز سے داخلی طور پر محبت بھی کرتا ہے۔ طنز کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ طنز میں کسی نہ کسی شکل میں جذبہ انتقار ضرور موجود ہوتا ہے جب کہ مزاح میں مزاح نگار کا غالب رویہ ایک ہمدرد اور مونس و خیر خواہ کا ہوتا ہے۔

مشرق و مغرب میں طنز و مزاح کی کوئی نہ کوئی صورت ابتدائی زمانے کے ادبی اسالیب میں ضرور موجود رہی ہے۔ مغرب میں تو طنزیہ تحریروں کی ایک طویل روایت ہے۔ عربی اور فارسی میں تنقید یا تنسخر کے جو عناصر شاعری میں سامنے آیا کرتے تھے وہ دراصل طنز و مزاح کی حیثیت رکھتے تھے۔ یوں بھی عربی میں ایک مقولہ شروع سے ہی مشہور ہے کہ ”المُسلح فی الکلام کا المُلح فی الطعام“ یعنی ”گفتگو میں تموڑے بہت مزاح کی حیثیت ایسی ہی ہوتی ہے جیسی کھانے میں نمک کی حیثیت ہوتی ہے“ کہ اس کی وجہ سے کھانے کے ذائقے میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صلاح الدین احمد نے یہ بات غلط نہیں کہی ہے کہ ”کسی بھی قوم کی ذہنی پختگی کا اندازہ اس کے حس مزاح اور طرافت سے، سب سے بہتر طریقے پر لگایا جاسکتا ہے۔“ جس معاشرے میں طنز و مزاح کا دور دورہ ہوتا ہے اس معاشرے کے بارے میں آسانی سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس معاشرے میں اپنے رویوں پر نظر ثانی کرنے کی صلاحیت موجود ہے، اور جس قوم یا معاشرے میں اپنے رویوں پر نظر ثانی کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے وہ قوم اپنے آپ کو ہر زمانے اور ہر صورت حال میں بامعنی بنائے رکھ سکتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے اس بات کا اندازہ بھی لگایا

नागवार होने की हद तक नापसंदीदा हो सकता है। इसी लिए तन्ज के सहारे के लिए मज़ाह की ज़रूरत बहर हाल हर ज़माने में महसूस की जाती रही है। इसी तरह मज़ाह अगर सिर्फ अपने सहारे आगे बढ़ने की कोशिश करे तो मज़ाह-निगार एक हंसोड़ और बेमकसद ठिठोल करने वाले लोगों में शुमार किया जाएगा। जबकि मज़ाह के साथ तन्ज़िया उस्तूब की आमेज़िश किसी भी तहरीर को बामानी¹, बामकसद और जिन्दगी के लिए कारआमद साबित कर सकती है। तन्ज़-निगार जिस चीज़ पर हंसता है उसे तब्दील करने का इन्दिआ भी उसके अन्दर ज़रूर मौजूद रहता है। जबकि तन्ज़ के बरखिलाफ मज़ाह-निगार की जिन्दगी और माहौल से अपनी मफ़ाहमत और उस में दिलचस्पी लेने के रवय्ये को ज़ाहिर करता है। यानी एक मज़ाह-निगार जिस चीज़ पर बज़ाहिर हंसता है, दरहकीकत वह उस चीज़ से दाखिली तौर पर मोहब्बत भी करता है। तन्ज़ के बारे में कहा जाता है कि तन्ज़ में किसी न किसी शकल में जज़्बए-इफ़तख़ार² ज़रूर मौजूद होता है जबकि मज़ाह-निगार का ग़ालिब रवय्या एक हमदर्द और मूनिस व ख़ैर-ख़्वाह का होता है।

मशरिको-मगरिब³ में तन्ज़ो-मज़ाह की कोई न कोई सूरत इस्तदाई ज़माने के अदबी असालीब में ज़रूर मौजूद रही है। मगरिब में तो तन्ज़िया तहरीरों की एक तवील रवायत है। अरबी और फ़ारसी में तज़हीक या तमसख़ुर के जो अनासिर शायरी में सामने आया करते थे वह दरअसल तन्ज़ व मज़ाह की हैसियत रखते थे। यूँ भी अरबी में एक मक़ूला शुरु से ही मशहूर है कि "अलमलह फ़ीलकलाम मलमहे फ़ीत्तआम" यानी "गुफ़तगू में थोड़ी बहुत मज़ाह की हैसियत ऐसी ही होती है जैसी खाने में नमक की हैसियत होती है" कि इसकी वजह से खाने के ज़ाएके में इज़ाफ़ा हो जाता है। सलाहुद्दीन अहमद ने यह बात गुलत नहीं कही है कि "किसी भी कौम की ज़ेहनी पुख़्तगी का अन्दाज़ा उसके हिस्से-मज़ाह और ज़राफ़त से, सब से बेहतर तरीक़े पर लगाया जा सकता है।" जिस मोआशरे में तन्ज़ो-मज़ाह का दौर दौरा होता है उस मोआशरे के बारे में आसानी से इस बात का अन्दाज़ा लगाया

1. अर्थमय

2. गर्व

3. पूरब और पश्चिम

جاسکتا ہے کہ ادیب اپنے ماحول اور سماج کی بے اعتدالیوں اور افراد کی افراط و تفریط پر طنز و مزاح کے وسیلے سے کس طرح احتساب کی نگارہ رکھتا ہے اور اپنی تحریر کو بے اعتدالیوں کا پیمانہ بنادیتا ہے۔

ان باتوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سنجیدہ زندگی کی حد سے بڑھی ہوئی بیوسیت اور عدم توازن کو اعتدال سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے جس مزاح کی کس حد تک ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جب ادبی اظہار کے طور پر مزاح کی صلاحیت کو رو بہ عمل لایا جاتا ہے تو اس کے ادبی وسائل کیا ہو سکتے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں اگر مزاح نگاروں کے ادبی طریق کار کا ایک سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ زبان کا مخصوص استعمال اکثر خود اپنے آپ میں مزاح کے عنصر کو نمایاں کرنے کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے۔ اس بات کو بعض نقادوں نے زبان کی بازیگری کا نام بھی دیا ہے۔ یعنی اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوا کہ زبان کی ساخت کو بدل کر، یا اس کے مروجہ محاورے میں انحراف کر کے بھی مزاح پیدا کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ موازنے اور مقابلے کی فضا پیدا کر کے بھی مزاح کے عنصر کو نمایاں کیا جاسکتا ہے۔ مگر زبان کا بازی گرانہ استعمال، اور موازنہ، اظہار کی سطح پر کسی بھی موضوع میں مزاحیہ کیفیت کو شامل کرنے کا وسیلہ تو ضرور ثابت ہوتا ہے، مگر مواد اور موضوع کی سطح پر مزاحیہ صورت واقعہ یا مزاحیہ کرداروں سے جب بھی مزاحیہ ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی تو ہم اسے براہ راست مزاح کی تخلیق سے زیادہ مزاحیہ پس منظر کا نام دے سکتے ہیں۔ اکثر اس ضمن میں یہ سوال بھی اٹھایا جاتا ہے کہ مزاحیہ ادب کس حد تک سنجیدہ ادبی اکتساب کا متبادل ثابت ہو سکتا ہے؟ تو اس سلسلے میں سب سے پہلے تو اس بات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ مزاحیہ ادبی اظہار کو کبھی بھی الگ سے ایک اکائی کی حیثیت سے دیکھنا مناسب نہیں ہوتا۔ زندگی میں مزاح کی اہمیت اور تفریق طبع کی انسانی فطرت کے حوالے سے جب بھی مزاحیہ ادب کی قدر و قیمت کا تعین کرنے کی کوشش کی جائے گی، تو اسے کسی بھی طرح دوسرے درجے کے ادب یا ادبی اظہار کے بنیادی دھارے سے الگ کسی ادبی اسلوب کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اردو میں ہی نہیں بلکہ دوسری بڑی زبانوں کے شعری ادب میں تعصین یا پیروڈی کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اسی لئے اس ضمن میں پیروڈی یا تعصین

जा सकता है कि उस मोआशरे में अपने रवय्यों पर नज़रे-सानी करने की सलाहियत मौजूद है और जिस कौम या मोआशरे में अपने रवय्यों पर नज़रे-सानी करने की सलाहियत मौजूद होती है वह कौम अपने आप को हर जमाने और हर सूरते-हाल में बा-मानी बनाए रख सकती है। इस नुक्ते-नज़र से इस बात का अन्दाज़ा भी लगाया जा सकता है कि अदीब अपने माहौल और समाज की बेतदालियों और अफ़राद की अफ़रातो-तफ़रीत पर तन्ज़ो-मज़ाह के वसीले से किस तरह एहतसाब¹ की निगाह रखता है और अपनी तहरीर को बेतदालियों का पैमाना बना देता है।

इन बातों से अन्दाज़ा लगाया जा सकता है कि संजीदा जिन्दगी की हद से बड़ी हुई यबूसत² और अदम तवाज़ुन³ को एतदाल से हमआहंग रखने के लिए हिस्से-मज़ाह की किस हद तक जरूरत होती है। लेकिन जब अदबी इज़हार के तौर पर मज़ाह की सलाहियत को रुबअमल लाया जाता है तो उसके अदबी वसायल क्या हो सकते हैं? इस सवाल के जवाब में अगर मज़ाह-निगारों के अदबी तरीक़े-कार का एक सरसरी जायज़ा भी लिया जाए तो अन्दाज़ा होता है कि ज़बान का मख्सूस इस्तेमाल अक्सर खुद अपने आप में मज़ाह के उन्सुर को नुमायों करने का वसीला साबित होता है। इस बात को बाज़ नक्कादों ने ज़बान की बाजीगरी का नाम भी दिया है। यानी इसका एक मतलब यह भी हुआ कि ज़बान की साख़्त को बदल कर, या उसके मुरव्वजा मुहावरे में इन्हाराफ़⁴ करके भी मज़ाह पैदा किया जा सकता है। मज़ीदबरौ यह कि मवाज़ने और मुकाबले की फ़िज़ा पैदा करके भी मज़ाह के उन्सुर को नुमायों किया जा सकता है। मगर ज़बान के बाजीगराना इस्तेमाल, और मवाज़ना, इज़हार की सतह पर किसी भी मौजूअ में मज़ाहिया कैफ़ियत को शामिल करने का वसीला तो जरूर साबित होता है, मगर मवाद और मौजूअ की सतह पर मज़ाहिया सूरते-वाक़या या मज़हिया किरदारों से जब भी मज़ाहिया माहौल पैदा करने की कोशिश की जाएगी तो हम उसे बराहे-रास्त मज़ाह की तख़्कीक़ से ज़्यादा मज़ाहिया पसमन्ज़र का नाम दे सकते हैं। अक्सर इस ज़िम्न में यह सवाल भी उठाया जाता है कि मज़ाहिया अदब किस हद तक संजीदा अदबी इक्तसाब का मुतबादिल साबित हो सकता है? तो इस सिलसिले में सबसे पहले तो इस बात को मदेनज़र रखना जरूरी है कि मज़ाहिया अदबी इज़हार को कभी भी अलग से एक इकाई की हैसियत से देखना मुनासिब नहीं होता। जिन्दगी में मज़ाह की अहमियत और तफ़न्नुने-तब्ख की इन्सानी फ़ितरत के हवाले से जब भी मज़ाहिया अदब की कद्रो-कीमत का तअय्युन करने की कोशिश की जाए, तो उसे किसी भी तरह दूसरे दर्जे के अदब या अदबी इज़हार के बुनियादी धारे से अलग किसी अदबी उसलूब का नाम नहीं दिया जा सकता। उर्दू में ही नहीं बल्कि दूसरी बड़ी ज़बानों के शरी अदब में तज़मीन या पैरोडी को बड़ी अहमियत हासिल रही है। इसी लिए इस ज़िम्न में पैरोडी या तज़मीन⁵

1. हिसाब

2. रुखापन

3. असंतुलन

4. इन्कार

5. दूरसे के शेर पर मिस्रा लगाना

میں استعمال ہونے والے طریق کار کو بھی اہمیت کے ساتھ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ کہ پیروڈی وغیرہ میں زبان کے قالب کو تبدیل کرنے اور تخلیقی طور پر زبان کے طے شدہ ڈھانچے میں بعض تبدیلیوں کو شامل کرنے کے باعث جو مزاحیہ پہلو پیدا ہوتے ہیں، ان کی بنیاد، شاعر کے اصل کلام پر ہوتی ہے اور اس کلام کو بنیاد بنا کر سیاق و سباق میں تبدیلی پیدا کرنے کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس موقع پر شاید یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تفسیم اور پیروڈی میں سنجیدگی اور حد سے بڑھی ہوئی فلسفیانہ بردباری سے تمسخر کی فضا کی تخلیق کے عمل میں کس حد تک ادبی اسلوب تبدیلی کے عمل سے دوچار ہوتا ہے اور بنیادی معرعوں کے مصداق میں کن نئے گوشوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

مزاح کے شانہ بہ شانہ طنز یہ اسلوب کو ہم آہمیز کرنے کی جس معنویت کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا گیا ہے۔ اس سے بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ طنز کے ساتھ مزاحیہ عنصر کی شمولیت کیوں کر ناگزیر ہے۔ اگر طنز کو مزاح یا مزاحیہ لب و لہجہ سے الگ کر کے استعمال کیا جائے تو ہمیشہ اس بات کا اندیشہ لاحق رہتا ہے کہ طنز میں رونما ہونے والی تلخی ناقابل برداشت ہو سکتی ہے۔ اسی سبب کہا جاتا ہے کہ عیب کی پردہ دردی میں پیرایہ بیان کا لطف لازمی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ فرد کے عیوب کی پردہ دردی کو محض انفرادی سیاق و سباق کے ساتھ مقصد نہ بنایا جائے، اس کے برخلاف اگر انفرادی پردہ دردی کو زندگی اور سماج کی عام بلکہ اس سے آگے بڑھ کر عالم گیر ناہمواریوں کی پردہ دردی کا پس منظر بنالیا جائے تو طنز کے اثرات بھی دیر پا ہو سکتے ہیں اور اس کے مقصد کی ہمہ گیری بھی اپنی معنویت کے ساتھ جلوہ گر ہو سکتی ہے۔ اگر طنز کے استعمال میں لطف و انبساط کا پہلو شامل نہ کیا جائے یا طنز یہ موضوع کے سیاق و سباق میں وسعت نہ پیدا کی جائے تو اس بات کا اندیشہ لاحق رہتا ہے کہ طنز طنز نہ رہ کر صرف پھبتی، استہزاء، یا جھوکی صورت اختیار کر لے۔ اردو شاعری میں ججو یہ نظمیں کی روایت میں سیاق و سباق سے یہی محرومی اسے شخص یا واقعاتی طنز کی سطح سے آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ ججو یہ نظموں کے برخلاف شہر آشوب میں جس طرح طنز ملتا ہے، چونکہ اس کے ڈانٹے مدنی زندگی اور سماجی صورت حال سے جاملتے ہیں اس لئے اس میں استہزاء یا تمسخر کی کیفیت برائے نام ہی پیدا ہو پاتی ہے۔

में इस्तेमाल होने वाले तरीक़ए-कार को भी अहमियत के साथ देखने की ज़रूरत है। फिर यह कि पैरोडी वगैरह में ज़बान के कालिब¹ को तब्दील करने और तख़्तीकी तौर पर ज़बान के तय शुदा ढाँचे में बाज़ तब्दीलियों को शामिल करने के बायस जो मज़ाहिया पहलू पैदा होते हैं, उनकी बुनियाद शायर के अस्ल कलाम पर होती है और इस कलाम, को बुनियाद बनाकर सियाको-सबाक में तब्दीली पैदा करने की अहमियत बहुत ज़्यादा बढ़ जाती है। इस मौक़े पर शायद यह कहने की ज़रूरत नहीं कि तज़मीन और पैरोडी में संजीदगी से गैरसंजीदगी और हद से बढ़ी हुई फ़ल्सफ़ियाना बुर्दबारी से तमस्ख़ुर की फ़िज़ा की तख़लीक़ के अमल में किस हद तक अदबी उसलूब तब्दीली के अमल से दो चार होता है और बुनियादी मिसरों के मिस्दाक² में किन नये गोशों का इज़ाफ़ा हो जाता है।

मज़ाह के शाना-ब-शाना³ तन्ज़िया उसलूब को हम आमेज़ करने की जिस मानवियत का ज़िक्र गुज़िश्ता सफ़हात में किया गया है। इससे बआसानी अन्दाज़ा लगाया जा सकता है कि तन्ज़ को मज़ाह या मज़ाहिया लबो-लहजे से अलग करके इस्तेमाल किया जाए तो हमेशा इस बात का अन्देशा लाहक़ रहता है कि तन्ज़ में रुनुमा होने वाली तख़्ती नाकाबिले-बर्दाश्त हो सकती है। इसी सबब कहा जाता है कि ऐब की पर्दादरी में पैरायए-बयान का लुत्फ़ लाज़मी होता है। इस के साथ यह भी ज़रूरी है कि फ़र्द⁴ के अयूब की पर्दादरी को महज़ इन्फ़रादी⁵ सियाको-सबाक के साथ मक़सद न बनाया जाए, इसके बरख़िलाफ़ अगर इन्फ़रादी पर्दादरी को जिन्दगी और समाज की आम बल्कि उससे आगे बढ़कर आलमगीर नाहमवोरियों की पर्दादरी का पसमंज़र बना लिया जाए तो तन्ज़ के असरात भी देरपा हो सकते हैं और इसके मक़सद की हमागीरी भी अपनी मानवियत के साथ जलवागर हो सकती है। अगर तन्ज़ के इस्तेमाल में लुत्फ़ो-इन्बसात का पहलू शामिल न किया जाए या तन्ज़िया मौज़ूअ के सियाको-सबाक में उसअत न पैदा की जाए तो इस बात का अन्देशा लाहक़ रहता है कि तन्ज़, तन्ज़ न रह कर सिर्फ़ फ़ब्दी, इस्तहज़ा या हज़्व की सूरत अख़्तियार करले। उर्दू शायबी में हज़विया नज़्मों की रवायत में सियाको-सबाक से यही महरूमि उसे सख़्शी या वाक़ेयाती तन्ज़ की सतह से आगे नहीं बढ़ने देती। हज़विया नज़्मों के बरख़िलाफ़ शहर-आशोब⁶ में जिस तरह तन्ज़ मिलता है, चूँकि इसके डांडे मदनी⁷ जिन्दगी और समाजी सूरते-हाल से जा मिलते हैं इस लिए इस में इस्तहज़ा या तमस्ख़ुर की कैफ़ियत बराये नाम ही पैदा हो पाती है।

1. सौचा 2. सुबूत 3. साथ-साथ 4. आदमी 5. व्यक्तित्व

6. ऐसी नज़म जिसमें किसी शहर की बरबादी का बयान हो 7. शहरी

مزاح کی طرح طنز میں بھی کبھی موازنے سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی مبالغہ آمیزی سے اس کی لے کو تیز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ الفاظ کا ہنرمندانہ استعمال بھی اکثر طنز کے لطف کو دوہلا کر دیتا ہے۔ زبان کی ہنرمندی کے ساتھ اگر تحریف کو بھی طنز نگاری میں شامل کر لیا جائے تو اس میں بعض نئے پہلوؤں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ طنزیہ لب و لہجے میں بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جہاں طنز، طنز سے آگے بڑھ کر ہجو طبع (Irony) کی حدوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ طنز طبع یا ہجو طبع یوں تو اپنی اصل کے اعتبار سے تحریف پیدا کرنے کا کامیاب حربہ ہے، مگر اس میں مبالغہ سے کہیں زیادہ تحت البیان کی کیفیت پیدا کرنی ضروری ہوتی ہے۔ تحت البیان یا (Understatement)، کا استعمال ایک تو تحریر میں رمزیت یا اشاریت کا اضافہ کر دیتا ہے، دوسرے یہ کہ اس کا طریق کار علامتوں کی تخلیق سے جاملتا ہے۔ طنز طبع کے برعکس علامت، مماثلتوں کی بنیاد پر تخلیق کی جاتی ہے جب کہ طنز طبع کی بنیاد ہمیشہ تضاد کو نمایاں کرنے سے عبارت ہوتی ہے۔ جب کبھی طنز طبع، تحت البیان کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا ہے تو اس کے طریق کار میں مخالف کے دلائل اور طریق استدلال کو بہ ظاہر تسلیم کرتے ہوئے اس کے کمزور پہلوؤں کو بے نقاب کرنا بھی شامل ہوتا ہے — طنز اور مزاح کے مترادف کے طور پر 'ہجا' کی اصطلاح کا استعمال عام ہے۔ مگر ہجا کا درجہ طنز اور مزاح کے مقابلے میں کمتر ہے۔ اس لئے کہ اس میں کسی شخص یا صورت حال کے صرف مضحک پہلوؤں کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس بات سے غرض نہیں رکھی جاتی کہ 'ہجا' کے استعمال کرنے والے کا نقطہ نظر صحیح ہے یا غلط، جائز ہے یا ناجائز۔ ہجا کے دائرہ کار میں طنز و تعریض، ہنسی، ٹھٹھول، فاشی اور مہکھو پن جیسی تمام چیزیں شامل ہو جاتی ہیں — انگریزی میں Satire (سائر) کا لفظ جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے اس میں طنز، مزاح، ظرافت اور ان جیسے کئی اور مفہام شامل ہیں۔ چونکہ اردو میں ظریفانہ ادب کی تنقید زیادہ نہیں لکھی گئی اس لئے انگریزی میں مستعمل اس نوع کے بعض الفاظ کی معنوی وسعت پر بحث بھی نہیں ملتی — عربی اور فارسی میں اس طرح کے مفہام کی نمائندگی کے لئے متعدد الفاظ مثلاً ہجو، ہجا، ہجو طبع، تعریض، تنقیص، لعن طعن، استہزاء، مضحکات اور شطیحات کو الگ الگ موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن عام معنوں

मज़ाह की तरह तन्ज़ में भी कभी मद्वाज़ने¹ से काम लिया जाता है और कभी मुबालिगा-आमेज़ी² से इसकी लै को तेज़ करने की कोशिश की जाती है। मज़ीब यह कि अल्फ़ाज़ का हुनरमन्दाना इस्तेमाल भी अक्सर तन्ज़ के लुत्फ को दोबाला कर देता है। ज़बान को हुनरमन्दी के साथ अगर तहरीफ³ को भी तन्ज़-निगारी में शामिल कर लिया जाए तो इसमें बाज़ नये पहलुओं का इज़ाफा किया जा सकता है। तन्ज़िया लबो-लहजे में बाज़ मुकामात ऐसे भी आते हैं जहाँ तन्ज़, तन्ज़ से आगे बढ़कर हज़्जे-मलीह (Irony) की हदों में दाख़िल हो जाता है। तन्ज़े-मलीह या हज़्जे-मलीह यूँ तो अपनी अस्ल के एतबार से तहरीफ पैदा करने में कामयाब हरबा है, मगर इसमें मुबालगे से कहीं ज्यादा तहेतुल-बयान की कैफ़ियत पैदा करनी ज़रूरी होती है। तहेतुल-बयान या (Understatement), का इस्तेमाल एक तो तहरीर में रमज़ियत या इशारियत का इज़ाफा कर देता है, दूसरे यह कि इस का तरीक़ए-कार अलामतों की तख़लीक से जा मिलता है। तन्ज़े-मलीह के बरअक्स अलामत, मुमासिलतों की बुनियाद पर तख़लीक की जाती है जबकि तन्ज़े-मलीह की बुनियाद हमेशा तज़ाद⁴ को नुमायाँ करने से इबारत होती है। जब कभी तन्ज़े-मलीह, तहेतुल-बयान के साथ हमआहंग होता है तो इसके तरीक़ए-कार में मुख़ालिफ़ के दलायल और तरीक़ए-इस्तदाल को बज़ाहिर तस्लीम करते हुए इसके कमज़ोर पहलुओं को बेनकाब करना भी शामिल होता है - तन्ज़ और मज़ाह के मुतरादिफ़ के तौर पर 'हेजा' की इस्तलाह का इस्तेमाल आम है। मगर हेजा का दर्जा तन्ज़ और मज़ाह के मुकाबले में कमतर है। इसलिए कि इसमें किसी शख्स या सूरते-हाल के सिर्फ़ मुज़हिक पहलुओं को पेश किया जाता है। इस बात से गरज़ नहीं रखी जाती कि हेजा, के इस्तेमाल करने वाले का नुक्तए-नज़र सही है या ग़लत, जायज़ है या नाजायज़। हेजा के दायरए-कार में तन्ज़ो-तारीज़, हंसी-ठिठोल, फुहाशी और फक्कड़पन जैसी तमाम चीज़ें शामिल हो जाती हैं - अंग्रेज़ी में Satire (सटायर) का लफ़्ज़ जिन मानों में इस्तमाल होता है उसमें तन्ज़, मज़ाह, ज़राफ़त और इन जैसे कई और मफ़ाहीम शामिल हैं। चूँकि उर्दू में ज़रीफ़ाना अदब की तनकीद ज़्यादा नहीं लिखी गई इस लिए अंग्रेज़ी में मुस्तअमल इस नौअ के बाज़ अल्फ़ाज़ की मानवी उसअत पर बहस भी नहीं मिलती- अरबी और फ़ारसी में इस तरह के मफ़ाहीम की नुमाइन्दगी के लिए मुतअहिद अल्फ़ाज़ मसलन हज़्ज, हेजा, हज़्जे-मलीह, तारीज़, तनकीस, लान-तान, इस्तहज़ा, मुज़हकात और शतहयात⁵ को अलग-अलग मौक़ों पर इस्तेमाल किया जाता है लेकिन आम मानों

1. बराबरी 2. अतिशयोक्ति

4. विपरीत अर्थ

3. किसी रचना के शब्दों में परिवर्तन करना

5. धर्म के विरुद्ध बातें

میں اکثر ان الفاظ کو مترادفات ہی کے خانے میں رکھا جاتا ہے۔

اردو کی ادبی روایت میں چونکہ شاعری کو اولیت حاصل رہی ہے اس لئے طنز و مزاح کے مفہیم کا مناسب ترین اطلاق شعری نمونوں پر ہی کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس بات کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ اردو کا طنزیہ و مزاحیہ نثری ادب اب اپنی واضح شکل اختیار کر چکا ہے تاہم چونکہ اس روایت کا آغاز شاعری کی اصناف سے ہوا تھا، اس لئے شاعری میں اس کیفیت کی نشاندہی کے ذریعہ ہی طنزیہ اور مزاحیہ روایت کے آغاز اور ارتقاء کا نقشہ مرتب کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اردو شاعری میں مزاح اور طنز کے عناصر کو اگر بعض شعری کاوشوں کے حوالے سے نشان زد کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اردو کا باقاعدہ اور بھرپور طنزیہ اور مزاحیہ شاعر جعفر زٹلی تھا۔ جعفر زٹلی نے تقریباً تین صدی قبل کچھوانامہ، بھوت نامہ، بڑھوانامہ جیسی دلچسپ اور یادگار نظمیں لکھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ زٹلی کو اردو کے اشرافیہ پسند حلقوں میں عرصے تک کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہو سکی۔ لیکن گزشتہ نصف صدی میں جب سے شہر آشوب اور سماجی طنز کے وسیلے سے تہذیبی تاریخ کو سمجھنے کا رویہ اپنایا جانے لگا ہے، جعفر زٹلی کی اہمیت کو روز افزوں مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ جعفر زٹلی کے بعد کے زمانے میں کچھ تو ریختی کے وسیلے سے اردو شاعری میں تفسیر اور تسخر کے پہلو داخل ہوئے اور کچھ شہر آشوب کے ذریعہ اجتماعی صورت حال پر استہزاء کا انداز اختیار کیا گیا، لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کی طنز و مزاح کا نشانہ جب بھی فرد کے بجائے سماجی صورت حال یا عمومی انسانی رویے کو بنایا جاتا ہے اس میں تعیم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا دائرہ کار وسیع ہو جاتا ہے۔ یہی حال شہر آشوب کی شعری صنف کے ساتھ ہوا اور اسی باعث یہ صنف ایک بڑے پس منظر کی نمائندہ بن گئی۔ یہ زمانہ دراصل سودا، میر اور قائم کا زمانہ ہے۔ سودا نے جس طرح جھوٹے نظمیں لکھیں اور جن نظموں میں مدنی زندگی کا مرثیہ بیان کرنے کی کوشش کی، ان کو اس ضمن میں خاصی اہمیت حاصل ہوئی۔ ان کے معاصرین میں مکین اور ضاحک حتیٰ کہ میر تقی میر نے اپنی جھوٹے نظموں میں طنز و تسخر کا انداز اختیار کیا۔ اس طرح اردو زبان جو اس وقت خالصتاً اشرافیہ طبقہ کی نمائندگی کرتی تھی اس کو زندگی کے دوسرے ذائقوں سے بھی آشنا کیا اور شاعری کی اصناف میں قدرے غیر سنجیدہ موضوعات کے اظہار کے اسالیب عام کئے۔

में अक्सर इन अल्फाज़ को मुतरादिफात ही के खाने में रखा जाता है।

उर्दू की अदबी रवायत में चूँकि शायरी को अव्वलियत हासिल रही है इसलिए तन्ज़ो-मज़ाह के मफाहीम का मुनासिब तरीन इतलाक शैरी नमूनों पर ही किया जा सकता है। इसलिए इस बात को तस्लीम करने के बावजूद कि उर्दू का तन्ज़िया व मज़ाहिया नसरी अदब अब अपनी वाज़ेह शकल अख्तियार कर चुका है ताहम चूँकि इस रवायत का आगाज़ शायरी की अस्नाफ से हुआ था, इसलिए शायरी में इस कैफियत की निशानदेही के जरिये ही तन्ज़िया और मज़ाहिया रवायत के आगाज़ और इरतका का नक्शा मुरत्तब करना मुनासिब मालूम होता है। उर्दू शायरी में मज़ाह और तन्ज़ के अनासिर को अगर बाज़ शैरी कावियों के हवाले से निशानज़द किया जाये तो अन्दाज़ होता है कि उर्दू का बाकायदा और भरपूर तन्ज़िया और मज़ाहिया शायर जाफ़र जटल्ली था। जाफ़र जटल्ली ने तकरीबन तीन सदी कबूल कछुआनामा, भूतनामा, बुढ़वानामा जैसी दिलचस्प और यादगार नज़्में लिखीं। ये अलग बात है कि जटल्ली को उर्दू के अशराफिया हलकों में अर्से तक कोई खास अहमियत हासिल नहीं हो सकी। लेकिन गुज़िश्ता निस्फ सदी में जब से शहरे-आशोब और समाजी तन्ज़ के वसीले से तहज़ीबी तारीख़ को समझने का रवव्या अपनाया जाने लगा, जाफ़र जटल्ली की अहमियत को रोज़अफ़ज़ूँ मकबूलियत हासिल हो रही है। जाफ़र जटल्ली के बाद के ज़माने में कुछ तो रेख़ती¹ के वसीले से उर्दू शायरी में तफ़न्नून और तमस्ख़ुर के पहलू दाख़िल हुए और कुछ शहरे-आशोब के जरिये इज़तमाई सूरते-हाल पर इस्तहज़ा का अन्दाज़ अख्तियार किया गया, लेकिन जैसा कि पहले अर्ज़ किया गया कि तन्ज़ो-मज़ाह का निशाना जब भी फ़र्द के बजाए समाजी सूरते-हाल या उमूमी इन्सानि रव्वये को बनाया जाता है इस में तामीम² की कैफियत पैदा हो जाती है और उसका दायरए-कार वसीअ हो जाता है। यही हाल शहर-आशोब की शैरी सिन्फ़ के साथ हुआ और इसी बाएस ये सिन्फ़ एक बड़े पसमंज़र की नुमाइन्दा बन गई। ये ज़माना दरअसल सौदा, मीर और कायम का ज़माना है। सौदा ने जिस तरह हज़विया नज़्में लिखीं और जिन नज़्मों में मदनी ज़िन्दगी का मर्तबा बयान करने की कोशिश की, उन को उस ज़िम्न में ख़ासी अहमियत हासिल हुई। उनके मुआसरीन³ में मकीन और ज़ाहिक हत्ताकि मीर तकी मीर ने अपनी हज़विया नज़्मों में तन्ज़ो-तमस्ख़ुर का अन्दाज़ अख्तियार किया। इस तरह उर्दू ज़बान जो उस वक़्त ख़ालिसतन अशराफिया तबके की नुमाइन्दगी करती थी उसको ज़िन्दगी के दूसरे ज़ायकों से भी आशाना किया और शायरी की अस्नाफ़ में कदरे ग़ैर-संजीदा मौजूआत के इज़हार के असालीब आम किए।

1. औरतों की बोली में कही जाने वाली नज़्म 2. सामान्य अनुमान 3. समकालीन

جہاں تک نظیر اکبر آبادی کی نظموں کا سوال ہے تو جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ نظیر کو نواب مصطفیٰ خاں شیفہ نے اپنے تذکرہ شعرا ”گلشن بے خار“ میں جو سوتی شاعر کہا تھا اس کی اصل وجہ ان کی مہکھو پن اور طنز و استہزاء پر مبنی نظمیں ہی تھیں۔ ان کی نظموں میں چونکہ موضوعات کا بے پناہ تنوع ملتا ہے اس لئے جو، طنز اور مزاح کے عناصر کا ان نظموں میں پایا جانا خاصا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی تنوع نظیر کی شاعری کا امتیاز بھی ہے۔ شمالی ہند میں دہلی اور اکبر آباد کے علاوہ لکھنؤ کو بھی ایک بہت بڑے شعری اور ادبی مرکز کی اہمیت عرصے تک حاصل رہی۔ لکھنؤ میں انشا اللہ خاں انشاء کی غزل میں جس نوع کی بے تکلفی اور ہلکے پھلکے رنگ کو شامل کرنے کا انداز ملتا ہے اس پر مزاح اور دل لگی کے علاوہ کسی چیز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ انشاء کے علاوہ جرأت کی شوخی بھی مزاحیہ اسلوب کی نمائندگی کرتی ہے اور جرأت کی شاعری میں جگہ جگہ طنز یہ لب و لہجے کی نشاندہی بھی آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ شمالی ہند کے ان شاعروں کے علاوہ مرزا غالب کے یہاں جس نوع کے تفسن سے کام لیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں غالب کی غزلیہ شاعری میں مزاح کے عناصر تو نہیں ملتے مگر اس میں طنز کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔ یہ طنز کہیں الفاظ میں ہے، کہیں لہجے میں، کہیں اپنی خود احتسابی کے رویے میں اور کہیں دنیا کے مناظر کے سامنے سے ایک طنزیہ نگاہ غلط انداز ڈال کر گزرنے کے انداز میں طنزیہ طریق کار کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ مگر مرزا غالب کے خطوط میں ان کی طبعی شادابی اور طنز و مزاح کی صلاحیت کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو کی ادبی روایت میں غالب کے مکاتیب سے اردو نثر میں طنز و مزاح کی شمولیت کے آثار ملنا شروع ہوتے ہیں۔

اردو نثر میں طنز و مزاح کی آمیزش مرزا غالب کے خطوط میں جس طرح نثر کی سنجیدگی کو طبعی سے بدلتی ہے اور مکتوبات غالب میں جس دلچسپی کے عنصر کا اضافہ کرتی ہے وہ یقیناً اردو نثر میں مزاحیہ اسلوب کا آغاز ہے۔ لیکن صحیح معنوں میں طنز نگاری اور مزاح نگاری کا باقاعدہ آغاز ”اودھ پنچ“ سے ہوتا ہے۔ یہ اخبار چونکہ اپنے مزاج کے اعتبار سے طنز اور مزاح پر مبنی تحریروں سے ہی عبارت تھا اس لئے زندگی کا ہر رنگ اور طبعی اور زندہ دلی کا ہر اسلوب ہمیں اس اخبار میں مل جاتا ہے۔ اتفاق سے ”اودھ پنچ“ اور ”اودھ اخبار“ کی ساری

जहाँ तक नजीर अकबरआबादी की नज़्मों का सवाल है तो जैसा कि सब जानते हैं कि नजीर को नवाब मुस्तफा खाँ शेरपता ने अपने तज़करए-शोअरा "गुलशने-बेखार" में जो सूकी शायर कहा था उसकी अस्ल वजह उनके फक्कड़पन और तन्जो-इस्तहजा पर मन्नी¹ नज़्में ही थीं। उनकी नज़्मों में चूँकि मौजूआत का बे पनाह तनव्वो² मिलता है इसलिए हज्व, तन्ज और मज़ाह के अनासिर का उन नज़्मों में पाया जाना खासा करीने-कयास मालूम होता है। हकीकत यह है कि यही तनव्वो नजीर की शायरी का इम्तियाज़ भी है। शुमाली हिन्द में देहली और अकबरआबाद के अलावा लखनऊ को भी एक बहुत बड़े शेरी और अदबी मरकज़ की अहमियत अर्से तक हासिल रही। लखनऊ में इन्शा अल्लाह ख़ाँ इन्शा की गज़ल में जिस नौअ की बेतकल्लुफी और हल्के-फुल्के रंग को शामिल करने का अन्दाज़ मिलता है उस पर मज़ाह और दिललगी के अलावा किसी चीज़ का इतलाक़ नहीं होता। इन्शा के अलावा जुरअत की शोखी भी मज़ाहिया उस्लूब की नुमाइन्दगी करती है और जुरअत की शायरी में जगह-जगह तन्जिया लबो-लहजे की निशानदेही भी आसानी से की जा सकती है। शुमाली हिन्द के उन शायरों के अलावा मिर्जा ग़ालिब के यहाँ जिस नौअ के तफन्नून से काम लिया गया है वह अपनी मिसाल आप है। इसमें कोई शक़ नहीं कि ग़ालिब की गज़लिया शायरी में मज़ाह के अनासिर तो नहीं मिलते मगर उसमें तन्ज का इस्तेमाल कसरत से मिलता है। यह तन्ज कहीं अल्फाज़ में है, कहीं लहजे में, कहीं अपनी खुद एहतसाबी के रय्ये में और कहीं दुनिया के मनाज़िर के सामने से एक तन्जिया निगाहे-गलत अन्दाज़ डालकर गुज़रने के अन्दाज़ में तन्जिया तरीके-कार को महसूस किया जा सकता है। मगर मिर्जा ग़ालिब के ख़ुतूत में इन की तब्ई³ शादाबी और तन्जो-मज़ाह की सलाहियत का भरपूर इज़हार मिलता है। हकीकत यह है कि उर्दू की अदबी रवायत में ग़ालिब के मकातीब⁴ से उर्दू नस्र में तन्जो-मज़ाह की शमूलियत के आसार मिलना शुरू होते हैं।

उर्दू नस्र में तन्जो-मज़ाह की आमेज़िश मिर्जा ग़ालिब के ख़ुतूत में जिस तरह नस्र की संजीदगी को तब्बाई⁵ से बदलती है और मक्तूबाते-ग़ालिब में दिलचस्पी के उन्सुर का इज़ाफ़ा करती है वह यकीनन उर्दू नस्र में मज़ाहिया उस्लूब का आगाज़ है। लेकिन सही मानों में तन्ज निगारी और मज़ाह निगारी का बाकायदा आगाज़ "अवध पंच" से होता है। यह अख़बार चूँकि अपने मिज़ाज के एतबार से तन्जो-मिज़ाह पर मन्नी तहरीरों से ही इबारत था इसलिए जिन्दगी का हर रंग और तब्बाई और जिन्दादिली का हर उस्लूब हमें अख़बार में मिल जाता है। इत्तेफ़ाक़ से "अवध पंच" और "अवध अख़बार" की सारी

ذمہ داری نو لکھور پریس کے مالکان کے سر تھی، اس لئے اردو زبان میں ایسی رنگارنگی پیدا کرنے کے لئے ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہئے۔ اودھ پنچ میں ترجموں ناتھ جگر، مرزا بھو بیگ ستم ظریف، جوالا پرشاد برق، احمد علی شوق، منشی علی احمد کسمندوی اور نواب سید محمد آزاد کی کاوشیں عرصے تک منظر عام پر آتی اور قارئین کے حلقوں میں مقبولیت کا باعث بنتی رہیں۔ ان کی تحریروں پر مزاح برائے مزاح کا الزام تو ضرور عائد کیا گیا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس اخبار میں اکثر اعلیٰ درجے کا طنزیہ اور مزاحیہ ادب بھی شائع ہوتا رہا۔ چونکہ ’اودھ پنچ‘ کی اشاعت کا عرصہ خاصا طویل رہا اور انیسویں صدی کے اواخر سے بیسویں صدی کی دو دہائی سے زیادہ تک اس کے حلقے میں برابر اضافہ ہوتا رہا، اس لئے سماجی طنز کے اظہار کے نقطہ نظر سے ’اودھ پنچ‘ کی تاریخی اہمیت معتبر اور مسلم ہے۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا کہ مزاح برائے مزاح کے رجحان کے سبب ’اودھ پنچ‘ کے بیشتر لکھنے والوں کی تحریروں میں طفلانہ رنگ بھی ہے اور بالواسطہ انداز بیان کا فقدان بھی ملتا ہے، مگر یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ تہذیبوں کے زوال اور معاشرے کے انحطاط کا احساس جب بہت شدید ہو جاتا ہے تو ایسے عالم میں احتیاط اور رکھ رکھاؤ کے اسالیب کچھ دنوں کے لئے ترک سے ہو جاتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد سے ہی ہندوستان میں جس طرح کی ہزیمت اور اجتماعی مایوسی کا احساس عام تھا، اس صورت حال میں تہہ دار لب و لہجے اور محاط انداز مزاح کی توقع ادیبوں سے نہیں کی جاسکتی تھی۔ اسی باعث اس وقت کے طنز و مزاح نگار ادیبوں کے یہاں حدود درجہ بلند آہنگی بھی ملتی ہے اور طنز و تشبیہ میں دھار بھی بہت شدید ہے۔ تاہم ’اودھ پنچ‘ کو اس ضمن میں ایک ایسے سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے جس کے تسلسل اور انحراف کی مختلف صورتیں ہمیں آج تک کے طنزیہ ادب میں مل جاتی ہیں۔ نو لکھور پریس کا ’اودھ اخبار‘ بھی طنز و مزاح کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کرتا نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ یوں بھی اس میں اس طرح کے کالم ملتے ہیں جن میں طنز اور تمسخر کا انداز اختیار کیا جاتا تھا مگر اس اخبار میں قسط وار شائع ہونے والا رتن ناتھ سرشار کا ناول ’فسانہ آزاد‘ طنز و طعنت اور طباعی کے نمونے پیش کرنے کا بہترین وسیلہ بنا۔ فسانہ آزاد میں لکھنؤ کے زوال آمادہ کلچر کو جس طرح ہنستے کھیلتے نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جس طرح

जिम्मेदारी नवलकिशोर प्रेस के मालिकान के सिर थी, इसलिए उर्दू ज़बान में ऐसी रंगारंगी पैदा करने के लिए इनको कद्रो-मंज़िलत की निगाह से देखा जाना चाहिए। अवध पंच में त्रिभुवन नाथ हिज़, मिर्ज़ा मच्छू बेग सितम ज़रीफ़, ज्वाला प्रशाद बर्क, अहमद अली शौक, मुन्शी अली अहमद कसमण्डी और नवाब सैयद मोहम्मद आज़ाद की कावियों अर्से तक मंजरे-आम पर आतीं रहीं और कारईन के हल्कों में मकबूलियत का बायस बनती रहीं। इन की तहरीरों पर मज़ाह बराए मज़ाह का इल्जाम तो ज़रूर आयद हो किया गया मगर इसमें कोई शक नहीं कि इस अख़बार में अक्सर आला दर्जे का तन्ज़िया और मज़ाहिया अदब भी शायी होता रहा। चूँकि "अवध पंच" की इशाअत का अर्सा खासा तवील रहा और उन्नीसवीं सदी के अवाख़िर से बीसवीं सदी की दो दहाई से ज़्यादा तक इसके हलके में बराबर इज़ाफ़ा होता रहा, इसलिए समाजी तन्ज़ के इज़हार के नुक्तए-नज़र से "अवध पंच" की तारीख़ी अहमियत मोतबर और मुसल्लम है। जैसा कि अभी अर्ज किया गया कि मज़ाह बराए मज़ाह के रुजहान के सबब "अवध पंच" के बेशतर लिखने वालों की तहरीरों में तिफ़लाना¹ रंग भी है और बिलवास्ता अन्दाज़े-बयान का फुक़दान² भी मिलता है, मगर यह बात कभी फ़रामोश नहीं करनी चाहिए कि तहज़ीबों के ज़वाल और मआशरे के इनहतात का एहसास जब बहुत शदीद हो जाता है तो ऐसे आलम में एहतयात और रख-रखाव के असालीब कुछ दिनों के लिए तर्क से हो जाते हैं। 1857ई. के बाद से ही हिन्दुस्तान में जिस तरह की हज़ीमत³ और इज़तमाई मायूसी का एहसास आम था, उस सूरते-हाल में तहदार लबो-लहजे और मोहतात अन्दाज़े-मज़ाह की तवक्को अदीबों से नहीं की जा सकती थी। इसी बायस उस वक़्त के तन्ज़ो-मज़ाह निगार अदीबों के यहाँ हद-दर्जा बुलन्द आहंगी भी मिलती है और तन्ज़ो-तश्नीअ में धार भी बहुत शदीद है। ताहम "अवध पंच" को इस जिम्न में एक ऐसे संगे-मील की हैसियत हासिल है जिस के तसलसुल और इन्हेराफ़ की मुख़्तलिफ़ सूरतें हमें आज तक के तन्ज़िया अदब में मिल जाती हैं। नवल किशोर प्रेस का "अवध अख़बार" भी तन्ज़ो-मज़ाह के फ़रोग में अहम् किरदार अदा करता नज़र आता है। इस लिए कि यूँ भी इस में इस तरह के कालम मिलते हैं जिन में तन्ज़ और तमस्ख़ुर का अन्दाज़ अख़्तियार किया जाता है मगर इस अख़बार में किस्तवार शायी होने वाला रतन नाथ सरशार का नाविल "फ़सानए-आज़ाद" तन्ज़ो-ज़राफ़त और तब्बाई के नमूने पेश करने का बेहतरीन वसीला बना। "फ़सानए-आज़ाद" में लखानऊ के ज़वाल आमादा कल्चर को जिस तरह हंसते-खेलते नुमायों करने की कोशिश की गई है वह अपनी मिसाल आप है। जिस तरह

میاں آزاد کی آزادہ روی اور 'خوبی' کی پر لطف اور ظریفانہ طبیعت کو طنز و مزاح کی آمیزش کے ساتھ رتن ناتھ سرشار نے پیش کیا ہے اس کے باعث مزاحیہ کرداروں کے وسیلے سے سماجی اور معاشرتی زندگی کی ساری بے اعتدالیان طشت از بام ہوتی نظر آتی ہیں۔

'اودھ پنچ' اور 'اودھ اخبار' کے ادبی اظہار میں بلند آہنگی اور ناچنگی کے جو عناصر بھی رہے ہوں مگر اس بات سے انکار مشکل ہے کہ اردو نثر میں طنز و ظرافت کی منظم روایت کا آغاز ان ہی اخبارات سے ہوتا ہے۔ عبوری دور کے طنزیہ اور مزاحیہ تخلیقات کے لکھنے والوں نے دراصل 'اودھ اخبار' اور 'اودھ پنچ' کی روایت کو ہی آگے بڑھایا۔ 'اودھ پنچ' کے دور عروج میں طنز و مزاح کے لئے ایک ایسا ماحول بن گیا تھا جس میں اس طرح کی شاعری بھی خوب پھولی پھلی۔ اگر اس دور میں لکھنؤ کی ادبی فضا سے الگ مہدی افادی، میر محفوظ علی بدایونی، خواجہ حسن نظامی، سلطان حیدر جوش، سجاد حیدر یلدرم، سجاد انصاری اور ملارموزی، ادب لطیف کے طاقت ور ادبی رجحان کو طنز و ظرافت سے اکثر ہم آہنگ کرتے نظر آتے ہیں تو اسی دور میں طنز و ظرافت پر مبنی شاعری کی سب سے عمدہ نمائندگی اکبر الہ آبادی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ شاعری میں اکبر کے علاوہ یوں تو علامہ اقبال نے بھی ظریفانہ رنگ اختیار کیا اور طنزیہ اسلوب میں بعض قطعات اور متفرق اشعار کہے مگر ان کے بعد طنزیہ شاعری کو زیادہ فروغ حاصل نہیں ہو سکا۔ تاہم اکبر الہ آبادی نے اپنی شاعری کو جس طرح نوآبادیاتی رد عمل کا وسیلہ بنایا اور جس بلند سطح سے انہوں نے تہذیبی اور اجتماعی حوالوں کی بنیاد پر طنز و ظرافت کا معیار بلند کیا، اس پایے کی ہمہ گیر اور دور رس تہذیبی مفاہیم کی نمائندگی کرنے والی شاعری بعد کے زمانے میں دیکھنے کو نہیں ملتی۔ جہاں تک ادب لطیف سے وابستہ ادیبوں کے طنزیہ اسلوب کا سوال ہے تو چونکہ اس رجحان کی بنیاد ہی سرسید تحریک کی خشک پیغامی نوعیت کی نثر اور شاعری کے رد عمل پر قائم تھی، اس لئے ادب لطیف کے نمائندہ ادیب آزادی اور بے باکی کے اظہار کے طنزیہ اسلوب کو بھی اپنے زمانے کی ایک اہم ضرورت تصور کرتے تھے۔ ادب لطیف کے ان متذکرہ نثر نگاروں کو ان معنوں میں تو یقیناً طنز نگار نہیں کہا جاسکتا جن معنوں میں 'اودھ پنچ' کے ادیبوں کو کہا جاتا ہے مگر ان کی تحریروں میں ایک بدلا ہوا طنزیہ

मियाँ आज़ाद की आज़ादा रही और 'खोजी' की पुरलुत्फ और ज़रीफाना तबीअत को तन्ज़ो-मज़ाह की आमेज़िश के साथ रतन नाथ सरशार ने पेश किया है इसके बाएस मज़ाहिया किरदारों के वसीले से समाजी और मआशरती जिन्दगी की सारी बे-एतदालियाँ तश्त अज़बाम¹ होती नज़र आती हैं।

"अवध पंच" और "अवध अखबार" के अदबी इज़हार में बुलन्द आहंगी और ना-पुख्तगी के जो अनासिर भी रहे हों मगर इस बात से इन्कार मुश्किल है कि उर्दू नस्र में तन्ज़ो-ज़राफ़त की मुनज़ज़म रवायत का आगाज़ इन्ही अखबारों से होता है। उबूरी² दौर के तन्ज़िया और मज़ाहिया तख़लीकात के लिखने वालों ने दरअसल "अवध अखबार" और "अवध पंच" की रवायत को ही आगे बढ़ाया। "अवध पंच" के दौर-उरुज़ में तन्ज़ो-मज़ाह के लिए एक ऐसा माहौल बन गया था जिसमें इस तरह की शायरी भी ख़ूब फूली फली। अगर इस दौर में लखनऊ की अदबी फ़िज़ा से अलग मेहदी अफ़ादी, मीर महफूज़ अली बदायूनी, ख़वाजा हसन निज़ामी, सुल्तान हैदर जोश, सज़्जाद हैदर यल्दरम, सज़्जाद अन्सारी और मुल्ला रमूजी, अदबे-लतीफ़ के ताक़तवर अदबी रुज़हान को तन्ज़ो-ज़राफ़त से अकसर हम-आहंग करते नज़र आते तो उसी दौर में तन्ज़ो-ज़राफ़त पर मन्नी शायरी की सब से उम्दा नुमाइन्दगी अकबर इलाहाबादी करते हुए नज़र आते हैं। यह बात हैरत-अगेज़ है कि शायरी में अकबर के अलावा यूँ तो अल्लामा इक़बाल ने भी ज़रीफ़ाना रंग अख़्तियार किया और तन्ज़िया उसलूब में बाज़ क़तआत और मुतफ़र्रिक³ अशआर कहे मगर उन के बाद तन्ज़िया शायरी को ज़्यादा फ़रोग हासिल नहीं हो सका। ताहम अकबर इलाहाबादी ने अपनी शायरी को जिस तरह नौ-आबादियाती⁴ रदे-अमल का वसीला बनाया और जिस बुलन्द सतह से उन्होंने तहज़ीबी और इज़तमाई हवालों की बुनियाद पर तन्ज़ो-ज़राफ़त का मेयार बुलन्द किया, उस पाये की हमांगीर और दूररस तहज़ीबी मफ़ाहीम की नुमाइन्दगी करने वाली शायरी बाद के ज़माने में देखने को नहीं मिलती। जहाँ तक अदबे-लतीफ़ से वाबस्ता अदीबों के तन्ज़िया उसलूब का सवाल है तो चूँकि इस रुज़हान की बुनियाद ही सर सय्यद तहरीक की खुशक पैगामी नौइयत की नस्र और शायरी के रदे-अमल पर कायम थी, इस लिए अदबे-लतीफ़ के नुमाइन्दा अदीब आज़ादी और बेबाकी के इज़हार के तन्ज़िया उसलूब को भी अपने ज़माने की एक अहम ज़रूरत तसव्वुर करते थे। अदबे-लतीफ़ के इन मुतज़ज़करा⁵ नस्र-निगारों को इन मानों में तो यकीनन तन्ज़-निगार नहीं कहा जा सकता जिन मानों में "अवध पंच" के अदीबों को कहा जाता है मगर उनकी तहरीरों में एक बदला हुआ तन्ज़िया

1. ज़ाहिर, नुमायों

2. हंगामी

3. अलग-अलग

4. उप-निवेश

5. अल्लवित

اور مزاحیہ لہجہ یقیناً ملتا ہے۔

ادب لطیف کے نثر نگاروں کے بعد کی نسل میں فرحت اللہ بیگ، فلک بیجا اور رشید احمد صدیقی کے انشائیوں اور مضامین میں طنز و مزاح کی لطیف چاشنی ملتی ہے۔ اسی زمانے میں عمل مذاق کو طنزیہ ادبی اظہار کی حیثیت حاصل ہوئی۔ اس نقطہ نظر سے مرزا عظیم بیگ چغتائی اپنے دور کے ایک نمائندہ مزاح نگار قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ عظیم بیگ چغتائی کا اسلوب اس اعتبار سے انفرادیت رکھتا ہے کہ وہ صورت حال کو مزاح اور طنز کے پس منظر کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ان کے معاصرین میں شوکت تھانوی اور شفیق الرحمن کی تحریریں بھی عمدہ طنز نگاری کی مثال پیش کرتی ہیں۔ شوکت تھانوی نے فکشن میں طنز و مزاح کے عناصر کو جس طرح استعمال کیا ہے اس کی مثال اردو میں بہت کم تلاش کی جاسکتی ہے — شفیق الرحمن اور شوکت تھانوی کی تحریروں میں مزاح کا عنصر زیادہ نمایاں ہے جب کہ کہنیا لال کپور اور کرشن چندر کی تحریروں میں طنز کی کاٹ زیادہ ملتی ہے۔ بیسویں صدی کے نصف آخر تک طنز اور مزاحیہ نثر کو جن لوگوں نے فروغ دیا ان میں متعدد ادیبوں کی خدمات اہم ہیں لیکن رشید احمد صدیقی ان تمام ادیبوں میں سب سے نمایاں اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اظہار کے لئے انشائیہ، خودنوشت یا خاکہ اور طریفانہ مضامین جیسی اصناف نثر میں نئے نئے اسالیب پیدا کر کے طنز اور مزاح پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ رشید احمد صدیقی کا مزاح انسانی اور اخلاقی اقدار اور تہذیب و تمدن کو مرکزی اہمیت کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ اس لئے ان کو ایک ممتاز تہذیبی طنز و مزاح نگار کا نام بھی دیا جاسکتا ہے جس کا نشانہ کبھی فرد نہیں ہوتا بلکہ اعلیٰ انسانی اقدار ان کے مزاح کی محرک ہوتی ہیں۔

.....

और मजाहिया लहजा यकीनन मिलता है।

अदबे-लतीफ के नस्त्र-निगारों के बाद की नस्ल में फरहतुल्लाह बेग, फलक पैमा और रशीद अहमद सिद्दीकी के इन्शाइयों और मजामीन में तन्जो-मजाह की लतीफ चाशनी मिलती है। इसी जमाने में अमले-मजाक को तन्जिया अदबी इज़हार की हैसियत हासिल हुई। इस नुक्तए-नज़र से मिर्जा अज़ीम बेग चुगताई अपने दौर के एक नुमइन्दा मजाह-निगार करार दिये जा सकते हैं। अज़ीम बेग चुगताई का उँसलूब इस एतबार से इनफ़रादियत रखता है कि वह सूरते-हाल को मजाह और तन्ज के पसमंज़र के तौर पर इस्तेमाल करते हैं। उनके मोआसरीन में शौकत धानवी और शफीकुर्रहमान की तहरीरें भी उम्दा तन्ज-निगारी की मिसाल पेश करती हैं। शौकत धानवी ने फ़िक्शन में तन्जो-मजाह के अनासिर को जिस तरह इस्तेमाल किया है उसकी मिसाल उर्दू में बहुत कम तलाश की जा सकती है - शफीकुर्रहमान और शौकत धानवी की तहरीरों में मजाह का उन्सुर ज़्यादा नुमायों है जबकि कन्हैया लाल कपूर और कृष्ण चन्द्र की तहरीरों में तन्ज की काट ज़्यादा मिलती है। बीसवीं सदी के निष्फ़ आख़िर तक तन्ज और मजाहिया नस्त्र को जिन लोगों ने फ़रोग दिया उनमें मुतअदिद अदीबों की ख़िदमात अहम हैं लेकिन रशीद अहमद सिद्दीकी उन तमाम अदीबों में सब से नुमायों और मुमताज़ नज़र आते हैं। उन्होंने अपने इज़हार के लिए इन्शाइया, खुदनविशत या खाका और ज़रीफ़ाना मजामीन जैसी अस्नाफ़े-नस्त्र में नित नये असालीब पैदा करके तन्जो-मजाह पैदा करने की कोशिश की है। रशीद अहमद सिद्दीकी का मजाह इन्सानी और अख़लाकी-अक़दार और तहज़ीबो-तमद्दुन को मर्कज़ी अहमियत के साथ इस्तेमाल करता है। इस लिए उनको एक मुमताज़ तहज़ीबी तन्जो-मजाह निगार का नाम दिया जा सकता है जिस का निशाना कभी फ़र्द नहीं होता बल्कि आला इन्सानी अक़दार उनके मजाह की मोहरिक¹ होती है।

انٹرویو

انٹرویو کے قسموں میں ایک انٹرویو تو وہ ہوتا ہے جو پریس کے نمائندوں اور لیڈروں کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ اب اگر لیڈر، مہاتما یا مولانا قسم کا ہے تو اخباری نمائندے اس کے گھر جا کر انٹرویو کے لیے خوشامدیں کرتے ہیں۔ اور لیڈران کی صبح و شام کی حاضری سے پریشان رہتا ہے۔ اور اگر ایئر گریڈ کا نہیں بلکہ لور کلاس اور پرومیشنر قسم کا لیڈر ہے تو بجائے اس کے کہ پریس کے نمائندے اس کے پاس پہنچیں یہ غریب خود ہی ان کے گھر پہنچ کر اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے انٹرویو قسم کے سوال و جواب حوالہ کر کے منتیں کرتا ہے کہ ع

بہر خدا ہمیں بھی کہیں چھاپ دیجیے

ان دونوں قسموں کے انٹرویو کو اخباری انٹرویو کہتے ہیں۔ اس اخباری انٹرویو کے علاوہ ایک سرکاری انٹرویو ہوتا ہے جو سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں ”اپوائنٹمنٹ ایفیرس“ اور امیدواروں کے درمیان ہوتا ہے۔ ان اخباری اور سرکاری انٹرویو میں منجملہ اور بہت سی باتوں کے سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ اول الذکر کی غرض ملک میں سیاسی بیداری پیدا کر کے جاہل اور نااہلوں کو سیاسیات سمجھنے کا اہل بنا کر انھیں ملکی کام کے لائق بنانا

इन्टरव्यू

इन्टरव्यू की किस्मों में एक इन्टरव्यू तो वह होता है जो प्रेस के नुमाइन्दे और लीडरों के दरमियान होता है। अब अगर लीडर, महात्मा या मौलाना किस्म का है तो अखबारी नुमाइन्दे उसके घर जा जा कर इन्टरव्यू के लिये खुशामदें करते हैं। और लीडर उन की सुबहो-शाम की हाजिरी से परेशान रहता है। और अगर अपर ग्रेड का नहीं बल्कि लोवर क्लास और प्रोबेशनर किस्म का लीडर है तो बजाए इसके कि प्रेस के नुमाइन्दे उसके पास पहुँचें, यह गरीब खुद ही उनके घर पहुँच कर अपने हाथ के लिखे हुये इन्टरव्यू किस्म के सवाल-जवाब हवाला करके मिनतें करता है कि -

बहरे-खुदा हमें भी कहीं छाप दिजिये

इन दोनों किस्मों के इन्टरव्यू को अखबारी इन्टरव्यू कहते हैं। इस अखबारी इन्टरव्यू के अलावा एक सरकारी इन्टरव्यू होता है जो सरकारी मुलाजमत के सिलसिले में "एप्वाइंटमेन्ट आफिसर्स" और उम्मीदवार के दरमियान होता है। इन अखबारी और सरकारी इन्टरव्यू में मिनजुम्ला¹ और बहुत सी बातों के सब से बड़ा फर्क यह है कि अव्वलुज्जिज्ज² की गरज मुल्क में सियासी बेदारी पैदा करके जाहिल और ना अहलों को सियासियात समझने का अहल बना कर उन्हें मुल्की काम के लाएक बनाना

1. तमाम, कुल मिलाकर

2.

प्रथम उल्लेखित

ہے۔ اور دوم الذکر انٹرویو کا مقصد تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ”ڈس کوالیفائیڈ“ اور نا اہل ثابت کر کے انھیں نکلتا، بیکار اور پست ہمت بنانا ہے۔

بعض انٹرویو زدہ کنڈیڈیٹ بے سمجھے ہوئے یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ امیدواروں کی درخواستوں کے ساتھ ان کی تعلیمی ڈگریاں اور دوسرے کوالیفیکیشن کی سارٹیفیکٹس تو منسلک رہتی ہیں پھر کون سی ضروری اور بنی بات معلوم کرنے کے لیے خواہ مخواہ انٹرویو کی مخ لگادی گئی ہے۔ اب انھیں انٹرویو کی مصلحتوں کو کون سمجھائے۔ ان ناواقفوں کو یہ تو معلوم ہی نہیں کہ سرکاری ملازمتوں کی جگہیں صرف گنتی کی چند ہی ہوتی ہیں۔ اور امیدواروں کی تعداد کی کوئی خاص حد ہی نہیں۔ اس پر سرکار کے اقبال سے سینکڑوں ان میں ایک سے ایک بڑھ کر قابل اور صاحب صلاحیت، اب ان میں سے ضرورت کے مطابق چند معبود فی الذہن مخصوص امیدواروں کو نامزد کرنے کی غرض سے ”بقیہ کوالیفائڈ کنڈیڈیٹ“ کو ڈس کوالیفائڈ بنانے کے لئے انٹرویو سے بڑھ کر اور کون سی خوبصورت ترکیب سوچی جاسکتی ہے۔ یونیورسٹی کی ڈگری تو فرق کی نہیں جاسکتی۔ ”اعلیٰ کوالیفیکیشن“ اور علمی حیثیت کی سارٹیفیکٹ نیلام والی سارٹیفیکٹ تو ہے نہیں جو کم حیثیت قرار دے کر مسترد کر دی جائے۔ اب مخصوص امیدواروں یا دعویداروں کو ان سرکاری جگہوں پر قبضہ دلانے کے لیے بقیہ درخواست دینے والوں کو کس طرح غیر مستحق ثابت کیا جائے۔ انھیں دقتوں کو رفع کرنے کے لیے ایک مستقل انٹرویو کمیٹی ایجاد ہوئی، جس کے ذمے کہنے کو تو براے نام ”انکوائری“ ہے مگر درحقیقت سری ٹرائل (Summary trial) کا فل پاور (Full Power) دے کر امیدواروں کی قسمت کے ”فائل“ فیصلہ کا بھی اختیار دیا گیا۔ اور یہ سرسری سماعت اور اس پر فیصلہ کے لیے کسی خاص اصول یا ضابطہ کی پابندی کی ضرورت نہیں، صرف اختیار تیزی کا ایسا بے پناہ حربہ اس کے سپرد کر دیا گیا ہے کہ جس کے ضرب کی کوئی داد و فریاد نہیں۔

چونکہ از ابتدائے ڈپٹی مجسٹریٹ بنائیت ٹھہری ٹکڑ کی بحیثیت ”کنڈیڈیٹ“ کے مجھے انٹرویو کے بیسوں مواقع ملے ہیں، اس لیے ایک سینئر کنڈیڈیٹ کی حیثیت سے اپنے انٹرویو کے دل چسپ تجربات پیش کرتا ہوں تاکہ عام دلچسپی کے علاوہ ممکن ہے کہ

है। और दोगमुफ़िज़क¹ इन्टरव्यू का मकसद तालीम-यापता नौजवानों को "डिसक्वालिफाइड" और ना अहल साबित कर के उन्हें निकम्मा, बेकार और पस्त हिम्मत बनाना है।

बाज़ इन्टरव्यूजदा कन्डीडेट बे समझे बूझे यह एतराज़ कर देते हैं कि उम्मीदवारों की दरख्वास्तों के साथ उनकी तालीमी डिग्रीयों और दूसरे क्वालीफिकेशन की सार्टिफिकेट्स तो मुन्सलिक² रहती हैं तो फिर कौन सी ज़रूरी और नई बात मालूम करने के लिये ख्याहमुख्याह इन्टरव्यू की पख लगा दी गयी है। अब उन्हें इन्टरव्यू की मस्लेहतों³ को कौन समझाये। इन नावाकियों को यह तो मालूम ही नहीं कि सरकारी मुलाज़मतों की जगहें सिर्फ गिनती की ही होती हैं और उम्मीदवारों की तादाद की कोई खास हद ही नहीं। इस पर सरकार के इकबाल⁴ से सैकड़ों इनमें से एक से बढ़ कर काबिल और साहबे-सलाहियत, अब इन में से ज़रूरत के मुताबिक चन्द मखसूस उम्मीदवारों को नामज़द करने की गरज़ से बाकी "क्वालीफाइड कन्डीडेट" को डिसक्वालीफाइड बनाने के लिये इन्टरव्यू से बढ़ कर और कौन सी खूबसूरत तरकीब सोची जा सकती है। युनिवर्सिटी की डिग्री तो कुर्क⁵ की नहीं जा सकती। "आला क्वालीफिकेशन" और इल्मी हैसियत की सार्टिफिकेट, नीलाम वाली सार्टिफिकेट तो है नहीं जो कम हैसियत करार देकर मुसतरद कर दी जाये। अब मखसूस उम्मीदवारों या दावेदारों को उन सरकारी जगहों पर कब्ज़ा दिलाने के लिये बकिया दरख्वास्त देने वालों को किस तरह गैर-मुसतहक⁶ साबित किया जाये। इन्हीं दिक्कतों को रफा करने के लिये एक मुसतकिल इन्टरव्यू कमेटी ईजाद हुई, जिसके जिम्मे कहने को तो बराये नाम "इन्क्वाइरी" है मगर दर हकीकत समरी ट्रायल (Summary Trial) का फुल पावर (Full Power) देकर उम्मीदवारों की किसमत के "फाइनल" फैसले का भी अख्तियार दिया गया। और ये सरसरी समाअत⁷ और इस पर फैसले के लिये किसी खास उसूल या जाबते की पाबन्दी की ज़रूरत नहीं, सिर्फ अख्तियारे-तमीज़ी⁸ का ऐसा बे पनाह हरबा⁹ इस के सुपुर्द कर दिया गया है कि जिस की ज़ब¹⁰ की कोई दाद व फरयाद नहीं।

चूँकि अज़-इब्तादाय¹¹ डिप्टी मजिस्ट्रेटी बगायत¹² टम्परेरी क्लर्की बहैसियत "कन्डीडेट" के मुझे इन्टरव्यू के बीसियों मौके मिले हैं, इसलिये एक सीनीयर कन्डीडेट की हैसियत से अपने इन्टरव्यू के दिलचस्प तज़रबात पेश करता हूँ ताकि आम दिलचस्पी के अलावा मुमकिन है कि

-
1. द्वितीय उल्लेखित 2. सम्मिलित 3. औचित्य 4. प्रताप
5. आसजित 6. अयोग्य 7. सुनवाई 8. विवेकाधिकार 9. अस्त्र शस्त्र 10. चोट
11. आरंभत 12. अंत

امیدواروں کو انٹرویو کے امتحان کے موقع پر ”کی“ (Key) کا کام دیں۔

بی۔ اے پاس کرنے کے بعد لاء کالج میں نام لکھوائے تقریباً ڈیڑھ سال ہوئے تھے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کی تقرری کا اعلان گزٹ میں دیکھ کر میں نے سوچا کہ بحیثیت وکیل ڈپٹیوں کو حضور ”پوراؤز“ کہنے کی بجائے خود ہی ”پوراؤز“ بننے کی کیوں نہ کوشش کروں۔ چنانچہ میں نے بھی ایک درخواست مع تعلیمی سرٹیفکیٹ بذریعہ بک پوسٹ روانہ کر دی۔ ایک ہفتہ کے بعد طلبی کا سن جسے ایسے موقعوں پر انٹرویو کارڈ کہتے ہیں۔ کورٹ کے چپراسی کی بجائے جب ڈاکہ نے مجھ پر تعمیل کیا تو انٹرویو میں ڈپٹی مجسٹریٹ کی صلاحیت جانچنے کے لیے جتنے سوالات کیے جاسکتے ہیں سب کے جوابات ذہن نشیں کر کے مقررہ تاریخ پر ہاف پینٹ اور ہاف شرٹ زیب تن کیے ہم ڈپٹیاسٹی کی شان سے انٹرویو آفس کے باہر پہنچا۔ ساتویں کنڈیڈیٹ کے بعد جب میرا نمبر آیا۔ دل میں یہ مصرعہ

اب قلم تمام کے بیٹھو مری باری آئی

پڑھتا ہوا افسران انٹرویو کے سامنے حاضر ہونے کے بعد جیسے ہی کرسی پر سامنے جا کر بیٹھا تھا کہ پہلا سوال مجھ سے یہ کیا گیا۔

سوال:- آپ کا خاندانی پیشہ کیا ہے؟

یہ بے جوڑ سوال سن کر میں سوچنے لگا کہ آخر ڈپٹی مجسٹریٹ سے اس سوال کو لگاؤ کیا ہے، مگر ذہانت بھی عجیب خدا داد چیز ہے فوراً کڑی ملانے کے لیے میں نے جواب دیا۔

جواب:- جناب عالی! اصلی پیشہ تو ہے زمینداری مگر اس سلسلہ میں مقدمہ بازی کو بھی ایک طرح سے ہم لوگوں کا سکند پیشہ سمجھ لیجیے، جس کی وجہ سے ”سول“ (Civil) اور کریمنل (Criminal) مقدمات کے اکثر دفعات سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس لیے قانون دانی گویا ہم لوگوں کی گتھی میں ہے۔

سوال:- کالج سے نکلنے کے بعد اب تک آپ کا کیا شغل رہا؟

جواب:- وہی مقدمات کی پیروی، مسل کی ورق گردانی، حسب خواہ شہادتیں فراہم کرنا، گواہوں کو تعلیم دینا، اس کی وجہ سے مجھے ایسی مہارت پیدا ہو گئی ہے کہ ڈپٹی

उम्मीदवारों को इन्टरव्यू के इम्तेहान के मौकों पर "की" (Key) का काम दे।

बी.ए. पास करने के बाद लॉ कॉलेज में नाम लिखवाये तकरीबन डेढ़ साल हुये थे कि डिप्टी मजिस्ट्रेटी का ऐलान गजट में देख कर मैं ने सोचा कि बहैसियत वकील डिप्टियों को हुजूर, "योर ऑनर" कहने के बजाय खुद ही "योर ऑनर बनने की क्यों न कोशिश करूँ। चुनावधे मैं ने भी एक दरखास्त मय तालीमी सर्टीफीकेट बजरिये बुक पोस्ट रवाना करदी। एक हफ्ते के बाद तलबी का समन जिसे ऐसे मौकों पर इन्टरव्यू कार्ड कहते हैं, कोर्ट के चपरासी की बजाए जब डाकये ने मुझ पर तामील किया तो इन्टरव्यू में डिप्टी मजिस्ट्रेटी की सलाहीयत जाँचने के लिये जितने सवालात किये जा सकते हैं सब के जवाबात जेहन-नशीं कर के मुकर्ररा तारीख पर हॉफ पैट और हॉफ शर्ट जेब तन किये डिप्टियायती की शान से इन्टरव्यू ऑफिस के बाहर पहुँचा। सातवें कन्डीडेट के बाद जब मेरा नम्बर आया, दिल में ये मिस्त्रा¹ -

अब कलम थाम के बैठो मेरी बारी आई

पढ़ता हुआ अफसराने-इन्टरव्यू के सामने हाजिर होने के बाद जैसे ही कुर्सी पर सामने जाकर बैठा था कि पहला सवाल मुझसे यह किया गया -

सवाल - आपका खान्दानी पेशा क्या है?

ये बेजोड़ सवाल सुन कर मैं सोचने लगा कि आखिर डिप्टी मजिस्ट्रेटी से इस सवाल को क्या लगाव है, मगर जिहानत भी अजीब खुदादाद चीज़ है फौरन कड़ी मिलाने के लिये मैं ने जवाब दिया -

जवाब - जनाबे-आली! अस्ली पेशा तो ज़मींदारी, मगर इस सिलसिले

में मुकदमेबाजी को भी एक तरह से हम लोगों का सेकेण्ड पेशा

समझ लीजिये, जिसकी वजह से "सिविल" (Civil) और "क्रिमिनल"

(Criminal) मुकदमात के अक्सर दफ्आत से वाक्फीयत हो जाती है। इसलिये कानूनदानी गोया हम लोगों की घुड़ी में है।

सवाल - कॉलेज से निकलने के बाद अब तक आप का

क्या शगल रहा?

जवाब - वही मुकदमात की पैरवी, मिस्ल की वरक गरदानी, हस्बख्वाह शाहादते फराहम² करना, गवाहों को तालीम देना, इसकी वजह से मुझे ऐसी महारत पैदा हो गई है कि डिप्टी

1. पद 2. इच्छानुसार प्रमाण अर्जित करना

مجمسٹریٹ ہو جانے کے بعد صرف صورت دیکھ کر پہچان لوں گا کہ کون گواہ سچا ہے اور کون جھوٹا، اس تجربہ کی بناء پر فیصلہ لکھنے میں مجھے کوئی دقت نہ ہوگی۔

سوال:- زمینداری کی حکومت چھوڑ کر ملازمت کی اس غلامانہ زندگی کو آپ نے کیوں پسند کیا؟

جواب:- جناب ڈپٹی مجسٹریٹ کی شان اور حکومت کے سامنے زمینداری کی بھی کوئی حقیقت ہے۔ بڑے بڑے زمیندار، ایک معمولی تھرڈ کلاس ڈپٹی کی بیگار میں کام کرنا اپنی عزت سمجھتے ہیں۔

سوال:- (مسکرا کر) زمینداری کی بدولت کافی سرمایہ رہتے ہوئے بزنس چھوڑ کر ڈیڑھ دوسو روپے ماہانہ کی ڈپٹی مجسٹریٹ پر کیوں جان دیتے ہیں؟

جواب:- اگر آدمی ٹیکٹ فل (Tact Full) ہو تو ڈپٹیاسٹی کی بزنس بھی کم نفع بخش نہیں۔

سوال:- (اپنے ساتھیوں کو آنکھوں پر لگی ہوئی عینک کے باہر مسکرا کر دیکھتے ہوئے) آب و ہوا کے اعتبار سے آپ کے خیال میں ہندوستان کا کون کون سا خطہ انسانی صحت کے لیے مفید اور کون کون مضر ہے؟

جواب:- حضور! جب ڈپٹی مجسٹریٹ کرنی ہو تو آب و ہوا کے مضر یا صحت بخش ہونے کی آدمی کہاں تک پروا کرے۔ آپ جہاں ڈپٹی بنا کر بھیج دیجیے، اگر ذرا بھی غدر کروں تو فوراً ڈسبس کر دیجیے۔

یکے بعد دیگرے مسلسل سوالوں کے دندان شکن بلکہ جبراً اور کلمہ شکن جواب دے کر ایسا منہ بند کر دیا کہ پھر اور مزید سوالوں کی ہمت نہ پڑی۔ آخر ”اچھا آپ اب جا سکتے ہیں“ کہہ کر مجھ سے چچھا چھڑایا۔ میں بھی خوش خوش دل میں یہ سوچتا ہوا اپنے گھر واپس آیا کہ یہ حضرت بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ کس کنڈیڈیٹ سے پالا پڑا ہے۔ لیکن چند ہی روز کے بعد میرے ان دندان شکن جوابوں کا ایسا ہمت شکن اور دل شکن نتیجہ معلوم ہوا کہ مجھ ہی جیسا قحط مزاج آدمی تھا کہ غصہ کے مارے اراکین انٹرویو کو صرف دل ہی دل میں برا بھلا کہنے پر اکتفا کیا ورنہ دوسرا کوئی اور کنڈیڈیٹ ہوتا تو خود کشی کر کے حکم دہندوں میں ان ممبروں کا نام لکھوا کر ایسا پھنسا دیتا کہ پھر انٹرویو میں لوگوں کو دق کرنا ہی بھول جاتے۔

मजिस्ट्रेट हो जाने के बाद सिर्फ सूरत देखकर पहचान लूंगा कि कौन गवाह सच्चा है और कौन झूठा, इस तजरबे की बिना¹ पर फैसला लिखने में मुझे कोई दिक्कत न होगी।

सवाल - जमीनदारी की हुकूमत छोड़ कर मुलाजमत की इस गुलामाना जिन्दगी को आप ने क्यों पसन्द किया?

जवाब - जनाब, डिप्टी मजिस्ट्रेटी की शान और हुकूमत के सामने जमीनदारी की भी कोई हकीकत है। बड़े-बड़े जमीनदार, एक मामूली थर्ड क्लास डिप्टी की बेगार में काम करना अपनी इज्जत समझते हैं।

सवाल - (मुस्करा कर) जमीनदारी की बदौलत काफी सरमाया² रहते हुये बिजनेस छोड़ कर डेढ़ दो सौ रुपये माहाना की डिप्टी मजिस्ट्रेटी पर क्यों जान देते हैं?

जवाब - अगर आदमी टैक्टफुल (Tact Full) हो तो डिप्टीयाती की बिजनेस भी कम नफा-बख्श नहीं है।

सवाल - (अपने साथियों को आँखों पर लगी हुई ऐनक के बाहर मुस्कुरा कर देखते हुये) आबो-हवा के ऐतबार से आप के खयाल में हिन्दुस्तान का कौन सा खित्ता इन्सानो सेहत के लिये मुफीद और कौन मुजिर³ है?

जवाब - हुजूर! जब डिप्टी मजिस्ट्रेटी करनी हो तो आबो-हवा के मुजिर या सेहत-बख्श होने की आदमी कहाँ तक परवाह करे। आप जहाँ डिप्टी बनाकर भेज दीजिये, अगर ज़रा भी उज़्र⁴ करूँ तो फौरन डिसमिस कर दीजिये।

यके बाद दीगरे⁵ मुसलसल सवालो के दन्दान-शिकन⁶ बल्कि जबड़ा और कल्ला-शिकन जवाब देकर ऐसा मुँह बन्द कर दिया कि फिर और मजीद सवालो की हिम्मत न पड़ी। आखिर "अच्छा आप अब जा सकते हैं" कह कर मुझसे पीछा छुड़ाया। मैं भी खुश खुश दिल में यह सोचता हुआ अपने घर वापस आया कि ये हज़रत भी समझ गये होंगे कि किस कन्डीडेट से पाला पड़ा है। लेकिन चन्द ही रोज के बाद मेरे इन दन्दान-शिकन जवाबों का ऐसा हिम्मत-शिकन और दिल-शिकन नतीजा मालूम हुआ कि मुझ ही जैसा तहम्मूल-मिजाज आदमी था कि गुस्से के मारे अराकीने-इन्टरव्यू⁷ को सिर्फ दिल ही दिल में बुरा भला कहने पर इक्ताफा किया वरना कोई दूसरा कन्डीडेट होता तो खुदकुशी कर के हुक्म-दहिन्दों में उन मेम्बरों का नाम लिखवा कर ऐसा फंसा देता कि फिर इन्टरव्यू में लोगों को दिक् करना ही भूल जाते।

1. आधार 2. पूंजी 3. हानिकारक 4. आपत्ति 5. एक के बाद एक
6. मुँहतोड़ 7. सदस्यगण

میرے سلکٹ (Select) نہ کرنے کی وجہ جب میرے ایک ہمدرد نے ایک ممبر سے پوچھی تو ارشاد ہوا کہ صرف ”جنرل نوٹج“ کا اندازہ لگانے کے لیے بہت ہی غیر متعلق ادھر ادھر کے سوالات کیے گئے تھے۔ مگر ہر غیر متعلق سوال کی کڑی ہیر پھیر کو انہوں نے ڈپٹی مجسٹریٹ کے پوسٹ سے ملا دی جس کی وجہ سے ہم لوگ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنرل نوٹج تو کیا آپ کے کنڈیڈیٹ میں ”کومن سنس“ (Common Sense) تک نہیں۔

اب آپ ہی حقا ایمانا خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر کہیے کہ بلایا گیا تھا میں ڈپٹی مجسٹریٹ کے کنڈیڈیٹ کی حیثیت سے اور پوچھا جاتا ہے صحت بخش آب و ہوا کے متعلق۔ ڈپٹی مجسٹریٹ کے امیدوار کو ہیلتھ اوفیسری کا کنڈیڈیٹ سمجھنا یہ خود کہاں تک کومن سنس کے مطابق ہے۔

خیر پہلے انٹرویو کے اس تجربے نے یہ بتلادیا کہ انٹرویو کا سسٹم قابلیت و اہلیت اور صلاحیت و لاجیت جانچنے کے لیے نہیں جاری کیا گیا ہے، بلکہ صرف کومن سنس اور جنرل نوٹج کا اندازہ لگانے کے لیے۔ لیکن سوال یہ رہ جاتا ہے کہ جنرل نوٹج کسی خاص علم و فن کے جاننے کا تو نام نہیں بلکہ دنیا بھر کے معلومات کو جنرل نوٹج کہتے ہیں۔ اب آپ ڈپٹی مجسٹریٹ کنڈیڈیٹ کی حیثیت سے انٹرویو میں بلائے گئے ہیں اور پوچھا جاتا ہے آپ سے ڈاکٹری کے متعلق کہ پلیگ اور طاعون میں کیا فرق ہے۔ یا آپ مصطفیٰ کے کنڈیڈیٹ ہیں اور آپ سے دریافت کی جاتی ہیں انجیری کی باتیں کہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کس طرح سے بن سکتی ہے یا رجسٹری کے انٹرویو میں بلائے گئے ہیں اور آپ کا امتحان لیا جاتا ہے علم نباتات کے متعلق کہ آپ گھاس کاٹ سکتے ہیں یا نہیں غرض کہ معلومات کی حیثیت سے آپ چوں چوں کا مربہ ہیں یا نہیں۔ ایسی حالت میں انسائیکلو پیڈیا حفظ کیے بغیر انٹرویو میں جانا خود اپنے پاؤں میں کلہاڑی یا سر پر تھوڑا مارنے کے برابر ہے کہ نہیں؟

اس لیے میں نے سوچا کہ انسائیکلو پیڈیا اگر نہیں تو جنرل نوٹج کے لیے کم سے کم بک آف نوٹج کا حافظہ ہو جانا از بس ضروری ہے۔

چنانچہ آئندہ سال کنڈیڈیٹ ہونے کے لیے انٹرویو کے امتحان کی تیاری کی غرض

मेरे सेलेक्ट (Select) न करने की वजह जब मेरे एक हमदर्द ने एक मेम्बर से पूछा तो इरशार्द हुआ कि सिर्फ "जेनरल-नॉलेज" का अन्दाजा लगाने के लिये बहुत ही गैर मुतअल्लिक इधर उधर के सवालात किये गये थे। मगर हर गैर मुतअल्लिक सवाल की कड़ी हेर फेर कर उन्होंने डिप्टी मजिस्ट्रेटी की पोस्ट से मिला दी जिसकी वजह से हम लोग इस नतीजे पर पहुँचे कि जेनरल नॉलेज तो क्या आप के कन्डीडेट में "कॉमन सेन्स" (Common Sense) तक नहीं।

अब आप ही हक्कन-ईमानन¹ खुदा को हाजिरो-नाजिर समझ कर कहिये कि बुलाया गया था मैं डिप्टी मजिस्ट्रेट के कन्डीडेट की हैसियत से और पूछा जाता है सेहत बख्शा आबो-हवा के मुत्बाल्लिक। डिप्टी मजिस्ट्रेटी के उम्मीदवार को हेल्थ आफिसरी का कन्डीडेट समझना ये खुद कहाँ तक कॉमन सेन्स के मुताबिक है।

खैर पहले इन्टरव्यू के इस तजर्बे ने यह बतला दिया कि इन्टरव्यू का सिस्टम काबिलियतो-अहलियत और सलाहियत-वलाहियत जाँचने के लिये नहीं जारी किया गया है, बल्कि सिर्फ कॉमन सेन्स और जेनरल नालेज का अन्दाजा लगाने के लिये। लेकिन सवाल यह रह जाता है कि जेनरल नॉलेज किसी खास इल्मो-फ़न के तो जानने का नाम नहीं बल्कि दुनिया भर की मालूमात को जेनरल नॉलेज कहते हैं। अब आप डिप्टी मजिस्ट्रेटी कन्डीडेट की हैसियत से इन्टरव्यू में बुलाये गये हैं और पूछा जाता है आप से डाक्टरी के मुतअल्लिक कि प्लेग और तौऊन में क्या फ़र्क है, या आप मुन्सफी के कन्डीडेट हैं और आप से दरयाफ़्त की जाती है इन्जीनियरी की बातें कि डेढ़ इंच की मस्जिद किस तरह से बन सकती है या रजिस्ट्रारी के इन्टरव्यू में बुलाये गये हैं और आप का इम्तेहान लिया जाता है इल्मे-नबातात² के मुतअल्लिक कि आप घास काट सकते हैं या नहीं, गरज कि मालूमात की हैसियत से आप चूँ-चूँ का मुरब्बा हैं या नहीं। ऐसी हालत में इन्साइक्लोपीडिया हिफ़ज़ किये बगैर इन्टरव्यू में जाना खुद अपने पाँव में कुल्हाड़ी या सर पर हथौड़ा मारने के बराबर है कि नहीं?

इस लिये मैं ने सोचा कि इन्साइक्लोपीडिया अगर नहीं तो जेनरल नॉलेज के लिये कम से कम बुक ऑफ़ नॉलेज का हाफ़िज़ हो जाना अज़ बस ज़रूरी है।

चुनान्चे आइन्दा साल कन्डीडेट होने के लिये इन्टरव्यू के इम्तिहान की तैयारी की गरज से बुक ऑफ़ नॉलेज की स्टडी शुरु कर दी।

سے بک آف نولج کی اسٹڈی شروع کر دی۔ اتفاق سے اس کے چھ سات ہی ماہ بعد منصفی کی تقرری کا اعلان گزٹ میں دیکھ کر میں نے سوچا کہ ڈپٹی مجسٹریٹی کی امید میں ایک سال تک اپنے ہاتھ پر ہاتھ یا کسی کے پاؤں پر پاؤں دھرے بیٹھے رہنا مناسب نہیں بلکہ دوسری سروس کے لیے بھی گھونے لات کی شکل چھوڑ کر اور ہر طرح سے ہاتھ پاؤں مارنا چاہیے۔ اس خیال کو مد نظر رکھ کر منصفی کی درخواست بغیر اسٹامپ چسپاں کیے۔ دکالتا نہیں بلکہ اصلاً داخل کر دی۔ حسب دستور تاریخ مقررہ پرائنٹریو میں جو حاضر ہوا تو سوالات کی ابتدا اس طرح سے شروع ہوئی۔

سوال :- آپ نے اس سے پہلے بھی کسی سروس کے لیے اپلائی (Apply) کیا تھا؟
جواب :- جی ہاں ڈپٹی مجسٹریٹی کے لیے۔

سوال :- آپ کو معلوم ہے آپ کا نام کیوں نہیں بھیجا گیا؟
جواب :- موثر ذرائع نہیں رہنے کی وجہ سے۔

سوال :- یہاں ذرائع کا کیا کام، صلاحیت اور قابلیت کی کمیشن میں جو کمیٹیٹ کنڈیڈیٹ ہوتا ہے اس کا انتخاب ہوتا ہے۔ چوں کہ اس کمیشن میں آپ پورے نہیں اترے ہوں گے اس لیے آپ کا نام نہیں بھیجا گیا۔

جواب :- حضور، اس کو میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ کوآپلیکیشن میں تو خدا کے فضل سے نہیں البتہ ریکومینڈیشن کے کمیشن میں کافی نمبر نہیں لاسکا۔

سوال :- ڈپٹی مجسٹریٹی اور منصفی ان دونوں سرکاری سروسوں میں آپ کس کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟

جواب :- حضور بات یہ ہے کہ ڈپٹیوں کو صرف مارپیٹ، چوری ڈکیتی، نقب زنی، خون ریزی وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کی وجہ سے روزانہ ڈاکوؤں، بد معاشوں، چوروں، اٹھائی گیسوں سے واسطہ رہتا ہے ”اور صحبت صالح تر اصالح کند“ کا مقولہ غلط نہیں ہے۔ یہ جو ڈپٹیوں میں شان غرور، ڈینگ، ہیکڑی اور ”ہم چومن دیگرے نیست“ قسم والا انداز دیکھتے ہیں یہ انھیں صحبتوں کا اثر ہے برخلاف اس کے منصفوں کو انھیں اپنے اجلاس پر زیادہ تر بڑے بڑے دولتمندوں، سرمایہ

इत्तेफाक से इस के छः-सात ही माह बाद मुन्सिफी की तर्कररी का एलान गजट में देख कर मैं ने सोचा कि डिप्टी मजिस्ट्रेटी की उम्मीद में एक साल तक अपने हाथ पर हाथ या किसी के पाँव पर पाँव धरे बैठे रहना मुनासिब नहीं है बल्कि दूसरी सर्विस के लिये भी घूँसे लात की शकल छोड़ कर और हर तरह से हाथ पाँव मारना चाहिये। इस खयाल को मद्देनजर रखकर मुन्सिफी की दरखास्त बगैर स्टाम्प चस्पों वकालतन नहीं बल्कि असालतन दाखिल कर दी। हस्बे-दस्तूर तारीखे-मुकरररा पर इन्टरव्यू में जो हाजिर हुआ तो सवालात की इब्तादा इस तरह से शुरू हुई।

सवाल — आपने इस से पहले भी किसी सर्विस के लिये एप्लाई (Apply) किया था?

जवाब — जी हाँ डिप्टी मजिस्ट्रेटी के लिये।

सवाल — आपको मालूम है आपका नाम क्यों नहीं भेजा गया?

जवाब — मुअस्सर-ज़राए¹ नहीं रहने की वजह से।

सवाल — यहाँ ज़राए का क्या काम, सलाहियत और काबिलियत की काम्पेटीशन में जो काम्पीटेन्ट कन्डीडेट होता है उसका इन्तखाब होता है। चूँकि इस काम्पेटीशन में आप पूरे नहीं उतरे होंगे इसलिये आप का नाम नहीं भेजा गया।

जवाब — हज़ूर, इसको मैं भी अर्ज कर रहा हूँ कि क्वालीफिकेशन में तो खुदा के फज़ल से नहीं अलबत्ता रेकोमेन्डेशन के कम्पेटीशन में काफी नम्बर नहीं ला सका।

सवाल — डिप्टी मजिस्ट्रेटी और मुन्सिफी इन दोनों सरकारी सर्विसों में आप किसको ज्यादा पसन्द करते हैं?

जवाब — हज़ूर बात यह है कि डिप्टियों को सिर्फ मार पीट, चोरी डकैती, नकबज़नी, खूँरेजी वगैरह के मुकदमात की समाअत की वजह से रोज़ाना डाकुओं, बदमाशों, चोरों, उठाईगीरों से वास्ता रहता है और "सोहबते-सालेह तुरा सालेह कुन्द"² का मकूला³ ग़लत नहीं है। ये जो डिप्टियों में शाने-गुरुर, डींग, हेकड़ी और "हम चू मन दीगरे नीस्त"⁴ किस्म वाला अन्दाज़ देखते हैं यह उन्हीं सोहबतों का असर है। बरखिलाफ़ इसके मुन्सिफों को उन्हें अपने इजलास पर ज़ियादातर बड़े-बड़े दौलतमन्दों, सरमायादारों की डिग्री

1. प्रभावकारी साधनों 2. सदाचारी की संगति सुचरित्र बनाती है

3. कथन 4. हम जो हैं कोई और नहीं

داروں کی ڈگری دلانے کی وجہ سے منکسر مزاج مہاجنوں اور ساہوکاروں سے تعلقات رہتے ہیں۔ اور یہ منصفوں میں جو گربہ مسکین قسم کی اکساری وغیرہ دیکھتے ہیں، یہ انھیں ساہوکار بینوں کی فیض صحبت کا اثر ہے۔ اس لیے فرسٹ کلاس ڈپٹی مجسٹریٹ کے عوض فرسٹ، سکنڈ منصف کیا تھرڈ کلاس منصف ہونا میں کہیں بہتر سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اس منصفی کے بارے میں شاعروں نے بھی کہا ہے۔

منصفی ہو تو غضب نا منصفی ہو تو ستم
تمہیں منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا

سوال:- آپ نے وکالت بھی پاس کی ہے یا نہیں؟ اور اگر کی ہے تو پاس کیے کتنے دن ہوئے؟

جواب:- حضور، ”سول“ اور ”کریمنل“ دونوں سبکٹ میں پاس کیا ہے اور پاس کیے ابھی دو ماہ بھی نہیں ہوئے۔ آپ اسی سے سمجھ لیجیے کہ ابھی ڈگری تک بھی نہیں ملی ہے، گون تک نہیں بنوایا ہے، ایک دم ”تا زہر ش“ وکیل ہوں۔

سوال:- آپ کو معلوم ہے کہ منصفی میں اپلائی (Apply) کرنے کے لئے کم سے کم چھ ماہ کی پریکٹس لازمی ہے؟

جواب:- حضور، منصفی میں تو وکالت اور قانون دان کی چنداں ضرورت ہی نہیں ”شہر سکھائے کو تو ائی“ کی مثل کے مطابق جب ایک معمولی ڈپٹی وکیل کی بحث سنتے سنتے قانون داں ہو جاتا ہے تو بیچارے منصف ایسے بھڑے دماغ کے تھوڑے ہی ہوتے ہیں کہ بحث کے وقت سمجھانے پر بھی دماغ میں نہ آئے۔ قانون پڑھنے اور دفعات سمجھانے کا پیشہ تو دکلاء کا ہے۔ بیچارے حاکموں کا کام تو اجلاس پر صرف اظہار جرح لکھنا، بحث سننا اور فریقین کے دکلاء میں سے جس نے زبردستی جو قانون دماغ میں ٹھوس دیا، اسی کے مطابق فیصلہ دینا یہ چھ ماہ کی پریکٹس کی قید تو بلا تصور منصفوں پر شوک دی گئی ہے اور اگر اس پر بھی یہ قید حضور لازمی سمجھتے ہیں تو پروبیشن (Probation) کے زمانہ میں چھ ماہ کیا سال بھر

दिलाने की वजह से मुनकसिर¹ मिजाज महाजनों और साहूकारों से तअल्लुकात रहते हैं। और ये मुन्सिफों में जो गुरबा², मसकीन किस्म की इन्कसारी³ वगैरह देखते हैं, यह उन्हीं साहूकार बनियों की फँजे-सोहबत का असर है। इसलिये फर्सट क्लास डिप्टी मजिस्ट्रेटी के ऐवज फर्सट, सेकेन्ड मुन्सिफ क्या थर्ड क्लास मुन्सिफ होना मैं कहीं बेहतर समझता हूँ। घुनानचे इस मुन्सिफी के बारे में शायरों ने भी कहा है -

मुन्सिफी हो तो ग़जब ना मुन्सिफी हो तो सितम
तुम्हीं मुन्सिफी से कह दो तुम्हें एतबार होता

सवाल —आपने वकालत भी पास की है या नहीं? और अगर की है तो पास किये कितने दिन हुए?

जवाब — हुज़ूर, "सिविल" और "क्रिमिनल" दोनों सब्जेक्ट में पास किया है और पास किये अभी दो माह भी नहीं हुए। आप इसी से समझ लीजिये कि अभी डिग्री तक भी नहीं मिली है, गाउन तक नहीं बनवाया है, एक दम "ताजा प्रेश" वकील हूँ।

सवाल — आपको मालूम है कि मुन्सिफी में अप्लाई (Apply) करने के लिये कम से कम छः माह की प्रैक्टिस लाज़मी है?

जवाब — हुज़ूर, मुन्सिफी में तो वकालत और कानूनदानी की चन्दों जरूरत ही नहीं "शहर सिखाये कोतवाली" की मसल⁴ के मुताबिक जब एक मामूली डिप्टी, वकील की बहस सुनते-सुनते कानूनदाँ हो जाता है तो बेघारे मुन्सिफ ऐसे भदे दिमाग के थोड़े ही होते हैं कि बहस के वक्त समझाने पर भी दिमाग में न अटे। कानून पढ़ने और दफ़आत समझाने का पेशा तो वकीलों का है। बेघारे हाकिमों का काम तो इजलास पर सिर्फ इज़हारे जिरह लिखना, बहस सुनना और फरीकैन के वकीलों में से जिसने ज़बरदस्ती जो कानून दिमाग में दूँस दिया, उसी के मुताबिक फ़ैसला देना, यह छः माह की प्रैक्टिस की क़ैद तो बिला कुसूर मुन्सिफों पर थोप दी गयी है और अगर इस पर भी ये क़ैद हुज़ूर लाज़मी समझते हैं तो प्रोबेशन (Probation) के ज़माने में छः माह क्या साल भर

1. विनयशील

2. भीगी बिल्ली.

3. नम्रता

4. कहावत

تک اس کی کوپرا کرنے کا موقع ہے۔

یہ مدلل بحث سن کر وہ سب کچھ اس طرح سے مسکرائے کہ مجھے یقین ہو گیا کہ انٹرویو کے امتحان میں اوّل نمبر لانے کی وجہ سے منصف اول ہو جانا اب لازمی ہے۔ مگر کئی روز کے بعد اس انٹرویو کا غیر منصفانہ نتیجہ سن کر یقین ہو گیا کہ منصفی کا پوسٹ تو قائم ہے مگر حقیقی معنوں میں دنیا سے منصفی ایک دم اٹھ گئی۔ اور میری طرح تعجب، حیرت، غصہ، افسوس کی قسم سے کئی طرح کی جذباتی کیفیتیں بیک وقت آپ پر بھی طاری ہونے لگیں گی۔ میرے متعلق یہ رائے قائم کی گئی کہ مجھ میں کومن سنس کا کافی مقدار میں نہیں پایا جاتا۔ اب انھیں کون سمجھائے کہ ہر شخص کی سمجھ اور سنس جدا ہے۔ ”کومن ویلتھ“ (Common Wealth) کی طرح کومن سنس کا خود ساختہ اصول بنا کر کسی کی قابلیت اور صلاحیت کا معیار قرار دینا نون سنس قسم کی باتیں ہیں۔

اب ناکامی کے بعد آپ نے سمجھا ہو گا کہ بد دل ہو کر میں نے نئے سروس کی کوشش چھوڑ دی ہوگی۔ لاجول ولاقوۃ، وہ کوئی دوسرے بزدل اور پست ہمت کنڈیڈیٹ ہوں گے جو ایک ہی دو بار کی شکست کے بعد میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ میں مہاتمائی دل و دماغ کا آدمی ہوں۔ بیسیوں بار فیلچور (Failure) ہونے پر بھی اپنی حرکتوں سے باز آنے والا نہیں۔ یہ سروس کبھی کیا ہے، بادشاہ تک کے انٹرویو میں فیل ہو جانے کے بعد بھی صرف خود ہی نہیں بلکہ ساتھیوں کو بھی میں یہی مشورہ دیتا رہوں گا کہ ع

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو

چنانچہ دوسرے سال جب سب رجسٹری کی خبر ملی تو فوراً بذریعہ رجسٹری درخواست بھیج دی۔ اب حسب دستور جب انٹرویو کے لیے بلایا گیا تو اب کے زبانی امتحان کے بجائے تحریری امتحان شروع ہو گیا۔ اور وہ اس طرح کہ اُردو کے صاف خوشخط اور بدخط و ثائق کا ایک بڈل علی الترتیب جو میز پر پہلے ہی سے رکھا گیا تھا۔ اس میں سے ایک ایسا بدخط حروف کا وثیقہ جو بدقسمت کنڈیڈیٹ کے خط تقدیر سے بھی زیادہ شکستہ تھا۔ جسے میں کیا متحن صاحبان بلکہ خود لکھنے والا بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ نکال کر مجھے پڑھنے کے

तक इस कमी को पूरा करने का मौका है।

यह मुदल्लल बहस सुनकर वह सब कुछ इस तरह से मुस्कराये कि मुझे यकीन हो गया कि इन्टरव्यू के इम्तेहान में अव्वल नम्बर लाने की वजह से मुन्सिफे-अव्वल हो जाना अब लाजमी है। मगर कई रोज के बाद इस इन्टरव्यू का गैर मुन्सिफाना नतीजा सुनकर यकीन हो गया कि मुन्सिफी का पोस्ट तो कायम है मगर हकीकी मआनों में दुनिया से मुन्सिफी एकदम उठ गई। और मेरी तरह तअज्जुब, हैरत, गुस्सा, अफसोस की किस्म से कई तरह की ज़ुबानी कौफीयतें बयक वक्त आप पर भी तारी होने लगेंगी। मेरे मतलबल्लिक यह राय कायम की गई कि मुझ में कॉमन सेन्स काफी मिकदार में नहीं पाया जाता। अब उन्हें कौन समझाये कि हर शख्स की समझ और सेन्स जुदा है। कॉमन वेल्थ (Common Wealth) की तरह कॉमन सेन्स का खुद-साखा¹ उसूल बनाकर किसी की काबिलियत और सलाहियत का मेयार² करार देना नॉन सेन्स किस्म की बातें हैं।

अब नाकामी के बाद आपने समझा होगा कि बद् दिल होकर मैंने नई सर्विस की कोशिश छोड़ दी होगी। लॉहौलवलाकुव्वत, वह कोई दूसरे बुजदिल और पस्त हिम्मत कैंडीडेट होंगे जो एक ही दो बार की शिकस्त के बाद मैदान छोड़कर भाग जाते हैं। मैं महात्माई दिलो-दिमाग का आदमी हूँ। बीसियों बार फेल्योर (Failure) होने पर भी अपनी हरकतों से बाज आने वाला नहीं। ये सर्विस कमेटी क्या है, बादशाह तक के इन्टरव्यू में फेल हो जाने के बाद भी सिर्फ खुद ही नहीं बल्कि साथियों को भी यही मशवरा देता रहूँगा कि -

किये जाओ कोशिश मेरे दोस्तो

घुनान्वे दूसरे साल जब सबरजिस्ट्रारी की खबर मिली तो फौरन बजरीये रजिस्ट्री दरखास्त भेज दी। अब हस्ने-दस्तूर जब इन्टरव्यू के लिये बुलाया गया तो अब के ज़बानी इम्तिहान के बजाए तहरीरी इम्तिहान शुरू हो गया। और वह इस तरह के उर्दू कि साफ़ खुशख़त और बद्ख़त वसाएक का एक बंडस अलतर्तीब जो मेज़ पर पहले ही से रखा गया था, इसमें से एक ऐसा बद्ख़त³ हुरुफ़ का वसीका जो बद्किस्मत कन्डीडेट के ख़ते-तकदीर⁴ से भी ज़्यादा शिकस्ता⁵ था, जिसे मैं क्या मुस्तहिन्⁶ साहिबान बल्कि खुद लिखने वाला भी नहीं पढ़ सकता था, निकाल कर मुझे पढ़ने के

1. मनमदत सिद्धान्त

2. मापदण्ड

3. भदे अक्षरों का

4. भाग्य रेखा

5. टूटा हुआ

6. परिक्षक

لیے دیا گیا۔ وہ تو خیریت تھی کہ ایک انٹرویوز دہ تجربہ کار کنڈیڈیٹ کے کہنے پر وہیٹوں کے ڈھرے اور انداز تحریر سے مانوس ہونے کی غرض سے دور دراز پہلے ہی ایک دوست کے یہاں سے لاکر چند پرانے دھوئیں کو صرف پڑھا ہی نہیں بلکہ دو کو از بر بھی کر لیا تھا۔ یہی احتیاطی تدبیر اس وقت کام آگئی۔ فوراً اس بخاتی حروف کے وثیقہ کو ہاتھ میں لے کر اپنے منہ کے سامنے کر کے اپنے یاد کیے ہوئے وثیقہ کے مضمون کو شبینہ کی طرح ایک سانس میں اس طرح دہرایا کہ مادے حیرت کے سب میرا منہ بھٹکنے لگے اور یہ ہمت میں نے اس لیے کی کہ کوشش کرنے پر بھی کسی سے وہ حروف آسانی سے پڑھے نہیں جاتے۔ خیر یہ مرحلہ تو خدا کے فضل سے سر کر لیا۔ اب اس کے بعد دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ ایک دوسرا وثیقہ ناگری حروف میں لکھا ہوا پڑھنے کے لیے پیش کیا گیا۔ اس موقع پر پہلی ترکیب تو کام دے نہیں سکتی تھی، کیونکہ میں اردو کے وثیقے یاد کیے ہوئے تھا اور اس کی زبان سنسکرت آمیز بھاشا تھی۔ تھوڑی بہت ہندی جاننے کے باوجود میرے دماغ اور نگاہوں نے پوری قوت کے ساتھ زور آزمائی کی مگر گاڑی آگے نہ چل سکی۔ مجبوراً میں نے دبے لفظوں میں کہا کہ حضور عالی، نحیف اور کمزور انسانوں سے دیوناگری یعنی دیو کے حروف پڑھوانا کہاں تک مناسب ہے۔ اس کے علاوہ کوئی سب رجسٹرار یا رجسٹرار رجسٹری کے وقت خود وثیقہ ”بقلم خاص“ پڑھتا نہیں۔ یہ کام تو پیشکار اور کلرک کا ہے، اور میں کلرک کی پاپیشکاری کا نہیں بلکہ سب رجسٹری کا امیدوار ہوں۔ اور یوں ہی مجھ سے پڑھوانے کی ضد ہے تو ایک روز کی مہلت دی جائے۔ یہ ناگری کیا، بنگلہ، اڑیا تک کے وثیقہ پڑھ کر بلکہ زبانی یاد کر کے بر زبانی سنا دوں گا۔ اس معقول عذر پر معنی خیز تبسم کے ساتھ مجھ سے کہا گیا کہ اس وقت آپ جائیں۔ آئندہ کسی موقع پر یاد کر کے آئیے گا۔ میں سمجھ گیا کہ پھر نیت ان لوگوں کی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس وقت جب کہ بخاتی حروف کا وثیقہ نکال کر میرے سامنے پیش کیا گیا تھا، میں اپنے خطِ تقدیر کو پڑھ چکا تھا۔ مگر امید عجیب بلائے بے درماں چیز ہے۔ آنکھ کے دیکھے ہوئے واقعہ اور کان کی سنی ہوئی باتوں کو بھی جھٹلاتی رہتی ہے۔ لیکن خدا بھلا کرے ان ممبران انٹرویو کا کہ اسی وقت میری قسمت کا فیصلہ سنا دیا اور انتظار کی پریشانیوں میں مقنوں جلا نہیں رکھا۔

लिये दिया गया। वह तो खैरियत थी कि एक इन्टरव्यू ज़दा तजर्बेकार कन्डीडेट के कहने पर वसीकों के ढर्रे और अन्दाज़े-तहरीर¹ से मानूस² होने की ग़रज़ से दो रोज़ पहले ही एक दोस्त के यहाँ से लाकर चंद पुराने वसीकों को सिर्फ़ पढ़ा ही नहीं बल्कि दो को अज़बर³ भी कर लिया था। यही एहतियाती तदबीर इस वक़्त काम आ गयी। फ़ौरन इस जिन्नाती हुरुफ़ के वसीके को हाथ में लेकर अपने मुँह के सामने करके अपने याद किये हुये वसीके के मज़मून को शबीना की तरह एक सांस में इस तरह दोहराया कि मारे हैरत के सब मेरा मुँह तकने लगे और यह हिम्मत मैंने इसलिये की कि कोशिश करने पर भी किसी से वह हुरुफ़ आसानी से पढ़े नहीं जाते। खैर यह मरहला तो खुदा के फ़ज़ल से सर कर लिया। अब इसके बाद दूसरी मुसीबत यह पेश आई कि एक दूसरा वसीका नागरी हुरुफ़ में लिखा हुआ पढ़ने के लिये पेश किया गया। इस मौके पर पहली तरकीब तो काम दे नहीं सकती थी, क्योंकि मैं उर्दू के वसीके याद किये हुये था और इसकी ज़बान संस्कृत आमेज़ भाषा थी। थोड़ी बहुत हिन्दी जानने के बावजूद मेरे दिमाग़ और निगाहों ने पूरी कूव्वत के साथ जोर आजमाई की मगर गाड़ी आगे न चल सकी। मज़बूरन मैं ने दबे लपज़ों में कहा कि हज़ूरे-आली नहीफ़ और कमज़ोर इन्सानों से देवनागरी यानी देव के हुरुफ़ पढ़वाना कहाँ तक मुनासिब है। इसके अलावा कोई सब-रजिस्ट्रार या रजिस्ट्रार रजिस्ट्री के वक़्त खुद वसीका "बकलम खास" पढ़ता नहीं। यह काम तो पेशकार और क्लर्क का है, और मैं क्लर्की या पेशकारी का नहीं बल्कि सब-रजिस्ट्रारी का उम्मीदवार हूँ। और यूँ ही मुझसे पढ़वाने की ज़िद है तो एक रोज़ की मोहलत दी जाए। ये नागरी क्या, बंगला, उड़िया तक के वसीके पढ़कर बल्कि ज़बानी⁴ याद करके बर-ज़बानी सुना दूंगा। इस माकूल उज़्र⁵ पर मानीख़ेज़ तबस्सुम के साथ मुझसे कहा गया कि इस वक़्त आप जायें। आइन्दा किसी मौके पर याद करके आइयेगा। मैं समझ गया कि फिर नीयत इन लोगों की गड़बड़ मालूम होती है। अगरचे इस वक़्त जबकि जिन्नाती हुरुफ़ का वसीका निकाल कर मेरे सामने पेश किया गया था, मैं अपने ख़ते-तक्दीर को पढ़ चुका था। मगर उम्मीद अजीब बलाये⁶ बे दरमा चीज़ है। आँख के देखे हुये वाकए और कान की सुनी हुई बातों को भी झुटलाती रहती है। लेकिन खुदा भला करे उन मेम्बराने-इन्टरव्यू का कि उसी वक़्त मेरी किस्मत का फैसला सुना दिया और इन्तज़ार की परेशानियों में हफ़्तों मुबाला नहीं रखा।

-
1. लिखाई की शैली 2. परिचित 3. कंठस्त 4. मौखिक
5. बहाना 6. न ख़त्म होने वाली मुसीबत

اس تیسرے انٹرویو کی ناکامی کے بعد میں نے سوچا کہ لاکھ بی اے اوئرس یا ایم اے کی اعلیٰ سے اعلیٰ سارٹیفکٹ بھی ہو جب بھی یہ اونچے درجے کی سرکاری ملازمت کے انٹرویو میں مجھ جیسے بے یار و مددگار کنڈیڈیٹ کو منتخب کرنا سروس کمیشن کے ممبروں کے لیے ایک بھاری مصیبت ہے۔ اس لیے کہ یہ بیچارے فرشتہ تو ہیں نہیں، جنہیں نہ کسی رشتہ ناتہ، نہ بھائی بندی نہ دوستانہ راہ و رسم ہو آدمیت بھی نہ ہو جب بھی یہ لوگ آخر پیدا انٹی آدمی ہیں۔ بیسوں اعزاء و اقربا، سینکڑوں دوست احباب، ہزاروں ملاقاتی کا ہونا لازم، اور ہر پوسٹ کے امیدوار میں کسی نہ کسی عزیز یا دوست یا ملاقاتی کے لگاؤ کا کنڈیڈیٹ نکل ہی آتا ہے۔ اب ایسے موقعوں پر آدمی اپنے چند روزہ پوزیشن کو دیکھے یا ہمیشہ کے نہ منقطع ہونے والے تعلقات کا خیال رکھے۔ اس خیال کو مد نظر رکھ کر میں نے ارادہ کر لیا کہ گزٹڈ پوسٹ کا خیال چھوڑ کر اس سے نیچے درجے کی سرکاری ملازمت کے لیے کوشش کروں۔ مگر شومی قسمت کا کیا علاج کی ایک خاص قسم کی انسپکٹری کے لیے درخواست دینے پر جب انٹرویو کے لیے بلایا گیا تو آفس میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ انٹرویو کے پہلے کامیاب امیدوار نامزد ہو گیا۔ بقیہ ناکام امیدواروں کو ڈس کوالیفائیڈ (Disqualified) بنانے کے لئے رسماً انٹرویو شروع ہو گیا۔ مدعی کے اظہار کے پہلے ہی اس کے حق میں فیصلہ صادر ہو جانے کی وجہ دریافت کی تو محکمہ کے ایک اہلمد سے معلوم ہوا کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے کمشنر کے پرسنل اسٹنٹ کے اس خاص عزیز کے متعلق پہلے ہی سے طے شدہ بات تھی۔ اب پرسنل معاملہ میں دخل دینا صرف اپنی کیٹ ہی نہیں بلکہ ”پرسنل لا“ کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے بہ اطمینان شام اپنے گھر واپس چلا آیا۔ اس کے چھ سات ماہ بعد پولس انسپکٹری کے لیے جب درخواست دی تو۔ ع

بہر جا کہ رسیدیم آسماں پیدا است

والا مضمون وہاں بھی تھا۔ یعنی انٹرویو میں سوالات پوچھنے والے اس۔ پی صاحب کے خود حقیقی خالہ زاد ماموں کے سگے نحت جگر کنڈیڈیٹ کی حیثیت سے موجود۔ ایک تو اس۔ پی کا عزیز، اس پر دیکھنے میں بدن میں ذرا گھٹلا اور ”ہلڈی“ (Healthy) اس لیے ہر کنڈیڈیٹ سے ورزش اور جسمانی صحت کے متعلق پوچھا جانے لگا۔ مجھ سے بھی جب یہ کہا

इस तीसरे इन्टरव्यू की नाकामी के बाद मैंने सोचा कि लाख बी. ए. ऑनर्स या एम. ए. की आला से आला सर्टीफिकेट भी हों जब भी ये ऊँचे दर्जे की सरकारी मुलाजमत के इन्टरव्यू में मुझ जैसे बे-यारो-मददगार कन्डीडेट को मुन्तखब करना सर्विस कमेटी के मेम्बरों के लिये एक भारी मुसीबत है। इसलिये कि ये बेचारे फरिश्ता तो हैं नहीं, जिन्हें न किसी रिश्ता-नाता, न भाई-बन्दी न दोस्ताना राहो-रस्म हो, आदमीयत भी न हो, जब भी ये लोग आखिर पैदाइशी आदमी हैं। बीसियों अइज्जा¹ व अकरबा², सैंकड़ों दोस्त-अहबाब, हजारों मुलाकाती का होना लाजिम, और हर पोस्ट के उम्मीदवार में किसी न किसी अजीज या दोस्त या मुलाकाती के लगाव का कन्डीडेट निकल ही आता है। अब ऐसे मौकों पर आदमी अपनी घन्दरोजा पोजीशन को देखे या हमेशा के न मुनकता³ होने वाले तअल्लुकात का ख्याल रखे। इस ख्याल को मदे-नजर रख कर मैं ने इरादा कर लिया कि गजेटेड पोस्ट का ख्याल छोड़कर इससे नीचे दर्जे की सरकारी मुलाजमत के लिये कोशिश करें। मगर शूमिये-किस्मत⁴ का क्या इलाज कि एक खास किस्म की इन्स्पेक्टरी के लिये दरखास्त देने पर जब इन्टरव्यू के लिये बुलाया गया तो ऑफिस में पहुँचकर मालूम हुआ कि इन्टरव्यू के पहले कामयाब उम्मीदवार नामजद हो गया। बकिया नाकाम उम्मीदवारों को डिसक्वालीफाइड (Disqualified) बनाने के लिये रस्मन् इन्टरव्यू शुरू हो गया। मुद्ई के इजहार के पहले ही उसके हक में फैसला सादिर हो जाने की वजह दरयाफ्त की तो महकमे के एक अहल-मद से मालूम हुआ कि इस डिपार्टमेंट के कमिशनर के पर्सनल आसिरटेन्ट के इस खास अजीज के मुतअल्लिक पहले ही से तय शुदा बात थी। अब पर्सनल मामले में दखल देना सिर्फ ऐटीकेट ही नहीं बल्कि "पर्सनल लॉ" के भी खिलाफ है। इसलिये ब-इत्मिनान शाम को अपने घर वापस चला आया। इसके छः सात माह बाद पुलिस इन्सपेक्ट्री के लिये जब दरखास्त दी तो -

बहर जा कि रसीदेम आस्मों पैदास्त⁵

वाला मजमून वहाँ भी था। यानी इन्टरव्यू में सवालात पूछने वाले एस.पी. साहिब के खुद हकीकी खाला-जाद मामू के सगे लख्जे-जिगर⁶ कन्डीडेट की हैसियत से मौजूद। एक तो एस.पी. का अजीज, उस पर देखने में बदन में जरा गठीला और "हेल्दी" (Healthy) इसलिये हर कन्डीडेट से वर्जिश और जिस्मानी सेहत के मुतअल्लिक पूछा जाने लगा। मुझसे भी जब यह कहा

1-2. सम्बन्धियों 3. ना टूटने वाले 4. दुर्भाग्य 5. हर उस जगह पहुँचा जहाँ भी आसमान हो 6. पुत्र

گیا کہ سب انسپکٹری کے لیے آدمی ہلدی (Healthy) ہونا ضروری ہے تمہیں ورزش کا شوق ہے یا نہیں؟ میں نے کہا حضور! ورزش نہ کرنے کے باوجود جس کنڈیڈیٹ سے چاہئے بھڑا دیجیے، پھر دیکھیے اگر پنگ کر ہلدی لگانے کے لائق نہ بنادوں تو ہلدی نہ ہونے کی بناء پر میرا نام چھانٹ دیجیے۔ مگر وہاں تو ایک مخصوص ہلدی کنڈیڈیٹ کی ضرورت تھی۔ اس سے مایوس ہو کر آفس کی کلر کی طرف میری کوشش کا زلہ رجوع ہوا۔ مگر وہاں تو ہر محکمہ کے کلرکوں کے اعزاء و اقرباء جگہ خالی ہونے یا نئے پوسٹ کی ضرورت سے ہی مستقل کنڈیڈیٹ بنے بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہر ہونے والی تقرری کہ جگہ پر ناجائز مخرر کی حیثیت سے کام بھی کر رہے ہیں۔ اب جس کلر کی کی جگہ کے لیے میں نے درخواست دی ہے، انٹرویو میں پہلا سوال مجھ سے یہی کیا گیا کی آفس میں اس سے پہلے بھی کام کیا ہے؟ کلر کی کا کچھ تجربہ ہے؟ میں نے کہا کی جناب کلر کی کا تو نہیں، البتہ کلرکوں کا مجھے سخت ملجہ تجربہ ہے۔ جس آفس میں رہوں گا، ممکن نہیں کہ کوئی بغیر علم میرے کسی سے کچھ لے سکے۔ لیکن وہی جو میں نے عرض کیا تھا کہ ہر آفس کے کلرک اپنے محکمے کے افسروں پر ایسا چھائے رہتے ہیں اور اپنے یگانوں سے اپنے محکمہ کا راستہ نئے آدمی کے لیے ایسا روکے رہتے ہیں کہ کوئی نیا کنڈیڈیٹ گھسنے بلکہ ادھر جھانکنے کی بھی نیت نہیں کر سکتا۔

مختصر یہ کہ ڈپٹی مجسٹریٹ، منصفی، سب رجسٹری، سب انسپکٹری مختلف محکموں کی کلر کی کے سلسلہ میں اتنے انٹرویو سے واسطہ پڑا کہ ہر ایک کی اگر تفصیلی حالات لکھوں تو ایک ضخیم ”انٹرویو نامہ“ ہو جائے۔ اس لیے مختصراً اپنے آخری انٹرویو کے کچھ دل چسپ سوال و جواب کے حالات لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

مسل کئی سال تک انٹرویو کے پھیرے میں رہ کر جب قریب اور اتج (Over Age) ہو گیا تو مایوس ہو کر گھر بیٹھ رہا۔ اتفاق سے ایک روز ایک دوست نے کہا ”ساتھ روپے ماہانہ تنخواہ کی ایک ٹپری جگہ پولس آفس میں خالی ہے۔ بیکار سے بیکار بھلی۔ تم بھی ایک درخواست پولس آفس میں دے دو۔

گذشتہ انٹرویو کے تجربات نے اس نتیجہ پر پہونچا دیا کہ ”انٹرویو سسٹم“ جب تک رہے گا ایسے کنڈیڈیٹ کو جس کا کوئی سرپرست نہ ہو جگہ ملنی دشوار ہے۔ اس لیے اس امید پر

गया कि सब-इन्सपेक्ट्री के लिये आदमी हेल्दी (Healthy) होना जरूरी है तुम्हें वरजिश का शौक है या नहीं? मैंने कहा हुआ! वरजिश न करने के बावजूद जिस कन्डीडेट से चाहे भिड़ा दीजिये, फिर देखीए अगर पटक कर हेल्दी लगाने के लायक न बना दूँ तो हेल्दी न होने की बिना पर मेरा नाम छांट दीजिये। मगर वहाँ तो एक मखमूस हेल्दी कन्डीडेट की जरूरत थी। इस से मायूस होकर ऑफिस की क्लर्की की तरफ मेरी कोशिश का नज़ला रुजू हुआ। मगर वहाँ तो हर महकमे के क्लर्कों के आइज्जा व अकरबा जगह खाली होने या नयी पोस्ट की जरूरत से-ही मुस्ताकिल कन्डीडेट बने बैठे हैं। बल्कि हर होने वाली तर्करी की जगह पर नाजायज़ मोहरिर की हैसीयत से काम कर रहे हैं। अब जिस क्लर्की की जगह के लिये मैंने दरखास्त दी है, इन्टरव्यू में पहला सवाल मुझसे यही किया गया कि ऑफिस में इससे पहले भी काम किया है? क्लर्की का कुछ तजर्बा है? मैंने कहा कि जनाब क्लर्की का तो नहीं, अलबत्ता क्लर्कों का मुझे सख्त तल्ख तजर्बा है। जिस ऑफिस में रहूंगा, मुमकिन नहीं कि कोई मेरे इल्म के बगैर किसी से कुछ ले सके। लेकिन वही जो मैंने अर्ज किया था कि हर ऑफिस के क्लर्क अपने महकमे के ऑफीसरों पर ऐसा छाये रहते हैं और अपने यगानों से अपने मोहकमे का रास्ता नये आदमी के लिये ऐसा रोके रहते हैं कि कोई नया कन्डीडेट घुसने बल्कि उधर आँकने की भी नीयत नहीं कर सकता।

मुख्तसर यह कि डिप्टी मजिस्ट्रेटी, सब-रजिसट्रारी, सब-इन्सपेक्ट्री मुख्तलिफ मोहकमों की क्लर्की के सिलसिले में इतने इन्टरव्यू से वास्ता पड़ा कि हर एक के अगर तफसीली हालात लिखूँ तो एक जखीम "इन्टरव्यू-नामा" हो जाये। इसलिये मुख्तसरन अपने आखरी इन्टरव्यू के कुछ दिलचस्प सवाल व जवाब लिखने पर इत्तफा करता हूँ।

मुसलसल कई साल तक इन्टरव्यू के फेरे में रहकर जब करीब ओवर ऐज (Over Age) हो गया तो मायूस होकर घर बैठ रहा। इत्तफाक से एक रोज़ एक दोस्त ने कहा "साठ रुपये माहवार की तन्खवाह की एक टेम्परेरी जगह पुलिस ऑफिस में खाली है। बेकार से बेगार भली। तुम भी एक दरखवास्त पुलिस ऑफिस में दे दो।

गुजिश्ता इन्टरव्यू के तजर्बात, ने इस नतीजे पर पहुँचा दिया कि "इन्टरव्यू सिस्टम" जब तक रहेगा ऐसे कन्डीडेट को जिसका कोई सरपरस्त न हो जगह मिलनी दुश्वार है। इसलिये इस उम्मीद पर

نہیں کہ جگہ مل جائے گی بلکہ محض اس خیال سے کہ۔

سروس کی ہے اُمید ہی کس روسیاء کو

اک گونہ دل لگی ہمیں دن رات چاہیے

ایک آخری انٹرویو کا دل چسپ تماشہ دیکھنے کی غرض سے پولس آفس میں جا کر بدست خاص اس۔ پی کے ہاتھ میں اپنی درخواست دے دی۔ انھوں نے ایک ہفتہ کے بعد انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ حسب الحکم مقررہ تاریخ پر پہونچا تو انٹرویو میں جو سوالات و جوابات ہوئے انھیں بھی آپ ملاحظہ فرمائیں۔

ایس۔ پی۔:- تم کہاں تک انگریزی جانتا ہے؟

میں:- حضور میں بی۔ اے پاس ہوں۔

ایس۔ پی۔:- ہم اتنا ہائی ایجوکیشن والا آدمی نہیں مانگتا۔ ہم کو کھالی (خالی) میٹرک انگریزی جاننے والا کا ضرورت ہے۔

میں:- حضور مجھے بی۔ اے پاس کیے ہوئے دس سال ہو گئے۔ اس لیے سب بھول گیا۔ اس جگہ کے لیے جتنی انگریزی جاننے کی ضرورت ہے بس اس قدر یاد رہ گئی ہے۔

ایس۔ پی۔:- تمہارا فیشن ہیل سوٹ بولتا ہے کہ تم پیسہ والا گھر کا لڑکا ہے۔ تمیں روپیہ مہینہ تو تمہارا سوٹ بوٹ کالرٹائی میں خرچ ہو جانے سکتا ہے۔ اس واسطے تمہارا لائیک (لائق) یہ جگہ نہیں۔ گریب (غریب) آدمی کا واسطے ہے۔

میں:- غریب پروریہ سوٹ بوٹ خاص میرا لپنا نہیں۔ یہ انٹرویو کے واسطے دوستوں سے مانگ تاں گ کر لایا ہوں ورنہ گھر پر تو ع وہی گرتا وہی لنگی جو آگے تھی سواب بھی ہے

ایس۔ پی۔:- تم ٹائپ جانتا ہے؟

میں:- آپ کے اقبال سے میں ہر قسم کا اور ہر ٹائپ کا انگریزی صرف لکھ پڑھ سکتا ہوں۔

ایس۔ پی۔:- تم شوٹ پیٹڈ جانتا ہے؟

नहीं कि जगह मिल जायेगी बल्कि महज इस ख्याल से कि -

सर्विस कि है उम्मीद ही किस रु-सियाह को
इक गूना दिल लगी हमें दिन रात चाहिये

एक आखरी इन्टरव्यू का दिलचस्प तमाशा देखने की गरज से पुलिस ऑफिस में जाकर बदस्ते-खास एस. पी. के हाथ में अपनी दरखास्त दे दी। उन्होंने एक हफ्ते के बाद इन्टरव्यू के लिये तलब किया। हम्बुलहुक्म¹ मोकररा² तारीख पर पहुँचा तो इन्टरव्यू में जो सवालात व जवाबात हुए उन्हें आप भी मुलाहिजा फरमायें।

एस. पी. - तुम कहाँ तक अंग्रेजी जानता है?

मैं - हुजूर मैं बी. ए. पास हूँ।

एस. पी. - हम इतना हाई एजुकेशन वाला आदमी नहीं माँगता। हमको खाली मैट्रिक अंग्रेजी जानने वाले का जरूरत है।

मैं - हुजूर मुझे बी. ए. पास किये हुये दस साल हो गये हैं। इसलिये सब भूल गया। इस जगह के लिये जितनी अंग्रेजी जानने की जरूरत है

बस इस कदर याद रह गई है।

एस. पी. - तुम्हारा फौशनेबिल सूट बोलता है कि तुम पैसा वाला घर का लड़का है। तीस रुपये महीना तो तुम्हारा सूट बूट कॉलर टाई में खर्च हो जाने सकता है। इस वास्ते तुम्हारा लायेक ये जगह नहीं। गरीब आदमी का वास्ते है।

मैं - गरीब-परवर यह सूट बूट खास मेरा अपना नहीं। यह इन्टरव्यू के वास्ते दोस्तों से माँग-ताँग कर लाया हूँ वरना घर पर तो -

वही कुर्ता वही लुंगी जो आगे थी सो अब भी है

एस. पी. - तुम टाईप जानता है?

मैं - आपके इकबाल से मैं हर किस्म का और हर टाईप का अंग्रेजी सिर्फ लिख पढ़ सकता हूँ।

एस. पी. - तुम शार्ट हैंड जानता है?

1. आज्ञानुसार

2. तय

میں:- حضور میرا سنڈ ایسا زبردست ہے کہ شوٹ ہینڈ کی ضرورت ہی نہیں۔ ایک بار جو بولنا ہو بول دیجیے اور کل باتیں لکھی ہوئی مجھ سے لے لیجیے۔ اس کے علاوہ میں ایسا ”سوئیٹ رائٹر“ (Swift Writer) ہوں کہ آپ بولنے کے ساتھ ساتھ کیا بلکہ بعض وقت قلم کی روانی میں منہ سے الفاظ نکلنے ہی کے پہلے لکھا جاتا ہے۔

ایس۔ پی:- تم تیرا جانتا ہے؟

میں:- اس پوسٹ کے لیے تیرا کی جاننے کی شاید اس لیے ضرورت ہے کہ خدا خواستہ کبھی بڑا سیلاب آجائے اور دروازہ پر نو ایڈیشن لکھے رہنے کے باوجود پانی زبردستی آفیس میں گھس آئے تو آفیس کے کاغذات کو تیرا کر باہر نکالنے کے لیے تیرا کی کا جانا ضروری ہے تو حضور عالی گردن تک پانی میں تو بغیر کشتی تیرا کر کاغذات سمیت باہر نکل آ سکتا ہوں۔

ایس۔ پی:- اچھا تم سامنے والا تالاب میں تیرے سکتا ہے؟

میں:- یہ تالاب کیا ہے حضور کا حکم ہو تو سمندر میں کود کر جان دے سکتا ہوں۔

ایس۔ پی:- تم گھوڑا چڑھنا جانتا ہے؟

میں:- حضور گھوڑا چڑھنا کیا چیز ہے، زینہ لگا کر ہاتھی پر چڑھ سکتا ہوں۔

ایس۔ پی:- پولس ڈیپارٹمنٹ میں تمہارا اپنا آدمی بھی کوئی ہے؟

میں:- یوں تو پولس میں بیسوں میرے اپنے عزیز اور رشتہ دار ہیں جن کو بالفعل میں

نہیں جانتا۔ تاہم دو تین شخصوں کے متعلق تو کہہ سکتا ہوں جو اس محکمہ سے

تعلق رکھتے ہیں۔ ایک میرے ماموں جان کے قریبی رشتہ کے خالہ زاد

بھائی جو داروغہ اور انسپکٹر نہیں بلکہ ایک یورپین اس۔ پی کے خاص اوردلی

میں ہیں۔ دوسرے سسرالی رشتہ میں ایک طرح کے قریبی سالے ہوتے

ہیں۔ وہ سپاہی سے ترقی کر کے ہیڈ کانسٹیبل کے درجہ پر پہنچ گئے۔

تیسرے خود افسران پولیس کا یہ کفش بردار خاکسار سروس کا امیدوار آپ کے

سامنے موجود ہے ہی۔

मैं - हुजूर मेरा माइंड ऐसा जबरदस्त है कि शार्ट हैंड की ज़रूरत ही नहीं। एक बार जो बोलना हो बोले दीजिये और कुल बातें लिखी हुई मुझसे ले लीजिये। इसके अलावा मैं ऐसा स्वीफ्ट राईटर (Swift Writer) हूँ कि आप बोलने के साथ-साथ क्या बल्कि बाज़ वक़्त कलम की रवानी में मुँह से अलफ़ाज़ निकलने ही के पहले लिख जाता है।

एस. पी. - तुम तैरना जानता है?

मैं - इस पोस्ट के लिये तैराकी जानने की शायद इसलिये ज़रूरत है कि खुदा न ख़्वास्ता कभी बड़ा सैलाब आ जाये और दरवाज़े पर नो ऐडमीशन लिखे रहने के बावजूद पानी ज़बरदस्ती ऑफिस में घुस आये तो ऑफिस के कागज़ात को तैर कर बाहर निकालने के लिये तैराकी का जानना ज़रूरी है तो हुजूरे-आली गर्दन तक पानी में तो बग़ैर कशती तैर कर कागज़ात समेत बाहर निकल आ सकता हूँ।

एस. पी. - अच्छा तुम सामने वाला तालाब में तैरने सकता है?

मैं - ये तालाब क्या हुजूर का हुक्म हो तो समन्दर में कूदकर जान दे सकता हूँ।

एस. पी. - तुम घोड़ा चढ़ना जानता है?

मैं - हुजूर घोड़ा क्या चीज़ है, जीना लगाकर हाथी पर चढ़ सकता हूँ।

एस. पी. - पुलिस डिपार्टमेंट में तुम्हारा अपना आदमी भी कोई है?

मैं - यूँ तो पुलिस में बीसों मेरे अपने अजीज़ और रिश्तेदार हैं जिनको बिलफ़ेल मैं नहीं जानता। ताहम दो तीन शख्सों के मुतअल्लिक़ तो कह सकता हूँ जो इस मोहकमे से ताअल्लुक़ रखते हैं। एक मेरे मामू-जान के करीबी रिश्तेदार के ख़ाला-ज़ाद भाई जो दारोगा और इन्स्पेक्टर, नहीं नहीं बल्कि एक यूरोपीयन एस. पी. के ख़ास अरदली में हैं। दूसरे ससुराली रिश्ते में एक तरह के करीबी साले होते हैं। यह सिपाही से तरक्की करके हेड-कांस्टेबल के दर्जे पर पहुँच गये। तीसरे खुद अफ़सराने-पुलिस का यह कपश-बरदार ख़ाकसार सर्विस का उम्मीदवार आपके सामने मौजूद है ही।

ایس۔ پی۔: اچھا اب تم جاسکتا ہے۔

میں۔: تو پھر اپوائٹمنٹ لیٹر کب تک میرے نام ایٹو ہوگا؟

ایس۔ پی۔: آج کا انٹرویو کا بعد اچھا کنڈیڈٹس کا کل یا پرسوں پھر انٹرویو ہونے مانگتا

ہے۔

میں۔: تو میرے نام دوبارہ انٹرویو کو بھی آج ہی ختم کر دیجئے۔

ایس۔ پی۔: پھاجل (فاضل) بات مت بولو۔ آج دوسرا انٹرویو ہونے نہیں سکتا۔

میں۔: حضور عالی، اصل بات یہ ہے کہ آج بارہ بجے شب کے بعد میں ”اورا تاج“ ہو

جاؤں گا۔ آج ٹھیک شب کے گیارہ بج کر ۵۹ منٹ یا زیادہ سے ۶۰ منٹ

تک انٹرا تاج ہوں۔ اس کے ایک دو منٹ کے بعد اورا تاج ہونے کی وجہ

سے پولس کے کام کے لائق نہیں رہوں گا۔ اس لیے وہ انٹرویو بھی آج ہی ختم

کر دیجئے۔

ایس۔ پی۔: تمہارا عمر کیا ہے؟ کس عمر میں بی۔ اے پاس کیا ہے؟

میں۔: ۱۶ سال کی عمر میں بی۔ اے پاس کیا اور پاس کئے دس سال ہو گئے۔

ایس۔ پی۔: ایسا بات ہے تو ۲۶ برس کا تمہارا عمر ہونے مانگتا ہے۔ تم دو برس سے ”اورا تاج“

ہے۔

میں۔: سر، اسکول اور کالج کی عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔ دوسری بار کے ”افید یوٹ“

(Affidavit) کی رو سے آج بارہ بجے شب تک انٹرا تاج ہوں۔

ایس۔ پی۔: ہمارا پاس پھاجل وکٹ (فاضل وقت) نہیں۔ (کلرک کو مخاطب کر کے)

انٹرویو کے واسطے کتنا کنڈیڈٹ ایٹ اور ہے؟

کلرک۔: حضور، تقریباً اور ایک سو کنڈیڈٹ ایٹ انٹرویو کے انتظار میں کھڑے ہیں۔

ایس۔ پی۔: اومائی گاڈ، اتنا آدمی کا انٹرویو کا واسطے ہمارا پاس وکٹ (وقت) نہیں۔ باہر

جا کر یول دو انٹرویو ختم (ختم) ہو گیا۔

کلرک۔: جب انٹرویو کارڈ ایٹو ہو چکا ہے تو بغیر ملاقات واپس چلے جانے پر اخباروں

میں بڑا ہلکا ہوگا۔ یہ انٹرویو تو صرف امیدواروں کے تسلی کے لیے ہوتا ہے

- एस. पी. — अच्छा अब तुम जा सकता है।
- मैं — तो फिर एप्पाइंटमेंट लैटर कब तक मेरे नाम इश्यू होगा?
- एस. पी. — आज का इन्टरव्यू का बाद अच्छा कन्डीडेट्स का कल या परसों फिर इन्टरव्यू होने को मॉगता है।
- मैं — तो मेरे नाम दोबारा इन्टरव्यू को भी आज ही खत्म कर दीजिये।
- एस. पी. — फ़ाजिल बात मत बोलो। आज दूसरा इन्टरव्यू होने नहीं सकता।
- मैं — हुजुरे-आली, अस्ल बात ये है कि आज बारह बजे शब के बाद मैं "ओवर-ऐज" हो जाउँगा। आज ठीक शब के ग्यारह बजकर 59 मिनट या ज़्यादा से 60 मिनट तक अन्डर-ऐज हूँ। इस के एक दो मिनट के बाद ओवर-ऐज होने की वजह से पुलिस के काम के लायक नहीं रहूँगा। इसलिये वह इन्टरव्यू भी आज ही खत्म कर दीजिये।
- एस. पी. — तुम्हारी उम्र क्या है? किस उम्र में बी. ए. पास किया है?
- मैं — 16 साल की उम्र में बी. ए. पास किया और पास किये दस साल हो गये।
- एस. पी. — ऐसा बात है तो 26 बरस का तुम्हारा उम्र होने को मॉगता है। तुम दो बरस से "ओवर-ऐज" है।
- मैं — सर, स्कूल और कॉलेज की उम्र का कोई ऐतबार नहीं। दूसरी बार के ऐफीडेविट (Affidavit) की रू से आज बारह बजे शब तक अन्डर-ऐज हूँ।
- एस. पी. — हमारा पास फ़ाजिल वक्त नहीं। (क्लर्क को मुख़ातिब करके) इन्टरव्यू के वास्ते कितना कन्डीडेट और है?
- क्लर्क — हुजूर, लगभग और एक सौ कन्डीडेट इन्टरव्यू के इन्तज़ार में खड़े हैं।
- एस. पी. — ओ माई गॉड, इतना आदमी का इन्टरव्यू के वास्ते हमारा पास वक्त नहीं। बाहर जाकर बोल दो इन्टरव्यू खत्म हो गया।
- क्लर्क — जब इन्टरव्यू कार्ड इश्यू हो चुका है तो बग़ैर मुलाकात वापस चले जाने पर अख़बारों में बड़ा हल्ला होगा। ये इन्टरव्यू तो सिर्फ़ उम्मीदवारों की तसल्ली के लिये होता है

ورنہ اپوائٹمنٹ افسروں کی جس پر مہربانی کی نظر ہوتی ہے اسی کو جگہ ملتی ہے۔
باقی رہا جب حضور کے پاس فاضل وقت نہیں اور اس جھنجھٹ کو آج ہی ختم کر
دینا چاہتے ہیں تو بجائے ایک ایک کے پانچ پانچ کنڈیڈیٹ اکٹھے بلا کر ایک
دو بات پوچھ مات کر رخصت کر دیجیے۔

ایس۔ پی۔: ول بابو، تم ٹھیک بولتا ہے۔ اول رائٹ۔ پانچ پانچ کنڈیڈیٹ کا بیچ
(Batch) انٹرویو کا واسطے آنے کو بولو۔

صاحب کے حکم کا مطابق پانچ امیدواروں کو پہلا جتھا پریڈ کے قاعدہ سے
”کونیک مارچ“ کرتا ہوا صاحب کے سامنے حاضر ہو کر فوجی سلام کرنے کے بعد جب صف
بستہ کھڑا ہو گیا تو کلرک کا اشارہ پاتے ہی میں باہر چلا آیا اور دروازہ کے پاس پردہ سے لگ کر
اس دل چسپ انٹرویو کا تماشہ دیکھنے لگا۔

صاحب:- (پانچوں رنگروٹ سے مخاطب ہو کر) تم سب نے انگریزی کتنا پڑھا ہے؟
پہلا:- آئی اے پاس ہوں۔

دوسرا:- بی اے کی ڈگری میرے پاس ہے۔

تیسرا:- حضور میں بی اے اونر ہوں۔

چوتھا:- جناب میں گولڈ میڈلسٹ ہوں۔

پانچواں:- میں فرسٹ ڈویژن..... (یہ جملہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ صاحب نے
گبڑ کر کہا) ہمارا پاس پھا جل وکت نہیں۔ تم سب الگ الگ جواب دینے مانگے گا تو ہم کچھ
کرنے نہیں سکتا۔ سب کا طرف سے ایک آدمی جواب دینا مانگو۔

سب کی طرف سے ایک نے کہا۔ حضور ہم سب میٹرک پاس ہیں۔

صاحب:- تم سب کا عمر کیا ہے؟

ایک:- ۲۱ سال

دوسرا:- ۲۰ سال

تیسرا:- ۲۲ سال

چوتھا:- ۲۳ سال

वरना एप्वाइन्टमेंट अफसरों की जिस पर मेहरबानी की नज़र होती है उसी को जगह मिलती है। बाकी रहा जब हज़ूर के पास फाज़िल वक़्त नहीं और इस अंज़ट को आज ही ख़त्म कर देना चाहते हैं तो बजाए एक-एक के पाँच-पाँच कन्डीडेट इकट्ठे बुलाकर एक दो बात पूछ मात कर रुख़सत कर दीजिये।

एस. पी. — वेल बाबू, तुम ठीक बोलता है। ऑलराईट। पाँच-पाँच कन्डीडेट का बैच (Batch) इन्टरव्यू के वास्ते आने को बोलो। साहब के हुक्म के मुताबिक़ पाँच उम्मीदवारों का पहला जत्था परेड के कायदे से "क्वीक मार्च" करता हुआ साहब के सामने हाज़िर होकर फौजी सलाम करने के बाद जब सफ़-बस्ता¹ खड़ा हो गया तो क्लर्क का इशारा पाते ही मैं बाहर चला आया और दरवाज़े के पास पर्दे से लगकर इस दिलचस्प इन्टरव्यू का तमाशा देखने लगा।

साहब — (पाँचों रंगरुट से मोझातिब होकर) तुम सब ने अंग्रेजी कितना पढ़ा है?

पहला — आई. ए. पास हूँ।

दूसरा — बी. ए. की डिग्री मेरे पास है।

तीसरा — हज़ूर मैं बी. ए. ऑनर हूँ।

चौथा — जनाब मैं गोल्ड मेडलिस्ट हूँ।

पाँचवाँ — मैं फ़र्स्ट डिविज़न (ये जुम्ला पूरा भी न होने पाया था कि साहब ने बिगड़ कर कहा) हमारा पास फाज़िल वक़्त नहीं। तुम सब अलग-अलग जवाब देने माँगें गा तो हम कुछ करने नहीं सकता। सब का तरफ से एक आदमी जवाब देना माँगो।

साहब — तुम सब का उम्र क्या है?

एक — 21 साल

दूसरा — 20 साल

तीसरा — 22 साल

चौथा — 23 साल

1. पंक्तिबद्ध

پانچواں کچھ کہتا چاہتا تھا کہ صاحب نے ڈپٹ کر کہا

صاحب:- ہم بول چکا کہ سب کا طرف سے ایک آدمی بولو۔

پانچواں:- حضور ہم سب کی عمر ”انڈ رائج“ ہے۔

صاحب:- میٹرک کا آگے تم لوگ اور ”اسپیکل کوالیفکشن“ رکھتا ہے؟

پہلا:- حضور ہم ٹائپ جانتے ہیں۔

دوسرا:- ہم شورٹ ہینڈ جانتے ہیں۔

تیسرا:- ہم سائیکل ریس میں فرسٹ ہوئے۔

چوتھا:- ہم پولس آفس میں عوض میں کام کر چکے ہیں۔

صاحب:- (عصہ میں) تم سب ہمارا آفس کو ”فش مارکیٹ“ بنا دیا۔ پھر تم سب لوگ

الگ الگ بولنے لگا۔ ”اسپوکس مین“ (Spokes Man) فقط ایک

آدمی مانگتا ہے۔

پانچواں:- (سب کی طرف سے) اس پوسٹ کے لیے جس کو لیکشن کی ضرورت ہے اس

سے فاضل کو ایفانڈ ہم لوگ ہیں۔

صاحب:- اچھا، ہمارا پاس پھاجل وکٹ (فاضل وقت) نہیں۔ اب تم لوگ جانے سکتا

ہے۔

صاحب:- (کلرک سے مخاطب ہو کر) ایسا مالک پانچ پانچ آدمی ہمارا بھیجا کھانے مانگے

گا تو ہم پاگل ہو جائے گا۔ تم باہر والا کنڈیڈیٹ سب کو بول دو اب انٹرویو کا

ضرورت (ضرورت) نہیں ہے۔ سب لوگ اپنا گھر چلا جائے۔

کلرک:- حضور فدوی کی اگر رائے مانی جائے تو چند منٹ کے واسطے باہر تشریف لے

چل کر کل کنڈیڈیٹ سے اکٹھے صرف دو دو ایک ایک بات پوچھ کر انٹرویو کا

کام ختم کر دیا جائے۔ پھر امیدواروں کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا کہ بغیر

انٹرویو واپس چلا دیا گیا۔

صاحب:- ”اول رائٹ“ باہر سب کو ایک جگہ کھڑا ہونے بولو۔

صاحب کے آرڈر کے مطابق آفس کے باہر سائبان کے نیچے پریڈ کے

पाँचवाँ कुछ कहना चाहता था कि साहब ने डपट कर कहा।

साहब — हम बोल चुका कि सबका तरफ से एक आदमी बोलो।

पाँचवाँ — हज़ूर हम सब "अन्डर-ऐज" हैं।

साहब — मैट्रिक का आगे तुम लोग और "स्पेशल क्वालीफिकेशन" रखता है?

पहला — हज़ूर हम टाइप जानते हैं।

दूसरा — हम शार्ट-हैन्ड जानते हैं।

तीसरा — हम साइकिल रेस में फ़र्स्ट हुये।

चौथा — हम पुलिस ऑफिस में एवज़ में काम कर चुके हैं।

साहब — (गुस्से में) तुम सब हमारा ऑफिस को "फ़िश मार्केट" बना दिया। फिर तुम सब लोग अलग-अलग बोलने लगा।
"स्पोक्स मैन" (Spokes Man) फ़कत एक आदमी मँगता है।

पाँचवाँ — (सब की तरफ से) इस पोस्ट के लिये जिस क्वालीफिकेशन की ज़रूरत है उस से फ़ाजिल क्वालीफाइड हम लोग हैं।

साहब — अच्छा, हमारा पास फ़ाजिल वक़्त नहीं। अब तुम लोग जाने को सकता है।

साहब — (क्लर्क से मुखातिब होकर) ऐसा माफ़िक पाँच-पाँच आदमी हमारा मेजा खाने मांगे गा तो हम पागल हो जायेगा। तुम बाहर वाला कन्डीडेट सबको बोल दो अब इन्टरव्यू का ज़रूरत नहीं है। सब लोग अपना घर चला जाये।

क्लर्क — हज़ूर फ़िदवी की अगर राय मानी जाये तो चन्द मिनट के वास्ते बाहर तशरीफ़ ले चलकर कुल कन्डीडेट से इकट्ठे सिर्फ़ दो-दो एक-एक बात पूछकर इन्टरव्यू का काम ख़त्म कर दिया जाये। फिर उम्मीदवारों को शिकायत का मौक़ा नहीं मिलेगा कि बग़ैर इन्टरव्यू वापस चला दिया गया।

साहब — "ऑलराईट" बाहर सबको एक जगह खड़ा होने बोलो।

साहब के ऑर्डर के मुताबिक़ ऑफिस के बाहर साएबान के नीचे परेड के

قاعدے سے سب کے صف بستہ کھڑے ہو جانے کے بعد صاحب آفس سے باہر تشریف لائے۔ سب نے سینہ تان کر فوجی سلام کیا۔ صاحب نے ہر ایک سے نام پوچھا اور کہا تم لوگ اب اپنا اپنا گھر جانے سکتا ہے۔ ایک ویک (Week) کے بعد بحالی کا حکم دے گا۔ صاحب اس زیارتی انٹرویو کو دو منٹ میں ختم کر کے جب پھر آفس میں تشریف لائے تو میں بھی دوبارہ کلرک اور صاحب کی گفتگو سننے کو پھر پردے سے لگ کر کھڑا ہو گیا تاکہ اس دل چسپ انٹرویو کے نتیجہ کا کچھ اندازہ لگ سکے۔ آفس کے اندر پہنچ کر صاحب نے کلرک سے کہا۔

صاحب:- ول بابو، کمشنر صاحب جس کا واسطے ریکومنڈیشن لکھا ہے اور کلکٹر صاحب جس کنڈیڈیٹ کا واسطے سِلپ دیا ہے اور ڈی ایس پی کل جس کا واسطے ہم سے وعدہ لیا ہے، ان سب کا درکھاس (درخواست) ہمارے آفس بکس میں رکھ دو۔ باقی درکھاس (درخواست) کو فائل کرنے سکتا ہے۔

کلرک:- مگر ہر درخواست پر اس کے نام منظور یا فائل کرنے کی وجہ کچھ نہ کچھ لکھ دینا مناسب ہے۔ میں درخواست حضور کے سامنے پیش کرتا جاتا ہوں۔ ہر ایک پر جنوٹ لکھوانا چاہیں فرماتے جائیں، میں لکھ کر فائل کرتا جاؤں۔

صاحب:- (گھبرائے ہوئے لہجہ میں) ہمارا پاس وقت نہیں۔ تم اپنا گھر سے نوٹ لکھ کر لائے گا۔ ہم اس پر دستخط کر دے گا۔

کلرک:- کچھ تو ہنٹ (Hint) دے دیا جائے کہ پورا کو الیفائیڈ ہونے کا باوجود نام منظور یا فائل کر دینے کے لیے کس قسم کا نوٹ اس پر لکھا جائے۔

صاحب:- او، تم اتنا پرانا کلرک اتنا بات بھی نہیں جانتا۔ ہم دو چار بات بتا دیتا ہے۔ اسی ماٹک لکھنا مانگو۔

(۱) سوال کا جواب میں دیر کرتا ہے۔ ”اٹلی جنٹ“ نہیں ہے

(۲) یہ ہلدی (Healthy) نہیں ہے۔

(۳) بات کرتا ہے تو بیوقوف معلوم ہوتا ہے۔

(۴) رعب داب والا نہیں ہے۔

कायदे से सब के सफ-बस्ता खड़े हो जाने के बाद साहब ऑफिस से बाहर तशरीफ लाये। सब ने सीना तानकर फौजी सलाम किया। साहब ने एक से नाम पूछा और कहा तुम लोग अब अपना-अपना घर जाने सकता है। एक वीक (Week) के बाद बहाली का हुक्म देगा।

साहब इस जियारती इन्टरव्यू को दो मिनट में खत्म करके जब फिर ऑफिस में तशरीफ लाये तो मैं भी दोबारा क्लर्क और साहब की गुफ्तगू सुनने को फिर से परदे से लगकर खड़ा हो गया ताकि इस दिलचस्प इन्टरव्यू के नतीजे का कुछ अन्दाज़ा लग सके। ऑफिस के अन्दर पहुँचकर साहब ने क्लर्क से कहा।

साहब - वेल बाबू, कमिशनर साहब जिसका वास्ते रेकोमेन्डेशन लिखा है और कलेक्टर साहब जिस कन्डीडेट का वास्ते स्लिप दिया है और डी. एस. पी. कल जिसका वास्ते हम से वायदा लिया है, उन सबका दरखास (दरखास्त) हमारे ऑफिस बाक्स में रख दो। बाकी दरखास (दरखास्त) को फाइल करने सकता है।

क्लर्क - मगर हर दरखास्त पर इसके नामजूर या फाइल न करने की वजह कुछ न कुछ लिख देना मुनासिब है। मैं दरखास्त हुजूर के सामने पेश करता जाता हूँ। हर एक पर जो नोट लिखवाना चाहें फरमाते जायें, मैं लिखकर फाइल करता जाऊँ।

साहब - (धबराये हुये लहजे में) हमारा पास वक्त नहीं। तुम अपना घर से नोट लिखकर लायेगा। हम उसपर दस्तखत कर देगा।

क्लर्क - कुछ तो हिन्ट (Hint) दे दिया जाये कि पूरा क्वालीफाइड होने के बावजूद ना-मंजूर कर देने के लिये किस किस का नोट उस पर लिखा जाये।

साहब - वो, तुम इतना पुराना क्लर्क इतना बात भी नहीं जानता। हम दो-चार बात बता देता है। उसी माफिक लिखना माँगो।

- (1) सवाल का जवाब में देर करता है। इन्टेलीजेन्ट नहीं।
- (2) ये हेल्दी (Healthy) नहीं है।
- (3) बात करता है तो बेवकूफ मालूम होता है।
- (4) रोब-दाब वाला नहीं है।

یہ سب کراپنی درخواست کا جو حشر ہونے والا تھا اس سے مطمئن ہو کر گھر واپس
چلا آیا۔ افسوس ”اور اتج“ ہو جانے کی وجہ سے انٹرویو کے پھر دل چسپ تجربات کا اب
موقعہ نہیں، ورنہ عمر بھر اس پر لطف تماشہ سے لطف اندوز ہوتا رہتا۔

راقم۔

بہر سروس کو شش پیہم سے جی بارا ہوا
ایک کنڈیڈیٹ انٹرویو کا مارا ہوا

ये सब कर अपनी दरखास्त का जो हश्र होने वाला था उस से मुत्तमइन होकर घर वापस चला आया। अफसोस "ओवर-ऐज" हो जाने की वजह से इन्टरव्यू के फिर दिलचस्प तजर्बात का अब मौका नहीं, वरना उम्मीद भर इस पुरलुत्फ तमाशे से लुत्फ-अन्दोज होता रहता।

राकिम¹ —

बहरे-सर्विस-कोशिशे पैहम से जी हारा हुआ

एक कन्डीडेट इन्टरव्यू का मारा हुआ

1. लेखक (लिखने वाला)

معدے کا مریض

پہلا منظر

- (حکیم صاحب کا مطب، فرش بچھا ہے، مندر رکھا ہے، صدر خالی ہے۔)
- حکیم صاحب کا شاگرد مند کا کونا دبائے بیٹھا قلم ہنارہا ہے ایک مریض داخل ہوتا ہے)
- مریض:- آداب عرض ہے حکیم صاحب۔
- شاگرد:- آئیے آئیے حکیم محسرا میں ہیں، ابھی تشریف لاتے ہیں۔
- مریض:- آپ بھی مریض ہیں، میں سمجھا حکیم صاحب ہیں۔
- شاگرد:- آپ کی پہلی تشخیص بھی غلط اور دوسری بھی۔ میں طب کا طالب علم ہوں ابھی تکمیل نہیں کی ہے۔ حکیم صاحب کے مطب میں بیٹھتا ہوں۔
- مریض:- تو یہ کہیے آپ نیم حکیم ہیں۔
- شاگرد:- آپ کا کام تمام کرنے کے لیے کافی ہوں۔ کہیے کیا شکایت ہے؟
- مریض:- ایک شکایت ہو تو کہوں میں تو سراپا شکایت ہوں۔
- پر ہوں شکوے سے میں یوں راگ سے جیسے باجا
- اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

मेदे का मरीज़

फ़ला मंज़र

(हकीम साहब का मतब, फ़र्श बिछा है, मसनद रखा है, सदर खाली है। हकीम साहब का शागिर्द मसनद का कोना दबाये बैठा कलम बना रहा है एक मरीज़ दाखिल होता है)

मरीज़ : आदाब अर्ज है हकीम साहब।

शागिर्द : आइये आइये हकीम महलसरा में हैं, अभी तशरीफ़ लाते हैं।

मरीज़ : आप भी मरीज़ हैं, मैं समझा हकीम साहब हैं।

शागिर्द : आपकी पहली तश्खीस¹ भी ग़लत और दूसरी भी। मैं तिब का तालिब-इल्म हूँ अभी तकमील नहीं की है। हकीम साहब के मतब में बैठता हूँ।

मरीज़ : तो यह कहिये आप नीम हकीम हैं।

शागिर्द : आपका काम तमाम करने के लिए काफी हूँ। कहिये क्या शिकायत है?

मरीज़ : एक शिकायत हो तो कहूँ मैं तो सरापा शिकायत हूँ -
पुर हूँ शिकवे से मैं यूँ राग से जैसे बाजा
इक ज़रा छेड़िए फिर देखिए क्या होता है

شاگرد:- تو حضرت معاف کیجیے، حکیم صاحب خود ہی چھیڑیں گے، آپ کا مضراب انھیں کے پاس ہے۔

مریض:- (گھبرا کر) مضراب کیسی؟ یہ تو ضربِ یغرب کا میضہ معلوم ہوتا ہے۔ مارا اس نے مارتا ہے اور مارے گا۔

شاگرد:- جی بس ان کی انگلیاں مضراب ہیں۔ جہاں انھوں نے نبض کے تاروں کو چھیڑا آپ کا باجا خود بہ خود بجنے لگے گا۔ لیجئے حکیم صاحب آگئے۔

حکیم صاحب:- اجی تشریف لائیے۔ میں آپ کی نبض دیکھتا ہوں۔ آپ کا حال؟

مریض:- کیا عرض کروں حکیم صاحب۔ عجب دردِ ریت درمعدہ۔

حکیم صاحب:- نثر میں ارشاد ہو۔

مریض:- ارشاد کیا خاک ہو۔ آپ نے تو مینے پر روک دیا۔

حکیم صاحب:- تفصیل طول کو ترک کیجیے، مختصر فرمائیے۔

مریض:- قبلہ ابھی میں نے کون سی مطلق بیان کیا ہے جو آپ مختصر کی فرمائش کرتے

ہیں۔ غضبِ خدا کا برسوں کی بیماری اور آپ چاہتے ہیں کہ چند لمحوں میں

اس کا حال بیان کروں۔ اچھا اب آپ ہی پر چھوڑتا ہوں۔ جو کہ پیوہ کہہ دوں۔

حکیم صاحب:- معدہ کا حال۔ آنتوں کا فعل۔ اشتہا، اجابت۔

مریض:- اللہ رے اختصار! بہت خوب! سنیے معدہ کا حال ناگفتہ بہ، آنتوں کا قول

وفعل دونوں ناقابلِ اعتبار۔ اشتہا کا بھوکا ہوں۔ اجابت کی دعا کرتا ہوں۔

حکیم صاحب:- فم معدہ میں کچھ درد کی خلش بھی ہے؟

مریض:- فم معدہ میں درد کی خلش، حضور فم معدہ میں قلب معدہ میں روح معدہ میں

درد کی خلش نہیں بلکہ درد کا سیلاب ہے۔ درد کا طوفان ہے۔

درد ہے یہ یا کوئی طوفان ہے

ہم تو اس معدے کے ہاتھوں مر چلے

حکیم صاحب:- (شاگرد سے مخاطب ہو کر) لکھو (نسخہ لکھواتے ہیں جس کے الفاظ سننے

- शागिर्द : तो हज़रत माफ़ कीजिये, हकीम साहब खुद ही छेड़ेंगे, आप का मिज़राब¹ उन्हीं के पास है।
- मरीज़ : (घबरा कर) मिज़राब कैसी? यह तो ज़रब यज़रब का सेगा² मालूम होता है। मारा उसने, मारता है और मारेगा।
- शागिर्द : जी बस उनकी उंगलिया मिज़राब हैं। जहाँ उन्होंने नब्ज़ के तारों को छेड़ा आपका बाजा खुदबखुद बजने लगेगा। लीजिये हकीम साहब आ गये।
- हकीम साहब: अजी तशरीफ़ लाइये। मैं आपकी नब्ज़ देखता हूँ। आपका हाल?
- मरीज़ : क्या अर्ज करूँ हकीम साहब। अजब दर्दस्त दर मेदा³।
- हकीम साहब : नस्त्र⁴ में इरशाद हो।
- मरीज़ : इरशाद क्या खाक हो। आपने तो हत्त⁵ पर रोक दिया।
- हकीम साहब : तपसीले तूल को तर्क कीजिए, मुख़्तसर फ़रमाइये।
- मरीज़ : किब्ला अभी मैं ने कौन सी मोतव्वल⁶ बयान किया है जो आप मुख़्तसर की फ़रमाइश करते हैं। ग़ज़ब खुदा का बरसों की बीमारी और आप चाहते हैं कि चंद लम्हों में इसका हाल बयान कर दूँ। अच्छा अब आप ही पर छोड़ता हूँ। जो कहिए वह कह दूँ।
- हकीम साहब : मेदे का हाल, आँतों का फ़ेल, इश्तहा, इजाबत।
- मरीज़ : अल्लह रे इख़्तसार! बहुत ख़ूब! सुनिये मेदे का हाल नागुफ़ता बेह⁷, आँतों का कौल व फ़ेल दोनों नाकाबिले एतबार। इश्तहा का भूका हूँ। इजाबत की दुआ करता हूँ।
- हकीम साहब : फ़मे-मेदा⁸ में कुछ दर्द की ख़लिश भी है?
- मरीज़ : फ़मे मेदा में दर्द की ख़लिश, हुज़ूर फ़मे-मेदा में, कल्बे-मेदा में, रुहे-मेदा में दर्द की ख़लिश नहीं बल्कि दर्द का सैलाब है। दर्द का तूफ़ान है -
दर्द है यह या कोई तूफ़ान है
हम तो इस मेदे के हाथों मर चले
- हकीम साहब : (शागिर्द से मुख़ातिब होकर) लिखो (नुस्खा लिखवाते हैं जिसके अल्फ़ाज़ सुनने वालों की समझ में नहीं आते। शागिर्द लिखता है)

-
1. सितार बजाने वाला आला 2. व्याकरणीय रूप 3. मेदे में अजीब दर्द है
4. गद्य 5. आरम्भ 6. विस्तार 7. जो बयान के काबिल न हो
8. बड़ आँत का मुँह

والوں کی سمجھ میں نہیں آتے۔ شاگرد لکھتا ہے)

مریض :- لیجیے اب وظیفہ ہونے لگا۔ خدا جانے نسخہ کی نوبت کب آئے گی۔
شاگرد :- (مریض سے) یہ نسخہ لیجیے رات کو بھگو دیا کیجیے اور صبح کو تڑکے پی لیا کیجیے۔
مریض :- (نسخہ دیکھ کر) افوہ کوئی تم میں چالیس دوائیں ہوں گی۔ دوسرے سے اختصار کی تاکید اور اپنی طرف سے یہ طول! کیوں جناب اس نسخہ کی کیا قیمت ہوگی؟

شاگرد :- جو دوا خانہ ٹکڑ پر ہے وہاں چار آنہ میں بندھ جائے گا۔ اور جگہ زیادہ دام لیں گے۔

مریض :- تو لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دیجیے کہ فائدہ کتنے دنوں میں ہوگا؟

شاگرد :- یہی کوئی تین چار برس میں۔

مریض :- بجا ہے۔ ذرا مجھے قلم دوات کا غذ عنایت ہو۔

حکیم صاحب :- کیوں خیریت ہے۔

شاگرد :- شاید کوئی ناگفتہ بہ حال لکھنا ہوگا۔

مریض :- (حساب لگاتا ہے) چار آنہ روز، سال تین سو ساٹھ دن کا، مان لیجیے

چار دن کا ایک روپیہ ہوگا، تین سو ساٹھ کو چار سے تقسیم کیا، نہیں یہ کیوں

کروں، پھر چار سے ضرب دینا ہوگا، تین سو ساٹھ روپے ہو گئے

(حکیم صاحب سے) حضرت! بقراط زماں! میری جاں بخشی کیجیے میں

ایسے علاج سے باز آیا۔ تین سو ساٹھ کس کے گھر سے لاؤں گا۔

حکیم صاحب :- لا حول ولا قوۃ انہوں نے مزاحاً چار برس کہہ دیئے۔ آپ نے باور کر لیا۔

آپ چندے اس نسخے کو استعمال کیجیے۔

مریض :- جی ایسے چندے میں نے بہت دیکھے ہیں۔ میری ساری عمر آپ ہی حضرات

کے علاج میں گزری ہے (اٹھ کر) بس اب اجازت ہو (چلا جاتا ہے)

شاگرد :- خس کم جہاں پاک (پردہ گرتا ہے)

- मरीज : लीजिये अब वज़ीफ़ा होने लगा। खुदा जाने नुस्खे की नौबत कब आयेगी।
- शागिर्द : (मरीज से) यह नुस्खा लीजिये रात को भिगो दिया कीजिये और सुबह को तड़के पी लिया कीजिये।
- मरीज : (नुस्खा देखकर) उफ़फ़ोह, कोई तीस चालीस दवायें होंगी। दूसरे से इख़्तसार की ताकीद और अपनी तरफ़ से तूल! क्यों जनाब इस नुस्खे की क्या कीमत होगी?
- शागिर्द : जो दवाख़ाना नुक़कड़ पर है वहाँ चार आने में बंध जायेगा। और जगह ज्यादा दाम लेंगे।
- मरीज : तो लगे हाथों यह भी बता दीजिये कि फ़ायदा कितने दिनों में होगा?
- शागिर्द : यही कोई तीन चार बरस में।
- मरीज : बजा है। ज़रा मुझे कलम, दवात, कागज़ इनायत हो।
- हकीम साहब : क्यों ख़ैरियत है।
- शागिर्द : शायद कोई नागुपता बेह हाल लिखना होगा।
- मरीज : (हिसाब लगाता है) चार आने रोज़, साल तीन सौ साठ दिन का, मान लीजिये चार दिन का एक रुपया होगा, तीन सौ साठ को चार से तक्सीम¹ किया, नहीं यह क्यों करूँ, फिर चार से जरब² देना होगा, तीन सौ साठ रुपये हो गये (हकीम साहब से) हज़रत! बोक़राते—ज़माँ! मेरी जाँ बख़्शी कीजिये, मैं ऐसे इलाज से बाज़ आया। तीन सौ साठ किस के घर से लाऊँगा।
- हकीम साहब : लाहौल—वेला—कूव्वत। इन्होंने मिज़ाहन चार बरस कह दिये। आपने बावर कर लिया। आप चन्दे इस नुस्खे को इस्तेमाल कीजिये।
- मरीज : जी ऐसे चन्दे मैंने बहुत देखे हैं। मेरी सारी उम्र आप ही हज़रात के इलाज में गुज़री है (उठ कर) बस अब इजाज़त हो (चला जाता है)
- शागिर्द : ख़स कम जहाँ पाक (पर्दा गिरता है)

دوسرا منظر

(بنگالی ڈاکٹر کا مطب میز کرسی لگی ہے۔ صدر میں ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہیں

اور ان کے قریب ہمارے مریض)۔

ڈاکٹر:- ویل مائی ڈیر سر، واٹ کین آئی ڈو فار یو؟

مریض:- آپ تو نسخہ بتانے لگے، پہلے حال تو سن لیجیے۔

ڈاکٹر:- اوہو! آپ انگلش نہیں جانتا۔ آپ کو کیا ہو گیا؟

مریض:- مجھے کچھ نہیں ہوا۔ آپ اپنے دماغ کا علاج کیجیے۔

ڈاکٹر:- آپ کو کیا مر ج؟

مریض:- پہلے یہ بتائیے کہ آپ بھی حکیم صاحب کی طرح اختصار پسند طول نویس ہیں؟

ڈاکٹر:- کیا کہا۔ ہم نہیں سمجھا؟

مریض:- پورا حال کہوں یا تار کی زبان میں گفتگو کروں۔

ڈاکٹر:- بہوت بات نہیں کام کا بات۔

مریض:- بہت اچھا کام کی بات سنئے۔ معدہ خراب، سینے میں جلن، پیٹ میں ریاہ قبض۔

ڈاکٹر:- درد ہوتی ہے؟

مریض:- ہوتی نہیں ہوتا ہے (پیٹ پر ہاتھ رکھ کر)

۔ اک ہوک یہاں پر اٹھتی ہے اک درد یہاں پر ہوتا ہے

ہم رات کو اٹھ کر روتے ہیں جب سارا علم سوتا ہے

ڈاکٹر:- آپ روئے نہیں اچھا ہو جائے گا۔ آپ اسٹول آگزامن کرا لیا۔

مریض:- کیا کہا؟ اسٹول کیا

ڈاکٹر:- فجلہ! فجلہ!

مریض:- ہاں فضلہ پھر؟

ڈاکٹر:- موائمہ کرایا؟

مریض:- فضلہ کا بھی معائنہ ہوتا ہے؟ یہ آج ہی سنا اس چودھویں صدی جو کچھ نہ ہو کم

दूसरा मंजर

(बंगाली डाक्टर का मतब मेज़ कुर्सी लगी है। सदर में डाक्टर साहब बैठे हैं और उनके करीब हमारे मरीज़)।

डाक्टर : वेल माई डियर सर, व्हाट कैन आई डू फॉर यू?
मरीज़ : आप तो नुस्खा बताने लगे, पहले हाल तो सुन लीजिये।
डाक्टर : ओहो! आप इंगलिश नहीं जानता। आपको क्या हो गया है?

मरीज़ : मुझे कुछ नहीं हुआ। आप अपने दिमाग का इलाज कीजिये।

डाक्टर : आपको क्या मर्ज है?

मरीज़ : पहले यह बताइये कि आप भी हकीम साहब की तरह इस्त्रासार¹ पसंद, तूल² नवीस हैं?

डाक्टर : क्या कहा। हम नहीं समझा?

मरीज़ : पूरा हाल कहूँ या तार की ज़बान में गुफ्तगू करूँ।

डाक्टर : बहुत बात नहीं, काम का बात।

मरीज़ : बहुत अच्छा काम की बात सुनिये। मेदा खराब है, सीने में जलन, पेट में रियाह, कब्ज।

डाक्टर : दर्द होती है?

मरीज़ : होती नहीं होता है (पेट पर हाथ रखकर)

इक हूक यहाँ पर उठती है इक दर्द यहाँ पर होता है
हम रात को उठकर रोते हैं जब सारा आलम सोता है

डाक्टर : आप रोयें नहीं, अच्छा हो जायेगा। आप स्टूल इगज़ामिन करा लिया।

मरीज़ : क्या कहा? स्टूल क्या

डाक्टर : फुज़ला! फुज़ला

मरीज़ : हाँ फुज़ला फिर?

डाक्टर : मुआइना कराया?

मरीज़ : फुज़ले का भी मुआइना होता है? यह आज ही सुना।
इस चौदहवीं सदी में जो कुछ न हो कम

ہے۔ جی نہیں میں نے معاہدہ نہیں کرایا اور کراؤں کیسے مجھے تو ہمیشہ قبض رہتا ہے۔

ڈاکٹر:- ہم آپ کا پیٹ دیکھ گے۔ آپ چل کر بیچ پر لیٹ جائے گا۔

مریض:- پہلے یہ بتا دیجیے کی نسخے کی کیا قیمت ہوگی۔

ڈاکٹر:- پہلے ہم دیکھ لیں پھر بتا سکتا۔

مریض:- جی نہیں پہلے آپ بتا دیجیے پھر ہم دکھا سکتا۔

ڈاکٹر:- آپ کیا آدمی ہے؟ کھیر آپ کا کھوشی۔ دوائی کا اسٹیمٹ دورو پیہ روج۔

مریض:- فائدہ کتنے دنوں میں ہوگا۔

ڈاکٹر:- او! معدے کے مرنے کو فائدہ بہت دنوں میں ہوتا ہے

مریض:- آخر؟

ڈاکٹر:- کم سے کم چھ مہینا۔

مریض:- چھ کا صفر ہی صفر چھ تھے اٹھارہ، ایک سو اسی، اٹھارہ دوئی چھتیس صفر، تین

سو ساٹھ لیجیے، وہی تین سو ساٹھ ہو گئے۔

ڈاکٹر:- او! آپ کو دورہ ہوا، ہم دوائی دیتا۔

مریض:- جی مجھے دورہ دورہ کچھ نہیں ہوا، ہاں قلب پر ضرور صدمہ پہنچا ہے۔ کیوں

حضرت اس سے مہنگا علاج کوئی اور نہیں ہے۔ یہ تو آپ نے بہت سستا نسخہ

بتا دیا۔

ڈاکٹر:- اور آپ مہنگا علاج چاہتا ہے۔ آپ جرمنی چلا جائے وائرنگ پریس۔

مریض:- کیسی پریس؟

ڈاکٹر:- چشمے کا جگہ۔ گندھک کے چشمے کا۔

مریض:- تو اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی کیوں نہ پییں۔ رنگ بالکل گندھک کا ہے۔

بُو اور مزہ اس سے بھی بڑھ کر، کیوں صاحب اس گندھک کے علاج میں کتنا

خرچ ہوگا۔

ڈاکٹر:- ہم کو ٹھیک بائیم نہیں، دس ہزار، بیس ہزار۔

- है। जी नहीं, मैं ने मुआइना नहीं कराया और कराऊँ कैसे मुझे तो हमेशा कब्ज रहता है।
- डाक्टर : हम आपका पेट देखेगा। आप चलकर मेज पर लेट जायेगा।
- मरीज़ : पहले यह बता दीजिये कि नुस्खे की क्या कीमत होगी।
- डाक्टर : पहले हम देख लें फिर बता सकटा है।
- मरीज़ : जी नहीं पहले आप बता दीजिये फिर हम दिखा सकटा।
- डाक्टर : आप क्या आदमी है? खैर आपका खोशी। दवाई का स्टीमेट दो रुपये रोज।
- मरीज़ : फायदा कितने दिनों में होगा।
- डाक्टर : ओ! मेदे के मर्ज को फायदा बहुत दिनों में होता है।
- मरीज़ : आखिर?
- डाक्टर : कम से कम छः महीना।
- मरीज़ : छः का सिफर ही सिफर, छः तई अट्टारह, एक सौ अस्सी, अट्टारह दूनी छत्तीस सिफर, तीन सौ साठ लीजिये, वही तीन सौ साठ हो गये।
- डाक्टर : ओ! आपको दौरा हुआ, हम दवाई देता है।
- मरीज़ : जी मुझे दौरा वौरा कुछ नहीं हुआ, हों कल्ब पर जरूर सदमा पहुँचा है। क्यों हजरत इस से महंगा इलाज कोई और नहीं है। यह तो आप ने बहुत सस्ता नुस्खा बता दिया।
- डाक्टर : और आप महंगा इलाज चाहता है। आप जर्मनी चला जाये, वाटरिंग प्लेस।
- मरीज़ : कैसी प्लेस?
- डाक्टर : चश्मे का जगह। गंधक के चश्मे का।
- मरीज़ : तो अपने घर के कुएँ का पानी क्यों न पियें। रंग बिल्कुल गंधक का है। बू और मज़ा उससे भी बढ़कर, क्यों साहब इस गंधक के इलाज में कितना खर्च होगा।
- डाक्टर : हम को टीक मालुम नहीं, दस हजार, बीस हजार।

مریض:- دس ہزار، بیس ہزار، چالیس ہزار، آپ کا کیا جاتا ہے۔ پہاڑ اڑھتے چلے جائیے۔ حضرت میں نے تو بہ کی، اب علاج کا نام نہیں لوں گا۔ فیس تو آپ کی نذر کر ہی چکا۔ اب تک ہضم بھی ہو گئی ہوگی اب رخصت چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر:- آپ کھا ہو گیا ہمارا کون کسور!
مریض:- جی نہیں آپ کا کوئی قصور نہیں، میری تقدیر کا قصور ہے، نہ یہ کجخت مرض ہوتا، نہ یہ پہاڑے سننے پڑتے۔ بہت اچھا۔ آداب عرض ہو۔
ڈاکٹر:- آداب رج (I did not know he was stark mad)

تیسرا منظر

(مریض اپنے دوست بابو جی کے گھر جاتا ہے)
مریض:- آداب عرض ہے بابو جی۔
بابو صاحب:- آئیے آئیے! مدت کے بعد زیارت نصیب ہوئی، آپ تو عید کا چاند ہو گئے۔
مریض:- جی عید کا چاند نہیں، چاند ماری کا نشانہ بن گیا ہوں۔ جو حکیم ہے جو ڈاکٹر ہے مجھی پر فیر کرتا ہے اور کوئی فیرتین سوساٹھ سے کم کا نہیں ہوتا۔
بابو صاحب:- اچھا تو وہ آپ کے ہاضمہ کی شکایت اب تک چلی جا رہی ہے۔
مریض:- اب تک چلی جا رہی ہے۔ یہ نہیں کہتے دن دوئی رات چو گئی ہوتی جاتی ہے۔
مریض معذہ پر لعنت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
بابو صاحب:- حضرت جب تک آپ حکیموں، ڈاکٹروں کے پھیر میں پڑے رہیں گے یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ میں بھی مدتوں یہ پا پڑ تیل چکا ہوں، آپ میرے کہنے پر چلیں تو مہینہ بھر میں اچھے ہو جائیں۔

- मरीज़ : दस हजार, बीस हजार, चालीस हजार, आपका क्या जाता है। पहाड़ा पढ़ते चले जाइये। हज़रत मैंने तौबा की, अब इलाज का नाम नहीं लूँगा। फीस तो आपकी नज़र कर ही चुका। अब तक हज़म भी हो गई होगी अब रुख़्सत चाहता हूँ।
- डाक्टर : आप खपा हो गया हमारा कौन कशूर!
- मरीज़ : जी नहीं आपका कोई कुसूर नहीं, मेरी तक्दीर का कुसूर है, न यह कमबख़्त मर्ज़ होता, न यह पहाड़े सुनने पड़ते। बहुत अच्छा। आदाब अर्ज हो।
- डाक्टर : आदाबर्ज (I did not know he was stark mad)

तीसरा मंज़र

(मरीज़ अपने दोस्त बाबूजी के घर जाता है)

- मरीज़ : आदाब अर्ज है बाबूजी।
- बाबू साहब : आइये आइये! मुद्दत के बाद ज़ियारत नसीब हुई, आप तो ईद का चाँद हो गये।
- मरीज़ : जी ईद का चाँद नहीं, चाँदमारी का निशाना बन गया हूँ। जो हकीम है, जो डाक्टर है मुझी पर फ़ायर करता है और कोई फ़ायर तीन सौ साठ से कम का नहीं होता।
- बाबू साहब : अच्छा तो वह आपके हाज़मे की शिकायत अब तक चली जा रही है।
- मरीज़ : अब तक चली जा रही है। यह नहीं कहते दिन दूनी रात चौगुनी होती जाती है —

मरीज़े—मेदे पर लॉनत खुदा की

मर्ज़ बढ़ता गया जूँ जूँ दवा की

- बाबू साहब : हज़रत जब तक आप हकीमों, डाक्टरों के फेर में पड़े रहेंगे यह सिलसिला बढ़ता ही चला जायेगा। मैं भी मुद्दतों यह पापड़ बेल चुका हूँ, आप मेरे कहने पर चलें तो महीने भर में अच्छे हो जायेंगे।

مریض:- کیا کوئی عطائی نسخہ ہاتھ لگ گیا ہے؟ بتائیے خدا کے لیے جلدی بتائیے مگر یہ بھی وہی تین سوساٹھ کا نسخہ !

بابوصاحب:- عطائی نسخہ ! تو بہ کیجیے! کیا آپ نے مجھے ایسا جاہل سمجھا ہے اور یہ تین سو ساٹھ کی آپ نے کیا رٹ لگائی ہے۔

مریض:- اچی جو بتاتا ہے ایسا ہی علاج بتاتا ہے جس میں تین سوساٹھ روپے خرچ ہوں اور وہ بنگالی ڈاکٹر تو دس ہزار کا پہاڑہ پڑھ رہا تھا۔

بابوصاحب:- جی نہیں جو تدبیر میں آپ کو بتاؤں گا اس میں سیکڑوں ہزاروں کا کیا ذکر ہے، ڈھیلے کا بھی خرچ نہیں بلکہ آپ کو کچھ بچت ہو جائے گی۔

مریض:- ارے بھائی تو کوئی تعویذ ہے، گنڈا ہے، کیا ہے؟ تم تو پہیلیاں بھجاتے ہو۔
بابوصاحب:- تعویذ گنڈے کو میرا دور سے سلام ہے۔ میں آپ کو خالص سائنٹیفک علاج بتاتا ہوں۔

مریض:- یہ سائنٹھی کون بزرگ ہیں، کہاں رہتے ہیں؟
بابوصاحب:- سائنٹیفک یعنی سائنس کے مطابق عملی۔
مریض:- اور حکیم ڈاکٹر علم سے نہیں تو کیا جہل سے علاج کرتے ہیں؟ آخر وہ آپ کا علمی، اخلاقی، معاشرتی نسخہ ہے کیا؟ کچھ کہیے تو سہی۔

بابوصاحب:- آپ کوئی ورزش کرتے ہیں؟
مریض:- ورزش ! بہت خوب! اب معلوم ہوا آپ کا علمی علاج۔ یہاں اٹھنا بیٹھنا دو بھر ہے اور آپ ورزش لیے پھرتے ہیں۔

بابوصاحب:- اٹھنا بیٹھنا اسی لیے دو بھر ہے کہ آپ نے اپنے جسم کو کامل بنا رکھا ہے۔
زہریلا مادہ آپ کی رگوں میں پھیل گیا ہے اور اسی نے بدن کو بوجھل کر دیا ہے۔

مریض:- آپ خود زہرا گل رہے ہیں، غضب خدا کا میں کامل ہوں دن بھر دفتر میں چکی پیتا ہوں۔ صبح، شام بچوں کو پڑھاتا ہوں، رات کو گھر کا حساب لکھتا ہوں اسی کو کابلی کہتے ہیں۔

- मरीज : क्या कोई अताई नुस्खा हाथ लग गया है? बताइये खुदा के लिए जल्दी बताइये मगर यह भी वही तीन सौ साठ का नुस्खा!
- बाबू साहब : अताई नुस्खा! तौबा कीजिये! क्या आप ने मुझे ऐसा जाहिल समझा है और यह तीन सौ साठ की आपने क्या रट लगाई है।
- मरीज : अजी जो बताता है ऐसा ही इलाज बताता है जिस में तीन सौ साठ रुपये खर्च हों और वह बंगाली डाक्टर तो दस हजार का पहाड़ा पढ़ रहा था।
- बाबू साहब : जी नहीं जो तदबीर मैं आपको बताऊँगा उसमें सैंकड़ों हजारों का क्या जिक्र, घेले का भी खर्च नहीं बल्कि आपको कुछ बचत हो जायेगी।
- मरीज : अरे भाई तो कोई तावीज है, गण्डा है, क्या है? तुम तो पहेलियाँ बुझवाते हो।
- बाबू साहब : तावीज गण्डे को मेरा दूर से सलाम है। मैं आपको खालिस साइंटिफिक इलाज बताता हूँ।
- मरीज : यह साइंटिफी कौन बुजुर्ग है, कहाँ रहते हैं?
- बाबू साहब : साइंटिफिक यानी साइंस के मुताबिक, अमली।
- मरीज : और हकीम डाक्टर इल्म से नहीं तो क्या जेहल से इलाज करते हैं? आखिर वह आपका इल्मी, अखालाकी, मोआशरती नुस्खा है क्या? कुछ कहिये तो सही।
- बाबू साहब : आप कोई वर्जिश करते हैं?
- मरीज : वर्जिश! बहुत खूब। अब मालूम हुआ आपका इल्मी इलाज। यहाँ उठना बैठना दूमर है और आप वर्जिश लिये फिरते हैं।
- बाबू साहब : उठना बैठना इसीलिये दूमर है कि आपने अपने जिस्म को काहिल बना रखा है। ज़हरीला माहा¹ आपकी रगों में फैल गया है और उसी ने बदन को बोझल कर दिया है।
- मरीज : आप खुद ज़हर उगल रहे हैं, ग़ज़ब खुदा का मैं काहिल हूँ दिन भर दफ़्तर में चक्की पीसता हूँ। सुबह शाम बच्चों को पढ़ाता हूँ, रात को घर का हिसाब लिखता हूँ इसी को काहिली कहते हैं।

بابو صاحب:- بھائی صاحب آپ بہت کام کرتے ہیں مگر یہ سب دعاغی کام ہے۔ جسم آپ کا معطل رہتا ہے۔ پھر ہاضمہ ٹھیک ہو تو کیسے ہو؟ اور کچھ نہیں تو صبح و شام دو چار میل ٹھہلا کیجیے۔

مریض:- اور لیجیے، اب آپ ٹھہلانے لگے۔ یہاں مرنے کی بھی فرصت نہیں ٹھہلنے کا وقت کہاں سے آئے۔

بابو صاحب:- دوڑا کیجیے اس میں کم وقت لگے گا۔

مریض:- اے سجان اللہ، میں چالیس برس کا بوڑھا، چھ بچوں کا باپ، ہرن کی طرح چوڑیاں بھرتا پھروں، کوئی دیکھے تو سمجھے پاگل ہو گیا ہے۔

بابو صاحب:- بندہ خدا تم گھر پر ہی ورزش کر لیا کرو۔ ملر کی اکسر سائز صرف پندرہ منٹ کا کام ہے۔

مریض:- کس کی کیا؟ یہ تم کیا بک رہے ہو۔

بابو صاحب:- ملر ایک شخص کا نام ہے۔ اس نے ورزش کا سائنٹیفک طریقہ ایجاد کیا ہے۔ میں آپ کو ابھی سکھا دوں گا۔

مریض:- پھر وہی سائن ٹھی، آخر اس مولر کی ورزش میں کون سا سرخاب کا پر لگا ہے، جوانی میں ہم دس دس ڈنریں بیس بیٹھکیں روز لگاتے تھے اس پر بھی چو پٹ ہو گیا۔

بابو صاحب:- جوانی کی بیٹھکوں سے بوڑھاپے کا کھانا کیسے ہضم ہو سکتا ہے اور ڈنڈا اور بیٹھک کوئی سائنٹیفک ورزش بھی نہیں۔ اچھا خیر ورزش کو اس وقت جانے دیجیے۔

مریض:- اس وقت جانے دیجیے، نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال لے۔ یہ آپ کے سائن ٹھی اور مولر ہی کو مبارک رہے۔

بابو صاحب:- اب یہ بتائیے آپ کھاتے کیا ہیں۔

مریض:- کھاتا کیا ہوں خاک پتھر۔

بابو صاحب:- آکر کچھ آپ کی غذا بھی ہے؟

مریض:- وہی جو بھلے آدمیوں کی ہوتی ہے، دال روٹی گوشت۔

- बाबू साहब : भाई साहब आप बहुत काम करते हैं मगर यह सब दिमागी काम है। जिस्म आपका मुअत्तल¹ रहता है। फिर हाज़मा ठीक हो तो कैसे हो? और कुछ नहीं तो सुबह शाम दो चार मील टहला कीजिये।
- मरीज़ : और लीजिये, अब आप टहलाने लगे। यहाँ मरने की भी फुर्सत नहीं टहलने का वक़्त कहाँ से आये।
- बाबू साहब : दौड़ा कीजिये, उस में कम वक़्त लगेगा।
- मरीज़ : ऐ सुब्हान अल्लाह, मैं चालीस बरस का बूढ़ा, छः बच्चों का बाप, हिरन की तरह चौकड़ियाँ भरता फिरूँ, कोई देखे तो समझे पागल हो गया है।
- बाबू साहब : बन्दए—खुदा तुम घर पर ही वर्जिश कर लिया करो। मुलर की एक्सरसाइज़ सिर्फ़ पंदरह मिनट का काम है।
- मरीज़ : किस की क्या? यह तुम क्या बक रहे हो।
- बाबू साहब : मुलर एक शख्स का नाम है। उसने वर्जिश का साइंटिफिक तरीका इजाद किया है। मैं आपको अभी सिखा दूँगा।
- मरीज़ : फिर वही साइंटिफि, आखिर इस मुलर की वर्जिश में कौन सा सुरखाब का पर लगा है, जवानी में हम दस—दस डण्ड, बीस—बीस बैठकें रोज़ लगाते थे उस पर भी चौपट हो गया।
- बाबू साहब : जवानी में बैठकों से बुढ़ापे का खाना कैसे हज़म हो सकता है और डण्ड और बैठक कोई साइंटिफिक वर्जिश भी नहीं। अच्छा खैर वर्जिश को इस वक़्त जाने दीजिये।
- मरीज़ : इस वक़्त जाने दीजिये, नहीं बल्कि हमेशा के लिए जहन्नुम में डालिये। यह आपके साइंटिफ़ी और मुलर को ही मुबारक रहे।
- बाबू साहब : अब यह बताइये आप खाते क्या हैं।
- मरीज़ : खाता क्या हूँ खाक पत्थर।
- बाबू साहब : आखिर आपकी कुछ गिज़ा भी है?
- मरीज़ : वही जो भले आदमियों की होती है, दाल रोटी गोश्त।

بابو صاحب :- یہی تو خرابی کی جڑ ہے۔

مریض :- پھر کیا مولر کا سر کھاؤں؟

بابو صاحب :- آپ کی غذا میں پروٹین کے سوا کچھ نہیں، کاربوہائیڈریٹ اور وٹامن کی کمی ہے۔

مریض :- یا الہی یہ کس انگریز کی ارواح سے سابقہ پڑا ہے۔ کھانے کا ذکر ہے اور خدا جانے کیا کیا نام لے رہا ہے، جنھیں سن کر جی متلاتا ہے۔ یہ کاربوٹ کیا بلا ہے۔ اور وائٹیم کس چیز یا کا نام ہے؟

بابو صاحب :- مطلب یہ ہے کہ غذا میں صرف غلہ اور گوشت کے اجزاء ہوں تو جسم کی پوری طرح پرورش نہیں ہوتی۔ اور پھر بد ہضمی اور قبض کی مصیبت الگ۔ آپ کو دال گوشت کے علاوہ ساگ ترکاری دودھ دہی کھانا چاہیئے۔

مریض :- مجھے کوئی نیل بکری سمجھا ہے یا دودھ پیتا بچہ مقرر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ گھاس کھایا کرو اور دودھ پیا کرو، دودھ کے تو میں نام سے کانپتا ہوں۔ چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا ہے اور دہی کی ایک کہی، نزلے کا گھر کھانسی کا اڈا۔

بابو صاحب :- تو جناب آپ کا علاج لقمان کے پاس بھی نہیں ہے۔ آپ کے آگے سائنٹفک غذا کا ذکر کرنا بھینس کے آگے بن بجانا ہے۔

مریض :- اور کچھ نہیں چلی تو گالیوں پر اتر آئے بھینس میں ہوں یا تم اور تمہاری سائنٹفی جو گھاس کھاتا ہے اور دودھ پیتا ہے میں علاج کے پیچھے انسانیت نہیں کھونے کا۔ اس بک بک جھک سے سر میں درد ہونے لگا اور پیٹ میں الگ ہائے رے ہائے رے، کسی کو کیا معلوم کہ مجھ پر کیا گذرتی ہے۔ حکیم ڈاکٹر تین سو ساٹھ کا نسخہ بتاتا ہے دوست احباب منطق چھانٹتے اور ہنسی اڑاتے ہیں۔

افسوس کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

- बाबू साहब : यही तो खराबी की जड़ है।
- मरीज़ : फिर क्या मुलर का सर खाऊँ?
- बाबू साहब : आपकी गिज़ा में प्रोटीन के सिवा कुछ नहीं, कार्बोहाइड्रेट और विटामिन की कमी है।
- मरीज़ : या इलाही यह किस अंग्रेज़ की अरवाह¹ से साबका पड़ा है। खाने का जिक्र है और खुदा जाने क्या क्या नाम ले रहा है, जिन्हें सुनकर जी मतलाता है। यह कार्बोट क्या बला है। और वाटेम किस चिड़िया का नाम है?
- बाबू साहब : मतलब यह है कि गिज़ा में सिर्फ़ गुल्ला और गोश्त के अजज़ा हों तो जिस्म की पूरी तरह परवरिश नहीं होती। और फिर बदहजमी और कब्ज की मुसीबत अलग। आपको दाल गोश्त के अलावा साग, तरकारी, दूध, दही खाना चाहिये।
- मरीज़ : मुझे कोई बैल बकरी समझा है या दूध पीता बच्चा मोकरर किया है। फरमाते हैं कि घास खाया करो और दूध पिया करो, दूध के तो मैं नाम से कौंपता हूँ। छटी का दूध याद आ जाता है और दही की एक कही, नजले का घर, खौंसी का अड्डा।
- बाबू साहब : तो जनाब आपका इलाज लुकमान के पास भी नहीं है। आपके आगे साइंटिफिक गिज़ा का जिक्र करना भैंस के आगे बीन बजाना है।
- मरीज़ : और कुछ नहीं चली तो गालियों पर उतर आये। भैंस मैं हूँ या तुम और तुम्हारी साइंटिफी जो घास खाता है और दूध पीता है, मैं इलाज के पीछे इन्सानियत नहीं खोने का। इस बक-बक, झक-झक से सर में दर्द होने लगा और पेट में अलग हाय रे हाय रे, किसी को क्या मालूम कि मुझ पर क्या गुज़रती है। हकीम डाक्टर तीन सौ साठ का नुस्खा बताता है दोस्त अहबाब मंतिक² छांटते, और हंसी उड़ाते हैं -
- अफ़सोस कोई महरम अपना नहीं जहाँ मैं
मालूम क्या किसी को दर्द-निहों हमारा*

مطالعہ

لغت میں مطالعہ کے معنی معلوم نہیں کیا ہوں۔ لیکن اللہ بخشنے اپنے بڑے مولوی صاحب کو وہ فرمایا کرتے تھے کہ مطالعہ کے معنی ہوئے دیکھنا اور مطالعہ کے معنی ہوئے قوت حافظہ اور مطالعہ کے معنی ہوئے وسیع المعلومات ہونا اور مطالعہ کے معنی ہوئے واقفیت مثلاً یوں کہہ سکتے ہیں کہ جلاہوں کے متعلق آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے یعنی آپ جلاہوں سے بہت واقف ہیں۔ لیکن ہم یہاں مطالعہ کے معنی کریں گے، دیکھنا۔ اور اسی سے آئندہ بحث ہوگی، خواہ آپ کسی چیز کو دیکھ رہے ہوں یا وہ چیز آپ کو دیکھ رہا ہو یا دیکھ رہی ہو اب مطالعہ کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً۔

مطالعہ نظر: یہ اس طرح واقع ہوتا ہے کہ کوئی چیز آپ کو جھانک کر ہٹ جائے۔ اور آپ اُسے ٹھہر ٹھہر کر دیکھا کریں۔ مگر وہ پھر نظر نہ آئے یا قدرتی مناظر کا دیکھنا۔ یا باغ کے سبز ہزاروں اور لالہ زاروں پر آپ کا نظر ڈالنا اور خوش ہونا یا مہاراجہ صاحب محمود آباد کی لکھنوی گٹھی کو اندر جا کر دیکھنا یا محلہ رائے سینا دہلی کے مکانات قیمت چودہ کروڑ روپیہ کا نقد کا معائنہ کرنا یا علی گڑھ کالج کی مسجد کو دیکھنا جس کالج کے تمام پروفیسروں کو نماز باجماعت کی نہ کوئی حاجت نہ سرکاری تاکید یا

मोतालेआ

लोगत में मोतालेआ के माना मालूम नहीं क्या हों। लेकिन अल्लाह बरखो अपने बड़े मोलवी साहब को वह फरमाया करते थे कि मोतालेआ के माना हुए देखना और मोतालेआ के माने हुए कुव्वते-हाफ़ज़ा और मोतालेआ के माने हुए वसीउलमालूमात होना और मोतालेआ के माना हुए वाकिफियत मसलन यूँ कह सकते हैं कि जुलाहों के मुतअल्लिक आपका मोतालेआ बहुत वसीअ है यानी आप जुलाहों से बहुत वाकिफ़ हैं। लेकिन हम यहाँ मोतालेआ के माना करेंगे देखना। और उसी से आइन्दा बहस होगी, ख्वाह आप किसी चीज़ को देख रहे हों या वह चीज़ आपको देख रहा हो या देख रही हो अब मोतालेआ की कई किस्में हैं। मसलन—

मोतालेआ—नज़र : यह इस तरह वाक़ेअ होता है कि कोई चीज़ आपको झाँककर हट जाये। और आप उसे ठहर-ठहर कर देखा करें। मगर वह फिर नज़र न आये या क़ुदरती मनाज़िर का देखना। या बाग़ के सब्ज़ाजारों पर आपका नज़र डालना और खुश होना या महाराजा साहब महमूदाबाद की लखनवी कोठी को अंदर जाकर देखना या मोहल्ला राय सीना देहली के मकानात कीमत चौदह करोड़ रुपया नक़द का मुआइना करना या अलीगढ़ कॉलेज की मस्जिद देखना जिस कॉलेज के तमाम प्रोफ़ेसरो को नमाज़े बाजमाअत की न कोई हाज़त न सरकारी ताकीद या

آگرے والی کا مجرا یا کلکتے والی کا رنگارنگ لباس ملاحظہ فرماتا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے مطالعہ سے گوجذبات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا پہلا نظر سے ہے یعنی اگر کوئی نجریاں لاگی رے

کی ٹھمری کو اونچے اور صاف لہجہ میں گارہا ہو۔ لیکن اگر اس کا لباس عمدہ نہیں تو مطالعہ مکمل نہ ہوگا۔

دوسرا مطالعہ جذباتی کہا جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ دیکھنے کا کام بجائے آنکھ کے جذبات کرتے ہیں۔ بلکہ جس چیز کے دیکھنے سے جذبات متاثر ہوں۔ اُسے جذباتی مطالعہ سمجھنا چاہیے۔ اس میں آل انڈیا تنظیم کانفرنس کے سالانہ دنگل، دیوان داغ، طلسم ہوش ربا کی ساتوں جلدوں کا مطالعہ بھی داخل ہے یا پھر جذباتی مطالعہ یہ بھی ہے کہ آپ کسی دوست کے دسترخوان پر کھانا کھانے سے انکار تو کر دیں لیکن کھانے کی طرف چور نظروں سے دیکھتے بھی جائیں یا پھر دوست کے دسترخوان کو دیکھ کر آپ کو بھوک کی دوبارہ خواہش ہو تو سمجھ لیجیے کہ آپ نے کھانے کا مطالعہ نہایت صحیح فرمایا۔ ایک مطالعہ یہ بھی ہے کہ آپ صبح کے وقت کسی ”اشنان گھاٹ“ پر جا کر بیٹھ جائیں۔ یا کھڑے ہو جائیں یا کسی درخت کی اوٹ میں چھپ جائیں اور پھر محلہ کے کسی دوست سے بھی کہیں۔

”اماں اشنان گھاٹ پر چلا کرو بڑا مزا آتا ہے“

یہ بھی مطالعہ ہے۔ کہ آپ کلاس میں ہیڈ ماسٹر کو بار بار اس لیے دیکھیں کہ وہ اونگھ رہا ہے یا سوچکا۔ اور کیا یہ مطالعہ نہیں کہ کوئی تانگہ آپ کے پاس سے گذرے اور آپ اپنا چلنا بند کر کے اسے دُور تک دیکھتے رہیں۔ یہ بھی مطالعہ ہے کہ آپ کسی چیز کو مڑک پر یوں دیکھتے جائیں کہ بجائے سیدھے چلنے کے آپ ترچھے چلنے لگیں اور سائیکل سوار آپ سے ٹکرا کر سائیکل کو تیزی سے چلا دے پھر آپ اٹھ کر کبھی کپڑے صاف کریں اور کبھی بھاگتے ہوئے سائیکل والے کو غصہ سے دُور تک گھورتے رہیں۔ مگر وہ ہاتھ نہ آئے یہ بھی مطالعہ ہے کہ بازار میں کنبڑوں اور جلاہوں کی لپاؤگی اور ہاتھ پائی پر آپ کھڑے تماشا دیکھیں مگر ان کے درمیان صلح اس لیے نہ کرائیں کہ کہیں ایک آدھ ہاتھ ہمارے نہ پڑ جائے۔ اور صرف دُور سے آپ یہ کہتے رہیں۔

आगरे वाली का मुजरा या कलकत्ते वाली का रंगारंग लिबास मुलाहज़ा फरमाना। यह वह चीज़ें हैं जिनके मोताले से गो जज़्बात भी मुतास्सिर होते हैं। लेकिन उनका पहला नज़र से है यानी अगर कोई —

नजरियाँ लागी रे

की तुमरी को ऊँचे और साफ लहजे में गा रहा हो। लेकिन अगर उसका लिबास उम्दा नहीं है तो मोतालेआ मुकम्मल न होगा।

दूसरा मोतालेआ जज़्बाती कहा जाता है। इसके यह मानी नहीं कि देखने का काम बजाए आँख के जज़्बात करते हैं। बल्कि जिस चीज़ के देखने से जज़्बात मुतास्सिर हों उसे जज़्बाती मोतालेआ समझना चाहिए। इसमें ऑल इण्डिया तन्ज़ीम कान्फ्रेंस के सालाना दंगल, दीवाने—ग़ालिब, तिलस्मे—होशरुबा की सातों जिल्दों का मोतालेआ भी दाखिल है या फिर जज़्बाती मोतालेआ यह भी है कि आप किसी दोस्त के दस्तारख़ान पर खाना खाने से इन्कार तो करें, दें लेकिन खाने की तरफ़ चोर नज़रों से देखते भी जायें या फिर दोस्त के दस्ताख़ान को देखकर आपको भूक की दोबारा ख़्वाहिश हो तो समझ लीजिये कि आपने खाने का मोतालेआ निहायत सही फरमाया। एक मोतालेआ यह भी है कि आप सुबह के वक़्त किसी “स्नान घाट” पर जाकर बैठ जायें। या खड़े हो जायें या किसी दरख़्त की ओट में छुप जायें और फिर मोहल्ले के किसी दोस्त से भी कहें। “अमौ स्नान घाट पर चला करो बड़ा मज़ा आता है”

यह भी मोतालेआ है कि आप क्लास में हेड मास्टर को बार—बार इसलिए देखें कि वह ऊँघ रहा है या सो चुका है। और क्या यह मोतालेआ नहीं कि कोई तांगा आपके पास से गुज़रे और आप अपना चलना बंद करके उसे दूर तक देखते रहें। यह भी मोतालेआ है कि आप किसी चीज़ को सड़क पर यूँ देखते जायें कि बजाय सीधा चलने के आप तिरछे चलने लगें और साइकिल सवार आप से टकरा कर साइकिल को तेज़ी से चला दे फिर आप उठकर कभी कपड़े साफ़ करें और कभी भागते हुए साइकिल वाले को दूर तक घूरते रहें। मगर वह हाथ न आये। यह भी मोतालेआ है कि बाज़ार में कन्जड़ों और जुलाहों की लप्पा—डुग्गी और हाथा पाई पर आप खड़े तमाशा देखें मगर उनके दरमियान सुलह इसलिए न करायें कि कहीं एक आध हाथ हमारे न पड़ जाए। और सिर्फ़ दूर से आप यह कहते हैं।

اماں بس بس تو اب جانے بھی دو
یہ بھی مطالعہ ہے کہ آپ بندر کا ناچ دیکھتے رہیں لیکن جب وہ منہ کھول کر آپ
کی طرف بڑھے تو گھبرا کر نالی میں جا گریں یا مداری کے تماشے میں اس قدر محو ہو جائیں کہ
اسکول میں غیر حاضری ہو جائے۔

.....xxx.....

مطالعہ کی مذکورہ اقسام جذبات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اب اس جذباتی مطالعہ
کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً کوئی ایسا مطالعہ جس سے خوف پیدا ہو۔ جیسے رات کو سوتے
سوتے آپ چار پائی سے گر پڑیں۔ اور لا حول ولا پڑھتے ہوئے پھر چار پائی پر بیٹھیں یا
بحالت خواب آپ چلائیں۔

”ارے ہائے رے مار ڈالا۔ کھا گیا دوڑنا یہ آیا“

اس کے بعد آپ اپنے ننھے میاں کی والدہ سے کہیں۔

اجی کیا بتاؤں خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا سا سانپ میرے اوپر حملہ
کر رہا ہے۔

یا کسی دوست کی بارات سے آدمی رات کو واپس آتے ہوئے کسی دیران
سڑک پر آپ کو پولیس والے نظر آجائیں۔ اور آپ بے تحاشہ اس لیے بھاگ کھڑے ہوں
کہ یہ بھوت ہیں۔ یا کسی سانپ کو دیکھ کر آپ اپنے ساتھیوں سے کہیں۔
”اماں مارتے کیوں نہیں ہو“

اور خود پیچھے ہٹتے جاؤ یا اپنے کسی عزیز کے آپریشن میں شفا خانے اس لیے نہ جائیں کہ.....
”خون دیکھ کر کہیں مجھ کو چکرا گیا تو؟ یا میں خود چکر بن گیا تو؟ یا بیہوش ہو
گیا تو؟

یا کسی کو بندوق چلاتے دیکھ کر پہلے سے کانوں میں انگلیاں ٹھوس لینا یا کسی بیمار
کی چار پائی سے نزع کے وقت یہ کہہ کر چل دینا کہ.....
”ذرا حکیم کریم الدین کو اور لے آؤں“

"अमाँ बस बस तो अब जाने भी दो"

यह भी मोतालेआ है कि आप बंदर का नाच देखते रहें लेकिन जब वह मुँह खोलकर आप की तरफ बढें तो घबरा कर नाली में जा गिरें या मदारी के तमाशे में इस कदर महव हो जायें कि स्कूल में गैर हाजरी हो जाएं।

.....

मोतालेआ की मजकूर अक्साम जजबात से तअल्लुक रखती हैं। अब इस जज्बाती मोतालेआ की भी कई किस्में होती हैं। मसलन कोई ऐसा मोतालेआ जिससे खौफ पैदा हो। जैसे रात को सोते-सोते आप चारपाई से गिर पड़ें और लाहौलवला पढ़ते हुए फिर चारपाई पर बैठें या बहालते-ख्वाब आप चिल्लाये।

"अरे हाय रे मार डाला। खा गया, दौड़ना यह आया"

इसके बाद आप अपने नन्हे मियाँ की वालिदा से कहें।

अजी क्या बताऊँ ख्वाब में देखा कि एक बड़ा साँप मेरे ऊपर हमला कर रहा है।

या किसी दोस्त की बारात से आधी रात को वापिस आते हुए किसी वीरान सड़क पर आपको पुलिस वाले नज़र आ जायें और आप बेतहाशा इसलिए भाग खड़े हों कि यह भूत हैं। या किसी साँप को देखकर आप अपने साथियों से कहें।

"अमाँ मारते क्यों नहीं हो"

और खुद पीछे हटते जाओ या अपने किसी अजीज के ऑपरेशन में शिफाखाने इसलिए न जायें कि.....

"खून देखकर कहीं मुझको चक्कर आ गया तो? या मैं खुद चक्कर बन गया तो? या बेहोश हो गया तो?"

या किसी को बंदूक चलाते देखकर पहले से कानों में उंगलियाँ ठूंस लेना या किसी बीमार की चारपाई से नज़अ के वक्त यह कहकर चल देना कि.....

"ज़रा हकीम करीमुद्दीन को और ले आऊँ"

یا قبر میں مردے کا منہ دیکھتے وقت یہ کہنا کہ.....

”اشہد اللہ الہ۔ چلو چلو منہ ڈھانپ دو۔ خدا غریقِ رحمت فرمائے سجان اللہ چہرے پر کیسا نور تھا“

.....XXX.....

جذبانی مطالعہ کی ایک قسم مسرت خیز بھی ہے۔ مثلاً مکہ شریف سے کسی عزیز کو واپس آتا دیکھ کر مارے خوشی کے اس سے جھوم جانا۔ انتہائی بھوک کے وقت دسترخوان پر کسی لذیذ کھانے کو دیکھ لینا یا کوئی نیا سوٹ پہن کر اسکول جانا اور اپنے سایہ کو دیکھ کر دل ہی دل میں سوٹ سے خوش ہونا یا کسی عطار کی دکان پر کسی دوا کو بھول آنا اور پھر وقت تلاش دوا کی پڑیا پر نظر پڑ جانا یا اپنے ننھے میاں کا گھر سے غائب ہو جانا اور آپ کا تلاش کرتے کرتے کو تو الی پہنچ جانا اور وہاں سپاہی کی گود میں ننھے میاں کا بیٹھا ہوا نظر آ جانا۔

.....XXX.....

ان اقسام مطالعہ کے بعد اب علمی مطالعہ شروع ہوتا ہے۔ گو اس میں بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً کوہِ ہمالہ کی چوٹی پر صرف اس لیے چڑھ جانا کہ دیکھیں اگر انسان صاحبِ کوسط ارض سے اس قدر بلندی پر رہنے کا موقع مل گیا تو از روئے حفظانِ صحت وہ وہاں مکان بنا کر رہے گا یا درختوں پر لٹک جائے گا اور اس قدر بلند جگہ چٹلون کس قسم کی استعمال کی جائے گی؟ علمی مطالعہ اس وقت مفید ہو سکتا ہے جب آدمی کتاب کو کامل شوق اور غور و فکر سے پڑھے اور سمجھے۔ لیکن اصولِ زندگی یہ ہے کہ ابتدائی عمر ہی سے قاعدہ بغدادی مطالعہ کے لیے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس مطالعہ میں شوق کی جگہ حافظہ جی کا لٹھ کام لیتا ہے۔ اور اسی لیے مطالعہ کرنے والا مطالعہ کے اوقات میں بھاگ جانے، بیمار ہو جانے یا رونے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ مگر ماں باپ اُسے ہر طرح مطالعہ پر آمادہ کر کے چھوڑتے ہیں۔ اور وہ اکیفِ دُوزخِ اُن پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اسکول میں داخل

या कदम में मुँह का मुँह देखते वक्त यह कहना कि.....
 "अशहदो अनला इलाह¹। चलो मुँह ढाँप दो। खुदा गरीके-रहमत फरमाये,
 सुब्हान अल्लाह, चेहरे पर कैसा नूर था'

जजबाती मोताले की एक किस्म मसरतखोज² भी है। मसलन मक्के शरीफ से किसी अजीज को वापिस आता देख कर मारे खुशी के उससे झूम जाना। इन्तहाई भूक के वक्त दस्तरख्वान पर किसी लजीज खाने को देख लेना या कोई नया सूट पहनकर स्कूल जाना और अपने साये को देखकर दिल ही दिल में सूट से खुश होना या किसी अत्तार की दुकान पर किसी दवा को भूल आना और फिर वक्ते-तलाश दवा की पुड़िया पर नजर पड़ जाना या अपने नन्हे मियाँ का घर से गायब हो जाना और आपका तलाश करते-करते कोतवाली पहुँच जाना और वहाँ सिपाही की गोद में नन्हे मियाँ का बैठा हुआ नजर आ जाना।

इन अक्सामे मोतालेआ के बाद इल्मी मोतालेआ शुरु होता है। गो इसमें बहुत सी किस्में हैं। मसलन कोहे-हिमाला की चोटी पर सिर्फ इसलिए चढ़ जाना कि देखें अगर इन्सान साहब को सतहे-अर्ज³ से इस कदम बुलन्दी पर रहने का मौका मिल गया तो अज रुए हिफजाने सेहत⁴ वह वहाँ मकान बनाकर रहेगा या दरख्तों पर लटक जायेगा और इस कदम बुलन्द जगह पतलून किस किस्म की इस्तेमाल की जायेगी? इल्मी मोतालेआ उस वक्त मुफ़ीद हो सकता है जब आदमी किताब को कामिल शौक और गौरो-फिक्र से पढ़े और समझे। लेकिन उसूले-जिन्दगी यह है कि इब्तदाई उम्र ही से कायदए-बगदादी मोतालये के लिए सामने रख दिया जाता है। नतीजा यह होता है कि इस मोतालये में शौक की जगह हाफिज़ जी का लठ काम लेता है। और इसीलिए मोताला करने वाला मोतालये के औकात में भाग जाने, बीमार हो जाने या रोने की कोशिश करता रहता है। मगर माँ बाप उसे हर तरह मोतालये पर आमदा कर के छोड़ते हैं। और वह अलिफ़ दो ज़बर अन पढ़ने पर मजबूर हो जाता है। उसके बाद स्कूल में दाखिल

-
1. मैं गवाही देता हूँ कि खुदा के अलावा कोई खुदा नहीं।
 2. खुशी देने वाली 3. ज़मीन की सतह से 4. स्वास्थ्य की रक्षा के विचार से

ہونے کے بعد مطالعہ ماسٹر کی مارپیٹ کی مقدار کے موافق شروع ہوتا ہے۔ مثلاً جس ماسٹر کی مارپیٹ بحساب ایک درجن بیدنی گھنٹہ ہے۔ اس کے سبق کا مطالعہ بھی ایک گھنٹہ پابندی سے کیا جاتا ہے۔ مگر اس مطالعہ کے پابند بھی وہی طلبہ ہوتے ہیں جو بخاریا پانی پینے کے بہانے کلاس سے بھاگ جانے کے عادی نہیں ہوتے۔ ایسے طلبہ کا مطالعہ نہایت کامیاب ہوا کرتا ہے۔

یہ بھی مطالعہ ہے سال بھر ٹینس، ہاکی، فٹ بال، اور کرکٹ کے آل انڈیا ٹورنمنٹ میں مارے پھرے۔ اور امتحان سے ایک مہینہ پہلے کتابیں لے کر کبھی بیٹھے کبھی نہ بیٹھے۔ اور کامیابی کی تمام ذمہ داری اللہ میاں پر ڈال دی۔ ایسے طلبہ صرف عبارت کو یاد کرتے ہیں مطالبہ کو نہیں سمجھتے اور پاس ہونے کے بعد کہیں کے کلرک ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی مطالعہ ہے کہ اپنے کمرے میں لگے ہوئے یا لٹکے ہوئے یا چپکے ہوئے نقوش، آئینوں اور تصاویر کو کسی کرسی پر بیٹھ کر دیکھتے رہے۔ اور کبھی اٹھ کر ہاتھ کے رومال سے کسی تصویر کے غبار کو صاف کر دیا۔ بوٹ پمپ اور سلپر کو نہایت خوشنما قطار میں رکھتے رہے۔ میز پر کتابوں کا ایک خوبصورت حلقہ بنا دیا۔ اور کوئی بڑی بھاری کتاب سامنے رکھ کر اُس کے بیچ ایک پنسل رکھ دی۔ تاکہ لوگ سمجھیں کی آج کل آپ اس زبردست کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور نصف کے قریب ختم بھی کر چکے ہیں۔

اصل مطالعہ یوں شروع ہوتا ہے کہ کتاب لی اور کمرے کے دروازے کو بند کیا یا نیم بند کیا یا کچھ بند کیا یا کچھ بند کیا یا بند ہی نہ کیا یا بند کیا تو کیا اور نہ چھوڑ دیا یا بند کرنا ہی بھول گئے اور کسی گزرنے والے سے کہا اور انگریزی زبان میں کہا کہ مہربانی فرما کر ذرا اس دروازے کو بند کرتے جائیے یا خود بند کرنے کا ارادہ کیا مگر ہمت نہ بڑھی تو بیٹھے بیٹھے دروازے کو تکتے رہے پھر کتاب اور پہلے سبق کا مشکل حصہ نکالا اور غور کیا کہ اس حصہ کو یاد بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ پھر اس بات کا اندازہ کیا کہ اس کے مشکل الفاظ کے لیے کسی ڈکشنری کو پاس رکھ کر بیٹھنا ضروری ہے یا نہیں؟ پھر ایک پنسل بھی پاس رکھ لی جو معنی سمجھ میں نہ آئیں گے ان پر نشان لگا کر صبح ماسٹر صاحب سے دریافت کر لیں گے۔ اس اہتمام کے بعد کتاب کو گنت گنا کر شروع کیا پھر چلا چلا کر پڑھنے لگے پھر چپ ہو گئے اور پھر چلا پڑے پھر اس شور کو تال اور سر میں

होने के बाद मोतालेआ मास्टर की मारपीट की मेकदार के मवाफिक शुरु होता है। मसलन जिस मास्टर की मारपीट बहिसाब एक दर्जन बेद फी घंटा है उसके सबक का मोतालेआ भी एक घंटा पाबंदी से किया जाता है। मगर इस मोताले के पाबंद भी वही तलबा होते हैं जो बुखार या पानी पीने के बहाने क्लास से भाग जाने के आदी नहीं होते। ऐसे तलबा का मोतालेआ निहायत कामयाब हुआ करता है।

यह भी मोतालेआ है साल भर टेनिस, हॉकी, फुटबाल, और क्रिकेट के ऑल इण्डिया टूर्नामेंट में मारे फिरे। और इम्तेहान से एक महीना पहले किताबें लेकर कमी बैठे कमी न बैठे। और कामयाबी की तमाम जिम्मेदारी अल्लाह मियाँ पर डाल दी। ऐसे तलबा सिर्फ इबारत को 'याद करते हैं मताल्लिब को नहीं समझते और पास होने के बाद कहीं के क्लर्क हो जाते हैं।

यह भी मोतालेआ है कि अपने कमरे में लगे हुए या लटके हुए या चिपके हुए नक्शों, आईनों और तसावीर को किसी कुर्सी पर बैठकर देखते रहें। और कमी उठकर हाथ के रुमाल से किसी तस्वीर के गुब्बार को साफ कर दिया। बूट, पम्प और स्लीपर को निहायत खुशनुमा कतार में रखते रहें। मेज पर किताबों का एक खूबसूरत हल्का बना दिया। और कोई बड़ी भारी किताब सामने रखकर उसके बीच एक पेंसिल रख दी। ताकि लोग समझें कि आज कल आप इस जबर्दस्त किताब के मोताले में मसरुफ रहते हैं, और निष्क¹ के करीब खत्म भी कर चुके हैं।

असल मोतालेआ यँ शुरु होता है कि किताब ली कमरे के दरवाजे को बंद किया या नीम बंद किया या कुछ बंद किया या कुछ कुछ बंद किया या बंद ही न किया या बंद किया तो किया वरना छोड़ दिया या बंद करना ही भूल गये और किसी गुजरने वाले से कहा और अंग्रेजी ज़बान में कहा कि मेहरबानी फरमा कर ज़रा इस दरवाजे को बंद करते जाइये या खुद बंद करने का इरादा किया मगर हिम्मत न बढ़ी तो बैठे बैठे दरवाजे को ताकते रहे फिर किताब और पहले सबक का मुश्किल हिस्सा निकाला और गौर किया कि इस हिस्से को भी याद किया जा सकता है या नहीं? फिर इस बात का अंदाज़ा किया कि इस के मुश्किल अल्फाज के लिए किसी डिक्शनरी को पास रखकर बैठना ज़रूरी है या नहीं? फिर एक पेंसिल भी पास रख ली जो माने समझ में न आयेंगे उन पर निशान लगाकर सुबह मास्टर साहब से दरयाफ़्त कर लेंगे। इस एहतमाम के बाद किताब को गुनगुना कर शुरु किया फिर चिल्ला चिल्ला कर पढ़ने लगे फिरचुप हो गये और फिर चिल्ला पड़े फिर इस शोर को तालऔर सुर में

لائے پھر آہستگی اختیار کی اور پھر گنگنا نے لگے اور پھر چلائے کہ دوسرے کمرہ والے سمجھ گئے کہ آپ مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اتنے میں عربی لہجہ میں عشاء کی اذان شروع ہو گئی تو سینہ پر کتاب رکھ کر لیٹ گئے اور لیپ برابر جتا رہا۔ ادھر اذان ختم ہوئی کی ادھر اتفاقاً آپ سو گئے اور صبح اُس وقت بیدار ہوئے جب پڑوس کے کسی طالب علم نے آکر آپ کو بیدار کیا۔

اس قسم کا مطالعہ صرف کالجوں سے متعلق ہے۔ لیکن مدارس اسلامیہ عربیہ کا مطالعہ اس سے مختلف ہے۔ ان مدارس میں افغانی ذات کے وہ سن رسیدہ طلبہ ہوا کرتے ہیں۔ جو چوبیس گھنٹے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے کمروں میں بیٹھ کر مطالعہ کے عادی نہیں ہوتے۔ بلکہ صحن مکان یا صحن مسجد انہیں پسند ہے۔ چارپائی میز کرسی وغیرہ کا انتظام تو ان کے لیے اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ ان کی طرف رُوسا دامراء اسلام متوجہ نہیں ہوتے۔ کیوں کہ یہ علم دین کے طلبہ ہوتے ہیں۔ اور اب ترکوں کی طرح ہندوستان کے مسلمان بھی علم دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں اس لیے یہ غریب طلبہ چند موٹی موٹی کتابوں کو تکیہ بنا کر ان پر سر کو جمادیتے ہیں۔ اور کتاب کو سینہ پر تان کر یوں مصروف مطالعہ ہو جاتے ہیں گویا دنیا میں اب انہیں صرف یہی ایک کام کرنا باقی رہ گیا ہے۔ اصل میں یہی طلبہ ہوتے ہیں جن کا مطالعہ صحیح معنی کا مطالعہ اور نفع بخش مطالعہ ہوتا ہے۔

اس مطالعہ کے بعد ایک مطالعہ دکانوں اور بازاروں میں بھی ہوتا ہے۔ کسی دوکان پر دس بارہ حضرات گول میز بن کر بیٹھ گئے۔ اور ایک قاری صاحب نے بیچ میں بیٹھ کر طلسم ہو شرابا کو اس زور سے پڑھنا شروع کیا کہ راہ گیر بھی کھڑے ہو جائیں۔ یہ قاری صاحب کبھی کبھی کتاب کے ساتھ سامعین کے اس بھرے مجمع میں لیٹ بھی جایا کرتے ہیں۔ کتاب اس بری طرح پڑھی جاتی ہے گویا اسے رگید ا جا رہا ہے۔ شور اور تال و سر کا سلسلہ بہت کم ٹوٹتا ہے۔ سامعین میں کوئی ترتیب نہیں ہوتی بلکہ جس کا دل چاہے اور جب چاہے کتاب کی سماعت کے ساتھ ہی کسی پاس والے کے زانوؤں پر سر رکھ کر یا اس کے کاندھے کا سہارا لے کر سو بھی سکتا ہے اُس پر سامعین اس وقت معترض ہوتے ہیں جب یہ سونے والا خواب میں ڈر کر چلا پڑے یا اُس کی نیند کا خراٹا دوکان سے باہر جانے لگے۔ سامعین

लाये फिर आहिस्तगी अख्तियार की और फिर गुनगुनाने लगे और फिर धिल्लाये कि दूसरे कमरे वाले समझ गये कि आप मोतालये में मसरूफ हैं। इतने में अरबी लहजे में एशा की आजान शुरु हो गई तो सीने पर किताब रख कर लेट गये और लैम्प बराबर जलता रहा। उधर अज़ान खत्म हुई कि इधर आप इत्तेफाकन सो गये और सुबह उस वक़्त बेदार हुए जब पड़ोस के किसी तालिबे-इल्म ने आकरआपको बेदार किया।

इस किस्म का मोतालेआ सिर्फ कॉलेजों से मुतअल्लिक है। लेकिन मदारिसे इस्लामिया अरबीया का मोतालेआ इससे मुख्तलिफ है। इन मदारिस में अफगानी जात के वह सिन रसीदा तलबा हुआ करते हैं जो चौबीस घंटे मोतालये में मसरूफ रहते हैं। यह हज़रात अपने कमरों में बैठकर मोतालये के आदी नहीं होते बल्कि सेहने-मकान या सेहने-मस्जिद उन्हें पसंद है। चारपाई मेज़ कुर्सी वगैरह का इन्तज़ाम तो इनके लिए इस वजह से नहीं होता कि उनकी तरफ़ रअुसा व उमराए-इस्लाम मुतवज्जा नहीं होते। क्योंकि यह इल्मे-दीन के तलबा होते हैं। और अब तुर्कों की तरह हिन्दुस्तान के मुसलमान भी इल्मे-दीन से दूर होते जा रहे हैं इसलिए यह ग़रीब तलबा चंद मोटी-मोटी किताबों को तकिया बनाकर उन पर सर को जमा देते हैं। और किताब को सीने पर तानकर यूँ मसरूफ़े-मोतालेआ हो जाते हैं गोया दुनिया में अब उन्हें सिर्फ़ यही एक काम करना बाकी रह गया है। असल में यही तलबा होते हैं जिनका मोतालेआ सही माने का मोतालेआ और नफ़ा बरख़्श मोतालेआ होता है।

इस मोताले के बाद एक मोतालेआ दुकानों और बाज़ारों में भी होता है। किसी दुकान पर दस बारह हज़रात गोल मेज़ बनकर बैठ गये। और एक कारी साहब ने बीच में बैठकर तिलस्मे-होशरुबा को इस ज़ोर से पढ़ना शुरु किया कि राहगीर भी खड़े हो जायें। यह कारी साहब कभी-कभी किताब के साथ सामेईन के इस भरे मजमे में लेट भी जाया करते हैं। किताब इस बुरी तरह से पढ़ी जाती है गोया उसे रगेदा जा रहा है। शोर और सुर व ताल का सिलसिला बहुत कम टूटता है। सामेईन में कोई तरतीब नहीं होती जिसका दिल चाहे और जब चाहे किताब की समाअत के साथ ही किसी पास वाले के जानूओं पर सर रखकर या उसके कांधे का सहारा लेकर सो भी सकता है उस पर सामेईन उस वक़्त मोतरिज़ होते हैं जब यह सोने वाला ख़्वाब में डर कर धिल्ला पड़े या उसकी नींद का ख़ारट्टा दूकान से बाहर जाने लगे। सामेईन

کا شور تحسین و آفرین بلند ہوتا ہے کبھی پست مگر اس شور سے قاری پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ بہت دیر میں صرف حقے یا بیڑی کے لیے سانس لیتا ہے۔ اور پھر پچھتر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کتاب شروع کر دیتا ہے۔ سامعین کے حلقہ میں ایک شخص کے ذمے حقہ تازہ رکھنے اور ایک کے پنکھا جھلنے کی خدمت ہوا کرتی ہے۔ بعض سامعین کتاب کی سماعت کے ساتھ ہی کپڑے بھی سینے جاتے ہیں۔ اکثر سامعین پر غنودگی اور کھانسی کا غلبہ زیادہ ہوا کرتا ہے۔ مگر ان باتوں کا اثر کتاب پڑھنے والے پر نہیں پڑتا۔ نہ اسے اس کا احساس کہ کتاب پر کافی روشنی بھی ہے یا نہیں؟ یا تازہ ہوا بھی آتی ہے یا نہیں؟ یا کتاب کی جلد بھی بندھی ہوئی ہے یا اوراق پریشان ہیں؟ یہ بھی ضروری نہیں کہ سامعین لکھے پڑھے بھی ہوں۔ اکثر سامعین گھنٹوں کے اندر سر ڈالے ملتے ہیں۔ مگر وہ آنکھ کھل جانے پر یہ ضرور کہتے ہیں سبحان اللہ واہ حضرت اس پر کوئی پاس والا اگر ہوشیار ہوا تو اتنا کہہ دیتا ہے۔

”اماں میر صاحب کتاب سننے آتے ہو یا سونے؟ لودرا پنکھا جھلو

تو نیند جائے“

یہ بھی مطالعہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہو گئے یا شام کو تفریح کے لیے نکلے تو کسی لائبریری یا مفت کے ریڈنگ روم عرف پبلک روم میں جا بیٹھے۔ دس پانچ اخبار لائے سیدھے کیے اور چلے آئے اور جو یہ ریڈنگ روم کسی دوسری منزل عمارت پر واقع ہوا تو ایک اخبار سامنے رکھ لیا۔ اور سڑک پر سے گزرنے والوں کا تماشہ دیکھتے رہے۔ دوستوں سے آکر کہہ دیا

”آج تو کوئی خبر ہی نہیں تھی۔“

گویا سوائے خبر کے اخبار میں اور تو کچھ ہوتا ہی نہیں !!!

یہ بھی مطالعہ ہے کہ کسی اخبار فروش کی دوکان پر پان کا ڈبہ لے کر جا بیٹھے۔ اخبار فروش کو پان پیش کیا خواہ مخواہ کی دوچار باتیں کیں اور کوئی اخبار آہستہ سے کھینچ کر سامنے رکھ لیا۔ اگر اخبار فروش کسی گاہک سے مصروف ہو گیا تو آہستہ سے صینک نکالی اور اخبار لے کر دیوار کو سہارا دے کر اس طرح پڑھنے لگے گویا یہ اخبار براہ راست انھیں کے پاس آیا ہے۔ چلتے وقت اخبار فروش سے کہہ دیا آج کے زمیندار میں کوئی عمدہ خبر نہیں۔

का शोरे-तहसीनो-आफरीन बुलंद होता है कभी पस्त मगर इस शोर से कारी पर कोई असर नहीं होता वह बहुत देर में सिर्फ हुक्के या बीड़ी के लिए साँस लेता है। और फिर पचहत्तर मील फी घंटा की रफ्तार से किताब शुरू कर देता है। सामेईन के हल्के में एक शख्स के जिम्मे हुक्का ताजा रखने और एक के पंखा झलने की खिदमत हुआ करती है। बाज सामेईन किताब की समाअत के साथ ही कपड़े भी सीते जाते हैं। अक्सर सामेईन पर गुनूदगी और खौंसी का गुल्बा ज्यादा हुआ करता है। मगर इन बातों का असर किताब पढ़ने वालों पर नहीं पड़ता। न उसे इसका एहसास कि किताब पर काफी रोशनी भी है या नहीं? या किताब की जिल्द भी बंधी हुई है या औराक परेशान हैं? यह भी ज़रूरी नहीं कि सामेईन लिखे पढ़े भी हों। अक्सर सामेईन घुटनों के अन्दर सर डाले मिलते हैं। मगर वह आँख खुल जाने पर यह ज़रूर कहते हैं सुब्हान अल्लाह, वाह हज़रत इस पर कोई पास वाला अगर होशियार हुआ तो इतना कह देता है।

“अमों मीर साहब किताब सुनने आते हो या सोने? लो ज़रा पंखा झलो तो नींद जाये।”

यह भी मोतालेआ है कि तमाम कामों से फ़ारिग हो गये या शाम को तफ़रीह के लिए निकले तो किसी लाइब्रेरी या मुफ़्त के रीडिंग रुम उर्फ़ पब्लिक रुम में जा बैठे। दस पाँच अख़बार उल्टे सीधे किए और चले आये और जो रीडिंग रुम किसी दूसरी मंज़िल इमारत पर वाक़अ हुआ तो एक अख़बार सामने रख लिया। और सड़क पर से गुज़रने वालों का तमाशा देखते रहे। दोस्तों से आकर कह दिया।

“आज तो कोई ख़बर ही नहीं थी”

गोया सिवाय ख़ाबर के अख़बार में और तो कुछ होता ही नहीं!! !!!

यह भी मोतालेआ है कि किसी अख़बार फ़रोश की दूकान पर पान का डिब्बा लेकर जा बैठे। अख़बार फ़रोश को पान पेश किया ख़्वाह मख़्वाह की दो चार बातें कीं और कोई अख़बार आहिस्ता से खींच कर सामने रख लिया। अगर अख़बार फ़रोश किसी ग्राहक से मसरूफ़ हो गया तो आहिस्ता से ऐनक निकाली और अख़बार लेकर दीवार को सहारा देकर इस तरह पढ़ने लगे गोया अख़बार बराह—रास्त उन्हीं के पास आया है। चलते वक़्त अख़बार फ़रोश से कह दिया आज के ज़मीनदार में कोई उम्दा ख़बर नहीं।

آپ تو سیاست منگایا کیجیے۔ ان لوگوں کی صورت سے اخبار فروش بہت بیزار رہا کرتے ہیں۔ ایسے مطالعہ کرنے والے صرف ہندو مسلم فسادات کی خبریں پڑھنے کے شائق ہوا کرتے ہیں۔

ایک مطالعہ یہ بھی ہے کہ اپنے محلے کے کسی ایسے ملازموزی صاحب سے دوستی بڑھالی جن کے پاس بکثرت اخبارات اور رسالے آتے ہیں۔ ڈاک کے وقت آئے اور بڑے دوستانہ غرور سے حکم دیا۔

”لاؤ یار آج کے اخبارات کہاں ہیں“

ملازموزی صاحب نے مروت سے اخبارات سامنے پٹک دیے تو مطالعہ یوں شروع ہو گیا کہ اخبار کی ایک آدھ سطر پڑھی اور ملازموزی صاحب سے فرمایا۔
”کیوں مثلاً صاحب آخر یہ افغانستان بھی ترکوں کی طرح کافر ہی ہو کر رہے گا؟“

”اور کیوں ملا صاحب یہ اسبلی کیا بلا ہے؟“

”اچھا اچھا تو یہ دہلی کی اسبلی میں قوانین بنا کرتے ہیں۔ لاجول ولامیں تو آج تک اس اسبلی کو کچھری سمجھا کرتا تھا۔“

”اور کیوں مثلاً صاحب یہ ویسے تو بس بیٹھائیں رخ روشنائی سے دستلا کرتا رہے گا؟“

اس طرح دو گھنٹہ ملازموزی کا مغز کھا کر ایک لمبی سی جمائی اور ایک زور و شور کی انگڑائی لے کر اٹھے اور فرمایا

”اچھا تو آج صرف یہ پانچ اخبار ہی لے جاتا ہوں کل واپس کر دوں گا“

ایک مطالعہ یہ بھی ہے کہ شام کو دوستوں کے مجمع میں کوئی اخبار منہ کے سامنے تان کر بیٹھ گئے۔ اور لگے چلا چلا کر پڑھنے۔ ان کو پڑھنے کا سلیقہ اتنا ہی ملتا ہے کہ ہر خبر کو لنڈن ۱۴ اکتوبر سے شروع کر کے ختم کر دیتے ہیں۔ گویا بغیر لنڈن اور ۱۴ اکتوبر کے صرف اصل خبر کو پڑھ ہی نہیں سکتے۔ ایسے اخبار پڑھنے والے اپنے مجمع کے تمام اندھوں میں راجہ ہوا کرتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر رائے ظاہر فرما دیتے ہیں۔

आप तो सियासत मंगाया कीजिये। इन लोगों की सूरत से अखबार फरोश बहुत बेज़ार रहा करते हैं। ऐसे मोतालेआ करने वाले सिर्फ हिन्दू-मुस्लिम फसादात की खबरें पढ़ने के शायक हुआ करते हैं।

एक मोतालेआ यह भी है कि अपने मोहल्ले के किसी ऐसे मुल्ला उमूजी साहब से दोस्ती बढ़ा ली जाय जिनके पास बकसरत अखबारात और रिसाले आते हैं। डाक के वक्त आये और बड़े दोस्ताना गुरुर से हुक्म दिया।

“लाओ यार आज के अखबारात कहाँ हैं”

मुल्ला उमूजी साहब ने मुरव्वत से अखबारात सामने पटक दिये तो मोतालेआ यूँ शुरु हो गया कि अखबार की एक आध सतर पढ़ी और मुल्ला उमूजी साहब से फरमाया।

“क्यों मुल्ला साहब आखिर ये अफगानिस्तान भी तुर्कों की तरह काफिर ही होकर रहेगा?”

“और क्यों मुल्ला साहब यह एसेम्बली क्या बला है?”

“अच्छा-अच्छा तो यह देहली की एसेम्बली में कवानीन बना करते हैं। लाहौलवला मैं तो आज तक इस एसेम्बली को कचहरी समझा करता था।”

“और क्यों मुल्ला साहब यह वायसराय तो बस बैठा सुर्ख रोशनाई से दस्तखत करता रहेगा?”

इस तरह दो घंटे मुल्ला उमूजी का मगज खाकर एक लम्बी सी जमाई और एक जोरो-शोर की अंगड़ाई लेकर उठे और फरमाया —

“अच्छा तो आज सिर्फ यह पाँच अखबार ही ले जाता हूँ कल वापस कर दूँगा”

एक मोतालेआ यह भी है कि शाम को दोस्तों के मजमे में कोई अखबार मुँह के सामने तान कर बैठ गये और लगे चिल्ला-चिल्ला कर पढ़ने। उनको पढ़ने का सलीका इतना ही मिलता है कि हर खबर को लंडन 4 अक्टूबर से शुरु करके खत्म कर देते हैं। गोया बगैर लंडन और 4 अक्टूबर के सिर्फ असल खबर को पढ़ ही नहीं सकते। ऐसे अखबार पढ़ने वाले अपने मजमे में तमाम अंघों में राजा हुआ करते हैं। जो चाहते हैं टाँग पर टाँग रख कर राय जाहिर फरमा देते हैं।

ایک مطالعہ یہ ہے کہ گھر سے دفتر جاتے وقت دو چار اخبار جیب میں ٹھونس لیے اور تمام راستہ پڑھتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ کہیں کہیں تانگے، موٹر گاڑی، نالی، دیوار، بجلی کے کھم اور آدمی سے ٹکرا گئے تو صرف ارے لا حول ولا کہا اور پھر اخبار پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے۔

سب سے آخری مطالعہ یہ ہے۔ کہ ایک منٹ میں چوبیس اخبار رکھولے اور پڑھ کر پھینک دئے۔ مگر تمام اہم امور کو ذہن نشین کر لیا۔ یہ مطالعہ لیڈروں اور ایڈیٹروں کا ہوا کرتا ہے۔

.....xxx.....

مذکورہ اقسام مطالعہ میں بہت کم ایسی قسمیں ہیں جن سے مطالعہ کا پورا فائدہ ناظر کو ہو سکتا ہے۔ ورنہ تمام قسم کے مطالعے بے کار ہیں۔ یہ تمام قسمیں اُس وقت تک بے کار ہیں جب تک کہ آپ مطالعہ کا کوئی خاص مقصد مقرر کر کے مطالعہ نہ کریں۔ پس آپ ہر ایسی تحریر کا مطالعہ نہ کیجیے جس سے آپ کو کوئی علمی، ادبی، تاریخی، تجارتی، مذہبی یا اخلاقی و سیاسی معلومات حاصل نہ ہوں۔ اور مطالعہ سے ذیل کے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

- ۱۔ اخبار یا کتاب پڑھتے وقت کامل سکون کی حالت پیدا کیجیے۔
- ۲۔ ایک پنسل لے کر مطالعہ کیجیے اور تحریر مطالعہ میں جو نئے الفاظ، محاورے اور مصطلحات ایسی ملیں جن کے معنی اور مطلب سے آپ نا آشنا ہوں۔ اُن پر نشان لگا کر کسی سے ان کے معنی دریافت کر لیجیے۔ اس سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔
- ۳۔ جس قدر مشائستہ اور نئے الفاظ آپ کو ملیں۔ انہیں گفتگو اور اپنی تحریر میں خود بھی استعمال کی کوشش کیجیے۔ اسی سے آپ کی زبان اور تحریر طاقت ور ہوگی
- ۴۔ اخبار میں جس قدر مقامات آپ کو ملیں انہیں نقشہ میں دیکھ کر یاد کر لیجیے اس سے آپ کی جغرافیائی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

एक मोतालेआ यह है कि घर से दफ़तर जाते वक़्त दो-चार अख़बार ज़ेब में दूंस लिये और तमाम रास्ते पढ़ते हुए चले जा रहे हैं। कहीं-कहीं तांगे, मोटर गाड़ी, नाली, दीवार, बिजली के खम्भे और आदमी से टकरा गये तो सिर्फ़ अरे लाहौलवला कहा और फिर अख़बार पढ़ते हुए रवाना हो गये।

सब से आख़री मोतालेआ यह है कि एक मिनट में चौबीस अख़बार खोले और पढ़कर फेंक दिये। मगर तमाम अहम उमूर को ज़ेहन नशीन कर लिया। यह मोतालेआ लीडरों और एडीटरों का हुआ करता है।

मज़कूरा अक्सामे-मोतालेआ में बहुत कम ऐसी किस्में हैं जिनसे मोताले का पूरा फायदा नाज़िर को हो सकता है। वरना तमाम किस्म के मोताले बेकार हैं। यह तमाम किस्में उस वक़्त तक बेकार हैं जब तक कि आप मोताले का कोई खास मक़सद मोकरर करके मोतालेआ न करें।

पस आप ऐसी तहरीर का मोतालेआ न कीजिये जिससे आपको इल्मी, अदबी, तारीख़ी, तिजारती, मज़हबी या अख़लाकी व सियासी मालूमात हासिल न हों। और मोतालये से जेल के फ़वायद हासिल करने की कोशिश कीजिये।

1. अख़बार या किताब पढ़ते वक़्त कामिल सुकून के हालत पैदा कीजिये।
2. एक पेन्सिल लेकर मोतालेआ कीजिये और तहरीरे-मोतालेआ में जो नये अल्फ़ाज़, मुहावरे और मुस्तलेहात ऐसी मिलें जिन के माना और मतलब से आप ना आशना हों उन पर निशान लगा कर किसी से उनके माना दरियाफ़्त कर लीजिये। इससे आपकी मालूमात में इज़ाफ़ा होगा।
3. जिस क़द्र शाइस्ता और नये अल्फ़ाज़ आपको मिलें उन्हें गुफ़्तगू और अपनी तहरीर में खुद भी इस्तेमाल की कोशिश कीजिये। इसी से आपकी ज़बान और तहरीर ताक़तवर होगी।
4. अख़बार में जिस क़द्र मुक़ामात आपको मिलें उन्हें नक्शे में देखकर याद कर लीजिये इस से आपकी जुग़राफ़ियाई¹ मालूमात में इज़ाफ़ा होगा।

- ۵۔ ہر خبر کو اس کے اسباب سے جانچ کر اُس پر رائے قائم کیجیے۔ بغیر اسباب کے سمجھے ہوئے رائے غلط قائم ہوتی ہے۔
- ۶۔ ہر پسندیدہ خبر یا عبارت پر کوئی خاص نشان لگا دیا کیجیے۔ تاکہ دوسرے موقع پر وہ آسانی سے مل سکے۔
- ۷۔ سوتے وقت محض نیند بلانے کے لیے کوئی مطالعہ نہ کیجیے۔ یہ مفید ہونے کی جگہ مضر ہوتا ہے۔
- ۸۔ مطالعہ ہمیشہ اس وقت کیجیے۔ جب مزاج میں اعتدال اور بحالی ہو۔ فرحت کے وقت مطالعہ نہایت مفید ہے۔ ہمیشہ اپنی مادری زبان کی کتابوں رسالوں اور اخبارات کا مطالعہ کیجیے۔ اس سے آپ کا قومی، اعتبار اور وقار بڑھے گا۔ فقط۔

5. हर ख़बर को उसके असबाब से जाँच कर उस पर राय कायम कीजिये। बग़ैर असबाब के समझे हुए राय ग़लत कायम होती है।
6. हर पसंदीदा ख़बर या इबारत पर कोई ख़ास निशान लगा दिया कीजिये ताकि दूसरे मौक़े पर वह आसानी से मिल सके।
7. सोते वक़्त महज़ नींद बुलाने के लिए कोई मोतालेआ न कीजिये। यह मुफ़ीद होने की जगह मुज़िर² होता है।
8. मोतालेआ हमेशा उस वक़्त कीजिये जब मिज़ाज में एतदाल और बहाली हो। फ़रहत के वक़्त मोतालेआ निहायत मुफ़ीद है। हमेशा अपनी मादरी ज़बान की किताबों, रिसालों और अख़बारात का मोतालेआ कीजिये। इससे आपका कौमी एतबार और वेकार बढ़ेगा। फ़क़त।

غالب انڈگوٹے

مجھ سے روایت کیا کامریڈ باری علیگ نے اور انھوں نے سنا اپنے دوست مرزا کاظم سے اور مرزا کاظم نے سنائی آپ بیتی اور اب آپ مجھ سے ”مرزا بیتی“ میرے الفاظ میں اور اس کا ثواب پہنچائیے غالب اور گوٹے کی ارواح کو اور دعا کیجیے میرے حق میں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مرزا کاظم جن دنوں برلن میں تھے ان ایام کا ذکر ہے کہ مرزا صاحب کی ملاقات ایک پنجابی سکھ پر یتیم سنگھ سے ہوئی اور دونوں تین چار روز تک ایک قہوہ خانے میں ایک دوسرے سے ملتے رہے۔ ایک روز سردار جی نے مرزا صاحب سے کہا کہ بھائی صاحب! بات یہ ہے کہ میں اٹلی جانا چاہتا ہوں اور میرے پاس پیسہ کوئی نہیں۔ اٹلی میں میرا مستقبل بہت شاندار ہو سکتا ہے۔ اس لیے اگر آپ کچھ روپیہ مجھے بطور قرض دے دیں یا کسی دوست سے دلا دیں تو میں اٹلی پہنچ کر تھوڑے ہی عرصے میں قرض چکا دوں گا۔

مرزا کاظم نے ایک لمحہ بھر سوچنے کے بعد کہا ”قرض؟ سردار صاحب! یہاں پردیس میں کون ایسا ہندوستانی فارغ البال ہو سکتا ہے جو اپنے الٹے تلووں کے علاوہ کسی دوست کو قرض دے سکے؟“

سردار جی: مجھے کوئی زیادہ روپیہ نہیں چاہیے صرف.....“

ग़ालिब एन्ड गोयटे

मुझ से रिवायत किया कॉमरेड बारी अलीग ने और उन्होंने सुना अपने दोस्त मिर्जा काज़िम से और मिर्जा काज़िम ने सुनाई आपबीती और अब आप मुझ से सुनिये "मिर्जा बीती" मेरे अल्फ़ाज़ में और इसका सवाब पहुँचाइये ग़ालिब और गोयटे की अरवाह को और दुआ कीजिये मेरे हक़ में। वल्लाहो आलम बिस्सवाब¹।

मिर्जा काज़िम जिन दिनों बर्लिन में थे उन अईयाम का जिक्र है कि मिर्जा साहब की मुलाकात एक पंजाबी सिख प्रीतम सिंह से हुई और दोनों तीन चार रोज़ तक एक कहवा खाने में एक दूसरे से मिलते रहे। एक रोज़ सरदार जी ने मिर्जा साहब से कहा कि भाई साहब! बात यह है कि मैं इटली जाना चाहता हूँ और मेरे पास पैसा कोई नहीं। इटली में मेरा मुस्तक़बिल बहुत शानदार हो सकता है। इसलिये अगर आप कुछ रुपया मुझे बतौर कर्ज़ दे दें या किसी दोस्त से दिला दें तो मैं इटली पहुँच कर थोड़े ही अर्से में कर्ज़ चुका दूँगा।

मिर्जा काज़िम ने एक लम्हा भर सोचने के बाद कहा "कर्ज़? सरदार साहब! यहाँ परदेस में कौन ऐसा हिन्दुस्तानी फ़ारिगुलबाल हो सकता है जो अपने अलल्ले-तलल्लों के अलावा किसी दोस्त को कर्ज़ दे सके?"

सरदार जी : मुझे कोई ज़्यादा रुपया नहीं चाहिये सिर्फ़.....

1. भगवान ही बेहतर जानता है

مرزا صاحب: (ہات کاٹ کر) ”اجی کم زیادہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بات یہ ہے کہ کسی سے ایسی درخواست کرنا ہی بے معنی چیز ہے۔“

سردار جی: (مایوسی کے لہجے میں) ”تو پھر کیا کیا جائے؟“

مرزا صاحب: ”کیا کیا جائے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔“

سردار جی: (ہر امید نگاہوں سے دیکھتے ہوئے) ”وہ کیا، وہ کیا؟“

مرزا صاحب: ”وہ یہ کہ ہندوستانیوں کی بجائے جرمنوں سے روپیہ حاصل کیا جائے، جو بہت آسان کام ہے۔“

سردار جی: ”وہ کیسے؟“

مرزا صاحب: ”میں کل بتاؤں گا۔ آپ اسی وقت یہاں تشریف لے آئیے۔“

(سردار جی کی آنکھیں ان الفاظ کو سن کر چمک اٹھیں اور آپ مرزا صاحب کا

”پیٹنگی“ شکریہ ادا کر کے رخصت ہوئے۔ رات بھر سردار جی کو نیند نہ

آئی۔ اور دوسرے دن وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ پہلے ہی قہوہ خانے میں

پہنچ گئے اور بے صبری کے ساتھ مرزا کا نظم کا انتظار کرنے لگے۔ آخر مرزا

آئے اور قہوہ کی پیالی پیتے ہوئے یوں گویا ہوئے):

مرزا صاحب: ”دیکھیے سردار جی! مرزا غالب ہندوستان کے بہت بڑے شاعر تھے آپ

جانتے ہوں گے؟“

سردار جی: ”وہی نا جنہیں انڈین شکسپیئر کہتے ہیں؟“

مرزا صاحب: (مسکراتے ہوئے) ”نہیں نہیں۔ انڈین شکسپیئر تو آغا حشر کاشمیری

مرحوم تھے جو مشہور ڈراما نویس تھے۔ غالب ان سے بہت پہلے عہد مغلیہ

میں گزرے ہیں۔ آپ کا نام اسد اللہ خاں تھا اور وطن دہلی۔ آپ فارسی

اور اردو دونوں زبانوں کے بہت بڑے شاعر تھے۔ لیکن عمر تنگ دستی

میں گزری، آپ کو شراب نوشی کا بہت شوق تھا۔ اس لیے کبھی فارغ البالی

نصیب نہ ہوئی۔“

سردار جی: بالکل میرے چچا ہر نام نگہ کی طرح، ذیلدار تھا۔ دوسو بیگہ زمین تھی۔ ضلع بھر میں

मिर्जा साहब : (बात काटकर) "अजी कम ज़्यादा का तो सवाल ही पैदा नहीं होता बात यह है कि किसी से ऐसी दरखास्त करना ही बेमानी चीज़ है।"

सरदार जी : (मायूसी के लहजे में) "तो फिर क्या किया जाये?"

मिर्जा साहब : "क्या किया जाये बहुत कुछ हो सकता है"

सरदार जी : (पुर उम्मीद निगाहों से देखते हुए) "वह क्या, वह क्या?"

मिर्जा साहब : "वह यह कि हिन्दुस्तानियों की बजाए जर्मनों से रुपया हासिल किया जाए, जो बहुत आसान काम है।"

सरदार जी : "वह कैसे?"

मिर्जा साहब : "मैं कल बताऊँगा। आप इसी वक्त यहाँ तशरीफ़ ले आइये" (सरदार जी की आँखें इन अल्फ़ाज़ को सुनकर चमक उठीं और आप मिर्जा साहब का "पेशगी" शुक्रिया अदा करके रुख़सत हुए। रात भर सरदार जी को नींद न आई। और दूसरे दिन वक्ते-मोकररा से आघ घंटा पहले ही कहवा खाने में पहुँच गये और बे सद्दी के साथ मिर्जा काज़िम का इन्तज़ार करने लगे। आखिर मिर्जा आये और कहवे की प्याली पीते हुए यूँ गोया हुए):

मिर्जा साहब : देखिये सरदार जी! मिर्जा ग़ालिब हिन्दुस्तान के बहुत बड़े शायर थे आप जानते होंगे?"

सरदार जी : "वही ना जिन्हें इण्डियन शैक्सपियर कहते हैं?"

मिर्जा साहब : (मुस्कराते हुए) "नहीं नहीं। इण्डियन शैक्सपियर तो आगा हश्र काश्मीरी मरहूम थे जो मशहूर ड्रामा नवीस थे। ग़ालिब उनसे बहुत पहले अहदे-मुग़लिया में गुज़रे हैं। आपका नाम असदुल्लाह ख़ाँ था और वतन देहली। आप फ़ारसी और उर्दू दोनों ज़बानों के बहुत बड़े शायर थे। लेकिन उम्र तंग दस्ती में गुज़री, आपको शराब नोशी का बहुत शौक था। इसलिए कभी फ़ारिगुलबाली नसीब न हुई।"

सरदार जी : बिल्कुल मेरे चचा हरनाम सिंह की तरह, ज़ैलदार था। दो सौ बीघा ज़मीन थी। ज़िला भर मे

عزت تھی۔ لیکن شراب نے بیڑا غرق کر دیا۔ آج اسے کوئی دس روپے اُدھار نہیں دیتا۔“

مرزا صاحب: ”ہاں ہاں بس غالب کی بھی یہی حالت تھی۔ لیکن تھا بڑا خوددار مرتا مر گیا لیکن اُمراء کے سامنے نہ جھکا۔ اس کی ایک خوبی یہ تھی کہ.....“

سردار سر تو ہلاتے جاتے تھے لیکن دل میں سوچتے تھے کہ بات تو جرموں سے روپیہ حاصل کرنے کی تھی۔ یہ مرزا صاحب غالب کا قصہ کیوں چھیڑ بیٹھے؟ آپ کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ مرزا کاظم نے ان کے دل کی بات کو بھانپ کر ہاتھ سے اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ خاموشی سے سنتے جائیے۔

مرزا صاحب: ”غالب ایک فلاسفر شاعر تھے اور انھوں نے وہی زمانہ پایا جو جرمنی کے فلاسفر شاعر گوئٹے کو نصیب ہوا۔ گوئٹے بھی.....“

مرزا صاحب یہاں تک کہہ پائے تھے کہ سردار جی سے صبر نہ ہو سکا اور انھوں نے بات کاٹ کر اپنی بات شروع کر دی۔

سردار جی: ”لیکن مرزا صاحب! جہنم میں جائیں غالب اور گوئٹے، آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ جرموں سے روپیہ حاصل کرنے کی ترکیب بتائیں گے۔“

مرزا صاحب: ”بالکل درست، اور میں وہی ترکیب تو بتا رہا ہوں۔ آپ ذرا سنتے جائیے۔ آپ ہندوستان کے بہت بڑے مورخ، شاعر اور ادیب ہیں۔“

سردار جی: ”میں اور شاعر؟“

مرزا صاحب: ”بس آپ چپ رہیے، اور میری بات سنیں، آپ اتوار کے دن ”ہومبرگ ہال“ میں ایک تقریر کریں گے جس میں آپ غالب اور گوئٹے کی شاعری کا موازنہ فرمائیں گے۔“

سردار جی: ”یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ میں تو جرمن زبان کا ایک لفظ بھی نہیں جانتا اور نہ غالب اور گوئٹے کی شاعری سے واقف ہوں۔“

مرزا صاحب: آپ اُردو زبان میں، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پنجابی زبان میں تقریر فرمائیے۔

इज्जत थी। लेकिन शराब ने बेड़ा गुर्क कर दिया। आज उसे कोई दस रुपया उधार नहीं देता।”

मिर्जा साहब : “हाँ हाँ बस ग़ालिब की भी यही हालत थी। लेकिन था बड़ा खुदा मरता मर गया लेकिन उमरा¹ के सामने न झुका। उसकी एक खूबी यह थी कि.....” सरदार सर तो हिलाते जाते थे लेकिन दिल में सोचते थे कि बात जर्मनों से रुपया हासिल करने की थी। यह मिर्जा साहब ग़ालिब का किस्सा क्यों छेड़ बैठे? आप कुछकहना ही चाहते थे कि मिर्जा काज़िम ने उन के दिल की बात को भाँप कर हाथ से इशारा किया जिसका मतलब था कि खामोशी से सुनते जाइये।

मिर्जा साहब : ग़ालिब एक फ़िलास्फ़र शायर थे और उन्होंने वही ज़माना पाया जो जर्मनी के फ़िलास्फ़र शायर गोयटे को नसीब हुआ। गोयटे भी.....” मिर्जा साहब यहाँ तक कह पाये थे कि सरदार जी से सन्न न हो सका और उन्होंने बात काट कर अपनी बात शुरू कर दी।

सरदार जी : “लेकिन मिर्जा साहब! जहन्नुम में जायें ग़ालिब और गोयटे, आप ने वादा किया था कि आप जर्मनों से रुपया हासिल करने की तरकीब बतायेंगे।”

मिर्जा साहब : “बिल्कुल दुरुस्त, और मैं वही तरकीब तो बता रहा हूँ। आप ज़रा सुनते जाइये। आप हिन्दुस्तान के बहुत बड़े मुअर्रिखा, शायर और अदीब हैं।”

सरदार जी : “मैं और शायर?”

मिर्जा साहब : “बस आप चुप रहिये, और मेरी बात सुनिये, आप इतवार के दिन “होमबर्ग हॉल” में एक तकरीर करेंगे जिस में आप ग़ालिब और गोयटे की शायरी का मवाज़ना फ़रमायेंगे।”

सरदार जी : यह क्या कह रहे हैं आप? मैं तो जर्मन ज़बान का एक लफ़्ज़ भी नहीं जानता और न ग़ालिब और गोयटे की शायरी से वाकिफ़ हूँ।”

मिर्जा साहब : आप उर्दू ज़बान में, और अगर यह भी न हो सके तो पंजाबी ज़बान में तकरीर फ़रमाइये।

بات صرف یہ ہے کہ بولتے جائیے۔ غالب اور گوئے کی شاعری سے آپ واقف نہیں تو ان کا نام تو چنداں مشکل نہیں۔ ذرا کہیے تو۔

سردار جی: ”غالب گوئے - غالب گوئے۔“

مرزا صاحب: ”بالکل ٹھیک! آپ پاس ہو گئے۔ صرف اتنی بات ہے کہ ”غالب انڈ گوئے“ کہیے۔ انگریزی زبان میں جسے ہم اینڈ کہتے ہیں۔ جرمن میں اسے انڈ کہا جاتا ہے۔“

سردار جی: ”غالب انڈ گوئے..... غالب انڈ گوئے۔“

مرزا صاحب: ”واہ وا۔ خوب! اب آپ ہندوستان کے بہت بڑے اسکالر ہیں۔ کل برلن کے اخبارات میں اعلان شائع ہو گا کہ ہندوستان کے مشہور اسکالر سردار پر تیم سنگھ اتوار کے دن بوقت شام ہو مبرگ ہال میں ”غالب اور گوئے“ کے موضوع پر ایک زبردست تقریر کریں گے۔ داخلہ ٹکٹ کے ذریعہ ہو گا وغیرہ۔“

سردار جی: ”لیکن میں تقریر میں کہوں گا کیا۔“

مرزا صاحب: ”جوجی میں آئے کہتے جائیے۔ بس بولتے جائیے اور ہر تین چار جملوں کے بعد ”غالب انڈ گوئے“ کہتے رہیے۔“ اتوار کی شام آنپنچی۔ ہو مبرگ ہال جرمن ”اہل ذوق“ سے کچا کھج بھر گیا۔ صدارت کی کرسی پر برلن کے ایک مشہور ماہر ادبیات جلوہ افروز تھے۔ ان کے ایک طرف سردار پر تیم سنگھ اور دوسری طرف مرزا کاظم بیٹھے تھے۔ تقریر کا وقت آ گیا اور سردار صاحب تقریر کرنے کے لیے اٹھے صاحب صدر نے اٹھ کر حاضرین سے پروفیسر پر تیم سنگھ کا تعارف کرایا۔ جس پر ہال خیر مقدم کی تالیوں سے گونج اٹھا۔

سردار صاحب نے اپنی تقریر شروع کی:

”صاحبان! مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلی کے رہنے والے تھے،

बात सिर्फ यह है कि बोलते जाइये। ग़ालिब और गोयटे की शायरी से आप वाकिफ़ नहीं तो उनका नाम तो चन्दां मुश्किल नहीं। ज़रा कहिये तो।

सरदार जी : "ग़ालिब-गोयटे - ग़ालिब-गोयटे।"

मिर्ज़ा साहब : बिल्कुल ठीक! आप पास हो गये। सिर्फ़ इतनी सी बात है कि "ग़ालिब एन्ड गोयटे कहिये। अंग्रेज़ी ज़बान में जिसे हम एन्ड कहते हैं। जर्मन में उसे एन्ड कहा जाता है।"

सरदार जी : ग़ालिब एन्ड गोयटे..... ग़ालिब एन्ड गोयटे।"

मिर्ज़ा साहब : वाह वा। ख़ूब! अब आप हिन्दुस्तान के बहुतबड़े स्कॉलर हैं। कल बर्लिन के अख़्बारात में एलान शायी होगा कि हिन्दोस्तान के मशहूर स्कॉलर सरदार प्रीतम सिंह इतवार के दिन बयक्त शाम होमबर्ग हॉल में "ग़ालिब और गोयटे" के मौजू पर एक ज़बरदस्त तकरीर करेंगे। दाखिला टिकट के ज़रिये होगा वगैरह।"

सरदार जी : "लेकिन मैं तकरीर में कहूँगा क्या।"

मिर्ज़ा साहब : जो जी में आये कहते जाइये। बस बोलते जाइये और हर तीन चार जुमलों के बाद "ग़ालिब एन्ड गोयटे" कहते रहिये।" इतवार की शाम आ पहुँची। होमबर्ग हॉल जर्मन "अहले ज़ौक" से ख़चाख़च भर गया। सदारत की कुर्सी पर बर्लिन के एक मशहूर माहिरे-अदबियात जलवा अफ़रोज़ थे। उनके एक तरफ़ सरदार प्रीतम सिंह और दूसरी तरफ़ मिर्ज़ा काज़िम बैठे थे। तकरीर का वक्त आ गया और सरदार साहब तकरीर करने के लिए उठे। साहबे सदर ने उठकर हाज़ेरीन से प्रोफ़ेसर प्रीतम सिंह का तआरुफ़ कराया। जिस पर हॉल ख़ैर मक़दम की तालियों से गूँज उठा। सरदार साहब ने अपनी तकरीर शुरू की:

"साहेबान! मिर्ज़ा असदुल्लाह ख़ाँ ग़ालिब देहली के रहने वाले थे,

اردو فارسی دونوں زبان کے شاعر تھے۔ شراب بہت پیتے تھے اس لیے ان کی عمر تنگ دستی میں گزری۔ دہلی ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ وہاں ایک گھنٹہ گھر بھی ہے۔ چاندنی چوک میں سودا بیچنے والوں کی صدائیں بہت پیاری ہوتی ہیں ہر طرف سے آوازیں آتی ہیں — غالب انڈ گونے۔“

مجمع نے پرزور تالیاں بجا کر آسمان سر پر اٹھالیا اور جب تالیوں کی گونج ختم ہوئی تو سردار صاحب نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا:

”دہلی سے تین سو میل کے فاصلے پر لاہور ہے۔ میں ضلع لاہور کا رہنے والا ہوں۔ ہمارا علاقہ بزاز ریزہ ہے۔ پچھلے سال بارشیں کم ہوئی تھیں۔ اس لیے فصلیں اچھی نہ ہوئیں، اس سال گورومہاراج کی کرپا ہے۔ نہر میں بھی پانی خوب رہا اور بارشیں بھی اچھی ہو گئیں، امید ہے کہ گیوں کی فصل اچھی رہے گی۔ لاہور کی بہت سی چیزیں دیکھنے لائق ہیں۔ مثلاً بادشاہی مسجد، مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سادھی، چڑیا گھر عجائب گھر غالب انڈ گونے!“

پھر تالیوں سے فضا گونج اٹھی اور صاحب صدر کے لبوں پر تبسم رقص کرنے لگا۔ آپ نے میز پر ہاتھ مار مار کر مقرر کی ”جادو بیانی“ کی داد دی۔ سردار صاحب نے اپنی حوصلہ افزائی ہوتی دیکھی تو ذرا زیادہ بلند آواز سے تقریر کرنے لگے۔ فرمایا۔

”غالب انڈ گونے کی بد قسمتی تھی کہ انھوں نے شری دربار صاحب امرتسر کے درشن نہ کیے۔ خنّی کہ وہ ضلع گورداسپور بھی نہ جاسکے، ورنہ وہاں کا گڑ کھا کر انھیں ثانی سپنے میں یاد آجاتی۔ ضلع امرتسر میں ایک گاؤں جمیاری ہے۔ وہاں کے خربوزے بہت مشہور ہیں، قصور کی میتھی بہت خوشبودار ہوتی ہے اور پھر غالب انڈ گونے کے کیا ہی کہنے گویا انڈ یا انڈ جرمنی!“

اس دفعہ سردار نے استاد کے بتائے ہوئے سبق ”غالب انڈ گونے“ پر انڈ یا انڈ جرمنی“ کا اضافہ کر کے کمال کر دکھایا۔ اور ان الفاظ نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ تالیوں سے ہال گونج اٹھا۔ سردار صاحب نے تقریر جاری رکھی اور دو تین فقرے کہنے کے بعد فرمایا کہ:

उर्दू, फ़ारसी दोनों ज़बान के शायर थे। शराब बहुत पीते थे इसलिए उनकी उम्र तंगदस्ती में गुज़री। देहली हिन्दुस्तान का दारुस्सलतनत है। वहाँ एक घंटा घर भी है। चांदनी चौक में सौदा बेचने वालों की सदायें बहुत प्यारी होती हैं हर तरफ़ से आवाज़ें आती हैं — ग़ालिब एन्ड गोयटे।”

मजमे ने पुरज़ोर तालियाँ बजाकर आसमान सर पर उठा लिया और जब तालियों की गूँज ख़त्म हुई तो सरदार साहब ने तकरीर को जारी रखते हुए कहा:

“देहली से तीन सौ मील के फासले पर लाहौर है। मैं ज़िला लाहौर का रहने वाला हूँ। हमारा इलाका बड़ा जरख़ेज है। पिछल साल बारिशें कम हुई थीं। इसलिए फसलें अच्छी न हुई, इस साल गुरु महाराज की कृपा है। नहर में भी पानी खूब रहा और बारिशें भी अच्छी हो गयीं, उम्मीद है कि गेहूँ की फसल अच्छी रहेगी। लाहौर की बहुत सी चीज़ें देखने लायक हैं। मसलन बादशाही मस्जिद, महाराजा रंजीत सिंह की समाधी, चिड़िया घर अजायब घर — ग़ालिब एन्ड गोयटे।”

फिर तालियों से फिज़ा गूँज उठी और साहबे-सदर के लबों पर तबस्सुम रक्स करने लगा। आप ने मेज़ पर हाथ मारा—मार कर मोकर्रिर की “जादूबयानी” की दाद दी। सरदार साहब ने अपनी हौसला अफजाई होती देखी तो ज़रा ज़्यादा बुलन्द आवाज़ में तकरीर करने लगे। फरमाया —

ग़ालिब एन्ड गोयटे की बदकिस्मती थी कि उन्होंने श्री दरबार साहब अमृतसर के दर्शन न किये। हत्ता कि वह ज़िला गुरदासपुर भी न जा सके वरना वहाँ का गुड़ खाकर उन्हें नानी सपने में याद आ जाती। ज़िला अमृतसर में एक गाँव चमयारी है। वहाँ के ख़रबूजे भी बहुत मशहूर हैं, कुसूर की मेथी बहुत ख़ुशबूदार होती है और फिर ग़ालिब एन्ड गोयटे के क्या कहने गोया इण्डिया एन्ड जर्मनी!”

इस दफ़ा सरदार ने उस्ताद के बताये हुए सबक “ग़ालिब एन्ड गोयटे” पर “इण्डिया एन्ड जर्मनी” का इज़ाफ़ा करके कमाल कर दिखाया। और इन अल्फ़ाज़ ने सोने पर सुहागे का काम किया। तालियों से हॉल गूँज उठा। सरदार साहब ने तकरीर जारी रखी और दो तीन फ़िकरे कहने के बाद फरमाया कि:

”صاحبان! اب غالب کے اشعار بھی سنئے!“

اس مقام پر مرزا کاظم نے اٹھ کر حاضرین سے جرمن زبان میں کہا کہ پروفیسر پر تیم سنگھ اب غالب کے چند اشعار سنائیں گے۔ سردار صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں یہ گانا شروع کر دیا:

اساں بت دے

فی اساں بت دے شرابی رہنائی ہر نام کورے نارے

اودھ وچ کندھ کر لے

مرزا کاظم کرسی سے اچھل پڑے، جس پر حاضرین نے تالیوں سے فضا میں گونج پیدا کر دی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب نے ان اشعار کو بے حد پسند کیا ہے سردار صاحب پھر بولے!

اسیں مر گئے۔

فی اسیں مر گئے کمایاں کر دے فی ہر نام کورے نارے

اجے تیرے بند نہ ہے ہائے فی اسیں مر گئے

اس دفعہ بھی حسب معمول کافی داد ملی۔ لیکن داد کی حد تو اس وقت ہوئی جب سردار صاحب نے غالب کی وہ ”مثلث“ سنائی جس کی ٹیپ کا مصرعہ یہ تھا:

”موزیں بابا ڈانگ والیا چھٹی“

ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا اور سردار پر تیم سنگھ مورخ، شاعر اور ماہر ادبیات کی تقریر ختم ہوئی، اس کے بعد مرزا کاظم اٹھے اور انھوں نے نہایت فصیح جرمن زبان میں بیان کیا کہ پروفیسر نے جس قابلیت کے ساتھ غالب اور گوئٹے کا موازنہ کیا ہے شاید ہی آج تک کسی نے کیا ہو۔ کم از کم برلن میں تو آج تک ایسی تقریر نہ ہوئی ہوگی اور مجھے فخر ہے کہ میرے ملک نے پروفیسر صاحب جیسے آدمی پیدا کیے ہیں۔ میں اس پوری تقریر کا ترجمہ کر کے برلن کے اخبارات میں شائع کراؤں گا اور آپ دیکھیں گے کہ میرے وطن کے مایہ ناز ماہر ادبیات نے علم و فضل کے کیا کیا دیار یا بہائے ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے پروفیسر صاحب کے خیالات سننے کی تکلیف گوارا فرمائی..... اس کے بعد صاحب صدر اٹھے اور انھوں نے پروفیسر صاحب

“साहिबान! अब ग़ालिब के अशआर भी सुनिये!”

इस मक़ाम पर मिर्ज़ा काज़िम ने उठकर हाज़रीन से जर्मन ज़बान में कहा कि प्रोफ़ेसर प्रीतम सिंह अब ग़ालिब के चन्द अशआर सुनायेंगे। सरदार साहब ने अपने मख़सूस अन्दाज़ में यह गाना शुरू कर दिया:

असां नित दे

नी असां नित दे शराबी रहनानी हरनाम कौरे नारे

अवध विच कन्ध कर लै

मिर्ज़ा काज़िम कुर्सी से उछल पड़े, जिस पर हाज़रीन ने तालियों से फ़िज़ा में गूँज पैदा कर दी और ऐसा मालूम होता था कि सब ने इन अशआर को बेहद पसंद किया है

सरदार साहब फिर बोले!

असीं मर गये

नी असीं मर गये कमाया करदेनी हरनाम कौरे नारे

अजे तेरे बंद न है - हाय नी असीं मर गये

इस दफ़ा भी हस्बे मामूल काफ़ी दाद मिली। लेकिन दाद की हद तो उस वक़्त हुई जब सरदार साहब ने ग़ालिब की वह “मुसल्लस”¹ सुनाई जिसकी टीप का मिसरा यह था:

“मोड़ें बाबा डॉग वालिया छई”

डेढ़ घंटा गुज़र गया और सरदार प्रीतम सिंह मुअरिख², शायर और माहिर अदबियात की तकरीर ख़त्म हुई, उसके बाद मिर्ज़ा काज़िम उठे और उन्होंने ने निहायत फ़सीह जर्मन ज़बान में बयान किया कि प्रोफ़ेसर ने जिस काबिलियत के साथ ग़ालिब और गोयटे का मवाज़ना किया है शायद ही आज तक किसी ने किया हो। कम अज़ कम बर्लिन में तो आज तक ऐसी तकरीर न हुई होगी और मुझे फ़ख़ है कि मेरे मुल्क ने प्रोफ़ेसर साहब जैसे आदमी पैदा किये हैं। मैं इस पूरी तकरीर का तर्जुमा करके बर्लिन के अख़बारात में शायर कराऊँगा और आप देखेंगे कि मेरे वतन के मायए-नाज़ माहिरे-अदबियात ने इल्मो-फ़ज़ल के क्या क्या दरिया बहाये हैं। मैं आप का शुक्रिया अदा करता हूँ कि आपने प्रोफ़ेसर साहब के ख़यालात सुनने की तकलीफ़ ग़वारा फ़रमाई..... उसके बाद साहबे सदर उठे और प्रोफ़ेसर साहब

1. तीन पंक्तियों वाली कविता

2. इतिहासकार

اور مرزا کاظم کا شکریہ حاضرین کی طرف سے ادا کیا اور جلسے کے اختتام کا اعلان کیا۔ پھر کیا تھا بڑے بڑے ادیب، شاعر، اخبار نویس اور رئیس سردار صاحب سے مصافحہ کرنے کو لپکے اور آپ کو بڑی مشکل سے ہال کے دروازے تک لے جایا گیا۔ اسی رات کو مرزا کاظم پروفیسر پر تیم سنگھ کوٹرین پر سوار کرانے کے لیے اسٹیشن تک لے گئے اور دونوں کی جیبیں نوٹوں سے بھری تھیں۔

और मिर्जा काजिम का शुक्रिया हाजरीन की तरफ़ से अदा किया और जलसे के एख़्तताम का एलान किया। फिर क्या था बड़े-बड़े अदीब, शायर, अख़बार नवीस और रईस सरदार साहब से मोसाफ़हा करने को लपके और आपको बड़ी मुश्किल से हॉल के दरवाज़े तक ले जाया गया – उसी रात मिर्जा काजिम प्रोफ़ेसर प्रीतम सिंह को ट्रेन पर सवार कराने के लिए स्टेशन तक ले गये और दोनों की जेबें नोटों से पुर थीं।

دھوبی

علی گڑھ میں نوکر کو ”آقائے نام دار“ بھی کہتے ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں جو آج کل خود آقا ہیں، یعنی طلباء! اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نوکر کا کیا درجہ ہے، پھر ایسے آقا کا کیا کہنا جو ”سفید پوش“ ہو۔ سفید پوش کا ایک لطیفہ بھی سن لیجیے۔ آج سے دو دور اور میری آپ کی جان سے بھی دو ایک زمانے میں پولس کا بڑا ادور دورہ تھا پولس نے ایک شخص کا بد معاشی میں چالان کر دیا۔ کلکٹر صاحب کے یہاں مقدمہ پیش ہوا ملزم حاضر کیا گیا تو صاحب دنگ رہ گئے، نہایت صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے صورت شکل سے مرد معقول، بات چیت نستعلیق۔ کلکٹر صاحب نے تعجب سے پیش کار سے دریافت کیا کہ اس شخص کا بد معاشی میں کیوں کر چالان کیا گیا؟ دیکھنے میں تو یہ بالکل بد معاش نہیں معلوم ہوتا۔

پیش کار نے جواب دیا ”حضور سزاوینے میں تامل نہ فرمائیں، یہ سفید پوش بد معاش ہے“ یہاں سفید پوش اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ میں نے آج تک کسی دھوبی کو میلے کپڑے

घोबी

अलीगढ़ में नौकर को "आकाए-नामदार" भी कहते हैं और वह लोग कहते हैं जो आजकल खुद आका हैं, यानी तोलबा¹! इस से आप अन्दाज़ा लगा सकते हैं कि नौकर का क्या दर्जा है, फिर ऐसे आका का क्या कहना जो "सफ़ेद पोश" हो। सफ़ेद पोश का एक लतीफ़ा भी सुन लीजिये। आज से दूर और मेरी आपकी जान से भी दूर एक ज़माने में पुलिस का बड़ा दौर दौरा था पुलिस ने एक शख्स का बदमाशी में चालान कर दिया। कलेक्टर साहब के यहाँ मोकदमा पेश हुआ मुल्जिम हाज़िर किया गया तो साहब दंग रह गये, निहायत साफ़ सुथरे कपड़े पहने हुए सूरत शकल से मर्दे-माकूल बात चीत नस्तालीक़। कलेक्टर साहब ने तअज्जुब से पेशकार से दरयाफ़्त किया कि इस शख्स का बदमाशी में क्यों चालान किया गया? देखने में तो यह बिल्कुल बदमाश नहीं मालूम होता।

पेशकार ने जवाब दिया "हुज़ूर सज़ा देने में तअम्मुल न फ़रमायें, ये सफ़ेद पोश बदमाश है" यहाँ सफ़ेद पोश इसलिए इस्तेमाल किया गया है कि मैं आज तक किसी घोबी को मैले कपड़े

1. विद्यार्थी

پہننے نہ دیکھا۔ نہ اس کو خود اپنے کپڑے پہننے دیکھا بلکہ میرا اپنا کپڑا پہننے ہوئے اکثر پایا ہے۔ بعضوں کو اس پر غصہ بھی آیا ہوگا کہ ان کا کپڑا دھوبی پہننے ہو۔ کچھ کو اس کا غم بھی ہوگا کہ خود ان کو دھوبی کے کپڑے پہننے کا موقع نہ ملا۔ میں اپنے کپڑے دھوبی کو پہننے دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں کہ دیکھیے زمانہ کیسا آگیا ہے کہ یہ غریب میرے کپڑے پہننے پر اتر آیا۔ کبھی کبھی اس پر جذبہ افتخار و انتقام بھی محسوس کیا ہے کہ ظالم کو میرا ایسا کرتے یا قمیص پہننی پڑی جس پر نہ جن نے نہ کبھی اُس کرتے یا قمیص نے مجھ پر فخر کیا۔ یہی نہیں بلکہ دوسروں نے بھی مجھے اور قمیص دونوں کو درپردہ اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔

دھوبیوں سے اقبال بھی کچھ زیادہ مطمئن نہ تھے۔ مجھے اشعار یاد نہیں رہتے اور جو یاد آتے ہیں وہ شعر نہیں رہ جاتے۔ سہل ممتنع بن جاتے ہیں۔ کبھی سہل زیادہ اور ممتنع کم۔ اکثر ممتنع زیادہ سہل بالکل نہیں۔ اقبال نے میرے خیال میں (جس میں اس وقت دھوبی بسا ہوا ہے) شاید کبھی کہا تھا ع

آہ بے چاروں کے اعصاب پہ دھوبی ہے سوار^(۱)
لیکن دھوبیوں کے ساتھ نا انصافی نہ کروں گا۔ بہت سے ایسے شعراء بھی دیکھنے میں آئے ہیں جن کے کپڑے اس قابل نہیں ہوتے کہ دنیا کا کوئی دھوبی سوائے ہندوستان کے دھوبی کے دھونے کے قبول کر لے۔ اگر ان کپڑوں کو کوئی جگہ مل سکتی ہے تو صرف ان شعراء کے جسم پر۔ میں سمجھتا ہوں کہ لڑائی^(۲) کے بعد جب ہر چیز کی دروبست نئے سرے سے کی جائے گی اُس وقت عام لوگوں کا یہ حق بین الاقومی پولیس مانے اور منوائے گی کہ جس شاعر کے کپڑے کوئی دھوبی دھوتا ہو، بشرطیکہ دھوبی خود شاعر نہ ہو، اس سے کپڑے دھلوانے والوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ دھلائی کا نرخ کم کرائیں، یہ شعراء اور ان کے بعض قدرداں

(۱) اقبال کا مشہور شعر ہے۔

ہند کے شاعر و صورت گرد افسانہ نویس

آہ بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

(۲) یہ مضمون دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں لکھا گیا تھا۔

पहने न देखा। न उसको खुद अपने कपड़े पहने देखा बल्कि मेरा अपना कपड़ा पहने हुए अक्सर पाया है। बाज़ों को इस पर भी गुस्सा आया होगा कि उनका कपड़ा धोबी पहने हो। कुछ को इसका गम होगा कि खुद उनको धोबी के कपड़े पहनने का मौका न मिला। मैं अपने कपड़े धोबी को पहने देखकर बहुत मुतासिर हुआ हूँ कि देखिये कैसा ज़माना आ गया है कि यह ग़रीब मेरे कपड़े पहनने पर उतर आया। कभी कभी उस पर ज़ब्बए-इफ़तख़ारो-इन्तक़ाम भी महसूस किया है कि ज़ालिम को मेरा ऐसा कुर्ता या कमीज़ पहननी पड़ी जिस पर न जिन ने न कभी उस कुर्ते या कमीज़ ने मुझ पर फ़ख़ किया। यही नहीं बल्कि दूसरों ने भी मुझे और कमीज़ दोनों को दरपर्दा अच्छी नज़र से नहीं देखा।

धोबियों से इक़बाल भी कुछ ज़्यादा मुत्मइन न थे। मुझे अशआर याद नहीं रहते और जो याद आते हैं वह शेर नहीं रह जाते। सेहले-मुमतना बन जाते हैं। कभी सेहल ज़्यादा और मुमतना कम। अक्सर मुमतना ज़्यादा सेहल बिल्कुल नहीं। इक़बाल ने मेरे खयाल में (जिस में इस वक़्त धोबी बसा हुआ है) शायद कभी कहा था -

आह बेचारों के आसाब पे धोबी है सवार¹

लेकिन धोबियों के साथ नाइन्साफी न करूँगा। बहुत से ऐसे शोअरा भी देखने में आये हैं जिनके कपड़े इस काबिल नहीं होते कि दुनिया का कोई धोबी सिवाए हिन्दुस्तान के धोबी के धोने के कुबूल कर ले। अगर उन कपड़ों को कोई जगह मिल सकती है तो सिर्फ़ उन शोअरा के जिस्म पर। मैं समझता हूँ कि लड़ाई² के बाद जब हर चीज़ की दरोबस्त नये सिरे से की जायेगी उस वक़्त आम लोगों का यह हक़ बैनलअक़वामी³ पुत्तिस माने और मनवायेगी कि जिस शायर के कपड़े कोई धोबी धोता हो, बशर्तेकि धोबी खुद शायर न हो, उसके कपड़े धुलवाने वालों को यह हक़ पहुँचता है कि धुलाई का नरख कम करा लें, ये शोअरा और उनके कद्रदौ

1. इक़बाल का मशहूर शेर है -

हिन्द के शायरो सूरतगरो अफ़साना नवेस

आह बेचारों के आसाब पे औरत है सवार

2. यह मज़मून दूसरी जंगे-अज़ीम के ज़माने में लिखा गया था।

3. अंतर्राष्ट्रीय

بھی دھوبی کے سپرد اپنے کپڑے اس وقت کرتے ہیں جب ان میں اور کپڑے میں کوڑا اور کوڑا گاڑی کا رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔

دھوبی کپڑے چراتے ہیں، بیچتے ہیں، کرایہ پر چلاتے ہیں، گم کرتے ہیں، اس کی شکل بگاڑ کر دیتے ہیں، پھاڑ ڈالتے ہیں، یہ سب میں مانتا ہوں، آپ بھی مانتے ہوں گے، لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہمارے آپ کے کپڑے اکثر ایسی حالت میں اترتے ہیں کہ دھوبی کیا کوئی دیوتا بھی دھوئے تو پھر سے ان کو کپڑے کی بہتیت و حیثیت میں واپس نہیں لاسکتا۔ مثلاً دھوبی نے ہمارے آپ کے ان کپڑوں یا کرشوں کو جو پہلے سے میل میں تبدیل ہو چکے تھے پانی میں ڈالا ہو، میل پانی میں مل گیا جیسے خاک کا پتلا خاک میں مل جاتا ہے خاک خاک میں، آگ آگ میں، پانی پانی میں اور ہوا ہوا میں۔ ان کپڑے پہننے والوں کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے کپڑے کو تو اپنی شخصیت میں جذب کر لیا اور شخصیت کو کثافت میں منتقل کر دیا مثلاً۔

لطفات (۱) بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی!

اور یہی کثافت ہم دنیا داروں کو گھڑی، قیص اور شلوار میں نظر آتی ہو۔ یہ بات میں نے یوں ہی نہیں کہہ دی ہے۔ اونچے قسم کے فلسفے میں آیا ہے کہ عرض بغیر جوہر کے قائم رہ سکتا ہے اور نہ بھی آیا ہو تو فلسفیوں کو دیکھتے یہ بات کبھی نہ کبھی مانتی پڑے گی۔

دھوبی کے ساتھ اور بہت سی باتیں ذہن میں آتی ہیں، مثلاً گدھا، رسی، ڈنڈا اُس کا سکا، دھوبن (میری مراد پرند سے ہے) استری (اس سے بھی میری مراد وہ نہیں ہے جو آپ سمجھتے ہیں) میلے، ثابت، پھٹے پڑنے کپڑے وغیرہ۔ ممکن ہے آپ کی جیب میں بھولے سے کوئی ایسا خطرہ گیا ہو جس کو آپ سینے سے لگائے رہتے ہوں، لیکن کسی شریف آدمی کو نہ دکھا سکتے ہوں اور دھوبی نے اُسے دھو پچھاڑ کر آپ کے آنسو خشک کرنے کے لیے بلا ٹنگ پیپر بنا دیا ہو، یا کوئی یونانی نسخہ جیب میں رکھ کر بھول گئے ہوں اور دھوبی اسے بالکل ”صاف نمودہ“ کر کے لایا ہو۔

(۱) غالب کا شعر ہے:- لطفات بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی

چمن زنگار ہے آئینہ باد بہاری کا !!!

भी धोबी के सुपुर्द अपने कपड़े उस वक्त करते हैं जब उन में और कपड़ों में कूड़ा और कूड़ा गाड़ी का रिश्ता पैदा हो जाता है।

धोबी कपड़े चुराते हैं, बेचते हैं, किराये पर चलाते हैं, गुम करते हैं, उसकी शक्ल बिगाड़ देते हैं, फाड़ डालते हैं, यह सब मैं मानता हूँ, आप भी मानते होंगे, लेकिन इसमें शक नहीं कि हमारे आपके कपड़े अक्सर ऐसी हालत में उत्तर आते हैं कि धोबी क्या कोई देवता भी धोये तो फिर उनको कपड़े की हैयतो-हैसियत में वापस नहीं ला सकता। मसलन धोबी ने हमारे आपके कपड़ों या करिश्मों को जो पहले से मैल में तब्दील हो चुके थे पानी में डाला हो, मैल पानी में मिल गया जैसे खाक का पुतला खाक में मिल जाता है खाक खाक में, आग आग में, पानी पानी में और हवा हवा में। इन कपड़े पहनने वालों का कमाल यह है कि उन्होंने कपड़े को तो अपनी शख्सीयत में ज़ब्ब कर लिया और शख्सीयत को कसाफ़त¹ में मुन्तकिल कर दिया है मसलन -

लताफ़त² बे कसाफ़त जलवा पैदा कर नहीं सकती

और यही कसाफ़त हम दुनियादारों को पगड़ी, कमीज़ और शलवार में नज़र आती हो। यह बात मैंने यँ ही नहीं कह दी है। ऊँचे किस्म के फलसफ़े में आया है कि अर्ज़ बग़ैर जौहर के कायम रह सकता है और न भी आया हो तो फलसफ़ियों को देखते यह कभी न कभी माननी पड़ेगी।

धोबी के साथ और बहुत सी बातें ज़ेहन में आती हैं, मसलन गधा, रस्सी, डंडा, उसका कुत्ता, धोबन (मेरी मुराद परिन्द से हैं) स्त्री (इससे भी मेरी मुराद वह नहीं है जो आप समझते हैं) मैले, साबुत, फटे पुराने कपड़े बग़ैरह। मुमकिन है आप की जेब में मूले से ऐसा कोई ख़त रह गया हो जिसको आप सीने से लगाये रहते हों, लेकिन किसी शरीफ़ आदमी को न दिखा सकते हों और धोबी ने उसे धो पछाड़ कर आप के औसू ख़ुरक करने के लिए ब्लाटिंग पेपर बना दिया हो, या कोई यूनानी नुस्खा जेब में रख कर मूल गये हों और धोबी उसे बिल्कुल "साफ़ नमूदा" करके लाया हो।

1. गंदगी

2. गालिब का शेर है -

लताफ़त बे कसाफ़त जलवा पैदा कर नहीं सकती

चमन जंगार है आईनए बादे बहारी का !!!

لڑائی اور مہنگائی کے زمانے میں یہاں اور بہت سی دشواریاں ہیں وہاں یہ آفت بھی کم نہیں کہ بچے کپڑے پھاڑتے ہیں، عورتیں کپڑے سینتی ہیں، دھوبی کپڑے چراتے ہیں، دکان دار قیمتیں بڑھاتے ہیں اور ہم کو ڈام ادا کرنے پڑتے ہیں۔ لڑائی کے بعد زندگی کی اس سرفروغ ہو یا نہ ہو، کوئی تدبیر ایسی نکالنی پڑے گی کہ کپڑے اور دھوبی کی مصیبتوں سے نوع انسان کو کلیتہً نجات نہ ملے تو کچھ سہولت ہی میسر آجائے۔

کپڑے کا مصرف پھاڑنے کے علاوہ حفاظت، نمائش اور ستر پوشی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ باتیں اتنی حقیقی نہیں ہیں جتنی دہنی یا رسی۔ سردی سے بچنے کی ترکیب یونانی اطباء اور ہندوستانی سادھو جانتے ہیں۔ ایک ٹوٹہ کھاتا ہے، دوسرا کچھ اس طرح کی چیز جسم پر مل لیتا ہے۔ نمائش میں ستر پوشی اور ستر نمائی دونوں شامل ہیں۔ اگر ان پر کنٹرول عائد کر دیا جائے تو کپڑا یقیناً کم خرچ ہوگا اور دیکھ بھال میں بھی سہولت ہوگی۔ جنگ کے دوران میں یہ مراحل طے ہو جاتے تو صلح کا زمانہ عافیت سے گذرتا، لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر دنیا کی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ تمام سائنس دانوں اور کاری گروں کو جمع کر کے قوم کی اس مصیبت کو ان کے سامنے پیش کریں کہ آئندہ سے لباس کے بجائے ”اینٹی دھوبی ٹینک“ کیوں کر نہائے اور اوڑھے، پہنے جاسکتے ہیں۔ اگر یہ ناممکن ہے اور دھوبیوں کے پیدا انکی حقوق پھاڑنے، پچھاڑنے اور چرانے کے مجروح ہونے کا اندیشہ ہو جس کو دنیا کی خدا ترس حکومتیں گوارا نہیں کر سکتیں یا بعض بین الاقوامی پے چید گیوں کے پیش آنے کا اندیشہ ہو تو پھر رائے عامہ کو ایسی تربیت دی جائے کہ لباس پہننا ہی یک قلم موقوف ہو جائے اور دھوبیوں کو کپڑے دھونے کے بجائے بین الاقوامی معاہدوں اور ہندوستان کی تاریخوں کو دھونے پچھاڑنے اور پھاڑنے پر معذور کر دیا جائے بفرض محال ستر پوشی پر کنٹرول ممکن ہو، یا ترک لباس کی اسکیم پر بزرگان قوم جامہ سے باہر ہو جائیں اور دھوبی ایجنسی ٹیشن کی نوبت آئے تو پھر ملک کے طول و عرض میں ”بھارت بھوت بھنڈا“ کھول دیے جائیں اور ہم سب سر جوڑ کر اور ایک دوسرے کے کان پکڑ کر ایسے بھوت بھنڈا کے کی کوشش کریں جن میں چائے کے خواص ہوں، یعنی گرمی میں ٹھنڈک اور سردی میں گرمی پیدا کریں۔ ستر پوشی سے چشم پوشی کرنا پڑے گی اگر ہم اتنی ترقی نہیں کر سکتے ہیں اور قوم و ملک کی نازک اور

लड़ाई और महंगाई के जमाने में जहाँ और बहुत सी दुश्चारियाँ हैं वहाँ यह आफत भी कम नहीं कि बच्चे कपड़े फाड़ते हैं, औरतें कपड़े समेटती हैं, घोबी कपड़े घुराते हैं, दुकानदार कीमतें बढ़ाते हैं और हम को दाम अदा करने पड़ते हैं। लड़ाई के बाद की जिन्दगी की अज़ सरे नौ तन्ज़ीम हो या न हो, कोई तदबीर ऐसी निकालनी पड़ेगी कि कपड़े और घोबी की मुसीबतों से नौए-इन्सान को कुल्लियतन निजात न मिले तो कुछ सहूलत ही मयस्सर आ जाये।

कपड़े का मसरफ़ फाड़ने के अलावा हिफ़ाज़त, नुमाइश और सत्र पोशी¹ है। मेरा ख़याल है कि यह बातें इतनी हकीकी नहीं हैं जितनी ज़ेहनी या रस्मी। सर्दी से बचने की तरकीब यूनानी अतिब्या और हिन्दुस्तानी साधू जानते हैं। एक कुश्ता खाता है, दूसरा इस तरह की चीज़ जिस्म पर मल लेता है। नुमाइश में सत्र पोशी और सत्र नुमाई दोनों शामिल हैं। अगर इन पर कन्ट्रोल आयद कर दिया जाय तो कपड़ा यकीनन कम खर्च होगा और देख भाल में भी सहूलत होगी। जंग के दौरान यह मराहिल तय हो जाते हैं तो सुलह का ज़माना आफ़ियत से गुज़रता, लेकिन अगर ऐसा न हो सके तो फिर दुनिया की हुकूमतों को चाहिए कि वह तमाम साइंसदानों और कारीगरों को जमा करके कौम की इस मुसीबत को उनके सामने पेश करें कि आइन्दा से लिबास के बजाए "एन्टी घोबी टैंक" क्योंकर नहाये और ओढ़े, पहने जा सकते हैं। अगर यह नामुमकिन है और घोबियों के पैदाइशी हुकूक फाड़ने, पछाड़ने और घुराने के मज़रुह होने का अन्देशा हो जिसको दुनिया की ख़ुदा तरस हुकूमतें ग़वारा नहीं कर सकतीं या बाज़ बैनुलअक़वामी पेचीदगियों के पेश आने का अन्देशा हो तो फिर राय आम्मा को ऐसी तरबीयत दी जाय कि लिबास पहनना ही यक कलम मौकूफ़ हो जाय और घोबियों को कपड़े घोने के बजाय बैनुलअक़वामी मोआहेदों और हिन्दुस्तान की तारीख़ों को घोने पछाड़ने पर मामूर कर दिया जाय बफ़र्जे मोहाल सत्र पोशी पर कन्ट्रौल मुमकिन हो, या तर्क-लिबास की स्कीम पर बुजुर्गाने-कौम जामे से बाहर हो जायें और घोबी एजीटेशन की नौबत आये तो फिर मुल्क के तूलो-अर्ज़ में "भारत भमूत भंडार" खोल दिये जाँँ और हम सब सर जोड़कर और एक दूसरे के कान पकड़ कर ऐसे भमूत ईजाद करने की कोशिश करें जिन में चाय के ख़वास हों, यानी गर्मी में ठंडक और सर्दी में गर्मी पैदा करें। सत्र पोशी से चश्म पोशी करना पड़ेगी अगर हम इतनी तरक्की नहीं कर सकते हैं और कौम व मुल्क की नाज़ुक और

1. गुप्तांगों को छिपाना

ناگفتہ بہ حالت دیکھتے ہوئے بھی ستر کو قربان نہیں کر سکتے تو بھارت بھصوت بھنڈار کے ذریعہ ایسے انجیز اور آرٹس پیدا کیے جائیں گے جو ستر کو کچھ کا کچھ کر دکھائیں گے۔ جیسے آج کل لڑنے والی حکومتیں دشمن کی نظر کو دھوکا دینے کے لیے فنی قائم کر رہی ہیں جس کے تصرف سے دیوار دور، درود دیوار نظر آنے لگتے ہیں (۱)۔

تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا صرف اتنا عرض کر دنیا کافی ہوگا کہ بھصوتیائی آرٹ کے ذریعہ ہم کسی حصہ جسم کو یا ان میں ہر ایک کو اس طرح مسخ یا مزین کر سکیں گے کہ وہ کچھ کا کچھ نظر آئے۔ بقول ایک شاعر، جو اس آرٹ کے رمز سے غالباً واقف تھے۔ یعنی

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے

مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے !!

شعراء نے ہمارے آپ کے اعضاء و جوارح کے بارے میں تشبیہ، استعارہ یا جنوں میں جو کچھ کہا ہے بھارت، بھصوت کے آرٹس اسی قسم کی چیز ہمارے آپ کے جسم پر بنا کر غزل کو نظم معز کر دکھائیں گے، اُس وقت آرٹ برائے آرٹ و آرٹ برائے زندگی کا تنازعہ بھی ختم ہو جائے گا۔ بہت ممکن ہے بھصوت بھنڈار میں ایسے سُرے بھی تیار کیے جاسکیں جن کی ایک سلائی پھیرنے سے چھوٹی چیزیں بڑی اور بڑی چھوٹی نظر آنے لگیں یا دور کی چیز قریب اور قریب کی دور نظر آئے۔ اس طور پر شعراء کو آرٹ اور تصوف دونوں کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا۔ دوسری طرف ستر دوستوں یا ستر دشمنوں کی بھی اشک شوئی ہو جائے گی۔ بالفاظ دیگر ستر کا منظر اور مقصد دونوں فوت نہیں تو مشتبہ ضرور ہو جائیں گے اُس وقت دھویوں کو معلوم ہوگا کہ ڈکثیر کا انجام کیا ہوتا ہے۔

علی گڑھ میں میرے زمانہ طالب علمی کے ایک دھوبی کا حال سنئے جواب بہت معمر ہو گیا ہے۔ وہ اپنے گاؤں میں بہت معزز مانا جاتا ہے۔ دو منزلہ وسیع پختہ مکان میں رہتا ہے۔ کاشت کاری کا کام بھی اچھے پیمانہ پر پھیلا ہوا ہے۔ گاؤں میں کالج کے

(۱) غالب کا شعر ہے: - دُور گرینے کا شانے کا کیا یہ رنگ

کہ آتے ہیں مرے دیوار دور، درود دیوار!

नागुफ्ता बेह हालत देखते हुए भी सत्र को कुर्बान नहीं कर सकते तो भारत भभूत भंडार के जरिये ऐसे इन्जीनियर और आर्टिस्ट पैदा किये जायेंगे जो सत्र को कुछ का कुछ कर दिखायेंगे। जैसे आज कल लड़ने वाली हुकूमतें दुश्मन की नज़र को धोका देने के लिए टट्टी कायम कर देती हैं जिसके तसरुफ़ से दीवारो-दर, दरों-दीवार नज़र आने लगते हैं¹

तफ़सील में नहीं पड़ना चाहता सिर्फ़ इतना अर्ज कर देना काफी होगा कि भभूतियाई आर्ट के जरिए हम किसी हिस्सा-ए-जिस्म को या उन में हर एक को इस तरह मस्ख़ या मुज़य्यन कर सकेंगे कि वह कुछ का कुछ नज़र आये। बकौल एक शायर, जो इस आर्ट के रम्ज़ से गालेबन वाकिफ़ थे। यानी -

वहशत में हर एक नक्शा उल्टा नज़र आता है

मजनूँ नज़र आती है लैला नज़र आता है!!

शोअरा ने हमारे आपके आज्ञा व जवारेह के बारे में तशबीह, इस्तेआरा या जुनूँ में जो कुछ कहा है भारत, भभूत के आर्टिस्ट इसी किस्म की चीज़ हमारे आपके जिस्म पर बना कर गज़ल को नज़्मे-मुअरर² कर दिखायेंगे, उस वक़्त आर्ट बराए आर्ट व आर्ट बराए जिन्दगी का जनाज़ा भी ख़त्म हो जायेगा। बहुत मुमकिन है भभूत भण्डार में ऐसे सुरमे भी तैयार किये जा सकें जिनकी एक सलाई फेरने से छोटी चीज़ें बड़ी और बड़ी छोटी नज़र आने लगे या दूर की चीज़ करीब और करीब की दूर नज़र आये। इस तौर पर शोअरा को आर्ट और तसव्वुफ़ दोनों की तरफ़ से इल्मीनान हो जायेगा। दूसरी तरफ़ सत्र दोस्तों या सत्र दुश्मनों की भी अश्क़ शोई³ हो जायेगी। बअलफ़ाज़े-दीगर सत्र का मंज़र और मक़सद दोनों फ़ौत नहीं तो मुश्तबा ज़रूर हो जायेंगे उस वक़्त धोबियों को मालूम होगा कि डिक्टेटर क्या होता है।

अलीगढ़ में मेरे ज़मानए-तालिब-इल्मी के एक धोबी का हाल सुनिये जो अब बहुत मोअम्मर हो गया है। वह अपने गाँव में बहुत मोअज़्ज़िज़ माना जाता है। दो मंज़िला वसीअ पुख़्ता मकान में रहता है। काश्तकारी का काम भी अच्छे पैमाने पर फैला हुआ है। गाँव में कॉलेज के

1. ग़ालिब का शोर है -

वफ़ूरे-गिरिया ने काशाने का ये रंग किया

कि हो गये मेरे दीवारो-दर, दरों-दीवार

2. बेकाफ़िया नज़्म 3. आँसू पोछना

قصے اس طور پر بیان کرتا ہے جیسے پرانے زمانہ میں سوراؤں کی بہادری، فیاضی اور حسن و عشق کے افسانے اور نظمیں بھاٹ سنایا کرتے تھے۔ کہنے لگا:-

”میاں وہ دن بھی کیا تھے۔ کیسے کیسے اشرف کالج میں آیا کرتے تھے قیمتی، خوب صورت، نرم، نازک کپڑے پہنتے، جلد اتارتے اور دیر میں منگاتے تھے۔ ہر مہینے دو چار کپڑے ادھر ادھر کر دیے وہاں خبر بھی نہ ہوئی یہاں نہال ہو گئے۔ اُن کے اتارے کپڑوں میں بھی میرے بچے اور رشتہ دار ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے علی گڑھ کی نمائش۔ آج کل ایسے کپڑے نہ ہوتے گویا بوری اور چھول داری لٹکائے پھر رہے ہیں۔ ایک کپڑا دھونا پچاس ہاتھ مکدر ہلانے کی طاقت لیتا ہے۔ کیسا ہی دھوؤ بناؤ آب نہیں چڑھتا۔ اس پر یہ کہ آج لے جاؤ کل دے جاؤ۔ کوئی کپڑا بھول چوک میں آجائے تو ساری عمر کی آبرو خاک میں ملادیں۔

میاں اُن رئیسوں کے کپڑے دھونے میں مزا آتا تھا جیسے دودھ ملانی کا کاروبار۔ دھونے میں مزا، استری کرنے میں مزا، دکھانے میں مزا، کنویں کے پاس کپڑے نہیں دھوتے تھے، کوٹوالی کرتے تھے لوگ دور سے تماشا دیکھتے۔ پولیس کا سپاہی بھی سلام کر کے گذرنا مجال تھی جو کوئی پاس آجائے۔ برادری میں رشتہ نانا و نچا لگتا کہ سید صاحب کے کالج کا دھوبی ہے۔ پنچائت چکانے دور دور سے بلاوا آتا۔ ایسے ایسے کپڑے پہن کر جاتا کہ گاؤں کے کھیا اور پٹواری دیکھنے آتے جو بات کہتا سب ہاتھ جوڑ کر مانتے کوئی چیں چڑ کرتا تو کہہ دیتا کہ بچا ہیکڑی دکھائی تو سید صاحب کے ہاں لے چل کر وہ گت بنوائی ہو کہ تھمسی کا دودھ یاد آجائے گا۔ پھر کوئی نہ ملتا!“

شہر میں کہیں شادی بیاہ ہوتا تو سب سے پہلے بلایا جاتا۔ لڑکی والے گڑگڑا کر کہتے، بھیا انگلو لڑکی کی شادی ہے، عزت کا معاملہ ہے، برادری کا سامنا ہے مدد کا وقت ہے“ میں کہتا نچنت رہو۔ تماری نہیں میری لڑکی، کالج پھلے پھولے فکر مت کرو، پر ماتما کا دیا سب کچھ موجود ہے۔“ میاں یقین مانو کالج آتا، لڑکوں سے کہتا ”حضور لڑکی کی شادی ہے۔ اب کے جمعہ کو کپڑے نہ آئیں گے۔“ وہ کہتے انگلو کچھ پروا نہیں ہم کو بھی بلانا، جو چیز چاہو لے جاؤ۔ دب کے کام نہ کرنا“ میاں پھر کیا تھا، گز بھر کی چھاتی ہو جاتی!“

किस्से इस तौर पर बयान करता जैसे पुराने जमाने में सूरमाओं की बहादुरी, फय्याजी और हुस्नो-इश्क के अफसाने और नज़्में भाट सुनाया करते थे। कहने लगा -

“मियाँ वह दिन भी क्या थे। कैसे कैसे अशराफ़ कॉलेज में आया करते थे। कीमती, खूबसूरत, नरम नाजुक कपड़े पहनते, जल्द उतारते और देर में मंगाते थे। हर महिने दो चार कपड़े इधर उधर कर दिए वहाँ खबर न हुई यहाँ निहाल हो गये। उनके उतारे कपड़ों में भी मेरे बच्चे और रिश्तेदार ऐसे मालूम होते थे जैसे अलीगढ़ की नुमाइश। आज कल ऐसे कपड़े न होते गोया बोरी और छोलदारी लटकाये फिर रहे हैं। एक कपड़ा धोना पचास हाथ मुग़दर हलाने की ताकत लेता है। कैसा ही धोओ बनाओ आब नहीं चढ़ता। इस पर यह कि आज ले जाओ कल दे जाओ। कोई कपड़ा भूल चूक में आ जाये तो सारी उम्र की आबरु खाक में मिला दें।

मियाँ उन रईसों के कपड़े धोने में मज़ा आता था जैसे दूध मलाई का कारोबार। धोने में मज़ा, स्त्री करने में मज़ा, दिखाने में मज़ा, कुएँ के पास कपड़े नहीं धोते थे, कोतवाली करते थे लोग दूर से तमाशा देखते। पुलिस का सिपाही भी सलाम करके गुज़रता मज़ाल थी जो कोई पास आ जाये। बिरादरी में रिश्ता नाता ऊँचा लगता कि सैय्यद साहब के कालेज का धोबी है। पंचायत चुकाने दूर दूर से बुलावा आता। ऐसे ऐसे कपड़े पहन कर जाता कि गाँव के मुखिया और पटवारी देखने आते जो बात कहता सब हाथ जोड़कर मानते कोई चीँ चुपड़ करता तो कह देता कि बच्चा हेकड़ी दिखाई तो सैय्यद साहब के यहाँ ले चल कर वह गत बनवाई हो कि छटी का दूध याद आ जायेगा। फिर कोई न मुनकता!”

शहर में कहीं शादी ब्याह होता तो सब से पहले बुलाया जाता। लड़की वाले गिड़गिड़ा कर कहते, मैया अंगनू लड़की की शादी है, इज़्जत का मामला है, बिरादरी का सामना है, मदद का वक्त है” मैं कहता निश्चित रहो। तुम्हारी नहीं मेरी लड़की, कॉलेज फलेफूले फ़िक्र मत करो, परमात्मा का दिया सब कुछ मौजूद है।” मियाँ यकीन मानो कॉलेज आता, लड़कों से कहता, हुज़ूर लड़की की शादी है। अब के जुमे को कपड़े न आर्येंगे।” वह कहते अंगनू कुछ परवा नहीं, हम को भी बुलाना, जो चीज़ चाहो ले जाओ। दब के काम न करना, मियाँ फिर क्या था, गज़ भर की छाती हो जाती!”

ایک باری کے کپڑے، درزی، فرش، چاندنی، تولیے، دسترخوان سب لڑکی والے کو دے دیتا۔ محفل چماچم ہو جاتی۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے کالج کا کوئی جلسہ ہے۔ براتی دنگ رہ جاتے۔ میاں اس ہیرا پھیری اور ہڑگم میں کچھ گم ہو جاتا۔ کچھ دھڑلے جمعہ کو کالج آتا۔ ہر لڑکا بجائے اس کے کپڑے پر ٹوٹ پڑتا۔ دور ہی سے پکارتا ”کیوں نکلو جی اکیلے اکیلے لڑکی کی شادی کر ڈالی ہم کو نہیں بلایا۔“ سب کو سلام کرتا۔ کہتا میاں تمہارا لکھنے پڑھنے کا حرج ہوتا۔ کہاں جاتے، تمہارے اقبال سے سب کام ٹھیک ہو گیا۔“

سب کے سب اشراف اور نواب تھے۔ کہتے ”انکو، فرصت نہیں۔“ میلے کپڑے لے لینا، دھلے کپڑے بکس میں رکھ دینا۔ چابی تکیے کے نیچے ہوگی۔ بکس بند کر کے کبھی دے جانا۔ اُن کو کیا خبر کون سے کپڑے لے گیا اور کیا واپس کر گیا۔ کبھی یاد آ گیا تو پوچھ بیٹھتے۔ انکو فلاں فلاں کپڑے نہیں ملتے۔ میں کہہ دیتا ”حضور وہ لڑکی کی شادی نہ تھی“ کہتے ”ہاں ہاں ٹھیک کہا، یاد نہیں رہا اور ہاں تم نے ہم کو نہیں بلایا“ میرا یہ بہانا اور ان کا یہ جواب چلتا رہتا اور پھر ختم ہو جاتا۔

کالج میں کرکٹ کی بڑی دھوم تھی۔ ایک دفعہ کپتان صاحب نے کھاٹ پر سے بلوا بھیجا کہنے لگے ”انکو دتی سے کچھ کھیلنے والے آگئے ہیں۔ ہم لوگوں کو کھیلنے کی فرصت نہیں لیکن اس کو بغیر بیچ کھلائے واپس بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چناں چہ بیچ کالج کے بیر کھیلیں گے۔ تم ممتاز کے یہاں چلے جاؤ وہ بتائے گا کتنے کوٹ پتلون اور قمیص مظلوم وغیرہ درکار ہوں گے۔ بیروں کی پوری ٹیم کو کرکٹ کا یونی فارم مہیا کر دو۔ کل گیارہ بجے دن کو میں سب چیز ٹھیک دیکھوں“ میاں کپتان صاحب کا یہ جنڈیلی آرڈر پورا کیا گیا۔ ٹیم کھیلی اور جیت گئی۔ کپتان صاحب نے سب کو دعوت دی اور بھرے مجمع میں کہا ”انکو کا شکریہ!“

ایک بات اکثر ذہن میں آئی کہ دھوبی اور لیڈر ایک دوسرے سے کتنے قریب ہیں۔ آیا دھوبی لیڈر کی ترقی یافتہ صورت ہے یا لیڈر دھوبی کی تنزل یافتہ شکل، دونوں دھوتے پچھاڑتے ہیں۔ دھوبی گندے چیکٹ کپڑے علیحدہ لے جا کر دھوتا ہے، صاف دیکھ کر کے دوبارہ پہننے کے قابل بنا دیتا ہے۔ لیڈر برسر عام گندے کپڑے دھوتا ہے اور گندگی اچھالتا ہے۔ لیڈر کا مقصد نجاست دور کرنے کا اتنا نہیں ہوتا جتنا نجاست کا نکھیرنا ہوتا ہے۔

एक बारी के कपड़े, दरी, फर्श, चांदनी, तौलिये, दस्तरखान सब लड़की वाले को दे देता। महफिल चमाचम हो जाती। ऐसा मालूम होता जैसे कॉलेज का कोई जलसा है। बराती दंग रह जाते। मियाँ इस हेरा फेरी और हड़गम में कुछ गुम हो जाता। कुछ घर लेता जुमे को कॉलेज आता। हर लड़का बजाए उसके कपड़े पर टूट पड़ता दूर ही से पुकारता "क्यों अंगनू जी अकेले अकेले लड़की की शादी कर डाली हम को नहीं बुलाया।" सब को सलाम करता। कहता मियाँ तुम्हारा पढ़ने लिखने का इर्ज होता। कहों जाते। तुम्हारे इकबाल से सब काम ठीक हो गया।"

सब के सब अशराफ और नवाब थे। कहते "अंगनू, फुर्सत नहीं। मैले कपड़े ले लेना, धुले कपड़े बॉक्स में रख देना। चाबी तकिये के नीचे होगी। बॉक्स बंद करके कुंजी दे जाना। उनको क्या खबर कौन से कपड़े ले गया और क्या वापस कर गया। कमी याद आ गया तो पूछ बैठते। अंगनू फलों फलों कपड़े नहीं मिलते। मैं कह देता "हुजूर वह लड़की की शादी न थी" कहते "हाँ हाँ ठीक कहा याद नहीं रहा और हाँ तुमने हम को नहीं बुलाया" मेरा यह बहाना और उनका यह जवाब चलता रहता और फिर खत्म हो जाता।

कॉलेज में क्रिकेट की बड़ी धूम थी। एक दफा कप्तान साहब ने घाट पर से बुलवा भेजा कहने लगे अंगनू दिल्ली से कुछ खेलने वाले आ गये हैं। हम लोगों को खेलने की फुर्सत नहीं लेकिन बगैर मैच खेलाये वापिस भी नहीं किया जा सकता। चुनानचे मैच कॉलेज के बैरर खेलेंगे। तुम मुमताज़ के यहाँ चले जाओ वह बताये गा कितने पतलून और कमीज़ वगैरह दरकार होंगे। बैरों की पूरी टीम को क्रिकेट का यूनीफार्म मुहइया कर दो। कल ग्यारह बजे दिन को मैं सब चीज़ ठीक देखूँ।" मियाँ कप्तान साहब का यह जन्डीली ऑर्डर पूरा किया गया। टीम खेली और जीत गई। कप्तान साहब ने सब को दावत दी और भरे मजमे में कहा "अंगनू का शुक्रिया!"

एक बात अक्सर जेहन में आती है कि घोबी और लीडर एक दूसरे के कितने करीब हैं। आया घोबी लीडर की तरक्की याफ़ता सूरत है या लीडर घोबी की तनज़्जुल याफ़ता शक्ल, दोनों धोते-पछाड़ते हैं। घोबी गंदे जैकिट अलाहिदा ले जाकर धोता है, साफ़ो-सजल करके दोबारा पहनने के काबिल बना देता है। लीडर बर सरेआम गंदे कपड़े धोता है और गंदगी उछालता है। लीडर का मक्सद निजास्त दूर करने का इतना नहीं होता जितना निजास्त का बिखेरना होता है।

دھویوں کے لیے کپڑے دھونے کے گھاٹ مقرر ہیں، لیڈر کے لیے پلیٹ فارم حاضر ہیں۔ دھوبی کپڑے پھاڑتا ہے غائب کر دیتا ہے اور ان کا آب و رنگ بگاڑ دیتا ہے۔ لیڈر کی طرح وہ گندگی کو پائندار یا رنگین نہیں بناتا۔ گندھے البتہ دونوں کے قبضے میں ہوتے ہیں!

ہمارے یہاں کے معلم بھی دھوبی سے کم نہیں۔ وہ کبھی شاگرد کو اسی طرح دھوتے پھاڑتے، اینٹھتے اور اس پر استری کرتے ہیں جیسے دھوبی کرتا ہے۔ آپ نے بعض دھویوں کو دیکھا ہوگا اکثر ڈھلائی کی زحمت سے بچنے اور مالک کو دھوکا دینے کے لیے سفید کپڑے میں نیل کا ہلکا سا رنگ دیتے ہیں۔ دھوبی کو اس کی مطلق پروا نہیں کہ سرے گھما گھما کر کپڑے کو پتھر پر پھینکا اور اینٹھ اینٹھ کر نچوڑنا اور اس کا لحاظ نہ کرنا کہ کپڑا نازک ہے یا مضبوط، رنگ کا کیا حشر ہوگا، بن کہاں جائیں گے، لباس کی وضع قطع کیا ہے کیا ہو جائے گی، استری ٹھیک گرم ہے یا نہیں، ٹھنڈی استری کرنا چاہیے یا گرم۔ بالکل اسی طرح معلم کو اس کی پروا نہیں کہ طالب علم کس طرح کا ہے، اس پر کیا رنگ چڑھا ہوا ہے اور اس کے دل و دماغ کا کیا عالم ہے۔ وہ اسے دے دے مارتا ہے اور پھر کس نکال دیتا ہے وہ طالب علم کی استعداد، اس کے میلانات اور اس کی الجھنوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا صرف اپنا رنگ چڑھانے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ یہ سارے مراحل طے کرنے کے بعد جب طالب علم دنیا کے بازار یا گاہک کے ہاتھ میں آتا ہے تو اس کے جسم، ذہن و دماغ سب جواب دے چکے ہوتے ہیں۔ اس پر رنگ بھی عجیب ہوتا ہے۔ کلف دے کر اس پر جو بے تکلی اور بے تکان استری کی جاتی ہے وہ حادثہ کے ایک ہی چھینٹے یا جھونکے سے کچھ کا کچھ ہو جاتی ہے۔ دھوبی کی یہ روایات معلمی میں پورے طور پر سرایت کر چکی ہیں۔

آپ نے ایک مشہور ستم ظریف کا فقرہ سنا ہوگا، جس نے دھوبی کو کپڑے پھاڑتے دیکھ کر کہا تھا کہ دنیا میں عقیدہ بھی کیا چیز ہے اس شخص کو دیکھیے کپڑے سے پتھر توڑ ڈالنے کے درپے ہے۔ اگر ستم ظریف نے ہندوستانی شعراء یا عشاق کا مطالعہ کیا ہوتا جو صرف تنگ سجدہ سے محبوب کا سب آستان گھس کر غائب کر دیتے ہیں تو اس پر معلوم نہیں کیا گذر جاتی۔ یہ تو پرانے شعراء کا دطیرہ تھا، حال کے شعراء کا رنگ کچھ اور ہے انہوں نے سوسائٹی کے میلے گندے کپڑے شارع عام پر دھونے پھاڑنے کا نیا فن ایجاد کیا ہے۔

धोबियों के लिए कपड़े धोने के घाट मोकरर हैं, लीडर के लिए प्लेट फार्म हाज़िर हैं। धोबी कपड़े फाड़ता है, गायब कर देता है और उनका आबो-रंग बिगाड़ देता है। लीडर की तरह वह गंदगी को पाएदार या रंगीन नहीं बनाता। गधे अलबत्ता दोनों के कब्जे में होते हैं!

हमारे यहाँ के मोअल्लिम भी धोबी से कम नहीं। वह कमी शागिर्द को उसी तरह धोते पछाड़ते, ऐंठते हैं और उस पर स्त्री करते हैं जैसे धोबी करता है। आपने बाज़ धोबियों को देखा होगा अक्सर धुलाई की जहमत से बचने और मालिक को धोका देने के लिए सफ़ेद कपड़े में नील का हल्का सा रंग देते हैं। धोबी को इसकी मुतलक परवाह नहीं कि सर से घुमा घुमा कर कपड़े को पत्थर पर पटकना और ऐंठ-ऐंठ कर निचोड़ना और उसका लिहाज़ न करना कि कपड़ा नाजुक है या मज़बूत, रंग का क्या हश्य होगा, बटन कहाँ जायेंगे, लिबास की वज़ा-कता क्या से क्या हो जायेगी, स्त्री ठीक गरम है या नहीं, ठंडी स्त्री करना चाहिये या गरम। बिल्कुल उसी तरह मोअल्लिम को इसकी परवाह नहीं कि तालिब इल्म किस तरह का है, उस पर क्या रंग चढ़ा हुआ है और उसके दिलो-दिमाग का क्या आलम है। वह उसे दे दे मारता है और भुरकस निकाल देता है वह तालिब इल्म की इस्तअदाद, उसके मैलानात और उसकी उलझनों को समझने की कोशिश नहीं करता सिर्फ अपना रंग चढ़ाने का कोशिश करता है चुनांचे यह सारे मराहिल तय करने के बाद जब तालिब इल्म दुनिया के बाज़ार या गाहक के हाथ आता है तो उसके जिस्म, जेहनो-दिमाग सब जवाब दे चुके होते हैं। उस पर रंग भी अजीब होता है। कलफ़ देकर उस पर जो बेतुकी और बेतकान स्त्री की जाती है वह हवादिस के एक ही छींटे या झोंके से कुछ का कुछ हो जाती है। धोबी की यह रवायत मोअल्लिमी में पूरे तौर पर सरायत कर चुकी है।

आपने एक मशहूर सितम ज़रीफ़ का फिकरा सुना होगा, जिसने धोबी को कपड़े पछाड़ते देखकर कहा था कि दुनिया में अकीदा भी क्या चीज़ है उस शख्स को देखिये कपड़े से पत्थर तोड़ डालने के दरपै है। मगर सितम ज़रीफ़ ने हिन्दुस्तानी शोअरा या उश्शाक़ का मोतालेआ किया होता जो सिर्फ़ नंगे-सजदा से मेहबूब का संगे-आस्तौं घिस कर गायब कर देते हैं तो उस पर मालूम नहीं क्या गुज़रती जाती। ये तो पुराने शोअरा का वंतीरा था, हाल के शोअरा का रंग कुछ और है उन्होंने सोसाइटी के मैले कपड़े शारए-आम पर धोने पछाड़ने का नया फ़न ईजाद किया है।

اس قبیل کے شعراء سوسائٹی کی خرابیوں کو دور کرنے کے اتنے قائل اور شاید قائل نہیں رہے ہیں جتنا ان کا شمار بن چکے ہے یا بن جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ ان خرابیوں کی نمائش کرنے اور اس کو ایک فن قرار دیے جانے کی فکر میں ہیں! کم زوریوں کو تسلیم کرنا اور ان کو دور کرنے کوشش کرنا بڑا مستحسن فعل ہے لیکن ان کم زوریوں کو آرٹ یا الہام کا درجہ دینا سمجھنا صرف نا اعلیٰ، بد توفیقی ہے۔ شاعری میں دھوبی کا کاروبار برائے نہیں، لیکن دھوبی اور دھوبی کے گدھے میں تو فرق کرنا ہی پڑے گا۔

میرا ایک دھوبی سے سابقہ رہا ہے جسے بہانے تراشنے میں وہ مہارت حاصل تھی جو اردو اخبارت و رسائل کے اڈیٹروں کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ پرچے کے توقف سے یا بالکل شائع نہ ہونے پر یہ اڈیٹر جس جس طرح کے عذر پیش کرتے ہیں عاشقانہ شعر پڑھتے اور فلمی گانے سناتے ہیں وہ ایک مستقل داستان ہے اور فن بھی، لیکن میرا دھوبی اور اس کی بیوی جس قسم کے حیلے تراشتے ہیں وہ انہیں کا حصہ ہے مثلاً موسم خراب ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ دھوپ نہیں ہوئی کہ کپڑے سوکھتے یا گرد و غبار کا یہ عالم تھا کہ دھلے کپڑے بن دھلے ہو گئے یا دھوپ اتنی سخت تھی کہ دھونے کے لیے کپڑے ترک کرنا یا رکھنا محال ہو گیا۔ صحت خراب ہے، یعنی دھوبی یا دھوبن یا اُن کے لڑکے کے بالے یا دور نزدیک کے رشتہ دار ہر طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہے قسمت خراب ہے، یعنی ان میں سے ایک ورنہ ہر ایک مر گیا۔ زمانہ خراب ہے، یعنی چوری یا فوج داری ہو گئی، گدھا کا نچی ہاؤس بھیج دیا گیا۔ کپڑا خراب ہے یعنی پھٹ گیا، بدرنگ ہو گیا یا گم ہو گیا یا اغوا کر لیا گیا۔ عاقبت خراب ہے، یعنی طرح طرح کی بری خبریں سننے میں آتی ہیں مٹی خراب ہے، یعنی وہ میرے کپڑے دھوتا ہے۔

میرے خلاف اور غالباً آپ میں سے بھی بعض کے خلاف دھوبیوں کو یہ شکایت ہے کہ میں کپڑے اتارنے اور دھوبی کو سپرد کرنے میں زیادہ دیر لگاتا ہوں۔ یہی نہیں بلکہ دھوبی کے حوالے کرنے سے پہلے وہ لوگ جو دھوبی نہیں ہیں یا دھوبی سے بھی گئے گذرے ہیں میرے اترے ہوئے کپڑوں کا میل دور کرنے کے لیے اپنے طور پر کوشش اور تجربے کرتے ہیں، کوئی جو تار گڑ کر کوئی پلیٹ اور دیکھی پونچھ کر، کوئی جھاڑو کا کام لے کر،

इस कबील के शोअरा सोसाइटी की खराबियों को दूर करने के इतने कायल और शायद काबिल नहीं रहे हैं जितना उनका शिकार बन चुके या बन जाने की सलाहियत रखते हैं। वह उन खराबियों की नुमाइश करने और उसको एक फन करार दिये जाने की फ़िक्र में हैं! कमजोरियों को तस्लीम करना और उन को दूर करने की कोशिश करना बड़ा मुस्तहसन फ़ैल है लेकिन इन कमजोरियों को आर्ट या इलहाम का दर्जा देना या समझना सिर्फ़ ना अहली, बद तौफीकी है। शायरी में घोबी का कारोबार बुरा नहीं, लेकिन घोबी और घोबी के गधे में तो फर्क करना ही पड़ेगा।

मेरा एक घोबी से साबेका रहा है जिसे बहाने तराशने में वह महारत हासिल थी जो उर्दू अख़्बारात व रसायल के एडीटरों को भी नसीब न हुई होगी। पर्चे के तवक्कुफ़ से या बिल्कुल शायी न होने पर एडीटर जिस जिस तरह के उज्र पेश करते हैं आशिकाना शेर पढ़ते और फिल्मी गाने सुनाते हैं वह एक मुस्तफ़िल दास्तौ है और फ़न भी, लेकिन मेरा घोबी और उसकी बीवी जिस किस्म के हीले तराशते हैं वह उन्हीं का हिस्सा है मसलन मौसम ख़राब है, इसके ये मानी हैं कि धूप नहीं हुई कि कपड़े सूखते या गर्दो-गुब्बार का यह आलम था कि धुले कपड़े बिन धुले हो गये या धूप इतनी सख़्त थी कि धोने के लिए कपड़े तर करना या रखना मौहाल हो गया। सेहत ख़राब है, यानी घोबन या उनके लड़के के बाले या दूर नज़दीक के रिश्तेदार हर तरह की बीमारियों में मुब्तला रहे किस्मत ख़राब है, यानी उनमें से एक वरना हर एक मर गया। ज़माना ख़राब है, यानी चोरी या फ़ौजदारी हो गई,

गधा कांजी हाउस भेज दिया गया। कपड़ा ख़राब है यानी फट गया, बदरंग हो गया या अग़वा कर लिया गया। आक़ेबत ख़राब है, यानी तरह तरह की बुरी ख़बरें सुनने में आती हैं, मिट्टी ख़राब है, यानी वह मेरे कपड़े धोता है।

मेरे खिलाफ़ और ग़ालेबन आप में से बाज़ के खिलाफ़ घोबियों को यह शिकायत है कि मैं कपड़े उतारने और घोबी के सुपुर्द करने में ज़्यादा देर लगाता हूँ। यही नहीं बल्कि घोबी के हवाले करने से पहले वह लोग जो घोबी नहीं हैं या घोबी से भी गये गुजरे हैं मेरे उतरे हुए कपड़ों का मैल दूर करने के लिए अपने तौर पर कोशिश और तज़ुर्बे करते हैं, कोई जूता रगड़ कर कोई प्लेट और देगची पोंछ कर, कोई झाड़ू का काम ले कर,

کوئی آلوٹاٹر اور کوئی لنگوٹ باندھ کر اور جب یہ تمام تجربے ہو لیے ہوتے ہیں تو وہ کپڑے دھوبی کے حوالے کیے جاتے ہیں۔

دنیا کو رنگ برنگ کے خطروں سے سابقہ رہا ہے۔ مثلاً لال خطرہ، پیلا خطرہ، سفید خطرہ، کالا خطرہ ان سے کسی نہ کسی طرح اور کسی نہ کسی حد تک گلو خلاصی ہوتی رہی ہے، لیکن یہ دھوبی خطرہ زندگی میں بیخ سالہ قسم کی چیز بن کر ساتی ہے کہ نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مصیبت اور مایوسی میں انسان تو ہم پرست ہو جاتا ہے اور ٹوٹنے ٹوٹنے اور فال و تعویذ پر اتر آتا ہے۔ میں نے بھی دھوبی کو ذہن میں تول کر غالب سے رجوع کیا تو فال میں یہ مصرع نکلا ع

ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہر ہاں کیوں ہو!

مایوس ہوں، لیکن چوں کہ غالب یہ بھی کہہ چکے تھے کہ اگلے زمانہ میں کوئی میر بھی تھا اس لیے میر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں سے جواب ملا۔

ہم ہونے تم ہوئے کہ میر ہوئے

اُسی دھوبی کے سب اسیر ہوئے

بہ ایں ہمہ دھوبی جس دن دھلے کپڑے لاتا ہے اور میلے کپڑے لے جاتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے گھر میں برکتیں آگئیں اور بلائیں دور ہوئیں۔ چاندنی، چادریں، غلاف، پردے، دسترخوان، میز پوش سب بدل دیے گئے۔ نہادھو کر چھوٹے بڑوں نے صاف ستھرے کپڑے پہنے، طبیعت شگفتہ ہو گئی اور کچھ نہیں تو تھوڑی دیر کے لیے یہ محسوس ہونے لگا کہ زندگی بہر حال اتنی دُرُحمن نہیں ہے جتنی کہ بتائی جاتی ہے اور کبھی کبھی محسوس بھی ہونے لگتی ہے!

कोई आलू टमाटर और लंगोट बांध कर और जब यह तमाम तजुर्बे हो लिए जाते हैं तो वह कपड़े धोबी के हवाले किये जाते हैं।

दुनिया को रंग बरंग खतरों से साबका रहा है। मसलन लाल खतरा, पीला खतरा, सफेद खतरा, काला खतरा इन से किसी न किसी तरह और किसी न किसी हद तक गुलूखलासी होती रही है, लेकिन धोबी खतरा जिन्दगी में पंज-साला किस्म की चीज़ बनकर समाती है कि नजात की कोई सूरत नज़र नहीं आती। मुसीबत और मायूसी में इन्सान तवहहुमपरस्त हो जाता है और टोने टोटके और फालो-तावीज़ पर उतर आता है। मैंने भी धोबी को जेहन में तौल कर ग़ालिब से रुजूअ किया तो फाल में यह मिसरा निकला —

तेरे बे मेहर कहने से वह तुझ पर मेहरबाँ क्यों हो!

मायूस हूँ, लेकिन चूँकि ग़ालिब यह भी कह चुके थे कि अगले ज़माने में कोई मीर भी था इसलिए मीर साहब की ख़िदमत में हाज़िर हुआ। वहाँ से जवाब मिला —

हम हुए तुम हुए कि मीर हुए

उसी धोबी के सब असीर हुए

बई हमा धोबी जिस दिन धुले कपड़े लाता और मैले कपड़े ले जाता है ऐसा महसूस होता है जैसे घर में बरकतें आगयीं और बलायें दूर हुयीं। चांदनी, चादरें, ग़िलाफ़, पर्दे, दस्तरख़ान, मेज़पोश सब बदल दिये गये। नहा धोकर बड़ो ने साफ़ सुथरे कपड़े पहने, तबीअत शगुफ़ता हो गई और कुछ नहीं तो थोड़ी देर के लिए यह महसूस होने लगा कि जिन्दगी बहर हाल इतनी पुर मेहन नहीं है जितनी कि बताई जाती है और कभी-कभी महसूस भी होने लगती है!

گتے

علم الحیوانات کے پروفیسروں سے پوچھا۔ سلوتریوں سے دریافت کیا۔ خود سرکھپاتے رہے لیکن کبھی سمجھ میں نہ آیا۔ کہ آخر کتوں کا فائدہ کیا ہے؟ گائے کو لیجیے۔ دودھ دیتی ہے۔ بکری کو لیجیے۔ دودھ دیتی ہے اور میٹنیاں بھی۔ یہ گتے کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگے کہ کٹا وفادار جانور ہے۔ اب جناب، وفاداری اگر اسی کا نام ہے کہ شام کے سات بجے سے جو بھونکنا شروع کیا۔ تو لگا تار بغیر دم لے صبح کے چھ بجے تک بھونکتے چلے گئے۔ تو ہم لنڈورے ہی بھلے۔ کل ہی کی بات ہے کہ رات کے کوئی گیارہ بجے ایک گتے کی طبیعت جو ذرا گدگدائی۔ تو انھوں نے باہر سڑک پر آکر طرح کا ایک مصرعہ دے دیا۔ ایک آدھ منٹ کے بعد سامنے کے بنگلے میں سے ایک گتے نے مطلع عرض کر دیا۔ اب جناب ایک کہنہ مشق استاد کو جو غصہ آیا۔ ایک حلوائی کے چولھے میں سے باہر لپکے اور بھٹا کے پوری غزل مقطع تک کہہ گئے۔ اس پر شمال مشرق کی طرف سے ایک قدر شناس گتے نے زوروں کی داد دی۔ اب تو حضرت وہ مشاعرہ گرم ہوا کہ کچھ نہ پوچھیے کم بخت بعض تو دو غزلے سے غزلے لکھ کر لائے تھے۔ کئی ایک نے فی البدیہہ قصیدے کے قصیدے پڑھ ڈالے۔ وہ ہنگامہ گرم ہوا کہ ٹھنڈا ہونے میں نہ آتا تھا۔ ہم نے کھڑکی میں سے ہزاروں دفعہ ”آرڈر، آرڈر“ پکارا۔ لیکن ایسے موقعوں پر پردھان کی بھی کوئی نہیں سنتا۔ اب ان سے کوئی پوچھے کہ میاں تمھیں ایسا ہی ضروری مشاعرہ کرنا تھا تو دریا کے کنارے

कुत्ते

इल्मे-हैवानात के प्रोफेसरों से पूछा। सलोत्रियों¹ से दरियाएत किया। खुद सर खपाते रहे लेकिन कभी समझ में न आया कि आखिर कुत्तों का क्या फायदा? गाय को लीजिये। दूध देती है। बकरी को लीजिये। दूध देती है और मेंगनियाँ भी। ये कुत्ते क्या करते हैं? कहने लगे कि कुत्ता वफ़ादार जानवर है। अब जनाब, वफ़ादारी अगर इसी का नाम है कि शाम के सात बजे से जो भैंकना शुरू किया तो लगातार बगैर दम लिये सुबह के छः बजे तक भैंकते चले गये। तो हम लंडूरे ही भले। कल ही की बात है कि रात के कोई ग्यारह बजे एक कुत्ते की तबीअत जो ज़रा गुदगुदाई, तो उन्होंने बाहर सड़क पर आकर तरह का एक मिसरा दे दिया। एक आध मिनट के बाद सामने के बंगले में से एक कुत्ते ने मतला अर्ज कर दिया। अब जनाब एक कोहना मश्क़ उस्ताद को जो गुस्सा आया। एक हलवाई के चूल्हे में से बाहर लपके और भिन्ना कर पूरी गज़ल मक्ते तक कह गये। इस पर शुमाल-मशरिक की तरफ़ से एक कद्र-शनास कुत्ते ने जोरों की दाद दी। अब तो हज़रत वह मुशायरा गर्म हुआ कि कुछ न पूछिये कमबख़्त बाज़ तो दो-गज़ले सेह-गज़ले लिख कर लाये थे। कई एक ने फ़िलबदीह कसीदे के कसीदे पढ़ डाले। वह हंगामा गर्म हुआ कि ठंडा होने में न आता था। हम ने खिड़की में से हज़ारों दफ़ा "आर्डर, आर्डर" पुकारा। लेकिन ऐसे मौकों पर परधान की भी कोई नहीं सुनता। अब उनसे कोई पूछे कि मियौं तुम्हें ऐसा ही ज़रूरी मुशायरा करना था तो दरिया के किनारे

1. घोड़े का डाक्टर

کھلی ہو امیں جا کر طبع آزمائی کرتے یہ گھروں کے درمیان آکر سوتوں کو ستانا کون سی شرافت ہے؟

اور پھر ہم دیسی لوگوں کے نکتے بھی کچھ عجیب بدتمیز واقع ہوئے ہیں۔ اکثر تو ان میں ایسے قوم پرست ہیں کہ پتلون کوٹ کو دیکھ کر بھونکنے لگ جاتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک حد تک قابل تعریف بھی ہے۔ اس کا ذکر ہی جانے دیجیے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات ہے یعنی ہمیں بارہا ڈالیاں لے کر صاحب لوگوں کے بنگلوں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ خدا کی قسم ان کتوں میں وہ شائستگی دیکھی ہے کہ عیش عیش کرتے لوٹ آتے ہیں۔ جوں ہی ہم بنگلے کے دروازے میں داخل ہوئے۔ کتے نے براہِ آبدے میں کھڑے کھڑے ایک ہلکی سے ”نخ“ کر دی۔ اور پھر منہ بند کر کے کھڑا ہو گیا۔ ہم آگے بڑھے تو اس نے بھی چار قدم آگے بڑھ کر ایک نازک اور پاکیزہ آواز میں پھر ”نخ“ کر دی۔ چوکیداری کی چوکیداری۔ موسیقی کی موسیقی۔ ہمارے نکتے ہیں کہ نہ راگ نہ سُر۔ نہ سر نہ پیر تان نہ تان لگائے جاتے ہیں۔ بے تانے کہیں کے۔ نہ موقع دیکھتے ہیں نہ وقت پہچانتے ہیں۔ گلے بازی کیے جاتے ہیں۔ گھمنڈ اس بات پر ہے کہ تان سین اسی ملک میں تو پیدا ہوا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے تعلقات کتوں سے ذرا کشیدہ ہی رہے ہیں۔ لیکن ہم سے قسم لے لیجیے جو ایسے موقع پر ہم نے کبھی سیدہ گرہ سے منہ موڑا ہو۔ شاید آپ اس کو تعلق سمجھیں۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ آج تک کبھی کسی کتے پر ہاتھ اٹھ ہی نہ سکا اکثر دوستوں نے صلاح دی کہ رات کے وقت لائچی چھڑی ضرور ہاتھ میں رکھنی چاہیے کہ دافع بلیات ہے، لیکن ہم کسی سے خواہ مخواہ عداوت پیدا کرنا نہیں چاہتے کتے کے بھونکتے ہی ہماری طبعی شرافت ہم پر اس درجہ غلبہ پا جاتی ہے۔ کہ آپ ہمیں اگر اس وقت دیکھیں تو یقیناً یہی سمجھیں گے کہ ہم بُردل ہیں شاید آپ اس وقت یہ بھی اندازہ لگالیں کہ ہمارا گلا خشک ہوا جاتا ہے۔ یہ البتہ ٹھیک ہے۔ ایسے موقع پر کبھی میں گانے کی کوشش کروں تو کھرج کی سُروں کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ اگر آپ نے بھی ہم جیسی طبیعت پائی ہو تو آپ دیکھیں گے کہ ایسے موقع پر آیتہ الکرسی آپ کے ذہن سے اُتر جائے گی۔ اس کی جگہ آپ شاید دعائے قنوت پڑھنے لگ جائیں۔

खुली हवा में जाकर तबा-आजमाई करते ये घरों के दरमियान आकर सोतों को सताना कौन सी शराफ़त है?

और फिर हम देसी लोगों के कुत्ते भी कुछ अजीब बदतमीज़ वाके हुए हैं। अक्सर तो उनमें ऐसे कौम परस्त हैं कि पतलून कोट को देख कर भौंकने लग जाते हैं। ख़ैर ये तो एक हद तक काबिले-तारीफ़ भी है। इसका ज़िक्र ही जाने दीजिये। इसके अलावा एक और बात है यानी हमें बारहा डालियौं लेकर साहब लोगों के बंगलों पर जाने का इत्तेफ़ाक़ हुआ। खुदा की कसम इन कुत्तों में वह शाइस्तगी देखी कि अश-अश करते लौट आये हैं। ज्यों ही हम बंगले के दरवाज़े में दाख़िल हुए। कुत्ते ने बरामदे में खड़े-खड़े एक हल्की से "बख़" कर दर और मुँह बंद कर के खड़ा हो गया। हम आगे बढ़े जो उसने भी चार कदम आगे बढ़कर एक नाजुक और पाकीज़ा आवाज़ में फिर "बख़" कर दी। चौकीदारी की चौकीदारी, मौसीकी की मौसीकी। हमारे कुत्ते हैं कि न राग न सुर। न सर न पैर, तान पे तान लगाये जाते हैं। बे ताने कहीं के। न मौका देखते हैं न वक़्त पहचानते हैं। गले बाज़ी किये जाते हैं। घमंड इस बात पर है कि तानसेन इसी मुल्क में तो पैदा हुआ था।

इसमें शक नहीं कि हमारे तअल्लुकात कुत्तों से ज़रा कशीदा¹ ही रहे हैं। लेकिन हम से कसम ले लीजिये जो ऐसे मौकों पर हम ने कमी सत्यागरह से मुँह मोड़ा हो। शायद आप इसको तअल्ली समझें। लेकिन खुदा शाहिद है कि आज तक कमी भी किसी कुत्ते पर हाथ उठ ही न सका। अक्सर दोस्तों ने सलाह दी कि रात के वक़्त लाठी छड़ी ज़रूर हाथ में रखनी चाहिए कि दाफ़ए-बलाइयात है, लेकिन हम किसी से ख़्वाहमख़्वाह अदावत पैदा नहीं करना चाहते। कुत्ते के भौंकते ही हमारी तबई शराफ़त हम पर इस दर्जा ग़लबा पा जाती है कि आप हमें अगर उस वक़्त देखें तो यकीनन यही समझेंगे कि हम बुज़दिल हैं। शायद आप उस वक़्त ये भी अंदाज़ा लगा लें कि हमारा ग़ला ख़ुरक हुआ जाता है। ये अलबत्ता ठीक है ऐसे मौकों पर कमी में गाने की कोशिश करूँ तो खरज की सुरों के सिवा कुछ नहीं निकलता। अगर आपने भी हम जैसी तबीअत पाई हो तो आप देखेंगे कि ऐसे मौके पर आयतलकुरसी आपके जेहन से उतर जायेगी। इसकी जगह आप शायद दुआएकुनूत पढ़ने लग जायें।

1. खिंचे हुए

بعض اوقات ایسا اتفاق بھی ہوا ہے کہ رات کے دو بجے چھڑی گھماتے تھیز سے واپس آرہے ہیں۔ اور نائک کے کسی نہ کسی گیت کی طرز ذہن میں بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں چونکہ گیت کے الفاظ یاد نہیں اور نوشتی کا عالم بھی ہے۔ اس لیے سیٹی پر اکتفا کی ہے کہ بے سُرے بھی ہو گئے تو کوئی یہی سمجھے گا۔ انگریزی موسیقی ہے۔ اتنے میں ایک موڑ پر سے جوڑے تو سامنے ایک بکری بندھی تھی۔ ذرا تصور ملاحظہ ہو۔ آنکھوں نے اُسے بھی ستادیکھا۔ ایک تو سٹا اور پھر بکری کی جسامت کا گویا بہت ہی سٹا۔ بس ہاتھ پاؤں مٹھول گئے۔ چھڑی کی گردش دہمی ہوتے ہوتے ایک نہایت ہی نامعقول زاویے پر ہوا میں کہیں ٹھہر گئی۔ سیٹی کی موسیقی بھی تھر تھرا کر خاموش ہو گئی۔ لیکن کیا مجال جو ہماری تھوٹنی کی مخروطی شکل میں ذرا بھی فرق آیا ہو۔ گویا ایک بے آواز لے ابھی تک نکل رہی ہے۔ طب کا مسئلہ ہے کہ ایسے موقعوں پر اگر سردی کے موسم میں بھی پسینہ آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بعد میں پھر سوکھ جاتا ہے۔

چونکہ ہم طبعاً ذرا محتاط ہیں۔ اس لیے آج تک کتنے کے کاٹنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ یعنی کسی کتنے نے آج تک ہم کو کبھی نہیں کاٹا۔ اگر ایسا سانحہ پیش آیا ہوتا تو اس سرگزشت کی بجائے آج ہمارا مرثیہ چھپ رہا ہوتا۔ تاریخی مصرعہ دعائیہ ہوتا ہے کہ ”اس کتنے کی مٹی سے بھی عثا گھاس پیدا ہو۔“ لیکن۔

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے سب رہ بُری بلا ہے
مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

جب تک اس دنیا میں کتنے موجود ہیں اور بھونکنے پر مصر ہیں۔ سمجھ لیجیے کہ ہم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ اور پھر ان کٹوں کے بھونکنے کے اصول بھی تو کچھ نرالے ہیں۔ یعنی ایک معددی مرض ہے اور پھر پنجوں، بوڑھوں سبھی کو لاحق ہے اگر کوئی بھاری بھر کم اسفند یا رکتا کبھی کبھی اپنے رعب اور دبے کو قائم رکھنے کے لیے بھونک لے۔ تو ہم بھی چارونا چار کہہ دیں کہ بھونک (اگر چہ ایسے وقت میں اس کو زنجیر سے بندھا ہونا چاہیے) لیکن یہ کم بخت دوروزہ سروروزہ دو دو تین تین تو لے کے پلے بھی بھونکنے سے باز نہیں آتے۔ باریک آواز ذرا سا پیچ پر وہ اس پر بھی اتنا زور لگا کر بھونکتے ہیں کہ آواز کی

बाज़ औकात ऐसा इत्तेफ़ाक़ भी हुआ है कि रात के दो बजे छड़ी घुमाते थियेटर से वापस आ रहे हैं और नाटक के किसी न किसी गीत की तर्ज़ ज़ेहन में बिठाने की कोशिश कर रहे हैं चूँकि गीत के अल्फ़ाज़ याद नहीं और नौमश्की का आलम भी है। इसलिए सीटी पर इक्ताफ़ा की है कि बे सुरे भी हो गये तो कोई यही समझेगा अंग्रेज़ी मौसीकी है। इतने में एक मोड़ पर जो मुड़े तो सामने एक बकरी बंधी थी। ज़रा तसव्वुर मुलाहिज़ा हो। आँखों ने उसे भी कुत्ता देखा। एक तो कुत्ता और फिर बकरी की जसामत का गोया बहुत ही कुत्ता। बस हाथ पॉव फूल गये। छड़ी की गर्दिश धीमी होते होते एक निहायत नामाकूल जाविये¹ पर हवा में कहीं ठहर गई। सीटी की मौसीकी भी कहीं थर्रा कर खामोश हो गई। लेकिन क्या मजाल जो हमारी थूथनी की मखरूती शक्ल में ज़रा फ़र्क़ आया हो। गोया एक बेआवाज़ लै अभी तक निकल रही है। तिब का मसला है कि ऐसे मौकों पर अगर सर्दी के मौसम में भी पसीना आ जाये तो कोई मुज़ायका नहीं। बाद में फिर सूख जाता है।

चूँकि हम तबअन ज़रा मोहतात हैं इसलिए आज तक कुत्ते के काटने का कमी इत्तेफ़ाक़ नहीं हुआ। यानी किसी कुत्ते ने आज तक हम को कमी नहीं काटा। अगर ऐसा सानेहा पेश आया तो इस सरगुज़रत की बजाए मेरा मरसिया छप रहा होता। तारीख़ी मिसरा दुआइया होता कि "इस कुत्ते की मिट्टी से भी कुत्ता घास पैदा हो।" लेकिन —
कहूँ किस से मैं कि क्या है सगे-रह² बुरी बला है
मुझे क्या बुरा था मरना अगर एक बार होता

जब तक इस दुनिया में कुत्ते मौजूद हैं और मौक़ने पर मुसिर हैं समझ लीजिये कि हम कब्र में पॉव लटकाये बैठे हैं। और फिर इन कुत्तों के मौक़ने के उसूल भी तो कुछ निराले हैं। यानी एक मुतअदी मर्ज़ है और फिर बच्चों, बूढ़ों सभी को लाहक़ है अगर कोई भारी भरकम असफ़न्दयार कुत्ता कमी कमी अपने रोब और दबदबे को कायम रखने के लिये मौक़ ले। तो हम भी चारो ना चार कह दें कि भई मौक़ (अगर ऐसे वक़्त में उसको जंजीर से बंधा होना चाहिये) लेकिन ये कमबख़्त दो रोज़ा सह रोज़ा दो-दो, तीन-तीन तोले के पिल्ले भी मौक़ने से बाज़ नहीं आते। बारीक़ आवाज़ ज़रा से फ़ेफ़ड़े उस पर इतना ज़ोर लगा कर मौक़ते हैं कि आवाज़ की

1. कोण

2. रास्ते का कुत्ता

لرزش دم تک پہنچتی ہے اور پھر بھونکتے ہیں چلتی موٹر کے سامنے آ کر گویا اسے روک ہی تو لیں گے۔ اب اگر یہ خاکسار موٹر چلا رہا ہو تو قطعاً ہاتھ کام کرنے سے انکار کر دیں۔ لیکن ہر کوئی یوں ان کی جان بخشی تھوڑا ہی کرے گا؟

کتوں کے بھونکنے پر مجھے سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ان کی آواز سوچنے کے تمام قویٰ کو معطل کر دیتی ہے خصوصاً جب کسی دوکان کے تختے کے نیچے سے ان کا ایک پورا خفیہ جلسہ باہر سڑک پر آ کر تبلیغ کا کام شروع کر دے۔ تو آپ ہی کہیے ہوش ٹھکانے رہ سکتے ہیں؟ ہر ایک کی طرف باری باری متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ کچھ ان کا شور کچھ ہماری صدائے احتجاج (زیر لب) بے ذہنی حرکات و سکنات (حرکات انکی سکنات ہماری) اس ہنگامے میں دماغ بھلا خاک کام کر سکتا ہے؟ اگرچہ یہ مجھے بھی نہیں معلوم کہ اگر ایسے موقع پر دماغ کام کرے بھی تو کیا تیر مارے گا؟ بہر صورت کتوں کی یہ پرلے درجے کی نا انصافی میرے نزدیک ہمیشہ قابل نفیس رہی ہے۔ اگر ان کا ایک نمائندہ شرافت کے ساتھ ہم سے آ کر کہہ دے کہ عالی جناب سڑک بند ہے۔ تو خدا کی قسم ہم بغیر چون و چرا کیے لوٹ جائیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہم نے کتوں کی درخواست پر کئی راتیں سڑکیں ٹاپنے میں گزار دی ہیں۔ لیکن پوری مجلس کو یوں حقیقہ و متحدہ طور پر سینہ زوری کرنا ایک کمینہ حرکت ہے (قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر ان کا کوئی عزیز و محترم کتا کمرے میں موجود ہو۔ تو یہ مضمون بلند آواز سے نہ پڑھا جائے۔ مجھے کسی کی دل شکنی مطلوب نہیں۔)

خدا نے ہر قوم میں نیک افراد بھی پیدا کیے ہیں۔ کتے اس کلیئے سے مستثنیٰ نہیں آپ نے خدا ترس کتا بھی ضرور دیکھا ہوگا۔ عموماً اس کے جسم پر تپسیا کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جب چلتا ہے تو اس مسکینی اور عجز سے گویا بارگناہ کا احساس آنکھ نہیں اٹھانے دیتا۔ دُم اکثر پیٹ کے ساتھ لگی ہوتی ہے۔ سڑک کے بچوں سچ غور و فکر کے لیے لیٹ جاتا ہے۔ اور آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ شکل بالکل فلاسفوں کی سی اور شجرہ دیو جانس کلیبی سے ملتا ہے۔ کسی گاڑی والے نے متواتر بگل بجایا۔ گاڑی کے مختلف حصوں کو کھٹکھٹایا۔ لوگوں سے کہلویا۔ خود دس بارہ دفعہ آوازیں دیں۔ تو آپ نے سر کو وہیں زمین پر رکھے سرخ خمور آنکھوں کو کھولا۔ صورتِ حالات کو ایک نظر دیکھا اور پھر آنکھیں بند

लर्जिश दम तक पहुँचती है और फिर भौंकते हैं, चलती मोटर के सामने आकर गोया उसे रोक ही लेंगे। अब अगर यह खाकसार मोटर चला रहा हो तो कतअन हाथ काम करने से इन्कार कर दें। लेकिन हर कोई यूँ उनकी जाँ-बख्शी थोड़े ही करेगा?

कुत्तों के भौंकने पर मुझे सब से बड़ा एतराज यह है कि उनकी आवाज सोचने के तमाम कुवा को मुअत्तल कर देती है खुसूसन जब किसी दूकान के तख्ते के नीचे से उनका एक पूरा खुफिया जलसा बाहर सड़क पर आकर तबलीग का काम शुरू कर दे। तो आप ही कहिये होश ठिकाने रह सकते हैं? हर एक की तरफ़ बारी-बारी मोतवज्जा होना पड़ता है। कुछ उनका शोर कुछ हमारी सदाये एहतजाज (ज़ेरे-लब) बेढंगी हरकातो-सकनात (हरकात उनकी सकनात हमारी) इस हंगामे में दिमाग़ भला खाक काम कर सकता है? अगरचे यह मुझे भी नहीं मालूम कि अगर ऐसे मौके पर दिमाग़ काम करे भी तो क्या तीर मार लेगा? बहर सूरत कुत्तों की ये परले दर्जे की ना इन्साफी मेरे नजदीक हमेशा काबिले नफरी रही है। अगर उनका एक नुमाइन्दा शराफ़त के साथ हम से आकर कह दे कि आली जनाब सड़क बन्द है, तो खुदा की कसम हम बग़ैर चूँ-चरा किये लौट जायें और ये कोई नई बात नहीं। हम ने कुत्तों की दरखास्त पर कई रातें सड़कें नापने में गुजार दी हैं। लेकिन पूरी मजलिस को यूँ मुतफ़िका व मुतहिदा तौर पर सीना जोरी करना एक कमीनी हरकत है (कारेईन हजरात की खिदमत में अर्ज है कि अगर उनका कोई अज़ीज़ो-मोहतरम कुत्ता कमरे में मौजूद हो तो यह मज़मून बुलन्द आवाज़ से न पढ़ा जाए। मुझे किसी की दिल-शिकनी मतलूब नहीं।) खुदा ने हर कौम में नेक अफ़राद भी पैदा किये हैं। कुत्ते इस कुल्लिइये से, मुस्तस्ना नहीं। आप ने खुदा तरस कुत्ता भी ज़रूर देखा होगा। उमूमन उसके जिस्म पर तपस्या के असरात जाहिर होते हैं। जब चलता है तो मिसकीनी और इज़्ज से गोया बारे-गुनाह का एहसास आँख नहीं उठाने देता। दुम अक्सर पेट के साथ लगी होती है। सड़क के बीचो-बीच ग़ौरो-फ़िक्र के लिये लेट जाता है और आँखें बन्द कर लेता है। शक़ल बिल्कुल फ़िलासफ़रों की सी और शजरा देव जान्स कल्बी से मिलता है। किसी गाड़ी वाले ने मुतवातिर बिगुल बजाया। गाड़ी के मुख़्तलिफ़ हिस्सों को खटखटाया। लोगों से कहलवाया। खुद दस बारह दफ़ा आवाज़ें दीं तो आप ने सर को वहीं ज़मीन पर रखे सुख़ मख़मूर आँखों को खोला। सूरते-हालात को एक नज़र देखा और फिर आँखें बन्द

کر لیں۔ کسی نے ایک چابک لگا دیا۔ تو آپ نہایت اطمینان کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر ایک گز پرے جا لیے۔ اور خیالات کے سلسلے کو جہاں سے وہ ٹوٹ گیا تھا وہیں سے پھر شروع کر دیا۔ کسی بائیکل والے نے گھنٹی بجائی تو لیٹے لیٹے ہی سمجھ گئے کہ بائیکل ہے۔ ایسی چھپوری چیزوں کے لیے وہ راستہ چھوڑ دینا فقیری کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ رات کے وقت یہی عمتا اپنی خشک پتلی سی دُم کو تاحید امکان سڑک پر پھیلا کر رکھتا ہے۔ اس سے محض خدا کے برگزیدہ بندوں کی آزمائش مقصود ہوتی ہے۔ جہاں آپ نے غلطی سے اس پر پاؤں رکھ دیا۔ انھوں نے غیض و غضب کے لہجہ میں آپ سے پرسش شروع کر دی۔ ”بچا فقیروں کو چھینتا ہے۔ نظر نہیں آتا۔ ہم سادھو لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔“ بس اس فقیر کی بددعا سے اسی وقت رعشہ شروع ہو جاتا ہے۔ بعد میں کئی راتوں تک یہی خواب نظر آتے رہتے ہیں کہ بے شمار کتے ٹانگوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔ اور جانے نہیں دیتے۔ آنکھ کھلتی ہے تو پاؤں چار پائی کی اڈوان میں پھنسے ہوتے ہیں!

اگر خدا مجھے کچھ عرصے کے لیے اعلیٰ قسم کے بھونکنے اور کاٹنے کی طاقت عطا فرمائے۔ تو جنوں انتقام میرے پاس کافی مقدار میں ہے۔ رفتہ رفتہ سب کتے علاج کے لیے کسولی پہنچ جائیں۔ ایک شعر ہے۔

عربی تو میندیش زغوغائے رقیباں

آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدارا

یہی وہ خلافِ فطرت شاعری ہے جو ایشیا کے لیے باعثِ ننگ ہے۔ انگریزی میں ایک مثل ہے کہ۔ ”بھونکتے ہوئے کتے کا ٹانہ نہیں کرتے۔“ یہ جاسوسی لیکن کون جانتا ہے کہ بھونکتا ہوا عمتا کب بھونکتا بند کر دے؟ اور کاٹنا شروع کر دے!

बंद कर लें। किसी ने एक चाबुक लगा दिया तो आप निहायत इत्मीनान के साथ वहाँ से उठकर एक गज़ परे जा लेते। और खयालात के सिलसिले को जहाँ से वह टूट गया था वहीं से फिर शुरु कर दिया। किसी बाइसिकिल वाले ने घंटी बजाई तो लेटे-लेटे ही समझ गये कि बाइसिकिल है। ऐसी छिछोरी चीजों के लिए वह रास्ता छोड़ देना फ़कीरी की शान के खिलाफ़ समझते हैं।

रात के वक़्त यही कुत्ता अपनी खुशद पतली दुम को ताबहदे-इमकान¹ सड़क पर फैलाकर रखता है। उस से महज़ खुदा के बरगुज़ीदा बन्दों की आजमाइश मकसूद होती है। जहाँ आप ने ग़लती से उस पर पाँव रख दिया, उन्होंने गैज़ो-ग़ज़ब के लहजे में आपकी पुरसिश शुरु कर दी। “बच्चा फ़कीर को छेड़ता है। नज़र नहीं आता। हम साधू लोग यहाँ बैठे हैं।” बस उस फ़कीर की बददुआ से उसी वक़्त राश² शुरु हो जाता है। बाद में कई रातों तक यही ख़्वाब नज़र आते रहते हैं कि बेशुमार कुत्ते टोंगों से लिपटे हुए हैं। और जाने नहीं देते। आँख खुलती है तो पाँव चारपाई की अदवान में फंसे होते हैं!

अगर खुदा मुझे कुछ अर्से के लिये आला किस्म के भौकने और काटने की ताक़त अता फर्माये तो जुनूने-इन्तक़ाम मेरे पास काफ़ी मिक्दार में है। रफ़ता-रफ़ता सब कुत्ते इलाज के लिये कसौली पहुँच जायें। एक शेर है -

उफ़ी तो मअन्देश ज़े गोगाए रकीबाँ
आवाज़े सगाँ कम न कुनद रज़के गदारा³

यही वह खिलाफ़े-फ़ितरत शायरी है जो एशिया के लिए बाएसे नंग है। अंग्रेज़ी में एक मसल है “भौकते हुए कुत्ते काटा नहीं करते।” ये बजा सही लेकिन कौन जानता है कि भौकता हुआ कुत्ता कब भौकना बन्द कर दे? और काटना शुरु कर दे!

1. जहाँ तक मुमकिन हो 2. कंपन 3. ऐ उफ़ी तू दुश्मनों की फ़िक्र मत कर क्योंकि कुत्तों की आवाज़ें फ़कीर के रिज़क को कम नहीं कर सकती।

جنسِ ہنر بیچتا ہوں

عین اس وقت جب بیروزگاری سے تنگ آ کر یہ فیصلہ کر رہے تھے کہ نمائش میں ایک اسٹال لے کر چاٹ کی دوکان کھولیں اور وہی بڑے بیچ کر کسی طرح پیٹ تو پالیں۔

مرزا صاحب نے آکر ملازمت کا مژدہ سنایا۔ سوکھے دھانوں پر پانی برساجی چاہا مرزا کے قدموں پر گر کر مارے شکرگزاری کے جان دے دیں۔ کہاں ملتے ہیں کسی کو ایسے دوست جو سیہ بختی میں بھی ساتھ نہ چھوڑیں اور وقت پر یوں کام آئیں۔ ایک تو ملازمت ڈھونڈھی پھر وہ بھی ایسی ملازمت کیوں ریاست کہیے اُس کو۔ سو روپیہ ماہوار تنخواہ، کھانا نواب صاحب کے ساتھ اُن ہی کے دسترخوان پر، رہنے کو مکان۔ سواری میں موٹر۔ خدمت کے لیے نواب صاحب کے بے شمار خدمت گار موجود اور کام صرف یہ کہ نواب صاحب کے کلام پر اصلاح دے دیا کریں۔ گویا استادشہ۔ جس سے غالب کی بھی یہ تاب، یہ مجال اور یہ طاقت نہ تھی کہ پر خاش کا خیال کرتے۔ دیر تک تو یہ یقین ہی نہیں آیا کہ مرزا جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے اور جب یقین آیا اور ان کا شکر یہ ادا کرنا چاہا تو وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار نظر آئے۔

जिन्से-हुनर बेचता हूँ

ऐन उस वक्त जब बेरोज़गारी से तंग आकर यह फैसला कर रहे थे कि नुमाइश में एक स्टाल लेकर चाट की दूकान खोलें और दही बड़े बेचकर किसी तरह पेट पालें। मिर्जा साहब ने आकर मुलाजमत का मुजदा¹ सुनाया। सूखे धानों पर पानी बरसा, जी चाहा मिर्जा के कदमों में गिरकर मारे शुक्रगुजारी के जान दे दें। कहाँ मिलते हैं किसी को ऐसे दोस्त जो सियह-बख्शी² में भी साथ न छोड़ें और वक्त पर यूँ काम आयें। एक तो मुलाजमत ढूंढी फिर वह भी ऐसी मुलाजमत क्यों रियासत कहिये उसको। सौ रुपया माहवार तनख्वाह, खाना नवाब साहब के साथ उन्हीं के दस्तरख्वान पर, रहने को मकान। सवारी में मोटर। खिदमत के लिए नवाब साहब के बेशुमार खिदमतगार मौजूद और काम सिर्फ यह कि नवाब साहब के कलाम पर इस्लाह दे दिया करें। गोया उस्तादे-शह। जिस से ग़ालिब की भी यह ताब, यह मजाल और यह ताकत न थी कि परखाश³ का खयाल करते। देर तक तो यह यकीन ही नहीं आया कि मिर्जा जो कुछ कह रहे हैं वह सच है और जब यकीन आया और उनका शुक्रिया अदा करना चाहा तो वह हवा के घोड़े पर सवार नज़र आये।

1. खुशख़बरी

2. दुर्भाग्य, बुरे दिन

3. रंजिश

”یعنی عجیب منحوس ہو۔ میں نواب صاحب سے کہہ کر آیا ہوں کہ ابھی لارہا ہوں تم کو اور تم ہو کہ منہ اٹھائے بیٹھے ہو چغدی طرح۔ کپڑے پہن کر چلو نا میرے ساتھ پھر ان کے حرم سرا میں جانے کا وقت آجائے گا۔

جلدی جلدی کپڑے بدلے اور ہر چند کہ سو پشت سے آبا کا پیشہ کچھ سپہ گری ہی کی قسم کا تھا مگر آج چوں کہ شاعری ذریعہ عزت بن رہی تھی لہذا اپنے کو اپنے نزدیک بڑا استاد السلطان بنا کر مرزا کے ساتھ ہو لیے۔ راستہ بھر مرزا آداب دربار سمجھاتے رہے اور بار بار یہ اصرار کہ ذرا لیے دیے رہنا اپنے کو گر اڑا ثابت نہ کرنا۔ کلام کی فرمائش ہو تو ذرا کوئی ٹھاٹھ دار چیز سنانا۔ اور پڑھنے کا انداز ایسا ہو کہ جھوم ہی تو جائیں سب۔ ہم ایک ایک بات گرہ میں باندھتے ہوئے آخر نواب صاحب کی کوشی کے دروازے پر جا پہنچے۔ یہاں مرزا نے آخری مرتبہ ہم کو سر سے پیر تک دیکھا اور ہر طرح کا اطمینان کرنے کے بعد آخری بات سمجھاتے ہوئے کہا۔ ”اگر اتفاق سے نواب صاحب بہادر اپنا کلام سنانے خود بیٹھ جائیں تو خواہ وہ کتنا ہی مہمل ہو مگر تم داد دینے میں زمین آسمان کے قلابے ملا دینا۔“ اور اس آخری ہدایت کے بعد وہ ہم کو لے کر کوشی میں داخل ہو گئے۔

کوشی کے سبزہ زار پر اس وقت دربار لگا ہوا تھا کرسیوں پر حاضرین بیٹھے ہوئے تھے اور صدر میں ایک تخت پر ابوالہول کی نسل کے ایک بزرگ گاؤ تکیہ کا سہارا لیے اپنے شفاف سر پر خدمت گار سے تیل کی مالش کروا رہے تھے کہ مرزا صاحب نے پہنچ کر فرشی سلام کرتے ہوئے کہا۔ ”حضور والا دیکھیے آخر میں لے ہی آیا ختجر صاحب کو، شاگردوں کا ایک جم غفیر تھا اور اصلاح دینے کا سلسلہ جاری تھا مگر حضور کا نام لیا تو بیچارے سب کچھ چھوڑ کر چلے آئے۔

ہم نے بھی فرشی سلام کیا۔ نواب صاحب نے بمشکل تمام اپنا بوجھ خود اٹھا کر ذرا سا ابھرتے ہوئے فرمایا۔ تشریف رکھیے۔ آپ کی بڑی تعریف سنی ہے مرزا صاحب سے، تو آپ کس قسم کے شعر بناتے ہیں؟“

ایک دم چکر سا آگیا یا اللہ، ”یہ شعر بنانا“ کیا ہوتا ہے۔ مگر شکر ہے کہ مرزا صاحب ہماری طرف سے بول رہے تھے۔ ”حضور مانے ہوئے استاد ہیں یہ ہر قسم کے شعر

“यानी अजीब मनहूस हो।” मैं नवाब साहब से कहकर आया हूँ कि अभी ला रहा हूँ तुमको और तुम हो कि मुँह उठाये बैठे हो चोगद की तरह। कपड़े पहनकर चलो ना मेरे साथ फिर उनके हरमसरा¹ में जाने का वक्त हो जायेगा।

जल्दी-जल्दी कपड़े बदले और हर चंद कि सौ पुरत से आबा का पेशा कुछ सिपहगरी ही की किस्म का था मगर आज चूँकि शायरी के ज़रिये इज़्जत बन रही थी लिहाज़ा अपने को अपने नज़दीक बड़ा उस्तादुल-सुल्तान² बनाकर मिर्ज़ा के साथ हो लिए। रास्ते भर मिर्ज़ा आदाबे दरबार समझाते रहे और बार-बार यह इसरार कि ज़रा लिये दिये रहना अपने को गिरा पड़ा साबित न करना। कलाम की फ़रमाइश हो तो ज़रा कोई ठाठदार चीज़ सुनाना। और पढ़ने का अन्दाज़ ऐसा हो कि झूम ही तो जायें सब। हम एक एक बात गिरह में बाँधते हुए आखिर नवाब साहब की कोठी के दरवाज़े पर जा पहुँचे। यहाँ मिर्ज़ा ने आख़री मतर्बा हम को सर से पैर तक देखा और हर तरह का इत्मिनान करने के बाद आख़री बात समझाते हुए कहा। “अगर इत्तफ़ाक़ से नवाब साहब बहादुर अपना कलाम सुनाने खुद बैठ जायें तो ख़्वाह वह कितना ही मोहमल³ हो मगर तुम दाद देने में ज़मीन आसमान के कुलाबे मिला देना।” और इस आख़री हिदायत के बाद वह हमको लेकर कोठी में दाख़िल हो गये।

कोठी के सब्ज़ाज़ार पर उस वक्त दरबार लगा हुआ था कुर्सियों पर हाज़रीन बैठे हुए थे और सदर में एक तख़्त पर अबुलहौल की नस्ल के एक बुजुर्ग गाय तकिये का सहारा लिये अपने शफ़फ़ाफ़ सर पर खिदमतगार से तेल मालिश करवा रहे थे कि मिर्ज़ा साहब ने पहुँच कर फ़र्शी सलाम करते हुए कहा। “हुज़ूर वाला देखिये आखिर मैं ले ही आया खंज़र साहब को, शागिर्दों का एक ज़म्मे-ग़फ़ीर था और इस्लाह देने का सिलसिला जारी था मगर हुज़ूर का नाम लिया तो बेचारे सब कुछ छोड़कर चले आये।

हमने भी फ़र्शी सलाम किया। नवाब साहब ने बमुश्किल तमाम अपना बोझ खुद उठाकर ज़रा सा उमरते हुए फ़रमाया। तश्रीफ़ रखिये। आपकी बड़ी तारीफ़ सुनी है मिर्ज़ा साहब से, “तो आप किस किस्म के शेर बनाते हैं?”

एक दम चक्कर सा आ गया या अल्लाह, “यह शेर बनाना” क्या होता है। मगर शुक्र है कि मिर्ज़ा साहब हमारी तरफ़ से बोल रहे थे। “हुज़ूर माने हुए उस्ताद हैं यह हर किस्म के शेर

1. अन्तःपुर 2. बादशाह का उस्ताद 3. अर्थहीन

لاکھوں کی تعداد میں کہہ کہہ کر شاگردوں کو بانٹ چکے ہیں اور خود بھی تو تین چار دیوان اپنے ہی ہیں۔“

نواب صاحب نے یکمشت چھ سات پان اپنے تنور نما منہ میں ٹھونسے ہوئے فرمایا۔ ”بھئی خود ان کو بھی تو بولنے دو کیا بتایا تھا تم نے لقب آپ کا۔“
مرزا نے کہا۔ ”حضور لقب نہیں تخلص۔“

حاضرین دربار میں سے ایک صاحب بولے۔ ”وہ بھی ایک قسم کا لقب ہوانا۔ ہم نے جلدی سے عرض کیا۔ ”اس خاکسار کو خنجر کہتے ہیں۔“
نواب صاحب نے اگلدان میں منہ ڈالتے ہوئے فرمایا۔ ”خنجر ٹھیک مطلب یہ کہ قتل کرتے ہوں گے آپ اپنی چیزیں سنا سنا کر لوگوں کو۔ اچھا تو پھر ہو جائے کوئی پھڑکتی ہوئی چیز۔ کیوں بھائی دلاور خان کیا صلاح ہے۔“

دلاور خان نے کہا۔ ”کوئی حقانی چیز رہے استاد۔“
نواب صاحب نے کہا۔ ”اماں تم تو ہونرے گھاڑ۔ حقانی چیز کا بھلا کون سامنے ہے نہ جمعہ نہ جمعرات۔ اُستاد آپ تو کوئی عاشقانہ چیز سنائیں کہ طبیعت لوٹ پوٹ ہو کر رہ جائے۔“

ایک اور صاحب بولے۔ ”ہاں یہ بات کہی ہے سرکار نے۔ تو پھر استاد شروع ہو جائیے۔“

ہم ابھی پس و پیش کر رہے تھے کہ مرزا نے قہر آلود نگاہوں سے گھورا اور دانت پیس کر اشارہ کیا کہ سناؤ اور یہاں عالم ہے کہ کوئی ایسی چیز سمجھ میں نہ آرہی تھی جو اس محفل میں سنائی جاسکے آخر مرزا نے خود ہی کہا۔ ”خنجر صاحب اپنی وہ غزل سنائیے جس پر مشاعرے میں تمغہ ملا تھا۔ وہ کیا ہے غزل۔“ ”گریباں نہ ہوایا باں نہ ہوا۔“

تمغہ و مغذ تو خدا نہ کرے کہ ملتا البتہ غزل اس زمین میں ضرور تھی۔ جان پر کھیل کر یہی غزل شروع کر دی۔ اب یہ عالم ہے کہ ہم غزل پڑھ رہے ہیں اور ہر شعر پر نواب صاحب ”ہے ہے ہے“ کر کے نہایت بدتمیزی سے ہنس رہے ہیں۔ یا کبھی کبھی گھٹنہ پر طبلہ بجانے لگتے ہیں۔ خدا خدا کر کے بمشکل تمام غزل ختم ہوئی نواب

लाखों की तादाद में कह कहकर शागिर्दों को बाँट चुके हैं और खुद भी तो तीन चार दीवान अपने ही हैं।”

नवाब साहब ने एकमुश्त छः सात पान अपने तनूर¹ नुमा मुँह में दूंसते हुए फरमाया। “भई खुद उनको भी तो बोलने दो क्या बताया था तुमने लकब आपका।”

मिर्जा ने कहा। “हुजूर लकब नहीं तखल्लुस।”

हाजेरीने—दरबार में से एक साहब बोले। “वह भी एक किस्म का लकब हुआ न।

हमने जल्दी से अर्ज किया। “इस खाकसार को खंजर कहते हैं।” नवाब साहब ने उगलदान में मुँह डालते हुए फरमाया। “खंजर ठीक मतलब यह कि कत्ल करते होंगे आप अपनी चीजें सुना सुनाकर लोगों को। अच्छा तो फिर हो जाय कोई भड़कती हुई चीज। क्यों भाई दिलावर खान क्या सलाह है।”

दिलावर खान ने — कहा। “कोई हक्कानी² चीज रहे उस्ताद।”

नवाब साहब ने कहा। “अमों तुम तो हो निरे घामड़। हक्कानी चीज का भला कौन सा मौका है, न जुमा न जुमरात। उस्ताद आप तो कोई आशिकाना चीज सुनायें कि तबीअत लोट—पोट होकर रह जाये।”

एक और साहब बोले। “हाँ यह बात कही है सरकार ने। फिर तो उस्ताद शुरु हो जाइये।”

हम अभी पसो—पेश कर ही रहे थे कि मिर्जा ने कहर—आलूद निगाहों से घूरा और दौत पीसकर इशारा किया कि सुनाओ और यहाँ आलम है कि कोई ऐसी चीज समझ में न आ रही थी जो उस महफिल में सुनाई जा सके आखिर मिर्जा ने खुद ही कहा। “खंजर साहब अपनी वह गज़ल सुनाइये जिस पर मुशायरे में तमगा मिला था। वह क्या है गज़ल। “गरीबों न हुआ, बयाबों न हुआ।”

तमगा—वमगा तो खुदा न करे कि मिलता, अलबत्ता गज़ल इस जमीन में ज़रूर थी। जान पर खेलकर यही गज़ल शुरु कर दी। अब यह आलम है कि हम गज़ल पढ़ रहे हैं और हर शेर पर नवाब साहब “हे—हे—हे” करके निहायत बदतमीजी से हंस रहे हैं। या कभी कभी घुटने पर तबला बजाने लगते हैं। खुदा—खुदा करके तमाम गज़ल खत्म हुई नवाब

1. तन्दूर 2. ईश्वरीय

صاحب نے داد دیتے ہوئے فرمایا۔ ”یارِ مزہ آگیا۔ کیا مزے کی چیز سنائی ہے۔ اچھا تو اس پر تمغہ ملا تھا؟“

مرزا نے کہا۔ ”ایک تمغہ کیا۔ ان کا تو یہ حال ہے کہ جس شاعرے میں پہنچ گئے بس اپنے سامنے کسی کا چراغ جلنے نہیں دیتے۔“

وہ صاحب جن کا نام دلا درخان تھا جھوم کر بولے۔ ”اور آواز بھی اپنی قسم کی بڑی پاٹ دار ہے۔“

نواب صاحب نے کہا۔ ”تو بھی مرزا صاحب تم وہ بات کر لو نا ان سے بس ذرا یہ سمجھا دینا کہ اپنا ہی گھر سمجھ کر رہیں۔ ایمان داری اصل چیز ہے۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اس ڈیوڑھی پر جو ایک دفعہ ملازم ہو گیا ہے پھر مر کر ہی نکلتا ہے۔“

مرزا صاحب نے کہا۔ ”ویسے تو میں بات کر چکا ہوں مگر ان کو لے جا کر پھر فیصلہ کیے لیتا ہوں۔“

نواب صاحب نے کہا۔ ”ہاں ساری بات صاف ہو جائے اور ہاں یہ طے کر لینا کہ پھر کسی اور کو شاگردی میں نہیں لے سکتے۔“

مرزا صاحب نے ہم کو اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”میں ابھی سب کچھ سمجھائے دیتا ہوں۔“

ہم دونوں اٹھ کر کوٹھی کے ایک علاحدہ کمرے میں پہنچ گئے تو ہم نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ ”مرزا صاحب مجھ کو تو سخت وحشت ہو رہی ہے یہاں کس طرح نباہ کر سکوں گا ان لوگوں سے۔“

مرزا صاحب نے کھا جانے کے انداز سے کہا۔ ”کیا مطلب۔ کون سی بات ایسی ہوئی جس سے وحشت ہوئی آپ کو۔“

ہم نے حیرت سے کہا۔ ”یعنی کمال کرتے ہیں آپ جہاں تخلص کو لقب کہا جائے۔ جہاں شعر کہنے کو شعر بنانا کہا جائے۔ جہاں ایک شاعر سے حقانی اور عاشقانہ چیز سننے کی فرمائش ہو۔ جہاں بد تمیزی سے ہنس ہنس کر شعر سنے جائیں اور سن سن کر گھٹنے پر طبلہ بجایا جائے اور جہاں بجائے کلام کے آواز کے پاٹ دار ہونے کی داد دی جائے وہاں

साहब ने दाद देते हुए फरमाया। “यार मज़ा आ गया। क्या मजे की चीज़ सुनाई है। अच्छा तो इस पर तमगा मिला था?”

मिर्जा ने कहा। “एक तमगा क्या। इनका तो यह हाल है कि जिस मुशायरे में पहुँच गये बस अपने सामने किसी का चिराग जलने नहीं देते।”

वह साहब जिनका नाम दिलावर खान था झूमकर बोले। “और आवाज़ भी अपनी किस्म की बड़ी पाटदार है।”

नवाब साहब ने कहा। “तो भई मिर्जा साहब तुम वह बात कर लो ना इन से ज़रा यह समझा देना कि अपना ही घर समझकर रहें। इमानदारी असल चीज़ है। यह तो तुम जानते ही हो कि इस ड्यूटी पर जो एक दफ़ा मुलाज़िम हो गया है फिर मर कर ही निकलता है।”

मिर्जा साहब ने कहा। “वैसे तो मैं बात कर चुका हूँ मगर इनको ले जाकर फिर फ़ैसला किये लेता हूँ।”

नवाब साहब ने कहा, “हाँ सारी बात साफ़ हो जाये और हाँ यह तय कर लेना कि फिर किसी और को शागिर्दी में नहीं ले सकते।”

मिर्जा साहब ने हमको उठने का इशारा करते हुए कहा। “मैं अभी सब कुछ समझाये देता हूँ।”

हम दोनों उठकर कोठी के एक अलाहदा कमरे में पहुँच गये तो हमने इधर-उधर देखकर कहा। “मिर्जा साहब मुझको तो सख्त वहशत हो रही है यहाँ किस तरह निबाह कर सकूँगा इन लोगों से।”

मिर्जा साहब ने खा जाने के अन्दाज़ में कहा। “क्या मतलब। कौन सी बात ऐसी हुई जिस से वहशत हुई आपको।”

हमने हैरत से कहा। “यानी कमाल करते हैं आप जहाँ तखल्लुस को लकब कहा जाये। जहाँ शेर कहने को शेर बनाना कहा जाय। जहाँ एक शायर से हक्कानी और आशिकाना चीज़ सुनने की फ़रमाईश हो। जहाँ बदतमीज़ी से हंस-हंसकर शेर सुने जायें और सुन-सुनकर घुटने पर तबला बजाया जाय और जहाँ बजाए-कलाम के आवाज़ के पाटदार होने की दाद दी जाय वहाँ

آپ کے نزدیک وحشت بھی نہ ہو کسی کو۔“

مرزا صاحب نے بگڑ کر کہا۔ ”بس تو پھر جانے دو، بڑے شاعر بنے پھرتے ہیں، وہی مثل کہ گھر میں نہیں دانے اور اماں چلیں بھنانے، رویوں کا سہارا جو نظر آیا تو دماغ میں لگا کیڑا رینگنے، تم تو اسی قابل ہو کہ جوتیاں گھسیٹتے پھرو، مگر کان کھول کر سن لو کہ اب مجھ سے کبھی اپنی بے روزگاری کا رونا رونے نہ بیٹھنا۔“

ہم نے خوشامد سے مرزا کو مناتے ہوئے کہا، بھی خفا نہ ہو، تم کو کیا پتہ تمہاری اس ہمدردی کا میرے دل پر کتنا اثر ہوا مگر میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ آخر ان نواب صاحب کے کہیں آس پاس بھی شاعری ہے یا میں اصلاح ہی دوں گا۔ جو شخص تخلص اور لقب تک کی تمیز نہ رکھتا ہو وہ کیوں کر شاعر بن سکتا ہے جس کو شعر سنانا آتا ہو وہ شعر کہہ کیوں کر سکے گا۔“

مرزا نے ڈانٹا۔ ”پھر وہی۔ میں پوچھتا ہوں تم کو آم کھانے سے مطلب ہے یا پیڑ گننے آئے ہو۔ تمہاری بلا سے وہ شاعر بنیں یا نہ بنیں۔ کمال تو تمہارا یہی ہے کہ تم ان کو اسی مغالطہ میں رکھو کہ وہ شاعر بن گئے ہیں۔ بھائی تم نوکری کرنے آئے ہو کچھ نہ کچھ تو قیمت دینا ہی پڑتی ہے آخر۔ اب اگر اس نازک مزاجی سے کام لو گے تو کر چکے نوکری تم، میں تو یہ کہتا ہوں کہ عیش کرو گے عیش یہاں اور اگر ذرا عقلمندی سے کام لیا تو یہ سب بیوقوف تمہاری مٹھی میں رہیں گے۔“

طبیعت کسی طرح گوارا نہ کرتی تھی مگر یہ بھی واقعہ تھا کہ روزگار کی اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ ایک طرف اگر یہ صحبت نا جنس تھی تو دوسری طرف بے فیل ہم جنس جن میں سے ہر ایک قحط زدہ فاقہ مست۔ آخر ہم نے مرزا سے کہہ دیا کہ ”اچھا بھائی مقدر آزمائیں گے یہاں بھی جاؤ کہہ دو نواب صاحب سے کہ ہم راضی ہیں۔“

مرزا نے پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔ ”یہ پس و پیش نہایت احتقانہ تھا ظاہر ہے کہ بیوقوف تو ہوتے ہی ہیں یہ لوگ اور خوش نصیب ہے وہ جس کو بنے بنائے جندل جائیں۔ تم کو تو چاہیے کہ نواب صاحب کو ایسا اپنے شیشے میں اتارو کہ پانچواں انگلیاں گھی میں ہوں۔ آؤ بس یہ ٹھیک ہے اور میں نے بھی کچھ سمجھ کر ہی یہ صورت پیدا کی ہے۔“

مرزا صاحب نے اُسی وقت نواب صاحب سے جا کر کہہ دیا کہ

आपके नजदीक वहशत भी न हो किसी को।”

मिर्जा साहब ने बिगड़ कर कहा। “बस तो फिर जाने दो, बड़े शायर बने फिरते हैं, वही मसल कि घर में नहीं दाने और अम्मीं चलीं भुनाने, रोटियों का सहारा जो नज़र आया तो दिमाग में लगा कीड़ा रेंगने, तुम तो इसी काबिल हो कि जूतियाँ घसीटते फिरो, मगर कान खोलकर सुन लो कि अब मुझसे कभी बेरोज़गारी का रोना रोने न बैठना।”

हमने खुशामद से मिर्जा को मनाते हुए कहा, भई खफा न हो, तुम को क्या पता तुम्हारी इस हमदर्दी का मेरे दिल पर कितना असर हुआ मगर मैं तो यह कह रहा था कि आखिर इन नवाब साहब के कहीं आस-पास भी शायरी है या मैं इस्ताह ही दूँगा। जो शख्स तख़ल्लुस और लकब तक की तमीज़ न रखता हो वह क्यों कर शायर बन सकता है जिस को शेर सुनना न आता हो वह शेर कह क्यों कर सकेगा।”

मिर्जा ने डांटा। “फिर वही।” मैं पूछता हूँ तुमको आम खाने से मतलब है या पेड़ गिनने आये हो। तुम्हारी बला से वह शायर बनें या न बनें। कमाल तो तुम्हारा यही है कि तुम उनको उसी मोगालते में रखो कि वह शायर बन गये हैं। भाई तुम नौकरी करने आये हो, कुछ न कुछ तो कीमत देना ही पड़ती है आखिर। अब अगर इस नाजुक मिजाजी से काम लोगे तो कर चुके नौकरी तुम, मैं तो यह कहता हूँ कि ऐश करोगे ऐश, यहाँ अगर ज़रा अक्लमन्दी से काम लिया तो यह सब बेवकूफ़ तुम्हारी मुट्ठी में रहेंगे।”

तबीअत किसी तरह गवारा न करती थी मगर यह भी वाकया था कि रोज़गार की और कोई सूरत भी न थी। एक तरफ़ अगर यह सोहबते-नाजिंस थी तो दूसरी तरफ़ बेफ़ेल हम जीन्स जिन में से हर एक कहत-ज़दा, फ़ाका मस्त। आखिर हमने मिर्जा से कह दिया कि “अच्छा भाई मुकद्दर आजमायेंगे यहाँ भी जाओ कह दो नवाब साहब से कि हम राज़ी हैं।”

मिर्जा ने पीठ ठोंकते हुए कहा। “यह पसो-पेश निहायत अहमकाना था ज़ाहिर है कि बेवकूफ़ तो होते ही हैं यह लोग और खुशनसीब है वह जिसको बने बनाये चोगद मिल जायें। तुमको तो चाहिये कि नवाब साहब को ऐसा अपने शीशे में उतारो कि पाँचों उगलियाँ घी में हों। आओ बस यह ठीक है और मैं ने भी कुछ समझ कर ही यह सूरत पैदा की है।”

मिर्जा साहब ने उसी वक़्त नवाब साहब से जाकर कह दिया कि

تمام معاملات طے پا گئے۔ اور خنجر صاحب اب اسی وقت سے آپ کے یہاں رہیں گے۔ یہ سلع ہی نواب صاحب نے خدمت گار کو مٹھائی اور پھول پان لانے کا حکم دیا کہ شاگردی استاد کی رسم ادا ہو جائے اور ہم سے کہا۔

”استاد اب کوئی اچھا سا۔ وہی کیا نام اس کا تلفظ“

مرزا صاحب نے بات کاٹ کر کہا۔ ”آپ کا مطلب ہے تخلص۔ خنجر صاحب ابھی کہہ رہے تھے کہ نواب صاحب کے لئے تخلص کوڑا اچھا رہے گا۔“

نواب صاحب نے چونک کر کہا۔ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے ہماری بیگم کی چھوٹی بہن کا نام ہے یہی۔“

ہم نے کہا۔ ”دیوان حافظ سے تخلص نکالا جائے آپ کے لیے۔“

نواب صاحب نے تعجب سے پوچھا۔ ”کون سے دیوان حافظ؟ حافظ عبد الغفور تو نہیں۔ وہ تو آج کل باہر ہیں۔“

مرزا صاحب نے کہا۔ ”کیوں خنجر صاحب سہتی کیا رہے گا۔“

نواب صاحب نے اچھل کر کہا۔ ”بھئی یہ ٹھیک ہے۔ کیوں استاد بڑا بابر کا تخلص ہے سہتی۔“

ہم نے عرض کیا۔ ”بالکل ٹھیک نہایت اچھا تخلص ہے اور بڑا مبارک ہے۔“

نواب صاحب نے خوش ہو کر کہا۔ ”تو اب ہمارا پورا نام ہو نواب عبدالکریم خاں سہتی۔ مزہ آگیا یا۔“

اس عرصہ میں ملازم مٹھائی اور پھولوں کے ہار لے کر آ گیا۔ نواب صاحب نے اپنے ہاتھ سے ہمارے گلے میں ہار ڈالا اور ہم نے اپنے ہاتھ سے نواب صاحب کو مٹھائی اور قد دیتے ہوئے کہا۔ ”خدا آپ کو شیریں کلام بنائے۔“

حاضرین نے۔ ”آمین“ کا نعرہ کورس میں بلند کیا اور سب نے نواب صاحب کو مبارک باد دی۔ نواب صاحب نے اسی وقت اکاؤن روپے اور ایک قلمدان ہم کو مرحمت فرماتے ہوئے کہا۔ ”لو استاد یہ استاد کا قلمدان ہے اب ہم شاگرد اور تم استاد۔ اب لگے ہاتھ مشاعرہ تو کر ڈالو جلدی سے جیسا نواب نکاری کے یہاں ہوا کرتا ہے۔“

तमाम मामलात तय पा गये। और खंजर साहब अब इसी वक्त से आपके यहाँ रहेंगे। यह सुनते ही नवाब साहब ने खिदमतगार को मिठाई और फूल पान लाने का हुक्म दिया कि शागिर्दी और उस्तादी की रस्म अदा हो जाये और हम से कहा।

“उस्ताद अब कोई अच्छा सा, वही क्या नाम उसका मतलबफुज”

मिर्जा साहब ने बात काटकर कहा। “आपका मतलब है तखल्लुस। खंजर साहब अभी कह रहे थे कि नवाब साहब के लिए तखल्लुस “कौसर” अच्छा रहेगा।”

नवाब साहब ने चौंक कर कहा। “यह कैसे हो सकता है हमारी बेगम की छोटी बहन का नाम यही है।”

हमने कहा। “दीवाने-हाफिज़¹ से तखल्लुस निकाला जाये आपके लिए।”

नवाब साहब ने तअज्जुब से पूछा। “कौन से दीवाने हाफिज़? हाफिज़ अब्दुल गफूर तो नहीं। वह तो आज कल बाहर है।”

मिर्जा साहब ने कहा। “क्यों खंजर साहब साकी कैसा रहेगा।”

नवाब साहब ने उछलकर कहा। “भई यह ठीक है। क्यों उस्ताद बड़ा बौंका तखल्लुस है साकी।”

हमने अर्ज किया “बिल्कुल ठीक निहायत अच्छा तखल्लुस है और बड़ा मुबारक है।”

नवाब साहब ने खुश होकर कहा। तो अब हमारा पूरा नाम हुआ नवाब अब्दुल करीम खौं साकी। मज़ा आ गया यार।”

इस अर्सो में मुलाजिम मिठाई और फूलों के हार लेकर आ गया। नवाब साहब ने अपने हाथ से हमारे गले में हार डाला और हमने अपने हाथ से नवाब साहब को मिठाई और कन्द देते हुए कहा। खुदा आपको शीरी कलाम बनाये।”

हाजेरीन ने “आमीन” का नारा कोरस में बुलन्द किया और सब ने नवाब साहब को मुबारकबाद दी। नवाब साहब ने उसी वक्त इकावन रुपये और एक कलमदान हमको मरहमत फरमाते हुए कहा। “लो उस्ताद यह उस्तादी का कलमदान है अब हम शागिर्द और तुम उस्ताद। अब हाथ लगे मुशायरा कर डालो जल्दी से जैसा नवाब टिकारी के यहाँ हुआ करता है।”

1. फ़ारसी के मशहूर शायर हाफिज़ का काव्य संग्रह

اب سمجھ میں آئی اس شاعری کے شوق کی وجہ کہ یہ سب کچھ نواب صاحب نگاری کی چوٹ پر ہو رہا ہے۔ وہ ایک پڑھا لکھا صاحب ذوق رئیس دن رات اس کے یہاں بھی یہی علمی ادبی چرچے۔ اچھا خاصہ شعر و کہتا ہے آپ چلے ہیں اُس کی نقل اتارنے۔ مگر اب تو کرنا ہی تھا مشاعرہ۔ اخراجات کی منظوری لی جو نہایت دریا دلی سے دی گئی۔ طرح مقرر کی، دعوت نامے چھپوائے۔ شعرائے کرام سے وعدے لیے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے نواب صاحب کے لیے بھرپور غزل کہی۔ مگر خدا جانتا ہے کہ غزل کہنے میں اتنی محنت نہیں پڑتی جتنی محنت نواب صاحب کو پڑھنے کی مشق کرانے میں کی۔ ضد یہ تھی کہ گا کر پڑھوں گا اور عالم یہ کہ ایسے بے سُرے سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا۔ بمشکل تمام ایک ہفتہ تک شب و روز محنت کر کے موزونیت، تلفظ اور لے کی طرف سے تو تھوڑا بہت اطمینان ہو گیا مگر آواز تو ظاہر ہے جیسی تھی ویسی ہی رہی۔ اس ایک ہفتہ میں معلوم یہ ہوتا تھا کہ اچھے خاصے بیڈ ماسٹر ہو کر رہ گئے ہیں۔ نواب صاحب غزل پڑھ رہے ہیں اور ہم ان کے سامنے کھڑے ہوئے ہاتھ سے اتار چڑھاؤ سمجھا رہے ہیں۔ خدا خدا کر کے مشاعرے کی رات آئی۔ نواب کی کوشی پر جشن کا سماں تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ نواب صاحب دو لہا بنے بیٹھے ہیں۔ شہر کے تمام اعلیٰ حکام رؤسا اور شعراء میں سے تمام نامی گرامی شاعر محفل میں موجود۔ لیجیے مشاعرہ شروع ہو گیا اور بڑی کامیابی کے ساتھ اس وقت تک جاری رہا جب تک شمع محفل نواب صاحب کے سامنے نہیں آئی۔ اب جو ہمارے خداوندِ نعمت کی باری آئی تو ایک تو جناب کی قطع اس پر سے گھبراہٹ پھر مصیبت بالائے مصیبت یہ کہ طرز بھول گئے جو صاحب پہلے پڑھ رہے تھے اُن ہی کی دُھن میں شروع ہو گئے اور وہ بھی ایک آواز نکالی کہ لاکھ ضبط سے کام لیا پھر بھی لوگوں کی ہنسی نہ رُکی۔ بمشکل تمام اس طوفان کو روک لیا تو کسی بد تمیز سخن فہم نے داد دیتے ہوئے کہہ دیا۔ ”کیا کہتا ہے خنجر صاحب رنگ چھپائے نہیں چھپتا۔“ لاکھ عقل کے نیلام کنندہ سہی مگر یہ چوٹ سمجھ گئے اور تیور بگڑ گئے۔ سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ بحیثیت اُستاد کے آخر میں جو غزل ہم نے پڑھی تو وہ اتفاق سے خوب چلی چھتیس اڑ گئیں۔ دھویں پار ہو گئے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ مشاعرہ تو خیر ختم ہو گیا مگر شامت آئی ہماری۔ فوراً طلبی ہوئی اور اب جو دیکھتے ہیں تو نواب صاحب پھولے اور سوجے بیٹھے ہیں۔ ہم کو دیکھتے ہی برس پڑے۔

अब समझ में आई इस शायरी के शौक की वजह कि यह सब कुछ नवाब साहब टिकारी की चोट पर हो रहा है। वह एक पढ़ा लिखा साहब—जौक रईस दिन रात उसके यहाँ भी यही इल्मी अदबी चर्चे। अच्छा खासा शेर वह कहता है आप चले हैं उसकी नकल उतारने। मगर अब तो करना ही था मुशायरा। एखराजात की मंजूरी ली जो निहायत दरियादिली से दी गई। तरह मुकरर की, दावतनामे छपवाये। शोअराए—कराम से वादे लिये और सब से बड़ी बात यह कि अपने नवाब साहब के लिए भरपूर गजल कही। मगर खुदा जानता है कि गजल कहने में इतनी मेहनत नहीं करनी पड़ी जितनी मेहनत नवाब साहब को पढ़ने की मशक कराने में की। जिद यह थी कि गाकर पढ़ूँगा और आलम यह कि ऐसे बेसुरे से कभी साबका न पड़ा था। बमुश्किल तमाम एक हफ्ते तक शबो—रोज़ मेहनत करके मौजूनियत, तलफ़ुज़ और लै की तरफ़ से तो थोड़ा बहुत इत्मीनान हो गया मगर आवाज़ तो जाहिर है जैसी थी वैसी ही रही। इस एक हफ्ते में मालूम यह होता था कि अच्छे खासे बैंड मास्टर होकर रह गये हैं। नवाब साहब गज़ल पढ़ रहे हैं और हम उनके सामने खड़े हुए हाथ से उतार चढ़ाव समझा रहे हैं। खुदा खुदा कर के मुशायरे की रात आई। नवाब की कोठी पर जश्न का समौ था और मालूम होता था कि नवाब साहब दूल्हा बने बैठे हैं। शहर के तमाम आला हुक्काम रऊसा और शोअरा में से तमाम नामी—गरामी शायर महफ़िल में मौजूद। लीजिये मुशायरा शुरू हो गया और बड़ी कामयाबी के साथ उस वक़्त तक जारी रहा जब तक शम्प—महफ़िल नवाब साहब के सामने आई। अब जो हमारे खुदावन्दे—नेमत की बारी आई तो एक तो जनाब की कतअ उस पर से घबराहट फिर मुसीबत बालाये मुसीबत यह कि तर्ज भूल गये जो साहब पहले पढ़ रहे थे उन ही की धुन में शुरू हो गये और वह भयानक आवाज़ निकाली कि लाख जब्द से काम लिया फिर भी लोगों की हंसी न रुकी। बमुश्किल तमाम इस तूफ़ान को रुकवाया तो किसी बदतमीज़ सुखन फ़हम ने दाद देते हुए कह दिया। “क्या कहना है खंजर साहब रंग छुपाये नहीं छुपता।” लाख अक्ल के नीलाम कुनिन्दा सही मगर यह चोट समझ गये और तेवर बिगड़ गये। सोने पर सुहागा यह हुआ कि बहैसियत उस्ताद के आखिर में जो गज़ल हमने पढ़ी तो वह इत्तेफ़ाक से ख़ूब चली छतें उड़ गई। धुएँ पार हो गये। नतीजा इसका यह हुआ कि मुशायरा तो ख़ैर खत्म हो गया मगर शामत आई हमारी। फ़ौरन तलबी हुई और अब जो देखते हैं तो नवाब साहब फूले और सूजे बैठे हैं। हम को देखते ही बरस पड़े।

”کیوں صاحب یہی ہے آپ کی وفاداری کہ آپ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا، آپ کا قصور نہیں ہے یہ خطا ہے میرے نمک کی میرا مذاق اڑوایا لوگوں سے کہتے پھرے کہ میں نے غزل لکھ کر دی ہے۔“

عرض کیا۔ ”توبہ۔ توبہ۔ بھلا یہ کیوں کر ممکن تھا مجھ سے۔ یہ آپ سے کس نے کہا۔“

نواب صاحب نے آنکھیں نکال کر۔ ”کہتا کون۔ میں نے خود سنا کہ لوگ آپ سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ رنگ چھپائے نہیں چھپتا۔ اس کا کیا مطلب تھا آخر، پھر یہ کہ اپنی غزل ایسی نغمی بنائی اور میری ایسی پھسپسی۔

عرض کیا۔ ”یہ بھی جناب والا کا خیال۔ کسی خن فہم کے سامنے دونوں غزلیں رکھ دیجیے کہ کون سی غزل اچھی ہے۔ میں نے تو خود غزل کے اچھے شعر آپ کے لیے نکال دیے تھے اور کمزور شعر اپنے لیے رکھ لیے تھے۔“

نواب صاحب نے کہا۔ ”یہ سب کہنے کی باتیں ہیں یہی بات ہوتی تو آپ کی غزل کیوں اچھلتی اس قدر اور میری غزل کا کیوں مذاق اڑاتا تھا۔“

اب یہ بات نواب صاحب کو کیوں کر سمجھائی جاسکتی تھی کہ مذاق غزل کا نہیں بلکہ خود آپ کا اڑا ہے۔ آخر عاجز آکر عرض کیا، بہر حال آئندہ سے میں خود مشاعرہ میں غزل نہیں پڑھوں گا۔“

غالباً نواب صاحب یہی چاہتے تھے سمجھاتے ہوئے بولے۔ ”اب دیکھیے نا آپ کو تنخواہ تو اسی بات کی ملتی ہے کہ ہم نے آپ کی شاعری کو گویا خرید لیا ہے آپ نے کسی زردوزی کا کام کرنے والے کو یہ نہ دیکھا ہوگا کہ وہ خود زردوزی کا لباس پہنے۔ آپ نے کسی دھوبی کو نہ دیکھا ہوگا کہ وہ اپنے کپڑوں پر استری کر کے پہنے اور گاہکوں کے کپڑے رہنے دے۔ آپ نے کسی بوڑھی کو نہ دیکھا ہوگا کہ وہ اپنے لیے میز کرسیاں بنائے۔ یہ سب کچھ وہ بنا تے ضرور ہیں مگر بیچنے کے لیے۔ اسی طرح کے آپ بھی کارگیر ہیں۔ آپ بھی شعر بنائیے مگر اپنے لیے نہیں، اب خود اپنا شاعر ہونا بھول جائیے۔“

دلاور خان نے ہاں میں ہاں ملائی۔ ”اور نہیں تو کیا۔“ میاں تم اپنے بچوں کا

“क्यों साहब यही है आपकी वफ़ादारी कि आपने मेरे साथ यह सुलूक किया, आपका कुसूर नहीं है यह ख़ता है मेरे नमक की मेरा मज़ाक़ उड़वाया लोगों से कहते फ़िरे कि मैंने लिखकर दी है।”

अर्ज किया। “तैबा, तौबा, भला यह क्योंकर मुमकिन था मुझसे। यह आप से किस ने कहा।”

नवाब साहब ने आँखें निकालकर “कहता कौन। मैं ने सुना कि लोग आपसे पुकार पुकार कर कह रहे थे कि रंग छुपाये नहीं छुपता। इसका क्या मतलब था आख़िर, फिर यह कि अपनी ग़ज़ल ऐसी तग़ड़ी बनाई और मेरी ऐसी फुसफुसी।

अर्ज किया। यह भी जनाब वाला का खयाल। किसी सुखन फ़हम के सामने दोनों ग़ज़लें रख दीजिये कि कौन सी ग़ज़ल अच्छी है। मैंने तो खुद ग़ज़ल के अच्छे शेर आपके लिए निकाल दिये थे और कमज़ोर शेर अपने लिए रख लिए थे।”

नवाब साहब ने कहा। “यह सब कहने की बातें हैं यही बात होती तो आप की ग़ज़ल क्यों उछलती इस कदर और मेरी ग़ज़ल का क्यों मज़ाक़ उड़ता इतना।”

अब यह बात नवाब साहब को क्योंकर समझाई जा सकती थी कि मज़ाक़ ग़ज़ल का नहीं बल्कि खुद आपका उड़ा है। आख़िर आजिज़ आकर अर्ज किया, बहर हाल आइन्दा से मैं खुद मुशायरे में ग़ज़ल नहीं पढ़ूंगा।”

ग़ालेबन नबाव साहब यही चाहते थे समझाते हुए बोले। “अब देखिये ना आपको तनख्वाह तो इसी बात की मिलती है कि हमने आपकी शायरी को गोया ख़रीद लिया है आपने किसी ज़रदोज़ी का काम करने वाले को यह न देखा होगा कि वह खुद ज़रदोज़ी का कपड़ा पहने। आपने किसी धोबी को न देखा होगा कि वह अपने कपड़ों पर स्त्री करके पहने और गाहकों के कपड़े रहने दे। आपने किसी बढ़ई को न देखा होगा कि वह अपने लिये मेज़ कुर्सीयाँ बनाये। यह सब कुछ वह बनाते ज़रूर हैं मगर बेचने के लिए। उसी तरह के आप भी कारीगर हैं। आप भी शेर बनाइये मगर अपने लिए नहीं, अब खुद अपना शायर होना भूल जाइये।”

दिलावर ख़ान ने हाँ मैं हाँ मिलाई। “और नहीं तो क्या। मियाँ तुम अपने बच्चों काख़याल करो, यह तो सब अमीरोंरईसों के शौक हैं, शायर

خیال کرو، یہ تو سب امیروں رئیسوں کے شوق ہیں، شاعر بنو گے تو کیا کھاؤ گے۔
 اور سب نے بھی قائل کیا اور آخر ہم خاموش ہو گئے۔ نتیجہ یہ کہ اب ہم کو شعر
 گوئی کی قطعاً اجازت نہیں جو کچھ کہیں وہ نواب صاحب کا۔ خود نہ کسی مشاعرے میں
 شرکت کی اجازت نہ کسی رسالے میں کلام بھیجنے کا اختیار۔ البتہ کہتے رہتے ہیں دن رات
 اور خدا کے فضل سے نواب صاحب کا تیسرا دیوان آج کل پریس میں ہے۔ اس دیوان
 کے ہر مصرعہ کے اعداد نکالنے سے ہماری تاریخ وفات نکلتی ہے۔ ویسے خدا نے واقعی ہمیں
 جنت نصیب کر رکھی ہے۔“

बनोगे तो खाओगे क्या।”

और सब ने भी कायल किया और आखिर हम खामोश हो गये। नतीजा यह कि अब हम को शेर गोई की कतअन इजाजत नहीं जो कुछ कहें वह नवाब साहब का। खुद न किसी मुशायरे में शिरकत की इजाजत, न किसी रिसाले में कलाम भेजने का अख्तियार। अलबता कहते रहते हैं दिन रात और खुदा के फज़ल से नवाब साहब का तीसरा दीवान आज कल प्रेस में है। उस दीवान के हर मिसरे के आदाद¹ निकालने से हमारी तारीखे-वफात निकलती है। वैसे खुदा ने वाकई हमें जन्नत नसीब कर रखी है।”

1. गिनती

غالب جدید شعرا کی ایک مجلس میں

[دور جدید کے شعرا کی ایک مجلس میں مرزا غالب کا انتظار کیا جا رہا ہے اس مجلس میں تقریباً تمام جلیل القدر شعرا تشریف فرما ہیں۔ مثلاً ن م ارشد، ہیراجی، ڈاکٹر قربان حسین خالص میاں رفیق احمد خگر، راجہ مہر علی خاں، پروفیسر غیظ احمد غیظ، بکر ماجیت درما، عبدالحی نگاہ وغیرہ وغیرہ۔ یکا یک مرزا غالب داخل ہوتے ہیں۔ ان کی شکل و صورت بعینہ وہی ہے جو مولانا حالی نے یادگار غالب میں بیان کی ہے، ان کے ہاتھ میں دیوان غالب کا ایک نسخہ ہے تمام شعرا کھڑے ہو کر آداب بجالاتے ہیں]

غالب :- حضرات میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے جنت میں دعوت نامہ بھیجا اور اس مجلس میں مدعو کیا۔ میری مدت سے آرزو تھی کہ دور جدید کے شعرا سے شرف نیاز حاصل کروں۔

ग़ालिब जदीद शोअरा¹ की एक मजलिस में

{दौरे—जदीद के शोअरा की एक मजलिस में मिर्जा ग़ालिब का इन्तज़ार किया जा रहा है उस मजलिस में तकरीबन तमाम जलीलुलकद² शोअरा तशरीफ़ फ़रमा हैं। मसलन नून मीम अरशद, हीरा जी, डाक्टर कुर्बान हुसेन ख़ालिस, मियौं, रफ़ीक़ अहमद ख़ूगर, राजा मेहर अली ख़ौं, प्रोफ़ेसर ग़ैज़ अहमद ग़ैज़ विक्रमाजीत वर्मा, अब्दुल हई निगाह वग़ैरह वग़ैरह। यकायक मिर्जा ग़ालिब दाख़िल होते हैं। उनकी शक्लो—सूरत बऐनही³ वही है जो मौलाना हाली ने यादगारे—ग़ालिब में बयान की है, उनके हाथों में दीवाने—ग़ालिब का एक नुस्खा है तमाम शोअरा खड़े होकर आदाब बजा लाते हैं}

ग़ालिब : हज़रात मैं आपका निहायत शुक्रगुज़ार हूँ कि आपने मुझे जन्नत में दावतनामा भेजा और इस मजलिस में मदद किया। मेरी मुदत से आरज़ू थी कि दौरे—जदीद के शोअरा से शरफ़े—नयाज़ हासिल करूँ।

- ایک شاعر: یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے وگرنہ ۔
 وہ آئیں گھر ہمارے خدا کی قدرت ہے
 کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
 رہنے بھی دیکھیے اس بے جا تعریف کو من آنم کہ من دانم۔
- دوسرا شاعر: تشریف رکھیے گا۔ کہئے جنت میں خوب گذرتی ہے آپ تو فرمایا کرتے
 تھے ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
 غالب: بھی جنت بھی خوب جگہ ہے جب سے وہاں گیا ہوں ایک شعر بھی موزوں
 نہیں کر سکا۔
- دوسرا شاعر: تعجب جنت میں آپ کو کافی فراغت ہے اور پھر ہر ایک چیز میسر ہے پینے کو
 شراب انتقام لینے کو پری زاد - اور اس پر یہ فکر کوسوں دور کہ ۔
 آپ کا بندہ اور پھروں ننگا آپ کا نوکر اور کھاؤں ادھار
 باوجود اس کے آپ کچھ لکھ.....
- تیسرا شاعر: (بات کاٹ کر) سنائے اقبال کا کیا حال ہے۔
 غالب: وہی جو اس دنیا میں تھا دن رات خدا سے لڑتا جھگڑتا وہی پرانی بحث ع
 مجھے فکر جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا
- پہلا شاعر: میرے خیال میں وقت کافی ہو گیا ہے اب مجلس کی کاروائی شروع کرنی
 چاہیے۔
- دوسرا شاعر: میں کرسی صدارت کے لیے جناب من ارشد کا نام تجویز کرتا ہوں۔
 تیسرا شاعر: اور میں تائید کرتا ہوں،
 (ارشد صاحب کرسی صدارت پر بیٹھنے سے پہلے حاضرین مجلس کا شکریہ ادا
 کرتے ہیں)۔
- من ارشد: میرے خیال میں ابتدا مرزا غالب کے کلام سے ہونی چاہیے..... میں
 نہایت ادب سے مرزا موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنا کلام
 پڑھیں۔

- एक शायर: यह आपकी जर्ज़-नवाज़ी है वग़रना —
 यह आये घर में हमारे खुदा की कुदरत है
 कभी हम उनको कभी अपने घर को देखते हैं
- ग़ालिब : रहने भी दीजिये इस बेजा तारीफ़ को मन आनम कि मन दानम¹।
- दूसरा शायर: तशरीफ़ रखियेगा। कहिये जन्नत में ख़ूब गुज़रती है आप तो फ़रमाया करते थे हमको मालूम है जन्नत की हकीकत लेकिन
- ग़ालिब : भई जन्नत भी ख़ूब जगह है जब से वहाँ गया हूँ एक शेर भी मौज़ू नहीं कर सका।
- दूसरा शायर: ताअज्जुब जन्नत में आपको काफी फ़राग़त है और हर एक चीज़ मयस्सर है पीने को शराब इन्तक़ाम लेने को परीज़ाद। और इस पर यह फ़िक्र कोसों दूर कि —
 आपका बंदा और फिरूँ नंगा
 आपका नौकर और ख़ाऊँ उघार
 बावजूद इसके आप कुछ लिख.....
- तीसरा शायर: (बात काटकर) सुनाइये इक़बाल का क्या हाल है।
- ग़ालिब : वही जो इस दुनिया में था दिन रात खुदा से लड़ना झगड़ना वही पुरानी बहस —
 मुझे फ़िक्रे—जहाँ क्यों हो जहाँ तेरा है या मेरा
- पहला शायर: मेरे ख़याल मे वक़्त काफ़ी हो गया है अब मजलिस की कारवाई शुरु करनी चाहिए।
- दूसरा शायर: मैं कुर्सिए—सदारत के लिए जनाब मीम नून अरशद का नाम तजवीज़ करता हूँ।
- तीसरा शायर: और मैं तार्इद करता हूँ ,
 (अरशद साहब कुर्सिए—सदारत पर बैठने से पहले हाज़रीने—मजलिस का शुक्रिया अदा करते हैं)।
- मीम नून अरशद: मेरे ख़याल में इब्तदा मिर्ज़ा ग़ालिब के कलाम से होनी चाहिए..... मैं निहायत अदब से मिर्ज़ा मौसूफ़ से दरख़्वास्त करता हूँ कि अपना कलाम पढ़ें।

1. मैं जैसा हूँ खुद ही जानता हूँ

غالب: ابھی جب ہمارے سامنے شمع لائی جائے گی تو ہم بھی کچھ پڑھ کر سنا دیں گے۔

م ن ارشد: معاف کیجیے گا۔ مرزا۔ اس مجلس میں شمع وغیرہ کسی کے سامنے نہیں لائی جائے گی۔ شمع کے بجائے یہاں پچاس کینڈل پاؤر کا لیمپ ہے اس کی روشنی میں ہر ایک شاعر اپنا کلام پڑھے گا۔

غالب: بہت اچھا صاحب تو غزل سنئے گا۔

باقی شعر: ارشاد

غالب: عرض کیا ہے،

خط لکھیں گے گر چہ مطلب کچھ نہ ہو

ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

(باقی شعر اہستے ہیں مرزا حیران ہو کر ان کی جانب دیکھتے ہیں)

غالب: اجی صاحب یہ کیا حرکت ہے نہ داد نہ تحسین اس بے موقع خندہ زنی کا مطلب؟

ایک شاعر: معاف کیجیے گا مرزا ہمیں یہ شعر کچھ بے معنی سا معلوم ہوتا ہے۔

غالب: بے معنی؟

ہیراجی: دیکھیے نا مرزا، آپ فرماتے ہیں خط لکھیں گے گر چہ مطلب کچھ نہ ہو۔ اگر

مطلب کچھ نہیں تو خط لکھنے کا فائدہ ہی کیا اور اگر آپ صرف معشوق کے نام

ہی کے عاشق ہیں تو تین پیسے کا خط برباد کرنا ہی کیا ضرور، سادہ کاغذ پر اس کا

نام لکھ لیجیے۔

ڈاکٹر قربان حسین خالص: میرے خیال میں اگر یہ شعر اس طرح لکھا جائے تو زیادہ

موزوں ہے۔

خط لکھیں گے کیوں کہ چھٹی ہے ہمیں دفتر سے آج

اور چاہے بھیجنا ہم کو پڑے بیرنگ ہی

پھر بھی تم کو خط لکھیں گے ہم ضرور

गालिब : भई जब हमारे सामने शमा लाई जायेगी तो हम भी कुछ पढ़कर सुना देंगे।

मीम नून अरशद: माफ़ कीजियेगा मिर्ज़ा। इस मजलिस में शमा वगैरह किसी के सामने नहीं लाई जायेगी। शमा के बजाय यहाँ पचास कैण्डिल पावर का लैम्प है उसकी रोशनी में हर एक शायर अपना कलाम पढ़ेगा।

गालिब : बहुत अच्छा साहब तो ग़ज़ल सुनियेगा।

बाकी शोअरा: इरशाद

गालिब : अर्ज़ किया है,

ख़त लिखेंगे गरचे मतलब कुछ न हो
हम तो आशिक हैं तुम्हारे नाम के
(बाकी शोअरा हंसते हैं मिर्ज़ा हैरान होकर उनकी जानिब देखते हैं)

गालिब : अजी साहब यह क्या हरकत है न दाद न तहसीन इस बे मौका खन्दाजनी¹ का मतलब?

एक शायर: माफ़ कीजियेगा मिर्ज़ा हमें यह शेर कुछ बेमानी सा मालूम होता है।

गालिब : बेमानी?

हीराजी : देखिये ना मिर्ज़ा, आप फरमाते हैं ख़त लिखेंगे गरचे मतलब कुछ न हो। अगर मतलब कुछ नहीं तो ख़त लिखने का फ़ायदा ही क्या और अगर आप सिर्फ़ माशूक के नाम ही के आशिक हैं तो तीन पैसे का ख़त बरबाद करना ही क्या ज़रूर, सादा काग़ज़ पर उसका नाम लिख लीजिये।

डाक्टर कुर्बान हुसेन ख़ालिस: मेरे ख़याल में अगरचे यह शेर इस तरह लिखा जाये तो ज़्यादा मौज़ू है—

ख़त लिखेंगे क्योंकि छुट्टी है हमें दफ़्तर से आज
और चाहे भेजना हमको पड़े बैरंग ही
फिर भी तुमको ख़त लिखेंगे हम ज़रूर

1. हंसी

چاہے مطلب کچھ نہ ہو
 جس طرح سے میری اک اک نظم کا
 کچھ بھی تو مطلب نہیں
 خط لکھیں گے کیوں کہ الفت ہے ہمیں
 میرا مطلب ہے محبت ہے ہمیں
 یعنی عاشق ہیں تمہارے نام کے
 یہ تو اس طرح معلوم ہوتا ہے جیسا آپ میرے اس شعر کی ترجمانی کر رہے
 غالب: ہیں۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
 کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
 جنوں! جنوں کے متعلق مرزا میں نے کچھ عرض کیا ہے اگر اجازت ہو تو
 کہوں۔
 غالب: ہاں ہاں بڑے شوق سے۔

جنوں ہوا جنوں ہوا
 مگر کہاں جنوں ہوا
 کہاں ہوا وہ کب ہوا
 ابھی ہوا یا اب ہوا
 نہیں ہوں میں یہ جانتا
 مگر جدید شاعری
 میں کہنے کا جو شوق ہے
 تو بس یہی ہے وجہ کہ
 دماغ میرا چل گیا
 یہی سبب ہے جو مجھے
 جنوں ہوا جنوں ہوا

चाहे मतलब कुछ न हो
जिस तरह से मेरी इक इक नज़्म का
कुछ भी तो मतलब नहीं
खत लिखेंगे क्योंकि उल्फत है हमें
मेरा मतलब है मोहब्बत है हमें
यानी आशिक हैं तुम्हारे नाम के

ग़ालिब : यह तो इस तरह भालूम होता है जैसा आप मेरे इस शेर
की तर्जुमानी कर रहे हैं।

बक रहा हूँ जुनूँ में क्या क्या कुछ
कुछ न समझे खुदा करे कोई

हीराजी : जुनूँ! जुनूँ के मुतअल्लिक भिर्जा मैंने कुछ अर्ज किया है
अगर इजाज़त हो तो कहूँ।

ग़ालिब : हाँ हाँ बड़े शौक से।

हीराजी : जुनूँ हुआ जुनूँ हुआ
मगर कहाँ जुनूँ हुआ
कहाँ हुआ वह कब हुआ
अभी हुआ या अब हुआ
नहीं हूँ मैं यह जानता
मगर जदीद शायरी
में कहने का जो शौक है
तो बस यही वजह है कि
दिमाग़ मेरा चल गया
यही सबब है जो मुझे
जुनूँ हुआ जुनूँ हुआ

غالب: (ہنسی کو روکتے ہوئے) سبحان اللہ کیا برجستہ اشعار ہیں۔

من ارشد: اب مرزا غزل کا دوسرا شعر فرمائیے۔

غالب: میں اب مقطع ہی عرض کروں گا کہا ہے:

عشق نے غالب تکمنا کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

عبدالحی نگاہ: گستاخی معاف مرزا۔ اگر اس شعر کا پہلا مصرع اس طرح لکھا جاتا تو ایک

بات پیدا ہو جاتی۔

غالب: کس طرح؟

عبدالحی نگاہ: عشق نے ہاں ہاں تمہارے عشق نے

عشق نے سمجھے؟ تمہارے عشق نے

مجھ کو تکمنا کر دیا

اب نہ اٹھ سکتا ہوں میں

اور چل تو سکتا ہی نہیں

جانے کیا بکتا ہوں میں

یعنی تکمنا کر دیا

اتنا تمہارے عشق نے

گرتا ہوں اور اٹھتا ہوں میں

اٹھتا ہوں اور گرتا ہوں میں

یعنی تمہارے عشق نے

اتنا تکمنا کر دیا

غالب: (طنزاً) بہت خوب بھی غضب کر دیا۔

غیظ احمد: اور دوسرا مصرع اس طرح لکھا جاسکتا تھا:

جب تک نہ مجھ کو عشق تھا

تب تک مجھے کچھ ہوش تھا

गालिब : (हंसी को रोकते हुए) सुबहानअल्लाह क्या बरजस्ता
अशआर हैं।

मीम नून अरशद : अब मिर्जा गज़ल का दूसरा शेर फरमाइये।

गालिब : मैं अब मक्ता ही अर्ज करूँगा कहा है:
इश्क ने गालिब निकम्मा कर दिया
वरना हम भी आदमी थे काम के

अब्दुल हई निगाह : गुस्ताखी माफ़ मिर्जा। अगर इस शेर का पहला मिसरा
इस तरह लिखा जाता तो एक बात पैदा हो जाती।

गालिब : किस तरह?

अब्दुल हई निगाह : इश्क ने हॉ हॉ तुम्हारे इश्क ने
इश्क ने समझे? तुम्हारे इश्क ने
मुझको निकम्मा कर दिया
अब न उठ सकता हूँ मैं
और चल तो सकता ही नहीं
जाने क्या बकता हूँ मैं
यानी निकम्मा कर दिया
इतना तुम्हारे इश्क ने
गिरता हूँ और उठता हूँ मैं
उठता हूँ और गिरता हूँ मैं
यानी तुम्हारे इश्क ने
इतना निकम्मा कर दिया

गालिब : (तन्ज़न) बहुत खूब भई गज़ब कर दिया।

गैज़ अहमद : और दूसरा मिसरा इस तरह लिखा जा सकता था—

जब तक न मुझको इश्क था
तब तक मुझे कुछ होश था

سب کام کر سکتا تھا میں
 اور دل میں میرے جوش تھا
 اس وقت تھا میں آدمی
 اور آدمی تھا کام کا
 لیکن تمہارے عشق نے
 مجھ کو نکمٹا کر دیا

غالب: واللہ کمال ہی تو کر دیا۔ بھئی اب آپ لوگ اپنا کلام سنائیں۔
 م ن ارشد: اب ڈاکٹر قربان حسین خالص جو جدید شاعری کے امام ہیں اپنا کلام سنائیں گے۔

ڈاکٹر خالص: اجی ارشد صاحب میں کیا کہوں اگر میں امام ہوں تو آپ مجتہد ہیں آپ
 جدید شاعری کی منزل ہیں اور میں سنگ میل اس لیے آپ اپنا کلام پہلے
 پڑھیے۔

م ن ارشد: تو بہ تو بہ اتنی کس نفسی اچھا اگر آپ مصرع ہیں تو میں ہی اپنی ایک نظم پہلے پڑھتا
 ہوں۔ نظم کا عنوان ہے ”بدلہ“ عرض کیا ہے۔

آمری جان میرے پاس آنکھیں ٹھہری کے قریب
 جس کے آغوش میں یوں ناچ رہے ہیں شعلے
 جس طرح دور کسی دشت کی پہنائی میں
 رقص کرتا ہو کوئی بھوت کہ جس کی آنکھیں
 کرم شب تاب کی مانند چمک اٹھتی ہیں
 ایسی تھپیہ کی لذت سے مگر دور ہے تو
 تو کہ اک اجنبی انجان سی عورت ہے جسے
 رقص کرنے کے سوا اور نہیں کچھ آتا
 اپنے بے کار خدا کے مانند

सब काम कर सकता था मैं
 और दिल में मेरे जोश था
 उस वक्त था मैं आदमी
 और आदमी था काम का
 लेकिन तुम्हारे इश्क ने
 मुझको निकम्मा कर दिया

गालिब : वल्लाह कमाल ही तो कर दिया। भई अब आप लोग अपना कलाम सुनायें।

मीम नून अरशद : अब डाक्टर कुर्बान हुसेन खालिस जो जदीद शायरी के इमाम हैं अपना कलाम सुनायेगे।

डाक्टर खालिस : अजी अरशद साहब मैं क्या कहूँ अगर मैं इमाम हूँ तो आप मुज्ताहिद¹ हैं आप जदीद शायरी की मंज़िल हैं और मैं संगे-मील इसलिए आप अपना कलाम पहले पढ़िये।

मीम नून अरशद : तौबा तौबा इतनी कसरे-नफ़सी² अच्छा अगर आप मुसिर हैं तो मैं ही अपनी एक नज़्म पहले पढ़ता हूँ। नज़्म का उनवान है "बदला" अर्ज किया है।

आ मेरी जान मेरे पास अंगीठी के करीब
 जिसके आगोश में रूँ नाच रहे हैं शोले
 जिस तरह दूर किसी दशत की पहनाई में
 रक्स करता हो कोई भूत कि जिसकी आँखें
 किरमे-शबे-ताब की मानिन्द चमक उठती हैं
 ऐसी तशबीह की लज़्ज़त से मगर दूर है तू
 तू कि इक अजनबी अंजान सी औरत है जिसे
 रक्स करने के सिवा और नहीं कुछ आता
 अपने बेकार खुदा के मानिन्द

1. नई बात कहने वाला 2. हस्ती को मिटाना

دوپہر کو جو کبھی بیٹھے ہوئے دفتر میں
 خود کشی کا مجھے یک لخت خیال آتا ہے
 میں پکاراٹھتا ہوں یہ جینا ہے بھی کیا جینا
 اور چپ چاپ درتچے میں سے پھر جمنا لگتا ہوں
 آمری جان میرے پاس انگلیٹھی کے قریب
 تاکہ میں چوم ہی لوں عارض گلغام ترا
 اور ار باب وطن کو یہ اشارہ کر دوں
 اس طرح لیتا ہے اغیار سے بدلہ شاعر
 اور شب عیش گزر جانے پر
 بہر جمع درم و دام نکل جاتا ہے
 ایک بوڑھے سے تھکے ماندے سے رہوار کے پاس
 چھوڑ کر بستر سنبال و سمور

(نظم سن کر سامعین پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے ہیراجی یہ
 کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ یہ نظم اس صدی کی بہترین نظم
 ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ اگر ایک طرح سے دیکھا جائے تو اس
 میں انگلیٹھی بھوت اور دفتر تہذیب و تمدن کی مخصوص الجھنوں کے
 حامل ہیں) (حاضرین ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے
 دیکھتے ہوئے زیر لب مسکراتے ہیں۔)

غالب: ارشد صاحب معاف کیجیے گا آپ کی یہ نظم کم از کم میرے فہم سے تو بالاتر ہے۔
 غیظ احمد غیظ: یہ صرف ارشد پر ہی کیا منحصر ہے، مشرق کی جدید شاعری ایک بڑی حد تک
 مبہم اور ادا رک سے بالاتر ہے۔

من ارشد: مثلاً میرے ایک دوست کے اس شعر کو لیجیے۔
 پاپوش کی کیا فکر ہے دستار سنبالو
 پایاب ہے جو موج گذر جائے گی سر سے

दोपहर को जो कभी बैठे हुए दफ्तर में
 खुदकुशी का मुझे यक लख्ता ख्याल आता है
 मैं पुकार उठता हूँ यह जीना भी क्या जीना है
 और चुपचाप दरीचे में से फिर झाँकता हूँ
 आ मेरी जान मेरे पास अंगीठी के करीब
 ताकि मैं चूम ही लूँ आरिजे-गुलफाम¹ तेरा
 और अरबाबे-वतन को यह इशारा कर दूँ
 इस तरह लेता है अगियार² से बदला शायर
 और शबे-ऐश गुज़र जाने पर
 बहरे-जम्मअ दिरमो-दाम³ निकल जाता है
 एक बूढ़े से थके मांदे से रहवार के पास
 छोड़कर बिस्तरे-संजाबो-समूर⁴
 (नज़्म सुनकर सामेईन पर वज्द की हालत तारी
 हो जाती है हीराजी यह कहते हुए सुनाई देते हैं।
 यह नज़्म इस सदी की बेहतरीन नज़्म है बल्कि
 मैं तो यँ कहूँगा कि अगर एक तरह से देखा जाये
 तो इस में अंगीठी भूत और दफ्तर तहजीबो-तमहुन
 की मख्सूस उलझनों के शामिल हैं) (हाज़रीन
 एक दूसरे को मानी-खेज नज़रों से देखते हुए
 जेरे-लब मुस्कुराते हैं।)

गालिब : अरशद साहब माफ कीजियेगा आपकी यह नज़्म कम
 अज़ कम मेरे फहम⁵ से तो बाला तर है।

गैज़ अहमद गैज़ : यह सिर्फ अरशद पर ही क्या मुन्हसिर है, मशरिक की
 जदीद शायरी एक बड़ी हद तक मुबहम⁶ और इदराक⁷
 से बालातर है।

मीम नून अरशद : मसलन मेरे एक दोस्त के इस शेर को लीजिये।
 पापोश की क्या फिक्र है दस्तार संमालो
 पायाब है जो मौज गुज़र जायेगी सर से

-
1. सुख गाल 2. दुश्मन 3. मालो-दौलत इकट्ठा करने के लिए
 4. जानवर की खाल का विस्तर 5. समझ 6. जिसका अर्थ साफ न हो
 7. बुद्धि

غالب: (شعر کو دہرا کر) صاحب سچ تو یہ ہے کہ اگرچہ اس شعر میں سراور پیر کے الفاظ شامل ہیں مگر باوجود ان کے اس شعر کا نہ سر ہے نہ پیر۔

من ارشد: اچی چھوڑیے اس حرف گیری کو آپ اس شعر کو سمجھ ہی نہیں مگر خیر اس بحث میں کیا رکھا ہے کیوں نہ اب ڈاکٹر قربان حسین خالص سے درخواست کی جائے کہ اپنا کلام پڑھیں۔

ڈاکٹر خالص: میری نظم کا عنوان ہے ”عشق“ عرض کیا ہے۔
عشق کیا ہے؟

میں نے اک عاشق سے پوچھا

اس نے یوں رو کر کہا

عشق ایک طوفان ہے

عشق ایک سیلاب ہے

عشق ہے اک زلزلہ

شعلہ جوالہ - عشق

عشق ہے پیغام موت

غالب: ابھی یہ کیا مذاق ہے، نظم پڑھیے مشاعرے میں نثر کا کیا کام؟
ڈاکٹر خالص: (جھنجھلا کر) تو آپ کے خیال میں یہ نثر ہے، یہ ہے آپ کی سخن فہمی کا عالم اور فرمایا تھا آپ نے۔ ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں۔

غالب: میری سمجھ میں تو نہیں آیا کہ یہ کس قسم کی نظم ہے نہ ترنم نہ قافیہ نہ ردیف۔
ڈاکٹر خالص: مرزا صاحب۔ یہی تو جدید شاعری کی خصوصیت ہے۔ آپ نے اردو

شاعری کو قافیہ اور ردیف کی فولادی زنجیروں میں قید کر رکھا ہے ہم نے اس کے خلاف جہاد کر کے اسے آزاد کیا اور اس طرح اس میں وہ اوصاف پیدا کیے ہیں جو محض خارجی خصوصیات سے کہیں زیادہ اہم ہیں۔ میری مراد رفعت تحفیل تازگی افکار اور ندرت فکر سے ہے۔

غالب: رفعت تحفیل کیا خوب کیا پرواز ہے۔

गालिब : (शेर को दोहराकर) साहब सच तो यह है कि अगरचे इस शेर में सर और पैर के अल्फाज़ शामिल हैं मगर बावजूद उनके इस शेर का न सर है न पैर।

मीम नून अरशद : अजी छोड़िये इस हर्फ़गीरी¹ को, आप इस शेर को समझे ही नहीं मगर खैर इस बहस में क्या रखा है क्यों न अब डाक्टर कुर्बान हुसेन खालिस से दरखास्त की जाय कि अपना कलाम पढ़ें।

डाक्टर खालिस : मेरी नज़्म का उनवान है "इश्क" अर्ज किया है।

इश्क क्या है?

मैंने इक आशिक से पूछा

उसने यूँ रो कर कहा

इश्क इक तूफ़ान है

इश्क इक सैलाब है

इश्क है एक ज़लजला

शोलए—जव्वाला² — इश्क

इश्क है पैगामे—मौत

गालिब : भई यह क्या मज़ाक है, नज़्म पढ़िये मुशायरे में नस्र³ का क्या काम?

डाक्टर खालिस : (झुंझला कर) तो आपके खयाल में यह नस्र है, यह है आपकी सुखान—फ़हमी का आलम और फरमाया था आपने। हम सुखन—फ़हम हैं गालिब के तरफ़दार नहीं

गालिब : मेरी समझ में तो नहीं आया कि यह किस किस की नज़्म है न तरन्नुम न काफ़िया न रदीफ़।

डाक्टर खालिस : मिर्जा साहब। यही तो जदीद शायरी की खुसूसियत है। आपने उर्दू शायरी को काफ़िया और रदीफ़ की फौलादी जंजीरों में कैद कर रखा है हमने उसके खिलाफ़ जिहाद करके उसे आज़ाद किया और इस तरह इसमें वह औसाफ़ पैदाकिये हैं जो महज़ खारजी⁴ खुसूसियात से कहीं ज़्यादा अहम हैं। मेरी मुराद रफ़अते—तख़य्युल ताजगिए—अफ़कार और नुदरते—फ़िक्र से है।

गालिब : रफ़अते—तख़य्युल, क्या खूब परवाज़ है।

1. ऐब निकालना 2. चक्कर काटने वाला 3. गद्य 4. बाहरी

میں نے ایک عاشق سے پوچھا اس نے یوں رو کر کہا
(چڑ کر) عاشق رو کر نہیں کہے گا تو کیا قہقہہ لگا کر کہے گا؟ مرزا آپ یہ بھی
نہیں جانتے کہ عشق اور رونے میں کتنا گہرا تعلق ہے۔

غالب: مگر آپ کو قافیہ اور ردیف ترک کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

رفیق احمد خوگر: اس کی وجہ مغربی شعراء کا تتبع نہیں بلکہ ہماری طبیعت کا فطری میلان ہے جو
زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح شعر و ادب میں بھی آزادی کا جو یا ہے،
اس کے علاوہ دور جدید کی روح انقلاب کشمکش تحقیق تجسس تعقل پرستی اور
جدوجہد ہے ماحول کی اس تبدیلی کا اثر ادب پر ہوا ہے اور میرے اس نقطے
کو تھیکرے نے بھی اپنی کتاب ویشنی فیئر میں تسلیم کیا ہے چنانچہ اس لیے ہم
نے محسوس کیا کہ قدیم شاعری ناقص ہونے کے علاوہ روح میں وہ لطیف
کیفیت پیدا نہیں کر سکتی جو مثال کے طور پر ڈاکٹر خالص کی شاعری کا جوہر
ہے۔ قدیم شعر اور جدید شعرا کے ماحول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔
قدیم شعر بقول مولانا آزاد حسن و عشق کی حدود سے باہر نہ نکل سکے اور ہم
جن میدانوں میں گھوڑے دوڑا رہے ہیں نہ ان کی وسعت کی کوئی بھی انتہا
ہے اور نہ ان کے عجائب و لطائف کا شمار۔

غالب: میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔

من ارشد: خوگر صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم ایک نئی دنیا میں رہتے ہیں یہ ریڈیو
ہوائی جہاز اور دھماکے سے پھٹنے والے بموں کی دنیا ہے۔ یہ بھوک بیکاری
انقلاب اور آزادی کی دنیا ہے اس دنیا میں رہ کر ہم اپنا وقت حسن و عشق گل و
بلبل شیریں فرہاد کے افسانوں میں ضائع نہیں کر سکتے۔ شاعری کے لیے
اور بھی موضوع سخن ہیں جیسا کہ ہمارے ایک شاعر نے کہا۔

آج تک سرخ و سیہ صدیوں کے سائے کے تلے

آدم و حوا کی اولاد پہ کیا گزری ہے

موت اور زیست کی روزانہ صف آرائی میں

मैंने एक आशिक से पूछा उसने यूँ रोकर कहा
 डाक्टर खालिस : (चिढ़कर) आशिक रोकर नहीं कहेगा तो क्या कहकहा
 लगाकर कहेगा? मिर्जा आप यह भी नहीं जानते कि
 इश्क और रोने में कितना गहरा तअल्लुक है।

गालिब : मगर आपको काफ़िया और रदीफ़ तर्क करने की ज़रूरत
 क्यों पेश आई।

रफीक अहमद खूगर : इसकी वजह मगरबी शोअरा का ततब्बो¹ नहीं बल्कि
 हमारी तबीयत का फितरी मैलान है जो ज़िन्दगी के दूसरे
 शोबों की तरह शोरो-अदब में भी आज़ादी का जोया² है,
 इसके अलावा दौरे-जदीद की रुहे-इन्क़लाब, कशमकश
 तहकीक, तजस्सुस, तअक़ुल-परस्ती और जहोजेहद है।
 माहौल की इस तब्दीली का असर अदब पर हुआ है और
 मेरे इस नुक्ते को धेकरे ने भी अपनी किताब वेनीटी
 फेयर में तस्लीम किया है चुनांचे इसलिए हम ने महसूस
 किया कि कदीम शायरी नाकिस होने के अलावा रुह में
 वह लतीफ़ कैफ़ियत पैदा नहीं कर सकती जो मिसाल के
 तौर पर डाक्टर खालिस की शायरी का जौहर है। कदीम
 शोअरा और जदीद शोअरा के माहौल में
 ज़मीनो-आसमान का फ़र्क़ है कदीम शोअरा बकौल
 मौलाना आज़ाद हुस्नो-इश्क की हुदूद से बाहर न
 निकल सके और हम जिन मैदानों में घोड़े दौड़ा रहे हैं
 न उनकी वुसअत की कोई भी इन्तहा है और न उनकी
 अजायबो-लतायफ़ का शुमार।

गालिब : मैं आपका मतलब नहीं समझा।

मीम नून अरशद : खूगर साहब यह कहना चाहते हैं कि हम एक नई दुनिया
 में रहते हैं यह रेडियो, हवाई जहाज़ और धमाके से
 फटने वाले बमों की दुनिया है। यह भूक बेकारी इन्क़लाब
 और आज़ादी की दुनिया है। इस दुनिया में रह कर हम
 अपना वक़्त हुस्नो-इश्क, गुलो-बुलबुल, शीरी-फ़रहाद के
 अफ़सानों में जाया³ नहीं कर सकते। शायरी के लिए
 और भी मौज़ूए-सुख़न हैं जैसा कि हमारे एक शायर ने
 कहा -

आज तक सुख़ो-सियह सदियों के साथे तले
 आदमो-हव्वा की औलाद पे क्या गुज़री है
 मौत और जीस्त की रोज़ाना सफ़-आराई में

1. पैरवी 2. तलाश करने वाला 3. बरबाद

ہم پہ کیا گز رہے گی اجداد پہ کیا گزری ہے
 یہ جیسے کھیت پھٹا پڑتا ہے جو بن جن کا
 یہ ہر ایک سمت بڑا سر رکڑی دیواریں
 یہ بھی ہیں ایسے کئی اور بھی مضمون ہوں گے
 راجہ مہر علی خاں: بہت خوب۔ یہ بھی ہیں ایسے کئی اور بھی مضمون ہوں گے ایسے ہی مضامین
 میں سے ایک مضمون ”ڈاک خانہ“ ہے جو میری اس نظم کا جو میں ابھی
 آپ کے سامنے پڑھوں گا موضوع ہے۔
 غالب: ڈاک خانہ؟

راجہ مہر علی خاں: مرزا اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے۔ نیچے عرض کیا ہے:
 ڈاک خانہ کے ہے اندر آج اف کتنا بھوم
 ڈالنے کو خط کھڑے ہیں کس قدر اف آدمی
 ان میں ہر اک کی تمنا ہے کہ وہ
 ڈال کر جلدی سے خط یا پارسل
 بھاگ کر دیکھے کہ اس کی سائیکل
 ہے پڑی باہر جہاں رکھ کر اسے
 ڈاک خانہ میں ابھی آیا تھا وہ خط ڈالنے
 جارہے خط چہار اطراف کو
 بمبئی کو مصر کو لندن کو کوہ قاف کو
 دیکھنا آئی ہے اک عورت لفافہ ڈالنے
 کون کہتا ہے کہ اک عورت ہے یہ
 یہ تو لڑکا ہے کسی کالج کا کہ
 جس کے بال
 خدو خال
 اس قدر ملتے ہیں عورت سے کہ ہم

हम पे क्या गुज़रेगी अजदाद पे क्या गुजरी है
 ये हसीं खेत फटा पड़ता है जोबन जिनका
 यह हर एक सिम्त पुर-असरार कड़ी दिवारें
 यह भी हैं ऐसे कई और भी मजमू होंगें

राजा मेहर अली : बहुत खूब। यह भी हैं ऐसे कई और भी मजमू होंगे ऐसे
 ही मजामीन में से एक मजमून "डाकखाना" है जो मेरी
 इस नज़्म का, जो मैं अभी आपके सामने पढ़ूँगा मौजूअ
 है।

ग़ालिब : डाकखाना?

राजा मेहर अली ख़ाँ : मिर्जा इसमें हैरान होने की क्या बात है। सुनिये अर्ज
 किया है:

डाकखाने के है अन्दर आज उफ़ कितना हुजूम
 डालने को ख़त खड़े है किस कदर उफ़ आदमी
 उनमें हर एक की तमन्ना है कि वह
 डाल कर जल्दी से ख़त या पार्सल
 माग कर देखें कि उसकी साइकिल
 है पड़ी बाहर जहाँ रखकर उसे
 डाकखाने में अभी आया था वह ख़त डालने
 जा रहे ख़त चहार अतराफ़ को
 बम्बई को, मिस्र को, लंदन को कोहे-काफ़ को
 देखना आई है एक औरत लिफ़ाफ़ा डालने
 कौन कहता है कि इक औरत है यह
 यह तो लड़का है किसी कॉलेज का कि
 जिसके बाल
 ख़दो-ख़ाल
 इस कदर मिलते हैं औरत से कि हम

اس کو عورت کا سمجھتے ہیں بدل
 اف ہماری الغرضیں
 ہے مگر کس شخص کا یہ سب قصور
 کیا نظر میری نہیں کرتی ہے کام
 جھپٹا سا ہو گیا ہے شام کا
 یا ہمارے ہے تمدن کا قصور
 کہ ہمارے نوجواں

ڈاک خانے میں ہیں جب آتے لفافہ ڈالنے
 اس قدر دیتے ہیں وہ دھوکا ہمیں
 کہ نظر آتے ہیں ہم کو عورتیں

(زوروں کی داد دی جاتی ہے۔ ہر طرف سے مرجبا بھی کمال کر دیا کے
 نعرے بلند ہوتے ہیں۔ مرزا غالب کی سراہنگی ہر لمحہ بڑھتی جا رہی ہے)
 اب میں ہندوستان کے مشہور شاعر پروفیسر غیظ سے درخواست کروں گا کہ
 وہ اپنے تازہ افکار سے ہمیں نوازیں۔

پروفیسر غیظ:

میں نے تو کوئی نئی چیز نہیں لکھی۔

تو پھر وہی نظم سنا دیجیے جو پچھلے دنوں ریڈیو والوں نے آپ سے لکھوائی تھی
 آپ کی مرضی ہے تو وہی سن لیجیے عنوان ہے ”لگائی“

پروفیسر:

فون پھر آیا دل زار نہیں فون نہیں

سائیکل ہوگا، کہیں اور چلا جائے گا

ڈھل چکی رات اترنے لگا کھمبوں کا بخار

کمپنی باغ میں لنگڑا نے لگے سرد چراغ

تھک گیا رات کو چلا کے ہراک چوکیدار

گل کرودا من افسردہ کے بوسیدہ داغ

یاد آتا ہے مجھے سرمہ دن بالہ دار

इसको औरत का समझते हैं बदल
 उफ हमारी लग्जिशें
 है मगर किस शख्स का यह सब कसूर
 क्या नज़र मेरी नहीं करती है काम
 झुटपुटा सा हो गया है शाम का
 या हमारे है तमदुन का कसूर
 कि हमारे नौजवान
 डाकखाने में हैं जब आते लिफाफा डालने
 इस कदर देते हैं वह धोका हमें
 कि नज़र आते हैं हमको औरतें
 (जोरों की दाद दी जाती है। हर तरफ़ से मरहबा
 भई कमाल कर दिया के नारे बुलन्द होते हैं।
 मिर्जा ग़ालिब की सरासीमगी¹ हर लम्हा बढ़ती
 जा रही है)

मीम नून अरशद : अब मैं हिन्दुस्तान के मशहूर शायर प्रोफ़ेसर ग़ैज़ से
 दरख्वास्त करूँगा कि वह अपने ताज़ा अफ़कारों से हमें
 नवाज़ें।

प्रोफ़ेसर ग़ैज़ : मैंने तो कोई नई चीज़ नहीं लिखी।

हीराजी : तो फिर वही नज़्म सुना दीजिये जो पिछले दिनों रेडियो
 वालों ने आप से लिखवाई थी।

प्रोफ़ेसर : आपकी मर्जी है तो वही सुन लीजिये उनवान है "लगाई"
 फ़ोन फिर आया दिले-ज़ार नहीं फ़ोन नहीं
 साइकिल होगा, कहीं और चला जायेगा
 ढल चुकी रात उतरने लगा खम्बों का बुख़ार
 कम्पनी बाग़ में लंगड़ाने लगे सर्द चिराग़
 थक गया रात को चिल्ला के हर इक चौकीदार
 गुल करो दामने-अफ़सुरदा के बोसीदा दाग़
 याद आता है मुझे सुर्मए-दुंबालादार

اپنے بے خواب گھر وندے ہی کو واپس لوٹو

اب یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں آئے گا

(لظم کے دوران میں اکثر مصرعے دو دو بلکہ چار چار بار پڑھوائے جاتے ہیں اور پروفیسر غیلطہ بار بار مرزا غالب کی طرف داد طلب نگاہوں سے دیکھتے ہیں مرزا غالب مبہوت ہیں)۔

من ارشد: حضرات میرے خیال میں یہ کوئی عشقیہ لظم نہیں ہے بلکہ اس میں شاعر نے ایٹنی فاشٹ جذبے کو خوب نبھایا ہے۔

رفیق احمد: (سرگوشی کے انداز میں ہیراجی سے) بکواس ہے!

من ارشد: اب ہیراجی اپنا کلام پڑھیں گے۔

ہیراجی: میری لظم کا عنوان ہے ”بیٹگن“

غالب: بیٹگن؟

ہیراجی: بیٹگن۔ اگر آپ آم کی صفت میں قصیدہ لکھ سکتے ہیں تو کیا بندہ بیٹگن پر

ایک لظم لکھنے کا حقدار نہیں۔

غالب: معاف کیجیے گا۔ لظم پڑھیے۔

ہیراجی: عرض کیا ہے

چنچل بیٹگن کی چھب نیاری

رنگ میں تم ہو کرشن مراری

جان گئی ہیں سکھیاں پیاری

رادھارانی آئی گئی تو -

کرشن کھنڈھا ڈھونڈ رہے ہیں

لیکن میں تو بھول چکا ہوں

بیٹگن سے یہ بات چلی تھی

بھوک لگی ہے ننتی ہائے

جی میں ہے ایک بھون کے بیٹگن

अपने बेख्वाब घरोंदे ही को वापस लौटो
 अब यहाँ कोई नहीं कोई नहीं आयेगा
 (नज़्म के दौरान में अक्सर सिस्से दो-दो बल्कि चार-चार
 बार पढवाये जाते हैं और प्रोफेसर गैज़ बार-बार मिर्ज़ा
 ग़ालिब की तरफ़ दाद-तलब निगाहों से देखते हैं मिर्ज़ा
 ग़ालिब मबहूत¹ हैं)।

मीम नून अरशद : हज़रात मेरे ख़याल में यह कोई इश्क़िया नज़्म नहीं है
 बल्कि इसमें शायर ने एण्टी फ़ासिस्ट जज़्बे को ख़ूब
 निमाया है।

रकीक अहमद : (सरगोशी के अन्दाज़ में हीराजी से) बकवास है!

मीम नून अरशद : अब हीराजी अपना कलाम पढ़ेंगे।

हीराजी : मेरी नज़्म का उनवान है "बैगन"

ग़ालिब : बैगन?

हीराजी : बैगन। अगर आप आम की सिफ़त में क़सीदा लिख
 सकते हैं तो क्या बंदा बैगन पर एक नज़्म लिखने का
 हक़दार नहीं।

ग़ालिब : माफ़ कीजियेगा। नज़्म पढ़िये।

हीराजी : अर्ज किया है।

चंचल बैगन की छब न्यारी
 रंग में तुम हो कृष्ण मुरारी
 जान गई हैं सखियाँ प्यारी
 राधा रानी आ ही गई तो—
 कृष्ण कन्हैया दूढ़ रहे हैं
 लेकिन मैं तो भूल चुका हूँ
 बैगन से यह बात चली थी
 भूक लगी है कितनी हाय
 जी में है एक भून के बैगन

1. हैरान

کھاؤں لیکن رادھا پیاری
رنگ کو اس کے دیکھ کے مجھ کو

پاؤں آتے ہیں کرشن مراری
اس لیے بھوکا رہنا بہتر۔

چوں کہ میں ہوں پریم پجاری

(ہر طرف سے داد دی جاتی ہے بعض شعرا یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں
بھی جدید شاعری ہیراجی ہی کا حصہ ہے)۔

م ن ارشد: اب جناب بکرماجیت ورما سے استدعا کی جاتی ہے کہ اپنا کلام سنائیں۔

بکرماجیت ورما: میں نے حسب معمول کچھ گیت لکھے ہیں۔

غالب: (حیران ہو کر) شاعر اب گیت لکھ رہے ہیں۔ میرے اللہ دنیا کدھر کو جا
رہی ہے۔

بکرماجیت ورما: مرزا آپ کے زمانے میں گیت شاعری کی ایک باقاعدہ صنف قرار نہیں
دیئے گئے تھے دور جدید کے شعرا نے انہیں ایک قابل عزت صنف کا
درجہ دے دیا ہے۔

غالب: جی ہاں ہمارے زمانے میں عورتیں، بھانڈ، مرا سی یا اسی قماش کے اور لوگ
گیت لکھا کرتے تھے۔

بکرماجیت ورما: پہلا گیت ”برہمن کا سندیس“ عرض کیا ہے۔

اڑ جادیس بدلیں رے کوئے اڑ جادیس بدلیں

سن کر تیری کائیں کائیں۔

غالب: خوب سن کر تیری کائیں کائیں!

بکرماجیت: عرض کیا ہے:

سن کر تیری کائیں کائیں

آنکھوں میں آنسو بھر آئیں

بول یہ تیرے من کو بھائیں

खाऊँ लेकिन राधा प्यारी
 रंग को उसके देख के मुझको
 याद आते हैं कृष्ण मुरारी
 इसलिए भूका रहना बेहतर—
 चूँकि मैं हूँ प्रेम-पुजारी
 (हर तरफ से दाद दी जाती है बाज शोअरा यह कहते
 हुए सुने जाते हैं मई जदीद शायरी हीराजी ही का
 हिस्सा है)।

मीम नून अरशद : अब जनाब विक्रमाजीत वर्मा से इस्तदआ की जाती है कि
 अपना कलाम सुनायें।

विक्रमाजीत वर्मा : मैंने हस्बे-मामूल कुछ गीत लिखे हैं।

गालिब : (हैरान होकर) शायर अब गीत लिख रहे हैं। मेरे अल्लाह
 दुनिया किधर को जा रही है।

विक्रमाजीत वर्मा : मिर्जा आपके जमाने में गीत शायरी की एक बाकायदा
 सिन्फ¹ करार नहीं दिये गये थे। दौरे-जदीद के शोअरा
 ने उन्हें एक काबिले-इज्जत सिन्फ का दर्जा दे दिया है।

गालिब : जी हाँ हमारे जमाने में औरतें, मांड, मिरासी या इसी
 कमाश² के और लोग गीत लिखा करते थे।

विक्रमाजीत वर्मा : पहला गीत "बिरहन का संदेस" अर्ज किया है।

उड़ जा देस-बिदेस रे कौवे उड़ जा देस-बिदेस
 सुनकर तेरी काँ-काँ

गालिब : ख़ूब, सुनकर तेरी काँ-काँ!

विक्रमाजीत : अर्ज किया है:

सुनकर तेरी काँ-काँ
 आँखों में आँसू भर आयें
 बोल यह तेरे मन को भाँ

مت جانا پردیس رے کوے اڑ جا دیس بدیس
 مَن ارشد: بھی کیا اچھوتا خیال ہے۔ پنڈت صاحب میرے خیال میں ایک گیت
 آپ نے کبوتر پر بھی لکھا تھا وہ بھی مرزا کو سنا دیجیے۔
 بکرماجیت ورما: نیے پہلا بند ہے:

بول کبوتر بول
 دیکھو کوکلیا کوک رہی ہے
 من میں میرے ہوک اٹھی ہے
 کیا تجھ کو بھی بھوک لگی ہے
 بول غمرغوں بول کبوتر
 بول کبوتر بول

باقی شعر: (ایک زبان ہو کر) بول کبوتر بول بول کبوتر بول
 (اس اثنا میں مرزا غالب نہایت گھبراہٹ اور سر اسمیگی کی حالت میں
 دروازے کی طرف دیکھتے ہیں)۔
 بکرماجیت ورما: اب دوسرا بند نیے:

بول کبوتر بول
 کیا میرا سا جن کہتا ہے
 کیوں مجھ سے روٹھا رہتا ہے
 کیوں میرے طعنے سہتا ہے
 بھید یہ سارے کھول کبوتر
 بول کبوتر بول

باقی شعر: (ایک زبان ہو کر) بول کبوتر بول کبوتر بول کبوتر بول۔
 (اس شور و غل کی تاب نہ لاتے ہوئے میاں رقیق احمد خگر اور عبدالحی نگاہ
 کے سنانے کی باری آنے سے پہلے ہی مرزا غالب بھاگ کر کمرے سے
 باہر نکل جاتے ہیں)۔

मत जाना परदेस रे कौवे उड़ जा देस-बिदेस

मीम नून अरशद : भई क्या अछूता खयाल है। पंडित साहब मेरे खयाल में एक गीत आपने कबूतर पर भी लिखा था वह भी मिर्जा को सुना दीजिये।

विक्रमाजीत वर्मा : सुनिये पहला बंद है:

बोल कबूतर बोल
देख कोयलिया कूक रही है
मन में मेरे हूक उठी है
क्या तुझको भी भूक लगी है
बोल गुटरगूँ बोल कबूतर
बोल कबूतर बोल

बाकी शोअरा : (एक ज़बान होकर) बोल कबूतर बोल, बोल कबूतर बोल
(इस अस्ना¹ में मिर्जा ग़ालिब निहायत घबराहट और सरासीमगी की हालत में दरवाजे की तरफ देखते हैं)

विक्रमाजीत वर्मा : अब दूसरा बंद सुनिये:

बोल कबूतर बोल
क्या मेरा साजन कहता है
क्यों मुझसे रुठा रहता है
क्यों मेरे ताने सहता है
भेद यह सारे खोल कबूतर
बोल कबूतर बोल

बाकी शोअरा : (एक ज़बान होकर) बोल कबूतर बोल, कबूतर बोल,
कबूतर बोल
(इस शोरो-गुल की ताब न लाते हुए मियों रफ़ीक
अहमद खूगर और अब्दुल हई निगाह के सुनाने
की बारी आने से पहले ही मिर्जा ग़ालिब भागकर
कमरे से बाहर निकल जाते हैं)।

1. दरमियान, बीच

میرامن پسند صفحہ

کچھ لوگ صبح اُٹھتے ہی جمای لیتے ہیں، کچھ لوگ بستر سے اُٹھتے ہی ورزش کرتے ہیں، کچھ لوگ گرم چائے پیتے ہیں۔ میں اخبار پڑھتا ہوں اور جس روز فرصت زیادہ ہو اس روز تو میں اخبار کو شروع سے آخر تک معہ اشتہارات اور عدالت کے سمنوں تک پورا پڑھ ڈالتا ہوں۔

یوں تو اخبار سارے کا سارا اچھا ہوتا ہے لیکن عام لوگوں کے لیے اخبار کا ہر صفحہ اتنی دل چسپی نہیں رکھتا۔ میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو اخباروں میں صرف ریس کا نتیجہ دیکھتے ہیں یا وہ صفحہ جس پر روٹی، تلی، پیتل، لوہا، تانبا، پٹ سن، سونا، چاندی، گڑ، پارہ اور آلوؤں کے سوکھے قتلوں کے بھاؤ درج ہوتے ہیں اور ایسے بھی لوگ ہیں جو اخبار کا پہلا صفحہ ہی پڑھتے ہیں جس پر بڑی وحشت ناک خبریں موٹے موٹے حروف میں درج ہوتی ہیں روز قتل اور ڈاکہ اور ہدیانتی اور خون خرابے کے واقعات کو بڑی بڑی سرخیوں میں چھاپا جاتا ہے۔ بعض لوگ اخبار کے ہاتھ میں آتے ہی اُس کا اداریہ کھول کے پڑھتے ہیں جس پر آج ایک چیز کے حق میں لکھا گیا ہے تو کل اُسی ذمہ داری سے اُس چیز کے خلاف لکھا جائے گا اور اگر پہلے دن آپ اس چیز کے حق میں ہوں گے تو دوسرے دن اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ یا لوگوں نے اس صورت حال کا نام رائے عامہ رکھ چھوڑا ہے۔ خیر اپنی اپنی سوجھ بوجھ۔

मेरा मनपसंद सफ़ह¹

कुछ लोग सुबह उठते ही जमाही लेते हैं, कुछ लोग बिस्तर से उठते ही वर्जिश करते हैं, कुछ लोग गर्म चाय पीते हैं। मैं अख्बार पढ़ता हूँ और जिस रोज़ फुर्सत ज़्यादा हो उस रोज़ तो मैं अख्बार को शुरु से आखिर तक मय इश्तेहार और अदालत के सम्मनों तक पूरा पढ़ डालता हूँ।

यूँ तो अख्बार सारे का सारा अच्छा होता है लेकिन आम लोगों के लिए अख्बार का हर सफ़ह इतनी दिलचस्पी नहीं रखता। मैंने ऐसे लोग भी देखे हैं जो अख्बारों में सिर्फ़ रेस का नतीजा देखते हैं या वह सफ़ह जिस पर रुई, तिल्ली, पीतल, लोहा, तांबा, पटसन, सोना, चांदी, गुड़, पापड़ और आलुओं के सूखे कतलों के भाव दर्ज होते हैं और ऐसे भी लोग हैं जो अख्बार का पहला सफ़ह ही पढ़ते हैं जिस पर बड़ी दहशतनाक ख़बरें मोटे-मोटे हुरुफ़ में दर्ज होती हैं रोज़ क़त्ल और डाका और बंद-दयानती और खून ख़राबे के वाकयात को बड़ी-बड़ी सुर्खियों में छापा जाता है। बाज़ लोग अख्बार के हाथ में आते ही उसका इदारिया² खोल के पढ़ते हैं जिस पर आज एक चीज़ के हक़ में लिखा गया है तो कल उसी ज़िम्मेदारी से उस चीज़ के खिलाफ़ लिखा जायेगा और अगर पहले दिन आप उस चीज़ के हक़ में होंगे तो दूसरे दिन इसके खिलाफ़ हो जायेंगे। यार लोगों ने इस सूरते-हाल का नाम राय-आम्मा³ रख छोड़ा है। ख़ौर अपनी-अपनी सूझ-बूझ।

سچ پوچھے تو مجھے اخبار کے ان صفحوں میں سے کوئی صفحہ پسند نہیں۔ رلیس کے ٹپ اکثر غلط نکلتے ہیں۔ میں کئی دفعہ غپا کھا چکا ہوں اور رلیس کے اخباری ماہر کی جان کو روچکا ہوں، روٹی، پٹ سن اور پا پڑ کے بھاؤ بدلتے دیکھے ہیں، سونا تو خیر سونا ہے لیکن چاندی کا بھاؤ بھی تسخیر کل یوں بڑھ رہا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سی دھات اچھی ہے، سونا یا چاندی؟ یہی حال ملوں، کارخانوں اور بینکوں کے حصوں کا ہے ان میں اس قدر تیزی مندی دکھائی دیتی ہے کہ میں نے تو اب یہ صفحہ پڑھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ پہلا صفحہ بھی میں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ کبھی یہ میرا سن پسند صفحہ تھا، لیکن متواتر دو سال تک اس صفحہ کی خونیں اور تھرا دینے والی چیزیں پڑھ کر مجھے اختلاج قلب ہو گیا ہے اور اب ڈاکٹروں نے مجھے اس صفحہ کے پڑھنے سے منع کر دیا ہے اور جو لوگ کہ نہیں چاہتے ہیں کہ ان کے دل کی حرکت اک دم بند ہو جائے ان کے لیے بھی پرہیز مفید رہے گا۔

آج کل میرا سن پسند صفحہ وہ ہے جو پہلا صفحہ اُلٹنے کے فوراً بعد آتا ہے۔ میں دوسرا صفحہ جس پر صرف اشتہار ہوتے ہیں، میرے خیال میں یہ اخبار کا سب سے سچا، سب سے عمدہ اور سب سے دلچسپ صفحہ ہوتا ہے۔ یہ انسانوں کے لین دین اور تجارتی کاروبار کا صفحہ ہے۔ ان کی ذاتی مصروفیتوں اور کاوشوں کا آئینہ دار ہے ان کی زندگی کی ٹھوس سماجی حقیقتوں کا ترجمان ہے۔ یہاں پر آپ کو کاروائے اور بے کار ٹائپسٹ اور مل مالک مکان کی تلاش کرنے والے اور مکان بیچنے والے، گیراج ڈھونڈنے والے اور ذاتی لائبریری بیچنے والے کتنے پالنے والے اور چوہے مارنے والے۔ سرسوں کا تیل بیچنے والے اور انسانوں کا تیل نکالنے والے۔ پچاس لاکھ کا میل خریدنے والے اور پچاس روپے کی ٹیوشن کرنے والے سبھی بھاگتے دوڑتے چیختے چلاتے روتے ہستے نظر آتے ہیں یہ ہماری زندگی کا سب سے جیتا جاگتا صفحہ ہے جس کا ہر اشتہار ایک مکمل افسانہ ہے اور ہر سطر اک شعر۔ یہ ہماری دینا کی سب سے بڑی سیرگاہ ہے جس کی رنگارنگ کیفیتیں مجھے گھنٹوں مسور کئے رکھتی ہیں۔ آئیے آپ بھی میرے اس من پسند صفحہ کی دلچسپیوں میں شامل ہو جائیے۔ دیکھیے یہ ذاتی کالم ہے۔

نائی لان جرابوں کا شاک آگیا ہے بیوپاری فوراً توجہ کریں۔

सच पूछिये तो मुझे अखबार के उन सफहों में से कोई सफह पसंद नहीं। रेस के टिप अक्सर ग़लत निकलते हैं। मैं कई दफ़ा गुप्पा खा चुका हूँ और रेस के अख़्तारी माहिर की जान को रो चुका हूँ, रोटी, पटसन और पापड़ के भाव बदलते देखे हैं, सोना तो ख़ैर सोना है लेकिन चांदी का भाव भी आज कल यूँ बढ़ रहा है कि समझ में नहीं आता कि कौन सी धातु अच्छी है, सोना या चांदी? यही हाल मिला, कारख़ानों और बैंकों के हिस्सों का है इनमें इस क़दर तेज़ी-मन्दी दिखाई देती है कि मैं ने तो अब यह सफ़ह पढ़ना ही छोड़ दिया है। पहला सफ़ह भी मैंने पढ़ना छोड़ दिया था, लेकिन मुतवातिर दो साल तक इस सफ़ह की ख़ूनी और थर्रा देने वाली चीज़ें पढ़ कर मुझे एख़्तलाजे-क़ल्ब हो गया है और अब डाक्टरों ने मुझे इस सफ़ह के पढ़ने से मना कर दिया है और जो लोग कि नहीं चाहते हैं कि उनके दिल की हरकत एक दम बंद हो जाए उनके लिए भी परहेज़ मुफ़ीद रहेगा।

आज कल मेरा पसंदीदा सफ़ह यह है जो पहला सफ़ह उलटने के फ़ौरन बाद आता है। मैं दूसरा सफ़ह जिस पर इश्तेहार होते हैं, मेरे ख़याल में यह अख़बार का सब से सच्चा, सब से उम्दा और सब से दिलचस्प सफ़ह होता है। यह इन्सानों के लेन-देन और तिजारती कारोबार का सफ़ह है। उनकी ज़ाती मसरुफ़ियतों और काविशों का आइनादार है उनकी ज़िन्दगी की ठोस समाजी हकीकतों का तरज़ुमान है। यहाँ पर आपको कार वाले और बेकार टाइपिस्ट और मिल मालिक मकान की तलाश करने वाले और मकान बेचने वाले, ग़ैराज ढूँढ़ने वाले और ज़ाती लाइब्रेरी बेचने वाले या कुत्ते पालने वाले और चूहे मारने वाले। सरसों का तेल बेचने वाले और इन्सानों का तेल निकालने वाले। पचास लाख का मिल ख़रीदने वाले और पचास रुपये की टयूशन करने वाले सभी भागते दौड़ते चीखते चिल्लाते रोते हंसते नज़र आते हैं। यह हमारी ज़िन्दगी का सब से जीता जागता सफ़ह है जिस का हर इश्तेहार एक मोकम्मल अफ़साना है और हर एक सतर एक शेर। यह हमारी दुनिया की सब से बड़ी सैरगाह है जिस की रंगारंग कैफ़ियतें मुझे घंटो मसहूर किये रखती हैं। आइये आप भी मेरे इस मन पसंद सफ़ह की दिलचस्पियों में शामिल हो जाइये। देखिये ये ज़ाती कॉलम है।

नाइलोन जुराबों का स्टॉक आ गया है व्यापारी फ़ौरन तब्बज्जो करें।

آپ کہیں گے یہ تو کوئی ذاتی دل چسپی کی چیز نہیں ہے۔ بھی ہمیں نائی لان جرابوں سے کیا لینا، یہ صحیح ہے لیکن ذرا صعب نازک سے پوچھیے جن کے دل یہ خبر سن کر ہی زور سے دھڑک اٹھے ہوں گے اور ناگہان خوشی سے ناپنے لگی ہوں گی۔ آج کل عورت کے دل میں نائی لان جراب کی وہی قدر و قیمت ہے جو کسی زمانے میں موتیوں کی مالا کی ہوتی تھی۔ آگے چلیے۔

ڈارلنگ فور اخط لکھو، معرفت ایس ڈی کھر ونجہ نیلام پور۔ کون ڈارلنگ ہے وہ۔ کسی مصیبت میں ہے وہ۔ وہ کیوں اس کے گھر یا کسی دوست یا سہیلی کے ہاں خط نہیں بھجوا سکتا۔ اخبار میں یہ اشتہار کیوں دے رہا ہے کہ بیچارہ دیکھیے کیسی کیسی مجبوریوں میں اس کی بیچاری لڑکی کے لیے بھی۔ وہ بھی میری طرح ہر روز یہ اخبار کھولتی ہوگی۔ اس میں ذاتی کالم دیکھتی ہوگی اور اپنے لیے کوئی خبر نہ پا کر کیسی اُداس اور رنجور ہو جاتی ہوگی۔ اور آج جب وہ ذاتی کالم میں یہ خبر پڑھے گی تو کیسے چونک جائے گی خوشی سے اس کا چہرہ چمک اٹھے گا۔ مسرت کی سنہری فیا اس کی روح کے ذرے ذرے کو چمکا دے گی اور وہ بے اختیار اخبار اپنے کلیجے سے لگا لے گی اور اس کی لانی لانی پلکیں اس کے رخساروں پر جھک جائیں گی یعنی اگر اس کی لانی پلکیں ہوئیں تو ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی پلکیں نہایت چھوٹی چھوٹی ہوں جیسے چوہیا کے بال ہوتے ہیں اور ماتھا گھٹا ہوا ہو۔ کچھ بھی ہو وہ ایس ڈی کھر ونجہ کی ڈارلنگ ہے۔ ایس ڈی کھر ونجہ کون ہے؟ اب اس کے متعلق آپ اندازہ لگائیے۔ ممکن ہے وہ کوئی بھڑبونجہ ہو یا معمولی کلرک ہو یا ہلاس مونی گولیاں بیچنے والا ہو یا نیلام پور میں رس گلے اور بنگالی مٹھائی کی دوکان کرتا ہو یا کسی بڑے مل کا مالک ہو وہ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اور اب سوچتے جائیے دیکھیے زندگی کس قدر دلچسپ ہوتی جا رہی ہے۔

اس سے اگلا کالم دیکھیے یہ مکانات کا کالم ہے۔ یہ بھی بے حد دلچسپ ہے کیونکہ آج کل مکان کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے لیکن یہاں آپ کو ہر طرح کے مکان مل جائیں گے۔

میرے پاس سمندر کے کنارے ایک جنگلے میں ایک علیحدہ کمرہ ہے لیکن میں شہر میں رہنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی صاحب مجھے شہر کے اندر ایک اچھا کمرہ دے سکیں تو میں

आप कहेंगे ये तो कोई जाती दिलचस्पी की चीज नहीं है। भई, हमें नाइलोन जुराबों से क्या लेना, यह सही है लेकिन जरा सिन्फे-नाजुक से पूछिये जिनके दिल ये खबर सुनकर ही जोर से धड़क उठे होंगे और टोंगे खुशी से नाचने लगी होंगी। आज कल औरत के दिल में नाइलोन जुराब की वही कद्र है जो किसी ज़माने में मोतियों की माला की होती थी। आगे चलिये।

डार्लिंग फौरन खत लिखो, मार्फ़त एस. डी. खरौंजा नीलाम पुर। कौन डार्लिंग है वह। किसी मुसीबत में है वह। वह क्यों उसके घर या किसी दोस्त या सहेली के यहाँ खत नहीं भेजवा सकता। अख़बार में ये इश्तेहार क्यों दे रहा है कि वह बेचारा, देखिये कैसी-कैसी मजबूरियाँ होंगी उस बेचारी लड़की के लिये भी। वह भी मेरी तरह हर रोज़ अख़बार खोलती होगी। उस में जाती कॉलम देखती होगी और अपने लिये कोई ख़बर न पाकर कैसी उदास और रंजूर हो जाती होगी। और आज जब वह जाती कॉलम में यह ख़बर पढ़ेगी तो कैसे चौंक जायगी खुशी से उसका चेहरा चमक उठेगा। मुसररत की सुनहरी ज़िया उसकी रुह के ज़र्रे-ज़र्रे को चमका देगी और वह बे अख़्तियार अख़बार अपने कलेजे से लगा लेगी और उसकी लांबी-लांबी पलकें उसके रुख़सारों पर झुक जायेंगी यानी अगर उसकी लांबी पलकें हुई तो वरना यह भी हो सकता है कि उसकी पलकें निहायत छोटी छोटी हों जैसे चुहिया के बाल होते हैं और माथा घटा हुआ हो। कुछ भी हो वह एस. डी. खरौंजा की डार्लिंग है। एस. डी. खरौंजा कौन है? अब इसके मुताअल्लिक आप अन्दाज़ा लगाइये। मुमकिन है वह कोई भड़भूँजा हो या मामूली क्लर्क हो या हलास मोनी गोलियाँ बेचने वाला हो या नीलाम पुर में रसगुल्ले और बंगाली मिठाई की दूकान करता हो या किसी बड़े मिल का मालिक हो। वह यह सब कुछ हो सकता है और अब सोचते जाइये देखिये ज़िन्दगी किस क़दर दिलचस्प होती जा रही है।

इस से अगला कॉलम देखिये। ये मकानात का कॉलम है। यह भी बेहद दिलचस्प है क्योंकि आज कल मकान कहीं दूँढ़े से भी नहीं मिलते लेकिन यहाँ आपको हर तरह के मकानात मिल जायेंगे।

मेरे पास समुन्दर के किनारे एक बंगले में अलाहेदा कमरा है लेकिन मैं शहर में रहना चाहता हूँ। अगर कोई साहब मुझे शहर के अन्दर एक अच्छा कमरा दे सकें तो मैं उन्हें समुन्दर के किनारे का अपना कमरा

انھیں سمندر کے کنارے کا اپنا کمرہ دے دوں گا اور ساتھ ہی اس کا کل ساز و سامان بھی جس میں ایک صوفہ دو ٹیبل لیپ اور ایک پتیل کا لوٹا شامل ہے۔

لیجیے اگر آپ شہری زندگی سے اکتا گئے ہوں تو سمندر کے کنارے جا کے رہیے۔ اگر آپ سمندر کے کنارے رہنے سے گھبراتے ہوں تو شہر میں جا کے رہیے۔ پتیل کا لوٹا تو کہیں بھی رہ سکتا ہے۔ یہ دوسرا اشتہار دیکھیے۔

کرائے کے لیے خالی ہے، نیا مکان، آٹھ کمرے، دو کچن پانچ غسل خانے، گراج بھی ہے اور مکان کے اوپر چھت ابھی نہیں ہے۔ مگر اگلے مہینے تک تیار ہو جائے گی۔ کرائے دار فوراً توجہ کریں۔

آپ یہ پڑھ کر فوراً توجہ کرتے ہیں بلکہ کپڑے بدل کر چلنے کے لیے آمادہ بھی ہو جاتے ہیں۔ کہاتے ہیں آپ کی نظر اگلی سطر پر پڑتی ہے لکھا ہے۔

”کرایہ واجبہ مگر سال بھر کا پیشگی دینا ہوگا۔ سالانہ کرایہ اٹھارہ ہزار“ اور آپ پھر بیٹھ جاتے ہیں اور اگلا اشتہار دیکھتے ہیں، لکھا ہے عمدہ کھانا، بہترین منظر، کھلا کمرہ، فرنیچر سے سجا ہوا بجلی پانی مفت۔ کرایہ سب ملا کے ساڑھے تین سو روپے ماہانہ۔

آپ خوشی سے چلا اٹھتے ہیں مل گیا مجھے ایک کمرہ مل گیا اور کس قدر سستا اور عمدہ اور کھانا ساتھ میں واہ واہ آپ فوراً خط لکھنے کی سوچتے ہیں اور پھر کیچہ پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ آگے لکھا ہے۔

”دل کشا ہوٹل دارجلنگ“

ظاہر ہے کہ آپ بمبئی میں نوکر ہیں۔ دل کشا ہوٹل۔ دارجلنگ میں رہ کر بمبئی کی نوکری نہیں کر سکتے۔

اگلا کالم دیکھیے یہ اگلے دو کالم ”ضرورت ہے“ کے اشتہاروں سے بھرے پڑے ہیں جس میں ایک خوبصورت ٹائپسٹ گرل کی ضرورت ہے۔ ایک بڑھے مدراسی اکاؤنٹ کی ضرورت ہے جو کناری زبان کے علاوہ تامل، تیلگو، ملیالم، شہنائی اور عربی بھی

दे दूंगा और साथ ही उसका कुल साजो-सामान भी जिसमें एक सोफा दो टेबुल और एक पीतल का लोटा शामिल है।

लीजिये अगर आप शहरी जिन्दगी से उकता गये हों तो समुन्दर के किनारे जाके रहिये। अगर आप समुन्दर के किनारे रहने से घबराते हों तो शहर में जाके रहिये। पीतल का लोटा तो कहीं भी रह सकता है।

यह दूसरा इश्तेहार देखिये।

किराये के लिए खाली है, नया मकान, आठ कमरे, दो किचेन, पाँच गुस्ल खाने, गेराज भी है और मकान के ऊपर छत अभी नहीं है। मगर अगले महीने तक तैयार हो जायेगी। किरायेदार फौरन तवज्जो करें।

आप यह पढ़कर फौरन तवज्जो करते हैं बल्कि कपड़े बदल कर चलने के लिये आमदा भी हो जाते हैं कि इतने में आपकी नज़र अगली सतर पर पड़ती है लिखा है।

“किराया वाजबी मगर साल भर का पेशगी देना होगा। सालाना किराया अठारह हजार”।

और आप फिर बैठ जाते हैं और अगला इश्तेहार देखते हैं, लिखा है उम्दा खाना, बेहतरीन मंजर, खुला कमरा, फर्निचर से सजा हुआ बिजली पानी मुफ्त। किराया सब मिला के साढ़े तीन सौ रुपये माहाना।

आप खुशी से चिल्ला उठते हैं मिल गया मुझे एक कमरा मिल गया और किस कदर सस्ता और उम्दा खाना साथ में वाह-वाह आप फौरन खत लिखने की सोचते हैं और फर कलेजा पकड़ कर बैठ जाते हैं क्योंकि आगे लिखा है।

“दिल कुशा होटल दार्जिलिंग”

जाहिर है कि आप बम्बई में नौकर हैं। दिल कुशा होटल दार्जिलिंग में रह कर बम्बई की नौकरी नहीं कर सकते।

अगला कॉलम देखिये। ये अगले दो कॉलम “जरुरत है” के इश्तेहारों से भरे पड़े हैं जिस में एक खूबसूरत टाइपिस्ट गर्ल की जरुरत है। एक बूढ़े मदरासी एकाउन्टेन्ट की जरुरत है जो किनारी ज़बान के अलावा तामिल, तेलगू, मलयालम, शहनाई और अरबी भी

جانتا ہو، تنخواہ ستر روپے ماہوار۔ ایک کمپوٹر کی ضرورت ہے جو کم از کم ایم بی بی ایس ہو اور اگر ولایت سے ایل آر سی پی اور ایف آر سی ایس بھی ہو تو اسے پانچ روپے سالانہ ترقی بھی دی جائے گی۔ ایک چہرہ کی ضرورت ہے۔ جسے چالیس روپے تنخواہ دی جائے گی۔ اردو اخبار کے لیے ایک ایڈیٹر کی ضرورت ہے جسے تیس روپے ماہوار تنخواہ دی جائے گی ایک صاحب کو سکریٹری کی ضرورت ہے جو ان کے لیے تقریریں لکھ سکے۔ ایک جادوگر کی ضرورت ہے جو ان کا دل بہلا سکے۔ ایک لیڈی کمپنن کی ضرورت ہے جو گھوڑے کی سواری جانتی ہو اور گھر گ کے ہوٹلوں سے واقفیت رکھتی ہو ایک فٹر کی ضرورت ہے جو بڑے سوراخ میں چھوٹی کیل گاڑ سکے ایک انجیر کی ضرورت ہے جو چھوٹی کیل کے لیے بڑا سوراخ کر سکے ایک باورچی کی ضرورت ہے جو گوشت کے بغیر شامی کباب بنا سکے۔ ایک دھوبی کی ضرورت ہے جو قیص پھاڑ دے لیکن مٹن سالم رکھے اور اعلیٰ ہذا القیاس یہی وہ کالم ہے جسے پڑھ کر مجھے اپنے سماج کی نیرنگیوں اُس کی پستیوں اور بلندیوں اور چہرہ دستیوں کا اندازہ ہوتا ہے جو کچھ دنیا میں آپ کے ارد گرد ہو رہا ہے۔ اس کی سچی تصویر آپ کو انھیں کالموں میں ملتی ہے۔ اخبار کے باقی صفحے تو خواہ مخواہ بے کار جھوٹ بول کر ہمارا وقت ضائع کرتے ہیں۔

اس کا اگلا کالم موٹروں کتابوں اور کتوں کا ہے۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ ایک ہی ماڈل کی نئی گاڑی ہے مگر وہ دو مختلف دامنوں میں بک رہی ہے۔ سینٹھ حسن لال کی گاڑی سات ہزار میں بکاؤ ہے، کیونکہ وہ اسے بیچ کر کوئی دوسرا ماڈل لینا چاہتے ہیں۔ اور وہی گاڑی مسٹر مکڈانلڈ کے پاس ہے اور وہ اسے دو ہزار میں بیچ دے رہے ہیں کیونکہ مسٹر مکڈانلڈ ولایت جا رہے ہیں۔ ایک خوب صورت کتا ہے جو ڈیڑھ سو میں بکتا ہے۔ ہکسپر کے ڈراموں کا تصویر سٹ ہے جو دس روپے میں جا رہا ہے یہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ کتوں کے دام کتابوں سے کہیں زیادہ ہیں اور یہ بھی کہ اس کالم میں موٹروں اور کتوں کے خریدنے اور بیچنے والے تو بہت ملتے ہیں، لیکن کتابوں کے صرف بیچنے والے تو نظر آتے ہیں خریدنے والا کوئی نہیں۔ جتنے اشتہار ہیں اس سے ہمیں اپنے ملک کے عظیم کلچر کا اندازہ ہوتا ہے۔

जानता हो, तन्खाह सत्तर रुपये माहवार। एक कम्पाउंडर की ज़रूरत है जो कम अज़ कम एम. बी. बी. एस. हो और अगर विलायत से एल. आर. सी. पी. और एफ़. आर. सी. एस. भी हो तो उसे पाँच रुपये सालाना तरक्की भी दी जायेगी। एक चपरासी की ज़रूरत है। जिसे चालिस रुपये तन्खाह दी जायेगी। उर्दू अख़बार के लिए एक एडिटर की ज़रूरत है जिसे तीस रुपये माहवार तन्खाह दी जायेगी। एक साहब को सिक्रेट्री की ज़रूरत है जो उनके लिए तकरीरें लिख सके। एक जादूगर की ज़रूरत है जो उनका दिल बहला सके। एक लेडी कम्पेनियन की ज़रूरत है जो घोड़े की सवारी जानती हो और गुलमर्ग के होटलों से वाकफ़ियत रखती हो। एक फ़िटर की ज़रूरत है जो बड़े सूराख में छोटी कील गाड़ सके। एक इन्जीनियर की ज़रूरत है जो छोटी कील के लिए बड़ा सूराख कर सके। एक बावर्ची की ज़रूरत है जो गोश्त के बग़ैर शामी कबाब बना सके। एक धोबी की ज़रूरत है जो कमीज़ फाड़ दे लेकिन बटन सालिम रखे और अलाहाज़लक़यास¹ यही वह कॉलम है जिसे पढ़कर मुझे अपने समाज की नैरंगियों उसकी पस्तियों और बुलंदियों और चीरा दस्तियों का अन्दाज़ा होता है जो कुछ दुनिया में आपके इर्द गिर्द हो रहा है इसकी सच्ची तस्वीर आपको इन्ही कॉलमों में मिलती है। अख़बार के बाकी सफ़े तो ख़्वाहमख़्वाह बेकार झूट बोलकर हमारा वक़्त ज़ाया करते हैं।

इसका अगला कॉलम मोटरों किताबों और कुत्तों का है। इसमें आप देखेंगे कि एक ही मॉडल की नई गाड़ी है मगर दो मुख़्तलिफ़ दामों में बिक रही है। सेठ हुस्न लाल की गाड़ी सात हजार में विकाऊ है, क्योंकि वह उसे बेच कर कोई दूसरा मॉडल लेना चाहते हैं। और वही गाड़ी मिस्टर मेकडानाल्ड के पास है और वह उसे दो हजार में बेचे दे रहे हैं क्योंकि मिस्टर मेकडानाल्ड विलायत जा रहे हैं। एक ख़ूबसूरत कुत्ता है जो डेढ़ सौ में बिकता है। शेक्सपियर के ड्रामों का बा-तस्वीर सेट है जो दस रुपये में जा रहा है यह मैंने बारहा देखा है कि कुत्तों के दाम किताबों से कहीं ज़्यादा हैं और यह भी कि इस कॉलम में मोटरों और कुत्तों के ख़रीदने और बेचने वाले तो बहुत मिलते हैं, लेकिन किताबों के सिर्फ़ बेचने वाले तो नज़र आते हैं ख़रीदने वाला कोई नहीं। जितने इश्तेहार हैं उस से हमें अपने मुल्क के अज़ीम कल्चर का अन्दाज़ा होता है।

1. इसी बात पर आगे की बात सोचिए

اس صفحہ کا سب سے آخری کالم جسے میں سب سے پہلے پڑھتا ہوں، شادی کا کالم ہے۔ برکی ضرورت ہے، ایک نو جوان حسین اٹھارہ سالہ گریجویٹ لڑکی کے لیے۔

برکی ضرورت ہے، ایک خوش رو خوش خوار خوش قامت تعلیم یافتہ بے حد حسین لڑکی کے لیے جو ناچنا گانا بھی جانتی ہے اور ادبی ذوق بھی رکھتی ہے۔

برکی ضرورت ہے، ایک خوبصورت خاندانی لڑکی کے لیے جس کا باپ ایک مل کا مالک ہے، لڑکا اچھا ہونا چاہیے، ذات پات کی کوئی تمیز نہیں۔

اور میں بھی ذات پات کی پرواہ کیے بغیر ہر جگہ عرضی بھیجنے کی سوچتا ہوں کہ اتنے میں میری بیوی میرے سر پر آن کے کھڑی ہو جاتی ہے اور مجھ سے پوچھتی ہے کیا پڑھ رہے ہو؟ اور میں ایک حزیں مسکراہٹ سے اپنا من پسند صفحہ بند کر دیتا ہوں۔

इस सफ़ह का सब से आख़री कॉलम जिसे मैं सब से ज़्यादा पढ़ता हूँ, शादी का कॉलम है। वर की ज़रूरत है, एक खुश-रु और खुश-खू और खुश-कामत तालीम याफ़ता बेहद हसीन लड़की के लिए जो नाचना गाना भी जानती है और अदबी ज़ौक भी रखती है।

वर की ज़रूरत है, एक खूबसूरत ख़ानदानी लड़की के लिए जिसका बाप एक मिल का मालिक है, लड़का अच्छा होना चाहिये, ज़ात पात की कोई तमीज़ नहीं है।

और मैं ज़ात पात की परवाह किये बग़ैर हर जगह अर्ज़ी भेजने की सोचता हूँ कि इतने में मेरी बीवी मेरे सर पर आन खड़ी हो जाती है और मुझसे पूछती है कि क्या पढ़ रहे हो? और मैं एक हज़ीं मुस्कुराहट से अपना मन पसंद सफ़ह बन्द कर देता हूँ।

جشن جمہوریت کی ایک دوپہر

گورستان عیش باغ لکھنؤ کے ”چمن“ نمبر ۵ میں دور تک قبروں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ درمیان میں جو حصہ قبروں کی زد سے بچا ہوا ہے۔ اس پر چھوٹی چھوٹی چوکیوں کو ملا کر کچھ اس طرح بچھا دیا گیا کہ اس نے چبوترے کی شکل اختیار کر لی۔ اس چوکی دار چبوترے پر ایک میلی کچیلی دری تکھی ہے چوکیوں کے پستہ قد پاؤں میں جکڑی ہوئی چار چھڑوں پر ایک سفید پھٹی چادر اس طرح تان دی گئی ہے کہ اس نے خود شامیانے کے فرائض انجام دینا شروع کر دیے ہیں۔ اس ننھے منے چبوترے پر گنتی کے چار پانچ افراد بیٹھ کر بارش یا دھوپ سے اپنے کو کم و بیش محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ بقیہ ساٹھ ستر مدقوق اور کرم خوردہ افراد جو اس وقت اس گورستانی جنگل میں منگل مناتے نظر آ رہے ہیں۔ مختلف کلڑیوں اور ٹولیوں میں تقسیم ہیں۔ ان نحیف الجسہ حضرات کے چسے اور ڈھلے عبرتناک جسموں سے کافور کی بو آنے لگی ہے۔ تین چار حضرات شامیانے کی بغل میں بیٹھے پرانے گر کی ڈلیوں کو توڑ توڑ کر ننھی ننھی کنکریوں میں منتقل کر رہے ہیں۔ اس ٹولی کے عقب میں کچھ فاصلے پر چار عرق کشیدہ جسم اپنے مدک، چرس اور گانجے کی نگالیوں کو کھٹی اور غرارہ کرانے میں مصروف ہیں۔ ایک جگہ پر بڑی سی دیگ میں چائے کی بنی بن رہی ہے۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کچھ لوگ اٹھ اٹھ کر اس میں جھانک بھی لیتے ہیں تاکہ ہاتوں کی جھک میں بنی کی تیاری

जसने-जम्हूरीयत की एक दोपहर

गोरिस्ताने-ऐश बाग¹ लखनऊ के "चमन" नम्बर 5 में दूर तक कब्रों का सिलसिला चला गया है। दरमियान में जो हिस्सा कब्रों की ज़द से बचा हुआ है उस पर छोटी-छोटी चौकियों को मिलाकर कुछ इस तरह बिछा दिया गया है कि उसने चबूतरे की शकल अख्तियार कर ली। उस चौकीदार चबूतरे पर एक मैली कुवैली दरी बिछी है चौकियों के पस्ता कद पाँव में जकड़ी हुई चार छड़ों पर एक सफ़ेद फटी चादर इस तरह तान दी गई है कि उसने खुद शामियाने के फ़राएज़ अंजाम देना शुरू कर दिये हैं। इस नन्हे मुन्ने चबूतरे पर गिनती के चार पाँच अफ़राद बैठकर बारिश या धूप से अपने को कम्प-बेश महफूज़ रख सकते हैं। बकिया साठ सत्तर मदकूक और किर्म-खुर्दा² अफ़राद जो इस वक़्त इस गोरिस्तानी जंगल में मंगल मनाते नज़र आ रहे हैं मुख़्तलिफ़ टुकड़ियों और टोलियों में तक्सीम हैं। इन नहीफ़ुलजुस्सा³ हज़रात के चुसे और ढले इबरतनाक जिस्मों से काफ़ूर की बूआने लगी है। तीन चार हज़रात शामियाने की बग़ल में बैठे पुराने गुड़ की डलियों को तोड़-तोड़ कर नन्ही कंकरीयों में मुन्तकिल कर रहे हैं। इस टोली के अक़ब में कुछ फ़ासले पर चार अर्क कशीदा जिस्म अपने मदक, चरस और गॉजे की निगालियों को कुल्ली और गरारा कराने में मस्रूफ़ हैं। एक जगह पर बड़ी सी देग़ में चाय की यखनी बन रही है। और थोड़े वक़फ़े से कुछ लोग उठ-उठ कर उसमें झ़ॉक लेते हैं ताकि बातों की झ़क में यखनी की तैयारी

1. ऐश बाग़ का कब्रस्तान 2. दीमक के खाये हुए 3. कमज़ोर जिस्म वाले

اور عدم تیاری سے باخبر رہیں۔ اتنے میں قبرستان کے پھانک سے کچھ لوگ کندھوں پر شاہی وقتوں کے کرم خوردہ دوشالے ڈالے ہاتھوں میں عصا اور بغل میں کابکیں لٹکائے داخل ہوتے ہیں۔ وضع قطع سے یہ لوگ اس گروہ کے معززین معلوم ہوتے ہیں۔

قبرستان کے پھانک پر دفنی کا ایک بڑا سا سائن بورڈ آویزاں ہے جس پر جشن جمہوریت ۱۹۵۷ء جلی حروف میں لکھا ہے چنانچہ ہر نووارد پھانک میں داخل ہوتے ہی ٹھٹھک کر اس سائن بورڈ کو اس طرح پڑھتا نظر آتا ہے جس طرح سینما کے علی تماشا گاہ میں داخل ہونے سے پہلے گیلری کی تصاویر پر ایک نظر ڈال لیتے ہیں۔ کچھ لوگ سپاٹ قبروں پر چادریں بچھائے بغل میں کابکیں رکھے سینک سلائی پونڈوں کو ہاتھ روک روک کر احتیاط سے تراش رہے ہیں کہ گنوں کی سبزی چھریوں کی زد سے محفوظ رہے انہی میں ایک صاحب انیون کے فضائل بیان فرما رہے ہیں!

مئے: سچ کہیے گا میر صاحب۔ اس معبود حقیقی نے چنیا جان کیا شے پیدا کی ہے۔
میر صاحب: اے حضرت کیا کہنے۔ نوشدار کہیے ”بل کن“ آب بقا۔

مئے: حضور والا اس کے فرائض کے لیے دفتر چھپیں رنگت یہ نکالے، قوت یہ بخشے۔
علم یہ سکھائے شب زندہ داردل و دماغ حاضر۔ پھر پیتے ہی رگ رگ میں طاقت دوڑ جائے۔ عضو عضو میں خون کے عوض طاقت نظر آئے۔

میر صاحب: ارے میاں یہ کرامت کیوں نہیں بیان کرتے کہ چاہے ہوش نہ باقی رہے، گردن زمیں سے مل جائے مگر نیند کا آنا حرام۔ ادھر چسکی پی ادھر مراقبہ میں گئے۔ پھر انجام پر نگاہ کیجیے تو یعنی کہ انیونی کی موت پر تو فرشتوں نے رشک کیا ہے۔ قبلہ عالم انجیل میں دیکھیے تو جگہ جگہ اس کا ذکر آیا ہے۔ آگے بڑھ کر فضا میں طلسم ہوش رہا گھوم رہی ہے

”صف آرائی شروع ہوئی، مینہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کیس گاہ چودہ صفیں مثل سکندری کے آراستہ ہوئیں سواروں کے آگے پیادے جنگ کے آہادے دیوار فوج تھے۔ سوار دریائے لشکر میں موج در موج تھے۔ گھوڑے برابر تھو تھنی سے تھو تھنی اور پٹھے سے پٹھا، دُم سے دُم سم سے سم

और अदम तैयारी से बाखबर रहें। इतने में कब्रिस्तान के फाटक से कुछ लोग कंधों पर शाही वक्तों के किर्म-खुर्दा दोशाले डाले हाथों में असा और बगल में काबुकें लटकाये दाखिल होते हैं। वज़ा-क़ता से यह लोग उस गिरोह के मोअज़्ज़ज़ीन मालूम होते हैं।

कब्रिस्तान के फाटक पर दफती का एक बड़ा सा साइन बोर्ड आवेजों है जिस पर जश्ने-जम्हूरीयत 51 ई. जली हफों में लिखा है चुनांचे हर नौवारिद फाटक में दाखिल होते ही ठिठक कर इस साइन बोर्ड को इस तरह पढ़ता नज़र आता है जिस तरह सिनेमा के इल्लती तमाशा-गाह में द ख़ेल होने से पहले गैलरी की तसावीर पर एक नज़र डाल लेते हैं। कुछ लोग मपाट कब्रों पर चादरें बिछाये बगल में काबुकें रखे सीक सिलाई पौडों को हाथ रोक-रोक कर एहतयात से तराश रहे हैं कि गन्नों की सब्ज़ी छुरियों की ज़द रो महफूज़ रहे उन्हीं में एक साहब अफ़ियून के फ़जाएल बयान फ़रमा रहे हैं।

मुन्ने : सच कहियेगा मीर साहब। उस माबूदे-हकीकी ने चुनिया जान क्या शय पैदा की है।

मीर साहब: ऐ हज़ज़त क्या कहने। नोशदारद कहिए
"बिलकुन" आबे-बका।

मुन्ने : हुज़ूरे वाला इस के फ़राएज़ के लिए दफ़तर छपीं, रंगत यह निकाले, कूय़त यह बख़्शो। इल्म यह सिखाए, शब जिंदा दार दिलो-दिमाग़ हाज़िर। फिर पीते ही रग-रग में ताक़त दौड़ जाए। अज़्व-अज़्व में ख़ून के एवज़ ताक़त नज़र आये।

मीर साहब: अरे मियाँ यह करामत क्यों नहीं बयान करते कि चाहे होश न बाकी रहे, गर्दन ज़मीन से मिल जाए मगर नींद का आना हराम। इधर चुस्की पी उधर मराक़बे में गये। फिर अंजाम पर निगाह कीजिये तो यानी कि अफ़ियूनी की मौत पर तो फ़रिश्तों ने रश्क किया है। किबला-ए-आलम इन्ज़ील में देखिए तो जगह-जगह इसका जिक्र आया है। आगे बढ़कर फ़िज़ा में तिलस्मे-होशरुबा घूम रही है-
"सफ़ आराई¹ शुरू हुई है, मैमना² व मैसरा³ व कल्बो जिनाह⁴, साका व कमी⁵ गाह चौदह सफ़े मिस्ले-सिकन्दरी के आरास्ता हुई सवारों के आगे प्यादे जंग के आहादे दीवारे-फ़ौज़ थे। सवार दरयाए लश्कर में मौज दर मौज थे। धोड़े बराबर थूथनी से थूथनी और पट्टे से पट्टा, दुम से दुम सुम से सुम

1. जंग की तय्यारी

2. दायें बाजू की फ़ौज़

3. बायें बाजू की फ़ौज़

4. फ़ौज़ का दरमियानी और अगला हिस्सा

5. छिप कर वार करने की जगह

ملائے ہوئے تھے۔ نقیب جو آگے بڑھا آتا تھا اس کو پیچھے ہٹاتے تھے، گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دم بدم باجے ذری بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے۔“

(واہ واہ سبحان اللہ کی آوازیں بلند ہوئیں اور ایک ساتھ فضا میں یہ آوازیں ارتعاش کرتی سنائی پڑتی ہیں) ”یہ سوچ کر ایک ترنج اٹھا کر تخت سے شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا۔ غلغلہ اس کے مرنے کا برپا ہوا۔ پھر افراسیاب نے ہاتھوں کو ہلا کر برقیں دسوں بڑی دیر تک شور و غل رہا۔ جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب گنبد پر آیا۔ حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا اے حیرت یہ تمہارا ابھینا بی بہار کا پہلا سحر تھا کہ شدید آپ میں نہ تھا۔ یہ تمہاری ذات سے اتنا بڑا الشکر میرا ہلاک ہوا“

(چھانک کی سیدھ میں کچھ فاصلہ پر بعض حضرات بحث و مباحثہ میں مصروف ہیں)

ایک: اماں۔ دتی سنا کہ کوئی شاہ صاحب پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر نکلے ہیں اور مردے زندہ کرتے ہیں۔

دوسرا: نہیں واللہ

تیسرا: سنا تو میں نے بھی ہے بل کن یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ پرسوں فتو کی لڑکی کی خبر اڑ گئی کہ وہ مر گئی۔ باپ بھائی کا جو حال تھا نہ پوچھو۔ اماں فضل پائی والے کے بڑے لڑکے فجو کو تو بیا ہی تھی۔ فجو کا برا حال تھا۔ چنانچہ شاہ صاحب کے پاس سب اس کی میت کو لے گئے دوسری شام کو لڑکی بھلی چنگی آگئی۔

چوتھا: اچھا تو آج پلٹتیوں میں چل کر دیکھیں گے واللہ یہ تو معجزہ ہو گیا۔ معجزہ۔ کچھ تفصیل بھی معلوم ہوئی۔

تیسرا: یہ مرزا صاحب بیٹھے تو ہیں۔ اماں مرزا پھوٹو تا۔

پہلا: اماں ہاں، مرزا صاحب بیان کرو تا۔

मिलाये हुए थे। नकीब जो आगे बढ़ आता था उसको पीछे हटाते थे, घटे हुए का आगे बढ़ाते थे दम ब दम बाजे जरी बजते थे मरकब अलिफ होते थे।”

“(वाह वाह सुल्हान अल्लाह की आवाजें बुलन्द हुई और एक साथ फिज़ा में यह आवाजें इरतआश करती सुनाई पड़ती हैं)” यह सोचकर एक तरंग उठाकर तख़्त से शदीद के मारा कि सीने के पार हो गया। गुलगुला उसके मरने का बरपा हुआ। फिर अफ़रासियाब ने हाथों को हिलाकर बर्की दसों बड़ी देर तक शोरो-गुल रहा। जब वह हंगामा बरतरफ़ हुआ अफ़रासियाब गुम्बद पर आया। हैरत ने ताजीम की, अफ़रासियाब ने कहा ऐ हैरत यह तुम्हारा अमिनाबी बहार का पहला सेहर था कि शदीद आप में न था। यह तुम्हारी ज़ात से इतना बड़ा लश्कर मेरा हलाक हुआ”

(फाटक की सीध में कुछ फ़ासला पर बाज़ हज़रात बहसो-मोबाहसे में मसरुफ़ हैं)

एक : अमाँ। दती सुना कि कोई शाह साहब पीर मोहम्मद के टीले पर टिके हैं और मुर्दे जिंदा करते हैं।

दूसरा : नहीं वल्लाह।

तीसरा : सुना तो मैंने भी है बिल कुन यहाँ तक मालूम हुआ है कि परसों फत्तू की लड़की की ख़बर उड़ गई कि वह मर गई। बाप माई का जो हाल था न पूछो। अमाँ फज़ल पाई वाले के बड़े लड़के फज़्जू को तो ब्याही थी। फज़्जू का बुरा हाल था। चुनांचे शाह साहब के पास सब उसकी मय्यत को ले गये दूसरी शाम को लड़की भली चंगी आ गई।

चौथा : अच्छा तो आज पलटीतों में चलकर देखेंगे वल्लाह यह तो मोजज़ा हो गया मोजज़ा। कुछ तफ़सील भी मालूम हुई।

तीसरा : यह मिर्जा साहब बैठे तो हैं। अमाँ मिर्जा फूटोना।

पहला : अमाँ हाँ, मिर्जा साहब बयान करो ना।

(کئی افیونی کھسک کھسک کر قریب آ جاتے ہیں)

مرزا صاحب: بھائی صاحب وہ شاہ صاحب یہاں کی مخلوق تو ہیں نہیں۔ کہیں عرب و رب کی طرف کے ہیں۔ مگر پرسوں جو معجزہ دکھایا ہے۔ قسم قرآن کی پروفیسر معشوق علی بھی اس کے آگے مات۔ جب سے نکلے ہیں ایک خلقت انھیں دیکھنے چلی آرہی ہے۔ اماں وہ بھیڑ ہے کہ معاذ اللہ شاہ کہ دن ہی دن دکھائی پڑتے ہیں ادھر شام ہوئی، ادھر غائب صرف معصوم کنواریوں کو نظر آتے ہیں۔ حالانکہ کسی دخت (وقت) اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔

پہلا: اماں فوج کی لڑکی کا واقعہ بیان کرو گے ادھر ادھر کی اڑانے۔

مرزا صاحب: ذری چھری تلے دم لو۔ سنی سنائی تو واللہ مجھے بھی یقین نہ آتا مگر آنکھوں دیکھی ہے تو جھوٹ بولنے

دوسرا: تو ہوا یہ کہ جونہی لاش شاہ صاحب کے سامنے رکھی گئی، انھوں نے پہلے تو اس کا

سراہنا اپنی طرف کیا۔ اس کے بعد فوج کے باپ اور اس کے شوہر کو بلایا اور کچھ کان میں کہا۔ اس کے بعد ذری زور سے بولے ”تو تیار ہونا؟“ اس کے بعد جب دونوں نے ہامی بھر لی۔ حلفہ حلفی ہو گئی تو شاہ صاحب نے ایک استرا نکال کر اپنا سر کاٹ لیا۔ قسم قرآن کی یہ دیکھ کر میرے تو ہوش اڑ گئے۔

پھر اسی حالت میں ایک بکرا جوان شاہ صاحب کے سرہانے بندھا تھا۔ اس کا سر کاٹ لیا۔ اس کے بعد اپنے دھڑ پر بکری کا سر رکھا اور بکرے پر اپنا سر رکھ دیا۔ اس پر دونوں میں خوب لڑائی خوب تھم گھتا ہوتے ہوتے دونوں کے سر سے ایک شے زرد رنگ کی گری جو نہایت چمکیلی تھی۔ ایسی چمکیلی کہ گوہر شب تاب اس کے آگے مات۔ رفتہ رفتہ اس زری کا ڈھیر بن گیا اور اس کو اچانک ایک چڑیا نے جو جھپٹ کر نہ جانے کہاں سے آگئی کھا لیا۔ بس مفت چڑیا کو شاہ صاحب نے جھٹ پکڑا اس کا کباب بیخ کیا اتنے میں جو دیکھتے ہیں تو شاہ صاحب کے سراقدس پر خاص انھیں کا سر تھا۔ شاہ صاحب نے جھٹ کباب لے فتو کی لڑکی کے منہ میں رکھ ہی تو دیا۔ کباب کا منہ میں

- (कई अफियूनी खिसक-खिसक कर करीब आ जाते हैं)
- मिर्जा साहब : भाई साहब वह शाह साहब यहाँ की मखलूक तो हैं नहीं। कहीं अरब वरब की तरफ़ के हैं। मगर परसों जो मोजजा दिखाया है। कसम कुरआन की प्रोफ़ेसर माशूक अली भी इसके आगे मात। जब से टिके हैं एक खिल्कत उन्हें देखने चली आ रही है। अमौ वह भीड़ है कि मआज-अल्लाह सुना है कि दिन ही दिन दिखाई पड़ते हैं इधर शाम हुई, उधर गायब सिर्फ़ मासूम कुँवारियों को नजर आते हैं। हालांकि किसी वख़्त (वक्त) अपनी जगह से नहीं हिलते।
- पहला : अमौ फ़ज्जू की लड़की का वाक़्या बयान करो लगे इधर उधर की उड़ाने।
- मिर्जा साहब : जरी छुरी तले दम लो। सुनी सुनाई तो वल्लाह मुझे यकीन न आता मगर आँखों देखी है तो झूट बोलने
- दूसरा : तो हुआ यह कि जूँ ही लाश शाह साहब के सामने रखी गई, उन्होंने पहले तो उसका सिराहना अपनी तरफ़ किया। उसके बाद फ़ज्जू के बाप और उसके शौहर को बुलाया और कुछ कान में कहा। उसके बाद जरी जोर से बोले "तो तैयार हो ना?" उसके बाद जब दोनों ने हामी भर ली। हल्फ़ा-हल्फ़ी¹ हो गई तो शाह साहब ने एक उस्तरा निकाल कर अपना सर काट लिया। कसम कुरआन की यह देखकर मेरे होश उड़ गये। फिर उसी हालत में एक बकरा जवान शाह साहब के सिरहाने बंधा था। उसका सर काट लिया। उसके बाद अपने धड़ पर बकरी का सर रखा और बकरे पर अपना सर रख दिया। इस पर दोनों में ख़ूब लड़ाई ख़ूब गुथम गुत्था होते होते दोनों के सर से एक शै ज़र्द रंग की गिरी जो निहायत चमकीली थी। ऐसी चमकीली कि गौहरे-शब ताब उसके आगे मात। रफ़ता रफ़ता उस जरी के ढेर बन गया और उसको अचानक एक चिड़िया ने जो झपट कर न जाने कहाँ से आ गई खा लिया। बस मुफ़्त चिड़िया को शाह साहब ने झट पकड़ा और उसका कबाब सीखा किया इतने में जो देखते हैं तो शाह साहब के सरे-अक़दस पर खास उन्हीं का सर था। शाह साहब ने झट कबाब ले फ़त्तू की लड़की के मुँह में रख ही तो दिया। कबाब का मुँह में

1. कसम

رکھنا تھا کہ وہ الا اللہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ایک دور کی آواز: اماں جھوٹے مر گئے اور اولاد چھوڑ گئے۔

دوسری آواز: اماں چھٹن صاحب کہاں تھے؟ واللہ تمہاری تلاش میں تو کنوؤں میں بانس ڈال دیے پچھلے سال نہیں ملے تھے۔ تب کادن اور آج کی گھڑی ہے کہ عید کا چاند ہو گئے۔ پھر پچھلے اتوار جانی مرزا کے یہاں بھی پالی میں نظر نہیں پڑے۔ اور آج بھی کچھ بجے بجھے نظر پڑتے ہو (نگالی بڑھاتے ہوئے) لو ایک چھینٹا بھی اغن صاحب پی کر گئے ہیں تم بھی پیو اور ہمیں بھی پلاؤ۔ واللہ مدت سے تمہارے ہاتھ کے بنے چھینٹوں کر ترس گئے۔ یاد ہیں بنے نواب کی محل والی صحبتیں اماں کیا زمانہ تھا (بغل میں ایک ساتھی کا شانہ ہلا کر) فوجو صاحب دیکھتے ہو یہ کون صاحب تمہارے سامنے آدم پار کھڑے ہیں۔

فوجو صاحب: جی ہاں، ملاحظہ کیا۔ میں نے تو قسم ہے قرآن کی اسی مارے ان سے میل ملاقات ترک کر دی کہ جب گھر پر جاؤ تو یہ ندارد۔ اماں ہم تو کہتے ہیں زندگی چند روزہ۔ ہنس بول کر گزرا لو۔ نہ جانے کس وقت وہاں بلو آجائے۔ نہ آج جشن آزادی کے موقع پر پوسٹر کے ذریعہ ان تک ہمارے اس جلسہ کی بھٹک پہنچی اور نہ یہ آج یہاں دکھائی پڑتے۔ اماں ہاں ذری یہ تو بتانا کہ جلسہ ہے کئے بجے سے ۱۲ بجے مجھے بیئر کو گولی کھلانا ہے۔

وہی صاحب: اماں خیر تو ہے نصیب اعداء۔ یہ بیئر پر کیا افتاد گزری۔

فوجو صاحب: پرسوں شہین صاحب کے بیئر سے شد کرنے میں بیئر کھی کھا گیا شب بھر طبیعت بد مزہ رہی صبوں (صبح) پھر بظاہر چاق و چوبند تو ہو گیا۔ مگر اب بھی وقفہ سے اٹکھ جاتا ہے حالانکہ کھی کھاتے ہی میں نے دن سے اونٹھاؤں تے کرادی تھی۔

ایک آواز: حضرات اب جلسہ شروع ہونے جا رہا ہے۔ آپ سب ادھر شامیانے کی طرف کھسک آئیں۔

دوسری آواز: ٹھہر دیا راتے ہیں۔ ذری نگالی دھولیں۔

रखना था कि यह इलल्लाह कहकर उठ खड़ी हुई।

एक दूर की आवाज़ : अमाँ छोटे मर गये और औलाद छोड़ गये।

एक दूसरी आवाज़ : अमाँ छुट्टन साहब कहाँ थे? वल्लाह तुम्हारी तलाश में तो कुँओं में बाँस डाल दिये पिछले साल नहीं मिले थे। तब का दिन और आज की घड़ी है कि ईद का चाँद हो गये। फिर पिछले इतवार जानी मिर्जा भी पाली में नज़र नहीं पड़े। और आज भी कुछ बुझे-बुझे नज़र पड़ते हो (नगाली बढ़ाते हुए) लो एक छीटा अभी अग़गन साहब पीकर गये हैं तुम भी पियो और हमें भी पिलाओ। वल्लाह मुद्दत से तुम्हारे हाथ से बने छीटों को तरस गये। याद है बन्ने नवाब के महल वाली सोहबतें अमाँ क्या ज़माना था (बगल में एक साथी का शाना हिलाकर) फ़ज्जू साहब देखते हो यह कौन साहब तुम्हारे सामने आदम पार खड़े हैं।

फ़ज्जू साहब : जी हाँ मुलाहज़ा किया। मैंने तो कसम है कुरआन की इसी मारे इनसे मेल मुलाकात तर्क कर दी कि जब घर पर जाओ तो यह नदारद। अमाँ हम तो कहते हैं जिंदगी चंद रोज़ा। हंस बोलकर गुज़ार लो। न जाने किस वक़्त वहाँ बुलवा आ जाय। न आज ज़श्ने-आज़ादी के मौक़े पर पोस्टर के ज़रिये उन तक हमारे इस जलसे की भनक पहुँची और न यह आज यहाँ दिखाई पड़ते। अमाँ हाँ ज़री यह तो बताना कि जलसा है कै बजे से 12 बजे मुझे बटेर को गोली खिलाना है।

वही साहब : अमाँ ख़ौर तो है नसीबे-आदा। यह बटेर पर क्या उफ़ताद¹ गुज़री।

फ़ज्जू साहब : परसों शबन साहब के बटेर से शुद करने में बटेर मक्खी खा गया शब भर तबीअत बदमज़ा रही सबूँ (सुबह) फिर बज़ाहिर चाको चौबन्द तो हो गया। मगर अब भी वक्फ़े से ऊँघ जाता है हालांकि मक्खी खाते ही मैंने दन से उठा वहीं कै करा दी थी।

एक आवाज़ : हज़रात अब जलसा शुरू होने जा रहा है। आप सब इधर शामियाने की तरफ़ खिसक आयें।

दूसरी आवाज़ : ठहरो यार आते हैं। ज़री निगाली धोलें।

1. मुसीबत

تیسری آواز: لو صاحب جلسہ تو شروع ہو گیا۔

چوتھی آواز: اماں اچھے آغا چل کر ذری ان کی بھی سن لو۔

پانچویں آواز: اماں تمہیں قسم ہے ذری دیکھو تو ہر شخص چوکی پر بیٹھنے کے لیے کتا بے چین ہے
بھی کیا ننھا سا شامیانہ تان رکھا ہے۔

تیسرا: اماں برس برس کے دن تو ایک بدھی لے کر کسی بانس ہی واس پر ٹانگ دی ہوتی

پہلا: واللہ کیا پیٹ بھروس کی سی باتیں ہیں بیڑوں کی کاکن کے دام میسر نہیں چلے

ہیں ادھی بدھی نصب کرنے۔ اماں دیکھ رہے ہو۔ شامیانے کا خرچہ کس
مشکل سے نکلا ہے۔

چوکی پر کی ایک آواز: حضرات اب جلسہ شروع ہونے جا رہا ہے۔ میں اس کی صدارت

کے لیے اچھے آغا صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔

(سامعین کی چاؤں چاؤں کے ساتھ)

ایک اور آواز: لو بیٹے صاحب رہ گئے۔

دوسری آواز: کیوں صاحب دلارے جانی آغا صاحب سے کس چیز میں کم تھے جو انھیں

صدر نہیں بنایا گیا۔

تیسری آواز: اماں کیا جھک جھک لگا رکھی ہے۔ نکلے دانت اب بیٹھنے سے رہے۔ خوشی

کے موقع پر بے فضول کی باتوں سے کیا حاصل۔

چوتھی آواز: اچھا صاحب آپ جامے سے باہر نہ ہوں لیجیے ہم چپ ہو جاتے ہیں۔ اب

جوزبان سے بولے اس پر تین حرف۔

شامیانے سے صدر کی آواز: تو چھٹن صاحب۔ آپ کچھ فرمائیں گے؟

چھٹن صاحب: (باقرمرزا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو ایک طرف چوکی پر پیر لٹکائے

بیٹھے ہیں)

مرزا صاحب: واللہ پہلے آپ شروع ہوں۔ میرا نمبر تو آپ کے بعد ہی ہوگا۔

باقرمرزا: جناب صدر نے تو آپ سے درخواست کی ہے نہ کہ اس ناچیز سے۔

صدر: مرزا صاحب واللہ معاف فرمائیے گا قسم ہے قرآن کی آپ کچھ اس طرح

- तीसरी आवाज़ : लो साहब जलसा तो शुरु हो गया।
- चौथी आवाज़ : अमौँ अच्छे आगा चलकर ज़री उनकी भी सुन लो।
- पाँचवी आवाज़ : अमौँ तुम्हें कसम है ज़री देखो तो हर शख्स चौकी पर बैठने के लिए कितना बेचैन है भई क्या नन्हा सा शामियाना तान रखा है।
- तीसरा : अमौँ बरस-बरस के दिन तो एक बदधी लेकर किसी बाँस ही वास पर टाँग दी होती।
- पहला : वल्लाह क्या पेटभरों की सी बातें हैं बटेरों की काकुन के दाम मय्यसर नहीं चले हैं अदधी-बदधी नसब करने। अमौँ देख रहे हो। शामियाने का खर्चा किस मुश्किल से निकला है।
- चौकी पर की एक आवाज़ : हज़रात अब जलसा शुरु होने जा रहा है। मैं इसकी सदारत के लिए अच्छे आगा साहब का नाम पेश करता हूँ।
- (सामेईन की चाऊँ चाऊँ के साथ)
- एक और आवाज़ : क्यों साहब दुलारे जानी आगा साहब से किस चीज़ में कम थे जो उन्हें सदर नहीं बनाया गया।
- तीसरी आवाज़ : अमौँ क्या झिक-झिक लगा रखी है। निकले दाँत अब बैठने से रहे। खुशी के मौके पर बेफ़िज़ूल की बातों से क्या हासिल।
- चौथी आवाज़ : अच्छा साहब आप जामे से बाहर न हों लीजिये हम चुप हो जाते हैं। अब जो ज़बान से बोले उसपर तीन हरफ़।
- शामियाने से सदर की आवाज़ : तो छुट्टन साहब। आप कुछ फ़रमायेंगे?
- छुट्टन साहब : (बाकर मिर्जा की तरफ़ इशारा करते हुए जो एक तरफ़ चौकी पर पैर लटकाए बैठे हैं)
- मिर्जा साहब : वल्लाह पहले आप शुरु हों। मेरा नम्बर तो आप के बाद ही होगा।
- बाकर मिर्जा : जनाबे सदर ने तो आप से दरखास्त की है न कि इस नाचीज़ से।
- सदर : मिर्जा साहब वल्लाह माफ़ फ़रमाइयेगा कसम है कुरआन की आप कुछ इस तरह कैरी की पत्तियों में

کیری کی طرح پتیوں میں چھپے چھپائے بیٹھے تھے کہ آپ تک نگاہ ہی نہیں مگنی تو پھر آئیے نا۔

چٹن صاحب: (مرزا صاحب سے) واللہ بس اب شروع ہو جائیے۔ کچھ کلمات آپ فرمادیں۔ کھڑے ہو کر میں کہہ دوں گا پھر تو اچھے آغا اپنا حق ادا ہی کریں گے۔

مرزا صاحب بڑے تکلف سے اٹھ کر پہلے تو ہر چہار طرف جھک کر کورنش اور تسلیمات عرض کرتے ہیں پھر صدر سے مخاطب ہو کر اشارہ سے اجازت لیتے ہیں۔

صدر: بسم اللہ

مرزا صاحب: بھائیو! آج پورے ایک سال کے بعد ہم لوگ دوبارہ جشن جمہوریت منانے کی غرض سے اپنے آباؤ اجداد کے اس پُرانے ٹھہے پر جمع ہوئے ہیں۔ گرد و پیش مرنے والوں کی روحمیں نہ شرمائیں تو ایک بات عرض کروں کہ اس وچھلے ایک سال کے عرصہ میں ہمارے بہت سے ساتھی ہم سے بچھڑ کر پیوند خاک ہو گئے۔ تاہم اس بات پر جس قدر بھی اظہار مسرت کریں کم ہے کہ اگر چہ وہ پاک روحمیں ہم میں موجود نہیں تاہم وہ ہم سے دور بھی نہیں۔ وہ ہم عاشقانِ صادق ہیں نہ ہوتے ہوئے بھی ہم میں موجود ہیں۔

ہرگز نمیر دو آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق

خبت است بر جریدہ عالم و دام ما

ہم میں اور ان حضرات میں اگر بعد ہے تو صرف گز دو گز کا کہ ہم اوپر بیٹھے جشن آزادی منارہے ہیں۔ اور وہ اپنی ڈھائی گزی تربتوں میں لیٹے لیٹے جشن کے عزے لوٹ رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ہمارے طبقے کی حکومت سے وفاداری کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ جلے سے واہ واہ سبحان اللہ، قسم قرآن کی کیسا گوشہ نکالا ہے جزاک اللہ کی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور مرزا صاحب جھک جھک کر سلام کرتے ہیں۔

छुपे छुपाये बैठे हैं कि आप तंक निगाह ही नहीं गई तो फिर आइये ना।

छुट्टन साहब : (मिर्जा साहब से) वल्लाह बस अब शुरू हो जाइये। कुछ कलमात आप फरमा दें। खड़े होकर मैं कह दूँगा फिर तो अच्छे आगा अपना हक अदा ही करेंगे। मिर्जा साहब बड़े तकल्लुफ से उठकर पहले तो हर चहार तरफ झुककर कवनिश और तस्लीमात अर्ज करते हैं फिर सदर से मुखातिब होकर इशारे से इजाजत लेते हैं।

सदर : बिस्मिल्लाह

मिर्जा साहब : भाइयो! आज पूरे एक साल के बाद हम लोग दोबारा जश्ने जम्हूरीयत मनाने की गरज से अपने आबओ-अजदाद के इस पुराने ठिये पर जमा हुए हैं। गिर्दो-पेश मरने वालों की रुहें न शर्मायें तो एक बात अर्ज करूँ कि इस पिछले एक साल के अर्से में हमारे बहुत से साथी हम से बिछड़ कर पैवन्दे-खाक हो गये। ताहम इस बात पर जिस कद्र भी इजहार मोस्सर्त करें कम है कि अगरचे वह पाक रुहें हम में मौजूद नहीं ताहम वह हम से दूर भी नहीं। वह हम आशिकाने सादिक हैं न होते हुए भी हम में मौजूद हैं।

हर्गिज नमीरद आँ कि दिलश जिन्दा शुद ब इश्क

सब्त अस्त बर जरीदा-ए-आलम व दामे मा

हम में और उन हज़रात में अगर बोअद¹ है तो सिर्फ गज दो गज का कि हम ऊपर बैठे जश्ने-आज़ादी मना रहे हैं। और वह अपनी ढाई गजी तुर्बतो² में लेटे-लेटे जश्न के मजे लूट रहे हैं। इस से बढ़कर हमारे तबके की हुक्मत से वफ़ादारी की और क्या मिसाल हो सकती है। जलसे से वाह वाह सुब्हान अल्लाह, कसम कुरआन की कैसा गोशा निकाला है जज़ाक अल्लाह की आवाज़ें बुलन्द होती हैं और मिर्जा साहब झुक-झुक कर सलाम करते हैं।

1. दूरी 2. कर्बों

حضرات عائدین حکومت مجھے معاف فرمائیں میں یہ عرض کروں کہ ہم اور ہمارے جملہ رفقاء جن میں سے بیشتر اس وقت ہم میں موجود نہیں ہیں ان کو حکومت سے صرف اس بات کا شکوہ ہے کہ جب سے ہمارے دیس کے نیتاؤں نے ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی ہے اس وقت سے کان کے دام بہت چڑھ گئے ہیں جس کے سبب ہماری پالیاں بے رونق ہو کر رہ گئی ہیں۔ پیٹ بھر کا کن میسر نہ ہونے کے سبب ہمارے اکثر چوٹی کے بیئر گزر گئے لہذا ان بے زبانوں کی طرف سے ہم اس جشن آزادی کے موقع پر حکومت سے دادرسی کے طالب ہیں۔ دوسری چیز اس سلسلہ میں یہ عرض کرنے کی ہے کہ خاتمہ زمینداری کے معاملے میں عائدین حکومت کی طرف سے جو اقدامات عمل میں لائے جا رہے ہیں ان کی ضرب بھی براہ راست ہم ہی وفاداروں پر پڑ رہی ہے۔ جو باوجود مالی مشکلات کے آپ کی ہر خوشی کو اپنی خوشی اور ہر غم کو اپنا غم تصور کرتے ہیں کیونکہ بڑے بڑے زمیندار جن کے علاقوں میں ہر فصل میں بیٹروں کا شکار لگتا ہے، ان کے منٹے کے سبب ہمارے ہاتھ پاؤں کٹ کر رہ گئے ہیں۔ ہم تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ ہماری حالت ایک یتیم بچے کی سی ہو گئی ہے۔ جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اچھے بیئر بازار میں آنا بند ہو گئے جو گھاگر کبھی آٹھ دس آنے کو ملتا تھا۔ یقین جانیے کہ اب وہ پانچ سات روپے میں بھی میسر نہیں آتا۔ درحقیقت زمینداروں کی تباہی ہماری تباہی ہے اور ہمارے مظلوم طبقے کی تباہی زمینداروں کی تباہی ہے۔ کیونکہ نواب اغن صاحب اور بھورے نواب صاحب جن کے دم سے سالہا سال سے چوٹیوں پر اتواریں ہوا کرتی تھیں خاتمہ زمینداری کی آواز سنتے ہی بند ہو گئیں اور حضور یہ واقعہ ہے کہ خاتمہ زمین داری کا اعلان کرنے کے سرکار نے نہ صرف زمینداری کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ ہمارے ڈر بے بھی پھونک دیے ہیں۔ ہمارے بیٹروں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ مگر ہم عائدین حکومت کو یقین دلاتے ہیں اور وہ چاہے اسے باور کریں یا نہ کریں مگر

हजरात अमायदीने हुकूमत मुझे माफ़ फरमायें मैं यह अर्ज करूँ कि हम और हमारे जुम्ला रोफ़का जिनमें से बेश्तर इस वक़्त हम में मौजूद नहीं हैं उनको हुकूमत से सिर्फ़ इस बात का शिकवा है कि जब से हमारे देश के नेताओं ने मुल्क की बागडोर अपने हाथों में ली है उस वक़्त से काकुन के दाम बहुत घड़ गये हैं जिसके सबब हमारी पालियाँ बेरोनक होकर रह गई हैं। पेट भर काकुन मय्यसर न होने के सबब हमारे अक्सर चोटी के बटेर गुज़र गये लिहाज़ा उन बेज़बानों की तरफ़ से हम इस ज़रने-आज़ादी के मौक़े पर हुकूमत से दादरसी के तालिब हैं। दूसरी चीज़ इस सिलसिले में यह अर्ज करने की है कि ख़ातमए-ज़मीनदारी के मामले में अमायदीने हुकूमत की तरफ़ से जो एकदामात अमल में लाये जा रहे हैं उनकी ज़र्ब भी बराह़े रास्त हम ही वफ़ादारों पर पड़ रही है। जो बावजूद माली मुश्किलात के आप हर खुशी को अपनी खुशी और हर ग़म को अपना ग़म तसख़ुर करते हैं क्योंकि बड़े-बड़े ज़मीनदार जिन इलाकों में हर फसल में बटेरों का शिकार लगता है, उन के मिटने के सबब हमारे हाथ पौंव कटकर रह गये हैं। हम तबाहो-बर्बाद हो गये हैं। हमारी हालत एक यतीम बच्चे की सी हो गई है। जिसका कोई वारिस न हो। अच्छे बटेर बाज़ार में आना बंद हो गये जो घागर कभी आठ दस आने को मिलता था। यकीन जानिये कि अब वह पौंच सात रुपये में भी मयस्सर नहीं आता। दर हकीकत ज़मीनदारों की तबाही हमारी तबाही है और हमारे मज़लूम तबक़े की तबाही ज़मीनदारों की तबाही है। क्योंकि नवाब अग़गन साहब और मूरे नवाब साहब जिनके दम से सालहा साल से चोटियों पर इतवारें हुआ करती थीं ख़तमए-ज़मीनदारी की आवाज़ सुनते ही बंद हो गई और हुज़ूर यह वाक़या है कि ख़तमए-ज़मीनदारी का ऐलान करके सरकार ने न सिर्फ़ ज़मीनदारी को नुक़सान पहुँचाया है बल्कि हमारे डरबे भी भूँक दिये हैं। हमारे बटेरों पर अर्सए-हयात¹ तंग कर दिया है। मगर हम अमायदीने हुकूमत को यकीन दिलाते हैं और वह चाहे उसे बावर करें या न करें मगर इस माही दुनिया से

اس مادی دنیا سے گزرنے کے بعد زمیندار پھر زمیندار ہی رہتا ہے خواہ اس پر جو رتشد و گزرنے والوں کا ہی حال کیوں نہ ہو۔ چنانچہ عرض کرتا ہوں۔

مرنے کے بعد بھی نہ ریاست کی ہوگئی

دو گز زمین پا کے زمیندار ہو گئے

(چہار جانب سے سجان اللہ۔ مکرر ارشاد، ماشا اللہ قسم قرآن کی طبیعت خوش کردی واللہ مرزا کیا کیا حق ادا کر رہے ہو کی آوازیں بلند ہوتی ہیں)

ایک زور کی آواز: مرزا صاحب! واللہ سیری نہیں ہوئی پھر ارشاد ہو (مرزا صاحب جھک جھک کر اور دوہرے ہو ہو کر شعر کو دہراتے جاتے ہیں اور سلام کرتے جاتے ہیں) تو اس سلسلہ میں مجھے آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا ہے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ جہاں ہماری سرکار کی طرف سے ملک کے گوشہ گوشہ میں بڑے بڑے فارم اور بڑے بڑے مرغی خانے کھولے جانے کی اسکیم ہے وہاں کچھ فارم ایسے بھی کھولائے جائیں جہاں ہم بیوروں کا شکار لگا کر اچھی بیئریں حاصل کر سکیں۔

ایک آواز: حضرت، کچھ افیون چرس، مدک اور گانجے کی زحمتوں پر بھی روشنی ڈالتے چلیے۔

مرزا صاحب: (سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے) تو جن دوسری چیزوں کی طرف میں ارباب حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ادھر بعض حضرات نے مجھے آن کر بتایا کہ ادھر کچھ نشے پانی پر بھی سرکار کی طرف سے بندشیں عائد ہوئی ہیں جس کے سبب دوکانداروں نے افیون چرس، مدک اور گانجے سے شوق رکھنے والوں کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کردی ہیں جو سرکار برطانیہ کے دور میں بھی نہیں تھیں۔ منشیات پر محصول بڑھ گئے ہیں۔ افیون بازاروں سے عنقا ہوگئی ہے جس کے سبب ہمارے بہت سے رفکار کا رشتہ حیات منقطع ہو گیا ہے اور ہمارے بڑے بڑے کہنہ مشق اساتذہ ہم کو داغ جدائی دے گئے جس کے سبب ہم ان کے فیضانِ محبت

गुजरने के बाद जमीनदार फिर जमीनदार ही रहता है
 ख्वाह उस पर जौरो-तशद्दुद¹ गुजरने वालों का ही हाल
 क्यों न हो। चुनांचे अर्ज करता हूँ।

मरने के बाद भी न रियासत की बू गई

दो गज जमीन पा के जमींदार हो गये

(चहार जानिब से सुब्बान अल्लाह। मोकरर इरशाद,
 माशाअल्लाह कसम कुरआन की तबीअत खुश करदी
 वल्लाह मिर्जा क्या-क्या हक अदा कर रहे हो की
 आवाजें बुलन्द होती हैं)

एक जोर की आवाज : मिर्जा साहब! वल्लाह सैरी नहीं हुई फिर इरशाद हो
 (मिर्जा साहब झुक-झुक कर और दाहरे हो-हो कर शेर
 को दोहराते जाते हैं और सलाम करते जाते हैं-) तो इस
 सिलसिले में मुझे आपका ज्यादा वक्त नहीं लेना है सिर्फ
 इतना अर्ज करना है कि जहाँ हमारी सरकार की तरफ
 से मुल्क के गोशे-गोशे में बड़े-बड़े फारम और मुर्गी
 खाने खोले जाने की स्कीम है वहाँ कुछ फारम ऐसे भी
 खुलवाये जायें जहाँ बटेरों का शिकार लगाकर अच्छी
 बटेरें हासिल कर सकें।

एक आवाज : हज्जत, कुछ अफियून चरस, मदक और गांजे की ज़हमतों पर
 भी रोशनी डालते चलिये।

मिर्जा साहब : (सिलसिले-तकरीर को जारी रखते हुए) तो जिन दूसरी
 चीज़ों की तरफ मैं अरबाबे हुकूमत की तवज्जो मब्जूल
 कराना चाहता हूँ। उनमें से एक यह है कि इधर बाज़
 हज़रात ने मुझे आन कर बताया कि इधर नशे पानी पर
 भी सरकार की तरफ से बंदिशें आयद हुई हैं जिसके
 सबब दूकानदारों ने अफियून चरस, मदक, और गांजे से
 शौक रखने वालों के रास्ते में रुकावट पैदा कर दी है
 जो सरकार बरतानिया के दौर में भी नहीं थी।
 मुनश्शियात² पर महसूल बढ़ गये हैं। अफियून बाज़ारों से
 अन्का³ हो गई है जिसके सबब हमारे बहुत से रोक़का
 का रिश्तए-हयात मुनक़ता हो गया है और हमारे
 बड़े-बड़े कोहना मश्क़ असातज़ा हमको जुदाई दे
 गये जिसके सबब हम उनके फ़ैजाने-सोहबत

1. जुल्म 2. नशे वाली चीज़ें 3. ग़ायब

سے محروم ہو گئے۔ لہذا اس جشن آزادی کے موقع پر ہمارا مطالبہ ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹی اور گاؤں پنچایتیوں کے ذمہ داروں کو سرکاری طور پر توجہ دلائی جائے کہ وہ اس ضمن میں ہم کو سہولتیں پہنچائیں اور بیوروں کی دوا داروں کے لیے جہاں شہروں اور دیہاتوں میں مرغیوں کے ہسپتال قائم کیے جا رہے ہیں، وہاں بیوروں کے لیے بھی سرکاری شفا خانے کھولے جائیں اور ان شفا خانوں میں ہمارے ان آدمیوں کو جگہیں دی جائے جنہوں نے اپنی عمر کے بہترین حصہ بیوروں پر ریاض کرنے میں صرف کر دیے ہیں۔ (صفہ سامعین سے سجان اللہ، واہ واہ، کیا نکات بیان کر رہے ہو مرزا کی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور فاضل مقرر گھوم گھوم کر ہر آواز پر دہرے ہو ہو کر سلام کرتا ہے)

کئی آوازیں: جزاک اللہ، جزاک اللہ۔

مرزا صاحب: (سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) تاکہ ہمارے طبقے کو بھی احساس ہو کہ ہم آزاد ہوئے۔ ہمارے بنیادوں کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور آئی۔ اور ہماری غلامی کی بیڑیاں کٹیں۔

صدر: (مرزا صاحب سے) واللہ کیا کیا پہلو نکال رہے ہو۔ قسم قرآن کی ختم تقریر پر چھٹن صاحب کے ہاتھوں کے بنے ہوئے دو چھینٹے میری طرف سے۔

(سامعین میں سے کئی آوازیں۔ مرزا صاحب دو چھینٹے ختم تقریر پر چھٹن

صاحب کے ہاتھوں کے بنے ہوئے میری طرف سے بھی قبول فرمائیے)

مرزا صاحب: (سلسلہ کلام کو ختم کرتے ہوئے) ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم

کرتا ہوں۔ (سامعین کی صفوں سے پھر ایک شور اور ایک غوغا بلند ہوتا ہے

اور ”واللہ مرزا صاحب حق ادا کر دیا کیا تیور سے تقریر کی ہے“ کی آواز بلند

ہوتی ہے اور صدر سجان اللہ اور واہ واہ کے ساتھ مرزا کی پیٹھ تھپ تھپاتے ہیں

اس کے بعد)

صدر: (سامعین سے مخاطب ہو کر) نواب چھٹن صاحب جو ہمارے شہر کے مشہور و

से महरूम हो गये। लिहाजा इस जश्ने-आज़ादी के मौके पर हमारा मुतालबा है कि कोऑपरेटिव सोसाइटी और गाँव पंचायतों के जिम्मेदारों को सरकारी तौर पर तवज्जो दिलाई जाये कि वह इस ज़िम्मे में हम को सहूलते पहुँचायें और बटेरों की दवा दारु के लिए जहाँ शहरों और देहातों में मुर्गियों के हस्पताल कायम किए जा रहे हैं, वहाँ बटेरों के लिए भी सरकारी शिफाखाने खोले जायें और उन शिफाखानों में हमारे उन आदमियों को जगहें दी जायें जिन्होंने अपनी उम्र के बेहतरीन हिस्से बटेरों पर रियाज़ करने में सर्फ कर दिये हैं।

(सफे सामेईन से सुब्बान अल्लाह, वाह वाह, क्या नुकात बयान कर रहे हो, मिर्जा की आवाज़ें बुलंद होती हैं और फाजिल मुकर्रर घूम-घूम कर हर आवाज़ पर दोहरे हो-हो कर सलाम करता है)

कई आवाज़ें : जज़ाक अल्लाह, जज़ाक अल्लाह।

मिर्जा साहब : (सिलसिलए-कलाम को जारी रखते हुए) ताकि हमारे तबके को भी एहसास हो कि हम आज़ाद हुए। हमारे नेताओं के हाथों में मुल्क की बाग डोर आई। और हमारी गुलामी की बेड़ियाँ कटीं।

सदर : (मिर्जा साहब से) वल्लाह क्या क्या पहलू निकाल रहे हो। कसम कुरआन की खतमे-तकरीर पर छुट्टन साहब के हाथों के बने दो छींटे मेरी तरफ से।

(सामेईन में से कई आवाज़ें। मिर्जा साहब दो छींटे खेत्मे-तकरीर पर छुट्टन साहब के हाथों के बने हुए मेरी तरफ से भी कुबूल फरमाइये)

मिर्जा साहब : (सिलसिलए-कलाम को खत्म करते हुए) इन अल्फाज़ के साथ मैं अपनी तकरीर को खत्म करता हूँ। (सामेईन की सफ़ों से फिर एक शोर और एक गोगा बुलंद होता है और "वल्लाह मिर्जा साहब हक अदा कर दिया क्या तेवर से तकरीर की है" की आवाज़ें बुलन्द होती हैं और सदर सुब्बान अल्लाह और वाह वाह के साथ मिर्जा की पीठ थपथपाते हैं उसके बाद)

सदर : (सामेईन से मुखातिब होकर) नवाब छुट्टन साहब जो हमारे शहर के मशहूर-मारुफ़ बटेर बाज हैं..... और

معروف بیروں میں ہیں..... اور بیروں کے معالج خصوصی بھی ہیں۔ آپ کے سامنے اپنے زریں خیالات پیش کریں گے۔

چٹن صاحب: (اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اور صدر سے مخاطب ہوتے ہوئے) بھائی مجھے معاف کرو۔ اب کون سا گوشہ مرزا صاحب نے چھوڑا ہے جس پر بولا جائے بہر حال آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں (جھک کر سلام کرتے ہوئے اور اشارے سے اجازت طلب کرتے ہوئے)

صدر: بسم اللہ چٹن صاحب۔

چٹن صاحب: بھائیو! میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا۔ مجھے شراب کی بندش کے سلسلہ میں صرف اتنی سی بات عرض کرنا ہے کہ ادھر بعض اضلاع سے میرے دوستوں کے خطو آئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ وہاں سرکار کے حکم سے شراب کی خرید و فروخت موقوف ہو گئی ہے حتیٰ کی بیروں کے لیے چچے دو چچے برانڈی کی ضرورت ہوتی ہے تو سونے کے بھاؤ بھی برانڈی میسر نہیں آتی۔ تو حضرات حکومت کے اس اقدام کو بہ نظر تحسین دیکھتے ہوئے کیونکہ اس موذی شے کا استعمال شرعاً ناجائز اور مذہباً حرام ہے، مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اتنی بھی سختی کیا جنور تڑپ تڑپ کر مرجائیں مگر دو بوند شراب نہ ملے۔ چنانچہ پرسوں کا پنور سے بڑے آغا نے لکھا ہے کہ ان کا پیار و بیروں برانڈی دو بوندیں میسر نہ آنے کے سبب راہی ملکِ عدم ہو گیا۔ پیار و مرحوم کی جیتی ہوئی پالیاں آپ کے سامنے ہیں۔ وہ اس وقت کم از کم ہماری ٹکڑی میں بڑا عزت دار بیروں تھا لہذا اس طرح تڑپ تڑپ کر مرجانے کا میری دانست میں کیا اپنے کیا پرائے سبھوں کو غم ہوگا (جلسہ گاہ سے اظہارِ تاسف کی آوازیں) لہذا اس ضمن میں حکومت کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ اتنی سختی بنی نوع انسان تو گوارا کرے گا مگر پرندوں کے بس کی بات نہیں جو وہ ان تختیوں کو برداشت کریں۔ وہ تو اپنی جان ہی سے گزر جائیں گے۔

ایک صاحب: (صفِ سامعین میں کھڑے ہو کر) جناب چٹن صاحب آپ کی یہ اطلاع

बटेरों के मोआलिजे खुसूसी¹ भी हैं। आपके सामने जरी खयालात पेश करेंगे।

छुट्टन साहब : (अपनी जगह पर खड़े होकर और सदर से मुखातिब होते हुए) भाई मुझे माफ़ करो। अब कौन सा गोशा मिर्जा साहब ने छोड़ा है जिस पर बोला जाय। बहर हाल आपके हुक्म की तामील करता हूँ (झुक कर सलाम करते हुए और इशारे से इजाजत तलब करते हुए)।

सदर : बिस्मिल्लाह छुट्टन साहब।

छुट्टन साहब : भाइयो! मैं आपका ज़्यादा वक़्त न लूँगा। मुझे शराब की बंदिश के सिलसिले में सिर्फ़ इतनी सी बात अर्ज करना है कि इधर बाज़ अज़ला² से मेरे दोस्तों के खुतूत आये हैं वह लिखते हैं कि वहाँ सरकार के हुक्म से शराब की खरीदो-फ़रोख़्त मौकूफ़ हो गई हैं हत्ता कि बटेरों के लिए चम्चे दो चम्चे ब्रांडी की ज़रूरत होती है तो सोने के भाव भी ब्रांडी मय्यसर नहीं आती। तो हज़रात हुकूमत के इस इक़दाम को ब नज़र तहसीन देखते हुए क्योंकि इस मूज़ी शय का इस्तेमाल शरअन नाजायज़ और मजहबन हराम है, मुझे यह अर्ज करना है कि इतनी भी सख़्ती क्या जनवर तड़प तड़प कर मर जायें मगर दो बूंद शराब न मिले। चुनांचे परसों कानपूर से बड़े आगा ने लिखा है कि उनका प्यारो बटेर ब्रांडी के दो बूंद य्यसर न आने के सबब राहिये-मुल्के-अदम हो गया। प्यारो मरहूम की जीती हुई पालियाँ आपके सामने हैं। वह इस वक़्त कम अज़ कम हमारी टुकड़ी में बड़ा इज़्ज़तदार बटेर था लिहाज़ा इस तरह तड़प कर मर जाने का मेरी दानिस्त में क्या अपने पराये समूँ को गुम होगा (जलसा गाह से इज़हारे- तास्सुफ़³ की आवाज़ें) लिहाज़ा इस ज़िम्न में हुकूमत को तवज्जो दिलाने की ज़रूरत है कि इतनी सख़्ती बनी नौए-इंसान तो गवारा करेगा लेकिन परिन्दों के बस की बात नहीं जो यह इन सख़्तियों को बरदाश्त करें। वह तो अपनी जान ही से गुज़र जायेंगे।

एक साहब : (सफ़े सामेईन में खड़े होकर) जनाब छुट्टन साहब आपकी यह इत्तला ग़लत है। दवाख़ानों में बतौर दवा हर वक़्त

1. इलाज करने वाले विशेषज्ञ 2. ज़िले का बहुवचन 3. अफ़सोस

غلط ہے۔ دواخانوں میں بطور دوا ہر وقت اور ہر جگہ شراب مل سکتی ہے۔ یہ خبر حکومت کے کسی بدخواہ کی اڑائی ہوئی ہے کہ پیار و شراب نہ ملنے کے سبب مر گیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کا کوا بیٹھ گیا تھا جس کے سبب دم گھٹنے سے اس کی وفات واقع ہوئی۔ اس مداخلت کو معاف فرمایا جائے۔

چٹن صاحب: اچھا کیا آپ نے اس غلط فہمی کی وضاحت فرمادی بہر حال میں حکومت سے اپنے مطالبہ کو واپس لیتا ہوں۔ اور اب اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ نیز جناب صدر سے درخواست کروں گا کہ وہ اس ضمن میں اگر کوئی شکایت رہ گئی ہو تو بتا کر ہم کو شکریہ کا موقع دیں۔ چار بجے ننھے نواب صاحب کے یہاں جشن آزادی کے سلسلے میں پالی ہے اور اس وقت ڈھائی بجنے کو ہیں۔ حضرات! ان تقریروں کے بعد جو جناب مرزا صاحب اور چٹن صاحب نے کیں اس کی چنداں ضرورت نہیں کہ میں آپ کے قیمتی وقت کو ضائع کروں جب کہ چار بجے آپ سب حضرات کو ننھے نواب صاحب کے یہاں بھی چلنا ہے۔ تاہم طلسم ہو شربا میں ایک مقام پر بے ثباتی عالم کے باب میں بہادری اور جرأت کی تلقین کی گئی ہے چنانچہ اس عبارت کی روشنی میں آپ کو چند نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ اس وقت آپ اپنے مطالبات کی دھن میں پاگل ہو رہے ہیں۔ طلسم ہو شربا میں ایک جگہ آیا ہے

”تلوار کی آنچ مشہور ہے گیلے سوکھے دونوں جلتے ہیں سرگردن میں لاگ ہے یہی غضب کی آگ ہے زندگی دونوں کے نام ہیں، نام کر لو اے نوجوانو! بھڑک کر سرخ رو ہو جس کا قدم ڈمگا یا وہ کہیں آبروندہ پائے گا“ یہ ٹکڑا میں نے طلسم ہو شربا سے آپ حضرات کے سامنے اس غرض سے پیش کیا کہ اس وقت ہم کو اپنے آباؤ اجداد کی پرانی روایات کو زندہ رکھنا ہے۔ ان کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنا ہے۔ اسی کے لیے مرنا اور اسی کے لیے جینا ہے اور جدید سرکار کی باوجود اس کے جھوٹوں سے مردانہ وار مقابلہ کرنا ہے۔ اس وقت ہم کو پورے عزم اور بے باکی کے ساتھ اپنے

हर जगह शराब मिल सकती है। यह ख़बर हुकूमत के किसी बदरखाह की उड़ाई हुई है कि प्यारो शराब न मिलने के सबब मर गया। मुझे मालूम हुआ है कि उसका कौआ बैठ गया था जिसके सबब दम घुटने से उसकी वफ़ात वाके हुई। इस मदाख़ेलत को माफ़ फरमाया जाये।

छुट्टन साहब :

अच्छा किया आपने इस ग़लत फहमी की वज़ाहत फरमा दी बहर हाल मैं हुकूमत से अपने मोतालबे को वापिस लेता हूँ। और अब अपनी तक़रीर ख़त्म करता हूँ। नीज़ जनाबे सदर से दरखास्त करूँगा कि वह इस ज़िम्न में अगर कोई शिकायत रह गई हो तो बता कर हमको शुक्रिया का मौका दें। चार बजे नन्हें नवाब साहब के यहाँ ज़रने-आज़ादी के सिलसिले में पाली है और इस वक़्त ढाई बजने को है।

सदर :

हज़रात! इन तक़रीरों के बाद जो जनाब मिर्ज़ा साहब और छुट्टन साहब ने की इसकी चंदों ज़रूरत नहीं कि मैं आपके कीमती वक़्त को जाया करूँ जबकि चार बजे आप सब हज़रात को नन्हें नवाब साहब के यहाँ भी चलना है। ताहम तिलस्मे-होशरुबा में एक मुक़ाम पर बेसबातिए आलम के बाब में बहादुरी और ज़ुरअत की तल्कीन की गई है चुनांचे इस इबारत की रोशनी में आपको चंद नसीहतें करना चाहता हूँ क्योंकि इस वक़्त आप अपने मुतालबात की धुन में पागल हो रहे हैं। तिलस्मे होशरुबा में एक जगह आया है—

“तलवार की आँच मशहूर है गीले सूखे दोनों जलते हैं सरो-गर्दन में लाग है यही गुज़ब की आग है ज़िन्दगी दोनों के नाम हैं, नाम करलो ऐ नौजवानों लड़ मिड़ कर सुख़रु हो जिसका कदम डगमगाया वह कहीं आबरु न पायेगा”

यह टुकड़ा मैंने तिलस्मे होशरुबा से आप हज़रात के सामने इस गरज़ से पेश किया है कि इस वक़्त हमको अपने आबाओ-अजदाद की पुरानी रवारयात को जिन्दा रखना है। उनकी इज़ज़त व नामूस को बरकरार रखना है। इसी लिए मरना और इसी के लिए जीना है और जदीद सरकार की बादे-हवादिस के झोंकों से मर्दानावार मुकाबला करना है। इस वक़्त हमको पूरे अज़्म और बेबाकी के साथ अपने मोतालबात हुकूमत के रुबरु पेश

مطالبات حکومت کے روبرو پیش کرنا ہے۔ خواہ اس کا انجام کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

اسنے میں ایک شخص نے قبرستان کے پھانک سے جلسہ گاہ میں با آواز بلند اعلان کیا ”اماں بھاگو دوڑ آگئی کسی بد بخت نے مرزا کی تقریر کی پوری رپٹ چوکی پر کرادی۔“ یہ سننا تھا کہ جلسہ گاہ میں ایک بھگدڑ مچ گئی گرتے پڑتے اٹیونی دیکے اور چرپیے کابکس اور پیالیاں چھوڑ چھوڑ کر قبروں کی آڑ اور جھاڑیوں میں چھپ گئے جلسہ ختم ہو گیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ دو مسلمان سپاہی سرخ پگڑیاں باندھے اپنے کسی عزیز کی قبر پر فاتحہ پڑھنے عین اسی وقت پھانک کے قریب سے گزر رہے تھے جس وقت جلسہ گاہ میں آغا صاحب کی تقریر ہو رہی تھی۔



करना है। ख्वाह इसका अंजाम कुछ ही क्यों न हो। इतने में एक शख्स ने कब्रिस्तान के फाटक से जलसागाह में बआवाजे बुलन्द ऐलान किया "अमा भागो दौड़ो, आ गई किसी बदबख्त ने मिर्जा की तकरीर की पूरी रपट चौकी पर करा दी।" यह सुनना था कि जलसागाह में एक भगदड़ मच गई गिरते पड़ते अफियूनी मदकिये और चरसिये काबुकें और प्यालियाँ छोड़-छोड़ कर कब्रों का आड़ और झाड़ियों में छुप गये जलसा खत्म हुआ। बाद में मालूम हुआ कि दो मुसलमान सिपाही सुर्ख पगड़ियाँ बांधें अपने किसी अजीज की कब्र पर फातेहा पढ़ने ऐन उसी वक्त फाटक के करीब से गुज़र रहे थे जिस वक्त जलसागाह में आगा साहब की तकरीर हो रही थी।



ذرا دیکھنا یہ کس کی تصویریں ہیں

ٹرین کسی بدست شرابی کہ طرح لڑکھڑاتی ہوئی چل رہی تھی۔ ہمارا ڈبہ ویسے تو خیر سے سکنڈ کلاس تھا، لیکن فی الحقیقت وہ مرحوم انٹر کلاس کا ایک نہایت سن رسیدہ ڈبہ تھا جسے ریلوے والوں نے شاید ہنگامی حالات کے تحت محکمہ آثار قدیمہ سے واپس منگالیا تھا۔ اس کی گدیاں اُدھڑی ہوئی تھیں۔ فرش میں گڑھے تھے۔ چول چول ڈھیلی پڑی تھی۔ اس کی پیشانی پر اگر ریلوے والے سکنڈ کی علامت نہ ڈال دیتے تو غالباً تھرڈ کلاس والے بھی اسے چوتھا درجہ سمجھ کر آگے بڑھ جاتے۔ فدوی کا خیال ہے کہ ایسا ایک آدھ ڈبہ ہر گاڑی میں ضرور بچا ہوا ہونا چاہیے۔ کیوں کہ یہ ہمارے قومی کردار، ہماری سیاست، جمہوریت اور ہمارے سماجی معیار کی بڑی بھرپور نمائندگی کرتا ہے۔

ڈبے میں اس وقت ہم چار نفر تھے۔ دو ہم دو وہ۔ ہم سے مراد تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ یعنی ملا اور ملائن۔ مگر ”وہ“ کی مراد سمجھنے میں ذرا دیر لگے گی۔

ज़रा देखना यह किस की तस्वीरें हैं

ट्रेन किसी बदमस्त शराबी की तरह लड़खड़ाती हुई चल रही थी। हमारा डिब्बा वैसे तो ख़ौर से सेक्रेण्ड क्लास था, लेकिन फिलहालीकत वह मरहूम इन्टर क्लास का सिनरसीदा डिब्बा था जिसे रेलवे वालों ने शायद हंगामी हालात के तहत महकमए-आसारे-कदीमा¹ से वापस मंगा लिया था। उसकी गदियाँ उधड़ी हुई थीं। फर्श में गढ़े थे। चूल-चूल ढीली पड़ी थी। उसकी पेशानी पर अगर रेलवे वाले सेक्रेण्ड की अलामत न डाल देते तो गालेबन थर्ड क्लास वाले भी उसे चौथा दर्जा समझकर आगे बढ़ जाते। फिदवी का खयाल है कि ऐसा एक आध डिब्बा हर गाड़ी में ज़रूर जुड़ा हुआ होना चाहिये। क्योंकि यह हमारे कौमी किरदार, हमारी सियासत, जमहूरियत और हमारे समाजी मेयार की बड़ी भरपूर नुमाइंदगी करता है।

डिब्बे में उस वक़्त हम चार नफ़र थे। दो हम, दो वह। हम से मुराद तो आप समझ ही गये होंगे। यानी मुल्ला और मुल्लाइन। मगर "वह" की मुराद समझने में ज़रा देर लगेगी। मेरे लिए वह अजनबी ही थे।

1. पुरातत्व विभाग

ذرا دیکھنا یہ کس کی تصویریں ہیں

ٹرین کسی بدست شرابی کی طرح لڑکھڑاتی ہوئی چل رہی تھی۔ ہمارا ڈبہ ویسے تو خیر سے سکنڈ کلاس تھا، لیکن فی الحقیقت وہ مرحوم انٹر کلاس کا ایک نہایت سن رسیدہ ڈبہ تھا جسے ریلوے والوں نے شاید ہنگامی حالات کے تحت محکمہ آثار قدیمہ سے واپس منگالیا تھا۔ اس کی گدیاں اُدھڑی ہوئی تھیں۔ فرش میں گڑھے تھے۔ چول چول ڈھیلی پڑی تھی۔ اس کی پیشانی پر اگر ریلوے والے سکنڈ کی علامت نہ ڈال دیتے تو غالباً قمر ڈکلاس والے بھی اسے چوتھا درجہ سمجھ کر آگے بڑھ جاتے۔ فدوی کا خیال ہے کہ ایسا ایک آدھ ڈبہ ہر گاڑی میں ضرور بچا ہوا ہونا چاہیے۔ کیوں کہ یہ ہمارے قومی کردار، ہماری سیاست جمہوریت اور ہمارے سماجی معیار کی بڑی بھرپور نمائندگی کرتا ہے۔

ڈبے میں اس وقت ہم چار نفر تھے۔ دو ہم دو وہ۔ ہم سے مراد تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ یعنی ملا اور ملائن۔ مگر ”وہ“ کی مراد سمجھنے میں ذرا دیر لگے گی۔

ज़रा देखना यह किस की तस्वीरें हैं

ट्रेन किसी बदमस्त शराबी की तरह लड़खड़ाती हुई चल रही थी। हमारा डिब्बा वैसे तो ख़ैर से सेकेण्ड क्लास था, लेकिन फिलहकीकत वह मरहूम इन्टर क्लास का सिनरसीदा डिब्बा था जिसे रेलवे वालों ने शायद हंगामी हालात के तहत महकमए-आसारे-कदीमा¹ से वापस मंगा लिया था। उसकी गदियाँ उधड़ी हुई थीं। फर्श में गढ़े थे। चूल-चूल ढीली पड़ी थी। उसकी पेशानी पर अगर रेलवे वाले सेकेण्ड की अलामत न डाल देते तो गालेबन थर्ड क्लास वाले भी उसे चौथा दर्जा समझकर आगे बढ़ जाते। फिदवी का खयाल है कि ऐसा एक आध डिब्बा हर गाड़ी में ज़रूर जुड़ा हुआ होना चाहिये। क्योंकि यह हमारे कौमी किरदार, हमारी सियासत, जमहूरियत और हमारे समाजी मेयार की बड़ी भरपूर नुमाइंदगी करता है।

डिब्बे में उस वक़्त हम चार नफ़र थे। दो हम, दो वह। हम से मुराद तो आप समझ ही गये होंगे। यानी मुल्ला और मुल्लाइन। मगर "वह" की मुराद समझने में ज़रा देर लगेगी। मेरे लिए वह अजनबी ही थे।

1. पुरातत्व विभाग

میرے لیے وہ اجنبی ہی تھے۔ ایک مرد اور ایک لڑکی۔

مرد کی عمر چالیس سے کم نہ رہی ہوگی اور لڑکی شاید بیس بائیس کی ہو۔ مرد کے مانگ بنے ہوئے بالوں میں سفیدی کا تناسب تقریباً چالیس فیصدی تھا، لیکن لڑکی کے بال بے حد سیاہ اور لمبے تھے۔ لمبائی کا اندازہ اُن دو چوٹیوں سے ہو رہا تھا جو اس کے دونوں برہنہ بازوؤں پر جمول رہی تھیں۔ ہو سکتا ہے ان میں کچھ مصنوعی بال بھی شامل ہوں، لیکن آج کے زمانے میں اصلی اور مصنوعی کے چکر میں پڑنے والے احمق کہلاتے ہیں۔ میری بلا سے وہ اصلی ہوں یا مصنوعی ہر صورت میں وہ عریاں بازوؤں کے گورے پن کو نمایاں کرنے کے لیے بہت کافی تھے جیسا کہ حق ہے کافی ہونے کا۔

ایک گھنٹہ بیشتر مرد اس ڈبے میں اکیلا داخل ہوا تھا۔ وہ سوٹ کیس ہاتھ میں سنبھالے اس وقت داخل ہوا تھا جب گاڑی حرکت میں آچکی تھی۔ ڈبے میں اُس وقت صرف ہم ہی ہم تھے۔ ملائن نے چہرے سے نقاب الٹ رکھا تھا۔ سامنا ہوا اور بھرپور ہوا، گواس کی مدت پُل بھر سے زائد نہ رہی ہو۔ پھر نصف گھنٹے تک اس ڈبے میں اور کوئی نہیں آیا۔ اس مدت میں وہ سگریٹ پی پی کر اخبار پڑھتا رہا مگر رہ کر اس کی چور نظریں ملائن کا بھی جائزہ لیتی رہیں۔ برقعہ دلکش ہو تو دعوتِ نظارہ کا کام دیتا ہے۔ ملائن کا برقعہ سیاہ لیڈی سنٹن کا تھا جس کی وضع بڑی پُرکشش تھی۔ ایسے برقعے میں اگر چوبیل بھی ہو تو دیکھنے والے تصورات کے شیش محل بنائے بغیر نہیں رہ سکتے مگر ملائن تو چشم بد دور چندے آفتاب چندے ماہتاب تھی۔ نہ سہی ہونٹوں پر لپ اسٹک اور جبین و عارض پر پاؤ ڈر کی تہہ لیکن وہ سب کچھ تھا جس نے ہمارے دُور کے آرٹ، کلچر اور تہذیب و تمدن کو جنم دیا ہے۔ جس نے ثقافت کے نوک پلک درست کیے ہیں۔ گو کہ ملائن اب رُخ بدل کر شکوئی مٹی بیٹھی تھی۔ مرد کی طرف اس کی پشت تھی، لیکن وہ اللہ کا بندہ امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

میں اندر ہی اندر اونٹنار ہا۔ نصف گھنٹے بعد ایک اسٹیشن سے چوتھا مسافر داخل ہوا اور یہ وہی لڑکی تھی جس کا تذکرہ میں ابھی کر چکا ہوں۔ وہ اکیلی ہی سوار ہوئی تھی۔ سامان کے نام اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت پرس کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس نے طائرانہ

एक मर्द और एक लड़की।

मर्द की उम्र चालीस से कम न रही होगी और लड़की शायद बीस बाईस की हो। मर्द के माँग बने हुए बालों में सफेदी का तनासुब तकरीबन चालीस फीसदी था, लेकिन लड़की के बाल बेहद सियाह और लम्बे थे। लम्बाई का अन्दाज़ा उन दो चोटियों से हो रहा था जो उसके दोनों बरहना बाजुओं पर झूल रही थीं। हो सकता है उन में कुछ मस्नुई¹ बाल भी शामिल हों, लेकिन आज के ज़माने में असली और मस्नुई के चक्कर में पड़ने वाले अहमक कहलाते हैं। मेरी बला से वह असली हों या मस्नुई हर सूरत में वह उरियाँ बाजुओं के गोरेपन को नुमायाँ करने के लिए काफी थे जैसा कि हक है काफी होने का।

एक घंटे पेशतर मर्द इस डिब्बे में अकेला दाखिल हुआ था। वह सूटकेस हाथ में संभाले उस वक़्त दाखिल हुआ था जब गाड़ी हरकत में आ चुकी थी। डिब्बे में उस वक़्त सिर्फ़ हम ही हम थे। मुल्लाइन ने चेहरे से नकाब उलट रखा था। सामना हुआ और भरपूर हुआ, गो इसकी मुद्दत पल भर से जायद न रही। फिर निस्फ² घंटे तक इस डिब्बे में और कोई नहीं आया। इस मुद्दत में वह सिगरेट पी-पी कर अखबार पढ़ता रहा मगर रह-रह कर उसकी चोर नज़रें मुल्लाइन का भी जायज़ा लेती रहीं। बुर्का दिलकश हो तो दावते नज़ारा का काम देता है। मुल्लाइन का बुर्का सियाह लेडी मिन्टन का था जिसकी वज़ा³ बड़ी पुरकशिश थी। ऐसे बुर्के में अगर चुडैल भी हो तो देखने वाले तसव्वुरात के शीश महल बनाये बगैर नहीं रह सकते मगर मुल्लाइन तो चश्मे-बहूर, चन्दे आफ़ताब चन्दे माहताब⁴ थी। न सही होंटो पर लिपस्टिक और जबीनो-आरिज़⁵ पर पाउडर की तह लेकिन वह सब कुछ था जिसने हमारे दौर के आर्ट कल्चर और तहज़ीबो-तमदुन को जन्म दिया है। जिसने सकाफ़्त⁶ के नोक पलक दुरुस्त किए हैं। गो कि मुल्लाइन अब रुख़ बदल कर सुकड़ी सिमटी बैठी थी। मर्द की तरफ़ उस की पुश्त⁷ थी, लेकिन वह अल्लाह का बंदा उम्मीद का दामन हाथ से नहीं छोड़ना चाहता था।

मैं अन्दर ही अन्दर आँटता रहा। निस्फ़ घंटे बाद एक स्टेशन से चौथा मुसाफ़िर दाखिल हुआ और यह वही लड़की थी जिसका तज़करा मैं अभी कर चुका हूँ। वह अकेली ही सवार हुई थी। सामान के नाम उसके हाथ में एक ख़ूबसूरत पर्स के सिवा कुछ न था। उस ने तायराना⁸

1. बनावटी, नकली 2. आधा 3. बनावट 4. सुन्दरता में सूरज और चाँद के बराबर 5. चेहरा 6. सम्यता 7. पीठ 8. सरसरी

نظریں ڈالیں اور پھر ٹھٹھکی مٹی مرد بھی ٹھٹھکا۔ وہ ایک دوسرے کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً مرد پہچان لینے کے انداز میں بولا۔

”ارے زگس تم!“

اور لڑکی چیکی تھی..... ”اوہ ماسٹر صاحب آپ!“

پھر وہ خاصی گرم جوشی سے ملے تھے۔ گرم جوشی کے سوا اسے کیا کہیں گے کہ لڑکی مرد کے بالکل قریب ہی بیٹھ گئی تھی اور مرد نے اس کے دونوں شانوں پر اپنا ہاتھ ٹیک کر بڑی سرور آواز میں کہا تھا۔

”بیوٹی فل بے بی بیوٹی فل..... اب تو تم بہت بڑی ہو گئیں۔“

اس کے بعد ان میں غیر مختتم گفتگو شروع ہو گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ کئی سال پہلے جب لڑکی اسکول میں پڑھتی تھی تو یہ صاحب اس کے استاد تھے اب لڑکی کالج میں پڑھ رہی ہے۔

گازی کے شور میں ان کی گفتگو سننا ذرا دشوار تھا۔ بعض باتیں وہ قصداً بھی دبی ہی زبان سے کر رہے تھے لیکن میں بلا ارادہ ہمدن گوش بنا ہوا تھا۔ بظاہر میرے چہرے کے سامنے کتاب کھلی ہوئی تھی، لیکن کان اسی طرف لگے تھے اور نظریں بھی تھوڑے وقفے سے ادھر ہی پھسل جاتی تھیں۔

شاعروں کی منطق سے تو لڑکی کو حسین کہنا مشکل ہے۔ اس کی ناک موٹی تھی اور آنکھیں چھوٹی۔ کمر بھی اتنی پتلی نہیں تھی کہ خوردبین کے بغیر نظر نہ آسکتی، لیکن ثقافتی نقطہ نظر سے وہ سو فی صدی حسین تھی۔ ٹیڈی قسم کا پخت لباس، شاد بدار میک اپ اور زہد شکن ادائیں۔ ان چیزوں کی موجودگی میں کون کا فراس کے حسین ہونے سے انکار کر سکتا تھا۔ وہ حسین نہ ہوتی تو مجھے کتاب بنی کا سوا نگ بھی نہ چاہنا پڑتا۔ کتاب ہاتھ میں لینے کا منشاء ہی ملائ کو یہ اطمینان دلانا تھا کہ بھاگو ان! بدگمان مت ہونا، تمہارا سعادت مند شوہر ایسی کسی لڑکی میں دلچسپی نہیں لے سکتا جس کے نیچے ہاڑو تمہارے برقعے پر ٹھوکر کرنے کی جسارت کر رہے ہوں۔

ہمارے اور ان کے درمیان صرف ایک خالی سیٹ حائل تھی۔ اس سیٹ کے

नज़रें डालीं और ठिठक गईं मर्द भी ठिठका। वह एक दूसरे को बड़े गौर से देख रहे थे। दफ़ातन मर्द पहचान लेने के अन्दाज़ में बोला।

“अरे नरगिस तुम!

और लड़की चहकी थी..... “ओह मास्टर साहब आप!”

फिर वह खासी गर्मजोशी से मिले थे। गर्मजोशी के सिवा इसे क्या कहेंगे कि लड़की मर्द के बिल्कुल करीब ही बैठ गई और मर्द ने उसके दोनों शानों पर अपना हाथ टेक कर बड़ी मसरूर आवाज़ में कहा था।

“ब्यूटीफुल बेबी ब्यूटीफुल..... अब तो तुम बहुत बड़ी हो गईं।”

इसके बाद उन में गैर मुख़्ततम¹ गुफ़्तगू शुरू हो गई थी। मालूम हुआ कि कई साल पहले जब लड़की स्कूल में पढ़ती थी तो यह साहब उसके उस्ताद थे अब लड़की कॉलेज में पढ़ रही है।

गाड़ी के शोर में उनकी गुफ़्तगू सुनना ज़रा दुश्वार था। बाज़ बातें वह कस्दन² भी दबी ही ज़बान से कर रहे थे लेकिन मैं बिना इरादा हमातनगोश³ बना हुआ था। बज़ाहिर मेरे चेहरे के सामने किताब खुली हुई थी, लेकिन कान उसी तरफ़ लगे थे और नज़रें थोड़े वक़फ़े से उधर ही फिसल जाती थीं।

शायरों के मंतिक⁴ से तो लड़की को हसीन कहना मुश्किल है। उसकी नाक मोटी थी और आँखें छोटी। कमर भी इतनी पतली नहीं थी कि खुरदबीन के बगैर नज़र न आ सकती, लेकिन सकाफ़ती नुक़तए—नज़र से वह सौ फीसदी हसीन थी। टेडी किस्म का चुस्त लिबास, शानदार मेकअप और जोहद—शिकन⁵ अदायें। इन चीज़ों की मौजूदगी में कौन काफ़िर उसके हसीन होने से इन्कार कर सकता था। वह हसीन न होती तो मुझे किताब बीनी की स्वांग भी न रचाना पड़ता। किताब हाथ में लेने का मन्शा ही मुल्लाइन को यह इत्मीनान दिलाना था कि भागवान! बदगुमान मत होना, तुम्हारा सआदतमंद शौहर ऐसी किसी लड़की में दिलचस्पी नहीं ले सकता जिसके नंगे बाजू तुम्हारे बुर्क़ पर तन्ज़ करने की ज़सारत कर रहे हों।

हमारे और उनके दरमियान सिर्फ़ एक ख़ाली सीट हायल थी। उस सीट के गढ़े और पुरते के दरमियान तकरीबन निस्फ़⁶ बालिशत ख़ला मौजूद

-
1. न ख़त्म होने वाली 2. जानबूझ कर 3. ध्यानपूर्वक 4. तर्क
5. तपस्या भंग करने वाली 6. आधी

گڈے اور پٹے کے درمیان تقریباً نصف ہالٹ غلام موجود تھا۔ میں اس غلام کو کتاب کی آڑے کھڑکی کے طور پر استعمال کر رہا تھا کئی بار مجھے اسی غلام سے یہ دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی کہ محترم استاد کی انگلیاں نیک بخت شاگردہ کی بلورین انگلیوں اور کلائیوں پر چل رہی ہیں۔ وہ فلم، کلچر، ثقافت اور تہذیبی ارتقاء کے موضوعات پر شارٹ ہینڈ میں گفتگو کر رہے تھے۔ لڑکی نے فرزنگی مشہور اداکاروں کے نام لیے، پھر کہنے لگی۔

”جی دلیپ کمار کی بہت مداح ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ دلیپ کے بالوں کا اسٹائل جنگ باز قوموں کے لیے معصومیت کا بڑا موثر پیغام ہے!“
میں نے دھڑ دھڑی لی۔ لڑکی کی می کا دعویٰ میرے لیے فلسفے کی کڑوی گولی سے کم نہ تھا۔ مگر لڑکی نے سوچنے کا موقع نہیں دیا۔

”اور ڈیڈی کو جینتی مالا بہت پسند ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جینتی کا ہر قصہ سماج کی کسی نہ کسی دکھتی رگ پر انگلی رکھتا ہے اور اس کے پیروں کی ہر جنبش ہمارے جہالت زدہ سماج کے اُن پھوڑوں کی نشاندہی کرتی ہے جو زندگی کی جدید قدروں کو اپنائے بغیر کبھی اچھے نہیں ہو سکتے۔“

”ویری نائس۔ تمہارے ڈیڈی نے بڑی گہری بات کہی ہے۔“ ماسٹر صاحب لڑکی کی انگلیوں پر دباؤ دیتے ہوئے بولے ”سچا آرٹ ہمیشہ صحت مندرجہ جانات کی نمائندگی کرتا ہے۔ جینتی کا قصہ لتا کا ترم، دلیپ کی ایکٹنگ یہ سب نئی زندگی کی شائستہ اور روشن قدروں کے ترجمان ہیں۔ ان سے ہم سماج کو سنوار سکتے ہیں۔ جہالت اور رجعت پسندی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔“

اس کے بعد انگریزی فلموں کی باتیں شروع ہو گئیں۔ لڑکی ان کے بارے میں بھی کافی معلومات رکھتی تھی۔ مگر ماسٹر صاحب نے ایک ایسی فلم کا ذکر چھیڑا جس کے بارے میں لڑکی کو کہنا پڑا:-

”نہیں یہ فلم میں نے نہیں دیکھی۔“

”بڑی شاندار فلم ہے۔ اگلی کی مشہور ڈانس راز ویلانی اس میں اپنے آرٹ کا بڑا وٹورفل مظاہرہ کیا ہے۔“

था।¹ मैं उस खला को किताब की आड़ से खिड़की के तौर पर इस्तेमाल कर रहा था कई बार मुझे उसी खला से यह देखने की सआदत नसीब हुई कि मोहतरम उस्ताद की उंगलियाँ नेक बख्त शागिर्दा की बिल्लीरी उंगलियों और कलाइयों पर मचल रही हैं। वह फिल्म, कल्चर, सकाफ़त और तहज़ीबी इरतकों² के मौजूआत पर शार्ट हैंड में गुफ़्तगू कर रहे थे। लड़की ने फ़र-फ़र कई मशहूर अदाकारों के नाम लिए, फिर कहने लगी।

“मम्मी दिलीप कुमार की बहुत मद्दाह है। उनका दावा है कि दिलीप कुमार के बालों का स्टाइल जंगबाज़ कौमों के लिए मासूमियत का बड़ा मोअस्सर³ पैग़ाम है।”

मैंने धुड़धुड़ी ली। लड़की की मम्मी का दावा मेरे लिए फलसफ़े की कड़वी गोली से कम न था। मगर लड़की ने सोचने का मौका नहीं दिया।

“और डैडी को वैजन्ती माला बहुत पसंद है। वह कहते हैं कि वैजन्ती माला का हर रक्स समाज की किसी न किसी दुखती रग पर उंगली रखता है और उसके पैरों की हर जुंबिश हमारे जहालत ज़दा समाज के उन फोड़ों की निशानदेही करती है जो ज़िन्दगी की जदीद कदरों को अपनाये बग़ैर कभी अच्छे नहीं हो सकते।”

“वेरी नाइस। तुम्हारे डैडी ने बड़ी गहरी बात कही है।” मास्टर साहब लड़की की उंगलियों पर दबाव देते हुए बोले “सच्चा आर्ट हमेशा सेइतमंद रुजहानात की नुमाइंदगी करता है। वैजन्ती का रक्स, लता का तरन्नुम, दिलीप की एक्टिंग यह सब नई ज़िन्दगी की शाइस्ता और रौशन कदरों के तर्जुमान हैं। उनसे हम समाज को संवार सकते हैं। जहालत और रजअत³ पसंदी का ख़ातमा कर सकते हैं।”

उसके बाद अंग्रेज़ी फिल्मों की बातें शुरु हो गयीं। लड़की उनके बारे में भी काफी मालूमात रखती थी। मगर मास्टर साहब ने एक ऐसी फिल्म का ज़िक्र छेड़ा जिस के बारे में लड़की को कहना पड़ा—

“नहीं यह फिल्म मैंने नहीं देखी।”

“बड़ी शानदार फिल्म है। इटली की मशहूर डांसर एज़ोबेला ने उस में अपने आर्ट का बड़ा वंडरफुल मुज़ाहरा किया है।”

1. तरक्की 2. असर पैदा करने वाला 3. पुनर्विचार

”ایزوبیلا!“ لڑکی نے پُر شوق آواز میں دہرایا ”اس ڈانسر کا چہرہ میں نے بہت سنا ہے مگر آج تک دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔“

”بیڈلک۔ ارے ایزوبیلا کو نہیں دیکھا تو پھر تم نے دنیا میں کیا دیکھا۔ اس فلم میں اس کا وہ لاجواب ڈانس بھی ہے جس کے لیے وہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔“

”کس قسم کا ڈانس؟“

”مہانوک۔ اکدم آرٹ فل۔ وہ تہہ بہ تہہ ملبوسات زیب تن کر کے ڈانس شروع کرتی ہے۔ پھر ہر گردش پر یہ ملبوسات ایک خاص تکنک کے ساتھ ایک ایک کر کے جسم سے جدا ہوتے جاتے ہیں رفتہ رفتہ لباس کے نام کی ایک دھجی بھی اس کے بدن پر باقی نہیں رہتی اور کمال یہ ہے کہ لباس کو تن سے جدا کرنے کے اس تدریجی عمل میں وہ اپنے ہاتھ بالکل استعمال نہیں کرتی۔“

آپ کا مطلب شاید یہ ہے کہ بہت ضروری ہی لباس اس کے بدن پر باقی رہ جاتا ہوگا؟“ لڑکی بولی۔

”نو بے بی..... ضروری کا لفظ اس موقع پر بے محل ہے ضرورت تو ایک اضافی شے ہے۔ ہم جائزے میں کوٹ اور چمڑے پہنتے ہیں لیکن گرمیوں میں بش شرٹ ہی ضرورت کا مفہوم پورا کر دیتی ہے اسی طرح آرٹ اور فن کے دائرے میں ضرورت کا معیار ہماری عام زندگی سے مختلف ہے۔ کیا تم نے ایلورا اور اجنٹا وغیرہ کی نقاشی اور آرٹ کا حال نہیں پڑھا۔ وہاں سچائیاں بالکل بے نقاب ہیں۔ آرٹ زندگی کے سادہ اور فطری رخ کا ترجمان ہوتا ہے اسے مصنوعی لباسوں اور پردوں میں مقید کرنا وحشیانہ تنگدلی ہے۔ تم دیکھو کی ایزوبیلا لباس کی مصنوعی قید سے نکل ایک مقدس اور نورانی اپسرا کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے ایک ایک موبے بدن سے کرنیں سی پھوٹی ہیں اور تماشائی کچھ دیر کے لیے رنگیں قوس قزح کی ان حسین فضاؤں میں اڑ جاتے ہیں جہاں فطرت اپنے بالکل حقیقی اور سادہ رنگ میں جلوہ گر ہے۔“

لڑکی خاموشی سے ماسٹر صاحب کا منہ دیکھتی رہی۔ اس نے اسی نوع کے لطیف کتنے کالج میں بھی ضرور سنے ہوں گے شاید اسی لیے وہ ان پر مبہوت نہیں ہو سکی۔

“एजोबेला!” लड़की ने पुरशौक आवाज़ में दोहराया “उस डांसर का चर्चा मैंने बहुत सुना है मगर आज तक देखने का इत्तेफ़ाक़ नहीं हुआ।

बैडलक। अरे एजोबेला को नहीं देखा तो फिर तुमने दुनिया में क्या देखा। इस फिल्म में उसका वह लाजवाब डांस भी है जिसके लिए वह दुनिया भर में मशहूर है।”

“किस किस्म का डांस?”

“टमबाटोक। एक दम आर्टफ़ुल। वह तह ब तह मलबूसात जेबतन कर के डांस शुरु करती है। फिर हर गर्दिश पर यह मलबूसात एक खास तकनीक के साथ एक एक करके जिस्म से जुदा होते जाते हैं। रफ़ता-रफ़ता लिबास के नाम की एक धज्जी भी उसके बदन पर बाकी नहीं रहती और कमाल यह है कि लिबास को तन से जुदा करने के इस तदरीजी अमल में वह अपने हाथ बिल्कुल इस्तेमाल नहीं करती।”

आपका मतलब शायद यह है कि बहुत ज़रूरी ही लिबास उसके बदन पर बाकी रह जाता होगा? लड़की बोली।

“नो बेबी..... ज़रूरी का लफ़ज़ इस मौके पर बे महल है ज़रूरत तो एक इज़ाफ़ी¹ शय है। हम जाड़े में कोट और चेस्टर पहनते हैं लेकिन गर्मियों में बुश शर्ट ही ज़रूरत का मफ़हूम पूरा कर देती है इसी तरह आर्ट और फ़न के दायरे में ज़रूरत का मेयार हमारी आम जिन्दगी से मुख़्तलिफ़ है। क्या तुमने एलोरा और अजन्ता वगैरह की नक्काशी और आर्ट का हाल नहीं पढ़ा। वहाँ सच्चाइयाँ बिल्कुल बे नुकाब हैं। आर्ट जिन्दगी के सादा और फितरी रुख़ का तर्जुमान होता है उसे मसनुई² लिबासों और परदों में मुकय्यद करना वहशियाना तंगदिली है। तुम देखो कि एजोबीला लिबास की मसनुई कैद से निकल एक मोक़द़स³ और नूरानी अप्सरा की शक्ल अख़्तियार कर लेती है। उसके एक एक मूए-बदन⁴ से किरणें सी फूटती हैं और तमाशाई कुछ देर के लिए रंगीन कौसे-कज़ह की उन हसीन फ़िज़ाओं में उड़ जाते हैं जहाँ फितरत अपने बिल्कुल हकीकी और सादा रंग में जलवागर है।”

लड़की ख़ामोशी से मास्टर साहब का मुँह तकती रही। उस ने उसी नौअ⁵ के लतीफ़⁶ नुक्ते कॉलेज में भी ज़रूर सुने होंगे शायद इसीलिए वह उन पर मबहूत⁷ नहीं हो सकी।

1. बेकार 2. बनावटी 3. पवित्र 4. जिस्म के बाल 5. तरह

6. नाजुक 7. आश्चर्यचकित

”تم یہ سن کر خوش ہو گی کہ یہ فلم اگلے سنڈے کو تمہارے ہی شہر میں دیکھی جاسکتی ہے۔“

”کس ہال میں؟“ لڑکی نے بے ساختہ پوچھا۔

”ہال میں نہیں۔ ہمارے ملک کے جاہل وہیں ماندہ عوام ابھی ضبطِ نفس اور خودی کے میدان میں اتنے آگے نہیں بڑھ سکے کہ اس طرح کی فلمیں عام سینماؤں میں دکھائی جاسکیں۔ اس کی نمائش ریجنو ٹائٹ کلب کے اسٹیڈیم میں مخصوص اجازت کے تحت مخصوص لوگوں کے لیے ہو گی۔“

”پھر؟ ہماری پہنچ وہاں کیسے ہو گی۔“

”اس کی فکر مت کرو۔ ریجنو والوں سے میرے ذاتی تعلقات ہیں۔ سنڈے کو میں تمہارے یہاں پہنچ رہا ہوں امید ہے کہ تمہاری ممی اور ڈیڈی مجھے بھولے نہ ہوں گے۔“

”مگر وہ اس طرح کی فلمیں دیکھنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔“

”تم بہت بھولی ہو.....“ سلسٹر صاحب نے لڑکی کے رخسار پر بڑے پیار سے انگلیوں کا چپت مارتے ہوئے کہا ”ہم ان سے یہ کب کہیں گے کہ ہم کون سی پکچر دیکھنے جا رہے ہیں..... ویسے یہ مت سمجھو کہ تمہارے ڈیڈی آرٹ کے بارے میں تاریک خیال ہیں۔ اسی کلب میں انھوں نے بڑے شوق سے ہالی وڈ کی وہ مشہور فلم دیکھی تھی جس میں دو جاسوس لڑکیوں کو ننگا کر کے کوڑے مارے گئے ہیں۔“

”نہیں!“ لڑکی چوکی..... ”ڈیڈی اتنے نرم دل ہیں کہ ایسا منظر فلم میں بھی دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتے۔“

ٹھیک ہے، مگر جب کوڑے مارنے کا آغاز ہوا تھا تو انھوں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ دونوں جاسوس لڑکیاں نگلی کر کے ستونوں سے باندھ دی جاتی ہیں پھر کئی منٹ تک اسی سیٹ پر کچھ ڈائلاگ چلتے ہیں اس کے بعد سزا کی ابتدا ہوتی ہے۔“

گاڑی ایک اسٹیشن پر رُک گئی۔ ان کی باتوں کا سلسلہ بھی ٹوٹ گیا کوئی نیا مسافر ڈبے میں داخل نہیں ہوا۔ پھر گاڑی چلی ماسٹر صاحب دفعتاً مجھ سے مخاطب ہوئے۔

तुम यह सुनकर खुश होगी कि यह फिल्म अगले सप्ते को तुम्हारे ही शहर में देखी जा सकती है।”

“किस हॉल में?” लड़की ने बेसावधानी पूछा।

“हॉल में नहीं। हमारे मुल्क के जाहिल व पसमांदा आवाम अभी जम्मे नफस¹ और खुदी के मैदान में इतने आगे नहीं बढ़ सके कि इस तरह की फिल्में आम सिनेमाओं में दिखाई जा सकें। इसकी नुमाइश रैनबो नाईट क्लब के स्टेडियम में मख्सूस इजाजत के तहत मख्सूस लोगों के लिए होगी।”

“फिर? हमारी पहुँच वहाँ कैसे होगी।”

“इसकी फिक्र मत करो। रैनबो वालों से मेरे जाती तअल्लुकात है। सप्ते को मैं तुम्हारे यहाँ पहुँच रहा हूँ उम्मीद है कि तुम्हारे मम्मी और डैडी मुझे भूले न होंगे।”

“मगर वह इस तरह की फिल्में देखने की इजाजत नहीं दे सकते।”

“तुम बहुत भोली हो.....” मास्टर साहब ने लड़की के रुखसार पर बड़े प्यार से उंगलियों का चपत मारते हुए कहा “हम उन से यह कब कहेंगे कि हम कौन सी पिक्चर देखने जा रहे हैं..... वैसे यह मत समझो कि तुम्हारे डैडी आर्ट के बारे में तारीक खयाल है। उसी क्लब में उन्होंने बड़े शौक से हॉलीउड की वह मशहूर फिल्म देखी थी जिस में दो जासूस लड़कियों को नंगा कर के कोड़े मारे गये हैं।”

“नहीं!” लड़की चौंकी..... “डैडी इतने नरम दिल हैं कि ऐसा मंज़र फिल्म में भी देखने की ताब नहीं ला सकते।”

“ठीक है, मगर जब कोड़े मारने का आगाज़ हुआ था तो उन्होंने आँखें बन्द कर ली थीं। दोनों जासूस लड़कियाँ नंगी करके सुतूनों² से बांध दी जाती हैं फिर कई मिनट तक उसी सेट पर कई डायलॉग चलते हैं उसके बाद सज़ा की इबादा होती है।”

गाड़ी एक स्टेशन पर रुक गई। उनकी बातों का सिलसिला भी टूट गया कोई नया मुसाफिर डिब्बे में दाखिल नहीं हुआ। फिर गाड़ी चली मास्टर साहब दफ़अतन मुझसे मुख़ातिब हुए।

1. स्वयं पर काबू रखना 2. खंभों

”مولانا آپ کے پاس ماجس ہوگی؟“
 میں چونکایا یوں کہیںے کہ چونکنے کی ایکٹنگ کی۔
 ”جی۔ جی ہاں ہوگی..... مگر آپ کیا جادوگر ہیں؟“ میں آنکھیں پھیلا کر
 حیرت کا مجسمہ بن گیا۔

”جادوگر“ انھوں نے سوالیہ نظروں سے مجھے گھورا۔
 ”اور نہیں تو کیا۔ آپ کو بھلا کیسے معلوم ہوا کہ میں مولانا ہوں؟“
 میرے اس سائنٹفک استدلال پر پل بھر کے لیے وہ متحیر ہوئے مگر میرے
 چہرے سے اس وقت شاید حماقتوں کا فوارہ اُبل رہا تھا۔ ان کا تحیر اگلے ہی لمحے تمسخر آمیز
 دلچسپی میں بدل گیا، لڑکی کے چہرے پر بھی استہزائی تبسم کھیلنے لگا۔
 ”اوہ..... دراصل مجھے قیافہ شناسی میں مہارت ہے۔ آپ کی داڑھی سو فیصد
 ی کسی مولانا ہی کی داڑھی ہو سکتی ہے۔“

”..... اررر“ میں نے بوکھلاہٹ کے انداز میں اس طرح داڑھی کو منہی میں
 پکڑا جیسے اس کی موجودگی پر شرمندہ ہوں اب میری حماقت میں چار چاند لگ گئے تھے۔
 ”تعب ہے مولانا.....“ انھوں نے میرے ہاتھ سے ماجس لیتے ہوئے
 کہا ”آپ آج بھی داڑھی اور برقعے میں یقین رکھتے ہیں۔“

”جی نہیں۔ میں یقین و قین کچھ نہیں رکھتا۔ میرا بس چلے تو ساری داڑھیوں
 اور برقعوں کو چلم میں رکھ کر پی جاؤں۔ مجھے ایسی لڑکیاں بہت اچھی لگتی ہیں۔“ میرا اثر میلا
 سا اشارہ نرگس کی طرف تھا۔ ”مگر یہ ظالم زمانہ یہ سماج یہ یہ قدم قدم پر
 دیواریں کھڑی کرتا ہے۔“

”یہ آپ کے ساتھ کون ہیں“ انھوں نے درمیانی نشست کے پٹے پر ہنکے
 ہوئے پوچھا۔ ان کی نظریں ملائق کے برقعے پر پھسل رہی تھیں۔

”میری شامت..... میری پرلے سرے کی دقیا نوسی بیوی۔“
 انھوں نے ذرا سامڑ کر نرگس کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں کچھ اشارے
 ہوئے پھر وہ بڑی ہلچلت سے بولے۔

“मौलाना आपके पास माचिस होगी?”

मैं चौंका या यूँ कहिये कि चौंकने की ऐक्टिंग की।

“जी.... जी हाँ होगी.... मगर आप क्या जादूगर हैं?” मैं आँखें फैला कर हैरत का मोजस्समा बन गया।

“जादूगर” उन्होंने सवालिया नज़रों से मुझे घूरा।

“और नहीं तो क्या। आपको मला कैसे मालूम हुआ कि मैं मौलाना हूँ?”

मेरे इस साइंटिफिक इस्तदलाल¹ पर पल भर में लिए वह मुतहय्यर² हुए मगर मेरे चेहरे से उस वक्त शायद हिमाकतों का फव्वारा उबल रहा था। उनका तहय्युर अगले ही लम्हे तमस्खुर-आमेज़³ दिलचस्पी में बदल गया, लड़की के चेहरे पर भी इस्ताहजाई⁴ तबस्सुम खेलने लगा।

“ओह.... दरअसल मुझे क्याफ़ा-शनासी⁵ में महारत है। आपकी दाढ़ी सौ फीसदी किसी मौलाना की दाढ़ी हो सकती है।”

“अररर.....”, मैंने बौखलाहट के अंदाज़ में इस तरह दाढ़ी को मुड़ी में पकड़ा जैसे उसकी मौजूदगी पर शर्मिन्दा हूँ अब मेरी हिमाकत में चार चौंद लग गये थे।

“तअज्जुब है मौलाना.....” उन्होंने मेरे हाथ से माचिस लेते हुए कहा “आप आज भी दाढ़ी और बुर्के में यकीन रखते हैं।”

“जी नहीं। मैं यकीन वकीन कुछ नहीं रखता। मेरा बस चले तो सारी दाढ़ियों और बुर्कों को चिलम में रख कर पी जाऊँ। मुझे ऐसी लड़कियाँ बहुत अच्छी लगती हैं।” मेरा शर्मिला सा इशारा नर्गिस की तरफ़ था। “मगर यह ज़ालिम ज़माना यह समाज.....यह.....यह कदम-कदम पर दीवारें खड़ी करता है।”

“यह आपके साथ कौन हैं” उन्होंने दर्मियानी नशिस्त⁶ के पुरते पर झुकते हुए पूछा। उनकी नज़रें मुल्लाइन के बुर्के पर फिसल रही थीं।

“मेरी शामत..... मेरी परले सिरे की दक़यादूसी बीवी।”

उन्होंने ज़रा सा मुड़ कर नर्गिस की तरफ़ देखा। आँखों में कुछ इशारे हुए फिर वह बड़ी लजाजत से बोले।

1. तर्क 2. हैरान 3. व्यंग 4. व्यंग 5. चेहरे को पहचानना 6. बीच की सीट

”آپ دلچسپ آدمی ہیں۔ اگر اجازت ہو تو ہم ادھر آجائیں؟“ ان کا مطلب درمیان کی خالی سیٹ سے تھا۔

”جی ہاں شوق سے.....“

اس وقت ملائن نے ایسی خونخوار نظروں سے مجھے گھورا تھا جن کی قہرمانی نقاب کی جالی پھاڑے دے رہی تھی۔ گھٹنے کا ایک ٹھوکا بھی میری کوکھ میں لگا تھا، لیکن اتنے ہی میں وہ دونوں پاس کی سیٹ پر آچکے تھے۔ ملائن اور بھی کونے میں سٹ گئی اس کا بس چلتا تو اس وقت مجھے کچا ہی چبا جاتی۔ کم سے کم زبان کے تیر تو ضرور چلاتی۔ لیکن خدا بھلا کرے مولانا اشرف علیؒ کا ان کی کسی کتاب میں اس نے پڑھ لیا ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہی ہے پس غالباً اسی لیے ایک اجنبی مرد کی موجودگی میں زبان نہیں کھول سکتی تھی۔

”بات یہ ہے مولانا۔ فرسودہ اور تنگ نظر سماج کے خلاف مردانہ وار بغاوت کیے بغیر ہم اونچے نہیں اٹھ سکتے۔ ہم دونوں آپ ہی کی طرح مسلمان ہیں۔ ہمیں اسلام کی صداقت پر اٹل یقین ہے۔ لیکن اسلام کو بات بات میں گھسیٹ کر لانا مذہب کی توہین ہے۔ مذہب مسجد اور مندر کے دائرے کی چیز ہے۔ اسے وہیں رہنا چاہیے۔ زمانہ ہم سے ہمہ گیر انسانی قدروں کا مطالبہ کر رہا ہے۔“ ماسٹر صاحب کا لہجہ بڑا وزن دار تھا۔

”بالکل بالکل.....“ میں نے زوردار تائید کی ”قدریں اور تہذیب اور قیامت..... نہ وہ ثقافت وغیرہ کے الفاظ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں مگر میری مشکل یہ ہے ماسٹر صاحب کہ بازار میں کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی جس میں نئی تہذیب کے بنیادی اصول و قواعد درج کر دیئے گئے ہوں۔ میں انھیں سیکھنا چاہتا ہوں۔“

وہ مسکرائے ارے یہ کونسی مشکل ہے۔ سب سے پہلا اور اہم اصول تو یہی ہے کہ دقیانوسی اخلاقی تصورات کو ذہن سے جھٹک دیجیے۔ یہ عورت غریب کو جانوروں کی طرح باندھ کر رکھنا، یہ پردہ، یہ داڑھی ان سب چیزوں کے بارے میں مہذب ممالک کا عمل آپ کے سامنے ہے۔ عورت اور مرد کو شاید قرآن میں بھی ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔ پھر یہ کہاں کی شرافت ہوگی کہ ان دونوں کے خلاصہ پابندیاں لگائی جائیں۔“

“आप दिलचस्प आदमी हैं। अगर इजाजत हो तो हम इधर आ जायें?” उनका मतलब दरमियानी खाली सीट से था।

“जी हौं शौक से.....”

उस वक्त मुल्लाइन ने ऐसी खूँखार नज़रों से मुझे घूरा था कि कहरमानी नकाब की जाली फाड़े दे रही थी। घुटने का एक ठोका मेरी कोख में लगा था, लेकिन इतने ही में वह दोनों पास की सीट पर आ चुके थे। मुल्लाइन और भी कोने में सिमट गई उसका बस चलता तो उस वक्त मुझे कच्चा ही चबा जाती। कम से कम ज़बान के तीर तो ज़रूर चलाती। लेकिन खुदा भला करे मौलाना अशरफ़ अली का उनकी किसी किताब में उसने पढ़ लिया कि औरत की आवाज़ भी औरत ही है पस गालेबन इसी लिए एक अजनबी मर्द की मौजूदगी में ज़बान नहीं खोल सकती थी।

“बात यह है मौलाना। फरसूदा और तंग नज़र समाज के खिलाफ़ मर्दानावार बगावत किये बग़ैर हम ज़ैचे नहीं उठ सकते। हम दोनों आप ही की तरह मुसलमान हैं। हमें इस्लाम की सदाकत¹ पर अटल यकीन है। लेकिन इस्लाम को बात-बात में घसीट कर लाना मज़हब की तौहीन है। मज़हब मस्जिद और मंदिर के दायरे की चीज़ है। उसे वहीं रहना चाहिये। ज़माना हम से हमागीर इन्सानी कद्रों का मोतालबा कर रहा है।” मास्टर साहब का लहजा बड़ा वज़नदार था।

“बिल्कुल बिल्कुल.....” मैंने जोरदार ताईद की “कदरे और तहज़ीब और कयामत..... न वह सकाफ़त वगैरह के अल्फ़ाज़ मुझे अच्छे लगते हैं मगर मेरी मुश्किल यह है मास्टर साहब कि बाज़ार में कोई ऐसी किताब नहीं मिलती जिसमें नई तहज़ीब के बुनियादी उसूलो-क़वायद दर्ज कर दिये गये हों। मैं उन्हें सीखना चाहता हूँ।”

वह मुस्कराये..... अरे यह कौन सी मुश्किल है। सब से पहला और अहम उसूल तो यही है कि दकियानूसी अख़लाकी तसव्वुरात को ज़ेहन से झटक दीजिये। यह औरत ग़रीब को जानवरों की तरह बांध कर रखना, यह दाढ़ी इन सब चीज़ों के बारे में मुहज़ज़ब मुमालिक का अमल आपके सामने है। औरत और मर्द को शायद कुरआन में भी एक दूसरे का लिबास कहा गया है। फिर यह कहाँ की शराफ़त होगी कि इन दोनों के ख़लामला पाबंदियाँ लगाई जायें।”

1. सच्चाई

”ٹھیک ہے جناب“ میں خود بھی بارہا اس طرح سوچتا ہوں مگر ماسٹر صاحب ہمارا دقیا لوسی سماج تو قدم قدم پر روڑے اٹکاتا ہے۔“

”سماج کے ٹھوکر مار دیجیے۔“

”ماری تھی ماسٹر صاحب۔ مگر اپنا ہی انگوٹھا ٹوٹ گیا۔ ظالم سماج کا کچھ نہیں بکڑا۔“

زمرس کھکھلا کر ہنسی۔ ماسٹر بھی مسکرائے

”آپ کا مطلب؟“ انھوں نے سوال کیا۔

”اب کیا بتاؤں ماسٹر صاحب۔ میری ایک خالہ زاذ بھتیجی ہے وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔ ایک مرتبہ ہم دونوں سینما چلے گئے تھے وہاں ہمیں ایک گانا بہت پسند آیا جو ہیر دن نے گایا تھا ایک دن اس کے سب گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے تو ہم دونوں نے اسی گانے کی نقل شروع کر دی۔ اتنے میں اس کا بڑا بھائی آ گیا اسے بڑا غصہ آیا۔ میں نے کہا غصہ مت کرو ہم تو فقط نقل کر رہے ہیں۔ اس پر اس نے ایک بڑی خراب بات کہی۔ پھر وہ طیش میں آ کر اپنی بہن کی طرح بڑھا۔ میں نے اس موقع پر فلم ”پھول رہی سرسوں“ کا ایک مکالمہ دہرا دیا..... ”ظالم! تو ہمیں مار بھی ڈالے تو ہماری محبت مرنے والی نہیں۔ ہمارے خون کے ایک ایک قطرے سے ہمیشہ یہی آواز آتی رہے گی کہ محبت امر ہے محبت امر ہے۔“

اس مکالمہ کو سن کر وہ آگ بگولا ہو گیا اور پھر مجھے نہیں معلوم کتنے چائے اور میٹے اس نے میرے رسید کیے ہیں۔ بہت پٹ جانے کے بعد میں نے بے خیالی میں اس کے ایک گھونٹہ رسید کر دیا۔ اس کے نتیجے میں اس کے سارے دانت باہر آ گئے اور پھر عدالت سے مجھے ایک مہینے کی سزا ہوئی۔“

وہ دونوں ہنسے۔

”وہ آپ کی خالہ زاذ بھتیجی کا بھائی یقیناً جاہل اور غمنوار ہوگا۔“ ماسٹر صاحب نے اس انداز میں کہا جیسے وہ سچ سچ میرے بھی ماسٹر ہوں ”مہذب لوگوں میں رومانس اور ذاتی معاملات میں اس تنگدلی کا کوئی وجود نہیں۔ آخر آپ خود سوچیے، انسان کے فطری

“ठीक है जनाब” मैं खुद भी बारहा इस तरह सोचता हूँ..... मगर मास्टर साहब हमारा दकियानूसी समाज तो कदम कदम पर रोड़े अटकाता है।”

“समाज को ठोकर मार दीजिये।”

“मारी थी मास्टर साहब। मगर अपना ही अंगूठा टूट गया। ज़ालिम समाज का कुछ नहीं बिगड़ा।”

नर्गिस खिलखिला कर हंसी। मास्टर भी मुस्कराये।

“आपका मतलब?” उन्होंने सवाल किया।

“अब क्या बताऊँ मास्टर साहब। मेरी एक ख़ालाज़ाद भतीजी है वह मुझे बहुत अच्छी लगती है। एक मर्तबा हम लोग सिनेमा देखने चले गये वहाँ हमें एक गाना बहुत पसंद आया जो हीरोइन ने गाया था। एक दिन उसके सब घर वाले कहीं गये हुए थे तो हम दोनों ने उसी गाने की नक़ल शुरू कर दी। इतने में उसका बड़ा भाई आ गया। उसे बड़ा गुस्सा आया। मैंने कहा गुस्सा मत करो हम तो फ़क़त नक़ल कर रहे हैं। इस पर उसने एक बड़ी ख़राब बात कही। फिर वह तैश में आकर अपनी बहन की तरफ़ बढ़ा। मैंने इस मौक़े पर फ़िल्म “फूल रही सरसों” का एक मोक़ालमा¹ दोहराया..... “ज़ालिम तू हमें मार भी डाले तो हमारी मोहब्बत मरने वाली नहीं। हमारे खून के एक एक कतरे से हमेशा यही आवाज़ आती रहेगी कि मोहब्बत अमर है मोहब्बत अमर है।”

“इस मोक़ालमे को सुनकर वह आग बगूला हो गया और फिर मुझे नहीं मालूम कितने चोटों और मुक्कों उसने मेरे रसीद किये हैं। बहुत पिट जाने के बाद मैंने बेख़याली में उसके घूँसा रसीद कर दिया। उसके नतीजे में उसके सारे दाँत बाहर आ गये और फिर अदालत से मुझे एक महीने की सज़ा हुई।”

“वह आपकी ख़ालाज़ाद भतीजी का भाई यकीनन जाहिल और गंवार होगा।” मास्टर साहब ने इस अंदाज़ में कहा जैसे वह सचमुच मेरे भी मास्टर हों “मोहब्बत लोगों में रोमांस और जाती मामलात में इस तंगदिली का कोई वजूद नहीं। आख़िर आप खुद सोचिये, इन्सान के फ़ितरी तकाज़ों

1. संवाद

تھانوں کے بہاؤ کو روکنا اعصاب کے لیے کس قدر مضر ہوگا۔ نئی تہذیب انسان کو اس کے پیدا کی حق دیتی ہے، آزادی دیتی ہے۔ دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع دیتی ہے۔“

”زندہ بازو زندہ ہاڈ“ میں احمقوں کی طرح لہرایا ”آپ جیسا مہذب آدمی آج پہلی بار مجھے ملا ہے جی ہاں میں اب سماج سے بغاوت کروں گا۔ فرسودہ اخلاق سے بغاوت کروں گا۔“

”یہیٹنا کیجیے..... میں مشورہ دوں گا کہ اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو جائے۔“ یہ کہتے ہوئے ماسٹر صاحب نے ملائیں کے برقعہ پر شاید بیسیوں بار نظر ڈالی تھی۔

”کیوں زنگس کیا تم بھی مولانا کو یہی مشورہ نہیں دو گی؟“
 ”ہاں مولانا۔ ہم سبھی کو مل کر تہذیب و تمدن کی رلھیں سنواری ہیں۔ مجھے دیکھیے۔ اکیلی سفر کر رہی ہوں۔ کون میرا کیا گاڑ لے گا۔“

”میں..... میں آپ ہی کو دیکھ رہا ہوں مس زنگس..... یہ آپ کے بازو کتنے دل کش ہیں۔“ یہ کہتے کہتے میں نے اس کے عریاں بازو کو انگلیوں سے چھوا۔ وہ چمک گئی۔ ماسٹر صاحب نے بھی بُرا سا منھ بنایا۔

”یہ آپ کیا کرتے ہیں.....“ زنگس منمنائی۔
 ”کیا کرتا ہوں“ میں نے حیرت سے آنکھیں چوڑائیں۔ ”آپ لوگ جو کچھ تعلیم دے رہے ہیں اسی پر عمل شروع کرتا ہوں۔ کیا..... کیا مجھ سے آپ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی؟“

”نہیں نہیں“ ماسٹر صاحب نے دوستانہ لہجے میں کہا ”سمجھنے میں آپ نے غلطی نہیں کی۔ منشاء یہ ہے کہ نئی تہذیب میں بھی بے تکلفی کے کچھ مراتب ہیں جن میں تدریج کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ابھی آپ اور مس زنگس میں بے تکلفی نہیں ہے۔“

”ہو جائے گی۔ ابھی میں ان سے پیار کی میٹھی میٹھی باتیں کروں گا تو ہو جائے گی ویسے میں نے سنا ہے کلبوں اور ہال روموں میں نئے نئے مردنی نئی عورتوں کے بازو میں بازو ڈال کر ڈالس کرتے ہیں۔ ابھی آپ ہی فرما رہے تھے کہ فطری تھانوں کے

के बहाव को रोकना आसाब के लिए किस कदम मुजिर¹ होगा। नयी तहजीब इन्सान को उसके पैदाइशी हुक्क देती है, आजादी देती है। दुनिया की लज्जतों से लुत्फअंदोज होने का मौका देती है।"

"जिन्दाबाद जिन्दाबाद" मैं अहमकों की तरह लहराया "आप जैसा मोहज्जब आदमी आज पहली बार मुझे मिला है। जी हाँ मैं अब समाज से बगावत करूँगा। फर्सूदा अखलाक से बगावत करूँगा।"

"यकीनन कीजिये..... मैं मश्वरा दूँगा कि इसकी इत्तदा इसी वक़्त से हो जाये।" यह कहते हुए मास्टर साहब ने मुल्लाइन के बुर्के पर शायद बीसियों बार नज़र डाली थी।

"क्यों नर्गिस क्या तुम भी मौलाना को यही मश्वरा नहीं दोगी?"

"हाँ मौलाना। हम सभी को मिल जुल कर तहजीबो-तमहुन की जुल्फें संवारनी हैं। मुझे देखिये। अकेली सफ़र कर रही हूँ। कौन मेरा क्या बिगाड़ लेगा।"

"मैं..... मैं आप ही को देख रहा हूँ मिस नर्गिस..... यह आपके बाजू कितने दिलकश हैं।" यह कहते कहते मैंने उसके उरयों बाजू को उंगलियों से छुआ। वह चमक गई। मास्टर साहब ने भी बुरा सा मुँह बनाया। "यह आप क्या करते हैं....." नर्गिस भिनभिनाई।

"क्या करता हूँ" मैंने हैरत से आँखें चौड़ाई। "आप लोग जो कुछ तालीम दे रहे हैं उसी पर अमल शुरू करता हूँ। क्या..... क्या मुझ से आपका मफहूम समझने में ग़लती हुई?"

"नहीं नहीं" मास्टर साहब ने दोस्ताना लहजे में कहा "समझने में आपने ग़लती नहीं की। मन्शा यह है कि नई तहजीब में भी बेतकल्लुफी के कुछ मरातिब हैं जिन में तदरीज² को मलहूज़ रखना जरूरी होता है। अभी आप और मिस नर्गिस में बेतकल्लुफी नहीं है।"

"हो जायेगी। अभी मैं उनसे प्यार की मीठी मीठी बातें करूँगा तो हो जायेगी वैसे मैंने सुना है क्लबों और बॉल रुमों में नये-नये मर्द नई-नई औरतों के साथ बाजू में बाजू डाल कर डांस करते हैं। अभी आप ही फ़रमा रहे थे कि फ़ितरी तकाज़ों के बहाव को रोकना आसाब का सत्यानास कर

1. हानिकारक 2. क्रम

بہاؤ کو روکنا اعصاب کا ستیاناس کر دیتا ہے۔“

انھوں نے تشویشناک نظروں سے مجھے گھورا۔ شاید وہ اپنی اس رائے پر نظر ثانی کرنا چاہتے تھے جو انھوں نے میرے بارے میں قائم کی تھی۔ میرے چہرے پر اب بھی سنجیدگی نہیں تھی شاید حماقت ہی کے طوفان اُمنڈ رہے تھے۔

”آپ لوگ عجیب ہیں۔“ میں نے حیرت کے انداز میں کہا ”ابھی تو فرسودہ اخلاق اور ظالم سماج سے بغاوت کا درس دے رہے تھے۔ کیا اس کا مطلب صرف اتنا ہی تھا کہ مجھے اپنی داڑھی موٹ کر بیوی کا برقعہ نوج ڈالنا چاہیے۔“

انھوں نے الجھن بھری نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔
 ”مسن زگس!“ میں لہرایا ”آپ سوچے یہ مردوں کے مبرو ضبط کو چیلنج دینے والا چست اور نیم عریاں لباس آپ نے کیوں پہنا ہے۔ یہ چہرے پر غازے اور سُرخیاں کا لیپ کیوں ہے۔ یہ آپ کے بدن سے سینٹ کی بھینٹی بھینٹی خوشبو کیوں آرہی ہے..... اور ماسٹر صاحب آپ بھی سوچے جب آپ جیسا روشن خیال انگلیوں کا فقط لس بھی اپنی شاگردہ کے بازوؤں پر برداشت نہیں کر سکا۔ حالاں کہ یہ بازو اسی لیے برہنہ کیے گئے ہیں کہ دیکھنے والے ان سے بقدر ظرف استفادہ کر سکیں۔ تو بتائیے اس غریب بھائی کو جاہل اور گاؤ دی کہنے کا آپ کو کیا حق ہے جس نے فلمی گانے کی نقل برداشت نہیں کی تھی۔“

”آپ نہایت چار سونیس معلوم ہوتے ہیں۔“ ماسٹر صاحب بھٹا گئے
 ”شرم نہیں آتی داڑھی لگا کر ایسی باتیں کرتے۔“

”شرم ایک اضافی چیز ہے ماسٹر صاحب۔ آپ کو مس زگس کے ساتھ ایزو بیلا کا رنگا ناچ دیکھتے ہوئے شرم نہیں آئے گی تو میں آخر داڑھی پر کیوں شرمائوں۔ معاف کیجیے گا سماج کے جتنے بھی دشمن آج تک مجھے ملے ہیں وہ سب آپ ہی کی طرح نازک حراج تھے۔ ان کی بھی یہی خواہش تھی کہ میں اپنی بیوی کا برقعہ نوج پھینکوں..... لیکن جب وہی حق میں نے استعمال کرنا چاہا جو وہ خود استعمال کرنا چاہتے تھے تو وہ بکھر گئے۔ مرنے مارنے پر تکل گئے۔ کیا یہ بھی نئی تہذیب کا کوئی بنیادی قاعدہ ہے؟“

”آپ تاریک خیال ہیں، عیاش ہیں، خود غرض ہیں۔“ ان کی آواز میں

देता है।”

उन्होंने तरवीशनाक नजरों से मुझे घूरा। शायद वह अपनी इस राय पर नजरेसानी करना चाहते थे जो उन्होंने मेरे बारे में कायम की थी। मेरे चेहरे पर अब संजीदगी नहीं थी शायद हिमाकत ही के तूफान उमड़ रहे थे।

“आप लोग अजीब हैं।” मैंने हैरत के अन्दाज़ में कहा “अभी तो फरसूदा अखलाक और जालिम समाज से बगावत का दर्स दे रहे थे। क्या इसका मतलब सिर्फ इतना ही था कि मुझे अपनी दाढ़ी मूँड कर बीवी का बुर्का नोच डालना चाहिये।”

उन्होंने उलझन भरी नजरों से एक दूसरे की तरफ देखा। “मिस नर्गिस!” मैं लहराया “आप सोचिये यह मर्दों के सब्रो-ज़ब्त को चैलेन्ज देने वाला चुस्त और नीम-उरयाँ लिबास आपने क्यों पहना है। यह चेहरे पर गाजे और सुर्खी का लेप क्यों है। यह आपके बदन से सेंट की मीनी मीनी खुशबू क्यों आ रही है..... और मास्टर साहब आप भी सोचिये जब आप जैसा रौशन खयाल उंगलियों का फ़कत लम्स भी अपनी शागिर्दा के बाजूओं पर बर्दाश्त नहीं कर सका..... हालाँकि यह बाजू इसी लिए बरहना किये गये हैं कि देखने वाले इन से बकदर इस्तफ़ादा कर सकें। तो बताइये उस गरीब भाई को जाहिल और गाउदी कहने का आपको क्या हक है जिस ने फ़िल्मी गाने की नक़ल बर्दाश्त नहीं की थी।”

“आप निहायतः चार सौ बीस मालूम होते हैं” मास्टर साहब भन्ना गये “शर्म नहीं आती दाढ़ी लगा कर ऐसी बातें करते हैं।”

“शर्म एक इज़ाफ़ी चीज़ है मास्टर साहब। आपको मिस नर्गिस के साथ एज़ोबेला का नंगा नाच देखते हुए शर्म नहीं आयेगी तो मैं दाढ़ी पर क्यों शर्माऊँ। माफ़ कीजिये गा समाज के जितने भी दुश्मन आज तक मुझे मिले हैं वह सब आप ही की तरह नाजुक मिजाज़ थे। उनकी भी यही ख़्वाहिश थी कि मैं अपनी बीवी का बुर्का नोच फेंकूँ..... लेकिन जब वही हक मैं इस्तेमाल करना चाहता जो वह खुद इस्तेमाल करना चाहते थे तो वह बिखर गये। मरने मारने पर तुल गये। क्या यह भी नई तहज़ीब का कोई बुनियादी कायदा है?”

“आप तारीक खयाल हैं, अव्याश है, खुद गर्ज है।” उनकी आवाज़

شعلے لپک رہے تھے چہرہ مارے تاؤ کے لبوتر اہو گیا تھا۔

”کمال ہے صاحب“ میں استعجاب کی شان قائم رکھتے ہوئے بڑبڑایا
 ”آپ ایک ہی چیز کو سیاہ بھی کہہ رہے ہیں اور سفید بھی۔ عیاشی تو نئی تہذیب کا پہلا سنگ
 بنیاد ہے پھر اسے آپ تاریک خیالی کیسے کہہ سکتے ہیں۔“

ان کے چہرے پر ایسے آثار تھے کہ شاید ہاتھ چھوڑ دیں۔ مگر مجھے کوئی فکر
 نہیں تھا کیوں کہ ان کے بازوؤں کا کس بل میں پہلے ہی تول چکا تھا۔ بہت ہوتا تو بس یہ
 ہوتا کہ پہلے ہی وہ لمبے میں وہ ایک دو ہاتھ رسید کر جاتے مگر اس کے بعد انھیں سانس لینے کی
 مہلت بھی شاید ہی ملتی دفعتاً وہ دونوں یہاں سے اٹھ کر اپنی پہلی جگہ جا بیٹھے۔
 ”ڈیر ماسٹر صاحب میری ماچس؟“ میں مسکرایا۔

انھوں نے بوکھلا کر ماچس جیب سے نکالی اور میری طرف پھینک دی ”آپ
 خفا ہو گئے جناب“ میں نے لجاجت سے کہا ”حالاں کہ فدوی تو آپ کی شاگردی پر ہمہ
 تن آمادہ ہے۔“

”شٹ اپ“ وہ تڑنے ”خواتین کی موجودگی میں لڑائی بھڑائی شائستگی کے
 خلاف ہے ورنہ ورنہ“

”ہاں ہاں ورنہ کیا..... آپ پسند کریں تو میری بیوی اور مس زگس بیت
 الحلا میں چلی جائیں گی۔ پھر آپ مجھے کھڑکی سے باہر پھینک دیجیے گا۔“

چوپ رہو ”وہ حلق کے بل چیخے۔ زگس کی آنکھوں میں خوف جھانک رہا
 تھا۔ ملائن کا ٹمبر پچر شاید ایک سو دس ہو، وہ کئی بار کہنی اور گھٹنے کی زبان سے مجھے خاموشی
 اختیار کرنے کا حکم دے چکی تھی۔ مگر دیوانگی کی اس رو کو میں کیا کرتا جو کبھی کبھی میری
 کھوپڑی میں کالی ناگن کی طرح لہراتی ہے۔ مرادل چاہ رہا تھا کہ کم سے کم ایک ٹکر
 ماسٹر صاحب سے ضرور ہو اور میں انھیں یہ نکتہ سمجھا سکوں کی جڑے پر پڑے ہوئے ایک
 فولادی گھونٹے سے بڑھ کر سچا آرٹ کوئی نہیں۔“

لیکن گاڑی ایک اسٹیشن پر رُکی اور وہ دونوں اتر گئے، اتر کر وہ کسی دوسرے
 کپارٹمنٹ میں جا بیٹھے ہوں گے۔ ایک سکند کلاس اس گاڑی میں اور بھی تھا شاید اسی لیے

में शोले लपक रहे थे चेहरा मारे ताव के लम्बूतरा हो गया था।

“कमाल है साहब” मैं इस्तेजाब¹ की शान कायम रखते हुए बड़बड़ाया “आप एक ही चीज़ को सियाह भी कह रहे हैं और सफ़ेद भी। अय्याशी तो नई तहज़ीब का पहला संगे—बुनियाद है फिर उसे आप तारीक ख़याली कैसे कह सकते हैं।”

उनके चेहरे पर ऐसे आसार थे कि शायद हाथ छोड़ दें। मगर मुझे कोई फ़िक्र नहीं थी क्योंकि उनके बाज़ुओं का कस बल मैं पहले ही तौल चुका था। बहुत होता तो बस यह होता कि पहले ही वहले में वह एक दो हाथ रसीद कर जाते मगर उसके बाद उन्हें सांस लेने की मोहलत भी शायद ही मिलती दफ़अतन वह दोनों यहाँ से उठ कर अपनी पहली जगह जा बैठे।

“डियर मास्टर साहब मेरी माचिस?” मैं मुस्कराया।

उन्होंने बौखला कर माचिस जेब से निकाली और मेरी तरफ़ फेंक दी “आप ख़फ़ा हो गये जनाब” मैंने लजाजत से कहा “हालॉकि फिदवी तो आपकी शगिर्दी पर हमा—तन आमादा है।”

“शटअप” वह तड़खे “ख़वातीन का मौजूदगी में लड़ाई मिड़ाई शाइस्तगी के खिलाफ़ है वरना..... वरना.....”

“हाँ हाँ वरना क्या..... आप पसंद करें तो मेरी बीवी और मिस नर्गिस बैतुलख़ला में चली जायें। फिर आप मुझे खिड़की से बाहर फेंक दीजिये गा।”

घुप रहो “वह हलक के बल चीखे। नर्गिस की आँखों में खौफ़ झॉक रहा था। मुल्लाइन का टेम्परेचर शायद एक सौ दस हो, वह कई बार कुहनी और घुटने की ज़बान से मुझे ख़ामोशी अख़्तियार करने का हुक्म दे चुकी थी। मगर दीवानगी की इस रौ को मैं क्या करता जो कभी कभी मेरी खोपड़ी में काली नागिन की तरह लहराती है। मेरा दिल चाह रहा था कि कम से कम एक टक्कर मास्टर साहब से ज़रूर हो और मैं उन्हें यह नुक्ता समझा सकूँ कि जबड़े पर पड़े हुए एक फौलादी घूँसे से बढ़कर सच्चा आर्ट कोई नहीं।

लेकिन गाड़ी एक स्टेशन पर रुकी और वह दोनों उतर गये, उतर कर वह किसी दूसरे कम्पार्टमेंट में जा बैठे होंगे। एक सेकेंड क्लास इस गाड़ी में और भी था शायद इसी लिए नये मुसाफ़िर इधर आ भी नहीं रहे थे।

1. हैरानी

نئے مسافر ادھر آ بھی نہیں رہے تھے۔

اب ملائین کا گھٹا ہوا طوفان اُبلتا۔ گاڑی چلتے ہی اس نے فٹاب الٹ دیا
آنکھیں شعلے پر ساری تھیں۔ رخسار لال، بھوکا تھے۔
ہائے میرے اللہ۔ آپ کا دماغ آخر کس قسم کا ہے۔ نوج ایسا غیر ذمہ دار
کوئی ہو۔“

”پروامت کرو میں اپنے دماغ سے خود عاجز ہوں۔“

”اب اگر وہ ماسٹر پولیس کو بلا لایا تو؟“

”ہم دونوں جیل جائیں گے۔ وہاں مفت کی روٹیاں توڑا کریں گے۔“

”خدا کے لیے سنجیدگی اختیار کیجئے میرا تو دل سینے سے نکلا جا رہا ہے۔“

”ہائیں..... یعنی جانتی ہو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔“

”بھاڑ میں گیا مطلب۔ مجھے خبر ہوتی تو کبھی بھی آپ کے ساتھ سفر نہ

کرتی..... دیکھ لیجئے گا اگلے اسٹیشن پر پولیس ضرور آئے گی۔“

”بلا سے آئے۔ میں تمہارے سوا دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ تمہاری ہی

وجہ سے تمہارے بھتیجا کا بھی رعب مانتا ہوں۔“

”وہی بلا وجہ کی باتیں۔ اللہ ہی ہے جو آج عزت رہ جائے۔“

”عزت اور ذلت تو ہمیشہ سے اللہ ہی کے قبضے میں ہے بھگوان جج جانو وہ

دونوں خود ڈر رہے ہوں گے کہ کہیں میں پولیس کو نہ بلاؤں۔“

”کیوں“

شاگردہ کو ننگا ناچ دکھانے کا پروگرام بنانا ابھی ہمارے پس ماندہ ملک میں

لائق دست اندازی پولیس ہو سکتا ہے۔ حالاں کہ داڑھی اور برقعہ ابھی تک جرم نہیں ہیں۔“

وہ توجہ پر پورٹ کریں گے کہ آپ نے لڑکی پر دست درازی کی تھی۔“

”ہرگز نہیں کریں گے۔ انھیں کسی بکھوے میں پڑنے کی فرصت کہاں ہے۔“

بہت ممکن ہے وہ اپنے اپنے اسٹیشنوں تک سفر کرنے کے بجائے قریب ہی کے کسی جنگلشن پر

اتر جائیں۔ ماسٹر شاگردہ کو سمجھائے گا کہ ڈیرے بی بی یہ مولنا نہایت خبیث قسم کا انسان معلوم

अब मुल्लाइन का घुटा हुआ तूफान उबला। गाड़ी चलते ही उसने नकाब उलट दिया। आँखें शोले बरसा रही थीं। रुखसार लाल भबूका थे।

“हाय मेरे अल्लाह। आपका दिमाग आखिर किस किस्म का है। नौज ऐसा गैर जिम्मेदार कोई न हो।”

“परवा मत करो मैं अपने दिमाग से खुद आजिज हूँ।”

“अब अगर वह मास्टर पुलिस को बुला लाया तो?”

“हम दोनों जेल जायेंगे। वहाँ मुफ्त की रोटियाँ तोड़ा करेंगे।”

“खुदा के लिए संजीदगी अख्तियार कीजिये मेरा तो दिल सीने से निकला जा रहा है।”

“हाँ..... यानी जानती हो इसका क्या मतलब होता है।”

“भाड़ में गया मतलब। मुझे खबर होती तो कभी भी आप के साथ सफर न करती..... देख लीजियेगा अगले स्टेशन पर पुलिस जरूर आयेगी।”

“बला से आये। मैं तुम्हारे सिवा दुनिया में किसी से नहीं डरता। तुम्हारी ही वजह से तुम्हारे भैया का भी रोब मानता हूँ।”

“वही बिला वजह बातें। अल्लाह ही है जो आज इज्जत रह जाये।”

“इज्जत और जिल्लत तो हमेशा से अल्लाह के ही कब्जे में है भागवान सच जानो वह दोनों खुद डर रहे होंगे कि कहीं मैं पुलिस न बुलाऊँ।”

“क्यों”

शागिर्दा को नंगा नाच दिखाने का प्रोग्राम बनाना अभी हमारे पसमान्दा मुल्क में लायके दस्त अंदाजी पुलिस हो सकता है। हालाँकि दाढ़ी और बुर्का अभी तक जुर्म नहीं है।”

वह तो यह रिपोर्ट करेंगे कि आपने लड़की पर दस्त दराजी की थी।”

“हरगिज नहीं करेंगे। उन्हें किसी बखेड़े में पड़ने की फुर्सत कहाँ है। बहुत मुमकिन है वह अपने अपने स्टेशनों तक सफर करने के बजाय करीब ही के किसी जंकशन पर उतर जायें। मास्टर शागिर्दा को समझायेगा कि डियर बेबी यह मौलाना निहायत खबीस किस्म का इन्सान मालूम होता

ہوتا ہے پتا نہیں کیا جھگڑا کھڑا کر دے آؤ ہم گاڑی چھوڑ کر شہر چلیں۔ وہاں پکچر دیکھیں گے
اور پھر کسی اور گاڑی سے سفر کریں گے۔“
”آپ کا دماغ تو ہر وقت آسمانوں میں اڑتا رہتا ہے۔ میں نے تو کان
پکڑے جو آئندہ آپ کے ساتھ سفر کروں۔“



है पता नहीं क्या झगड़ा खड़ा कर दे आओ हम गाड़ी छोड़कर शहर चले।
वहाँ पिक्चर देखेंगे और फिर किसी और गाड़ी से सफ़र करेंगे।”

“आपका दिमाग तो हर वक़्त आसमानों में उड़ता रहता है। मैंने तो
कान पकड़े जो आईदा आपके साथ सफ़र करूँ।”



مونچھیں

میں اب تک اس غلط فہمی میں تھا کہ یہ مونچھیں جو آج لگ بھگ تین بیسی ساٹھ برس سے دم کے ساتھ چلی آرہی ہیں، میری اپنی جائیداد ہیں، اور تائی کو چھوڑ کر، جسے صرف اتنی چھوٹ ملی ہے کہ ہر دوسرے تیسرے، وہ بھی اپنی رائے سے نہیں، میری مرضی کے مطابق ان کی نوک پلک ٹھیک کر دے، اور کسی کو ان کی کتڑیونت، کاٹ چھانٹ میں دخل دینے، مین میکھ نکالنے کا حق نہیں۔ ان کا اُن داتا ہوں تو میں، پالن ہار ہوں تو میں، اور میرے اس پیداؤشی حق میں کوئی ساجھی نہیں، یہ میری ہیں اور صرف میری ہیں۔

چنانچہ میں ان مونچھوں کی ہلکت و ریخت میں اپنی من مانی کرتا رہا، اور کسی بڑے سے بڑے افلاطون خاں کو کبھی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں ہوئی، اب ایک خدائی فوجدار، دخل در معقولات، مان نہ مان میں تیرا مہمان قسم کا گردہ نکلا ہے، جو اور تو اور ان مونچھوں پر بھی اپنا عملہ دخلہ جتا ہے۔

جب سے میں برت رہا ہوں، ان مونچھوں پر کئی دور بیتے ہیں۔ برس چند رہا کہ سولہ کاسن جواد پر کے ہونٹ پر لٹھی رواں چکا اور مسیں بھیگیں، تب شبہ گھڑی نیک ساعت دیکھ کر کنبے برادری کی بیویوں کو بٹکا دایا گیا۔ سورج ڈھلنے سے پہلے کورے کوٹروں میں گرم گرم جلیبیاں بھر کے چوکیوں پر جمایا گیا، مہمانوں میں سب سے بڑی بوڑھی سہاگن

मूँछें

मैं अब तक इस गलतफ़हमी में था कि यह मूँछें जो आज लगभग तीन बीसी, साठ बरस से दम के साथ चली आ रही हैं, मेरी अपनी जायदाद हैं, और नाई को छोड़कर, जिसे सिर्फ़ इतनी छूट मिली है कि हर दूसरे तीसरे, वह भी अपनी राय से नहीं, मेरी मर्जी के मुताबिक़ उनकी नोक पलक ठीक कर दे, और किसी को इनकी कतरब्योत, काट-छोट में दखल देने, मीन मेख निकालने का हक़ नहीं। इनका अन्नदाता हूँ तो मैं, पालनहार हूँ तो मैं, और मेरे इस पैदाइशी हक़ में कोई स्मझी नहीं, यह मेरी है और सिर्फ़ मेरी है।

चुनांचे मैं इन मूँछों की शिकस्तो-रेख़्त में अपनी मनमानी करता रहा, और किसी बड़े से बड़े अफ़लातून खों को कभी इनकी तरफ़ आँख उठाकर देखने की जुर्रत नहीं हुई, अब एक खुदाई फौजदार, दखल दर माकूलात, मान न मान मैं तेरा मेहमान किस्म का गिराह निकला, जो और तो और इन मूँछों पर भी अपना अमल-दखला जताता है।

जब से मैं बरत रहा हूँ, इन मूँछों पर कई दौर बीते हैं। बरस पंद्रह या कि सोलह का सिन जो ऊपर के होंट पर रेशमी रोवों घमका और मसें भीगी, तब शुम घड़ी नेक साअत देखकर कुनबे बिरादरी की बीवियों को बुलवाया गया। सूरज ढलने से पहले कोरे कूँडों में गर्म गर्म जलेबियाँ भरके चौकियों पर जमाया गया, मेहमानों में सब से बड़ी बूढ़ी सुहागिन

ثانی دادی نے نیاز دے کر پہلی چلیبی کھائی، پھر باقی بیویاں بٹ پڑیں اور دم کے دم میں کوئٹے صاف کر کے مبارک سلامت کہتی رخصت ہو گئیں۔

اس رسم نے گویا اعلان کر دیا کی صاحبزادے نام خدا جوان ہو گئے۔ چڑھتا خون، مونچھوں کی فصل دن دوئی رات چوگنی بڑھنے لگی اور میں سوچتا رہا کہ انھیں کس سانچے میں ڈھالوں، اور چہرے کا کینڈا دیکھتے ہوئے کس فیشن کی پالوں۔ پڑوس میں ڈولی کا اڈا تھا، مونچھوں کے فرق سے اپنی اور ایک کبار کے چہرے کی کاٹ ملتی جلتی پائی۔ دس پندرہ دن کی لگا تار ٹٹھن میں اپنی مونچھوں کا روپ بھی وہی بن گیا، میری اور لتوا کبار کی مونچھیں جوداں بہنیں دکھائی دیے لگیں۔ وہی کڑوے تیل سے چکنائے چکیلے بال، وہی نوکیں جھلے دار۔

کچھ دن بعد ایک اکیلی ان سے جی بھر گیا۔ جانتے ہیں اب کیا کیا میں نے؟ ان جھلے کو رپورس گیر میں ڈال دیا۔ انگلیوں کے پورے سُن پڑ گئے تب کہیں اگلے بل نکلے، نئے نمونے کی تلاش میں تھا جو اپنے ایک اسکول ماسٹر کی مونچھیں پسند آئیں۔ ماسٹر صاحب پڑھاتے کم تھے۔ کاسمیک کی پٹ دی ہوئی چوہیا کی دُم مونچھوں کا رعب زیادہ جاتے تھے۔ یہ وضع نہہ سکی۔ کاسمیک کی بو سے بار بار چھینکوں کی ڈاک بیٹھنے لگی، آچھیں! آچھیں! کی بازو چلنے لگی، اور زکام نے ناک میں دم کر دیا، ناچار انھیں سلام کرنا پڑا۔ اب جو فیشن میں نے بدلا اس سے مونچھوں کی شکل مڈل بریکٹ جیسی بنتی تھی۔ اس کے لیے دونوں نوکیں اٹھا کر کٹوں پر چپکانا، اوپر سے پٹی باندھنی پڑی۔ یہ تو کسی نے جانا کسی نے جانا نہیں کہ پٹی تلے کیا بھید تھا، ہونٹ پر بل توڑ نکلا سمجھ کر کسی نے پٹلس باندھنے کی صلاح دی تو کسی نے آپریشن کرائے کی۔ پٹی بندھتی رہی، کھلی تو نئے پٹھے کی مونچھیں تیار تھیں، نہایت شاندار بڑے رعب داب کی، قیصر ولیم کی مونچھوں سے ٹکر لینے والی۔

ارے صاحب ایک قانونے دوست سے ملاقات ہونے پر یہ خطرناک نکتہ کھلا کہ کھڑی نوکوں کی یہ آنی دار مونچھیں انسانی کمزوری کے کسی لمحے میں ضرر شدید کا سبب اور جرم قابل دست اندازی پولیس بن سکتی تھیں، اور میں بیٹھے بٹھائے تعزیرات کی دفعہ فلاں کی زد سے پہلے حوالات، پھر ترقی پا کر جیل خانہ بھیجا جاسکتا تھا۔

नानी-दादी ने न्याज़ देकर पहली जलेबी खाई, फिर बाकी बीवियाँ जुट पड़ीं और दम के दम में कूँडे साफ़ करके मुबारक सलामत कहती रुख़्सत हो गयीं।

इस रस्म ने गोया एलान कर दिया कि साहबज़ादे नामे-खुदा जवान हो गये। चढ़ता खून, मूँछों की फ़स्ल दिन दूनी रात चौगनी बढ़ने लगी और मैं सोचता रहा कि उन्हें किस साँचे में ढालूँ, और चेहरे का केंडा देखते हुए किस फैशन की पालूँ। पड़ोस में डोली का अड्डा था, मूँछों के फ़र्क़ से अपनी और एक कहार के चेहरे की काट मिलती जुलती पाई। दस पंद्रह दिन की लगातार ऐंठन में अपनी मूँछों का रूप भी वही बन गया, मेरी और ललतुवा कहार की मूँछे जुड़वाँ बहने दिखाई देने लगीं। वही कड़वे तेल से चिकनाये चमकीले बाल, वही नोकें छल्लेदार।

कुछ दिन बाद एका-एकी इन से जी भर गया। जानदू हैं अब क्या किया मैंने? इन छल्लों को रिवर्स गेयर में डाल दिया। उंगलियों के पोरे सुन पड़ गये तब कहीं इनके बल निकले, नये नमूने की तलाश में था जो अपने एक स्कूल मास्टर की मूँछें पसंद आयीं। मास्टर साहब पढ़ाते कम थे। कॉस्मेटिक की पुट दी हुई चुहिया की दुम मूँछों का रोब ज़्यादा जमाते थे। यह वज़्र¹ निभ न सकी। कॉस्मेटिक की बू से बार-बार छीकों की डाक बैठने लगी, आछीं! आछीं! की बाढ़ चलने लगी, और जुकाम ने नाक में दम कर दिया, नाचार उन्हें सलाम करना पड़ा। अब जो फैशन मैंने बदला उससे मूँछों की शक्ल मिडिल ब्रैकेट जैसी बनती थी। इसके लिए दोनों नोकें उठाकर कल्लों पर चिपकाना, ऊपर से पट्टी बांधनी पड़ी। यह तो किसी ने जाना किसी ने नहीं जाना कि पट्टी तले क्या भेद था, हॉट पर बलतोड़ निकला समझ कर किसी ने पुलटिस बांधने की सलाह दी तो किसी ने आपरेशन कराने की। पट्टी बंधी रही, खुली तो नये पट्टे की मूँछे तैयार थीं, निहायत शानदार बड़े रोबदाब की, कैसर विलियम की मूँछों से टक्कर लेने वाली।

अरे साहब एक कानूनिये दोस्त से मुलाकात होने पर यह ख़तरनाक नुक्ता खुला कि खड़ी नोकों की यह अनीदार मूँछें इन्सान की कमजोरी के किसी लम्हे में ज़ररे-शदीद² का सबब और ज़ुर्म काबिले-दस्त अन्दाज़िए-पुलिस बन सकती थीं, और मैं बैठे बिठाये ताज़ीरात की दफ़ा फ़लों की रु से पहले हवालात, फिर तरक्की पाकर जेलख़ाने भेजा जा सकता था।

1. बनावट 2. बड़ा नुक़सान (घोट)

سوچا۔ بات لگتی ہوئی تھی، آؤ دیکھانہ تاؤ، ایک دم اُستردہ پھر وادیا یہ عمل
 مدتوں جاری رہا۔ شامت جو آئے دفعتاً من میں اچنگ اٹھی کہ موٹھیں پھر سے پالی
 جائیں۔ اس فیصلے کا اعلان کرنا کیا تھا بھڑوں کے چھتے کو چھڑنا تھا۔ نہیں نہیں کر کے دس
 بارہ ساتھی چٹ ہی تو گئے۔ سب نے ایک آواز ہو کر کہا۔ ”بسنت کی کچھ خبر ہے جناب کو!
 آپ ہم بچوں میں بیٹھے ہیں، اب آپ اپنے بس میں نہیں، پرائے بس میں ہیں، جگت بھاتا
 پہننا تو پڑتا ہی ہے، اب من بھاتا کھانے پر بھی ہم بچوں کی مہر ہوگی تب نوالہ توڑنا ہوگا۔“
 ”آپ کو شیخ بنایا کس نے؟“ میں نے پوچھا۔ جواب ملا۔ ”بناتا کون ہمیں خود بننا نہیں
 آتا۔“ ان میں سے ایک نے فرمایا۔ ”بارہ برس سے منڈ نے والی موٹھیں اب ٹایم بارہ ہو
 چکیں۔ آپ نے رکھ لیں تو ہم بچوں کی آنکھ میں پھانس کی طرح ٹکلیں گی۔ اور بھی سُنئے
 آپ نے موٹھیں پال لیں تو بہتر جگہ اپنا حلیہ بدلوانا پڑیگا۔ پچاس جگہ بیان حلفی دینا ہوگا کہ
 آپ وہی ہیں جو بارہ برس سے ہیں پھر محلے بھر کے جانے پہچانے کتے آپ کو اجنبی جان کر
 بھونکیں گے۔ کوئی کوئی محتاط لوگ آپ پر جاسوس ہونے کا شبہ کریں گے۔ بچے آپ کو
 دیکھ کر بھاگے لگیں گے۔“ اس پر سب نے مل کر ایک دوسرے کی ہاں میں ہاں ملائی اور نہ
 سہی سمجھ میں ایک بڑی کمزوری ہے وہ یہ کہ میں ایک امن پسند شہری ہوں، ان بچوں کی
 دھونس میں آگیا، مگر وہ رو کے سوچتا ہوں کی آخر یہ موٹھیں ہیں کس کی، میری یا
 ان بچوں کی۔

آنے کو تو بچوں کی دھونس میں آگیا مگر اپنی بے بسی پر اندر ہی اندر رچ تاب
 کھاتا رہا سوچا تھا نے میں رہٹ کر دوں اور موٹھوں میں خواہ مخواہ دخل در معقولات کے
 ارتکاب یا اور کسی دفعہ کے تحت نتھی کرا کے ان بچوں کی ٹڈیاں کسو اوں کچھریوں کے
 کیڑے ایک منشی جی ہے مشورہ کیا جنہوں نے حق انصاف کے پیشگی دو چہرے شاہی ہتیا کے
 بتایا۔ ”مداخلت بے جا کا کیس ہوتا تو آپ کا کیس سو بسوے ہر اتھا مگر دخل در معقولات کے
 بارے میں قانون ساکت ہے۔ آپ بچوں کا بال بیکانہ کر سکیں گے۔“ پھر بڑی اپنائیت
 سے شہری تعلقات کا رشتہ جتا کر فرمایا۔ ”اس مشورے کی فیس نہ لوں گا آپ ہمارے صاحب
 سے مل لیں۔ وہ مخالف کو زچ کر دینے کے بادشاہ ہیں۔ ایسے ایسے قانونی گرا اور نایاب

सोचा। बात लगती हुई थी, अब देखा न ताव, एक दम उस्तरा फिरवा दिया। यह अमल मुहूर्तों जारी रहा। शामत जो आये, दफ़ातन मन में उद्यंग उठी कि मूँछे फिर से पाली जायें। इस फैसले का एलान करना क्या था भड़ों के छते को छेड़ना था। नहीं-नहीं कर के दस बारह साथी चिमट ही तो गये। सब ने एक आवाज़ होकर कहा “बसंत की कुछ ख़बर है जनाब को! आप हम पंचों में बैठे हैं, अब आप अपने बस में नहीं, पराये बस में हैं, जगत माता पहनना तो पड़ता ही है, अब मन माता खाने पर भी हम पाँचों की मोहर होगी तब निवाला तोड़ना होगा।” “आपको पंच बनाया किसने?” मैंने पूछा। जवाब मिला “बनाता कौन हमें खुद बनना नहीं आता” इनमें से एक ने फरमाया। “बारह बरस से मुंडने वाली मूँछे अब टाईम बार हो चुकीं। आपने रख लीं तो हम पंचों की आँख में फांस की तरह खटकेंगी। और भी सुनिये, आपने मूँछे पाल लीं तो बहत्तर जगह अपना हुलिया बदलवाना पड़ेगा। पच्चास जगह बयाने-हलफ़ी देना होगा कि आप वही हैं जो बारह बरस से हैं फिर मोहल्ले भर के जाने पहचाने कुत्ते आपको अजनबी जानकर मौकेंगे। कोई-कोई मोहतात लोग आप पर जासूस होने का शुबहा करेंगे। बच्चे आपको देख कर भागने लगेंगे।” इस पर सब ने मिलकर एक दूसरे की हाँ में हाँ मिलाई और न सही समझ में एक बड़ी कमजोरी है वह यह कि मैं एक अमन पसंद शहरी हूँ, उन पंचों की धौंस में आ गया, मगर रह-रह के सोचता कि आखिर यह मूँछे हैं किसकी, मेरी या इन पंचों की।

आने की तो पंचों की धौंस में आ गया मगर अपनी बेबसी पर अंदर ही अंदर पेचो-ताब खाता रहा। सोचा थाने में रपट करदूँ और मूँछों में ख़ाहमख़ाह दख़ल दर माकूलात¹ के इरतकाब या और किसी दफ़ा के तहत नत्थी करा के उन पंचों की दुँडियाँ कसवा दूँ। कचहरियों के कीड़े एक मुन्शी जी से मशवरा किया जिन्होंने हक्कुलमेहनत के पेशगी दो चेहरे शाही हथिया के बताया। “मोदाख़लते-बेजा का केस होता तो आपका केस सौ बिसवे हरा था मगर दख़ल दर माकूलात के बारे में कानून साकित है। आप पंचों का बाल बीका न कर सकेंगे।” फिर बड़ी अपनाइयत से शहरी तअल्लुकात का रिश्ता जताकर फरमाया “इस मशवरे की फीस न लूंगा आप हमारे साहब से मिल लें। वह मुख़ालिफ़ को ज़िच² कर देने के बादशाह हैं। ऐसे-ऐसे कानूनी गुर और नायाब चुटकुले उन्हें अज़बर हैं

1. बीच में बोलना 2. बेबस

چٹکے انھیں ازبر ہیں کہ ایک نہ ایک داؤں پہ رکھ کے حریف کو یوں چاروں شانے چت کر دیں گے پر یوی کونسل تک آپ کا بول بالا رہے گا۔ اور آپ خم ٹھونک کے اپنی مانی مونچھیں پالنے میں آزاد ہوں گے۔ منشی جی کی بات کچھ جچی نہیں۔ ”صاحب“ کے چنگل میں پھنس کر جیب ہلکی ہونے کا مزید خطرہ تھا۔

انتقام کی آگ بھڑکتی رہی اور میں مونچھوں کے غم میں جھلتا رہا۔ جوندہ یا بندہ۔ اب کے ایک بڑے مقدمہ باز، بلکہ یوں کہئے کہ مقدمہ ساز سے اپنا ڈکھڑا رونے کا موقع ملا۔ ساری داستان گہری آنکھوں سے سن کر بے ساختہ فرمایا۔ ”بچوں کے فیصلے پر خاموش بیٹھنے میں تبادی عارض ہونے کا اندیشہ ہے۔ فوراً احتجاج کیجئے۔ احتجاج! اگرچہ خاصا بھاری بھر کم لفظ ہے مگر ہم، بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں۔ اسے برتنے اور عمل میں لانے کی حد تک میں بالکل کورا ہوں۔ وضاحت چاہی، طریقہ پوچھا۔ کہنے لگے۔ ”اپنے حق کے لیے آواز اٹھانے، رفع حاجت کے لیے ہلکوپچانے کو احتجاج کہتے ہیں۔ دوسرے کالے کپڑے کی دھجی بازو پر باندھئے، اور گلی گلی، کوچے کوچے، مونچھیں زندہ باد کے نعرے لگاتے پھریئے۔ اپنا مہرہ دوزورہ کرنا ہو تو دو چار روپے کا منہ نہ کیجئے۔ آس پاس کے دس بارہ مادر پدر آزاد لوٹروں کو کچھ سی دے کے اپنا ہم نوا بنائیئے اور سمجھ لیجئے کہ بازی جیت لی۔“

تجویز بہ ظاہر سولہ آنے کا گرگرمی مگر امن عامہ میں خلل ڈالنے، یادمانی توازن کھو بیٹھنے کی پاداش میں اپنی پیدائشی آزادی سے ہاتھ دھونے کی ہمت نہیں ہوئی۔ آدمی تھے جہان دیدہ، تیور دیکھ کے تازہ گئے کہ یہ میرے بس کی بات نہ تھی۔ بولے ”اچھا احتجاج کی کڑیاں آپ نہیں جھیل سکتے، جانے دیجیئے، دوسرا ستانہایت مجرب نسخہ بتاتا ہوں۔ بھوک ہڑتال، سورج نکلنے سے پہلے ڈٹ کر ناشتہ کرنا اور بچوں کی چوپال کے سامنے چوراہے پر آلتی پالتی مار کے چپ چاپ بیٹھ جانا۔ دن چڑھتے چڑھتے شہر میں بات پھیل جائے گی، اپنے پرانے ہمدردی کرنے لگیں گے۔ فاقہ کھنی کے لیے بچوں پر دباؤ پڑے گا اور شام ہوتے ہوتے آپ پھر سے مونچھیں پالنے کا پروانہ لے کر ہمارے پھول سے لدے ہوئے گھر آ جائیں گے۔“

میں نے کہا۔ ”یہ بھی تو سن لیجئے میں بھوک کا کچا، ہاضمے کا اچھا ہوں، دوپہر

कि एक न एक दौंव पे रख कर हरीफ को यूँ चारों शाने चित कर देंगे पैरवी कौंसिल तक आपका बोल बाला रहेगा। और आप ख़म ठोंक कर अपनी मानी मूँछे पालने में आज़ाद होंगे। मुंशी जी की बात कुछ ज़ची नहीं। "साहब" के चुंगुल में फंसकर जब हल्की होने का मज़ीद खतरा था।

इन्तक़ाम की आग भड़कती रही और मैं मूँछों के ग़म में झुलसता रहा। जोइन्दा¹ या बंदा। अबके एक बड़े मुकदमे बाज़, बल्कि यूँ कहिए कि मुकदमा साज़ से अपना दुखड़ा रोने का मौका मिला। सारी दास्तान गहरी आँखों से सुनकर बेसाख़्ता फ़रमाया "पंचों के फैसले पर ख़ामोश बैठने में तमादी आरिज² होने का अन्देशा है। फ़ौरन एहतजाज कीजिये। एहतजाज अगरचे ख़ासा भरी भरकम लफ़्ज़ है मगर हम, बहू बेटियौं यह क्या जानें। उसे बरतने और अमल में लाने की हद तक मैं बिल्कुल कोरा हूँ। वज़ाहत चाही, तरीका पूछा। कहने लगे "अपने हक के लिए आवाज़ उठाने, रफ़ए हाजत के लिए हुल्लड़ मचाने को एहतजाज कहते हैं। दो गिरह काले कपड़े की घज़्ज़ी बाज़ू पर बांधिये, और गली-गली, कूचे-कूचे, मूँछे ज़िन्दाबाद के नारे लगाते फिरये। अपना मोहरा दोज़ोरा करना हो तो दो चार रुपये का मुँह न कीजिये। आस-पास के दस बारह मादर-पिदर आज़ाद लौंडों को चखी देकर अपना हमनवा बनाइये और समझ लीजिये कि बाज़ी जीत ली।"

तज़वीज़ बज़ाहिर सोलह आने कारगर थी मगर अम्ने-आम्मा में खलल डालने, या दिमागी तवाज़ुन खो बैठने की पादाश में अपनी पैदाईशी आज़ादी से हाथ धोने की हिम्मत नहीं हुई। आदमी थे जहाँदीदा, तेवर देख कर ताड़ गये कि यह मेरे बस की बात न थी। बोले "अच्छा एहतजाज की कड़ियौं आप नहीं झेल सकते, जाने दीजिये, दूसरा सस्ता निहायत मुजरब³ नुस्खा बताता हूँ। भूख हड़ताल, सूरज निकलने से पहले डटकर नाश्ता करना और पंचों की चौपाल के सामने चौराहे पर आलती-पालती मार के चुपचाप बैठ जाना। दिन चढ़ते-चढ़ते शहर में बात फैल जायेगी, अपने पराये हमदर्दी करने लगेंगे। फ़ाकाशिकनी के लिए पंचों पर दबाव पड़ेगा और शाम होते-होते आप फिर से मूँछे पालने का परवाना लेकर हार फूल से लदे हुए घर आ जायेंगे।"

मैंने कहा "यह भी सुन लीजिये मैं भूख का कच्चा, हाज़मे का अच्छा हूँ, दोपहर तक बैठक न संभाल सकूंगा। अक्सर ऐसा होता है

1. तलाश करने वाला 2. इतना समय बीत जाना कि दावा दायर करने का हक न रहे 3. आजमाया हुआ

تک بیٹھک نہ سنبھال سکوں گا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ کھانا دیر سے ملنے پر بچوں کی کہن سال ماں کے لیے طلاق ہوتوں تک آ کے لوٹی ہے۔ ”اپنے مشورے کی یوں تو ہین ہوتے دیکھ کر جھلا گئے اور بوپے۔ ”یہ نہیں وہ نہیں تو مونچھیں جائیں جہنم میں۔ میں تمہیں اتنا کچ پیسہ دیتا ہوں تو اپنا اثر نہی تو لے کا قیمتی وقت کسی نہ ضائع کرتا۔“

الغرض دن سرکتے گئے اور مسمیٰ نہ سلجی۔ اب طرفہ ماجرا سنئے، ایک دن جیسے اتفاقاً ہوا، دیوان حافظ نکالا اور دل میں کہا کہ لاؤ ان رحمتہ اللہ علیہ سے بھی مشورہ کر دیکھوں۔ شاید کہ ہمیں بیضہ برآورد پروبال۔ بڑے خشوع و خضوع قاتحے کا مفت خواں سر کیا اور ”شاخ نبات“ کے ہزاروں واسطے دے کر قال طلب کی۔ دل دھڑک رہا تھا۔ ہاتھ میں لرزش تھی جو دیوان کھلا اور صفحے کی پہلی ہی سطر میں ’مردے از غیب بروں آید و کارے بکند‘ کی خوش خبری دیتا ہوا یہ مصرع نکلا۔

مردے از غیب کے انتظار نے دماغ میں ہل چل ڈال دی، یعنی جو کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا ”وہ آیا“ کہہ کے لپکا، ڈاکیہ تھا، ہیرنگ خط لایا تھا۔ لاجول ولاقوت۔ پھر زنجیر کھڑکی۔ اس بار حلال خور تھا، دوپہر کی روٹی لینے آیا تھا۔ اسی طرح کئی بار مردے از غیب کے سلسلے میں گھن چکر بٹا رہا، قریب تھا کہ مبر کا پیالہ چھٹک جائے اور حافظ جی کا دیوان دریائے درودوں جو دروازے پر کسی نے دستک دی۔ منہ سے کچھ اول نول نکلنے کو تھا جو سنائی دیا ”ڈہائی میاں کی“ باہر آیا، میرا تھکی کا شکار کریم کبڑیا تھا۔ ”کیا ہے کریم بخش؟“ ”ڈہائی ہے میاں کی۔ بیگھ بھر کبھی کی پودہ لگائی تھی“ گاؤں کا ٹکھیا کنویں پر لٹھ باندھے بیٹھا ہے، پانی روک رکھا ہے، پودے مڑھما کے زمین تاپنے لگے ہیں۔ چل کے پانی دلوایئے۔“ کھیا شورہ پشت تھا، فوجداری کی نوبت آئی تو اپنا دامن بھی اُلجھنے کا ڈرتا جانا پڑا۔ قضیہ رفع دفع ہوا تو اور کئی کام نکل آئے اور حافظ جی کا ’مردے از غیب‘ ذہن سے اتر گیا۔

شہر میں کہاں تو مونچھوں کو ترس گیا تھا یا اب گاؤں کی فضا میں ادھر کریم کبڑیے کا کھیت شاداب ہوا، ادھر میری مونچھیں چکیں۔ پانی کو دیکھ کے جیسے مرگی کا دورہ پڑتا ہے، ویسے ہی بچوں کو نہ دیکھ کر مجھے بھی نئے سرے سے مونچھیں پانے کی ہوک

कि खाना देर से मिलने पर बच्चों की कोहन साल¹ मों के लिए तलाक होंटों तक आके लौटी है। अपने मशवरों की यूँ तौहीन होते देख कर झल्ला गये और बोले "यह नहीं वह नहीं तो मूँछें जायें जहन्नुम में। मैं तुम्हें इतना कचपेंदिया जानता तो अपना अशरफी तोले का कीमती वक्त कमी न जाया करता।"

अलगरज़ दिन सरकते गये और गुत्थी न सुलझी। अब तुरफा माजरा² सुनिये, एक दिन जैसे इल्का³ हुआ, दीवाने हाफिज़⁴ निकाला और दिल में कहा कि लाओ इन रहमतुल्लाहअलैह से भी मशवरा कर देखूँ। शायद कि हमी बैजा बरआरद परोबाल⁵। बड़े खुशूओ-खुजूअ⁶ फातहे का हफ्त ख्यों सर किया और "शाखे नबात" के हज़ारों वास्ते देकर फ़ाल तलब की। दिल धड़क रहा था। हाथ में लरज़िश थी जो दीवान खुला और सफे की पहली सतर में "मर्दे अज़ ग़ैब बर्रँ आयदवकारे बकुन्द⁷" की खुशख़बरी देता हुआ यह मिसरा निकला।

मर्दे अज़ ग़ैब के इन्तज़ार ने दिमाग में हलचल डाल दी, यानी जो कोई बोला सदा कानों में आई आपकी। किसी ने दरवाज़ा खटखटाया "वह आया" कह के लपका, डाकिया था, बैरंग स़ात लाया था। लाहौलवलाकूवत। फिर जंजीर खड़की। इस बार हलाल ख़ोर था, दोपहर की रोटी लेने आया था, इसी तरह कई बार मर्दे अज़ ग़ैब के सिलसिले में घनचक्कर बना रहा, करीब था कि सब्र का प्याला छलक जाये और हाफिज़ जी का दीवान दरया बुर्द करदूँ जो दरवाज़े पर किसी ने दस्तक दी। मुँह से कुछ औल-फ़ौल निकलने को था जो सुनाई दिया "दुहाई मियों की" बाहर आया, मेरा शिकमी⁸ काश्तकार करीमा कबड़िया था। "क्या है करीम बख़्श? "दुहाई है मियों की। बीघ भर गोभी की पौध लगाई थी, गाँव के मुखिया कुएँ पर लहू बांधे बैठा है, पानी रोक रखा है, पौधे मुरझा के ज़मीन नापने लगे हैं। चल के पानी दिलवाइये।" मुखिया शोरा पुश्त⁹ था, फौजदारी की नौबत आई तो अपना दामन भी उलझने का डर था जाना पड़ा। कज़िया¹⁰ रफ़ा दफ़ा हुआ तो और कई काम निकल आये और हाफिज़ जी का 'मर्दे अज़ ग़ैब' ज़ेहन से उतर गया।

शहर में कहाँ तो मूँछों को तरस गया था यः अब गाँव की फ़िज़ा में उधर करीमा कबड़िये का खेत शादाब हुआ, इधर मेरी मूँछें चमकीं। पानी को देखकर जैसे मिर्गी का दौरा पड़ता है, वैसे ही पंघों को न देखकर मुझे भी नये सिर से मूँछें पाने की हूक

1. बूढ़ी
2. अनोखी बात
3. वह बात जो इश्वर दिल में डाल दे
4. फ़ारसी के प्रसिद्ध कवि का कविता संग्रह
5. शायद इसी से समस्या का समाधान हो
6. विनम्रता
7. इश्वर की तरफ़ से कोई ब्यक्ति आता है और काम अन्जाम दे देता है
8. पैदाइशी
9. झगड़ालू
10. झगड़ा

اٹھی اور اس بار نے ماڈل کی سوچھی یعنی تتنوں کے عین نیچے اوپر کے ہونٹ کے پتھوں بیچ اٹھلا سا جوگڑھا ہوتا ہے اسے چھوڑ کر نائی سے ادھر ادھر دو خط لگوا دیے۔ نہ پوچھے اس دن کی بے پایاں مسرت جب آئینے میں ہونٹ کا گڑھا بالوں سے بھر پور پایا۔

گھر آیا، رات تھی۔ اطمینان کی غیند سویا۔ سویرے منہ ہاتھ دھو کے بنا سنورا اور بازار سے گزرتے ہوئے یہ مژدہ سنا کہ بڑا نے پتھوں کی ٹولی ٹوٹ گئی۔ دو ایک سے بھینٹ ہونے پر جھینپے جھینپے کترا کے نکل گئے۔

ایک گلی میں کئی لوٹے گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے۔ ایک نے ہاتھ روک کے غور سے مجھے دیکھا اور پکار کے اپنے ساتھی سے کہا۔ ”ابے چمڈا، دیکھ مونچھ منڈے آگئے۔“ چمڈا بولا۔ ”اندھا ہے بے، تو نے کیا دیکھا۔ ان کی مونچھ نے بچہ دیا ہے۔ اس پر سب نے قہقہہ لگایا اور میں یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا کہ ”منڈھ پھٹ لوٹے ہیں بیچ تو نہیں۔“ اب ایک سوال جواب طلب ہے کہ ”کارے بکنڈ“ کر یا کبڑا تھایا گو بھی کے روپ میں ”مردے ازغیب“ نے جہنم لیا تھا؟



उठी और इस बार नये मॉडल की सूझी यानी नथुनों के ऐन नीचे ऊपर के होंट के बीचों बीच उथला सा जो गढ़ा होता है उसे छोड़कर नाई से दो खत इधर-उधर लगवा दिये। न पूछिये उस दिन की बेपायों मुसररत जब आईने में होंट का गढ़ा बालों से भरपूर पाया।

घर आया, रात थी। इत्मीनान की नींद सोया। सवेरे मुँह हाथ धो कर बना संवरा और बाज़ार से गुज़रते हुए यह मुज्दा¹ सुना कि पुराने पंचों की टोली टूट गई। एक दो से मेंट होने पर झंपते-झंपते कतरा के निकल गये।

एक गली में कई लौण्डे गुल्ली डंडा खेल रहे थे। एक ने हाथ रोक के गौर से मुझे देखा और पुकार के अपने साथी से कहा। "अबे छिद्दा, देख मूँछ मुण्डे आ गये" छिद्दा बोला "अन्धा है बे, तूने क्या देखा। इनकी मूँछ ने बच्चा दिया है। इस पर सब ने कहकहा लगाया और मैं यह कहता हुआ आगे बढ़ गया कि "मुँहफट लौण्डे हैं पंच तो नहीं।"

अब एक सवाल जवाब तलब है कि "कारे बकुनद" करीमा कबड़िया था या गोमी के रूप में "मर्दे अज़ गैब" ने जनम लिया था?



سوانح حیات

خیر خود ہمیں تو اپنے نجی تجربات کی بنا پر بہت دنوں سے اس بات کا علم تھا کہ چشم بدوور ہم ایک بڑے آدمی ہیں۔ لیکن ہماری سمجھ میں نہ آتا کہ آخر اس حقیقت کبریٰ کا انکشاف ہم اپنے عزیزوں، دوستوں یا دیگر ہم چشموں پر کیسے کریں تاکہ وہ ہم کو گھر کی مرغی دال برابر سمجھنا ترک کر دیں۔ اور یہ جو آئے دن ہمیں اپنے دوست پنڈت جی کے منہ سے ”عجیب سر پھرے ہو تم!“ یا مرزا صاحب کی زبان سے ”واہی ہوئے ہو کیا؟“ اپنی ہر ایک جدت طرازی کے متعلق سننا پڑتا ہے نہ صرف بند ہو جائے بلکہ ہمارے گرد و پیش کے سبھی لوگ بلکہ دور دور کے لوگ ہمیں ایک مسلم الثبوت بڑا آدمی سمجھ کر ہماری بڑائی پر ایمان لے آئیں اور ہمارے سامنے سر بہ سجود ہو کر ہمارے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ اپنے لیے ایک فرمان سمجھنے لگیں۔

بہت دماغ لڑایا، بڑا غور و خوض کیا، لیکن خاطر خواہ ترکیب سمجھ میں نہ آئی۔ یوں ترکیبیں تو بہت سی سامنے آئیں لیکن کسی میں گھر سے نکال دیے جانے کا امکان زیادہ تھا کسی میں مار کھا جانے کا اندیشہ قوی تر تھا۔ کسی میں ڈھول کے اندر پول ظاہر ہو جانا لازمی تھا،

सवानेह हयात¹

खैर खुद हमें अपने निजी तजरबात की बिना पर बहुत दिनों से इस बात का इल्म था कि चश्मे बंद दूर हम एक बड़े आदमी हैं। लेकिन हमारी समझ में न आता कि आखिर इस हकीकते-कुबरा² का इन्केशाफ हम अपने अजीजों, दोस्तों या दिगर हम-चश्मों पर कैसे करें ताकि वह हम को घर की मुर्गी दाल बराबर समझना तर्क कर दें। और यह जो आये दिन हमें अपने दोस्त पंडित जी के मुँह से "अजीब सरफिरे हो तुम!" या मिर्जा साहब की ज़बान से "वाही हुए हो क्या?" अपनी हर एक जिदत-तराजी के मुतअल्लिक सुनना पड़ता है न सिर्फ बंद हो जाय बल्कि हमारे गिर्दो-पेश के सभी लोग बल्कि दूर-दूर के लोग हमें एक मुसल्लमस्सुबूत बड़ा आदमी समझकर हमारी बड़ाई पर ईमान ले आये और हमारे सामने सर-बसुजूद होकर हमारे मुँह से निकला हुआ हर लफ़्ज़ अपने लिए एक फरमान समझने लगे।

बहुत दिमाग लड़ाया, बड़ा गौरो-खोज किया, लेकिन खातिर ख्वाह तरकीब समझ में न आई। मैं तरकीबें तो बहुत सी सामने आयीं लेकिन किसी में घर से निकाल दिए जाने का इमकान ज़्यादा था किसी में मार खा जाने का अन्देशा कभी तर था। किसी में डोल के अन्दर पोल जाहिर हो जाना लाज़मी था, किसी में पुलिस का खौफ था तो किसी में अदालत और

کسی میں پولیس کا خوف تھا تو کسی میں عدالت اور جیل کا ڈر۔ لہذا ان سے کانوں پر ہاتھ دھرنا اور درگزر کرنا ہی زیادہ مناسب معلوم ہوا۔ البتہ اس قسم کی چینی ورزشوں سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوگئی کہ بڑا آدمی بننے سے بڑا آدمی کہلانا کہیں زیادہ میز میسر ہے۔

ہم اس ادھیڑ بن میں ایک روز کسی بڑے آدمی کی خود نوشت سوانح حیات کا مطالعہ کر رہے تھے کہ دفعتاً بڑا آدمی کہلانے کا ایک تیر بہدف نسخہ ہماری سمجھ میں آگیا اور ہم بیساختہ پھڑک اٹھے۔ کیوں نہ ہم اپنی خود نوشت سوانح حیات لکھ ڈالیں؟ جب سے چھاپے کی مشین ایجاد ہوئی ہے ہر بڑا آدمی اپنی خود نوشت سوانح حیات لکھنا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ خود نوشت سوانح حیات بڑکپن کا ایک جزو لاینفک قرار پا چکی ہے۔ پھر آخر ہم اس کا رخیہ سے کیوں محروم رہیں؟ تعجب تو یہ ہوا کہ یہ بات ہماری سمجھ میں پہلے کیوں نہ آئی؟ ہماری سوانح حیات کچھ ایسی غیر دلچسپ بھی نہیں ہے۔ اور پھر اگر ہم حسب ضرورت کچھ نمک مرچ لگا دیں گے تو سونے پر سہاگے کا کام دے جائے گا۔ ہماری خود نوشت سوانح حیات ہمارے بڑکپن کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہوگا اور اس تاریخی دستاویز کی موجودگی میں پھر کس کے منہ میں دانت ہوں گے جو ہمیں ایک بڑا آدمی تسلیم کرنے سے انکار کر سکے

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور پھر اگر بعض واقعات کے متعلق کچھ واقف کار حضرات صحت یا عدم کا کوئی جھگڑا لگائیں گے تو اُن کی سنے گا بھی کون؟ تحریری ثبوت کے مقابلے میں نہ بانی ثبوت کی کیا وقعت اور اہمیت ہو سکتی ہے؟ اور ہمارے قدردان ان کو فوراً یہ کہہ کر خاموش کر دیں گے کہ آپ حاسد ہیں اور اگر آپ کو چکاڑ کی طرح روشنی نظر نہیں آتی تو چشمہ آفتاب رانچ مگناہ؟ آپ اپنی آنکھوں کا علاج کرائیے!

ہم اپنی سوانح حیات کے متعلق سب انتظام مکمل کر چکے تھے یعنی قلم، دوات، کاغذ، جاذب وغیرہ اکٹھا کر لیا تھا اور صرف لکھنا ہی باقی رہ گیا تھا کہ ہم کو خیال آیا کہ چوں کہ ہم اپنی اس کتاب لا جواب میں اپنے کارناموں کے بیان کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اپنے عزیزوں اور دوستوں کی اور خصوصاً پنڈت جی اور مرزا صاحب کی مزاح پرسی کرنا بلکہ حجامت

जेल का डर। लिहाजा उनसे कानों पर हाथ धरना और दरगुजर करना ही ज़्यादा मुनासिब मालूम हुआ। अलबत्ता इस किस्म की जेहनी वर्जिशों से यह बात बख़ूबी जेहन-नशी हो गई कि बड़ा आदमी बनने से बड़ा आदमी कहलाना कहीं ज़्यादा टेढ़ी खीर है।

हम इस उधेड़बुन में एक रोज़ किसी बड़े आदमी की खुदनविशत¹ सवानेह हयात का मुतालेआ कर रहे थे कि दफ़अतन बड़ा आदमी कहलाने का एक तीर बहदफ़ नुस्खा हमारी समझ में आ गया और हम बेसाख़्ता ढ़क उठे। क्यों न हम अपनी खुदनविशत सवानेह हयात लिख डालें? जब से छापे की मशीन ईजाद हुई है हर बड़ा आदमी अपनी खुदनविशत सवानेह हयात लिखना अपना पैदाइशी हक़ समझता है बल्कि यूँ समझना चाहिए कि खुदनविशत सवानेह हयात बड़कपन का एक जुज़्वेलायनफ़क² करार पा चुकी है। फिर आखिर हम इस कारे-खैर से क्यों महरुम रहें? तअज्जुब तो यह हुआ कि यह बात हमारी समझ में पहले क्यों न आई? हमारी सवानेह हयात कुछ ऐसी गैर दिलचस्प भी नहीं है। और फिर अगर हम हस्बे जरूरत कुछ नमक मिर्च लगा दें तो सोने पर सोहागे का काम दे जायेगा। हमारी खुदनविशत सवानेह हयात महारे बड़कपन का एक ना काबिले तरदीद सबूत होगा और इस तारीख़ी दस्तावेज़ की मौजूदगी में फिर किस मुँह में दाँत होंगे जो हमें एक बड़ा आदमी तस्लीम करने से इन्कार कर सके -

आफ़ताब आमद दलीले आफ़ताब³

और फिर अगर बाज़ वाक़यात के मुतअल्लिक कुछ वाकिफ़ कार हज़रात सेहत या अदम का कोई झगड़ा लगायेंगे तो उनकी सुनेगा भी कौन? तहरीरी सुबूत के मुकाबले में ज़बानी सुबूत की क्या वक़अत और अहमीयत हो सकती है? और हमारे कदरदान उनको फ़ौरन यह कह कर ख़ामोश कर देंगे कि आप हासिद हैं और अगर आपको चमगादड़ की तरह रोशनी नज़र नहीं आती तो चश्मए-आफ़ताब रा चे गुनाह⁴? आप अपनी आँखों का इलाज कराइये!

हम अपनी सवानेह हयात के मुतअल्लिक सब इन्तज़ाम मुकम्मल कर चुके थे यानी कलम, दवात, कागज़, जाज़िब वगैरह इकट्ठा कर लिया था और सिर्फ़ लिखना ही बाकी रह गया था कि हम को ख़याल आया चूँकि हम अपनी इस किताबे-लाजवाब में अपने कारनामों के बयान करने के साथ ही अपने अजीजों और दोस्तों की और खुसूसन पंडित जी और मिर्ज़ा साहब की मिज़ाज पुर्सी करना बल्कि हजामत बनाना चाहते हैं, लिहाजा

1. आत्मकथा 2. अभिन्न अंग 3. सूरज स्वयं सूरज की दलील है

4. प्रकाश के श्रोत का क्या दोष

بنانا چاہتے ہیں، لہذا بعض امور تشریح طلب کے متعلق اگر مولانا فروغ احمد سے مشورہ کر لیا جائے تو کیا مضائقہ؟ اور پھر مولانا قصبے کے اکلوتے کتب فروش ہیں۔ اگر کتاب چھپنے کے بعد اس کے متعلق کوئی ہنگامہ بلند ہوا تو سب سے پہلے ان ہی بے چارے کا ثبوت بزرگی اور دکان اس کی زد میں آئے گی۔ لہذا ان کو ہم راز بنالینا نہ صرف قرین مصلحت بلکہ تقاضائے انسانیت ہے!

قصہ مختصر ہم مولانا کے پاس پہنچے اور تنہائی پا کر ان کو اپنی نیت اور منصوبے سے آگاہ کر دیا۔ فروغ احمد مولانا ہونے کے علاوہ کسی دور کے رشتے سے ہمارے بھائی کے سالے تھے اور چوں کہ ہم سے کچھ زیادہ واقف نہیں تھے، لہذا ہم پر ضرورت سے زیادہ مہربان بھی تھے۔ انھوں نے ہماری تجویز کو بگوش دل سنا اور بولنے سے پہلے کافی دیر تک اپنی گنجائش میں اپنی انگلیوں سے خلال کرتے رہے۔ گویا اپنے ثبوت بزرگی کے ترازو پر ہماری باتوں کو تول رہے ہوں پھر انھوں نے ہم سے ایک انتہائی مہمل سوال کیا۔ ”اور آپ اپنی اس خود نوشت سوانح حیات میں لکھیے گا کیا؟“

ہم نے بڑی سادہ لوحی سے جواب دیا۔ یہی اپنے قصبے کی تاریخ یہاں کے اکابرین کے حالات، اپنے اجداد کی فتوحات، اپنے کچھ پسندیدہ اشعار اور افسانے، کچھ اپنے مشاہدات اور تجربات، اپنے مختصر حالات اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اعزاء کی توہماتشیاں اور اپنے احباب کی چیرہ دستیائیں، زمانے کی ناقد ردائیاں اور دنیا کے اہم مسائل پر اپنے تازہ ترین خیالات اور معتقدات وغیرہ وغیرہ۔“

”تو اس کا مقصد کیا ہوگا؟ مولانا نے بڑی خشونت سے پوچھا۔

اب ہمیں مجبوراً زور و زور پر دہ، جس کو ہم نے ابھی تک مولانا سے بیان نہیں کیا تھا، زبان پر لانا پڑ گیا۔ یہی کہ لوگ ہمیں سمجھنے کی کوشش کریں۔ مطلب یہ کہ وہ جانیں کہ ہم بھی ایک دماغ رکھتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہمارے دماغ میں بھی روشنی اور تابندگی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ ہمارا شمار حق، بدھو، خیر و، وغیرہ کے ساتھ نہ کریں اور جی ہاں! انھیں معلوم ہو جائے کہ ہم بھی کچھ ہیں۔ کچھ کیا؟ یعنی ہم کو ملک کے سوچنے سمجھنے والے بلکہ قیادت کرنے والے لوگوں کی صف میں بلا تکلف جگہ دی جاسکتی ہے! ہم ان پر اپنی شخصیت کچھ

बाज़ उमूरे—तश्रीह तलब¹ के मुतअल्लिक अगर मौलाना फ़रोग अहमद से मशवरा कर लिया जाय तो क्या मोज़ायका? और फिर मौलाना कस्बे के इकलौते कुतुब फ़रोश हैं। अगर किताब छपने के बाद उसके मुतअल्लिक कोई हंगामा बुलन्द हुआ तो सब से पहले उन ही बेचारे का सबूते—बुजुर्गी और दुकान उसकी ज़द में आयेगी। लिहाज़ा उनको हमराज़ बना लेना न सिर्फ़ करीने—मस्लेहत बल्कि तकाज़ा—इन्सानियत है!

किस्सा मुख़्तसर हम मौलाना के पास पहुँचे और तन्हाई पाकर उनको अपनी नियत और मन्सूबे से आगाह कर दिया। फ़रोग अहमद मौलाना होने के अलावा किसी दूर के रिश्ते से हमारे भाई साहब के साले थे और चूँकि हम से कुछ ज़्यादा वाकिफ़ न थे, लिहाज़ा हम पर ज़रूरत से ज़्यादा मेहरबान भी थे। उन्होंने हमारी तज़वीज़ को बग़ोशे—दिल सुना और बोलने से पहले काफ़ी देर तक अपनी गुंजान दाढ़ी में अपनी उंगलियों से खिलाल करते रहे। गोया अपने सुबूते—बुजुर्गी के तराजू पर हमारी बातों को तौल रहे हों फिर उन्होंने हमसे एक इन्तहाई मोहमल सवाल किया। “और आप अपनी खुदनविशत सवानेह हयात में लिखियेगा क्या?”

हमने बड़ी सादा लौही से जवाब दिया। यही अपने कस्बे की तारीख़, यहाँ के अकाबरीन के हालात, अपने अजदाद की फ़तूहात, अपने कुछ पसंदीदा अशार और अफ़साने, कुछ अपने मुशाहेदात और तज़रबात, अपने मुख़्तसर हालात और साथ—साथ अपने अइज्जा² की तोता चश्मियाँ और अपने अहबाब की चीरा दस्तियाँ, ज़माने की नाक़दरानियाँ और दुनिया के अहम मसायल पर अपने ताज़ा तरीन ख़यालात और मोतक़दात वग़ैरह—वग़ैरह।”

तो इसका मक़सद क्या होगा? मौलाना ने बड़ी खुशूनत³ से पूछा।

अब हमें मजबूरन राज़े—दुरुने—पर्दा⁴, जिसको हम ने अभी तक मौलाना से बयान नहीं किया था, ज़बान पर लाना पड़ गया। यही कि लोग हमें समझने की कोशिश करें। मतलब यह कि वह जानें कि हम भी एक दिमाग़ रखते हैं। यानी यह कि हमारे दिमाग़ में भी रोशनी और ताबिन्दगी है। मक़सद यह है कि वह हमारा शुमार नत्थू, बुद्धू, ख़ैरू, वग़ैरह के साथ न करें और जी हौं! उन्हें मालूम हो जायेगा कि हम भी कुछ हैं। कुछ क्या? यानी हम को मुल्क के सोचने समझने वाले बल्कि क़यादत करने वाले लोगों की सफ़ में बिला तकल्लुफ़ जगह दी जा सकती है! हम उन पर अपनी शख़्सियत कुछ इस तरह से ज़ाहिर कर देना चाहते हैं कि उन्हें हमारी

اس طرح سے ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ انھیں ہماری ضرورت کا احساس ہو جائے۔ مطلب یہ کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ ہم بھی ایک آدمی ہیں۔ بیٹے میں دل اور منہ میں زبان رکھنے والے گویا کہ اب ہم اپنے منہ سے کیا کہیں؟ یہی کہ اگر آپ چاہیں تو ہمیں بھی ایک چھوٹا موٹا بڑا آدمی کہہ سکتے ہیں۔ ہم بری طرح بوکھلا گئے تھے اور اگر ہم اپنے ساتھ ہی مولانا کو بوکھلایا ہوا سند دیکھتے تو نہیں معلوم ہمارے منہ سے اور بھی کیا اُلم غلم نکل جاتا۔

مولانا تھوڑی دیر تک ہمیں کچھ ایسی چنگاری نکلنے والی آنکھوں سے دیکھتے رہے کہ ہمیں دفعتاً محسوس ہوا کہ جیسے ہم غسل آفتابی کر رہے ہوں۔ اس کے بعد انھوں نے بڑی بیزاری سے اپنا دہانہ کھولا۔ ”تو آپ اپنی خودنوشت سوانح حیات سے دنیا کو یہ جتنا چاہتے ہیں کہ آپ بھی ایک بڑے آدمی ہیں!“

”جی ہاں!“ ہم نے بھی یہ سوچ کر کہ ہمارے جیتے جی مولانا کے ہاتھوں جو ہمارا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہے وہ جتنی جلد ختم ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے، منہ پھٹ جواب دے دیا۔ ”خیال برائیں ہے۔“ مولانا نے خلاف توقع ہماری ہمت افزائی کی اور ان کے چہرے کی خشونت اور بیزاری اور گنجان بالوں کے درمیان ایک ہلکا سا طزیہ تبسم جھلکانے لگا۔ جیسے کالے بادلوں میں کوند الپک رہا ہو۔ ہمیں بھی یہ فہم ہوا کہ اب ہمارے لیے ان کی نظروں میں حیرت کے ساتھ ہی ساتھ کچھ احترام بھی پیدا ہو گیا تھا۔

”ہمیں آپ سے اسی قسم کی ہمت افزائی کی اُمید تھی۔“ ہم نے جلدی سے مولانا کو اپنے پچھلے قول سے مکر جانے کا موقع دیے بغیر کہا

”آپ نے بڑے آدمیوں کی سوانح عمریاں تو پڑھی ہوں گی؟“

”زندگی بھر میں ایک خودنوشت سوانح حیات پڑھنا شروع کی تھی لیکن طبیعت نہ لگی اور اسے بند کر کے رکھ دیا۔“

”آپ سے پانچ سال کی عمر میں کون سا کارنامہ سرزد ہوا تھا؟“ مولانا واقعی غیر متوقع سوال کرنے کے ماہر نظر آتے۔

ہم نے حافظے پر بہت زور دینے کے بعد جواب دیا..... ”ہم نے ایک اگنی کھالی تھی۔ والدہ صاحبہ کا خیال تھا کہ ہم مرجائیں گے۔ چنانچہ انھوں نے فوراً ڈاکٹر کو بلا دیا۔“

जरूरत का एहसास हो जाय। मतलब यह कि आप समझ गये होंगे। हम भी एक आदमी हैं। सीने में दिल और मुँह में जबान रखने वाले गोया कि अब हम अपने मुँह से क्या कहें? यही कि अगर आप चाहें तो हमें भी एक छोटा मोटा बड़ा आदमी कह सकते हैं। हम बुरी तरह बौखला गये और अगर हम अपने साथ ही मौलाना को बौखलाया हुआ न देखते तो नहीं मालूम हमारे मुँह से और भी क्या अल्लम गल्लम निकल जाता।

मौलाना थोड़ी देर तक हमें कुछ ऐसी चिंगारी निकलने वाली आँखों से देखते रहे कि हमें दफ़ातन महसूस हुआ कि जैसे हम गुस्ते-आफ़ताबी कर रहे हों। इसके बाद उन्होंने बड़ी बेजारी से अपना दहाना खोला। "तो आप अपनी खुदनविश्त सवानेह हयात से दुनिया को यह जताना चाहते हैं कि आप भी एक बड़े आदमी हैं!"

"जी हों!" हमने भी यह सोचकर कि हमारे जीते जी मौलाना के हाथों जो हमारा पोस्टमार्टम हो रहा था वह जितनी जल्द ख़त्म हो जाय उतना ही बेहतर है, मुँहफट जवाब दे दिया। "ख़याल बुरा नहीं है।" मौलाना ने झिलाफ़े-तवक्को हमारी हिम्मत अफ़जाई की और उनके चेहरे की खुरशूनत और बेजारी और गुंजान बालों के दरमियान एक हल्का से तंजिया तबस्सुम झिलमिलाने लगा। जैसे काले बादलों में कौद लपक रहा हो। हमें भी यह शुबहा हुआ कि अब हमारे लिए उनकी नज़रों में हैरत के साथ ही साथ कुछ एहताराम भी पैदा हो गया था।

"हमें आपसे इसी किस्म की हिम्मत अफ़जाई की उमीद थी।" हमने जल्दी से मौलाना को अपने पिछले कौल से मुकर जाने का मौका दिये बग़ैर कहा

"आपने बड़े आदमियों की सवानेह उम्रियाँ तो पढ़ी होंगी?"

"जिन्दगी मर में एक खुदनविश्त सवानेह हयात पढ़ना शुरु की थी लेकिन तबीअत न लगी और बंद करके रख दिया।"

"आपसे पाँच साल की उम्र में कौन सा कारनामा सरज़द हुआ था?" मौलाना वाकई ग़ैर मोतवक्का सवाल करने के माहिर नज़र आते।

हमने हाफ़िजे पर बहुत जोर देने के बाद जवाब दिया..... "हम ने एक इकन्नी खा ली थी। वालिदा साहब का ख़याल था कि हम मर जायेंगे। चुनांचे उन्होंने फ़ौरन डाक्टर को बुलाया। उसकी बेहतरीन कोशिशों के

اُس کی بہترین کوششوں کے باوجود ہمارے علم میں نہ آئی ہمارے جسم سے باہر نکلی اور نہ ہم مرے۔“

”ہشت!“ نہیں معلوم مولانا نے ہم سے فرمایا اپنے چہرے پر بیٹھی ہوئی مکھی سے، اس کے بعد دوسرا سوال کیا۔ ”آپ نے بچپن میں کبھی کسی غیر معمولی ذہانت کا ثبوت دیا؟“

ہمیں اپنے حافظے پر غیر معمولی زور دینا پڑا۔ ”ہم ایک دفعہ بچپن میں اسکول سے بھاگ کر چند ساتھیوں کے ساتھ تالاب پر سنگھاڑے کھانے گئے تھے۔ اتفاق سے عین موقع واردات پر تالاب کا ٹھیکیدار آ گیا۔ سب ساتھی تو بھاگ کھڑے ہوئے لیکن ہم امرودوں کے کنج میں چھپ گئے اور شام تک چھپے مرے سے امرود کھاتے رہے۔“

”ہشت!“ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا..... ”آپ کبھی پٹے ہیں؟“ سن شعور پر پہنچ جانے کے بعد باقاعدہ تو کبھی نہیں پٹا، البتہ بچپن میں گھر پر اور اسکول میں ضرورت سے زیادہ پٹا ہوں۔

”کبھی جیل گئے ہیں؟“ مولانا کے منہ سے سوالات اور وہ بھی غیر متوقع مشین گن کی گولیوں کی طرح نکلنا شروع ہو گئے۔

”ابھی تک تو اتفاق نہیں ہوا۔“

”کبھی کسی عورت سے محبت کی ہے؟“

”جی ہاں!“

”کس سے؟“

”اپنی بیوی سے!“

استغفر اللہ! میرا مطلب ہے کہ آپ نے آج تک کبھی کوئی خطرناک قسم کی محبت

کی ہے؟

”اگر آپ کا مطلب کسی عورت کو بھگانے وغیرہ کا ہے تو کبھی نہیں!“

”آپ کوئی ایکشن لڑے ہیں؟“

”جی نہیں!“

बावजूद हमारे इल्म में न इकल्ली हमारे जिस्म से बाहर निकली और न हम मरे।”

“हुश्त!” नहीं मालूम मौलाना ने हम से फरमाया या अपने चेहरे पर बैठी हुई मक्खी से, उसके बाद दूसरा सवाल किया। “आपने बचपन में कभी किसी गैर मामूली ज़हानत का सुबूत दिया?”

हमें अपने हाफिज़े पर गैर मामूली ज़ोर देना पड़ा। ‘हम एक दफ़ा बचपन में स्कूल से भागकर चंद साथियों के साथ तालाब पर सिंघाड़े खाने गये थे। इत्तेफ़ाक से ऐन मौक़ए—वारदात पर तालाब का ठेकेदार आ गया। सब साथी तो भाग खड़े हुए लेकिन हम अमरुदों के कुंज में छुप गये और शाम तक छुपे मजे से अमरुद खाते रहे।’

“हुश्त!” करते हुए मौलाना ने फरमाया..... “आप कभी पिटे हैं?”

सिने-शऊर पर पहुँच जाने के बाद बाकायदा तो कभी नहीं पिटा, अलबत्ता बचपन में घर पर और स्कूल में ज़रूरत से ज़्यादा पिटा हूँ।

“कभी जेल गये?” मौलाना के मुँह से सवालात और वह भी गैर मोतवक्का मशीन गन की गोलियों की तरह निकलना शुरू हो गये।

“अभी तक तो इत्तेफ़ाक नहीं हुआ।”

“कभी किसी औरत से मोहब्बत की है?”

“जी हाँ!”

“किस से?”

“अपनी बीवी से!”

अस्तग़फ़िरुल्लाह! मेरा मतलब है कि आपने आज तक कभी कोई ख़तरनाक किस्म की मोहब्बत की है?

अगर आपका मतलब किसी औरत को भगाने वगैरह का है तो कभी नहीं!”

“आप कोई इलेक्शन लड़े हैं?”

“जी नहीं!”

”کسی مشتعل جلوس کی قیادت کی ہے؟“

”جی نہیں!“

آپ نے کوئی کل ہند سفر کیا ہے؟ کوئی چندہ وصول کیا ہے؟ کوئی ادارہ قائم کیا ہے؟ کوئی نئی ایجاد کی ہے؟ کوئی قابل ضبطی کتاب لکھی ہے؟ مولانا نے ایک دم سے بہت سے سوالات اُگلنا شروع کر دیے اور ہم بدحواس ہو کر بیچ میں بول اُٹھے۔

”جی نہیں“ جی نہیں جی نہیں ہم ان مبتذل حرکات سے بہت

”دور رہے ہیں۔“

”مبتذل حرکات؟ اچی انھیں کے بل بوتے پر تو کوئی آدمی بڑا آدمی کہلاتا ہے۔ آپ کی زندگی میں ان کا فقدان ہے تو آپ اپنی خودنوشت سوانح حیات میں لکھیے گا کیا؟ خاک دھول؟ اینٹ، پتھر؟ اور اگر یوں ہی گدھے کی سرگزشت کی قسم کی کوئی کتاب لکھنا ہے تو چکاڈر کی سرگزشت لکھ ڈالے لیکن پھر بڑا آدمی بننے کا دعویٰ ہرگز مت کیجیے“ مولانا ایک سانس میں یہ سب کچھ بک گئے۔

ہم نے اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے ملائیمیت سے کہا۔ ”مولانا آپ خفا کیوں ہوئے جارہے ہیں۔ آپ کے بتائے ہوئے بہت سے کام اگر چہ ابھی تک نہیں کیے گئے ہیں لیکن وہ مستقبل قریب میں کیے جاسکتے ہیں۔“

”مثلاً“

”ذہانت کے کام کیے جاسکتے ہیں۔ مارکھائی جاسکتی ہے۔ الیکشن لڑا جاسکتا ہے۔ جلوس نکالا جاسکتا ہے۔ سفر کیا جاسکتا ہے۔ چندہ وصول کر کے دکھایا جاسکتا ہے اور ادارہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ جیل کی زیارت کی جاسکتی ہے۔ عورت کو بھگایا جاسکتا ہے۔ کسی نئی ایجاد کو اپنے نام منسوب کیا جاسکتا ہے۔ قابل ضبطی کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔“

”میں کب کہتا ہوں کہ بڑے آدمیوں والا کوئی کام کرنے سے آپ قاصر ہیں۔ لیکن اپنی سوانح حیات لکھنے تو آپ اب جارہے ہیں اور اس میں درج کیے جانے والے واقعات آپ سے سرزد ہوں گے مستقبل بعید میں۔ سوانح حیات کو بھی کوئی بیچ سالہ پلان

“किसी मुश्तइल जुलूस की क्यादत की है?”

“जी नहीं”

आपने कोई कुलहिन्द सफर किया है? कोई चंदा वसूल किया है? कोई इदारा कायम किया है? कोई नई ईजाद की है? कोई काबिले-जब्ती किताब लिखी है? मौलाना ने एक दम से बहुत से सवालात उगलना शुरू कर दिए और हम बदहवास होकर बीच में बोल उठे।

“जी नहीं” “जी नहीं” “जी नहीं” “हम इन मुब्तज़िल¹ हरकात से बहुत दूर रहे हैं”

मुब्तज़िल हरकात? अजी उन्हीं के बलबूते पर तो कोई आदमी बड़ा आदमी कहलाता है। आपकी जिन्दगी में इनका फोकदान है तो आप अपनी खुदनविशत सवानेह हयात में लिखियेगा क्या? खाक धूल? इंट पत्थर? और अगर यूँही गधे की सरगुज़शत की किस्म की कोई किताब लिखना है तो चमगादड़ की सरगुज़शत लिख डालिये लेकिन फिर बड़ा आदमी बनने का दावा हर्गिज़ मत कीजिये” मौलाना एक सांस में यह सब कुछ बक गये।

हम ने अपने गुस्से को जब्त करते हुए मुलायमियत से कहा। “मौलाना आप खफा क्यों हुए जा रहे हैं। आपके बताए हुए बहुत से काम अगरचे अभी तक नहीं किये गए हैं लेकिन वह मुस्तक़बिल² करीब में किए जा सकते हैं”

“मसलन”

जहानत के काम किए जा सकते हैं। मार खाई जा सकती है। इलेक्शन लड़ा जा सकता है। जुलूस निकाला जा सकता है। चंदा वसूल करके दिखाया जा सकता है और इदारा कायम किया जा सकता है। जेल की ज़ियारत की जा सकती है। औरत को भगाया जा सकता है। किसी नई ईजाद को अपने नाम से मंसूब किया जा सकता है। काबिल जब्ती किताब लिखी जा सकती है। वगैरह वगैरह।

मैं कब कहता हूँ कि बड़े आदमियों वाला कोई काम करने से आप कासिर हैं। लेकिन अपनी सवानेह हयात लिखने तो आप अब जा रहे हैं और इस में दर्ज किये जाने वाले वाक्यात आपसे सरज़द होंगे मुस्तक़बिल बर्ड में। सवानेह हयात को भी पंच-साला प्लान समझ लिया है आपने?

1. छोटी, छिछोरी 2. भविष्य

سمجھ لیا ہے آپ نے؟ اور پھر آپ کا بچپن اور جوانی کا زمانہ تو ناقابل اصلاح طور سے بگڑ چکا؟

مولانا کا آخری اہانت آمیز جملہ ہمارے لیے ناقابل برداشت تھا۔ لہذا ہم نے غصے سے کہا ”کیا مطلب آپ کا اس سے کہ ہمارے بچپن اور جوانی کا زمانہ ناقابل اصلاح طور پر بگڑ چکا؟“

”مطلب یہ کہ جب بچپن میں آپ کو چھوٹے موٹے معجزات دکھانا چاہیے تھا تب تو آپ صرف اکتیاں اور امرود کھا رہے تھے۔ جوانی میں جب آپ کو کوئی خطرناک قسم کا عشق کرنا چاہیے تھا تب آپ صرف رسی شادی کر رہے تھے۔ جب آپ کو جلے جلوس بلکہ جیل میں ہونا چاہئے تھا تب تو آپ میاں پوت بنے گھر میں کیوتروں کو دانہ کھلا رہے تھے۔ اب آپ نے جب بنیاد ہی نہیں ڈالی تو اوپر مکان کس پوتے پر بنائیے گا؟ بڑا آدمی تو بچپن سے بڑا آدمی ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ایک دم سے کسی کو بڑا بننے میں نے آج تک نہ دیکھا نہ سنا۔“

”لیکن مولانا آپ بڑا آدمی ہونے کے لیے جن لوازمات کو ضروری سمجھتے ہیں میں ان کو انتہائی لغو اور مہمل سمجھتا ہوں۔ اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ کوئی شریف آدمی ایک بڑا آدمی ہو ہی نہیں سکتا۔“

”دیکھیے آپ مجھے غلط سمجھنے کی کوشش مت کیجیے۔ میں نے آپ کو بڑے آدمیوں کے نہیں بڑے آدمیوں کی سوانح حیات کے لوازمات بتائے ہیں۔“

”تو کیا بڑے آدمیوں کی حقیقی زندگی ان کی سوانح حیات کی زندگی سے مختلف ہوتی ہے؟“

ضبط کی کوشش کے باوجود ایک بھیا تک قہقہہ مولانا کے منہ سے درخ ہی تو گیا۔

”اجی میں تو خود نوشت سوانح حیات کو افسانوی ادب کی اعلیٰ ترین صنف سمجھتا ہوں۔ جب سے مجھے سوانح حیات پڑھنے کا چکا لگا ہے میں نے ناول اور افسانے پڑھنا قطعاً بند کر دیا ہے۔ نہیں معلوم کتنی سوانح حیات پڑھ چکا ہوں بلکہ سچ پوچھیے تو یہ کتابوں کی دکان اسی بے ہودہ شوق کا ایک شاخسانہ ہے۔“

और फिर आपका बचपन और जवानी का ज़माना तो नाकबिले-इस्लाह तौर से बिगड़ चुका?"

मौलाना का आख़री अहानत-आमेज़ जुमला हमारे लिए नाकबिले-बर्दाश्त था। लिहाज़ा हमने गुस्से से कहा "क्या मतलब आपका इससे कि हमारे बचपन और जवानी का ज़माना नाकबिले-इस्लाह तौर पर बिगड़ चुका?"

"मतलब यह कि जब बचपन में आपको छोटे मोटे मोअजेज़ात¹ दिखाना चाहिए था तब तो आप सिर्फ़ इकनियौ और अमरुद खा रहे थे। जवानी में जब आप कोई खतरनाक किस्म का इश्क़ करना चाहिए था तब आप सिर्फ़ रस्मी शादी कर रहे थे। जब आपको जलसे जलूस बल्कि जेल में होना चाहिए था तब तो आप मियौ पूत बने घर में कबूतरों को दाना खिला रहे थे। अब आप ने जब बुनियाद ही नहीं डाली तो ऊपर मकान किस बूते पर बनाइयेगा? बड़ा आदमी तो बचपन से बड़ा आदमी होना शुरू हो जाता है। एक दम से किसी को बड़ा बनते मैंने आज तक न देखा न सुना।"

"लेकिन मौलाना आप बड़ा आदमी होने के लिए जिन लवाज़मात को ज़रूरी समझते हैं उनको इन्तहाई लगव और मोहमल समझता हूँ। इसके तो यह मानी हुए कि कोई शरीफ़ आदमी एक बड़ा आदमी हो ही नहीं सकता।"

"देखिए आप मुझे ग़लत समझने की कोशिश मत कीजिये। मैंने आपको बड़े आदमियों के नहीं बड़े आदमियों की सवानेह-हयात के लवाज़मात बताए हैं।"

"तो क्या बड़े आदमियों की हकीकी जिन्दगी उनकी सवानेह-हयात की जिन्दगी से मुख़्तलिफ़ होती है?"

ज़ब्त की कोशिश के बावजूद एक भयानक कहकहा मौलाना के मुँह से दग़ ही तो गया।

"अजी मैं तो खुदनविशत सवानेह हयात को अफ़ासनवी अदब की आला तरीन सिन्फ़² समझता हूँ। जब से मुझे सवानेह हयात पढ़ने का चस्का लगा है मैंने नॉवेल और अफ़साने पढ़ना क़तअन बंद कर दिया है। नहीं मालूम कितनी सवानेह हयात पढ़ चुका हूँ बल्कि सच पूछिये तो यह किताबों की दूकान इसी बेहूदा शौक का एक शाख़साना है।"

1. चमत्कार 2. विधा

”واہ مولانا! آپ اس شوق کو بے ہودہ شوق فرماتے ہیں۔ کسی شاعر نے کب کہا کہ بڑے آدمیوں کی سوانح حیات ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو کیسے بڑا بنا سکتے ہیں؟“

”اجی تو یہ کیجیے! بڑے آدمیوں کی سوانح حیات ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ چھوٹوں کا بڑا بن جانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔“

”مولانا کیا آپ ہمیشہ اس طرح پمپلیوں میں گفتگو کرتے ہیں؟“
 ”اجی اس موضوع پر مجھ سے گفتگو کرنے سے پہلے آپ دس بیس سوانح حیات پڑھ ڈالیں تاکہ اصل حقیقت آپ پر خورد روشن ہو جائے۔“

ہم نے مولانا فروغ احمد کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے انھیں سے مستعار لے کر بہت سے بڑے آدمیوں کی سوانح عمریاں پڑھ ڈالیں۔ ان کو پڑھ کر ہم نے جو عبرت حاصل کی ہے اس سے ہم اپنے عزیزوں اور دوستوں کو محروم نہیں رکھنا چاہتے۔

بڑا آدمی پیدا ہوتے ہی اپنے بڑکپن کے جوہر دکھانا شروع کر دیتا ہے۔ وہ کسی جھاڑی یا نالی میں گرتا ہے تو اسے باہر نکالنے سے پیشتر لوگ اس پر یہ انگلی اٹھاتے ہیں ”دیکھو یہی لڑکا ایک دن بڑا آدمی بنے گا۔“ بڑے آدمی کی پیدائش کے بعد اس کے والدین میں سے دونوں یا کوئی ایک بہت جلد مر جاتا ہے اور اگر نہیں مرتا ہے تو بڑے آدمی سے کچھ ضرور جاتا ہے یا اپنی دوسری مصروفیات کی بنا پر بڑے آدمی سے بے تعلق رہتا ہے۔ سوانح حیات میں اس قسم کی رنگ آمیزی غالباً یوں ضرور سمجھی جاتی ہے تاکہ بڑا آدمی اپنے والدین کا ضرورت سے زیادہ احسان مند نہ ہونے پائے اور وہ اس کے بڑکپن میں اپنا کوئی حصہ نہ بنانے لگیں۔ بڑے آدمی کا بچپن انتہائی حسرت اور بے چارگی میں گزرتا ہے۔ اور اگر وہ شومئی قسمت سے کسی امیر گھرانے میں پیدا ہوا ہو تو وہ غریبوں اور مفلسوں کی حالت زار پر بچپن ہی سے آہ و زاری کرنے لگتا ہے تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔ اس کا نام اسکول میں لکھا جاتا ہے تو یا تو وہ اپنے درجے میں اول آتا ہے اور یا سب سے آخر میں۔ درمیان میں اپنے لیے کوئی عمومی جگہ بنانا وہ اپنی بڑی توہین سمجھتا ہے۔ یوں تو کون بچہ ہوگا جو اپنے طفلانہ اشتیاق سے اپنے بزرگوں سے الٹے سیدھے سوالات نہ پوچھتا ہو لیکن بڑا

“वाह मौलाना! आप इस शौक को बेहूदा शौक फरमाते हैं। किसी शायर ने सच कहा कि बड़े आदमियों की सवानेह हयात हमें सिखाते हैं कि हम अपने आपको कैसे बड़ा बना सकते हैं?”

“अजी तौबा कीजिये! बड़े आदमियों की सवानेह हयात हमें यह सिखाते हैं कि छोटों का बड़ा बन जाना मुश्किल ही नहीं नामुमकिन है।”

“मौलाना क्या आप हमेशा इस तरह पहेलियों में गुफ्तगू करते हैं?”

अजी इस मौजू पर मुझसे गुफ्तगू करने से पहले आप दस-बीस सवानेह हयात पढ़ डालिये ताकि असल हकीकत आप पर खुद रौशन हो जाय।”

हमने मौलाना फरोग अहमद के मशवरे पर अमल करते हुए उन्हीं से मुस्तआर¹ लेकर बहुत बड़े आदमियों की सवानेह उम्रियाँ पढ़ डालीं। उनको पढ़कर हमने जो इबरत हासिल की है उससे हम अपने अजीजों और दोस्तों को महरुम नहीं रखना चाहते।

बड़ा आदमी पैदा होते ही अपने बड़कपन के जौहर दिखाना शुरू कर देता है। वह किसी झाड़ी या नाली में गिरता है तो उसे बाहर निकालने से पेशतर लोग उस पर यह उंगली उठाते हैं “देखो यही लड़का एक दिन बड़ा आदमी बनेगा।” बड़े आदमी की पैदाइश के बाद उसके वालदेन में से दोनों या कोई एक बहुत जल्द मर जाता है और अगर नहीं मरता है तो बड़े आदमी से बिछड़ जरूर जाता है या अपनी दूसरी मसरुफियात की बिना पर बड़े आदमी से बेतअल्लुक रहता है। सवानेह हयात में इसी किस्म की रंग आमेजी गालेबन यूँ जरूर समझी जाती है ताकि बड़ा आदमी अपने वालदेन का जरूरत से ज्यादा एहसानमंद न होने पाए और वह इसके बड़कपन में कोई हिस्सा न बटाने लगे। बड़े आदमी का बचपन इन्तहाई उसरत² और बेचारगी में गुजरता है। और अगर वह शोमिए-किसमत³ से किसी अमीर घराने में पैदा हुआ हो तो वह गरीबों और मुफ्लिसों की हालतें-ज़ार पर बचपन ही से आहो-ज़ारी करने लगता है ताकि सनद रहे और वक़्त जरूरत काम आये। उसका नाम स्कूल में लिखा जाता है तो या तो वह अपने दर्जे में अव्वल आता है और या सब से आखिर में। दरमियान में अपने लिए कोई उमूमी जगह बनाना वह अपनी तौहीन समझता है। यूँ तो कौन बच्चा होगा जो अपने तिफ़लाना इश्तियाक़ से अपने बुजुर्गों से उल्टे सीधे सवालात न पूछता हो लेकिन बड़ा आदमी अपने बचपन में जो सवालात पूछता है उनकी

1. उधार

2. गरीबी

3. दुर्भाग्य

آدمی اپنے بچپن میں جو سوالات پوچھتا ہے اُن کی کچھ شان ہی نرالی ہوتی ہے اور وہ اس کی آئندہ زندگی کی صاف غمازی کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً اگر وہ اپنی ماں سے کسی نووارد بھائی بہن کے متعلق پوچھتا ہے ”ممی تم یہ رونا بچہ بازار سے کیوں خرید لائیں؟“ تو سوانح نویس کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ بڑا آدمی اپنی ماں کو درپردہ ضبط تولید کی تعلیم دے رہا تھا یا جب بڑا آدمی کسی قتل کو پکڑ کر اپنے کسی ساتھی سے کہتا ہے ”دیکھو یہ مٹا سا ہوائی جہاز ہے۔“ تو سوانح نویس کو صاف پتا چل جاتا ہے کہ بڑا آدمی صوبہ کا وزیر ہو گا اور حکومت کے خرچ سے ہوائی جہاز کا سفر کرے گا۔

جوانی آتے ہی بڑے آدمی کی مصروفیتیں بڑی خیزی سے بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ پہلے تو وہ عشق سے دوچار ہوتا ہے اگر شادی ہوگئی ہو تو خیر، ورنہ عمر بھر کے لیے بڑا آدمی ایک زخم جگر اپنے پیٹ میں چھپائے پھرتا ہے۔ جلسے، جلوس، اور ہنگاموں کے درمیان دخل در معقولات دینے کا بڑے آدمی کو خاص ملکہ ہوتا ہے۔ لاشی چارج کی پہلی لاشی اسی کے سر پر لگتی ہے اور جیل میں سرکاری مہمان ہونے کی غرض سے سب سے پہلے اسی کا نمبر آتا ہے البتہ گولی چلنے کے وقت اُس کے کان کچھ سکڑ جاتے ہیں اور گولی اس کے کان کے پاس سے نکلتی ہوئی کسی گم نام والٹیر کے لگ جاتی ہے اور وہ بیچارہ خس کم جہاں پاک کا مصداق بن جاتا ہے۔ بڑے آدمی کی جوانی میں کی ہوئی پیش گوئیاں اس کے بڑھاپے میں سو فی صدی صحیح ثابت ہوتی ہیں، اس کی رائے ہمیشہ اس کے دیگر، ہم عصروں سے نرالی ہوتی ہے اور اگر وہ کسی وجہ سے غلط ثابت ہوتی ہیں تو اس میں حالات اور متعلقہ لوگوں ہی کا قصور زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے دوست کم اور دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ پرلے درجے کا ابن الوقت اور موقع شناس ہوتا ہے اور زمانے کی ہر نئی کروٹ اس کے لیے ترقی کا ایک نیا زینہ ثابت ہوتا ہے۔

اور پھر جب جوانی کی ارتقائی منزلیں طے کر کے بڑا آدمی ایک مسلم الثبوت بڑا آدمی بن جاتا ہے تو اس سے بڑائی کے آثار خود بخود نمایاں ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ بہادر، دلیر، منہ پھٹ، حاضر جواب، بخیر، برخلوص اور نہیں معلوم کیا کیا کچھ ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اس کے ہر قول و فعل سے بڑائی نکلنے لگتی ہے اور وہ اس تلخ حقیقت سے بالکل ہی بے

कुछ शान ही निराली होती है और वह उसकी आइन्दा जिन्दगी की साफ गुम्माजी¹ करते नज़र आते हैं। मसलन अगर वह अपनी माँ से किसी नौवारिद भाई बहन के मुतअल्लिक पूछता है "मम्मी तुम यह रोना बच्चा बाज़ार से क्यों खरीद लाई?" तो सवानेह नवीस को फौरन मालूम हो जाता है कि बड़ा आदमी माँ को दर पर्दा जब्ते-तौलीद² की तालीम दे रहा था या जब बड़ा आदमी किसी तितली को पकड़ कर अपने किसी साथी से व. ना है "देखो यह मुन्ना सा हवाई जहाज है," तो सवानेह नवीस को साफ पता चल जाता है कि बड़ा आदमी सूबे का वज़ीर होगा और हुकूमत के खर्च से हवाई जहाज का सफर करेगा।

जवानी आते ही बड़े आदमी की मसरुफियतें बड़ी तेज़ी से बढ़ना शुरू हो जाती हैं। पहले तो वह इश्क से दोचार होता है अगर शादी हो गई हो तो ख़ैर, वरना उम्र भर के लिए बड़ा आदमी एक जख्मे-जिगर अपने पेट में छिपाये फिरता है। जलसे, जुलूस, और हंगामों के दरमियान दखल दर माकूलात देने का बड़े आदमी को खास मल्का होता है। लाठी चार्ज की पहली लाठी उसी के सर पर लगती है और जेल में सरकारी मेहमान होने की गरज से सब से पहले उसी का नम्बर आता है अलबत्ता गोली चलने के वक़्त उसके कान कुछ सिकुड़ जाते हैं और गोली उसके कान के पास से निकलती हुई किसी गुमनाम वॉलेंटियर के लग जाती है और वह बेचारा खसकम जहाँ पाक का मिस्दाक बन जाता है। बड़े आदमी की जवानी में की हुई पेशगोइयाँ उसके बुढ़ापे में सौ फीसदी सही साबित होती हैं, उसकी राय हमेशा उसके दीगर, हमअस्त्रों से निराली होती है और अगर वह किसी वजह से गलत साबित हुई तो उसमें हालात और मुताअल्लेका लोगों ही का कुसूर ज़्यादा होता है। उसके दोस्त कम और दुश्मन ज़्यादा होते हैं। वह परले दर्जे का इन्नुलवक़्त और मौका-शनास होता है और ज़माने की हर नई करवट उसके लिए तरक्की का एक नया जीना साबित होती है।

और फिर जब जवानी की इरतकाई मंजिलें तय करके बड़ा आदमी एक मुसल्लमुस्सुबूत बड़ा आदमी बन जाता है तो उस से बड़ाई के आसार खुद नुमार्यों होना शुरू हो जाते हैं वह बहादुर, दिलेर, मुँहफट, हाज़िर जवाब, मुखय्यर³, पुरखुलूस और नहीं मालूम क्या क्या कुछ होना शुरू हो जाता है और उसके हर कौलो-फेल से बड़ाई टपकने लगती है और वह इस तलख-हकीकत से बिल्कुल ही बे परवा और बेगाना नज़र आता है -

1. अभिव्यक्ति

2. परिवार नियोजन

3. दानी

پرورد اور بے گانہ نظر آتا ہے۔

ع کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے بحر پیدا
وہ اپنے بڑائی کے منصب تک پہنچنے میں کسی دوسرے کی اعانت یا ہمت افزائی کے اظہار کو
اپنے لیے انتہائی قابلِ شرم سمجھتا ہے۔

بڑے آدمیوں کی سوانحِ حیات میں سب سے قابلِ توجہ بات یہ ہوتی ہے کہ وہ
جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتا ہے اس کا مرکزی کردار بن جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایامِ طفولیت میں
وہ کسی جلے میں رضا کار کے فرائض انجام دے رہا تھا تو اس جلے کا سب سے سنسنی خیز واقعہ
جنابِ صدر کے قریب نہیں بلکہ ٹھیک اُس جگہ پر رونما ہوگا جہاں ہمارا مستقبل کا لیڈر کھڑا کچالو
کھار ہاتھا۔

کہتے ہیں کہ تین اشخاص جو جلد ہی بڑے آدمی بننے والے تھے۔ ایک ساتھ ایک
ریل کے ڈبے میں سفر کر رہے تھے۔ پہلے نے کہا ”اب اگلا اسٹیشن قریب ہی ہے!“
دوسرے نے کہا ”بھوک لگی ہے“ تیسرے نے کہا ”اب اگلے اسٹیشن پر ہی کھانا کھائیں
گے۔“ اس ایک واقعہ کو ان تینوں نے بعد میں اپنی اپنی سوانحِ حیات میں یوں لکھا۔ پہلا
”ہمارے گروہ پر خوابِ غفلت چھایا ہوا تھا۔ میں پہلا شخص تھا جس نے اپنے ساتھیوں کی
توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی کہ ایک بج رہا ہے اور ہمیں اب کوئی عملی کام یعنی اپنے
کھانے پینے کی فکر کرنا چاہیے۔“ دوسرا ”جی ہاں میں اور صرف میں وہ پہلا شخص تھا جس
نے موقع کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے خطرے کی گھنٹی سب سے پہلے بجائی اور تائید
اور تردید سے بے نیاز ہو کر صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارا واقعی مطالبہ کیا ہے یعنی ہمیں بھوک
لگی ہے!“ تیسرا ”ہمارے گروہ کے سامنے تجاویز تو بہت تھیں لیکن انھیں عملی جامہ پہنانے
کے لیے کوئی واضح پروگرام ہرگز نہیں تھا۔ میں نے وقت کے تقاضے کو سمجھ لیا اور اپنے
ساتھیوں کے سامنے ایک انتہائی آسان راہِ عمل کا دروازہ کھول دیا یعنی انھیں سمجھایا کہ اگلا
اسٹیشن قریب ہے اور وہاں ہم اپنا پیٹ بھر سکتے ہیں۔ یہ صرف میری ہی قیادت کا طفیل تھا
کہ میرا گروہ فاتح کی موت سے بال بال بچ گیا۔“

اب ہم نے اپنی خود نوشت سوانحِ حیات کا خیال چھوڑ کر مولانا فروغ احمد کی سوانح

कि खूने-सद हजार अंजुम से होती है सहर पैदा
 वह अपने बड़ाई के मन्सब तक पहुँचने में किसी दूसरे की अयानत या
 हिम्मत अफ़ज़ाई के इज़हार को अपने लिए इन्तहाई काबिले-शर्म समझता
 है।

बड़े आदमियों की सवानेह हयात में सब से काबिले तवज्जो बात
 यह होती है कि वह जिस काम में भी हाथ डालता है उसका मरकज़ी
 किरदार बन जाता है। मसलन अगर अय्यामे-तिफूलि¹ त¹ में वह किसी
 जलसे में रज़ाकार² के फ़रायज़ अन्जाम दे रहा था तो उस जलसे का सब
 से सनसनीखेज़ वाक़या जनाब सदर के करीब नहीं बल्कि ठीक उस जगह
 पर रुनुमा होगा जहाँ हमारा मुस्तक़बिल का लीडर खड़ा कचालू खा रहा
 था।

कहते हैं कि तीन अशखास जो जल्द ही बड़े आदमी बनने वाले थे
 एक साथ एक रेल के डिब्बे में सफ़र कर रहे थे। पहले ने कहा "अब
 अगला स्टेशन करीब ही है!" दूसरे ने कहा "मूख़ लगी है" तीसरे ने कहा
 "अब अगले स्टेशन पर ही खाना खायेंगे।" एक इस वाक़ए को इन तीनों ने
 बाद में अपनी अपनी सवानेह हयात में यूँ लिखा। पहला "हमारे ग़िरोह पर
 ख़ाबे-ग़फलत छाया हुआ था। मैं पहला शख्स था जिसने अपने साथियों
 की तवज्जो इस हकीकत की तरफ़ मब्ज़ूल कराई कि एक बज रहा है और
 हमें अब कोई अमली काम यानी अपने खाने पीने की फ़िक्र करना चाहिए।"
 दूसरा "जी हाँ मैं और सिर्फ़ मैं वह पहला शख्स था जिसने मौके की
 नज़ाकत का एहसास करते हुए ख़तरे की घंटी सब से पहले बजाई और
 ताईद और तरदीद से बे नयाज़ होकर साफ़-साफ़ कह दिया कि हमारा
 वाक़ई मोतालबा क्या है यानी हमें मूख़ लगी है!" तीसरा "हमारे ग़िरोह के
 सामने तज़ावीज़ तो बहुत थीं लेकिन उन्हें अमली जामा पहनाने के लिए
 कोई वाजेह प्रोग्राम हर्गिज़ नहीं था। मैंने वक़्त के तकाज़े को समझ लिया
 और अपने साथियों के सामने एक इन्तहाई आसान राह-अमल का दरवाज़ा
 खोल दिया यानी उन्हें समझाया कि अगला स्टेशन करीब है और वहाँ हम
 अपना पेट भर सकते हैं। यह सिर्फ़ मेरी ही कयादत के तुफ़ैल था कि मेरा
 ग़िरोह फाके की मौत से बाल-बाल बच गया।"

अब हमने अपनी खुदनविशत सवानेह हयात का ख़याल छोड़कर
मौलाना फ़रोग अहमद की सवानेह हयात लिखने का बेड़ा उठाया है और

1. बचपन

2. कार्यकर्ता

حیات لکھنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور ان کے بوسیدہ بچپن، مڑے ہوئے رومانوں، فراری زہد اور دیگر پوست کندہ حالات کی تحقیق اور تلاش میں لگے ہوئے ہیں اور یقیناً بہت جلد افسانوی ادب میں یا پھر جیل اور اسپتال کی آبادی میں ایک گراں قدر اضافہ ہونے والا ہے۔

oooooooo

उनके बोसीदा बचपन, सड़े हुए रुमानों, फरारी ज़ोहद और दीगर पोस्तकन्दा¹ हालात की तहकीक और तलाश में लगे हुए हैं और यकीनन बहुत जल्द अफ़सानवी अदब में या फिर जेल और अस्पताल की आबादी में एक गरौक़द इज़ाफ़ा होने वाला है।

○○○○○○○○

1. खाल पर लिखे

تعزیت

ہمارا خیال ہے کہ مرنے سے زیادہ مرنے والے کی تعزیت مشکل ہے کیوں کہ موت تو بن بلائے ہستی ہوئی خود گھر پر آ جاتی ہے اور تعزیت کے لیے منھ لٹکائے ہوئے دوسرے کے گھر جانا پڑتا ہے اور جانا ہی نہیں بلکہ مرحوم کی ”بے وقت موت“ کو (چاہے وہ نوے برس کی عمر ہی میں کیوں نہ ہوئی ہو) ایک ”ناقابل تلافی نقصان“ ثابت کرتے ہوئے ان کی فرضی خوبیوں کی فہرست اس تفصیل کے ساتھ گننا ہوتی ہے کہ اگر مرحوم سن لیں تو خود انھیں ہنسی آ جائے اور انھیں اپنی موت پر رشک آنے لگے اس لیے کہ زندگی میں کسی کو کبھی ان کے حق میں ایک کلمہ خیر کہنے کی توفیق نہ ہوئی اور موت کی بدولت آج انھیں تعزیت کرنے والوں کے منھ سے ایسے مدحیہ قصیدے سننے کو مل رہے ہیں کہ کیا کسی بادشاہ کو زندگی میں درباری شاعروں سے سننے کو ملے ہوں گے۔

تعزیت پر خلوص بھی ہوتی ہے اور رسمی بھی۔ مگر وہ چاہے رسمی ہو، چاہے مخلصانہ دونوں مشکل ہیں کیوں کہ اگر مرنے والے سے آپ کو خلوص تھا تو آپ کی حالت خود تعزیت کے لائق ہوگی اور ایسی حالت میں آپ تعزیت کرنے جائیں گے تو آپ مرحوم کے پس ماندگان کو تسلی دینے کے بجائے خود رونے لگیں گے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

ताजियत¹

हमारा खयाल है कि मरने से ज़्यादा मरने वाले की ताजियत मुश्किल है क्योंकि मौत तो बिन बुलाये हंसती हुई खुद घर पर आ जाती है और ताजियत के लिए मुँह लटकाये हुए दूसरे के घर जाना पड़ता है और जाना ही नहीं बल्कि मरहूम की "बे वक्त मौत" को (चाहे वह नौवें वर्ष की उम्र ही में क्यों न हुई हो) एक "नाकाबिले-तलाफी नुकसान" साबित करते हुए उनकी फ़र्जी खूबियों की फ़ेहरिस्त इस तफ़सील के साथ गिनाना होती है कि अगर मरहूम सुन लें तो खुद उन्हें हंसी आ जाय और उन्हें अपनी मौत पर रश्क आने लगे इसलिए कि ज़िन्दगी में किसी को भी उनके हक में एक कलमए-ख़ैर कहने की तौफ़ीक़ न हुई और मौत की बदौलत आज उन्हें ताजियत करने वालों के मुँह से ऐसे मदही कसीदे² सुनने को मिल रहे हैं कि क्या किसी बादशाह को ज़िन्दगी में दरबारी शायरों से सुनने को मिले होंगे।

ताजियत पुरख़लूस भी होती है और रस्मी भी। मगर वह चाहे रस्मी हो, चाहे मुश्किलसाना दोनों मुश्किल हैं क्योंकि अगर मरने वाले से आप को ख़लूस था तो आप की हालत खुद ताजियत के लायक होगी और ऐसी हालत में आप ताजियत करने जायेंगे तो आप मरहूम के पसमांदगान को तसल्ली देने के बजाये खुद रोने लगेंगे जैसा कि शायर ने कहा है -

-
1. किसी की मृत्यु पर उसके परिवार वालों को सात्वना देना
 2. तारीफ़

تسلی میں بھی ختم ہو دیے
وہ سمجھاتے سمجھاتے خود رو دیے
اور اگر آپ رسمی طور پر اس خیال سے تعزیت کے لیے لکے ہیں کہ ع
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

آج آپ جن کی تعزیت کے لیے جارہے ہیں کل ان کے لڑکے آپ کی
تعزیت کے لیے آئیں گے یا یہ مرحوم آپ کے کسی بزرگ کی موت پر آپ کے گھر تعزیت
کے لیے آئے تھے تو ایسی صورت میں تعزیت کا کام مشکل سے مشکل تر ہو جاتا ہے کیوں کہ
آپ دراصل تعزیت کرنے نہیں بلکہ اس تعزیتی قرض کو ادا کرنے جاتے ہیں جو آپ پر
واجب الادا تھا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ قرض کی ادائیگی کوئی آسان کام نہیں، خصوصیت
کے ساتھ وہ قرض جرتر کے میں ملا ہو۔ اور پھر اس قرض کا کیا کہنا جو روپیوں پیسوں کا نہیں،
آنسوؤں اور غموں کا ہو۔ پیسے کا قرض تو ایک ادھار لے کر دوسرے کو ادا کیا جاسکتا ہے لیکن
آنسو ادھار لیے جاسکتے ہیں نہ دیے جاسکتے ہیں ان کے لیے تو ایکٹروں یا گویوں کی طرح
ریاض کرنا ہوتا ہے۔ اسی لیے تعزیت ایک فن ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی فن کے حصول
میں کتنے پاپڑیلنا پڑتے ہیں۔ خدا نظر بد سے بچائے، اگر آپ شاعر ہیں تو ایک اور مثال
پیش کر دوں شاعر ہونے کی وجہ سے آپ جانتے ہی ہیں کہ سیروں خون تھوکنے پڑتا ہے تب
جا کے شعر برآمد ہوتا ہے۔ بس یہی حال تعزیت کا ہے۔ گڑے مُردے اکھاڑنے پڑتے
ہیں اپنے باپ دادا کی موت یاد کر کے انسو اکٹھا کرنے پڑتے ہیں اور پھر جب یہ سارے
درد و غم جمع ہو جاتے ہیں تب جا کے کہیں تعزیت کا قرض ادا ہو پاتا ہے۔

قرض کے ذکر پر یاد آ گیا کہ تعزیت کرنے کی طرح قرض مانگنا بھی بڑے
فنکار کا کام ہے۔ قرض اور تعزیت دونوں کے لیے منہ لٹکانا ضروری ہوتا ہے لیکن فرق
صرف یہ ہوتا ہے کہ قرض کے لیے گھر سے نکلتے وقت منہ خود بخود لٹکا ہوتا ہے اور تعزیت کے
لیے مرنے والے کے گھر پہنچ کر منہ لٹکانا پڑتا ہے۔ منہ کے خود لٹکے ہونے اور ارادتا لٹکانے
میں جو نازک فرق ہے اسے صرف حالات سے مجبور ہو کر قرض مانگنے والے کا ہی دل محسوس
کر سکتا ہے، رسمی تعزیت کرنے والے کبھی محسوس نہیں کر سکتے۔ جہاں تک ہماری ذات کا

तसल्ली में भी तुरखे-गम¹ बो दिये

वह समझाते समझाते खुद रो दिये

अगर आप रस्मी तौर पर इस खयाल से ताजियत के लिए निकले हैं कि -
क्या खूब सौदा नक़्द है इस हाथ दे उस हाथ ले

आज आप जिन की ताजियत के लिए जा रहे हैं कल उनके लड़के आपकी ताजियत के लिए आयेंगे या यह मरहूम आपके किसी बुजुर्ग की मौत पर आपके घर ताजियत के लिए आये थे तो ऐसी सूरत में ताजियत का काम मुश्किल से मुश्किल तर हो जाता है क्योंकि आप दरअसल ताजियत करने नहीं बल्कि उस ताजियती कर्ज को अदा करने जाते हैं जो आप पर वाजिबुलअदा था। और आप जानते हैं कि कर्ज की अदायगी कोई आसान काम नहीं, खुसूसियत के साथ वह कर्ज जो तर्क में मिला हो। और फिर उस कर्ज का क्या कहना जो रुपयों पैसों का नहीं, आँसुओं और गमों का हो। पैसे का कर्ज तो एक उधार लेकर दूसरे को अदा किया जा सकता है लेकिन आँसू न उधार लिए जा सकते हैं न दिए जा सकते हैं इनके लिए तो एक्टरों या गवय्यों की तरह रियाज़ करना होता है। इसी लिए ताजियत एक फन हो गया है और जाहिर है कि किसी फन के हुसूल में कितने पापड़ बेलने पड़ते हैं। खुदा नजरे-बद से बचाये, अगर आप शायर हैं तो एक और मिसाल पेश कर दूँ शायर होने की वजह से आप जानते ही हैं कि सेरों खून थूकना पड़ता है तब जाके शेर बरामद होता है। बस यही हाल ताजियत का है। गड़े मुर्दे उखाड़ने पड़ते हैं अपने बाप दादा की मौत याद कर के आँसू इकट्ठा करने पड़ते हैं और फिर जब यह सारे दर्दों-गम जमा हो जाते हैं तब जाके कहीं ताजियत का कर्ज अदा हो पाता है।

कर्ज के जिक्र पर याद आया कि ताजियत करने की तरह कर्ज मांगना भी बड़े फनकार का काम है। कर्ज और ताजियत दोनों के लिए मुँह लटकाना ज़रूरी होता है लेकिन फर्क सिर्फ यह होता है कि कर्ज के लिए घर से निकलते वक़्त मुँह खुद बखुद लटका होता है और ताजियत के लिए मरने वाले के घर पहुँच कर मुँह लटकाना पड़ता है। मुँह के खुद लटके होने और इरादतन लटकाने में जो नाजुक फर्क होता है उसे सिर्फ हालात से मजबूर होकर कर्ज माँगने वाले का ही दिल महसूस कर सकता है, रस्मी ताजियत करने वाले कभी महसूस नहीं कर सकते। जहाँ तक हमारी ज़ात

1. गम के बीज

تعلق ہے قرض کی مصیبت بار بار برداشت کرنے کی وجہ سے ہمیں یہ فائدہ ہوا کہ ہمارے لیے تعزیت کی مشکل اس حد تک ضرور آسان ہو گئی ہے کہ ہمیں مرنے والے کے گھر پہنچ کر زبردستی روہانسا منہ نہیں بتانا پڑتا بلکہ ہماری صورت ہی اب روہانسی ہو گئی ہے۔ البتہ اگر کسی جگہ خلوص کی بنا پر زیادہ رقت طاری کرنے کی ضرورت ہوئی تو ہم تعزیت کے وقت قرض کی ادائیگی کا بھی تصور کر لیتے ہیں۔ اس طرح فاقہ مستی کا رنگ لانے کے خوف سے ہمارا چہرہ خاصا سو گوار ہو جاتا ہے اور مرنے والے کے پسماندگان کے دلوں پر ہمارے خلوص کا کافی اثر پڑتا ہے۔ حالاں کہ ہم جانتے ہیں کہ اس میں خلوص و ہمدردی سے زیادہ ہمارے حالات کو دخل ہے جنہوں نے ہمیں بغیر کسی خاص کوشش کے تعزیت جیسے مشکل فن میں اُن پیشہ ور تعزیت مندوں سے کہیں زیادہ کامیاب بنا دیا ہے جو اس تاک ہی میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کوئی اللہ کو پیارا ہو اور وہ اپنے فن کے مظاہرے کے لیے پہنچ جائیں۔

آپ کہیے گا کہ یہ پیشہ ور تعزیت مند کیسے ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں پیشہ ور تعزیت مند وہ ہیں جو ایک خاص بندھے نکلے انداز میں تعزیتی تقریر کرتے ہیں اور اس تقریر کے دوران جگہ جگہ شعر بھی پڑھتے ہیں۔ مثلاً ع

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مُر جھانگے

ایک پیشہ ور تعزیت مند، پُر سے میں پہنچتا ہے اور پہنچتے ہی زندگی کی بے ثباتی کا ذکر کرتا ہے کہ ”مہینت ایز دی میں کیا چارہ ہے۔“

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ بکل ہماری باری ہے

”آدی پانی کا بلبلہ ہے، ایک دم کا ٹھکانا نہیں۔“ پھر آہ سرد بھرتے ہوئے شعر پڑھتا ہے۔

ہستی اپنی حباب کی سی ہے یہ نمائش سراب کی سی ہے

”بھیا مبر کرو، جس کی امانت تھی اس نے لے لی۔ اپنا یہاں کیا ہے جس پر بھروسہ کیا جائے۔ سامان سو برس کے ہیں کل کی خبر نہیں، ہم کو بھی ایک دن اسی راہ پر جانا ہے۔ ہر

ایک پر یہ دن آنے والا ہے ع

بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

مبر کرو مبر کے سوا چارہ کیا ہے۔

का ताअल्लुक है कर्ज की मुसीबत बार-बार बर्दाश्त करने की वजह से हमें फायदा यह हुआ कि हमारे लिए ताजियत की मुश्किल इस हद तक जरूर आसान हो गई है कि हमें मरने वाले के घर पहुँच कर ज़बरदस्ती रुहौंसा मुँह बनाना पड़ता है बल्कि हमारी सूरत ही अब रोहौंसी हो गई है। अलबत्ता अगर किसी जगह खुलूस की बिना पर ज़्यादा रिक्कत तारी करने की जरूरत हुई तो हम ताजियत के वक़्त कर्ज की अदायगी का भी तसव्वुर कर लेते हैं। इस तरह फाका मस्ती का रंग लाने के ख़ौफ़ से हमारा चेहरा खासा सोगवार हो जाता है और मरने वाले के पसमान्दगान के दिलों पर हमारे खुलूस का काफी असर पड़ता है। हालाँकि हम जानते हैं कि इस में खुलूसो हमदर्दी से ज़्यादा हमारे हालात को दख़ल है जिन्होंने हमें बग़ैर किसी खास कोशिश के ताजियत जैसे मुश्किल फ़न में उन पेशावर ताजियतमंदों से कहीं ज़्यादा कामयाब बना दिया है जो इस ताक में बैठे रहते हैं कि कोई अल्लाह को प्यारा हो और वह अपने फ़न के मुज़ाहरे के लिए पहुँच जायें।

आप कहियेगा कि यह पेशावर ताजियतमंद कैसे होते हैं। मेरे ख़याल में पेशावर ताजियतमंद वह हैं जो एक खास बंधे-टके अंदाज़ में ताजियती तक़रीर करते हैं और उस तक़रीर के दौरान जगह-जगह शोर पढ़ते हैं। मसलन -

हसरत उन गुंचों पे है जो बिन खिले मुरझा गये
एक पेशावर ताजियतमंद पुरसे में पहुँचता है और पहुँचते ही ज़िन्दगी की बे सबाती का ज़िक्र करता है कि "मशीयते-एज़दी¹" में क्या चारा है -

मौत से किसको रुस्तगारी है आज वह, कल हमारी बारी है
"आदमी पानी का बुलबुला है। एक दम का ठिकाना नहीं।" फिर आह-सर्द भरता हुआ शोर पढ़ता है-

हस्ती अपनी हबाब की सी है यह नुमाइश सराब की सी है
"मय्या सन्न करो, जिसकी अमानत थी उसने ले ली। अपना यहाँ क्या है जिस पर मरोसा किया जाय। सामान सौ बरस के हैं कल की ख़बर नहीं, हम को भी एक दिन इसी राह पर जाना है। हर एक पर यह दिन आने वाला है -

बहुत आगे गये, बाकी जो हैं तैयार बैठे हैं
सन्न करो सन्न के सिवा चारा क्या है।

1. अल्लाह की मर्ज़ी

مجھے دیکھو۔ پانچ کو قبرستان پہنچا چکا ہوں لیکن مجھ کو موت نہیں آئی۔ آہ! مگر موت مانگنے سے کب آتی ہے۔ اگر مانگے ملتی تو میں کب کا مر چکا ہوتا اور آج اپنے فضل و بھائی کے پُر سے کے لیے نہ آتا پڑتا۔ کیا کہوں مرحوم کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے۔ کیا ہنس کھلے آدمی تھے۔ بڑی سی بڑی مصیبت پڑے چہرے پر شکن نہ آتی تھی۔ پر دوسروں کی مصیبت نہ دیکھ سکتے تھے۔ جن کی موت پر تعزیت کے لیے گئے مگر تسلی دینے کے بجائے خود پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ لوگ پکڑ نہ لیتے تو پچھاڑ کھا کر گر پڑتے خد امرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے آدمی کیا تھے فرشتہ تھے۔ کیا اخلاق تھا مرحوم کا۔ منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ کبھی کسی کو کچی بات نہ کہی۔ صوم و صلوة کے ایسے پابند کہ ایک وقت کی نماز نقصانہ ہوئی (حالاں کہ مرحوم کو عید بقرعید کے علاوہ کسی نے مسجد کی طرف جاتے بھی نہیں دیکھا) چہرے پر نور برستا تھا۔ ہائے! آپ کو کیا صبر دلاؤں خود اپنا کلیجہ پھٹا جاتا ہے دل کو یقین نہیں آتا کہ وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ ایک وقت ملاقات نہ ہوتی تو چین نہ پڑتا۔ یہ مستقل جدائی کیوں کر برداشت ہوگی۔ مگر رونے سے کیا ہوگا آنسوؤں سے غم ڈھلنے سے رہا صبر کرنا ہی ہے۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ اپنے کو سنبھالیے۔ رویئے نہیں رونے سے مرحوم کی روح کو رنج ہوگا۔ صبر کیجیے۔ دونوں وقت ملتے ہیں مرنے والا تو مر گیا اب لوٹ کر آنے والا نہیں۔“

مگر اب تعزیت زیادہ مشکل نہیں رہی اس لیے کہ فن تعزیت کے فن کاروں نے جیسا کہ آپ نے ابھی دیکھا اچھا خاصا تعزیتی لٹریچر کی تعزیت کرنے والوں کی آسانی اور سوغواروں کی پریشانی کے لیے فراہم کر دیا ہے جس میں مرحوم کی بے وقت موت کو ناقابلِ تلائی نقصان قرار دینے سے لے کر مرحوم کے جوار رحمت میں جگہ پانے کی توقع تک تمام مراحل کے لیے ڈھلے ڈھلائے جملے موجود ہیں۔ بس اب تعزیت کرنے والے کا کام صرف منہ بنا کر اور موقع بے موقع آہ سرد بھر کر انھیں جملوں کو بے دھڑک دہرا دینا ہے۔

کلا کار نہیں تعزیت کا اپنے فن کی کامیابی اسی میں خیال کرتے ہیں کہ مرے پر سوڈے کے بہ طور غم نصیب پسماندگان کے سامنے مرنے والے کی پیدائش سے لے کر آخری ہنگامی تک تمام واقعات پوری تفصیل کے ساتھ بار بار ایسے رقت آمیز لہجے میں

मुझे देखो। पाँच को कब्रिस्तान पहुँचा चुका हूँ लेकिन मुझ कमबख्त को मौत नहीं आई। आह! मगर मौत मँगने से कब आती है। अगर मँगने मिलती तो मैं कब का मर चुका होता और आज अपने फजलू भाई के पुरसे के लिए न आना पड़ता। क्या कहूँ मरहूम की तस्वीर आँखों के सामने फिर रही है। क्या हंसमुख आदमी थे। बड़ी सी बड़ी मुसीबत पड़े चेहरे पर शिकन न आती थी। पर दूसरों की मुसीबत न देख सकते थे। मज्जन की मौत पर ताजियत के लिए गये मगर तसल्ली देने के बजाए खुद फूट फूट कर रोने लगे। लोग पकड़ न लेते तो पछाड़ खाकर गिर पड़ते। खुदा मरहूम को जवारे-रहमत में जगह दे आदमी क्या थे फरिश्ता थे। क्या एख्लाक था मरहूम का। मुँह से फूल झड़ते थे। कभी किसी को कच्ची बात न कही। सोमो-सलात¹ के ऐसे पाबंद कि एक वक्त की नमाज़ कज़ा न हुई (हालाँकि मरहूम को ईद बकरीद के इलावा किसी ने मस्जिद की तरफ जाते भी नहीं देखा) चेहरे पर नूर बरसता था। हाय! आपको क्या सब्र दिलाऊँ खुद अपना कलेजा फटा जाता है, दिल को यकीन नहीं आता कि वह हम से जुदा हो गये। एक वक्त मुलाकात न होती तो चैन न पड़ता। यह मुस्तकिल जुदाई क्योंकि बर्दाश्त होगी। मगर रोने से क्या होगा आँसुओं से गम धुलने से रहा, सब्र करना ही है। सब्र का फल मीठा होता है। अपने को संभालिए। रोइये नहीं, रोने से मरहूम की रुह को रंज होगा। सब्र कीजिये। दोनों वक्त मिलते हैं, मरने वाला तो मर गया अब लौटकर आने वाला नहीं।”

मगर अब ताजियत ज़्यादा मुश्किल नहीं रही इसलिये क फने-ताजियत के फनकारों ने जैसा कि आप ने अभी देखा अच्छा खासा ताजियती लिटरेचर रस्मी ताजियत करने वालों का आसानी और सोगवारों की परेशानी के लिए फराहम कर दिया है जिस में मरहूम की बे वक्त मौत को नाकाबिले तलाफी नुकसान करार देने से लेकर मरहूम के जवार-रहमत में जगह पाने की तवक्को तक तमाम मराहिल के लिए ढले-ढलाये जुमले मौजूद हैं। बस अब ताजियत करने वाले का काम सिर्फ मुँह बनाकर और मौका बे मौका आहे-सर्द भरकर उन्हीं जुमलों को बेधड़क दोहरा देना है।

कलाकार नहीं ताजियतकार अपने फन की कामयाबी उसी में खयाल करते हैं कि मरे पर सौ दुर्र के बतौर गम नसीब पसमांदगान के सामने मरने वाले की पैदाइश से लेकर आखरी डिचकी तक तमाम याक़यात पूरी तफ़सील के साथ बार-बार ऐसे रिक्कत आमेज़ लहज़े में

1. रोज़े-नमाज़ ।

دہرائیں کہ پسماندگان کے زخموں کو مندمل ہونے اور آنسوؤں کو خشک ہونے کا بالکل موقع نہ ملے اور دنیا کی بے ثباتی کا وہ نقشہ کھینچیں کہ ان کے دل میں صبر کا حوصلہ پیدا ہونے کے بجائے خودکشی کا جذبہ پیدا ہو جائے یا کم سے کم وہ حدت غم سے بے قابو ہو کر سر پھوڑنے اور کونٹوں میں پھاندنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ کبھی کبھی تو بوڑھی بیوہ عورتوں کو کسی نوجوان بیوہ کی تعزیت کرتے وقت اس قسم کی تلقین کرتے بھی سنا گیا ہے۔ ”رٹا پے کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ کوئی میرے دل سے پوچھے کہ میں نے بیوگی کے یہ بیس سال کیسے کاٹے ہیں۔ میرا بس چلتا تو میں بھی کچھ کھا کر مرحوم کے ساتھ مٹی میں مل جاتی۔“ گویا ان بیوہ بڑی بی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نوجوان بیوہ کے لیے اب کوئی چارہ نہیں، سوائے اس کے کہ وہ زہر کی پڑیا منگا کر اپنی زندگی سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان بوڑھی بیواؤں کا کام صرف نووارد بیواؤں کو اپنی غلطی سے آگاہ کر کے انہیں خودکشی کے لیے آمادہ کرنا رہ گیا ہے۔

ایک مرتبہ میرے ایک قریبی دوست کے بچہ کا انتقال ہو گیا۔ پلوٹھی کا لڑکا تھا۔ ماں باپ دونوں کی آنکھ کا تارا۔ اس کے مرنے کا دونوں کو قدرتنا بڑا قلق ہوا۔ میں دورے پر گیا ہوا تھا۔ چار روز بعد جب واپس آیا تو بیگم سے اس سانحہ کی اطلاع ملی۔ سامان گھر پر ڈال، سیدھا دوست کے گھر روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ان کی روانگی کا انتظام ہے۔ کچھ سامان باہر رکھا ہے اور ایک تانگہ بھی کھڑا ہے۔ بہر حال میں نے آواز دی تو انہیں جھنجھلا کر زور سے یہ کہتے سنا کہ کہہ دو گھر نہیں ہیں۔ میں یہ بات سن رہا تھا۔ پہلے تو میں سوچنے لگا کہ اب کیا کروں مگر پھر زور سے پکارا کہ ”بھائی“ میں ہوں سعید! یہ سنتے ہی وہ بوڑھی میں آگئے اور لپٹ کر رونے لگے۔ میرا بھی دل بھرا آیا مگر زبان سے تسلی اور تعزیت کی الفاظ نکلنے نہیں پائے تھے کہ دل نے بے ساختہ آواز دی ع جس سے بڑھے بے تاب دل کی ایسی تسلی رہنے دے

زبان نے دل کے مشورے کو فوراً مان لیا کیوں کہ اُسے بارہا تجربہ ہو چکا تھا کہ نازک جذبات کی ترجمانی اس نے ہمیشہ خاموش رہ کر زیادہ اچھے طریقہ پر کی ہے۔ ہم دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ اس کے بعد میں نے بچہ کی بیماری اور موت کے متعلق

दोहरायें कि पसमांदगान के जख्मों को मुन्दमिल¹ होने और आँसुओं को खुश्क होने का बिल्कुल मौका न मिले और दुनिया की बेसबाती का वह नक्शा खींचें कि उन के दिल में सब का हैसला पैदा होने के बजाए खुदकशी का जज्बा पैदा हो जाए या कम से कम वह शिष्टे-गम से बेकाबू होकर सर फोड़ने और कुएँ में फांदने के लिए तैयार हो जायें। चुनांचे कमी-कमी तो बूढ़ी बेवा औरतों को किसी नौजवान बेवा की ताजियत करते वक्त इस किस्म की तल्कीन करते भी सुना गया है। “रंडापे की जिन्दगी से तो मौत बेहतर है। कोई मेरे दिल से पूछे कि मैं ने बेवगी के यह बीस साल कैसे काटे हैं। मेरा बस चलता तो मैं भी कुछ खाकर मरहूम के साथ मिट्टी में मिल जाती।” गोया उन बेवा बूढ़ी बी का मक्सद यह होता है कि नौजवान बेवा के लिए अब कोई चारा नहीं, सिवाए इसके कि वह जहर की पुड़िया मंगाकर अपनी जिन्दगी से छुटकारा हासिल कर ले। ऐसा मालूम होता है कि इन बूढ़ी बेवाओं का काम सिर्फ नौवारिद बेवाओं को अपनी गलती से आगाह कर के उन्हें खुदकशी के लिए आमदा करना रह गया है।

एक मर्तबा मेरे एक करीबी दोस्त के बच्चे का इन्तकाल हो गया। पहलोटी का लड़का था। माँ बाप दोनों की आँख का तारा उसके मरने का दोनों को कुदरतन बड़ा कलक हुआ। मैं दौरे पर गया हुआ था। चार रोज बाद जब वापस आया तो बेगम से इस सानहें की इत्तला मिली। सामान घर पर डाल, सीधा दोस्त के घर रवाना हो गया। वहाँ पहुँचा तो देखा कि उनकी रवानगी का इन्तजाम है। कुछ सामान बाहर रखा है और एक ताँगा भी खड़ा है। बहर हाल मैंने आवाज़ दी तो उन्हें झुंझलाकर जोर से यह कहते सुना कि कह दो घर पर नहीं हैं। मैं यह बात सुन रहा था। पहले तो मैं सोचने लगा कि अब क्या करूँ मगर फिर जोर से पुकारा कि “माई” मैं हूँ सईद! यह सुनते ही वह ड्योढ़ी में आ गये और लिपट कर रोने लगे। मेरा भी दिल भर आया मगर ज़बान से तसल्ली और ताजियत की अल्फाज़ नहीं निकलने पाये थे कि दिल ने बे साख्ता आवाज़ दी –

जिससे बढ़े बेताबी दिल की ऐसी तसल्ली रहने दे

ज़बान ने दिल के मश्वरे को फौरन मान लिया क्योंकि उसे बारहा तजुर्बा हो चुका था कि नाज़ुक जज़्बात की तर्जुमानी उसने हमेशा खामोश रह कर ज़्यादा अच्छे तरीके पर की है। हम दोनों थोड़ी देर तक खामोश रहे। उसके बाद मैंने बच्चे की बीमारी और मौत के मुतअल्लिक

1. मिटना, मरना

کچھ پوچھنے کے بجائے ان کی روانگی کا سبب دریافت کرنا زیادہ مناسب خیال کیا۔ انھوں نے کہا کہ بچہ کی جدائی سے ہم دونوں کے دلوں پر جو گزری ہے اس کے متعلق کچھ کہنا ہی بے کار ہے لیکن ماں کی بُری حالت ہے۔ چار دن ہو گئے ہیں طرح طرح سے بہلانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن تعزیت کرنے والوں نے میری اور خاص طور پر میری بیوی کی زندگی تلخ کر دی ہے۔ میری ہزار کوششوں کے باوجود ان ظالموں نے ایک منٹ کے لیے غم بھلانے کی فرصت نہ دی اور جب میں نے محسوس کیا کہ تعزیت کرنے والی بیویاں زُلازل لاکر بچہ کے ساتھ میری بیوی کو بھی قبرستان پہنچائے بغیر دم نہیں لیں گی تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ تھوڑے دنوں کے لیے یہاں سے ہٹ جاؤں۔ چنانچہ ہم لوگ دو ہفتہ کے لیے پہاڑ پر جا رہے ہیں تاکہ ہمارے دُکھے دل نادان تعزیت کرنے والوں کی بیداد سے بچ سکیں اور زخموں کو مندمل ہونے کا موقع مل سکے ابھی وہ یہ جملہ پورا بھی نہ کر پائے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ایک رکشا سڑک سے ان کے گھر کی طرف مڑ رہا ہے اور اس پر ایک برقعہ پوش خاتون بیٹھی ہیں۔ مجھے فوراً موقع کی نزاکت کا احساس ہوا اور میں نے دوڑ کر رکشے والے سے پوچھا ”کس کے یہاں جانا ہے“ اس کے جواب میں برقعہ پوش خاتون نے بھرائی ہوئی آواز میں میرے دوست کا نام لیا۔ میرا ماتھا ٹھکا اور میں نے خیال کیا کہ اگر اس وقت یہ خاتون تعزیت کے لیے وہاں گئیں تو انھیں گھر واپس ہونے کے بجائے اسپتال نہ جانا پڑے۔ اس لیے میں نے منہ سکھا کر کہا کہ میں انہی کے گھر سے لوٹ رہا ہوں۔ اُن کی بیوی کی حالت زیادہ خراب ہو گئی تھی اس لیے میرے دوست انھیں لے کر ان کے میکے چلے گئے ہیں اور غالباً ایک ماہ بعد واپس آئیں۔ اس پر انھوں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا کہ ہاں بیٹا! مصیبت ایک طرف سے نہیں آتی۔ میں نے جلدی سے کہا جی ہاں! دیکھئے نا چاروں طرف سے چلی آرہی ہے۔ اس کے بعد وہ دل میں تعزیت کی تمنا لیے اپنے گھر واپس گئیں۔

• • • • •

कुछ पूछने के बजाए उनकी रवानगी का सबब दरियाफ्त करना ज़्यादा मुनासिब खयाल किया। उन्होंने कहा कि बच्चे की जुदाई से हम दोनों के दिलों पर जो गुज़री है उस से मुतअल्लिक कुछ कहना ही बेकार है लेकिन माँ की बुरी हालत है। चार दिन हो गये हैं तरह तरह से दिल बहलाने की कोशिश कर रहा हूँ लेकिन ताज़ियत करने वालों ने मेरी और ख़ास तौर पर मेरी बीवी की ज़िन्दगी तल्ख़ कर दी है। मेरी हजार कोशिशों के बावजूद इन ज़ालिमों ने एक मिनट के लिए ग़म भुलाने की फ़ुर्सत न दी और जब मैंने महसूस किया कि ताज़ियत करने वाली बीवियाँ रुला-रुला कर बच्चे के साथ मेरी बीवी को भी कब्रिस्तान पहुँचाये बग़ैर दम नहीं लेंगी तो मैंने फ़ैसला कर लिया कि थोड़े दिनों के लिए यहाँ से हट जाऊँ। चुनानचे हम लोग दो हफ़्ते के लिए पहाड़ पर जा रहे हैं ताकि हमारे दुखे दिल नादान ताज़ियत करने वालों की बेदाद से बच सकें और ज़ख़्मों को मुन्दमिल होने का मौक़ा मिले - अभी वह यह जुम्ला पूरा भी न कर पाये थे कि मैंने देखा कि एक रिक्शा सड़क से उनके घर की तरफ़ मुड़ रहा है और उस पर एक बुर्कापोश ख़ातून बैठी हैं। मुझे फ़ौरन मौक़े की नज़ाकत का एहसास हुआ और मैंने दौड़कर रिक्शे वाले से पूछा "किस के यहाँ जाना है" इसके जवाब में बुर्कापोश ख़ातून ने भर्राई हुई आवाज़ में मेरे दोस्त का नाम लिया। मेरा माथा ठनका और मैंने खयाल किया कि अगर इस वक़्त यह ख़तून ताज़ियत के लिए वहाँ गई तो उन्हें घर वापस होने के बजाए अस्पताल न जाना पड़े। इसलिए मैंने मुँह सुखाकर कहा कि मैं उन्हीं के घर से लौट रहा हूँ। उनकी बीवी की हालत ज़्यादा ख़राब थी इसलिए मेरे दोस्त उन्हें लेकर उनके मैके चले गये हैं और ग़ालेबन एक माह बाद वापस आयें। इस पर उन्होंने एक सर्द आह भरकर कहा कि हाँ बेटा! मुसीबत एक तरफ़ से नहीं आती। मैंने जल्दी से कहा जी हाँ। देखिये ना चारों तरफ़ से चली आ रही है। इसके बाद वह दिल में ताज़ियत की तमन्ना लिये अपने घर वापस गयीं।

• • • • •

دل کی ڈائریاں

ایک جیب کترے کی ڈائری

پہلی اپریل —

آج اپریل فول تھا۔ اس لیے میں نے اپنی آتما سے کہا۔ ”اے مکند لال کی آتما! آج لوگ دوسرے کو فول بنائیں گے میں تمہیں بناؤں گا! اور میں نے بھگوے کپڑے پہنے ماتھے پر ماتھے سے بھی لمبا سیندوری تلک لگایا اور علاقے کے اس مشہور مندر میں چلا گیا، جس کے پجاری کی جیب بچھلے مہینے کاٹی تھی مجھے اس پجاری پر غصہ بھی بہت آیا تھا۔ کیوں کہ اس کی جیب میں سے کئی کھوٹے سکے نکلے تھے۔ نہ جانے لوگ پوجا کے لیے کھوٹے سکے کیوں چڑھاتے ہیں۔

جب میں مندر میں پہنچا تو عقیدت مندوں کی ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ بے اختیار جی چاہا جیب کاٹنے کا نادر موقع ہے۔ لیکن آتما نے مجھے فحش گالی دی کی تم مرد ہو یا سیاسی لیڈر؟ وعدہ کر کے ایفا نہیں کرتے۔ میں ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو گیا۔ اگرچہ مجھے آتما پر سخت طیش آیا کہ یہ کیسی ڈھیٹ ہے۔ ہر وقت انسان سے جچی رہتی ہے۔

شر دھالوؤں کی بھیڑ کو چیر کر میں بھگوان کی مورتی کے سامنے جا کھڑا ہوا اندھی عقیدت کے ساتھ آنکھیں بند کر لیں (اگرچہ کبھی کبھی ایک آنکھ تھوڑی سی کھول کر چڑھاوے کے دھن کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا) اور پھر بھگوان کی مورتی کے سامنے حلف لیا

दिल की डायरियाँ

एक जेबकतरे की डायरी

पहली अप्रैल—

आज अप्रैलफूल था। इसलिए मैंने अपनी आत्मा से कहा। “ऐ मुकुन्द लाल की आत्मा! आज लोग एक दूसरे को फूल बनाएंगे मैं तुम्हें बनाऊँगा! और मैंने भगवे कपड़े पहने माथे पर माथे से भी लम्बा तिलक लगाया और इलाके के उस मशहूर मन्दिर में चला गया, जिसके पुजारी की जेब पिछले महीने काटी थी। मुझे उस पुजारी पर गुस्सा भी बहुत आया था। क्योंकि उसकी जेब में कई छोटे सिक्के निकले थे। न जाने लोग पूजा के लिए छोटे सिक्के क्यों चढ़ाते हैं।

जब मैं मन्दिर में पहुँचा तो अकीदतमंदों की एक भीड़ लगी हुई थी। बे अख्तियार जी चाहा जेब काटने का नादिर मौका है। लेकिन आत्मा ने मुझे फुहश गाली दी कि तुम मर्द हो या सियासी लीडर? वादा करके ईफा¹ नहीं करते। मैं ठंडी सांस भरकर खामोश हो गया। अगरचे मुझे आत्मा पर सख्त तैश आया कि यह कैसी ढीट है। हर वक्त इंसान से चिमटी रहती है।

श्रद्धालुओं की भीड़ को चीर कर मैं भगवान की मूर्ती के सामने जा खड़ा हुआ। अंधी अकीदत के साथ आँखें बंद कर लीं (अगरचे कभी-कभी आँख थोड़ी सी खोलकर चढ़ावे के धन की तरफ भी देख लेता था) और फिर भगवान की मूर्ती के सामने हलफ़ लिया कि अगर मैं आइंदा किसी

1. पूरा, वफ़ा

کہ اگر میں آئندہ کسی کی جیب کاٹوں تو تم مجھے کانایا بہر ادونوں بنا دینا! یہ حلف میں نے دل ہی دل میں لیا۔ کیونکہ بلند آواز میں لیتا تو ارد گرد کھڑے ہوئے لوگ سن لیتے۔ انسان کو ایمان دار بننے ہوئے بھی لوگوں سے شرم آتی ہے۔

حلف لینے کے بعد میں چڑھاوے کے لیے جیب سے پیسے نکالنے لگا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میری جیب کٹ چکی تھی۔

اس کے بعد سارا دان اداں رہا۔ میں آتما کو فول بنانے نکلا تھا۔ لیکن آتما نے مجھے فول بنا دیا! میں نے آتما سے پوچھا۔ ”تم نے کیا حرکت کی؟ میں تو صرف تم سے اپریل فول کر رہا تھا۔ صدق دلی سے جیب کتری سے تو بہ تھوڑے کر رہا تھا لیکن تم سو گئیں اور کوئی میری جیب ہی کاٹ کر لے گیا۔

آتما نے جواب دیا ”قہہ قہہ قہہ!!“
میں نے کہا ”شیم شیم شیم!!“

تین اپریل —

مندر میں جس آدمی نے میری جیب کاٹی تھی آج اس کا پتہ چل گیا ہے جیب کتروں کے گرو نے جسے ہم سب ”جگلی دادا“ کہتے ہیں مجھ سے ذکر کیا کہ آج کل مندروں میں ٹٹ پونچے شردھالو جانے لگے ہیں۔ پرسوں ہمارے گروہ کے ایک جیب کترے شہو نے ایک بھگلوے کپڑوں والے بھگت کی جیب کاٹی تو اس میں سے صرف سو روپیہ اور ایک ادھ جلی بیڑی نکلی :- یہ کہہ کر جگلی دادا قہقہہ مار کر ہنسا میرا مٹھا ٹھکا کہ یہ سو روپیہ اور ادھ جلی بیڑی تو میری جیب میں تھی۔ جی میں آئی کی دادا کے سامنے اعتراف کروں کہ وہ مجھ ذات شریف ہی کی جیب تھی۔ لیکن پھر یہ سوچ کر لرزا مٹھا کی دادا اپنے چابک سے میری چمڑی ادھیڑ دے گا..... اپنے گروہ میں ہی خارج کر دے گا یہ فن جیب کتری کی تو بن ہے کہ جیب کترے کی ہی جیب کٹ جائے۔ دادا مجھے ان کو لیٹاؤ کر دے گا۔ اس لیے اپنی ندامت کا زہر چپ چاپ پی گیا۔

البتہ مجھے شہو سالے پر بہت غصہ آیا کہ اس نے مجھے پہچانا کیوں نہیں

की जेब काटूँ तो तुम मुझे काना या बहरा दोनों बना देना! यह हलफ मैंने दिल ही दिल में लिया। क्योंकि बुलन्द आवाज़ में लेता तो इर्द-गिर्द खड़े हुए लोग सुन लेते। इन्सान को ईमानदार बनते हुए भी लोगों से शर्म आती है।

हलफ लेने के बाद मैं चढ़ावे के लिए जेब से पैसे निकालने लगा तो यह देखकर हैरान रह गया कि मेरी जेब कट चुकी थी।

इसके बाद सारा दिन उदास रहा। मैं आत्मा को फूल बनाने निकला था। लेकिन आत्मा ने मुझे फूल बना दिया! मैंने आत्मा से पूछा। "तुमने क्या हरकत की? मैं तो सिर्फ तुमसे अप्रैल फूल कर रहा था। सिद्क¹ दिली से जेब कतरी से तौबा थोड़े कर रहा था लेकिन तुम सो गई और कोई मेरी जेब ही काटकर ले गया।

आत्मा ने जबाब दिया "कह कह कह!!"

मैंने कहा "शेम शेम शेम!!"

तीन अप्रैल -

मन्दिर में जिस आदमी ने मेरी जेब काटी थी आज उसका पता चल गया है। जेब कतरों के गुरु ने जिसे हम सब "जगी दादा" कहते हैं मुझसे जिक्र किया कि आज कल मन्दिरों में टटपूजिये श्रद्धालू जाने लगे हैं। परसों हमारे गिरोह के एक जेब कतरे शम्भू ने एक भगुए कपड़ों वाले भगत की जेब काटी तो उसमें सिर्फ सवा रुपया और एक

अधजली बीड़ी निकली। यह कहकर जगी दादा कहकहा मारकर हंसा मेरा माथा ठनका कि यह सवा रुपये और

अधजली बीड़ी तो मेरी जेब में थी। जी मैं आई कि दादा के सामने एतराफ करूँ कि वह मुझ जाते-शरीफ ही की जेब थी। लेकिन फिर यह सोचकर लरज़ उठा की दादा अपने चाबुक से मेरी चमड़ी उधेड़ देगा..... अपने गिरोह से ही खारिज कर देगा यह फने-जेब कतरी की तौहीन है कि जेबकतरे की ही जेब कट जाय। दादा मुझे अनक्वालीफाइड कर देगा। इसलिए अपनी निदामत का ज़हर चुपचाप

पी गया।

अलबत्ता मुझे शम्भू साले पर बहुत गुस्सा आया कि उसने मुझे पहचाना क्यों नहीं हालाँकि हमने कई बार इकट्ठे मिलकर जेबें साफ की

1. सच्चे

حالاں کہ ہم نے کئی بار اسٹھل کر جیسیں صاف کی تھیں۔ دل میں فسیلہ کر لیا کہ کسی دن شہو کسی کی جیب کاٹے گا، تو میں ہاتھ کی صفائی دکھا کر اس کی جیب کاٹ لوں گا۔

آج شام کو ایک بس سٹاپ پر اپنا ”کاروبار“ کرنے کے لیے گیا تھا، ایک نوجوان کالجیٹ کا بڑا اڑا لیا گیا، مگر اس بڑے میں صرف ایک حسین لڑکی کا فوٹو نکلا، شاید اس کی کالجیٹ محبوبہ ہوگی۔ فوٹو کی پشت پر لڑکی کا ایڈریس لکھا ہوا تھا میں نے اس ایڈریس پر فوٹو واپس ڈاک سے بھیج دیا اور اس کے پیچھے کالجیٹ نوجوان کی طرف سے لکھ دیا۔ ”شکریہ کے ساتھ واپس۔“

۱۴ اپریل

کئی دنوں سے کاروبار مدھم ہے۔ جس جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوں شرمناک سی رقم ہاتھ لگتی ہے۔ نہ جانے لوگوں کی آمدنی کم ہو گئی ہے یا مہنگائی بڑھ گئی ہے کہ لوگوں کی جیب میں پیسے نکلتے ہی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے ہم سے بھی بڑے جیب کترے یعنی بلیک کیپے میدان میں سرگرم ہو گئے ہیں۔ آخر گورنمنٹ ان بلیک مارکیٹوں کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیتی۔ ان کی وجہ سے ہمارے ایسے خاندانی جیب کتروں کا بزنس تباہ ہو رہا ہے۔

مجھ پر قرض چڑھ گیا ہے۔ آمدنی نہ ہو تو قرض چڑھنا لازمی ہے۔ کاش! کوئی موٹی اسامی ہاتھ لگ جائے تو سارا دلزدہ ہو جائے۔ جگجی دادا نے کئی بار پیغام بھیجا بلکہ دھمکی بھی دی کہ ہمارا بھتہ ادا کر جاؤ نہیں تو پولیس کے ہاتھ گرفتار کرادوں گا! ادھر علاقہ مدن پورہ کا چھوٹا تھانیدار بہت پریشان کر رہا ہے کہ ہمارا بھتہ ابھی تک کیوں نہیں پہنچا؟ جگجی دادا اور چھوٹا تھانیدار دونوں ایک دوسرے کے ہمراز ہیں اور بھوتوں کی طرح ان کی روحیں میرے ارد گرد منڈلاتی رہتی ہیں سالے ڈکٹیٹر بنے پھرتے ہیں۔ ہمارے ایسے عوام کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے مفت خورے کہیں کے!

آج میں نے ایک راہ چلتے جیوتشی کو روک کر اپنے ہاتھ کی ریکھا دکھائی مہاراج! ذرا ان لکیروں پر تیر جاؤ اور دیکھو کہ مجھ بد بخت کے نصیب میں کوئی دولت لکھی ہے یا نہیں؟ جیوتشی نے مجھ سے کیا دن پیسے لے کر بتایا کہ میری پچاس ہزار روپے کی لاٹری

थीं। दिल में फैसला कर लिया कि किसी दिन शम्भू किसी की जेब काटेगा, तो मैं हाथ की सफाई दिखाकर उसकी जेब काट लूँगा।

आज शाम को एक बस स्टाप पर अपना "कारोबार" करने के लिए गया था, एक नौजवान कालेजियट का बटवा उड़ा लिया गया, मगर उस बटुवे में सिर्फ एक हसीन लड़की का फोटो निकला, शायद उस कालेजियट की महबूबा होगी। फोटो की पुश्त पर लड़की का ऐड्रेस लिखा हुआ था मैंने उस ऐड्रेस पर फोटो वापस डाक से भेज दिया और उसके पीछे कॉलेजियट नौजवान की तरफ से लिख दिया। "शुक्रिये के साथ वापस।"

14 अप्रैल -

कई दिनों से कारोबार मद्धिम है। जिस जेब में हाथ डालता हूँ शर्मनाक सी रकम हाथ लगती है। न जाने लोगों की आमदनी कम हो गई है या महंगाई बढ़ गई है कि लोगों की जेब में पैसे टिकते ही नहीं। मालूम होता है हम से भी बड़े जेब कतरे यानी ब्लैक के लिए मैदान में सरगर्म हो गये हैं। आखिर गर्वमेन्ट इन ब्लैक मार्केटियों के खिलाफ एक्शन क्यों नहीं लेती। इन की वजह से हमारे खानदानी जेबकतरों का बिज़नेस तबाह हो रहा है।

मुझ पर कर्ज चढ़ गया है। आमदनी न हो तो कर्ज चढ़ना लाज़मी है। काश! कोई मोटी असामी हाथ लग जाय तो सारा दलिहर दूर हो जाय। जगी दादा ने कई बार पैगाम भेजा बल्कि धमकी भी दी कि हमारा भत्ता अदा कर जाओ नहीं तो पुलिस के हाथ गिरफ़्तार करा दूँगा! इधर इलाका मदनपुरा का छोटा थानेदार बहुत परेशान कर रहा है कि हमारा भत्ता अभी तक क्यों नहीं पहुँचा? जगी दादा और छोटा थानेदार दोनों एक दूसरे के हमराज हैं और भूतों की तरह उनकी रुहें मेरे इर्द-गिर्द मंडलाती रहती हैं साले डिकटेटर बनते फिरते हैं। हमारे ऐसे अवाम की जिन्दगी अजीरन कर रखी है मुफ़्तख़ोरे कहीं के!

आज मैंने एक राह चलते ज्योतिषी को रोक कर अपने हाथ की रेखा दिखाई। महाराज! ज़रा इन लकीरों पर तैर जाओ और देखो कि मुझ बदबख़्त के नसीब में कोई दौलत लिखी है या नहीं? ज्योतिषी ने मुझ से इकावन पैसे लेकर बताया कि मेरी पचास हजार रुपये की लाटरी

نکٹے والی ہے ! میں نے اٹھتے اٹھتے جیوتشی کی جیب پر اپنی قسمت آزمائی تو اس میں صرف پچاس پیسے نکلے ! یہ گویا میری پچاس ہزار روپے کی لاٹری تھی ! بہت تیرے چاہل جیوتشی کی ایسی تھی ! ان کا ایک ہزار روپے ایک پیسے کے برابر ہوتا ہے۔ کمبھوں کو ٹمیکس بھی نہیں آتا۔

۷ اراپرل —

سنچر جو کئی ہفتوں سے میرے تقدیر کے خانے میں پھسکا ہمارے بیٹھا تھا اچانک بھاگ گیا ہے۔ اس کے فرار سے میری اندر بہار آگئی۔ آج کا دن میری زندگی کا خوبصورت ترین دن تھا۔

آج ایک اعلیٰ ترین ہوٹل کے سامنے کھڑا تھا کہ اچانک تیزی سے ایک ٹیکسی آکر رکی اور اس میں سے ایک خوش پوش ادھیڑ آدمی اور غضب کی نوجوان حسینہ باہر نکلی۔ راکٹ کی سی تیزی کے ساتھ میرے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے میرے ہاتھ میں دو بڑے آپکے تھے۔ دونوں کی مجموعی رقم ایک ہزار دو سو سولہ روپے تھی اور تیسرے منٹ میں نے دیکھا نوجوان حسینہ اور خوش پوش آدمی دونوں خوبصورت ہوٹل کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے۔ ادھیڑ آدمی نوجوان حسینہ کا نازک گورا گورا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ دونوں قہقہے لگا رہے تھے۔ دونوں محبت کے نشے میں چور تھے۔ محبت انسانوں کے ہوش و حواس گم کر دیتی ہے۔ اور ہم جیب کتروں کے لیے نعمت غیر مترقبہ بن کر سامنے آتی ہے۔

وہ اس وقت تو قہقہے لگا رہے تھے، جب ہوٹل کا بیران ان کے سامنے مل پیش کرے گا تو دونوں زار و قطار روئیں گے۔ سچ ہے محبت صرف ہنساتی نہیں ہے رولاتی بھی ہے۔ مجھے ان دونوں پر رحم بھی آیا کہ وہ ہوٹل کے نیجر کے سامنے کتنے شرمندہ ہوں گے سارا عشق کا نور ہو جائے گا۔ جی چاہا ان کی درد شاد یکینے کے لیے ہوٹل کے باہر کھڑا ہوں اور ممکن ہو کسی بہانے ان کی جیب میں دس روپے کا ایک نوٹ ڈال دوں تاکہ بے چارے ٹیکسی پر واپس جاسکیں۔ نوجوان حسینہ اگر پیدل چلے گی تو اس کے نرم و نازک تلوؤں میں چھالے پڑ جائیں گے۔

निकलने वाली है! मैंने उठते-उठते ज्योतिषी की जेब पर अपनी किस्मत आजमाई तो उसमें सिर्फ पचास पैसे निकले! यह गोया मेरी पचास हजार रुपये की लॉटरी थी! हत तेरे जाहिल ज्योतिषी की ऐसी तैसी! उनका एक हजार रुपया एक पैसे के बराबर होता है। कमबख्तों को मैथमेटिक्स भी नहीं आता।

17 अप्रैल -

सनीचर जो कई हफ्तों से मेरे तक्दीर के खाने में फसकड़ा मारे बैठा था अचानक भाग गया है। उसके फरार से मेरे अन्दर बहार आ गई। आज का दिन मेरी ज़िन्दगी का खूबसूरत तरीन दिन था।

आज एक आला तरीन होटल के सामने खड़ा था कि अचानक तेज़ी से एक टैक्सी आकर रुकी और उसमें से एक खुश-पोश अघेड़ आदमी और ग़ज़ब की नौजवान हसीना बाहर निकली। रॉकेट की सी तेज़ी के साथ मेरे दोनों हाथ हरकत में आये और दूसरे लम्हे मेरे हाथ में दो बटुये आ चुके थे। दोनों की मजमुई रकम एक हजार दो सौ सोलह रुपये थी और तीसरे मिनट मैंने देखा नौजवान हसीना और खुश-पोश आदमी दोनों खूबसूरत होटल की सीढ़ियों पर चढ़ रहे थे।

अघेड़ आदमी नौजवान हसीना का नाजुक गोरा-गोरा हाथ अपने हाथ में लिए हुए सीढ़ियों चढ़ रहा था। दोनों कहकहे लगा रहे थे। दोनों मोहब्बत के नशे में चूर थे। मोहब्बत इन्सानों के होशो-हवाश गुम कर देती है। और हम जेबकतरों के लिए नेमते गैर मुतरक्कबा¹ बनकर सामने आती है।

वह उस वक़्त तो कहकहे लगा रहे थे, जब होटल का बैरा उनके सामने बिल पेश करेगा तो दोनों ज़ारो-कतार रोयेंगे। सच है मोहब्बत सिर्फ हंसाती नहीं है रुलाती भी है। मुझे उन दोनों पर रहम भी आया कि वह होटल के मनेजर के सामने कितना शार्मिन्दा होंगे सारा इश्क काफ़ूर हो जायेगा। जी चाहा उनकी दुर्दशा देखने के लिए होटल के बाहर खड़ा रहूँ और मुमकिन हो किसी बहाने उनकी जेब में दस रुपये का एक नोट डाल दूँ ताकि बेचारे टैक्सी पर वापस जा सकें। नौजवान हसीना अगर पैदल चलेगी तो उसके नरमो-नाजुक तलवों में छाले पड़ जायेंगे।

1. वह दौलत जिसके आने की उम्मीद न हो

لیکن جیب تراشی کے عظیم اصولوں کے مطابق اس جگہ رکنا خطرے سے خالی نہ تھا اس لیے میں ایک ٹیکسی پر چلا گیا۔ قرض اتار دیا۔ جگلی دادا اور چھوٹے تھانیدار کا بہتہ بھی ادا کر دیا۔ بیوی کے لیے ایک ساڑی اور اپنے لیے خشک گوشت اور دوسکی خریدی اور اس وقت دہسکی کا پیگ سامنے رکھے آہستہ آہستہ نوش کر رہا ہوں اور ڈائری بھی لکھ رہا ہوں۔ کاش! مجھے اس ادھیڑ عاشق کا ایڈریس مل جاتا تو اسے شکریے کا ایک خط لکھ دیتا۔

۲۰ اپریل —

آج تین دن بعد گھر سے باہر نکلا تھا۔ ان دونوں بوڑوں کا نشہ ابھی اترا نہیں، لیکن اتار کا احساس ضرور شروع ہو گیا تھا۔ اس خدشے سے مارکیٹ میں پھر آ گیا کہ کہیں جیب تراشی کی پریکٹس نہ بھول جائے۔ آج تو ایک چھرا بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ کیونکہ اخباروں میں پڑھا کہ آج کل حفاظت خود اختیاری کی خاطر جیب کترے حضرات چھرے ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ بلکہ جب ایک جیب کتر اجیب کا نئے پکڑا گیا تو اس نے جیب کٹوانے والے کی بجائے شور مچانے والے ایک اور آدمی کے پیٹ میں چھرا اتار دیا، جب وہ بھاگنے میں کامیاب ہوا۔

ٹہلٹے ٹہلٹے ایک جلسہ گاہ میں پہنچا۔ ایک جگہ نو دس سال کے ایک چھوکرے کو لوگ پکڑے ہوئے تھے اور لات، مٹکوں اور طمانچوں سے اسے ”ہا اخلاق“ بنا رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس نے ایک بوڑھے کی جیب میں سے تین روپے اڑا لیے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر اس چھوکرے کو تڑاخ تڑاخ چانٹے رسید کئے، جس سے اس کی ساری جیب کتری نکل گئی اور اس سے تین روپے لے کر بوڑھے کو واپس دے دیے اور اعلان کر دیا کہ میں خود اس لوٹے کو تھانے میں لے جاؤں گا!

بوڑھے نے میرا شکریہ ادا کیا اور جب میں اس لوٹے کو کان سے پکڑے تھانے کی طرف لے جا رہا تھا تو اس بوڑھے کے تین روپے میری جیب میں واپس آ چکے تھے کیونکہ جب بوڑھا میرا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ میں اس کی جیب دوسری بار کاٹ رہا تھا! میں نے راستے میں اس چھوکرے کو گالیاں دے کر ان تین روپوں میں سے ایک روپیہ دے دیا۔

लेकिन जब तराशी के अजीम उसूलों के मुताबिक उस जगह रुकना खतरे से खाली न था इसलिए मैं एक टैक्सी पर चला गया। कर्ज उतार दिया। जगी दादा और छोटे थानेदार का भत्ता भी अदा कर दिया। बीबी के लिए एक साड़ी और अपने लिए खुश्क गोश्त और हिस्की खरीदी और इस वक़्त हिस्की का पैग सामने रखकर आहिस्ता-आहिस्ता नोश कर रहा हूँ और डायरी भी लिख रहा हूँ। काश! मुझे उस अघेड़ आशिक का ऐंड्रेस मिल जाता तो उसे शुक्रिये का एक ख़त लिख देता।

20 अप्रैल -

आज तीन दिन बाद घर से बाहर निकला था। उन दोनों बटुओं का नशा अभी उतरा नहीं, लेकिन उतार का एहसास जरूर शुरू हो गया था। इस ख़दशे से मार्केट में फिर आ गया कि कहीं जब तराशी की प्रैक्टिस न मूल जाये। आज तो एक छुरा भी अपने साथ ले लिया। क्योंकि अख़बारों में पढ़ा कि आज कल हिफ़ाज़ते-ख़ुद अख़्तियारी की खातिर जब कतरे हज़रात छुरे साथ लिए फिरते हैं। बल्कि जब एक जब कतरा जब काटते पकड़ा गया तो उसने जब कटवाने वाले की बजाय शोर मचाने वाले एक और आदमी के पेट में छुरा उतार दिया, जब वह भागने में कामयाब हुआ।

टहलते टहलते एक जलसागाह में पहुँचा। एक जगह नौ दस साल के एक छोकरे को लोग पकड़े हुए थे और लात, मुक्कों और तमांचों से उसे "बाएख़लाक" बना रहे थे। मालूम हो कि उसने एक बूढ़े की जब में से तीन रुपये उड़ा लिए थे। मैंने आगे बढ़कर उस छोकरे को तड़ाख-तड़ाख चांटे रसीद किये, जिससे उसकी सारी जबकतरी निकल गई और उससे तीन रुपये लेकर बूढ़े को वापस दे दिये और ऐलान कर दिया कि मैं खुद इस लौण्डे को थाने में ले जाऊँगा!

बूढ़े ने मेरा शुक्रिया अदा किया और जब मैं उस लौण्डे को कान से पकड़े थाने की तरफ़ ले जा रहा था तो उस बूढ़े के तीन रुपये मेरी जब में आ चुके थे क्योंकि जब बूढ़ा मेरा शुक्रिया अदा कर रहा था मैं उसकी जब दूसरी बार काट रहा था! मैंने रास्ते में उस छोकरे को गालियाँ देकर उन तीन रुपयों में से एक रुपया दे दिया और उसे समझाया कि बेवकूफ़!

اور اسے سمجھایا کہ بے وقوف! جیب کاٹنا ہو تو پہلے کسی استاد سے یہ ہنر سیکھ لو۔ تمہارے ایسے خامکار جیب کتروں نے اس فن لطیف کو رسوا کیا ہے۔

میں نے وہ دورو پے بھکاریوں میں ہانٹ دیے۔ آخر وہ بھی انسان ہیں انھیں بھی زندہ رہنے کا حق ہے۔ اگر خود جیب نہیں کتر سکتے تو جیب کتروں ہی کی کمائی کھائیں۔

۲۵ اپریل —

بد قسمتی جب ساتھ دیتی ہے جیب کتر کسی کلرک کا بیوہ اڑا لیتا ہے۔ آج ایک کلرک کا بیوہ اپنے سامنے رکھے اس بد قسمتی اور اپنی بے وقوفی پر ہنس رہا ہوں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ بیوانہ ہو، تیر کا نشان ہو۔ جس پر لکھا ہو ”شیشاں گھاٹ کو“

در حقیقت غلطی مجھ سے ہوئی۔ میں گزشتہ تین دن سے ایک رشوت خور کلرک کا پیچھا کر رہا تھا تا کہ وہ فلسفہ مساوات کی رو سے اپنی رشوت کا روپیہ ہم جیب کتروں میں بھی نفٹی نفٹی بانٹ سکے۔ لیکن عین موقع پر وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ جس پر مجھے سخت غصہ آ گیا اور میں نے غصے میں آ کر ایک دوسرے کلرک کی جیب کاٹ لی۔ اس میں جو کچھ برآمد ہوا، ذرا ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ایک ٹیلرنگ شاپ کا بل ساڑھے چھ روپے۔ یہ شاید ایک قیص کا بل تھا جسے

یہ کلرک نہ ادا کر سکا نہ قیص لاس کا حالانکہ مقررہ تاریخ کو دو ہفتے گزر چکے تھے!

۲۔ کلرک کے سالے کا ایک خط جس میں اس نے دھمکی دی تھی کہ ہم اپنے ہال

بچوں سمیت آپ کے گھر میں گرمی کی تعطیلات گزارنے آرہے ہیں۔

کلرک کے گھر کو اس نے مل انشیشن سمجھ لیا تھا۔

۳۔ ایک چھوٹی سے ریڑ جو اس نے اپنے بچے کے لئے دفتر سے چرائی ہوگی۔

۴۔ ”در کے لیے کنیا کی ضرورت“ کے اشتہار کی ایک کٹنگ اس کا مطلب ہے

کلرک کی بیٹی جوانی کا بوجھ لے لے اس کے کندھے پر بیٹھی ہے۔

۵۔ دس پیسے کا رسیدی ٹکٹ (اسے رسیدی ٹکٹ کی کیا ضرورت پڑی ہوگی، نہ

जेब काटना हो तो पहले किसी उस्ताद से यह हुनर सीख लो। तुम्हारे ऐसे खामकार¹ जेबकतरों ने इस फन्ने-लतीफ को रुसवा किया है।

मैंने वह दो रुपये भिकारियों में बाँट दिये। आखिर वह भी इन्सान है उन्हें भी जिन्दा रहने का हक है। अगर खुद जेब नहीं कतर सकते तो जेब कतरों ही की कमाई खायें।

25 अप्रैल -

बदकिस्मती जब साथ देती है जेबकतरा किसी क्लर्क का बटुआ उड़ा लेता है। आज एक क्लर्क का बटुआ अपने सामने रखे उसकी बदकिस्मती और अपनी बेवकूफी पर हंस रहा हूँ, ऐसा महसूस होता है जैसे यह बटुआ न हो, तीर का निशान हो। जिस पर लिखा हो "शमशान घाट को।"

दरहकीकत गलती मुझसे हुई। मैं गुजिश्ता² तीन दिन से एक रिश्वत-खोर क्लर्क का पीछा कर रहा था ताकि वह फलसफ़ए-मसावात³ की रु से अपनी रिश्वत का रुपया हम जेबकतरों में भी फिफ़टी-फिफ़टी बाँट सके। लेकिन ऐन मौके पर वह मेरे हाथ से निकल गया। जिस पर पुझे सख्त गुस्सा आ गया और मैंने गुस्से में आकर एक दूसरे क्लर्क की जेब काट ली। उसमें जो कुछ बरामद हुआ, ज़रा मुलाहेज़ा फरमाइये-

1. एक टेलरिंग शॉप का बिल साढ़े छः रुपये। यह शायद एक कमीज़ का बिल था जिसे यह क्लर्क न अदा कर सका न कमीज़ ला सका हालाँकि मोकर्ररा तारीख़ को दो हफ़्ते गुज़र चुके थे!
2. क्लर्क के साले का एक ख़त जिसमें उसने धमकी दी थी कि हम अपने बाल-बच्चों समेत आपके घर में गर्मी की तातीलात गुज़ारने आ रहे हैं। क्लर्क के घर को उसने हिल स्टेशन समझ लिया था।
3. एक छोटी सी रबड़ जो उसने अपने बच्चे के लिए दफ़्तर से चुराई होगी।
4. "वर के लिए कन्या की ज़रूरत" के इश्तहार की एक कटिंग इसका मतलब है क्लर्क की बेटी जवानी का बोझ लिए उसके कंधे पर बैठी है।
5. दस पैसे का रसीदी टिकट (उसे रसीदी टिकट की क्या ज़रूरत पड़ी होगी, न जाने कैसे उसके हाथ लग गया) जो मेरे लिए भी बेकार था।

-
1. अनुभवहीन 2. गुज़रे हुए, पिछले 3. बराबरी की फ़िलासफी

۶۔ جانے کیسے اس کے ہاتھ لگ گیا) جو میرے لیے بھی بیکار تھا۔
ایک فوٹو گراف جس میں کلرک اپنے پانچ بچوں اور ایک بانیسکل کے ساتھ
کھڑا تھا۔ وہ بانیسکل اس کا چھٹا بچہ معلوم ہو رہی تھی!
۷۔ دو روپے کے ایک میلے کپیلے نوٹ کے تین ٹکڑے..... وہ نوٹ اس کی
غیر منقولہ جائداد کے طور پر محفوظ رکھا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ کچھ انتہائی غیر ضروری کاغذات تھے۔ ایک میل سے بھری
سنگٹھی تھی لیکن سب سے زیادہ بیش قیمت چیز جو کلرک مذکور کے ہارٹ فیل ہونے کا باعث
بنے گی وہ تھی دو روپے بیس پیسے کی نقد رقم! جس کے بل بوتے پر کلرک اس مہینے کے آخری
نازک دن گزارنا چاہتا تھا!

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام چیزیں ایک رجسٹرڈ پیکٹ کے ذریعہ کلرک مذکور کو
پوسٹ کر دوں گا اور دو روپے بیس پیسے کی رقم اس کی رجسٹریشن فیس پر خرچ کر دوں گا۔
اور آئندہ کے لیے میں نے حلف لے لیا ہے کہ جب بھی کسی کی جیب کاٹنے
لگوں گا، اس سے پوچھ لوں گا کہ تم کلرک تو نہیں ہو؟

۲۸ اپریل —

آج میں جیل میں بیٹھا ہوں۔ کل فٹ ہال میچ کے دوران اچانک جیب
کاٹنے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ میرا دوسرا ساتھی تو بڑا لے کر فرار ہو گیا۔ لیکن میں اچھے چڑھ
گیا البتہ داروغہ جیل جب مجھے اندر بند کرنے لگا تو میں نے اس کی جیب سے بھی دس بارہ
روپے کی رقم اڑالی!

مجھے افسوس صرف یہ ہے کہ کیم مٹی آنے والی ہے یہ سرکاری ملازموں کی تنخواہ کا
دن ہے۔ اور تنخواہ کے دن ایک جیب کترے کا جیل میں مدہنا جب تراشی کی تاریخ کا ایک
المناک حادثہ ہے۔ میں نے جلی دادا کو پیغام بھجوایا ہے کہ مجھے کیم مٹی سے پہلے پہلے رہا
کر وادے !!

6. एक फोटोग्राफ जिसमें क्लर्क अपने पाँच बच्चों और एक बाइस्किल के साथ खड़ा था। वह बाइस्किल उसका छठा बच्चा मालूम हो रही थी!
7. दो रुपये के एक मैले कुचैले नोट के तीन टुकड़े..... वह नोट उसकी गैर मन्कूला जायदाद¹ के तौर पर महफूज रखा हुआ था। इसके अलावा कुछ इन्तहाई गैर जरूरी कागजात थे। एक मैल से भरी कंधी थी लेकिन सब से ज्यादा बेशकीमत चीज़ जो क्लर्क मजकूर² के हार्ट फेल होने का बाएस बनेगी वह थी दो रुपये बीस पैसे की नकद रकम! जिसके बल बूते पर क्लर्क इस महीने का आख़री नाज़ुक दिन गुज़ारना चाहता था!

मैंने फैसला किया कि तामाम चीज़ें एक रजिस्टर्ड पैकेट के जरिए क्लर्क मजकूर को पोस्ट कर दूँगा और दो रुपये पीस पैसे की रकम उसकी रजिस्ट्रेशन फीस पर खर्च कर दूँगा।

और आइन्दा के लिए मैंने हलफ़ लिया कि जब भी किसी की जेब काटने लगूँगा, उससे पूछ लूँगा कि तुम क्लर्क तो नहीं हो?

28 अप्रैल -

आज मैं जेल में बैठा हूँ। कल फुटबॉल मैच के दौरान अचानक जेब काटते हुए पकड़ा गया। मेरा दूसरा साथी तो बटुआ लेकर फरार हो गया। लेकिन मैं हत्थे चढ़ गया अलबत्ता दारोगा जेल जब मुझे अन्दर बन्द करने लगा तो मैंने उसकी जेब से भी दस बारह रुपये की रकम उड़ाली!

मुझे अफसोस सिर्फ़ यह है कि यकुम मई आने वाली है यह सरकारी मुलाज़िम्ओं की तनख्वाह का दिन है। और तनख्वाह के दिन एक जेबकतरे का जेल में रहना जेबतराशी की तारीखा का एक अलमनाक हादसा है। मैंने जगी दादा को पैगाम भिजवाया कि मुझे यकुम मई से पहले पहले रिहा करवादे।

1. वह जाएदाद जो दूसरी जगह न ले जायी जा सके 2. सम्बन्धित

ایک لیڈر کی ڈائری ———

نوٹ: میری یہ ذاتی ڈائری میرے انتقال کے پانچ سال بعد شائع کی جائے

۱۷ اکتوبر ———

کل میرا جنم دن تھا کہتے ہیں جو لوگ اکتوبر میں پیدا ہوتے ہیں وہ راج گدی پر بیٹھتے ہیں۔ میرا سونیارام دھن بھی اکتوبر میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن وہ راج محل کے جمونے برتن دھوتا ہے۔ رام دھن نے اپنا جنم دن کبھی نہ منایا کیوں کہ کانشی ٹیوشن کی رو سے ہر آزاد شہری کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنا جنم دن منائے یا نہ منائے (ہمارا کانشی ٹیوشن..... آزاد خیال ہے۔)

میں نے اخباروں میں یہ مجاہدانہ اعلان شائع کروایا تھا کہ اپنا جنم دن نہایت خاموشی اور سادہ طریقے سے مناؤں گا۔ لیکن صبح مبارک باد دینے والوں کا یوں تانتا بندھ گیا جیسے گڑ کی بمیلی پر کھیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ مجھے ہاروں اور تحفوں سے لاد دیا گیا۔ ایک پریس رپورٹر نے مجھ سے پوچھا ”کیا آپ اپنے پہلے بیان کی تردید کرنا پسند کریں گے؟ آپ کے جنم دن میں گاندھی جی کی سی سادگی ہوگی!“

لیکن میری بجائے میرے خزانہ سکرٹری نے جواب دیا۔ ”اس کا جواب عوام سے پوچھیے۔ کیونکہ پاڑیا صاحب کا یہ جنم دن عوام خود منا رہے ہیں عوام نے اپنے لیڈر کے ہاتھ سے ہاگ ڈور چھین لی ہے۔“

میرا سکرٹری جھوٹ بول رہا تھا۔ کیونکہ ہمارا درختے لانے والے عوام بالکل نہیں تھے۔ ان میں کچھ وزیر تھے، کچھ بڑے بڑے کارخانہ دار تھے، کچھ میرے ٹٹ پونچھے سیاسی لیڈنٹ تھے کچھ میری بیوی کی قتل قتل کرتے جسموں والی سہیلیاں تھیں۔ جن کے دبیر ہونٹوں پر تھپی ہوئی لپ سنک کی کئی جہیں چڑھی ہوئی تھیں اور ان تہوں پر جب مہارک ہادی مصنوعی مسکراہٹ ابھرتی تھی تو مجھے گھن آ جاتی تھی۔ لیکن میں اس گھن کا جواب مصنوعی مسکراہٹ سے دیتا تھا۔ میرے پاس اپنا کچھ بھی نہیں تھا۔ جو کچھ تھا، میرے مذاہن کا دیا ہوا تصنع تھا۔

एक लीडर की डायरी

नोट: मेरी यह जाती डायरी मेरे इन्तकाल के पाँच साल बाद शायी¹ की जाये।

17 अक्टूबर—

कल मेरा जन्म दिन था कहते हैं जो लोग अक्टूबर में पैदा होते हैं वह राज गद्दी पर बैठते हैं। मेरा रसोइया राम धन भी अक्टूबर में पैदा हुआ था। लेकिन वह राज महल के झूटे बर्तन धोता है। राम धन ने अपना जन्म दिन कभी न मनाया क्योंकि कान्सटीट्यूशन की रु से हर आज़ाद शहरी को यह आज़ादी हासिल है कि वह अपना जन्म दिन मनाये या न मनाये (हमारा कान्सटीट्यूशन..... आज़ाद खयाल है)।

मैंने अखबारों में यह मुजाहिदाना ऐलान शायी करवा दिया था कि अपना जन्म दिन निहायत खामोशी और सादा तरीके से मनाऊँगा। लेकिन सुबह सुबह मुबारकबाद देने वालों का यूँ तौँता बंध गया जैसे गुड़ की मेली पर मक्खियाँ जमा हो जाती हैं। मुझे हारों और तोहफों से लाद दिया गया। एक प्रेस रिपोर्टर ने मुझसे पूछा "क्या आप अपने पहले बयान की तरदीद करना पसंद करेंगे? आपके जन्म दिन में गाँधी जी की सी सादगी होगी!

लेकिन मेरे बजाय मेरे खुर्राट सिक्रेट्री ने जवाब दिया। "इसका जवाब अवाम से पूछिये। क्योंकि अपाड़िया साहब का यह जन्म दिन अवाम खुद मना रहे हैं, अवाम ने अपने लीडर के हाथ से बाग डोर छीन ली है।

मेरा सिक्रेट्री झूट बोल रहा था। क्योंकि हार और तोहफे लाने वाले अवाम बिल्कुल नहीं थे। उनमें कुछ वजीर थे, कुछ बड़े बड़े कारखानेदार थे, कुछ मेरे टटपूँजीये सियासी लेफ्टीनेन्ट थे कुछ मेरी बीवी की धुल-धुल करते जिस्मों वाली सहेलियाँ थीं। जिनके दबीज हॉटो पर थोपी हुई लिपिस्टिक की कई तहें चढ़ी हुई थीं और उन तहों पर जब मुबारकबाद की मसनुई² मुस्कुराहट उमरती थी तो मुझे धिन आ जाती थी। लेकिन मैं उस धिन का जवाब मसनुई मुस्कुराहट से देता था। मेरे पास अपना कुछ भी नहीं था। जो कुछ था, मेरे मदाहों³ का दिया हुआ तसन्ना⁴ था।

1. प्रकाशित 2. बनावटी 3. प्रशंसक 4. दिखावा

میرے جنم دن کی خوشی میں رات کو عوام نے یعنی جوائے ہوٹل کے مالک سیٹھ ٹھیکہ پر سادے عوام یعنی سیٹھوں وزیروں، سنگکروں اور دھارمک نیتاؤں کو ایک سادہ اور خاموش ڈنڈیا۔ جس میں سلی پر دے کے پیچھے وکی اور پردے کے باہر موٹگی کی وال اور مرغ مسلم شامل تھے۔ سیٹھ ٹھیکہ پر ساد کے ہوٹل کی بدعنوانیوں کے خلاف جب دو سال پہلے میں نے ایک عوامی اندولن شروع کیا تھا۔ اس وقت سے وہ میرے مداح بن گیا تھا۔ ڈنر کے بعد میں نے سیٹھ ٹھیکہ پر ساد کے ساتھ فوٹو کھینچوایا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اس فوٹو کی بدولت اپنے معزز گاہکوں کو بلیک میل کرے گا۔

میں اس بلیک میل کی انیٹ سے انیٹ بجا سکتا تھا۔ لیکن اندولن کے دوران اس کی تیسری بیوی میرے پاس سمجھوتے کا فارمولا لے کر آئی تھی۔ وہ کم بخت بے حد خوبصورت تھی۔ عورت کو اتنا خوبصورت نہ ہونا چاہیے کہ پورے کا پورا سوشلزم اس کے سامنے سر بسجود ہو جائے!

ڈنر کے بعد سکریری نے اعلان کیا کہ عوام کے محبوب نیتاشری لپاڑیا جی کو جو سادہ تحفے موصول ہوئے ہیں وہ جھگی جھونپڑی والوں کی بہبودی پر خرچ کیے جائیں گے۔ ایسا اعلان میرے گذشتہ جنم دن پر بھی کیا تھا۔ ہر دوسرے اعلان کا حشر پہلے اعلان کا سا ہوتا ہے۔ جھگی جھونپڑی کے کالے کلوٹے ادھ ننگے بچوں کے نصیب میں تو دو دولہ لکھے تھے۔ حالاں کہ ان میں سے کئی بچے اکتوبر مہینے میں بھی پیدا ہوئے تھے۔

۱۳ نومبر

شاید یہی وہ نومبر کا دن تھا۔ آج سے چودہ برس پہلے میں نے اپنے پٹے ہوئے جوتے اور پٹھے ہوئے پاجامے کے ساتھ ایک جلے میں اخبار ”دین بندھو“ کی چودہ کاپیوں کو آگ لگائی تھی۔ اور اسی رات کو اخبار ”دین بندھو“ کا توندیل مالک لالہ بھگتی چند اپنی چکیلی کار پر میرے تنگ وتاریک کوارٹر میں یوں آیا تھا جیسے کرشن بھگوان سداماں کے گھر آئے ہوں! اور ایک ہزار روپے کے کرنسی نوٹ میرے میلے کچیلے تکیے پر رکھے ہوئے کہا تھا۔ ”لپاڑیا جی! آپ سچ ایک آتش بیان مقرر ہیں۔ لیکن انھوں! کہ اس

मेरे जन्म दिन की खुशी में रात को अवाम ने यानी ज्वाय होटल के मालिक सेठ ठेंगा प्रसाद ने अवाम यानी सेठों वजीरों, स्मगलरों और धार्मिक नेताओं को एक सादा और खामोश डिनर दिया। जिसमें सिल्की पर्दे के पीछे हिस्की और पर्दे के बाहर मूँग की दाल और मुर्ग मुसल्लम शामिल थे। सेठ ठेंगा प्रसाद के होटल की बदउनवानियों के खिलाफ जब दो साल पहले मैंने एक अवामी आंदोलन शुरू किया था उस वक्त से वह मेरा मद्दाह बन गया था। डिनर के बाद मैंने सेठ ठेंगा प्रसाद के साथ फोटो खिंचवाया। यह जानते हुए भी कि वह इस फोटो की बदौलत अपने मोअज़िज़ गाहकों को ब्लैकमेल करेगा।

मैं उस ब्लैकमेलर की ईट से ईट बजा सकता था। लेकिन आंदोलन के दौरान उसकी तीसरी बीवी मेरे पास समझौते का फॉर्मूला लेकर आई थी। वह कमबख्त बेहद खूबसूरत थी। औरत को इतना खूबसूरत न होना चाहिये कि पूरे का पूरा सोशलिज़्म उसके सामने सर बसजदा हो जाये!

डिनर के बाद सिक्रेट्री ने ऐलान किया कि अवाम के महबूब नेता श्री लपाड़िया जी को जो सादा तोहफे मौसूल हुए हैं वह झुग्गी झोपड़ी वालों की बहबूदी पर खर्च किए जायेंगे।

ऐसा ऐलान मेरे गुज़िश्ता जन्म दिन पर भी किया था। हर दूसरे ऐलान का हथ्र पहले ऐलान का सा होता है। झुग्गी झोपड़ी के काले कलूटे अधनंगे बच्चों के नसीब में तो दो-दो लड्डू लिखे थे। हालाँकि उनमें कई बच्चे अक्टूबर महीने में भी पैदा हुए थे।

13 नवम्बर—

शायद यही वह नवम्बर का दिन था। आज से चौदह वर्ष पहले मैंने अपने फटे हुए जूते और फटे हुए पाजामे के साथ एक जलसे में अखबार "दीनबंधु" की चौदह कॉपियों को आग लगाई थी। और उसी रात को अखबार "दीनबंधु" का तौदेल मालिक लाला भगती चन्द अपनी चमकीली कार पर मेरे तंगो-तारीक क्वार्टर में यूँ आया था जैसे कृष्ण भगवान सुदामा के घर आये हों! और एक हजार रुपये के करंसी नोट मेरे मैले कुचैले तकिये पर रखते हुए कहा था, "लपाड़िया जी! आप सचमुच एक आतिश-बयान मुकर्रर हैं। लेकिन अफसोस! कि इस

ابھاگے دلش میں جو ہر قافل کی قدر نہیں ہے۔ آپ دین ہیں اور ہمارا اخبار ”دین بندھو“ ہے۔ یہ ایک ہزار روپے کی تجھ بھینٹ ”دین بندھو“ کی طرف سے قبول فرمائیے اور اپنے لیے نئے پانچاے سلوا لیجیے

”تم مجھے رشوت دے کر میرا ضمیر خریدنا چاہتے ہو؟ میں نے گرج کر کہا تھا (ان دنوں میں کافی احمق تھا)۔

مگر لالہ بھگتی چند ضمیروں کا کھاگ بیوپاری تھا، میری جاہل انقلابی ضمیر کے بلند بانگ دعوے سے دل برداشتہ نہیں ہوا۔ میری پیٹھ پر مشفقانہ چھکی دیتے ہوئے مسکرا کر بولا، نوجوان انقلابی! دلش کے کروڑوں مفلس تمہاری رہنمائی کا انتظار کر رہے ہیں۔ مگر دلش کا افلاس دور کرنے سے پہلے اپنا افلاس دور کرو۔ ورنہ چار سال بعد تمہاری یہ بھوک اور تاریکی اور غلاظت تمہاری ہڈیاں چاٹ جائے گی۔

اس ایک ہزار روپے کو تم ملٹی پر پروٹا منز کی گولیاں تصور کر کے قبول کر لو یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ داتا منز کی گولیاں میرے غلیظ سر ہانے کے اندر گھٹے ہوئے ٹی بی کے جراثیم کو مارنے کے لیے پڑی رہ گئیں، میرے ایمان کی مضبوط دیوار کی پہلی اینٹ گر چکی تھی غصے اور بے بسی کے ملے جلے تاثرات ساری رات بھوتوں کی طرح میرے خوابوں میں وحشیانہ رقص کرتے رہے۔ لیکن جب دوسری صبح بیدار ہوا تو اخبار ”دین بندھو“ کا تازہ پرچہ میرے سامنے پڑا تھا جس میں جلی عنوان کے ساتھ یہ خبر درج تھی:

”عوام کے محبوب رہنما شری لپاڑیا کی گرفتاری آج متوقع۔“ معجز ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کل جتنا کلاتھ ملز کے اندر عوام کے محبوب ترین رہنما شری لپاڑیا نے ریشمی کپڑوں کی ایک گانتھ کو جو آگ لگائی تھی، اس سلسلے میں سرکار کی طرف سے ان کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کیے جا چکے ہیں اور آج کسی وقت بھی ان کی گرفتاری متوقع ہے۔ مل ورکروں میں ان کی گرفتاری کے بعد کتنا غیض و غضب پھیل سکتا ہے؟ اس کے حلق سارے شہر میں چھ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مل کے ارد گرد دفعہ ۱۳۳ لگا دی گئی ہے۔“

گوپال لالہ بھگتی چند نے میری شہرت اور میری لیڈری کا شاعرانہ آغاز کر دیا تھا میرا سہاراے احسان کے اخبار ”دین بندھو“ کے اوپر جھک گیا اور مجھے زندگی میں پہلی بار

अमागे देश में जौहरे-काबिल की कद्र नहीं है। आप दीन हैं और हमारा अखबार "दीनबंधु" है। यह एक हजार रुपये की तुच्छ भेंट "दीनबंधु" की तरफ से कुबूल फरमाइये और अपने लिए नये पाजामे सिलवा लीजिये।

"तुम मुझे रिश्तत देकर मेरा जमीर खरीदना चाहते हो? मैंने गरज कर कहा था (उन दिनों मैं काफी अहमक था)

मगर लाल भगती चन्द जमीरों का घाग व्यापारी था, मेरे जाहिल इन्कलाबी जमीर के बुलन्द बाँग दावे से दिल-बरदाश्त नहीं हुआ। मेरी पीठ पर मुशफिकाना थपकी देते हुए मुस्कुराकर बोला, नौजवान इन्कलाबी! देश के करोड़ों मुफलिस तुम्हारी रहनुमाई का इन्तज़ार कर रहे हैं। मगर देश का अफलास दूर करने से पहले अपना अफलास दूर करो। वरना चार साल बाद तुम्हारी यह भूक हड़ताल और तारीकी और गलाजत तुम्हारी हड्डियाँ चाट जायेगी।

इस एक हजार रुपये को तुम मल्टी परपज विटामिंस की गोलियाँ तसव्वुर कर लो, यह कहकर वह चला गया। विटामिंस की गोलियाँ मेरे गलीज सिरहाने के अन्दर घुटे हुए टीबी के जरासीम को मारने के लिए पड़ी रह गई, मेरे ईमान की मजबूत दीवार की पहली ईंट गिर चुकी थी गुस्से और बेबसी के मिले जुले तास्सुरात सारी रात भूतों की तरह मेरे ख्यालों में वहशियाना रक्स करते रहे। लेकिन जब दूसरी सुबह बेदार हुआ तो अखबार "दीनबंधु" का ताज़ा पर्चा मेरे सामने पड़ा था जिसमें जली उनवान के साथ यह खबर दर्ज थी:

"अवाम के महबूब रहनुमा श्री लपाड़िया की गिरफ्तारी आज मुतवक्को।" मोतबर ज़राए से मालूम हुआ है कि कल जनता क्लायथ मिल्स के अन्दर अवाम के महबूब तरीन रहनुमा श्री लपाड़िया ने रेशमी कपड़ों की एक गॉठ को जो आग लगाई थी, उस सिलसिले में सरकार की तरफ से उनके खिलाफ वारंट गिरफ्तारी जारी किये जा चुके हैं और आज किसी वक़्त भी उनकी गिरफ्तारी मुतवक्को है। मिल वर्कर्स में उनकी गिरफ्तारी के बाद कितना ग़ेज़ो-ग़ज़ब फैल सकता है? इसके मुतअल्लिक सारे शहर में चेहमीगोइयों हो रही हैं। मिल के इर्द-गिर्द दफा 144 लगा दी गई है।"

गोया लाला भगतीचंद ने मेरी शोहरत और मेरी लीडरी का शानदार आगाज़ कर दिया था। मेरा सर मारे एहसान के अखबार "दीनबंधु" के उपर झुक गया और मुझे जिन्दगी में पहली बार मालूम हुआ कि

معلوم ہوا کہ اخباروں کی آزادی صرف ایک پر فریب جمہوری ظلم ہے اور یہ دنیا ضمیروں کی خرید و فروخت کی ایک بڑی منڈی ہے۔ اور میں بھی منڈی کی ایک جنس ہوں۔

آج چودہ برس بعد لالہ بھگتی چند میرا لنگوٹیا دوست بن چکا ہے اور آج جب بھی ہم دونوں اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں تو خوشی کے آنسو بہاتے ہیں۔

ہاں، آج چودہ نومبر ہے اور میں اپنی ڈائری میں یہ چند الفاظ خوشی کے آنسوؤں کی طرح بہا رہا ہوں۔ اور اپنے اس پھٹے ہوئے پاجامے کو الماری سے نکال کر سوچ رہا ہوں..... یہ پاجامہ آج بھی موجود ہے۔ ہندوستان کے افلاس کی طرح اور افلاس آج بھی ہندوستان میں زندہ ہے۔ اگر چودہ نومبر کو میں اخبار ”دین بندھو“ کے پرچوں کو آگ نہ لگا تا تو اس پاجامے کو بی بی کے جراثیم چاٹ چکے ہوتے۔ چودہ نومبر زندہ باد! افلاس کے پاجامے پائیندہ باد!!

۳۳ دسمبر

کچھ دنوں سے زندگی بہت ڈل ہو رہی تھی، نہ کوئی ہنگامہ تھا نہ شور و شر۔ سینھ ٹھینکا پر ساد کی حسین ترین بیوی بھی پیرس کے سیر سپاٹے پر چلی گئی تھی اور مجھے داغ جدائی دے گئی تھی۔ غلطی میری اپنی تھی۔ میں نے ہی اسے ہندوستانی سنگیت کاروں کی ڈیلی کیشن میں شامل کر دیا تھا۔

حالانکہ وہ علم موسیقی میں پرائمری پاس بھی نہ تھی۔ لیکن میرے من کے تاروں کو کبھی بکھار چھیڑ دیا کرتی تھی۔ اس لیے اس کے سنگیت کار ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ تھا۔

وہ چلی گئی اور مجھے سرکاری کاموں کے بیابان میں تنہا چھوڑ گئی۔ میں نے اپنی تنہائی اور اداسی اور جدائی کا غم دور کرنے کے لئے ایک نیا شوٹہ کھڑا کر دیا شہر کے ایک ویران ٹیلے پر ایک ذلیل سا چھوٹا سا مندر بنانا ہوا تھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس مندر میں بھگوان رہتا ہے۔ میں نے اپنے ایک جنونی ورکر کے ہاتھوں اسے گروا دیا اور بھگوان کا بھگوان منہدم ہو کر نیچے گر پڑا۔

अखबारों की आज़ादी सिर्फ़ एक पुर-फरेब जम्हूरी तिलस्म है और यह दुनिया ज़मीनों की ख़रीदो-फ़रोख्त की एक बड़ी मंडी है। और मैं भी मंडी की एक जिंस हूँ।

आज चौदह बरस बाद लाल भगतीचंद मेरा लंगोटिया दोस्त बन चुका है और आज जब भी हम दोनों इस वाकए को याद करते हैं तो खुशी के आँसू बहाते हैं।

हाँ, आज चौदह नवम्बर है और मैं अपनी डायरी में यह चंद अल्फाज़ खुशी के आँसुओं की तरह बहा रहा हूँ। और अपने उस फटे हुए पाजामे को अल्मारी से निकाल कर सोच रहा हूँ..... यह पाजामा आज भी मौजूद है। हिन्दोस्तान के अफ़लास की तरह और अफ़लास आज भी हिन्दोस्तान में ज़िंदा है। अगर चौदह नवम्बर को मैं अख़बार "दीनबन्धु" के चाट चुके होते। चौदह नवम्बर ज़िन्दाबाद! अफ़लास के पाजामे पाइन्दाबाद!!

3 दिसम्बर—

कुछ दिनों से ज़िन्दगी बहुत डल हो रही थी, न कोई हंगामा था न शोरो-शर। सेठ ठेंगा प्रसाद की हसीन तरीन बीवी भी पैरिस के सैर-सपाटे पर चली गई थी और मुझे दागे-जुदाई दे गई थी। ग़लती मेरी अपनी थी। मैंने ही उसे हिन्दोस्तानी संगीतकारों की डेलीगेशन में शामिल करा दिया था।

हालाँकि वह इल्मे-मौसीकी में प्राइमरी पास भी न थी। लेकिन मेरे मन के तारों को कभी कभार छेड़ दिया करती थी। इसलिए उसके संगीतकार होने में कोई शको-शुब्हा न था।

वह चली गई और मुझे सरकारी कामों के बियाबान में तन्हा छोड़ गई। मैंने अपनी तन्हाई और उदासी और जुदाई का ग़म दूर करने के लिए एक नया शोशा खड़ा कर दिया। शहर के एक वीरान टीले पर एक ज़लील सा छोटा सा मन्दिर बना हुआ था। यह जानते हुए भी कि इस मन्दिर में भगवान रहता है। मैंने अपने एक जुनूनी वर्कर के हाथों उसे गिरवा दिया और भगवान का भगवान मुनहदिम होकर नीचे गिर पड़ा।

مندر گرنے کی خبر سے بھگوان کے ہزاروں بھگت پاگل ہو گئے۔ منہ سے جھاگ بہانے لگے۔ انھوں نے جوش اور غصے میں دوسرے ہی دن مندر کی تعمیر پھر شروع کر دی۔ دوسری طرف سے خدا کے پرستاروں نے بھی خدا کی حفاظت کے لیے جھنڈے اٹھالے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ اس مندر کے نیچے ایک پرانی مسجد دہلی پڑی ہے اور کہ ہم اس مسجد میں دبے ہوئے خدا کو باہر نکالیں گے۔ دونوں طرف سے حقوق کی جنگ شروع ہو گئی۔ صبح کو مندر کی دیوار کھڑی ہو جاتی، دوپہر تک مسجد کی دیوار اور شام تک پھر مندر ابھرنے لگتا۔ بھگوان اور خدا آپس میں گتھم گتھا ہونے لگے۔ میری اداس اور ڈل زندگی میں ایک ہنگامہ، ایک رونق پیدا ہو گئی۔ میری پیرس میں گئی ہوئی حسین محبوبہ کا عارضی نعم البدل مجھے مل گیا۔

جب صورت حال نازک ہونے لگی تو میں نے تین ہنگامی اقدامات کیے (۱) فریقین کے نام صلح اور آتش کی دردناک اپیل جاری کر دی (۲) دونوں اطراف کے ورکروں کی گرفتاریاں شروع کر ادیں (۳) پیرس میں اپنی حسین محبوبہ کو ٹیلی گرام بھیج دیا۔ ”ڈارلنگ! سارا شہر فساد کی پلیٹ میں آگیا ہے دن بھر بھاگ دوڑ کرتا ہوں۔ تم لوٹ آؤ تو اس تھکا دینے والے ہنگامے میں سکون اور سرور کے چند لمحے میسر آ جائیں۔

میری امن کی اپیل اور ٹیلی گرام دونوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ تناؤ اپنے عروج پر ہے۔ خدا اور بھگوان دونوں خاموش تماشاخی ہیں، لائیشیاں اور گولیاں چلائی جا چکی ہیں۔ کل سے سارا شہر ہڑتال پر ہے۔ آج دن بھر میں نے ہڑتال زدہ شہر کا دورہ کیا۔ ایک امن کمیٹی بنادی گئی ہے جس میں فریقین کے فساد رہنما شامل ہیں۔ دونوں طرف کے فساد رہنما میرے عقیدت مند ہیں۔ میں نے ایک انکوائری کمیٹی بنا کر اس متنازعہ جگہ کی تاریخی ریسرچ کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے۔

فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہے۔ مگر میں ابھی پیرس سے ٹیلی گرام کے جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔

मन्दिर गिरने की खबर से भगवान के हजारों भगत पागल हो गये। मुँह से झाग बहाने लगे। उन्होंने जोश और गुस्से में दूसरे ही दिन मन्दिर की तामीर फिर शुरू कर दी। दूसरी तरफ से खुदा के परस्तारों ने भी खुदा की हिफाजत के लिए झंडे उठा लिए। उनका दावा था कि इस मन्दिर के नीचे एक पुरानी मस्जिद दबी पड़ी है और कि हम इस मस्जिद में दबे हुए खुदा को बाहर निकालेंगे। दोनों तरफ से हकूक की जंग शुरू हो गई। सुबह को मन्दिर की दीवार खड़ी हो जाती, दोपहर तक मस्जिद की दीवार और शाम तक फिर मन्दिर उभरने लगता। भगवान और खुदा आपस में गुत्थम-गुत्था होने लगे। मेरी उदास और डल जिन्दगी में एक हंगामा, एक रौनक पैदा हो गई। मेरी पैरिस में गई हुई हसीन महबूबा का आरज़ी¹ नेमुलबदल² मुझे मिल गया।

जब सूरते-हाल नाजुक होने लगी तो मैंने तीन हंगामी एकदमात किए (1) फरीकैन के नाम सुलह और आशती³ की दर्दनाक अपील जारी कर दी (2) दोनों अतराफ के वर्करो की गिरफ्तारियाँ शुरू कर दी (3) पैरिस में अपनी हसीन महबूबा को टेलीग्राम भेज दिया। "डार्लिंग! सारा शहर फसाद की लपेट में आ गया है दिन भर भागदौड़ करता हूँ। तुम लौट आओ तो थका देने वाले हंगामे में सुकून और सुरूर के चंद लम्हे मयस्सर आ जायें।

मेरी अमन की अपील और टेलीग्राम दोनों का कोई असर न हुआ। तनाव अपने उरुज पर है। खुदा और भगवान दोनों खामोश तमाशाई हैं, लाठियाँ और गोलियाँ चलाई जा चुकी हैं। कल से सारा शहर हड़ताल पर है। आज दिन भर मैंने हड़तालज्वाला शहर का दौरा किया। एक अमन कमेटी बना दी गई है जिसमें फरीकैन के फसादी रहनुमा शामिल हैं। दोनों तरफ के फसादी रहनुमा मेरे अकीदतमंद हैं। मैंने एक इन्कवाइरी कमेटी बनाकर उस मुतनाजा⁴ जगह की तारीखी रिसर्च करने का हुक्म जारी कर दिया है।

फैसला करना दुश्वार नहीं है। मगर मैं अभी पैरिस से टेलीग्राम के जवाब का इन्तज़ार कर रहा हूँ।

1. अस्थायी 2. अच्छा बदल 3. शान्ति 4. जिस पर झगड़ा हो

۱۰ دسمبر —

پیرس سے ٹیلی گرام آگیا ہے۔ (ماہوسی)

انکوائری کمیٹی کی رپورٹ بھی آگئی ہے۔ (ایک طرفہ ہے)

اس دوران میں فساد فریقین کے پانچ آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ سرکاری اطلاع ہے۔ غیر سرکاری اطلاع میں ہمیشہ مرنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے نہ جانے سرکاری طور پر آدمی زیادہ کیوں نہیں مرتے؟

سنگدل محبوبہ نے واپس آنے کے بجائے مجھے پیرس آنے کی دعوت دی ہے اس نے حکم دیا ہے کہ مندر اور مسجد کا فیصلہ فوراً کر دو۔ سیاسی فیصلے حسیناؤں کے حکم سے کیے جاتے ہیں۔ عجیب دنیا ہے۔ عجیب سیاست ہے۔

لیکن میں ابھی تک الجھن میں ہوں۔ میرے کچھ مخالف لیڈر انکوائری کمیٹی کی رپورٹ شائع کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کل مظاہرین کا ایک ہجوم اپوزیشن لیڈر شری گورکھ ناتھ جی کی قیادت میں میری کونگھی کے باہر نعرے لگا رہا اور میں اندر بیٹھا اطمینان سے ٹیلی ویژن دیکھتا رہا۔ آج رات میں شری گورکھ ناتھ کوڈنر پر بلارہا ہوں۔ اسے مچھلی کے پکڑے بہت پسند ہیں۔ وہ اکثر کہا کرتا ہے۔ مچھلی کے پکڑے عوام کے گوشت پوسٹ سے زیادہ لذیذ ہوتے ہیں۔

میرا خیال ہے ڈنر کی مستی میں ہم مسجد اور خدا دونوں کا فیصلہ کر لیں گے۔

۱۲ دسمبر —

گورکھ ناتھ کے ساتھ میرا سمجھوتہ نہیں ہو سکا وہ کم بخت اس معاملے کو طول دینا چاہتا ہے۔ کچھ اور زخمی، کچھ اور گرفتاریاں، کچھ اور قتل، کچھ اور بے وقوفیاں جو عوام کی طرف سے سرزد ہوں! ان بے وقوفیوں کے بل بوتے پر میرے سر سے تاج اتارے اور خود پہن لے۔

کیوں نہ میں وزارت سے استعفیٰ دے دوں اور اعلان کر دوں کہ اس زمین پر مندر کا حق ہے اور مندر کی دیواروں میں اپنی ہڈیاں چنوا دوں گا۔ میرا لہو اور میرا گوشت

10 दिसम्बर—

पेरिस से टेलीग्राम आ गया है। (मायूसी)

इन्कवाइरी कमेटी की रिपोर्ट भी आ गई है। (एक तरफा है)

इस दौरान फसादी फरीकैन के पाँच आदमी हलाक हो चुके हैं। यह सरकारी इत्तला है। गैर-सरकारी इत्तला में हमेशा मरने वालों की तादाद ज़्यादा होती है। न जाने सरकारी तौर पर आदमी ज़्यादा क्यों नहीं मरते?

संगदिल महबूबा ने वापस आने के बजाए मुझे पेरिस आने की दावत दी है। उसने हुक्म दिया है कि मन्दिर और मस्जिद का फैसला फौरन कर दो। सियासी फैसले हसीनाओं के हुक्म से किए जाते हैं। अजीब दुनिया है। अजीब सियासत है।

लेकिन मैं अभी तक उलझन में हूँ। मेरे कुछ मुखालिफ़ लीडर इन्कवाइरी कमेटी की रिपोर्ट शायी करने का मोतालबा कर रहे हैं। कल मुजाहेरीन¹ का एक हुजूम अपोजीशन लीडर श्री गोरखनाथ जी की कयादत में मेरी कोठी के बाहर नारे लगाता रहा और मैं अंदर बैठा इत्मीनान से टेलीवीजन देखता रहा। आज रात श्री गोरखनाथ को डिनर पर बुला रहा हूँ। उसे मछली के पकौड़े बहुत पसंद हैं। वह अक्सर कहा करता है। मछली के पकौड़े अवाम के गोश्त-पोस्त से ज़्यादा लजीज़ होते हैं।

मेरा खयाल है डिनर की मस्ती में हम मस्जिद और खुदा दोनों का फैसला कर लेंगे।

12 दिसम्बर—

गोरखनाथ के साथ मेरा समझौता नहीं हो सका वह कमबख्त इस मामले को तूल देना चाहता है। कुछ और ज़ख्मी, कुछ और गिरफ्तारियाँ, कुछ और कत्ल, कुछ और बेवकूफ़ियाँ जो अवाम की तरफ़ से सरज़द हों! उन बेवकूफ़ियों के बल-बूते पर मेरे सर से ताज उतारे और खुद पहन ले।

क्यों न मैं वजरात² से इस्तीफ़ा देदूँ और एलान कर दूँ कि इस ज़मीन पर मन्दिर का हक़ है और मन्दिर की दीवारों में अपनी हड्डियाँ चुनवा दूँगा। मेरा लहू और मेरा गोश्त मन्दिर की तामीर में लगा दिया जाये, इस

1. प्रदर्शनकारी 2. मंत्री परिषद

مندر کی تعمیر میں لگا دیا جائے، اس سے دو فائدے ہوں گے (۱) گورکھ ناتھ کی تقدیر پھوٹ جائے گی۔ کیونکہ وہ بھی مندر کے حق میں شور و غل مچاتا پھرتا ہے۔ میرے میدان میں اترتے ہی لوگ گورکھ ناتھ کو بھول جائیں گے (۲) مندر کی حفاظت کے لیے جو دولاکھ روپیہ چندہ جمع ہو چکا ہے۔ وہ میری تحویل میں آجائے گا۔

لیکن مسجد بچاؤ کمیٹی کا کیا رد عمل ہوگا۔ کیونکہ اس کمیٹی کا صدر بھی میرا فرشتہ ہے اور وہ اب تک مجھ سے پچیس ہزار روپے لے چکا ہے۔ اور پھر وہ میرا سچا وفادار بھی ہے۔

بڑی الجھن ہے۔ ابھی کچھ اور سوچنا چاہیے، کچھ اور انتظار کرنا چاہیے۔

۱۶ دسمبر —

کامیابی۔ مسرت۔ ذہانت!

تنازعہ جگہ کا حل تلاش کر لیا گیا ہے، ریسرچ کمیٹی کی رپورٹ میں ایک سنی خیز تبدیلی کر لی گئی ہے کہ یہاں مندر اور مسجد سے پہلے گوالے رہا کرتے تھے۔ اس لئے اس جگہ پر گایوں کی پرورش و پرداخت کی جائے گی اور عوام کو خالص، پاکیزہ دودھ بازار سے پچیس فی صدی رعایتی قیمت پر سپلائی کیا جائے گا۔ ریسرچ کمیٹی کے پانچ معزز ممبروں نے پانچ پانچ ہزار روپے لے کر یہ تسلیم کر لیا ہے کہ شری لپاڑیا ہم سے زیادہ بہتر موزن ہیں۔ انھوں نے تو رپورٹ میں یہ ترمیم بھی منظور کر لی کہ اس جگہ کی کھدائی کے دوران ایک گائے کا سینگ بھی ملا ہے۔ اور دودھ دوہنے والا برتن بھی۔

آج شام کو عوام کا ایک بھاری جلوس نکل رہا ہے جو گوشالہ بنانے کے حق میں ہوگا۔ عوام کو ہتکے خدا کی ضرورت نہیں، سستے دودھ کی زیادہ ضرورت ہے! کل صبح سرکار کی طرف سے ایک فراخ دلانہ پیش کش کی جائے گی کہ مندر اور مسجد کی تقدیس کو برقرار رکھنے کے لیے گوشالہ کے دائیں اور بائیں طرف کی زمین الاٹ کر دی جائے گی اور تعمیر کا سارا خرچ سرکار ادا کرے گی۔

فریقین کے دو بڑے رہنما میرے ہاتھوں سے ہوس کے گلاس پی کر کل صبح اپنی

से दो फायदे होंगे (1) गोरखनाथ की तब्दीर फूट जायेगी। क्योंकि वह भी मन्दिर के हक में शोरो-गुल मचाता फिरता है। मेरे मैदान में उतरते ही लोग गोरखनाथ को भूल जायेंगे (2) मन्दिर की हिफाजत के लिए जो दो लाख रुपया जमा हो चुका है। वह मेरी तहवील में आ जायेगा।

लेकिन मस्जिद बचाओ कमेटी का क्या रहे-अमल होगा। क्योंकि इस कमेटी का सदर भी मेरा फरिश्ता है और वह अब तक मुझसे पचीस हजार रुपये ले चुका है। और फिर वह मेरा सच्चा वफादार भी है।

बड़ी उलझन है। अभी कुछ और सोचना चाहिए, कुछ और इन्तजार करना चाहिए।

16 दिसम्बर-

कामयाबी, मुसररत, जिहानत!

मुतनाजा जगह का हल तलाश कर लिया गया, रिसर्च कमेटी की रिपोर्ट में एक सनसनी खेज तब्दीली कर ली गई है कि यहाँ मन्दिर और मस्जिद से पहले ग्वाले रहा करते थे। इसलिए इस जगह पर गायों की परवरिशो-परदाख्त की जायेगी और अवाम को खालिस, पाकीजा दूध बाजार से पचीस फीसदी रियायती कीमत पर सप्लाय किया जायेगा। रिसर्च कमेटी के पाँच मोअज्जिज मेम्बरो ने पाँच-पाँच हजार रुपये लेकर यह लस्लीम कर लिया है कि श्री लपाड़िया हम से ज्यादा मवरिख¹ हैं। उन्होंने तो रिपोर्ट में यह तरमीम भी मंजूर करली कि इस जगह की खुदाई के दौरान गाय का सींग भी मिला है। और दूध दुहने वाला बर्तन भी।

आज शाम को अवाम का एक मारी जुलूस निकल रहा है जो गउशाला बनाने के हक में होगा। अवाम को महंगे खुदा की जरूरत नहीं, सस्ते दूध की ज्यादा जरूरत है!

कल सुबह सरकार की तरफ से एक फराखदिलाना पेशकश की जायेगी कि मन्दिर और मस्जिद की तब्दीस² को बरकरार रखने के लिए गउशाला के दाएँ और बाएँ तरफ की जमीन एलॉट कर दी जायेगी और तामीर का सारा खर्च सरकार अदा करेगी।

फरीकैन के दो बड़े रहनुमा मेरे हाथों से जूस के गिलास पीकर कल सुबह अपनी भूक हड़ताल खत्म कर रहे हैं। अपने ही अजीज हैं।

بھوک ہڑتال ختم کر رہے ہیں۔ اپنے ہی عزیز ہیں۔ بڑے فرمانبردار ہیں۔ میں کل صبح ہوائی جہاز سے پیرس کی طرف پرواز کر رہا ہوں۔ اس اندولن کی تکان مٹانے کے لیے مجھ کو بہت ضروری ہے۔ اگرچہ سرکاری طور پر میں فرانس میں بندروں کے ایکسپورٹ کے سلسلے میں گفتگو کرنے جا رہا ہوں۔

ایک بابو کی ڈائری —

۳ مئی ۱۹۷۰ء —

کل میسرز ٹھیکہ کار ام ٹھیکہ گال کے مالک بھئیگا چند نے مجھے خوش کرنے کے لیے ۱۹۷۰ء کی ایک ڈائری عنایت فرمائی۔ کیونکہ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ریلوے کے گڈس پارسل کلرک بیجونا تھ سے آپ کا ”مناسب“ تعارف کرا دوں گا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے لفظ ”مناسب“ پر خاص زور دیا تھا۔ ایک لفظ کے بدلے میں ایک ڈائری مل جاتی ہے۔ مارکیٹ میں لفظ بھی بکتے ہیں۔ کتنی پیاری دنیا ہے۔ کتنی پیاری مارکیٹ ہے! سنا ہے، ہر بڑا آدمی ڈائری لکھتا ہے، مجھے شک ہو گیا ہے کہ میں بڑا آدمی ہوں یا بننے والا ہوں۔ جب میں چھوٹا سا تھا تو میرا والد کہا کرتا تھا۔ ”میرا بیٹا بڑا ہو کر سبکدوش بابو بنے گا۔“ والد کی دعا کا نفی نفی اثر ہوا۔ یعنی میں سبکدوش بابو تو نہ بن سکا۔ صرف بابو بن گیا۔ مجھے اس لفظ سے سخت نفرت ہے۔ رکشا والا، تانگے والا، قلی، چہرہ اسی کبھی بابو کہہ کر بلاتے رہیں گے میں بڑا آدمی نہیں بن سکتا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ بابو لفظ ”بابو نہ“ سے نکلا ہے جس کا مطلب ”بندر“ ہے۔ میں نے جب بھی آئینہ دیکھا ہے مجھے بندر کہیں دکھائی نہ دیا۔ جس دن مجھے اپنے اندر بند نظر آ گیا میں خودکشی کر لوں گا۔

میری بیوی ادھر آ رہی ہے۔ بندر کی بیوی! جب یہ دلہن بن کر آئی تھی تو بالکل فلم اشار سار سارہ بانو معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اب چھ ہی سات سال میں ”سلم ایریا“ بن کر رہ گئی ہے۔ میرے خیال میں مجھے ڈائری لکھنا بند کر دینا چاہیے۔ کیوں کہ وہ مجھ سے آکر کہے گی۔ اے میرے چار بچوں اور پانچویں امیدوار بچے کے ڈیڈی! اپنے اس بچے کو

बड़े फरमाबरदार हैं। मैं कल सुबह हवाई जहाज से पैरिस की तरफ परवाज कर रहा हूँ। इस आन्दोलन की तकान मिटाने के लिए महबूबा की आगोश बहुत जरूरी है। अगरचे सरकारी तौर पर मैं फ्रांस में बंदरों के एक्सपोर्ट के सिलसिले में गुप्तगू करने जा रहा हूँ।

एक बाबू की डायरी

3 मई 1970 ई.-

कल मेसर्स ठेंगा राम छींगामल के मालिक मनीका चंद ने मुझे खुश करने के लिए 1970 ई. की एक डायरी इनायत फरमाई। क्योंकि मैंने उससे वादा किया था कि रेलवे के गुड्स पार्सल क्लर्क बैजूनाथ से आपका "मुनासिब" त्तारुफ¹ करा दूँगा। मुझे याद है कि मैंने लफ्ज "मुनासिब" पर खास जोर दिया था। एक लफ्ज के बदले में एक डायरी मिल जाती है। मार्केट में लफ्ज भी बिकते हैं। कितनी प्यारी दुनिया है। कितनी प्यारी मार्केट है!

सुना है हर बड़ा आदमी डायरी लिखता है, मुझे शक हो गया है कि मैं बड़ा आदमी हूँ या बनने वाला हूँ। जब मैं छोटा सा था तो मेरा वालिद कहा करता था। "मेरा बेटा बड़ा होकर सुभाष बाबू बनेगा।" वालिद की दुआ का फिफ्टी-फिफ्टी असर हुआ। यानी मैं सुभाष बाबू तो न बन सका। सिर्फ बाबू बन गया। मुझे इस लफ्ज से सख्त नफरत है। रिक्शे वाला, तांगे वाला, कुली, चपरासी सभी बाबू कहकर बुलाते रहेंगे मैं बड़ा आदमी नहीं बन सकता। किसी ने मुझे बताया कि लफ्ज बाबू "बाबूना" से निकला है जिसका मतलब "बंदर" है। मैंने जब भी आईना देखा है मुझे बंदर कहीं दिखाई न दिया। जिस दिन मुझे अपने अंदर बंदर नज़र आ गया मैं खुदकुशी कर लूँगा।

मेरी बीवी इधर आ रही है। बंदर की बीवी! जब यह दुल्हन बनकर आई थी तो बिल्कुल फिल्म स्टार सायरा बानो मालूम होती थी। लेकिन अब छः ही सात साल में "स्लम ऐरिया" बनकर बनकर रह गई है। मेरे खयाल

ڈانٹو یہ اپنی نئی قمیص پہناڑ لایا ہے اور اسے یہ وارنگ بھی دے دو کہ اسے تنخواہ آنے تک
نکار ہنا پڑے گا۔

۶ مئی ۱۹۷۰ء —

آج سارا دن بے حد مصروف رہا۔ مالک مکان آٹھویں ہار مکان خالی
کرنے کی دھمکی دینے آیا۔ آدھ گھنٹہ تک اسے گالیاں دیں اور گالیاں کھائیں گالیوں کے
اس کا روبرو کے دوران ننھے بچے کو بوتل میں سے دودھ بھی پلاتا رہا کیونکہ میری سلم ایریا برہم
کمار یوں کے ست سنگ میں بھگوان کے ساتھ براہ راست تعلقات قائم کرنے گئی ہوئی
تھی۔ خاوند گالیاں کھاتا ہے۔ بیوی ست سنگ کرتی ہے جب وہ لوٹی تو میں نے مالک
مکان سے جتنی گالیاں کھائی تھیں، وہ بیوی کے حلق میں انڈیل دیں۔ دفتر میں جا کر بڑے
صاحب سے جھڑپ ہو گئی۔ اس نے دھمکی دی کہ تمہارے خلاف ان ایف ٹیسی کی کچھ
رپورٹیں آئی ہیں۔ مالک مکان مجھے دھمکی دیتا ہے میں بیوی کو دھمکی دیتا ہوں۔ بیوی بچوں
کو دھمکی دیتی ہے ہر بڑا ہر چھوٹے کو دھمکیوں تلے پیتا جا رہا ہے۔ صاحب بڑا ہے، میں
چھوٹا ہوں اگر نوکری چھٹ گئی، اگر بیوی برہم کماریوں کے ساتھ بھاگ گئی؟ میں ڈر
گیا صاحب سے وعدہ کر لیا کہ میسر ڈھینکا مل کی دوکان سے آپ کے مکان کے لیے ایک من
لوہے کا سریالا دوں گا۔ بیوی کو ٹیلیفون کر دیا کہ فی الحال برہم کماریوں کے ساتھ بھاگنے کا
پروگرام ملتوی کر دو۔ مالک مکان کے گھر جا کر منت سماجت کی کہ میں رشوت لینے کا نیک
کام شروع کر رہا ہوں اور ڈیوڑھا کر ایہ ادا کیا کروں گا۔ اور کیا کرتا۔ تین سو روپے ماہانہ
پانے والا بابودلت آمیز سمجھوتوں کے سوا اور کچھ بھی کیا سکتا ہے۔

سارا دن سمجھوتے کرتا رہا۔ شام کو کلرکوں کی ریٹی میں انقلاب زندہ باد کے
نعرے لگاتا رہا۔ اس کے بعد من کی شانتی کے لئے ایک بھگوتی جاگرن میں شریک ہوا۔
اس وقت نیند نہیں آرہی ہے۔ اس لیے ڈائری لکھ رہا ہوں۔

۱۰ مئی ۱۹۷۰ء —

آج کوئی خاص گھٹنا نہیں ہوئی۔ اتوار کی چھٹی تھی، اس لیے دن بھر استراہٹ

में मुझे डायरी लिखना बंद कर देना चाहिए। क्योंकि यह मुझसे आकर कहेगी। ऐ मेरे चार बच्चों और पाँचवीं उम्मीदवार बच्चे के डैडी! अपने इस बच्चे को डॉटो यह अपनी नई कमीज़ फाड़ लाया है और इसे यह वार्निंग भी दे दो कि इसे तनख्वाह आने तक नंगा रहना पड़ेगा।

6 मई 1970 ई.—

आज सारा दिन बेहद मसरूफ़ रहा। मालिक मकान आठवीं बार मकान खाली करने की धमकी देने आया। आध घंटे तक उसे गालियाँ दीं और गालियाँ खायीं गालियों के इस कारोबार के दौरान नन्हे बच्चे को बोतल में से दूध भी पिलाता रहा क्योंकि मेरी स्लम ऐरिया बृह्म कुमारियों के सतसंग में भगवान के साथ बराहे-रास्त तअल्लुकात कायम करने गई हुई थी। खाविंद गालियाँ खाता है। बीवी सतसंग करती है जब वह लौटी तो मैं ने मालिक मकान से जितनी गालियाँ खाई थीं, वह बीवी के हलक में उन्डेल दीं। दफ़्तर में जाकर बड़े साहब से झड़प हो गई। उसने धमकी दी कि तुम्हारे खिलाफ़ इन एफीशिएन्सी की कुछ रिपोर्टें आई हैं। मालिक मकान मुझे धमकी देता है मैं बीवी को धमकी देता हूँ। बीवी बच्चों को धमकी देती है हर बड़ा हर छोटे को

धमकियों तले पिसता जा रहा है। साहब बड़ा है, मैं छोटा हूँ अगर नौकरी छूट गई, अगर बीवी बृह्म कुमारियों के साथ भाग गई? मैं डर गया साहब से वादा कर लिया कि मेसर्स टेंगमल की दूकान से आपके मकान के लिए एक मन लोहे का सरिया ला दूँगा। बीवी को टेलीफ़ोन कर दिया कि फ़िलहाल बृह्म कुमारियों के साथ भागने का प्रोग्राम मुल्तवी कर दो। मालिक मकान के घर जाकर मिन्नत समाजत की कि मैं रिश्वत लेने का नेक काम शुरू कर रहा हूँ और इयोबा किराया अदा कर दिया करूँगा। और क्या करता। तीन सौ रुपये माहाना पाने वाला बाबू जिल्लत-आमेज़ समझौतों के सिवा और कर भी क्या सकता है।

सारा दिन समझौते करता रहा। शाम को क्लर्कों की रैली में इन्क़लाब जिन्दाबाद के नारे लगाता रहा। उसके बाद मन की शान्ती के लिए एक भगवती जागरण में शरीक हुआ। इस वक़्त नींद नहीं आ रही है। इसलिए डायरी लिख रहा हूँ।

رہی۔ بیوی کے ساتھ فلم دیکھنے کا وعدہ کیا اور توڑ دیا، ناش کھیلنے والے کچھ کلرک ہاؤز آگئے۔ وہ جوا کھیلنا چاہتے تھے۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ میں نے اپنے کیرئیر کی تعمیر شروع کر دی ہے۔ اس لیے جوا نہ کھیلوں گا۔ انھوں نے مجھے جو روکا غلام کہہ دیا۔ میں نے قبول کر لیا۔ شام کو تفریح کے لیے بچوں کو لے کر میونسپل پارک میں چلا گیا اور ان کے ساتھ گھاس پر بیٹھ کر مونگ پھلیاں کھاتا رہا۔ کئی مہینوں بعد بچوں نے اعلان کیا کہ تم ہمارے ڈیڑی ہو۔ مونگ پھلیاں اور میونسپل پارک صرف دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو ڈیڑی بنا دیتی ہیں۔ میں نے جب بچوں کو اپنے اوپر اتنا مہربان دیکھا تو انھیں ان کی ممی کے خلاف بھڑکا تا رہا۔ اور ان میں سے ایک بچے نے تو مجھ سے وعدہ بھی کر لیا کہ آئندہ ممی کے راز ہائے سر بستہ آپ کو بتا دیا کروں گا۔

۱۳ مئی ۱۹۷۰ء —

گذشتہ دنوں سے محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے گھر کے سامنے والی چھت پر ایک نو جوان لڑکی ٹھیک اس وقت ہال بکھیرے آکھڑی ہوتی ہے۔ جب میں دفتر جانے لگتا ہوں وہ زلفوں کو کسی رقاصہ کے انداز میں جب جھٹکا دیتی ہے میرے دل میں کھٹکھروج اٹھتے ہیں۔ شروع شروع میں تو مجھے لگا ہی ملانے کی جرأت نہ ہوئی کیوں کہ ایک تو میں کلرک ہوں۔ دوسرے محلے والے بھی مجھے شریف آدمی کہتے ہیں اور تیسرے یہ کہ پیار کرنے کے لیے ٹائم چاہیے۔ میرا ٹائم دفتر کے لئے مخصوص ہے۔ پیار کرنے کے لیے نہیں۔ لیکن ایک دن تنگ آکر میں نے اسے ہاتھ سے سلام کر دیا۔ وہ کجنت مسکرا دی۔ اس مسکراہٹ نے میرے اندر کا سارا نظام اتھل پتھل کر دیا۔ اس دن بس پر سوار ہوتے وقت اچانک اس کی مسکراہٹ یاد آگئی تو بس سے پاؤں پھسل گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ روٹی کا ڈبہ تو بس کے اندر چلا گیا اور میں بس سے باہر رہ گیا۔

بیوی نے پوچھا تھا۔ ”ڈبہ کہاں گم کر آئے۔“ میں نے جواب دیا ”چھری ہو گیا۔“ اب میں اسے کیسے بتاتا کہ سامنے وہ جو زلفوں والی سانولی سلونی لڑکی رہتی ہے۔ ڈبہ اسی نے چرایا ہے۔

10 मई 1970 ई.-

आज कोई घटना नहीं हुई। इतवार की छुट्टी थी, इसलिए दिन भर उकताहट रही। बीवी के साथ फिल्म देखने का वादा किया और तोड़ दिया, ताश खेलने वाले कुछ क्लर्क बाबू आ गये। वह जुआ खेलना चाहते थे। मैंने साफ कह दिया कि मैं ने अपने कैरेक्टर की तामीर शुरु कर दी है। इसलिए जुआ न खेलूंगा। उन्होंने मुझे जोरु का गुलाम कह दिया। मैंने कबूल कर लिया। शाम को तफरीह के लिए बच्चों को लेकर म्यून्सिपल पार्क में चला गया और उनके साथ घास पर बैठकर मूँगफलियाँ खाता रहा। कई महिनों के बाद बच्चों ने एलान किया कि तुम हमारे डैडी हो। मूँग फलियाँ और म्यून्सिपल पार्क सिर्फ दो चीजें ऐसी हैं जो इन्सान को डैडी बना देती हैं। मैंने जब बच्चों को अपने उपर इतना मेहरबान देखा तो उन्हें उनकी मम्मी के खिलाफ़ भड़काता रहा। और उनमें से एक बच्चे ने तो मुझसे वादा भी कर लिया क आइन्दा मम्मी के राज़ हाए— सर बस्ता¹ आपको बता दिया करूँगा।

13 मई 1970 ई.-

गुज़िश्ता दिनों से महसूस कर रहा हूँ कि हमारे घर के सामने वाली छत पर एक नौजवान लड़की ठीक उस वक्त बाल बिखेरे आ खड़ी होती है जब मैं दफ़्तर जाने लगता हूँ वह जुल्फों को किसी रक्कासा के अन्दाज़ में झटका देती है मेरे दिल में घुंघरु बज उठते हैं। शुरु-शुरु में तो मुझे निगाहें मिलाने की जुरत न हुई क्योंकि एक तो मैं क्लर्क हूँ, दूसरे मोहल्ले वाले मुझे शरीफ़ आदमी कहते हैं और तीसरे यह कि प्यार करने के लिए टाइम चाहिए। मेरा टाइम दफ़्तर के लिए मरख़सूस है। प्यार करने के लिए नहीं। लेकिन तंग आकर मैंने उसे हाथ से सलाम कर दिया। वह कमबख़्त मुस्कुरा दी। उस मुस्कुराहट ने मेरे अन्दर का सारा निज़ाम उथल पुथल कर दिया। उस दिन बस पर सवार होते वक़्त अधानक उस की मुस्कुराहट याद आ गई तो बस से पाँव फिसल गया। नतीजा यह हुआ कि रोटी का डिब्बा तो बस के अन्दर चला गया और मैं बस से बाहर रह गया।

बीवी ने पूछा था। "डिब्बा कहाँ गुम कर आये।" मैंने जवाब दिया "चोरी हो गया। अब मैं उसे क्या बताता कि सामने वह जो जुल्फों वाली

1. छिपी हुई बातें

آج صبح وہ سانولی سلونی لڑکی چھت پر نہیں آئی۔ میرادل ڈوبنے لگا، جی چاہا
 آج مجھ محروم دیدار کو دفتر نہ جانا چاہئے۔ کئی منٹ تک اس سانولے چاند کے طلوع ہونے
 کے انتظار میں سڑک پر کھڑا رہا۔ میرا چھوٹا بچہ بالکونی سے مجھے ”بائی بائی“ کرتا رہا۔
 بچے کی اس حرکت سے گھبرا کر چل دیا۔ جاتے جاتے ایک ٹھنڈی آہ محبوبہ کی چھت کی طرف
 پھینک دی۔ سارا دن دفتر میں طبیعت مضطرب رہی۔ کسی کام کو جی نہ چاہا۔ شام کو اور ٹائم
 پر بھی کام نہیں کیا اور جلدی گھر لوٹ آیا کیا دیکھتا ہوں..... کہ چاند میرے گھر کی بالکونی میں
 اتر آیا ہے اور میری بیوی کے ساتھ غیر رومانی باتوں میں مصروف ہے۔ میرادل زور زور
 سے دھڑکا جیسے باہر نکل کر محبوبہ کے قدموں پر جا گرے گا۔ میں نے جلدی جلدی بیوی کی
 آنکھیں بچا کر محبوبہ سے آنکھ ملائی۔ ایک خاموش مدبھری مسکراہٹ نے جواب دیا۔
 ”بائی بائی“۔

بعد میں بیوی نے مجھے بتایا کہ ان لوگوں کا تبادلہ کانپور ہو گیا ہے اور کل جارہے
 ہیں، عجیب محبوبہ ہے۔ اتنی جلدی بائی بائی کرنا تھا تو مسکرا کر کیوں دیکھا تھا ابھی تو خاموش
 پیار گھنگو کی منزل میں تھا۔ یوں کو جنش تک نہ ہوئی تھی۔ محبت کے دو بولوں کا تبادلہ تک نہ
 ہوا تھا۔ اور تم چلی گئیں، اتنا مختصر پیار! اس سے پہلے کی میں جرات اظہار کروں، انداز
 گفتار سوچوں، تم باہیں چھڑا کر بھاگ گئیں!

اب تو ڈائری لکھنے میں لطف آنے لگا تھا۔ اب فائدہ ڈائری لکھنے کا سوچ رہا
 ہوں ڈائری کے باقی صفحے میسرز ٹھیکہ گاہ کو لوٹا دوں۔ اس پیار میں میرے دو نقصان
 ہوئے۔ ایک تو دل ٹوٹ گیا اور دوسرے روٹی کا ڈبہ گم ہو گیا۔

۱۲ مئی ۱۹۷۰ء —

آج صبح ریشمی زلفوں والی محبوبہ اپنی فیملی کے ساتھ ٹیکسی پر سوار ہو کر روانہ
 ہو گئی۔ میں نے عینک لگا کر اس طرف دیکھا۔ میرا خیال ہے وہ اداس تھی میری عینک
 بہترین کوالٹی کی ہے، جھوٹ نہیں بولتی۔

میں نے آج اس کے ہجر میں تڑپنے کے لیے دفتر سے چھٹی لے لی۔ اس کے

साँवली सलोनी लड़की रहती है। डब्बा उसी ने चुराया है।

आज सुबह वह साँवली सलोनी लड़की छत पर नहीं आई। मेरा दिल डूबने लगा, जी चाहा आज मुझ महरुमे-दीदार को दफ़्तर न जाना चाहिए। कई मिनट तक उस साँवले चाँद के तुलूअ होने के इन्तज़ार में सड़क पर खड़ा रहा। मेरा छोटा बच्चा बालकोनी से मुझे "बाय बाय" करता रहा। बच्चे की इस हरकत से घबराकर चल दिया। जाते-जाते एक ठंडी आह महबूबा की छत की तरफ़ फेंक दी। सारा दिन दफ़्तर में तबीयत मुज़महिल रही। किसी काम को जी न चाहा। शाम को ओवर टाइम पर भी काम नहीं किया और जल्दी घर लौट आया क्या देखता हूँ.....कि चाँद मेरे घर की बालकोनी में उतर आया है और मेरी बीबी के साथ ग़ैर रुमानी बातों में मसरुफ़ है। मेरा दिल ज़ोर-ज़ोर से धड़का जैसे बाहर निकल कर महबूबा के कदमों पर जा गिरेगा। मैंने जल्दी जल्दी बीबी की आँखें बचाकर महबूबा से आँख मिलाई। एक ख़ामोश मद भरी मुस्कुराहट ने जवाब दिया। "बाय बाय"।

बाद में बीबी ने बताया इन लोगों का तबादला कानपुर हो गया है और कल जा रहे हैं, अजीब महबूबा है। इतनी जल्दी बाय बाय करना था तो मुस्कुरा कर क्यों देखा था अभी तो ख़ामोश प्यार गुफ़्तगू की मंज़िल में था। लबों को जुबिश तक न हुई थी। मुहब्बत के दो बोलों का तबादला तक न हुआ था और तुम चली गई, इतना मुख़्तसर प्यार! इससे पहले कि मैं ज़ुरते-इज़हार करूँ, अन्दाज़े-गुफ़्तार सोचूँ, तुम बाहें छुड़ाकर भाग गई!

अब तो डायरी लिखने में लुत्फ़ आने लगा था। अब फ़ायदा डायरी लिखने का सोच रहा हूँ डायरी के बाकी सफ़े मेसर्स ठेंगामल को लौटा दूँ। इस प्यार में मेरे दो नुक़सान हुए। एक तो दिल टूट गया और दूसरे रोटी का डिब्बा गुम हो गया।

14 मई 1970 ई.-

आज सुबह रेशमी जुल्फ़ों वाली महबूबा अपनी फैमली के साथ टैक्सी पर सवार होकर रवाना हो गई। मैंने ऐनक लगाकर उसकी तरफ़ देखा। मेरा ख़याल है वह उदास थी मेरी ऐनक बेहतरीन क्वालिटी की है झूट नहीं बोलती।

جانے کے بعد بہت مچھتا یا کہ اس سے کانپور کا ایڈریس ہی پوچھ لیتا۔ میرا سب کچھ چھین کر لے گئی۔ کم از کم اس کا ایڈریس تو میرے پاس رہ جاتا۔ سارا دن اپنی اس بے وقوفی اور محبوبہ کے مستقبل پر آہیں بھرتا رہا۔ آپہیں بھرنے کے دوران میرا بڑا سالا آگیا۔ اس کے ساتھ انتہائی لغو اور بے معنی باتیں کرتا رہا۔ وہ اپنی بہن کو چند دن کے لیے لینے آیا تھا۔ میں نے بخوشی اجازت دے دی۔ بچے اپنے انکل کو دیکھ کر، مجھے بھول گئے۔ ایک تو محبوبہ کا ہجر اور اب بیوی کا ہجر۔ ایک میں آہیں ہیں دوسرے میں حسرت ہے۔ اس وقت بیوی بچے میرے سالے صاحب کے ساتھ سینما دیکھنے کے لیے گئے ہوئے ہیں اور میں گھر میں تنہا ہوں۔ یہ ڈائری لکھ رہا ہوں۔ بار بار نگاہیں اس چھت کی طرف اٹھ جاتی ہیں جہاں کہیں زلفیں لہرایا کرتی تھیں آج ایک کو ابیشا کائیں کائیں کر رہا ہے۔

اور میں سوچ رہا ہوں اب جب کہ رومان کے امکانات تاریک ہو گئے ہیں اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لیے کوئی شغل اختیار کر لوں۔ رشوت کا کام ہی شروع کر دوں۔ محبت نہ سہی رشوت ہی سہی۔ دل و دماغ کے لیے کوئی ہنگامہ تو رہنا ہی چاہیے۔

۲ مئی ۱۹۷۰ء —

آج مندرجہ ذیل کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

- ۱۔ گھر کی چار پائیوں کی ادوائیں کس دیں۔
- ۲۔ راشن کارڈ کی تجدید کروائی اور گھر کے پانچ افراد کی بجائے چھ افراد لکھوائے۔
- ۳۔ بلیک میں ہناسپی کا ایک ڈبہ خرید لیا۔
- ۴۔ دفتر سے شیٹری چرائی۔ بچوں کے کام آئے گی۔
- ۵۔ ایک دوست سے دس روپے ادھار لیے کیوں کہ تنخواہ ختم ہو چکی تھی۔ یہ دس روپے لوٹانے کا ارادہ نہیں ہے کیوں کہ اس دوست نے دو سال پہلے مجھ سے پانچ روپے ادھار لیے تھے لیکن ابھی تک نہیں لوٹائے تھے۔
- ۶۔ بیوی کو اس کے میسجے میں ارجنٹ خط لکھا کہ اسے لویئر سمجھ کر جلدی لوٹ آؤ تمہارے ہجر نے مجھے دو کوڑی کا نہیں رکھا۔

मैंने आज उसके हिज्र में तड़पने के लिए दफ़्तर से छुट्टी ले ली। उसके जाने के बाद बहुत पछताया कि उससे कानपुर का एड्रेस ही पूछ लेता। मेरा सब कुछ छीनकर ले गई। कम अज़ कम उसका एड्रेस तो मेरे पास रह जाता। सारा दिन अपनी इस बेवकूफी और महबूबा के मुस्तकबिल पर आहें भरता रहा। आहें भरने के दौरान मेरा बड़ा साला आ गया। उसके साथ इन्तहाई लगव¹ और बेमानी बातें करता रहा। वह अपनी बहन को चंद दिनों के लिए लेने आया था। मैंने बखुशी इजाज़त देदी। बच्चे अपने अंकल को देखकर, मुझे मूल गये। एक तो महबूबा का हिज्र और अब बीवी का हिज्र। एक में आहें हैं दूसरे में हसरत है। इस वक़्त बीवी बच्चे मेरे साले साहब के साथ सिनेमा देखने के लिए गये हुए हैं और मैं घर में तन्हा हूँ। यह डायरी लिख रहा हूँ। बार-बार निगाहें उस छत की तरफ़ उठ जाती हैं जहाँ कहीं जुल्फें लहराया करती थीं आज एक कौआ बैठा कायँ-कायँ कर रहा है।

और मैं सोच रहा हूँ अब तब कि रुमान के इमकानात तारीक हो गये हैं अपने आपको मसरुफ़ रखने के लिए कोई शग़ल अख़्तियार कर लूँ। रिश्वत का काम ही शुरू कर दूँ। मोहब्बत न सही रिश्वत ही सही। दिलो-दिमाग़ के लिए कोई हंगामा तो रहना ही चाहिए।

2 मई 1970 ई.-

आज मुन्दरजा जेल² कार-हाए नुमायौ सर-अंजाम दिए।

1. घर की चारपाइयों की अदवाइनें कस दीं।
2. राशन कार्ड की तजदीद³ करवाई और घर के पौंच अफ़राद के बजाये छः अफ़राद लिखवाये।
3. ब्लेक में बनस्पति का एक डिब्बा ख़रीद लिया।
4. दफ़्तर से स्टेशनरी चुराई। बच्चों के काम आयेगी।
5. एक दोस्त से दस रुपये उधार लिए क्योंकि तनख़्वाह ख़त्म हो चुकी थी। यह दस रुपये लौटाने का इरादा नहीं है क्योंकि उस दोस्त ने दो साल पहले मुझसे पौंच रुपये उधार लिए थे लेकिन अभी तक नहीं लौटाये थे।

-
1. बेकार 2. निम्नलिखित 3. नवीनीकरण

- ۷۔ اپنے ایک ساتھی کلرک کے خلاف بڑے صاحب کو چشمی لکھی کہ وہ ہر روز دفتر آکر صرف حاضری لگاتا ہے اور پھر بھاگ جاتا ہے۔ تحقیق کی جائے۔ اس چشمی کے نیچے اپنا نام نہیں لکھا۔ اس کلرک نے بھی میری اسٹیشنری چرانے کی رپورٹ کر دی تھی۔
- ۸۔ گھر لوٹتے وقت بس میں سوار ہوا۔ رش زیادہ تھا اس لیے میں نے کنڈکٹر سے ٹکٹ لینا مناسب نہ سمجھا۔
- ۹۔ فروٹ شاپ پر آکر پھلوں کا ریٹ پوچھا، خریدے نہیں کیوں کہ حسب سابق بے حد مہنگے تھے۔ گھر آکر ایک ”لیٹر ٹو ڈائیٹرز“ لکھا کہ مہنگائی نے ہم کلرکوں کی کمر توڑ دی ہے۔
- ۱۰۔ ایک بلی کو مارا جو بیوی کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر دودھ پینا چاہتی تھی، لیکن ڈنڈا بلی کے بجائے دودھ کی کڑھائی کو جالگا۔ دودھ الٹ گیا۔ نہ بلی کے کام آیا نہ میرے۔ میں اور بلی دونوں بہت دیر تک کفِ افسوس ملتے رہے۔

۲۵ مئی ۱۹۷۰ء —

کل سے اہلیہ محترمہ تشریف لے آئیں۔ آتے ہی انھوں نے دو اہم سنسنی خیز خبریں سنائیں۔ ایک یہ کہ بواہر خوردار عزیز از جاں رمیش چندر جو اکھیلتے ہوئے پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا ہے۔ بہت مشکل سے ناناجی کے رسوخ کی بدولت معافی مانگ کر رہا کرایا گیا اور دوسری خبر یہ کہ پانچویں عزیز از جاں کی ڈیوری کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔

لہذا بابا ادب با ملاحظہ ہو شیارا!

میں نے بیوی سے دست بستہ عرض کی کہ جہاں تک جوئے کے کیس کا تعلق ہے وہ نہ خیال سے ورٹے میں عنایت ہوا ہے۔ سنا ہے برخوردار کے نانا بھی بالکل اسی عمر میں جو اکھیلتے ہوئے حوالات تشریف لے گئے تھے۔ اس لیے تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔

6. बीवी को उसके मैके में अर्जेंट खत लिखा कि उसे लव-लेटर समझकर जल्दी लौट आओ तुम्हारे हिज ने मुझे दो कौड़ी का नहीं रखा।
7. अपने एक साथी क्लर्क के खिलाफ बड़े साहब को चिट्ठी लिखी कि वह हर रोज़ दफ़्तर आकर सिर्फ़ हाज़री लगाता है और फिर भाग जाता है। तहकीक की जाए। उस चिट्ठी के नीचे अपना नाम नहीं लिखा। उस क्लर्क ने भी मेरी स्टेशनरी चुराने की रिपोर्ट कर दी थी।
8. घर लौटते वक़्त बस में सवार हुआ। रश ज़्यादा था इसलिए मैंने कन्डक्टर से टिकट लेना मुनासिब न समझा।
9. फ़्रूट शॉप पर आकर फलों का रेट पूछा, खरीदे नहीं क्योंकि हस्बे साबिक¹ बेहद महंगे थे। घर आकर एक "लेटर टू द एडिटर" लिखा कि महंगाई ने हम क्लर्कों की कमर तोड़ दी है।
10. एक बिल्ली को मारा जो बीवी की ग़ैर हाज़री से फ़ायदा उठाकर दूध पीना चाहती थी, लेकिन डंडा बिल्ली के बजाय दूध की कढ़ाई को जा लगा। दूध उलट गया। न बिल्ली के काम आया न मेरे। मैं और बिल्ली दोनों बहुत देर तक कफ़े-अफ़सोस² मलते रहे।

25 मई 1970 ई.-

कल से अहलिया³ मोहतरमा तशरीफ़ ले आयीं। आते ही उन्होंने दो अहम सनसनीखेज़ ख़बरें सुनायीं। एक यह कि बड़ा बरख़ुरदार अजीज़ अज़ जान रमेश चन्द्र जुआ खेलते हुए पुलिस के हाथों गिरफ़्तार हो गया। बहुत मुश्किल से नाना जी के रुसूख की बदौलत माफ़ी माँगकर रिहा कराया गया और दूसरी ख़बर यह कि पाँचवें अजीज़ अज़ जान की डिलेवरी का वक़्त करीब आ पहुँचा है। लिहाज़ा बा अदब बा मुलाहेज़ा होशियार!

मैंने बीवी से दस्त-बस्ता अर्ज की कि जहाँ तक जुए के केस का तअल्लुक है वह ननहियाल से विरसे में इनायत हुआ है। सुना है बरख़ुरदार के नाना भी बिल्कुल इसी उम्र में जुआ खेलते हुए हवालात तशरीफ़ ले गये

1. पूर्व की नीति 2. हाथ मलना 3. बीवी

اور پانچویں بر خوردار کی ڈلیوری کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ فیملی پلاننگ کے اصول توڑنے کا یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ تمھارے بطن سے جوئے باز پیدا ہو رہے ہیں۔ جس سے دلش کا مستقبل خطرے میں پڑ رہا ہے۔ اس لیے ہر صبح بیدار ہوتے ہی چوک میں لگتی ہوئی فیملی پلاننگ کی لال ٹکون کی طرف دیکھا کرو۔ مندر جانے کی بجائے لال ٹکون کی طرف دیکھنا زیادہ مفید ہے۔

ان دونوں سوالوں پر بیوی سے ان بن ہو گئی ہے۔ آج رات کا کھانا نہیں پکایا گیا۔ کھانا نہ کھانے سے میری آتما بڑی شفاف ہو گئی ہے اور میں گوتم بدھ کی طرح رات کو نروان کی تلاش میں بھاگ جانا چاہتا ہوں۔

۲۰ مئی ۱۹۷۰ء —

افسوس! کہ میں گوتم بدھ نہ بن سکا کیوں کہ فرار کی اس رات کو اچانک میری آنکھ لگ گئی اور صبح اس وقت کھلی جب میری بیوی میرے پلنگ کے پاس چائے کا گرم گرم کپ لیے کھڑی تھی۔ اس نے رو رو کر مجھ سے معافی مانگی جو میں نے عطا کر دی اور پھر ہم دونوں نے ایک دوسرے کو سمجھایا کہ ہم دونوں زندگی کی گاڑی کے دوپیسے ہیں اس لیے الگ نہیں ہو سکتے۔ روکھی سوکھی کھالیں گے لیکن دنیا کے سامنے رسوا نہ ہوں گے۔ ہمارا مطلب یقیناً یہی تھا کہ ہم اپنی ہی نگاہ میں رسوا ہوتے رہیں تو کوئی حرج نہیں جب نصیب میں لکر کی لکھی ہے تو پھر کیسا گوتم بدھ اور کیسی خانہ جنگی؟

گوتم بدھ نے آج دو روپیے رشوت لی اور بچوں کے لیے خربوزے اور فالے

خرید لایا۔

۲ جون ۱۹۷۰ء —

کل ہمیں تنخواہ ملی تھی۔ تنخواہ سے مسرت انگیز چیز یہ تھی کہ نئے گریڈ مقرر ہو جانے کے بعد گزشتہ ایک سال کا ”ایری“ (بھایا) کاروپیل گیا۔ میں نے بیوی کو چھپتی رنگ کی ایک نئی ساڑی لے دی جسے پہن کر وہ یوں معلوم ہوتی تھی جیسے پہلی رات کی دہن

थे। इसलिए तारीख अपने आपको दोहरा रही है।

और पाँचवें बरखुरदार की डिलेवरी के सिलसिले में अर्ज यह है कि फैमली प्लानिंग के उसूल तोड़ने का यही तीजा बरामद होता है। तुम्हारे बत्न¹ से जुआबाज़ पैदा हो रहे हैं। जिससे देश का मुस्तक़बिल ख़तरे में पड़ रहा है। इसलिए हर सुबह बेदार होते ही चौक में लटकी हुई फैमली प्लानिंग की लाल तिकोन की तरफ़ देखा करो। मन्दिर जाने की बजाए लाल तिकोन की तरफ़ देखना ज़्यादा मुफीद है।

इन दोनों सवालों पर बीवी से अनबन हो गई। आज रात का खाना नहीं पकाया गया। खाना न खाने से मेरी आत्मा बड़ी शफ़ाफ़² हो गई और गौतम बुध की तरह रात को निरवान की तलाश में भाग जाना चाहता हूँ।

20 मई 1970 ई.—

अफ़सोस! कि मैं गौतम बुध न बन सका क्योंकि फ़रार की इस रात को अचानक मेरी आँख लग गई और सुबह उस वक़्त खुली जब मेरी बीवी मेरे पलंग के पास चाय का गर्म-गर्म कप लिए खड़ी थी। उसने रो-रो कर मुझसे माफी माँगी जो मैंने अता कर दी और फिर हम दोनों ने एक दूसरे को समझाया कि हम दोनों ज़िन्दगी की गाड़ी के दो पहिये हैं इसलिए अलग नहीं हो सकते। रुखी-सूखी खा लेंगे लेकिन दुनिया के सामने रुसवा न होंगे। हमारा मतलब यकीनन यही था कि हम अपनी ही निगाह में रुसवा होते रहें तो कोई हरज नहीं जब नसीब में क्लर्की लिखी है तो फिर कैसा गौतम बुध और कैसी खाना जंगी?

गौतम बुध ने आज दो रुपये रिश्वत ली और बच्चों के लिए ख़रबूजे और फ़ालसे ख़रीद लाया।

2 जून 1970 ई.—

कल हमें तनख़्वाह मिली थी। तनख़्वाह से मुसररत अंगेज़ चीज़ यह थी कि नये ग्रेड मुकरर हो जाने के बाद गुज़िश्ता एक साल का

1. पेट

2. पवित्र, साफ़

ہے! بے اختیار جی چاہا ہی مون مٹانے کے لیے ہل اسٹیشن پر چلا جاؤں لیکن بیوی نے
سمجھایا کہ آئندہ سال چلیں گے۔ اس سال تو ڈیوری.....؟؟

• • • • •

“ऐरियर” (बकाया) का रुपया भी मिल गया। मैंने बीवी को चम्पई रंग की एक नई साड़ी ले दी जिसे पहन कर वह यूँ मालूम होती थी जैसे पहली रात की दुल्हन है! बे अड़ितयार जी चाहा हनीमून मनाने के लिए हिल-स्टेशन पर चला जाऊँ लेकिन बीवी ने समझाया कि आइन्दा साल चलेंगे। इस साल तो डिलेवरी.....??

• • • •

انگلش میڈیم

جیسے ہی ہم نے بھائی صاحب کے مکان میں قدم رکھا ایک شور و غل اور چیخ و
پکار کی آواز سنائی دی۔ بات کے سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ ایک تھکے سے بر خوردار اپنی پوری
توانیاں صرف کر کے نہ صرف رو رہے تھے بلکہ چیخے اور چلاتے بھی تھے۔ جب ہم موقع
واردات پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بھابی صاحبہ اپنے صاحبزادے کو دل کھول کر پیٹ
رہی ہیں۔ ہم فوراً بیچ بچاؤ کر کے سمجھوتہ کرانے کی نیت سے درمیان میں کود پڑے اور
جھپٹ کو تھکے کو ان کے چنگل سے چھڑا لیا۔ لیکن ہماری تیزی نے ایک بید ہم کو بھی عنایت
کر دی۔ ہم نے اس کی پروا نہ کی۔ کیوں کہ بھابی جان صاحبہ ہمارے بڑے بھائی
صاحب کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ اور بڑے بھائی صاحب سے ہم زمانہ تعلیم میں کئی دفعہ پیٹ
چکے ہیں۔ رہا بھابی جان صاحبہ کے ہاتھوں پٹنا تو وہ سعادت گویا آج نصیب ہو گئی۔ غرض
جب ہم نے ننھی سی فاختہ کو ایک عقاب کے چنگل سے چھڑا لیا تو مرزا غالب کے مصرعہ میں
تھوڑا سا تصرف فرماتے ہوئے دریافت کیا۔ ع

کہیے بھابی یہ ماجرا کیا ہے

इंग्लिश मीडियम

जैसे ही हमने भाई साहब के मकान में कदम रखा एक शोरो-गुल और चीखो-पुकार सुनाई दी। बात के समझने में देर न लगी। एक नन्हे से बरखुरदार अपनी पूरी तवानाई¹ सर्फ करके न सिर्फ रो रहे थे बल्कि चीखते और चिल्लाते भी थे। जब हम मौकए-वारदात पर पहुँचे तो क्या देखते हैं कि भाभी साहिबा अपने साहबजादे को दिल खोलकर पीट रही हैं। हम फौरन बीच बचाव करके समझौता कराने की नियत से दरमियान में कूद पड़े और झपट कर नन्हे को उनके चुंगुल से छुड़ा लिया। लेकिन हमारी तेजी ने एक बेद हमको भी इनायत करदी। हमने उसकी परवाह न की। क्योंकि भाभी जान साहिबा हमारे बड़े भाई साहब की अहलिया मोहतरमा हैं। और बड़े भाई साहब से हम जमानए-तालीम में कई दफा पिट चुके हैं। रहा भाभी जान साहिबा के हाथों पिटना तो वह सआदत गोया आज नसीब हो गई। गरज जब हमने नन्ही सी फाख्ता को एक अकाब के चुंगुल से छुड़ा लिया तो मिर्जा ग़ालिब के मिसरे में थोड़ा सा तसरुफ़ फरमाते हुए दरियाफ़्त किया—

कहिये भाभी ये माजरा क्या है

اس پر بھابی جان نے جو ننھے کو مارتے مارتے تھک گئی تھیں اور ابھی تک سانس پھولا ہوا تھا۔ ہانپتے ہوئے کہا۔ ”مارنگ (Morning) سے اس ریسکل (Rascal) کو ٹیچ (Teach) کر رہی ہوں کہ گاڈ (God) کہے لیکن یہ ہے کہ ”بھلا—خدا“ کی رٹ لگائے جا رہا ہے۔ اپنے قادر (Father) کی طرح۔ ہم نے فوراً مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ ”نالائق ہے۔ بالکل نالائق۔ بھلا اس زمانے میں ”خدا“ کا نام لیتا ہے۔ اچی بھابی صاحبہ آج سے برسوں پہلے پتھارے اکبر الہ آبادی نے اپنے گھر کے تمام دروازے بند کر کے ڈرتے ڈرتے ایک بار خدا کا نام لیا تھا۔ لیکن آپ جانتی ہیں کہ دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں چنانچہ دیوار نے سن لیا اور اکبر کے رقیبوں کو لگا دیا۔ رقیبوں نے جھٹ جا کر پولیس میں رپورٹ کر دی۔ اور اس جرم میں اُن کو پھانسی کی سزا ہونے والی تھی کہ سر اس مسعود نے انہیں بچالیا۔ اس واقعہ پر انہوں نے یہ شعر کہا تھا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

وہ تو یوں کہے کہ ابھی حالات نے اتنی ترقی نہیں کی تھی اور زمانہ روشن نہیں ہوا تھا ورنہ آج کے ترقی یافتہ دور میں تو اس جرم میں کئی لوگوں کو پھانسی دے دی گئی ہے۔ آپ کے اس ننھے سے ریسکل (Rascal) کو اتنا تو سوچنا چاہیے تھا کہ کہیں پولیس کو خبر ہو گئی تو کیا ہوگا اور بھابی جان میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ ایسے کم سن ناعاقبت اندیش مجرمین کے جرم کی سزا ان کے والدین بالخصوص ”والدہ“ کو دی جاتی ہے کیوں کہ اس عمر کے بچے ماؤں کی آغوش سے الگ نہیں ہو پاتے۔ ذرا غور تو فرمائیے —

شٹ اپ (Shut Up) یو ایڈیٹ (You Idiot) بھابی جان صاحبہ نے ہم کو ڈانٹ کر کہا ”رہنے دو تمہاری مھبک (Humbuck) میں زیادہ بیہ (Bear) نہیں کر سکتی۔ تمہیں تو آلویس جوک (Always Joke) سوچتا ہے۔ کبھی Situation کو نہیں دیکھتے۔“

”توبہ کیجیے بھابی جان میں یعنی ایک ایڈیٹ (Idiot) نے کبھی آپ سے جوک (Joke) کیا ہے۔“ — ”ننور — ننور (Never — Never)

इस पर मामी जान ने जो नन्हे को मारते-मारते थक गई थीं और अमी तक सौंस फूला हुआ था, हाँपते हुये कहा। मॉर्निंग (Morning) से इस रासकल (Rascal) को टीच (Teach) कर रही हूँ कि गॉड (God) कहे लेकिन ये है कि "खुदा-खुदा" की रट लगाये जा रहा है। अपने फादर (Father) की तरह। हमने फौरन मुदाखलत करते हुये कहा "नालायक है। बिलकुल नालायक। मला इस ज़माने में "खुदा" का नाम लेता है। अजी मामी साहिबा आज से बरसों पहले बेचारे अकबर इलाहाबादी ने अपने घर के तमाम दरवाज़े बंद करके डरते डरते एक बार खुदा का नाम लिया था। लेकिन आप जानती हैं दीवार के भी कान होते हैं चुनानचे दीवार ने सुन लिया और अकबर के रक़ीबों को लगा दिया। रक़ीबों ने झट जाकर पुलिस में रिपोर्ट कर दी। और इस जुर्म में उनको फाँसी की सज़ा होने वाली थी कि सर रास मसउद ने उन्हें बचा लिया। इस वाक्ये पर उन्होंने ये शेर कहा था—

रक़ीबों ने रपट लिखवाई है जा जा के थाने में

कि अकबर नाम लेता है खुदा का इस ज़माने में

वह तो यूँ कहिये कि अमी हालात ने इतनी तरक्की नहीं की थी और ज़माना रौशन नहीं हुआ था वरना आज के तरक्की याफ़ता दौर में तो इस जुर्म में कई लोगों को फाँसी दे दी गई है। आपके इस नन्हे से रासकल (Rascal) को इतना तो सोचना चाहिये था कि कहीं पुलिस को खबर हो गई तो क्या होगा और मामी जान मैंने तो ये सुना है कि ऐसे कमसिन ना आकेबत अन्देश मुजरिमीन के जुर्म की सज़ा उनके वालदैन बिलखुसूस "वालदा" को दी जाती है क्योंकि इस उम्र के बच्चे माओं की आगोश से अलग नहीं हो पाते। ज़रा गौर तो फरमाइये—

"शटअप (Shut Up) यू ईडियट (You Idiot) मामी जान साहिबा ने हमको डाँटकर कहा "रहने दो तुम्हारी हम्बक (Humbuck) मैं ज्यादा बीयर (Bear) नहीं कर सकती। तुम्हें तो आलवेज़ जोक (Always Joke) सूझता है। कभी Situation को नहीं देखते।"

"तौबा कीजिये मामी जान मैं यानी एक ईडियट (Idiot) ने कभी आपसे जोक (Joke) किया है" — "नेवर — नेवर (Never-Never)

بہت ٹرو (True) بولتے ہیں آپ — اب یہ بتاؤ — ارلی مارننگ (Early Morning) کیا پرپز (Purpose) ہے آپ کے آنے کا۔
 ملٹی پرپز (Purpose) ہے۔ یعنی ایک یہ کہ بھائی جان صاحب کی قدم
 بوسی حاصل کر لیں — پھر ان کے مزاج پوچھیں — اس کے بعد آپ کی قدم
 بوسی — پھر آپ کے مزاج — اور اس کے بعد ناشتہ اور چائے — اور
 تب —

”نان سنس (Non Sense)“ بھابی جان نے کہا۔ ہم نے بھی
 سنبھل کر کہا بات دراصل یہ ہے بھابی جان کہ آپ کا خادم زادہ یعنی میرا بیٹا تین سال کا ہو
 چکا ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کی تعلیم شروع کرادوں۔ اور وہ بھی انگلش میڈیم
 سے — چوں کہ آپ مشن اسکول کی معلمہ ہیں اس لیے آپ سے مشورہ کرنے چلا
 آیا۔“

”یہ مولیٰ ما۔ مولیٰ ما۔ کیا بک رہے ہو۔ جب تم ہی انگلش میں ٹاک
 (Talk) نہیں کر سکتے تو پھر اپنے سن (Son) کو انگلش میڈیم سے کیا ایجوکیشن
 (Education) دلواد گے۔ جاؤ کسی گنٹر (Gutter) میں فیس (Face) واش
 (Wash) کر کے آؤ۔“

ہم نے فوراً کان پکڑ لیے اور توبہ کرتے ہوئے کہا۔ ”ایکسکوز
 (Excuse) می (Me) مائی ڈیر بھابی جان۔ ان فیوچر (In Future) میں آپ کو
 ٹیچر بلکہ مسٹرلیس — لیکن اف — پھر ایکسکوز می بھابی جان — ہیڈ
 مسٹرلیس کہا کروں گا۔ کیوں کہ یسٹریڈے (Yesterday) بھائی جان کے قہر و
 (Through) انفرمیشن ملا کہ آپ کا پروموشن (Promotion) ہو گیا ہے اور اب
 آپ ہیڈ مسٹرلیس دی گریٹ ہو گئی ہیں۔ بالکل مغل ”اعظم دی گریٹ“ کی طرح۔“
 اس پر بھابی جان صاحبہ کی باچھیں کھل گئیں اور ہمیں آج سے کچھ برسوں پہلے
 کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ہوا یہ تھا کہ ایک اسکول کی عمارت کی تعمیر کا مسئلہ درپیش تھا۔ ایک
 ایسوسی ایشن کے ممبران جن میں ہم بھی شامل تھے خیر اصحاب سے چندے وصول کر رہے

बहुत ट्रू (True) बोलते हैं आप — अब यह बताओ अर्ली मॉर्निंग (Early Morning) क्या परपज (Purpose) है आपके आने का'

मल्टीपरपज (Multipurpose) है। यानि एक यह कि माई जान साहब की कदम बोसी हासिल कर लें — फिर उनके मिज़ाज पूछें — इसके बाद आप की कदम बोसी — फिर आपके मिज़ाज — और उसके बाद नाश्ता और चाय — और तब —"

"नानसेंस (Non Sense)" भाभी जान ने कहा। हमने भी संमेल कर कहा बात दरअसल यह है भाभी जान कि आपका खादिम ज़ादा यानी मेरा बेटा तीन साल का हो चुका है। मैंने इरादा किया है कि उसकी तालीम शुरू करा दूँ। और वह भी इंग्लिश मीडियम से — चूँकि आप मिशन स्कूल की मुअल्लिमा हैं इसलिए आपसे मशवरा करने चला आया'

ये मूली मा-मूली मा क्या बक रहे हो। जब तुम ही इंग्लिश में टॉक (Talk) नहीं कर सकते तो फिर अपने सन (Son) को इंग्लिश मीडियम से क्या एजुकेशन (Education) दिलवाओगे। जाओ किसी गटर (Gutter) में फेस (Face) वाश (Wash) करके आओ'।

हमने फौरन कान पकड़ लिए और तौबा करते हुए कहा। एक्सक्यूज (Excuse) मी (Me) माई डियर भाभी जान। इन फ्यूचर (In Future) मैं आपको टीचर बल्कि मिस्ट्रेस — लेकिन उफ़ फिर एक्सक्यूज मी भाभी जान — हेड मिस्ट्रेस कहा करूँगा। क्योंकि यस्टरडे (Yesterday) माई जान के थ्रो (Through) इन्फ़ारमेशन मिला कि आपका प्रोमोशन (Promotion) हो गया है और अब आप हेड मिस्ट्रेस दी ग्रेट हो गई हैं। बिल्कुल "मुगले-आजम दी ग्रेट" की तरह'

इस पर भाभी साहिबा की बाछें खिल गईं और हमें आज से कुछ बरसों पहले का वाक्या याद आ गया। हुआ यह था कि एक स्कूल की इमारत की तामीर का मसअला दरपेश था। एक एसोसीएशन के मेम्बरान जिन में हम भी शामिल थे मुखइय्यर¹ असहाब से चंदे वसूल कर रहे थे।

1. दानी

تھے۔ چندہ دینے والوں میں ایک معزز قصابی صاحب بھی شامل تھے۔ معزز اس لیے کہ وہ انگریزوں کی فوجی چھاونی میں گوشت سپلائی کرنے کے ٹھیکیدار تھے۔ غرض جب چندہ دہندگان کی فہرست شائع ہوئی تو قصابی صاحب کے نام کے ساتھ ”قصاب“ کا لفظ لکھ دیا گیا۔ ہم سے اتفاقاً ملاقات ہوئی تو انہوں نے نہایت برہمی کے انداز میں ہم سے شکایت کی کہ وہ چندہ تو انتہائی فراخ دلی کے ساتھ دیتے ہیں لیکن لوگ اُن کی بے عزتی کر دیتے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُن کے نام کے ساتھ قصاب لکھ دیا گیا تھا۔ ہم پریشان ہو کر دریافت کرنے لگے کہ پھر ان کو کیا لکھا جائے تو انہوں نے کہا۔ ”آپ اتنا بھی نہیں جانتے۔ ہم چھٹا تک دو چھٹا تک گوشت فروخت کرنے والے قصاب نہیں ہیں۔ بلکہ ہم تو بچر (Butcher) ہیں۔ ہم ملٹری کو بھی مٹن (Mutton) سپلائی کرتے ہیں۔ ہم کو بچر کے بجائے قصاب لکھا جاتا ہے۔“ چنانچہ دوسری بات جب ہم نے کسی دوسرے مقصد کے لیے چندہ وصول کیا تو اُن کے نام کے ساتھ بچر ماسٹرائنڈ ملٹری کنٹرولرز لکھا تھا۔ وہ ہم سے بہت خوش ہوئے اور ہمارے اخلاق و شرافت کی بے حد داد دی۔ تجھے کے طور پر ایک عدد کلپی، چار عدد زبان، ایک عدد سرا اور آٹھ عدد پائے وغیرہ روانہ کر دیے تھے۔

چنانچہ آج بھابی صاحبہ کی ذہنیت بھی کچھ اُسی قسم کی معلوم کر کے تعجب ہوا لیکن اس وقت تعجب ظاہر کرنے کا موقع نہ تھا بلکہ ذہنیت کی توسعش سے ہمارا کام بن سکتا تھا۔ چنانچہ ہم نے اپنا کام بنانے کی خاطر کہا۔

”کاگر پچولیشن (Congratulation) ٹو مانی ڈیر بھابی جان۔ اور اس سلسلے میں ہو جائے ایک پارٹی زوردار یعنی کہ ایٹ ہوم — بلکہ ڈر —“ بھابی جان بدستور مسکراتی رہیں۔ پھر کہنے لگیں۔ ”آپ اپنے الڈر برادر (Elder Brother) سے ریکویسٹ (Request) کیجیے۔“

ہم نے کہا بھابی جان یہ تو ہوتا رہے گا۔ اب اصل پرابلیم (Problem) پر تو کچھ لائٹ (Light) ڈالیے۔“ بھابی جان نے کہا۔ ”اب لائٹ وائٹ کیا تھرو (Through) کرنا ہے۔ اسکول لائیے۔ میں ایڈمیشن دلوادوں گی۔“ ہم نے خوش ہو

चंदा देने वालों में एक मोअजिज कसाई साहब भी शामिल थे। मोअजिज इसलिए कि वह अंग्रेजों की फौजी छावनी में गोश्त सप्लाई करने के ठेकेदार थे। गरज जब चंदा देहन्दगान की फेहरिस्त शाया हुई तो कसाई साहब के नाम के साथ "कस्साब का लफ्ज़ लिख दिया गया। हम से इत्तेफ़ाकन मुलाकात हुई तो उन्होंने निहायत बेरहमी के अन्दाज़ में हम से शिकायत की कि वह चन्दा तो इन्तहाई फ़राख़ दिली के साथ देते हैं लेकिन लोग उनकी बेइज़्जती कर देते हैं। दरयाफ़्त करने पर मालूम हुआ कि उनके नाम के साथ कस्साब लिख दिया गया था। हम परेशान होकर दरयाफ़्त करने लगे कि फिर उनको क्या लिखा जाये तो उन्होंने कहा "आप इतना भी नहीं जानते। हम छटांक दो छटांक गोश्त फ़रोख़्त करने वाले कस्साब नहीं हैं। बल्कि हम तो बूचर (Butcher) हैं हम मिलेट्री को भी मटन (Mutton) सप्लाई करते हैं। हमको बूचर के बजाए कस्साब लिखा जाता है।" चुनांचे दूसरी बार जब हम ने किसी दूसरे मक़सद के लिए चंदा वसूल किया तो उनके नाम के साथ बूचर एण्ड मिलिट्री कन्ट्रैक्टर लिखा था। वह हम से बहुत खुश हुए और हमारे एख़लाको-शराफ़त की बेहद दाद दी। तोहफ़े के तौर पर एक अदद कलेजी, चार अदद ज़बान और आठ अदद पाए वगैरह रवाना कर दिये थे।

चुनांचे आज भामी साहिबा की ज़हनियत भी कुछ उसी किस्म की मालूम करके तअज्जुब हुआ लेकिन उस वक़्त तअज्जुब जाहिर करने का मौका न था बल्कि ज़ेहनियत की तो सताइश से हमारा काम बन सकता था। चुनांचे हमने अपना काम निकालने की खातिर कहा।

"कॉंग्रेचुलेशन (Congratulation) दू माई डियर भामी जान। और इस सिलसिले में हो जाये एक पार्टी ज़ोरदार यानी कि एट होम — बल्कि डिनर —" भामी जान बदस्तूर मुस्कुराती रहीं। फिर कहने लगीं। "आप अपने एल्डर ब्रादर (Elder Brother) से रिक्वेस्ट (Request) कीजिये।"

हमने कहा भामी जान ये तो होता रहेगा। अब असल प्राबलम (Problem) पर तो कुछ लाइट (Light) डालिये।" भामी जान ने कहा "अब लाइट वाइट क्या थो (Through) करना है। स्कूल लाइये। मैं एडमिशन दिलवा दूंगी।" हमने खुश होकर कहा। वैरी गुड भामी जान।

کر کہا۔ ویری گڈ بھابی جان۔ تری چیر زٹو مائی بھابی جان۔ بلکہ بھابی جان دی گریٹ — ہپ — ہپ۔ ہم نے الغرض دوسرے ہی دن بھابی جان دی گریٹ کی مہربانی سے صاحبزادے کو مشن اسکول میں شریک کرادیا۔ اس سے ہم کو اور ہمارے گھر کے تمام افراد کو دلی بلکہ روحانی مسرت ہوئی کیوں کہ آج کل مشن اسکول میں اڈمشن ملنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں — اور ہم یہ جوئے شیر لانے میں بڑی آسانی سے کامیاب ہو گئے تھے۔ اس پر جتنی خوشیاں منائی جاتیں کم تھیں۔ بلکہ اس خوشی میں ہم کو ناچنا چاہیے تھا۔ چوں کہ ہمیں ناچنا نہیں آتا اس لیے اچھل کود کر چپ ہو رہے لیکن چند ہی دن بعد صاحبزادے نے ہمیں کنگی کا ناچ نچانا شروع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ ایک خاص وضع اور رنگ کا یونیفارم سلوانا ضروری ہے۔ کم از کم چھ جوڑے اور اگر ہو سکے تو بارہ جوڑے فوری سلوانے چاہئیں۔ ایک قیمتی جوتا اور ٹائی بھی دلوانے کی ضرورت تھی۔ شرکت و تعلیمی فیس مع دیگر کئی فیس کے اور کچھ تعلیمی اشیاء کی فہرست دیکھ کر تو ہمارے ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے۔ لیکن ہم نے فوراً دانہ دکھا کر ان کو پھر ہاتھوں پر بٹھالیا۔ مطلب یہ کہ جو اس گم ہونے لگے، تو ہم نے یکجا کر لیے۔ اور اولوں کی مار کے لیے تیار ہو گئے اس لیے کہ ہم نے اپنی خوشی سے سرمنڈایا تھا۔ بہر حال اولے بھی دل کھول کر برے اور ہمارے سمجھے سر کو خاصا لطف آ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی کا کثیر حصہ مشن اسکول کی نذر ہو گیا۔ اور زندگی کی دیگر ضروریات منہ دیکھتی رہ گئیں۔ لیکن اس بات سے ایک گونہ مسرت ہوئی کہ ہمارا بچہ شہر کے بڑے بڑے عہدیداروں، سرمایہ داروں اور سربراہ آردہ لوگوں کے بچوں کے ساتھ بیٹھ رہا ہے۔ بعض وقت یہ بھی خیال آتا کہ کیوں نہ ہم نے محلے کے کسی اسکول میں شریک کر دیا لیکن اس نامعقول خیال کو دل سے نکال دیتے تھے۔

چند مہینے گزرے ہوں گے کہ صاحبزادے نے پیٹ میں کے پاؤں نکالنے شروع کر دیے۔ اب انہوں نے انی جان کی جگہ ”جی“ اور تاجان کی جگہ ”ڈیڈی یا ڈیڈ“ کہنا شروع کر دیا۔ پانی مانتے تو ”وائر“ کہتے۔ برتن مانتے تو ”پلیٹ“ اٹے کے کو ”آگ“ آم کو ”ینگو“ جام کو Gauva انگور کو Grape کہنے لگے۔ جس کی وجہ سے مصیبت یہ ہوئی کہ ہماری بیگم جو انگریزی سے ناواقف تھیں، گھبرا گئیں۔ ہم گھر پر نہیں

त्री चियर्स दू माई भाभी जान। बल्कि जान दी ग्रेट — हिप — हिप"। हमने अलगरज दूसरे ही दिन भाभी जान द ग्रेट की मेहरबानी से साहबजादे को मिशन स्कूल में शरीक करा दिया। इससे हमको और हमारे घर के तमाम अफराद को दिली बल्कि रुहानी मुसरत हुई क्योंकि आजकल मिशन स्कूल में एडमिशन मिलना जूए शीर¹ लाने से कम नहीं — और हम यह जूए शीर लाने में बड़ी आसानी से कामयाब हो गये थे। इस पर जितनी खुशियाँ मनाई जाती कम थीं। बल्कि इस खुशी में हमको नाचना चाहिए था। चूँकि हमें नाचना नहीं आता इसलिए उछल कूद कर घुप हो रहे लेकिन चन्द ही दिन बाद साहबजादे ने हमें तिगनी का नाच नचाना शुरु कर दिया। मालूम हुआ कि एक खास वज्अ और रंग का यूनीफार्म सिलवाना ज़रूरी है। कम अज़ कम छः जोड़े और अगर हो सके तो बारह जोड़े फौरी सिलवाने चाहिये। एक कीमती जूता और टाई भी दिलवाने की ज़रूरत थी। शिरकत व तालीमी फीस मय दीगर कई फीस के और कुछ तालीमी अशिया की फेहरिस्त देखकर तो हमारे हाथों से तोते उड़ गये। लेकिन हमने फौरन दाना दिखा कर उनको फिर हाथों पर बिठा लिया। मतलब यह कि हवास गुम होने लगे, तो हम ने यकजा कर लिए। और ओलों की मार के लिए तैयार हो गये इसलिए कि हम ने अपनी खुशी से सर मुंडाया था। बहर हाल ओले भी ख़ूब दिल खोलकर बरसे और हमारे गंजे सर को खासा लुत्फ आ गया। नतीजा यह हुआ कि आमदनी का कसीर हिस्सा मिशन स्कूल की नज़र हो गया। और ज़िंदगी की दीगर ज़रूरियात मुँह देखती रह गई। लेकिन इस बात से यकगूना मुसरत हुई कि हमारा बच्चा शहर के बड़े बड़े ओहदेदारों, सरमायादारों और सरबरआवुरदा लोगों के बच्चों के साथ बैठ रहा है। बाज़ वक़्त यह भी खयाल आता कि क्यों न हम ने मोहल्ले के किसी स्कूल में शरीक करवा लिया लेकिन इस ना माकूल खयाल को दिल से निकाल देते थे।

चन्द महिने गुजरे होंगे कि साहबजादे ने पेट में के पाँव निकालने शुरु कर दिए। उन्होंने अपनी अम्मी जान की जगह "मम्मी" और अब्बा जान की जगह "डैडी या डैड" कहना शुरु कर दिया। पानी मांगते तो "वाटर" कहते। बर्तन मांगते तो "प्लेट" अण्डे को "एग" आम को "मैंगो" जाम को Gauva अंगूर को Grape कहने लगे। जिसकी वजह से मुसीबत यह हुई कि हमारी बेगम जो अंग्रेज़ी से ना-वाकिफ़ थीं, घबरा गई। हम घर

1. दूध की नहर

ہیں اور صاحبزادے اصرار کر رہے ہیں کہ ”سوٹ لائم (Sweet Lime) چاہیے۔
 بیگم پریشان ہیں کہ آخر یہ کیا مانگتا ہے۔ گھر کی ماما کا ہنسی کے مارے برا حال ہے۔ بیگم
 ننھے میاں صاحب کو چکار کر دمکا کر ڈرا کر ہر طرح سے پوچھ رہی ہیں کہ۔ ”ارے نامراد
 آخر تجھے کیا چاہیے۔ کچھ اپنے ماں باپ کی زبان میں بھی بول۔“ لیکن صاحبزادے
 جیسے بھول گئے ہیں کہ اُن کی کوئی مادری زبان بھی تھی۔ جس میں ان کی مطلوبہ شے کا کچھ
 نام بھی تھا۔ وہ برابر کہے جا رہے تھے ”سوٹ لائم“ چاہیے۔ یہ مسئلہ اس وقت حل ہوا
 جب بڑے صاحبزادے جو میٹرک میں زیر تعلیم ہیں، آئے اور انہوں نے یہ معتبہ حل کیا کہ
 ننھے صاحبزادے ”موسیٰ“ مانگ رہے ہیں۔ ہمارے عزیز واقارب اور دوست احباب کو
 معلوم ہوا کہ ہم صاحبزادے کو انگلش میڈیم سے تعلیم دلوا رہے ہیں تو انہوں نے ہمارے اس
 اقدام کو سراہا اور دل کھول کر ستائش کی۔ سچ پوچھیے تو ہم بھی خوشی کے مارے پھولے نہیں
 ساتے تھے۔ بلکہ یوں کہیے کہ جامے سے باہر ہوئے جاتے تھے۔

ایک روز جب ہم آفس سے گھر پہنچے تو ”انجمن ارتقائے اردو“ کے ایک غیر
 معمولی جلسے کا دعوت نامہ ملا جو دوسری ہی شام کو مقرر تھا۔ چونکہ ہم اس انجمن کے نہایت ہی
 سرگرم کارکن تھے۔ اس لیے پروگرام میں ہمیں بھی تقریر کرنی تھی۔ یوں تو ہم اکثر اپنی
 عادت کے موافق کسی بھی تقریر کی مکمل تیاری کرتے تھے۔ لیکن جہاں اردو زبان پر کچھ
 ”بولنے“ کا موقع آتا ہم کو تیاری کی خاص ضرورت نہ ہوتی۔ کیوں کہ اس موضوع پر
 کہنے کے لیے اتنا ”مسالہ“ ہمارے پاس ہمیشہ ریڈی میڈ موجود رہتا ہے کہ ہم فی البدیہہ
 ایک ہی نہیں بلکہ کہیے تو دو چار تقریریں لگا تار جھاڑ دے سکتے ہیں۔ جلسے میں ہماری تقریر کا
 وقت آ گیا تو ہم مانگ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور تقریباً نصف گھنٹے تک دھواں دھار تقریر
 کی۔ ہماری پوری تقریر کے چند مقررہ جملوں اور پیٹنٹ فقروں کے تکرار اور الفاظ کے
 دہراؤ بلکہ ”تہراؤ“ اور ”چہراؤ“ کو نچوڑ کر خلاصہ کر دیا جائے تو کچھ یوں ہو سکتا ہے۔
 ”بہنو اور بھائیو! اردو جس کپہری کی حالت میں آہڑی ہے اس کی
 ذمہ داری زمانے کے نامساعد حالات سے زیادہ اُن لوگوں پر عاید ہوتی ہے جو اردو کے حامی
 ہونے کا پُر زور دعوئی تو کرتے ہیں لیکن مدارس میں اردو ذریعہ تعلیم پر زور نہیں دیتے۔ اردو

पर नहीं हैं और साहबजादे इसरार कर रहे हैं कि "स्वीट लाइम (Sweet Lime) चाहिए। बेगम परेशान हैं कि आखिर ये क्या मांगता है। घर की मामा का हंसी के मारे बुरा हाल है। बेगम नन्हे मियौ साहब को चुमकार कर, धमका कर, डरा कर, हर तरह से पूछ रही हैं कि "अरे नामुराद आखिर तुझे क्या चाहिये। कुछ अपने मौ बाप की ज़बान में भी बोल" लेकिन साहबजादे जैसे भूल गये हैं कि उनकी कोई मादरी ज़बान भी थी। जिसमें उनकी मतलूबा शय का कुछ नाम भी था। वह बराबर कहे जा रहे थे "स्वीट लाईम" चाहिये। यह मसला उस वक़्त हल हुआ जब बड़े साहबजादे जो मैट्रिक में जेरे-तालीम हैं, आये और उन्होंने यह मोअम्मा हल किया कि नन्हे साहबजादे "मौसमी" माँग रहे हैं। हमारे अजीजो-अकारिब और दोस्त अहबाब को मालूम हुआ कि साहबजादे को इंगलिश मीडियम से तालीम दिलवा रहे हैं तो उन्होंने हमारे इस एकदाम को सराहा और दिल खोल कर सताइश की। सच पूछिये तो हम भी खुशी के मारे फूले नहीं समाते थे। बल्कि यूँ कहिये कि जामे से बाहर हुए जाते थे।

एक रोज़ जब हम ऑफिस से घर पहुँचे तो "अन्जुमन इरतकाए-उर्दू" के एक गैर मामूली जलसे का दावत नामा मिला जो दूसरी शाम को मुकर्रर था। चूँकि हम इस अन्जुमन के निहायत ही सरगर्म कारकुन थे इसलिए प्रोग्राम में हमें भी तकरीर करनी थी। यूँ तो हम अक्सर अपनी आदत के मवाफ़िक किसी भी तकरीर की मुकम्मल तैयारी करते थे। लेकिन जहाँ उर्दू ज़बान पर कुछ "बोलने" का मौका आता हमको तैयारी की ख़ास ज़रूरत न होती। क्योंकि इस मौजू पर कहने के लिए इतना "मसाला" हमारे पास हमेशा रेडी मेड मौजूद रहता है कि हम फिलबदीह एक ही नहीं बल्कि कहिये तो दो चार तकरीरें लगातार झाड़ दे सकते हैं। जलसे में हमारी तकरीर का वक़्त आ गया तो हम माइक के सामने खड़े हो गए और तकरीबन निस्फ़ घंटे तक धुवांधार तकरीर की। हमारी पूरी तकरीर के चन्द मुकर्रर जुमलों और पेटेंट फ़िकरों की तक़ार और अलफ़ाज़ के दोहराव बल्कि "तेहराव" "चहराव" को निचोड़ कर खुलासा कर दिया जाये तो कुछ यूँ हो सकता है।

बहनों और भाइयों! उर्दू जिस कमपुरसी की हालत में आ पड़ी है उसकी जिम्मेदारी ज़माने के नामसाअद हालात से ज़्यादा उन लोगों पर आयद होती है जो उर्दू के हामी होने का पुरजोर दावा तो करते हैं लेकिन मदारिस में उर्दू ज़रियए-तालीम पर जोर नहीं देते। उर्दू के हामियों को

کے حامیوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو ایسے مدارس میں شریک کروائیں جہاں اردو میڈیم کو ارباب حکومت سے منظور کروا کر رائج کیا گیا ہے اور اردو زبان میں تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو ایسے مدارس میں جہاں اردو ذریعہ تعلیم ہے شریک نہیں کرواتے۔ اردو کی جماعتوں میں تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ اور بالآخر شرح تعداد کے قاعدے کے تحت اردو جماعتیں برخاست کر دی جاتی ہیں۔ اس وقت شکایت کرتے ہیں کہ فلاں مدرسے سے اردو جماعت کو برخاست کر دیا گیا۔ حالاں کہ اس کی ذمہ داری اُن اردو پرستوں پر ہے جو اپنے بچوں کو اردو میڈیم سے تعلیم نہیں دلواتے۔“

ہماری تقریر پر اکثر تالیاں بجاتی رہیں اور جلسے کے برخاست ہونے کے بعد لوگوں نے بہت تعریف کی۔ اس کے بعد جب ہم گھر پہنچے تو یہ معلوم کر کے ہماری مسرت کی انتہا نہ رہی کہ صاحبزادے ہمیں ”ڈیڈی۔ ڈیڈی“ کہہ کر یاد کر رہے ہیں۔ جب ہم نے گود میں اٹھا کر پیار کیا تو پوچھنے لگے۔ ”ڈیڈی۔ گریپ (Grape) کہاں ہیں؟ اور آرنج (Orange) کیوں نہیں لائے۔“

یہ سن کر ہمارا دل باغ باغ ہو گیا۔ باغ بھی اتنا بڑا کہ اس میں ایک آرنج تو کیا ہزاروں آرنج کے درخت لگے تھے۔ اور کڑوروں گریپ (Grape) بیلوں پر جھول رہے تھے۔“

.....

चाहिए कि अपने बच्चों को ऐसे मदारिस में शरीक करवाएँ जहाँ उर्दू मीडियम को अरबाबे-हुकूमत से मंजूर करवा कर रायज किया गया है और उर्दू ज़बान में तालीम का इन्तज़ाम किया गया है लेकिन अफ़सोस का मोक़ाम है कि लोग अपने बच्चों को ऐसे मदारिस में जहाँ उर्दू ज़रिये-तालीम है शरीक नहीं करवाते। उर्दू की जमातों में तादाद कम होती जा रही है। और बिलआख़िर शरहे-तादाद के कायदे के तहत उर्दू जमाअतें बर्खास्त कर दी जाती है। उस वक़्त शिकायत करते हैं कि फ़लों मदरसे से उर्दू जमात को बर्खास्त कर दिया गया। हालाँकि इसकी ज़िम्मेदारी उन उर्दू परस्तों पर है जो अपने बच्चों को उर्दू मीडियम से तालीम नहीं दिलवाते”।

हमारी तकरीर पर अक्सर तालियाँ बजती रहीं और जलसे के बर्खास्त होने के बाद लोगों ने बहुत तारीफ़ की। उसके बाद जब हम घर पहुँचे तो यह मालूम करके हमारी मसररत की इन्तहा न रही कि साहबज़ादे “डैडी-डैडी” कह कर याद कर रहे हैं। जब हमने गोद में उठा कर प्यार किया तो पूछने लगे “डैडी” ग्रेप (Grape) कहाँ है? और आरेंज (Orange) क्यों नहीं लाये”।

यह सुनकर हमारा दिल बाग़-बाग़ हो गया। बाग़ भी इतना बड़ा कि उसमें एक आरेंज तो क्या हज़ारों आरेंज के दरख़्त लगे थे। और करोड़ों ग्रेप (Grape) बेलों पर झूल रहे थे”।

• • • • •

پاندان والی خالہ

۱

لوبائی تمھارا حصہ مٹھائی کا۔ خالہ نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
کیسی مٹھائی خالہ؟

اے وہ اللہ رکھے لڑکی کی تاریخ ٹھہر گئی ۲۹ چاند کی۔ لڑکا بھی آیا تھا۔
چڑھاوے میں ایک گلے کی ہنسی دے گیا۔ دور روز ٹھہرا۔ بھاگ بھاگ کرا دھ مری ہو گئی۔
نس نس دُکھ رہی ہے ابھی تک۔ میری ایک جان اور دنیا بھر کی لچوائیں لگی ہیں اکیلی جان
کو۔ اتنا سہارا دینے والا نہیں ہے کوئی۔

خالہ داماد کیسا ہے۔ پسند آیا آپ کو؟ عورتوں نے پوچھا۔
ابھی بیوی نکاح نہ برات۔ داماد کدھر بن گیا۔ یوں کہو کہ لڑکا پسند آیا یا نہیں؟
ہاں خالہ! وہی مطلب لڑکے کا ہی پوچھا ہے۔

بس غنیمت ہے گاؤں کا ہے۔ بغیر لکھا پڑھا۔ گنوار و ناک نقشہ ہے۔ مگر
ایسا بُرا نہیں۔ جب سے بات پٹی ہوئی ہے تب سے تو اللہ رکھے ذرا اور ڈھنگ کا لگا۔ اللہ
رسول کا کھلا ہوا حکم ہے کہ غیبت کرنا اچھا نہیں، اب جیسا بھی ہے اچھا ہے۔ قسمت کا
کھیل ہے۔ جس کا ستارا جہاں مل جائے۔ کہنے کی بات نہیں مگر بڑے بڑے وکیل
میلستروں کے پیغام آئے تھے، مگر وہ نئے کے باوا جیتے جی اسی لڑکے سے پلو باندھ گئے۔

पानदान वाली खाला

1

लो बाई तुम्हारा हिस्सा मिठाई का। खाला ने घर में दाखिल होते हुए कहा। कैसी मिठाई खाला?

ऐ वह अल्लाह रखखे लड़की की तारीखा ठहर गई 29 चोंद की। लड़का भी आया था। चढ़ाये में एक गले की हंसली दे गया। दो रोज ठहरा। भाग भाग कर अधमरी हो गई। नस नस दुख रही है अभी तक। मेरी एक जान और दुनिया भर की लुचवाएँ लगी है अकेली जान को। इतना सहारा देने वाला नहीं है कोई।

खाला दामाद कैसा है। पसंद आया आपको? औरतों ने पूछा

अभी बीवी निकाह न बारात। दामाद किधर बन गया। यूँ कहो कि लड़का पसंद आया या नहीं?

हाँ खाला! वही मतलब लड़के का ही पूछा है।

बस गनीमत है गाँव का है। बगैर लिखा पढ़ा। गया रुनाक नक्शा है। मगर ऐसा बुरा नहीं। जब से बात पक्की हुई है तब से अल्लाह रखखे ज़रा और ढंग का लगा। अल्लाह रसूल का खुला हुआ हुक्म है कि गीबत¹ करना अच्छा नहीं, अब जैसा भी है अच्छा है। किस्मत का खेल है। जिसका सतारा जहाँ मिल जाय। कहने की बात नहीं मगर बड़े-बड़े पकील बैलिस्टों के पैगाम आये थे, मगर यह नन्ने के बाबा जीते जी उसी लड़के से पल्लू बांध गये।

1. किसी की अनुपस्थिति में उसकी बुराई करना

مرتے مارتے کہہ گئے تھے کہ دیکھ نئے کی ماں اگر اس کے علاوہ کسی دوسرے سے حامی بھری تو پھر مرد ز قیامت کے دن مار مار کے ادھ مرا کر دوں گا۔ اور پھر ہزار بات کی ایک بات جانتی ہوں کہ لڑکے کاٹن اور لڑکی کاٹن دیکھنا چاہیے، اللہ رکھے میری لڑکی میں ٹگن ہیں۔

اجھا خالہ لڑکی نے بھی پسند کیا اپنے برکو؟

لو بیوی۔ یہ نئی سنو۔ اللہ خیر! لڑکی کی کیا پسند اور کیا ناپسند۔ مرضی ماں باپ کی ہوتی ہے۔ پرانی چلن کی باتوں میں جو عزت ہوتی ہے وہ ان نئے چالوں میں کہاں؟ لڑکی کیا جانے اوندھا سیدھا۔ آج کل کی طرح تھوڑی کہ لکھ پڑھ کر پھر بس سڑکوں پے بڑکی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہیں۔ حیاء شرم۔ ایسی بن سنور کے نکلتی ہیں کنواری بن بیاعی لڑکیاں کہ توبہ ہے میری۔ ایک چندی گلے میں ڈالی ہے، سینہ کھلا ہے، ٹھٹھے مارتی بازاروں میں سے گزرتی ہیں۔ ہزاروں مرد کی بڑی نظریں پڑتی ہیں مگر گھوڑا ریوں کو دنیا کی شرم نہ حیا۔ آگ لگے نئے نئے فیشن دیکھ لو روز۔ جس کو دیکھو ننگا سر، چوٹی چوڑے کے بجائے جیسے گھوڑے کی ڈم بندھی ہوئی ہے۔ پھر اس پہ تو لگی یہ کہ میز می تر جھی مانگیں۔ ہاتھ ننگے جیسے رائڈ بیواؤں کے۔ کیسے ماں باپ ہیں ان کے جو منع نہیں کرتے۔ ہم تو بیوی صفا صفا کہتے ہیں کہ صبح لڑکی گھر سے نکلی اور شام کو آئی تو کیا معلوم کہاں کہاں سے گھوم گھام کے آئی۔ پڑھائی کا وہ شوق کہ توبہ ہے میری۔ جس کو دیکھو انگریزی پڑھ رہی ہے۔ کیا زمانہ پلٹا ہے کہ آئی ہوئی عقل جاتی ہے۔

تو خالہ لڑکیوں کو پڑھنا نہیں چاہیے؟ عورتوں نے بُرا مان کر پوچھا۔

کیوں نہ پڑھو، ضرور پڑھو۔ بس اتنا کہ کلام مجید، بہشتی زیور، نورنامہ اور تھوڑی بہت کام چلاؤ اردو انگریزی چلو قصہ ختم۔ اللہ بخشے وہ نئے کے ہوا کہا کرتے تھے کہ لڑکیوں کو اتنا پڑھاؤ کہ گھر کا سودا سلف، حساب کتاب آجائے۔ اتنا پڑھانا نہیں چاہیے کہ لیل مجنوں کے خط لکھنے لگیں! مگر بیوی! خالہ نے منہ کا اگال ایک طرف مٹوکتے ہوئے کہا۔ یہی بات کہ تو نئی روشنی کی گھوڑا ریاں کہتی ہیں کہ خالہ تم لڑکیوں کی برائیاں کرتی ہو۔ لو بیوی مجھے کیا ضرورت پڑی، بری بات، بری بات ہوتی ہے۔ کوئی لاکھ اچھی کہے تو کیا ہوتا ہے۔ وہ قلعہ دار صاحب کے یہاں گئی تھی تو اللہ مجھ بڑھی کو سمجھے، کہیں میرے منہ سے نکل

मरते मरते कह गये थे कि देख नन्ने की मौँ अगर उसके अलावा किसी दूसरे से हामी भरी तो फिर बरोज़े—कयामत के दिन मार मार के अधमरा कर दूँगा। और फिर हज़ार बात की एक बात जानती हूँ कि लड़के का हुन¹ और लड़की का गुन देखना चाहिए, अल्लाह रखे मेरी लड़की में गुन है।

अच्छा खाला लड़की ने भी पसन्द किया अपने बर को?

लो बीवी। यह नई सुनो। अल्लह खैर! लड़की की क्या पसन्द और क्या ना पसन्द। मर्जी मौँ बाप की होती है। पुरानी चलन की बातों में जो इज़्ज़त होती है वह इन नये चालों में कहाँ? लड़की क्या जाने औंधा सीधा। आज कल की तरह थोड़ी कि लिख पढ़ कर फिर बस सड़कों पे बर की तलाश में मारी मारी फिरती हैं। हया न शर्म। ऐसी बन संवर के निकलती हैं कुँवारी बिन ब्याही लड़कियाँ कि तौबा है मेरी। एक चुंदी गले में डाली, सीना खुला है, ठंडे मारती बाज़ारों में से गुज़रती हैं। हज़ारों मर्द की बुरी नज़रें पड़ती हैं मगर निगोड़मारियों को दुनिया की शर्म न हया। आग लगे, नये नये फैशन देख लो रोज़। जिसको देखो नंगा सर, चोटी चूड़े के बजाय जैसे घोड़े की दुम बंधी हुई है। फिर उस पे तवंगी यह कि टेढ़ी तिरछी मौँगें। हाथ नंगे जैसे रांड बेवाओं के। कैसे मौँ बाप हैं उनके जो मना नहीं करते। हम तो बीवी सफा सफा कहते हैं कि सुबह लड़की घर से निकली और शाम को आई तो क्या मालूम कहाँ—कहाँ से घूम घूम के आई। पढाई का यह शौक कि तौबा है मेरी। जिसको देखो अंग्रेज़ी पढ़ रही है। क्या ज़माना पल्टा है कि आई हुई अक्ल जाती है।

तो खाला लड़कियों को पढ़ना नहीं चाहिए? औरतों ने बुरा मान कर पूछा।

क्यों न पढ़ो, ज़रूर पढ़ो। बस इतना कि कलामे—मजीद, बहिश्ती ज़ेयर, नूरनामा और थोड़ी बहुत काम चलाऊ उर्दू अंग्रेज़ी चलो किस्सा ख़त्म। अल्लह बरख़ो वह नन्ने के बावा कहा करते थे कि लड़कियों को पढ़ाओ कि घर का सौदा सुल्फ़, हिसाब किताब आ जाये। इतना पढ़ाना नहीं चाहिए कि लैला मजनू के ख़त लिखने लगें। मगर बीवी! खाला मुँह का उगाल एक तरफ़ थूकते हुए कहा। यही बात कहो तो नई रोशनी की निगोड़ियाँ कहती हैं कि खाला तुम लड़कियों की बुराईयाँ करती हो। लो बीवी मुझे क्या ज़रूरत पड़ी, बुरी बात, बुरी बात होती है। कोई लाख अच्छी कहे तो क्या होता है। वह किलेदार साहब के यहाँ गई थी तो अल्लाह मुझ बूढ़ी को समझे, कहीं मेरे मुँह से निकल

گیا کہ قلعہ دارنی صاحب بائی تمہاری لڑکی اللہ رکھے اب جوانی سے لڑنی جا رہی ہے نہ ہو تو جلدی سے کہیں کر کر دو۔ بس یہ یہ کہنا غضب ہو گیا۔ تیر کی طرح لڑکی میرے پاس آئی اور میری طرف آنکھیں نکال کر اور کمرے پر دونوں ہاتھ رکھ کے بولی کہ خالہ تم بھی بوڑھی ہوئی جا رہی ہو تم بھی شادی کر لو کہیں جھٹ سے۔ دیکھا بیوی یہ اشراف کہتے ہیں اپنے کو! چلو لے میں جائے ہمدردی۔ خالہ نے بڑا میں سے چھالیہ، لونگ، زردہ نکال کر کہا۔ میں نے تو جب ہی سے توبہ کر لی۔ بے فضول کو کوئلے کی دلالی میں ہاتھ کالے کرنے سے فائدہ؟ اچھا چلوں! بازار سے سودا سلف لانا ہے۔ گھر میں کہنے کو جوان لڑکا ہے مگر جھاڑو پھرا بکرا دن رات غائب رہتا ہے۔

خالہ کیا سودا لاؤ گی؟

کیا سودا بیوی۔ بس یہی تیل پھلیل، نمک مرچ اور کیا۔ بازار میں تو لوٹ چکی ہے نوچ کھا رہے ہیں یہ دوکاندار۔ جس چیز میں دیکھو تو بھیل۔ گرم مصالحہ دیکھو تو آدھواں آدھ گھوڑے کی لید پس ہوئی ہوتی ہے۔ نمک میں ریت، تیل دیکھو نرا چکنا ہوا۔ عقل کام نہیں کرتی کہ یہ جھاڑو پھرے دوکاندار چیز بیچتے ہیں یا ایمان؟ خالص چیز تو ملنا چیل کا موت ہو گیا ہے اور تو اور غضب خدا کا پانی میں بھی پھنکری ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ ان کو ایمان دے جو پانی جیسی خالص چیز میں بھی بھیل ملاتے ہیں۔ دن بھر یہ پیٹ کی ہاؤ ہاؤ اور رات کو یہ موت پڑے پھر کھائے جاتے ہیں۔ رات بھر کانوں پر باجا بجا کرتا ہے۔ کل وہ سندھی کی دکان پر آٹا واپس کرنے گئی تھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ منسلپی کی موٹروں کی لم ڈوری لگی ہوئی جا رہی ہے اور بھونپو سے چلا چلا کے کہہ رہے تھے کہ ”پانی مت جمع کرو، پھر مارو، مکھنیں مت پیدا کرو۔“ یہ نئی سنو! ہم کیوں مکھنیوں کو پیدا کرنے لگے۔ اب اس منسلپی آگ لگی کے کام کرو۔ خود کے کاموں سے تو دم مارنے کی فرصت نہیں ہے، کدھر پھر مارتے پھریں گے۔ اور خیر چلو کوئی ہرج نہیں دو کام منسلپی کے بھی کر دو مگر یہ کیا کہ ہم ہی ہم کام کریں اور منسلپی ہمارا ایک کام بھی نہ کرے۔ نابیوی! خالہ نے چھالیہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔ دونوں ہاتھوں سے تالی جیتی ہے۔

خالہ پھر مارتا تو اچھی بات ہے۔ بخار پھیلتا ہے اس کبخت مارے سے۔

गया कि किलेदारनी साहब बाई तुम्हारी लड़की अल्लाह रखे अब जवानी से लोटी जा रही है न हो तो जल्दी से कहीं कर कुरु दो। बस बया यह कहना गजब हो गया। तीर की तरह लड़की मेरे पास आई और मेरी तरफ आँखें निकाल कर और कमर पे दोनों हाथ रख के बोली कि खाला तुम भी बूढ़ी हुई जा रही हो तुम भी शादी कर लो कहीं झट से। देखा बीवी, यह अशराफ¹ कहते हैं अपने आपको! चूल्हे में जाय हमदर्दी। खाला ने बटुए में से छालिया, लौंग, जर्दा निकाल द² कहा। मैं ने तो जब ही से तौबा कर ली। बे फिजूल को कोयले की दलाली में हाथ काले करने से फायदा? अच्छा चलूँ! बाज़ार से सौदा सुल्फ लाना है। घर में कहने को जवान लड़का है मगर झाड़ू फिरा बकरा दिन रात गायब रहता है।

खाला क्या सौदा लाओगी?

क्या सौदा जीवी। वस यही तेल फुलैल, नमक मिर्च और क्या। बाज़ार में तो लूट मची है नोच खा रहे हैं वह दूकानदार। जिस चीज़ में देखो तो भेल। गर्म मसाला देखो तो आधवां-आध घोड़े की लीद पिसी होती है। नमक में रेत, तेल देखो निरा चिकटा हुआ। अक्ल काम नहीं करती कि यह झाड़ू फिरे दूकानदार चीज़ बेचते हैं या ईमान? खालिस चीज़ तो मिलना चील का मूत हो गया है और तो और गजब खुदा का पानी में भी फिटकिरी मिली हुई होती है। अल्लाह उम्को ईमान दे जो पानी जैसी खालिस चीज़ में भी भेल मिलाते है। दिन भर यह पेट की हाउ-हाउ और रात को यह मौत पड़े मच्छर खाये जाते हैं। रात भर कानों पर बाजा बजा करता है। कल वह सिंधी की दुकान पर आटा वापिस करने गई थी तो क्या देखती हूँ कि मुन्सपिल्टी की मोटरों की लम डोरी लगी हुई जा रही है और भोंपू से चिल्ला चिल्ला के कह रहे थे कि "पानी मत जमा करो, मच्छर मारो, मक्खियाँ मत पैदा करो।" यह नई सुनो! हम क्यों मक्खियों को पैदा करने लगे। अब इस मुन्सपिल्टी आग लगी के काम करो। खुद के कामों से तो दम मारने की फुर्सत नहीं है, किधर मच्छर मारते फिरेंगे। और खैर चलो कोई हर्ज नहीं दो काम मुन्सपिल्टी के भी कर दो मगर यह क्या कि हम ही हम काम करें और मुन्सपिल्टी हमारा एक काम भी न करे। ना बीवी! खाला ने छालिया मुँह में डालते हुए कहा। दोनों हाथों से ताली बजती है।

खाला मच्छर मारना तो अच्छी बात है। बुखार फैलता है इस कम्बरख्त मारे से।

1. शरीफ का बहुवचन

اے چلو رہے بھی دو۔ خالہ نے ادھر ادھر سرگھبرا کر کہا۔ مچھر جھاڑو پھرے کیا بخار پھیلائیں گے ان کی کیا اوقات ہے۔ جان میں جان نہیں ہے اور پھر اگر پھیلاتے بھی ہیں تو ہم کیا کریں۔ تم کا ہے کی تنخواہ پاتے ہو۔ خود مارو دن رات مچھروں کو۔ ہم منع کریں یا تمہارا ہاتھ پکڑیں تو گنہگار۔ ہائے ہائے کیا زمانہ ہے۔ ان منسلپی والوں کی تو متیں لوٹ گئی ہیں۔ منسلپی کیا ہے بیا بھگیوں کے پالنے کا دفتر ہے۔ ان کے لیے ہمارے تمہارے پیسے سے بڑی بڑی بلڈنگیں بنادی ہیں۔ وہ دیکھو کبھی جا کے شا جان باد میں۔ صبح سے شام تک پھٹے پڑنے کو ڈرے چھترے ٹکے رہتے ہیں بلڈنگ کے سامنے۔ دیے کو محل تو دیدے مگر کھانا پہننا اور رہنا نہ بتایا۔ سرکار اماں کے زمانے میں نہ تو ایسی لجاؤ میونسپلٹی تھی اور نہ چھر چھر تھے۔ الغاروں پانی پھکا کرتا تھا۔ جدھر دیکھو پانی کے ڈبرے بھرے رہتے تھے۔ مگر پوری عمر گزر گئی کیا مجال جو کبھی ایک مچھر بھی کہیں نظر پڑ جائے۔ مگر وہ تو ترکیب ہے منسلپی کی کہ لوگوں کو مچھروں سے ڈرائیں تو پھر کوئی پانی نہ پھینکے تلوں پے۔ بس یہ کل بات ہے۔ جس بات میں دیکھو غافریب! بڑے تالاب کے کنارے یزید بنے بیٹھے ہیں اور پانی نہیں پینے دیتے۔ بھوپال تال تو دنیا جہاں میں مشہور ہے مگر پانی کا کال پڑا ہے۔ خالہ نے اتنا کہا تھا کہ ان کے لڑکے تھے نے باہر سے آواز دی۔ اماں جلدی چلو۔ وہ گاؤں سے لوگ آئے ہیں۔

اچھا بیٹا آئی۔ تو چل ذرا اشاعت سے چل کے۔ خالہ نے گھبرا کر اپنے لڑکے کو جواب دیا۔

خالہ کون آیا گاؤں سے؟ عورتوں نے پوچھا۔

وہی لڑکے والے آئے ہوں گے۔ شادی کے لیے سودا سلف لینے۔ اب جاؤں وہ غفور دادا کو بلاؤں۔ گھر میں کوئی مرد نہیں ہے۔ ہائے ہائے وہ آج کو ہوتے تو کاہے کو تیری میری خوشامد کرتی پھرتی۔ ہم تو بیوی اسی روز مر گئے تھے جب خدا بخشے انہیں، ہمیں رائے بیوہ کر کے سدھارے تھے۔ مرد لاکھ کیسا ہی ہو بڑا سہارا ہوتا ہے۔ دنیا عزت سے دیکھتی ہے۔ اچھا چلوں بیوی۔ دیکھوں لڑکے والے کوئی نئی فرمائش تو نہیں لائے۔

ऐ चलो रहने भी दो। खाला ने इधर उधर सर घुमाकर कहा। मच्छर झाड़ू फिरे क्या बुखार फैलायेंगे उनकी क्या औकात है। जान में जान नहीं है और फिर अगर फैलाते भी हैं तो हम क्या करें। तुम काहे की तनख्वाह पाते हो। खुद मारो दिन रात मच्छरों को। हम मना करें या तुम्हारा हाथ पकड़ें तो गुनेहगार। हाय हाय क्या ज़माना है। उन मुन्सपिल्टी वालों की तो मर्ते लौट गई हैं। मुन्सपिल्टी क्या है बया भंगियों के पालने का दफ़्तर है। उनके लिए हमारे तुम्हारे पैसे से बड़ी बड़ी बिलडिंगें बना दी हैं। यह देखो कभी जा के शाज़ानबाद में। सुबह से शाम तक फटे पुराने गूदड़े चीथड़े टंगे रहते हैं बिलडिंग के सामने। देने को महल तो दे दिये मगर खाना पहनना और रहना न बताया। सरकार अम्मी के ज़माने में न तो ऐसी लजाऊ मुन्सपिल्टी थी और न मच्छर पच्छर थे। अल्लारों पानी फिका करता था। जिधर देखो पानी के डबरे भरे रहते थे। मगर पूरी उम्र गुज़र गई क्या मज़ाल जो कभी एक मच्छर भी कहीं नज़र पड़ जाय। मगर वह तो तरकीब है मुन्सपिल्टी की कि मच्छरों से डरायें तो फिर कोई पानी न फेंके नलों पे। बस यह कुल बात है। जिस बात में देखो दगा फरेब! बड़े तालाब के किनारे यज़ीद¹ बने बैठे हैं और पानी नहीं पीने देते। भोपाल ताल तो दुनिया जहान में मशहूर है मगर पानी का काल पड़ा है। खाला ने इतना कहा था कि उनके लड़के नन्ने ने बाहर से आयाज़ दी। अम्मी जल्दी चलो। वह गँव से लोग आये हैं।

अच्छा बेटा आई। तू चल ज़रा बिठा इज़्ज़त से चल के। खाला ने घबरा कर अपने लड़के को जवाब दिया।

खाला कौन आया गँव से? औरतों ने पूछा।

वही लड़के वाले आये होंगे। शादी के लिए सौदा सुल्फ़ लेने। अब जाऊँ वह गफूर दादा को बुलाऊँ। घर में कोई मर्द नहीं है। हाय हाय वह आज को होते तो काहे को तेरी मेरी खुशामद करती फिरती। हम तो बीवी उसी रोज़ मर गये थे जब खुदा बख़ो उन्हें, हमें राण्ड बेया कर के सिघारे थे। मर्द लाख कैसा ही हो बड़ा सहारा होता है। दुनिया इज़्ज़त से देखती है। अच्छा चलूँ बीवी। देखूँ लड़के वाले कोई नई फरमाइश तो नहीं लाये।

1. यह व्यक्ति जिसने इमाम हुसैन पर पानी बन्द कर दिया था।

خالہ کی لڑکی کی گاؤں سے برات آگئی۔ خالہ کی مصروفیت، بھاگ دوڑ اور ان کے غصہ کا پارہ بواہیلنگ پانٹ (Boiling Point) پر جا پہنچا۔ خالہ کی ”خلاہیت“ آج نقطہ عروج پر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اومتو، بیٹا ذرا خیال رکھنا براتیوں کا۔ کوئی اوندمی سیدھی بات نہ نکالنا منہ سے نہیں تو سب گنوار ہیں جھاڑ پھرے کوئی تھوڑا چڑھا کے بیٹھ جائے گا۔ اللہ کی شان ہے گاؤں والوں کے دماغ بھی عرش پر ہیں، بات کا بنگلڑ بنانا۔ منہ پھلانا تو ان کے ہائیں ہاتھ کا کام ہے۔

ارے اونٹے، کیا مر گیا بیٹا۔ یہ شادی کا گھر دیکھو اور آج ہی اس بکرے کا دوستوں میں بیٹھنا دیکھو۔ دیکھنا بھیا بھاتی! کہاں بیٹھا ہے وہ ہمارا سنڈا؟ بیڑئیں پی رہا ہو گا کہیں بیٹھا ہوا۔

خالہ یہ ڈیرا (شامیانہ) آگیا، کہاں لگوائیں اسے جلدی بتاؤ۔ تا نگہ لدا ہوا کھڑا ہے گھنٹہ بھر سے۔

ارے بھیا ٹھہراتی، تمہاری بھی عقل کیسی ہے ڈیرا جھاڑ پھر کیا گھر میں لگے گا یا خالہ موت پڑی کے اوپر۔ باہر میدان میں اوندمی سیدھا کھڑا کر دو۔

خالہ یہ نٹے آگیا..... ارے حرام خورد بکرے! تیرے کیا دیدے پھوٹ گئے تیری بہن کی شادی کا دن ہے۔ کام کتنے پڑے ہیں جان پے کرنے والا ایک نہیں ہے۔ میری ایک جان کہاں کہاں پھروں اور کیا کیا کروں؟ دیکھ نٹے کہہ دیتی ہوں کہ کوئی کسر رہ گئی تو مگنوںے نکل کو دنیا بھر میں نام اچھا لیں گے اور عمر عمر کو طعنے تشنے دیں گے۔ ذرا جا کے بیٹھ ان کے پاس۔

خالہ چاول کتنے چڑھا دوں؟ ایک عورت نے قریب آکر خالہ سے پوچھا۔ ارے بہن! اللہ رکھے سفید بال ہو گئے تیرے۔ چھ بچوں کی اللہ رکھے ناں بن گئی تجھے یہی نہیں معلوم کہ کتنے چاول چڑھیں گے۔ ارے ہائی آدمی پیچھے

खाला की लड़की की गाँव से बारात आ गई। खाला की मसरुफियत, भाग दौड़ और उनके गुस्से का पारा ब्वाइलिंग प्वाइंट (Boiling Point) पर जा पहुँचा। खाला की “खालाइयत” आज नुक्तए—उरुज¹ पर है। मुलाहेजा हो।

ओ मल्लू, बेटा ज़रा खयाल रखना बारातियों का। कोई औंधी सीधी बात न निकालना मुँह से नहीं तो सब गंवार है झाड़ू फिरे कोई थोथड़ा चढ़ा के बैठ जायेगा। अल्लाह की शान है गाँव वालों के दिमाग भी अर्श पर हैं, बात का बतंगड़ बनाना। मुँह फुलाना तो उनके बायें हाथ का काम है।

अरे ओ नन्ने, क्या कर गया बेटा। यह शादी का घर है देखो और आज ही उस बकरे का दोस्तों में बैठना देखो। देखना भय्या बफ़ाती! कहाँ यह हमारा संडा? बीड़ियें पी रहा होगा कहीं बैठा हुआ।

खाला यह डेरा (शामियाना) आ गया, कहाँ लगवायें इसे जल्दी बताओ। तांगा लदा हुआ खड़ा है घंटा भर से। अरे भय्या शुबराती, तुम्हारी भी अक्ल कैसी है डेरा झाड़ू फिरा क्या घर में लगेगा या खाला मौत पड़ी के उपर। बाहर मैदान में औंधा सीधा खड़ा कर दो।

खाला यह नन्ने आ गया..... अरे हरामखोर बकरे! तेरे क्या दीदे फूट गये तेरी बहन की शादी का दिन है। काम कितने पड़े हैं जान पे, करने वाला एक नहीं है। मेरी एक जान, कहाँ कहाँ फिरँ और क्या क्या करूँ? देख नन्ने कहे देती हूँ कि कोई कसर रह गई तो मंघट्टे कल को दुनिया भर में नाम उछालेंगे और उम्र—उम्र को ताने तश्ने देंगे। ज़रा जाके बैठ उनके पास।

खाला चावल कितने चढ़ा दूँ? एक औरत न करीब आकर खाला से पूछा।

अरे बहन! अल्लाह रखे सफ़ेद बाल हो गये तेरे। छः बच्चों की अल्लाह रखे मौ बन गई, तुझे यही नहीं मालूम कि कितने चावल चढ़ेंगे। अरे बाई आदमी पीछे

1. उँचाई

پاؤ بھر لے لے۔

خالہ آدمی بھی تھلاؤ گی یا نہیں۔ اپنی خوشی سے چڑھا دوں؟

ارے ہائی تو خود جا کے گن لے جھاڑو پھروں کو وہ ڈیرے میں سامنے ہی تو بیٹھے ہوں گے۔ چار تیل گاڑیوں میں اوپر تلے کھچا کھچ بھر کے آئے ہیں، گنوٹے۔

خالہ تانگہ آیا ہے اتوارہ سے، پیسے دو جلدی۔

خدا غارت کرے ان تانگوں کو۔ بھیا بھاتی، میں تو تنگی ہو گئی ہوں کراہیہ دے دے کے۔ کون بیا آئی ہیں۔ کل سے یہ وقت ہو گیا تانگوں کی لم ڈوری لگی ہوئی ہے۔ ابھی ایک کو نچٹا یا کہ دوسرا آ گیا۔ چھ روپے ان بیویوں کے تانگوں میں دیکھتے ہی دیکھتے خرچ ہو گئے۔ یوں تو دنیا بھر میں اپنے اپنے کاموں سے جائیں گی تو خالی چدر یا اوڑھی اور چلی گئیں اور شادی بیاہ میں آئیں گی تو نواب کی جو رئیس بن بن کے آئیں گی۔ خود کے جیب سے پیسے نکالیں تو پتہ چلے!

خالہ زور سے مت کہو، عورتیں سن رہی ہوں گی۔

ارے بیا یہاں کوئی نہیں ہے۔ عورت دورت سب گھر کے اندر ہیں۔

خالہ قاضی صاحب آ گئے۔

ارے نئے دوڑ بیٹا، جلدی سے عزت سے بٹھال اور دیکھ ارے سن تو بھیا بھاگے مت۔ وہ غفور دادا سے کہنا ذرا قاضی صاحب کو باتوں میں لگائیں۔ وہ دولہامیاں عین وقت پر پچانہ کرنے گئے ہیں تالاب پے۔ اچھا جا جلدی سے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ گنوار جھاڑو پھرے علی الاعلان پچانہ پھرتے ہیں نہیں تو کاہے کو چار روپے خرچہ کر کے باہری پچانہ بنواتی۔ بے حلق ہو کے کھاتے ہیں اور پھر بس بھاگتے پھرتے ہیں! ادھر ادھر عین نکاح کے وقت۔

خالہ برتن آ گئے ہیں، کہاں رکھے جائیں گے؟

بھیا کیسے برتن؟ ذرا زور سے تو کہہ۔ یہاں تو بچوں کی چیچ پکار میں کان پڑی

آواز سنائی نہیں دیتی۔

خالہ کرائے کے برتن ہیں، براتیوں کو کھانا کھلانے کے لیے!

पाव भर लेले।

खाला आदमी भी बतलाओगी या नहीं। अपनी खुशी से चढ़ा दूँ?

अरे बाई तू खुद जाके गिन ले झाड़ू फिरों को, वह डेरे में सामने ही तो बैठे होंगे। चार बैलगाड़ियों में ऊपर तले खचाखच भर के आये हैं, गंवड़े।

खाला तांगा आया है इतवारा से, पैसे दो जल्दी।

खुदा गारत करे इन तांगों को। भय्या बफाती, मैं तो नंगी हो गई हूँ किराया दे दे के। कौन बया आई है। कल से यह वक्त हो गया तांगों की लम डोरी¹ लगी हुई है। अमी एक को निपटाया कि दूसरा आ गया। छः रुपये इन बीवीयों के तांगों में देखते ही देखते खर्च हो गये। यूँ तो दुनिया भर में अपने अपने कामों से जायेंगी तो खाली चद्दर ओढ़ी और चली गई और शादी ब्याह में आयेंगी तो नवाब की जोरुयें² बन-बन के आयेंगी। खुद के जेब से पैसे निकले तो पता चले!

खाला जोर से मत कहो, औरतें सुन रही होंगी।

अरे बया यहाँ कोई नहीं है। औरत वौरत सब घर के अन्दर हैं। खाला काज़ी साहब आ गये।

अरे नन्ने दौड़ बेटा, जल्दी से इज्जत से बिठाल और देख अरे सुन तो भय्या भागे मत। वह गफूर दादा से कहना ज़रा काज़ी साहब को बातों में लगायें। वह दूल्हा मियों ऐन वक्त पर पखाना करने गये हैं तालाब पे। अच्छा जा जल्दी से। मुझे क्या मालूम कि गंवार झाड़ू फिरे अललऐलान पखाना फिरते हैं नहीं तो काहे को चार रुपये खर्चा कर के बाहरी पखाना बनवाती। बे हलक होके खाते हैं और फिर बस भागते फिरते हैं इधर उधर ऐन निकाह के वक्त।

खाला बर्तन आ गये हैं, कहाँ रखे जायेंगे?

भय्या कैसे बर्तन? ज़रा जोर से तो कह। यहाँ तो बच्चों की चीख पुकार में कान पड़ी आवाज़ सुनाई नहीं देती।

खाला किराये के बर्तन हैं, बारातियों को खाना खिलाने के लिए!

ہاں ہاں بھیج دو شہزادی دادا اندر، ادھر ذرا ہاتھ بڑھا کے رکھ دو اندر۔

تمہارا کس سے پردہ ہے؟

لتاں آنے کی بوری آگنی پردہ کرادو۔

خدا غارت کرے تیری اماں کو۔

خالہ.....

ازے مرغنی موت پڑی خالہ، کچھ کہو گے بھی یا نہیں۔ چاروں طرف للکار ہو رہی ہے۔ بھاگ بھاگ کر دوانی ہوگئی، حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ ذرا نہیں ہے کوئی کہ باہر کی دوڑا بھاگی کر لے۔

ارے شہزادی دادا کیا اونچا سننے لگے۔ کہہ تو دیا کہ ہاتھ بڑھا کے رکھ دو اندر۔ اور دیکھو ذرا گنوا کر بھوانا نہیں تو کہیں وہ برتن والا ایک ایک کے چار چار لگائے، کیا زمانہ ہے۔ پرانے ٹھیکروں سے دولت بتا رہے ہیں۔ برسہا برس سے کرائے پر چلا رہے ہیں۔ سونے کے برتنوں کی قیمت وصول کر لی اب تک۔ اللہ ہی جانے اب میرے جواہرات کے بتائیں گے کیا کریں گے گلوڑ مارے؟ اور ہاں دادا صبح کو یاد سے واپس کر دینا نہیں تو دو روز کا کرایہ سر پہ پڑ جائے گا۔ یوں جھاڑو پھرے سالوں رکھے ہیں دوکان میں تو کچھ نہیں۔

خالہ تانگہ آیا ہے پیسے دینا بارہ آنے۔

اف فوہ خدا اٹھالے اب تو۔ اوے بھیا کہاں سے آیا ہے، کس کی بیگم آئی ہیں، مجھے بھی بتاؤ۔ یوں تو ایک عزیز موت پڑا نہیں دیکھتا اُلٹ کے اور آج کے دن نہ معلوم کہاں سے اُبل پڑے ہیں، کیڑے ککوڑوں کی طرح۔

خالہ یہ پردے لینا مہجنند صاحب (مہتمم صاحب) کی عورتوں کو دے دو۔ اے پھینک ادھر جھاڑو پھرے پردے اردوں کو، جس بیا کا ہوگا خود فکر کر لیں گی۔ لو بیوی! اب پردے چادریں ٹانگے ٹانگے پھروں، مرنے کی تو فرصت نہیں ہے۔ خالہ قاضی صاحب نے نکاح شروع کر دیا ہے، بڑکی سے ”ہوں“ تو کرادو یہ دو گواہ آرہے ہیں۔

हाँ हाँ मेज दो शुबराती दादा अन्दर, उधर ज़रा हाथ बढ़ा के रख दो अन्दर।

तुम्हारा किस से पर्दा है? अम्माँ आटे की बोरी आ गई पर्दा करा दो।

खुदा ग़ारत करे तेरी अम्माँ को।

खाला.....

अरे मर गई मौत पड़ी खाला, कुछ कहोगे भी या नहीं। चारों तरफ ललकार हो रही है। भाग-भाग कर दिवानी हो गई, हलक में काँटे पड़ गये। ज़रा नहीं है कोई कि बाहर की दौड़ा भागी कर ले।

अरे शुबराती दादा क्या ऊँचा सुनने लगे। कह तो दिया कि हाथ बढ़ा के रख दो अन्दर। और देखो ज़रा गिनवा कर मिजवाना नहीं तो कहीं वह बर्तन वाला एक-एक के चार-चार लगाये, क्या ज़माना है। पुराने ठीकरों से दौलत बना रहे हैं। बरसहा बरस से किराये पर चला रहे हैं। सोने के बर्तनों की कीमत वसूल करली अब तक। अल्लाह ही जाने अब हीरे जवाहारात के बनायेंगे क्या करेंगे निगोड़मारे? और हाँ दादा सुबह को याद से वापस कर देना नहीं तो दो रोज़ का किराया सर पे पड़ जायेगा। यूँ झाड़ू फिरे सालों रखे हैं दुकान में तो कुछ नहीं।

खाला तांगा आया है पैसे देना बारह आने।

उफ़फ़ोह खुदा उठा ले अब तो। आये भय्या, कहाँ से आया है, किसकी बेगम आई है, मुझे भी बताओ। यूँ तो एक अजीज़ मौत पड़ा नहीं देखता उलट के और आज के दिन न मालूम कहाँ से उबल पड़े हैं, कीड़े मकोड़ों की तरह।

खाला यह पर्दे लेना मोहतबन्द साहब (मोहतमिम¹ साहब) की औरतों को देदो।

ऐ फ़ेक उधर झाड़ू फिरे पर्दे अदों को, जिस बया का होगा खुद फ़िक्र कर लेंगी। लो बीवी! अब पर्दे चादरे टाँगे टाँगे फिरँ, मरने की तो फुर्सत नहीं है।

खाला काजी साहब ने निकाह शुरू कर दिया है, लड़की से "हूँ" तो करा दो यह दो गयाह आ रहे हैं।

ہاں بھیا آنے دو، ہو گیا وہ تو پردہ، جس بیا کو کرنا ہوگا خود چادر سامنے ٹانگ
لیں گی۔

خالہ لڑکی سے ہوں تو کرا دو یہ رورو کے جان دیے دے رہی ہے، عورتوں نے
کہا۔

ارے ہائی ہو گئی ”ہوں“ میں تو کہہ رہی ہوں چلا چلا کے ”ہوں“ وہ گھوڑ
ماری جان دے دے گی مگر نہیں کرے گی۔ خالہ تیز تیز گئیں اور اپنی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر
کہا کہہ دے بیٹی زنیب۔ ہوں کہنے میں کیا ہرج ہے تیرا۔ ہاں بس چلو ہو گئی ہوں۔
خالہ یہ تو رور رہی ہے ہوں کب کہا، یہ تو ہچکیوں کی آواز ہے۔

اے تو نصیبن پھر ہائی ہچکی سے ہوں نہیں کرے گی تو کیا علانیہ ہنس ہنس کے
کہے گی چلو ہو گئی۔ خالہ کمرے سے باہر آ کر چوکی پر بیٹھنا چاہتی تھیں کہ باہر سے آواز آئی۔
خالہ تانگہ..... ایک روپیہ

ارے بھگا جھاڑو پھرے تانگوں کو، نہیں ہیں اب میرے پاس پیسے۔

خالہ قاضی صاحب جا رہے ہیں۔

تو جانے دو بھیا کیوں روکتے ہو، کون اب مجھے پڑھواتا ہے اپنا نکاح۔

خالہ لاؤ ڈاٹیکر کہاں لگے گا؟

وہ دو لھا کے کمرے لگا دے، اسی کی فرمائش تھی گھوڑ مارے گنوار کی۔ رنڈیوں
کے مادر زاد گانے اسے ہی سنا۔

خالہ ذرا دروازے کے پاس آتا جلدی سے، ضروری بات ہے۔

توبہ ہے بیوی، میرے تو اب ہاتھ پاؤں جواب دے چکے۔ کل سے یہ
وقت ہو گیا، بندریا کی طرح ناچ رہی ہوں۔ اچھا بولو بھائی کس نے بلایا تھا؟ دو بچے
روتے ہوئے خالہ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور خالہ سے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے
کہا۔ ارے بیویو! یہ کس کے بچے ہیں؟ ذرا ان کو تو چپ کر و خدا کے لیے۔ حلق میں
زبان نہیں ڈال رہے ہیں۔ خدائیوں میں، گھر میں دیکھو تو ہینا کال مچی ہے۔ وہ جھاڑو پھرا
بھونپو ایسا بج رہا ہے جیسے کالوں سے بندھا ہو۔ ہر بیوی تین تین چار چار بغل میں دا بے

हाँ भय्या आने दो, हो गया वह तो पर्दा, जिस बया को करना होगा खुद चादर सामने टाँग लेंगी।

खाला लड़की से हूँ तो करा दो यह रो-रो के जान दिये दे रही है, औरतों ने कहा।

अरे बाई हो गई "हूँ" मैं तो कह रही हूँ चिल्ला चिल्ला के "हूँ" वह निगोड़ मारी जान दे देगी मगर नहीं करेगी। खाला तेज़ तेज़ गई और अपनी लड़की के सर पर हाथ रख कर कहा कह दे बेटी ज़ैनब। हूँ कहने में क्या हर्ज है तेरा। हाँ बस चलो हो गई हूँ।

खाला यह तो रो रही है हूँ कब कहा, यह तो हचिकियों की आवाज़ है।

ऐ तो नसीबन फिर बाई हिचकी से हूँ नहीं करेगी तो क्या ऐलानिया हंस-हंस के कहेगी चलो हो गई। खाला कमरे से बाहर आकर चौकी पर बैठना चाहती थीं कि बाहर से आवाज़ आई।

खाला तांगा..... एक रुपया।

अरे भगा, झाड़ू फिरे तांगों को, नहीं हैं अब मेरे पास पैसे।

खाला काजी साहब जा रहे हैं।

तो जाने दो भय्या क्यों रोकते हो, कौन अब मुझे पढ़वाना है अपना निकाह।

खाला लाउड स्पीकर कहाँ लगेगा?

वह दूल्हा के कमर पर लगा दे, उसी की फरमाइश थी निगोड़ मारे गंवार की। रंडियों के मादर जाद गाने उसे ही सुना।

खाला ज़रा दरवाज़े के पास आना जल्दी से, ज़रूरी बात है।

तौबा है बीवी, मेरे तो अब हाथ पाँव जवाब दे चुके। कल से यह वक्त हो गया, बंदरिया की तरह नाच रही हूँ। अच्छा बोलो भाई किसने बुलाया था? दो बच्चे रोते हुए खाला के पास आकर खड़े हो गये और खाला से सिलसिलए-कलाम जारी रखते हुए कहा। अरे बीवीयों! यह किसके बच्चे हैं? ज़रा इनको तो चुप करो खुदा के लिए। हलक में ज़बान नहीं डाल रहे हैं। खुदाइयों मैं, घर में देखो तो हय्या काल मची है। वह झाड़ू फिरा भोंपू ऐसा बज रहा है जैसे कानों से बंधा हो। हर बीवी तीन-तीन, चार-चार बगल में दाबे चली आ रही हैं।

چلی آرہی ہے۔ ایسا بھی جھاڑو پھرا کیا شوق بچوں کا۔ ایک دو ہو گئے، ہو گئے، اللہ انہیں کو زندہ رکھے۔

اماں تانگہ — ایک

دیکھتے تھے، خدا رسول کی قسم ہے میں دوانی ہو کر گھر سے نکل جاؤں گی۔ یہ تانگے پیٹنا پڑے مجھے زندہ نکل گئے۔ اللہ ان کو دنیا کے پردے سے مٹائے۔ کون بیاہیں ہمیں نہیں بلانا اب کسی بیا دیا کو۔ بھگاسب کو اٹے پاؤں۔ ارے اماں وہ قاضی صاحب کو ان کے گھر چھوڑنے گیا تھا اس کے دام چاہئیں۔

اللہ رحم رحم، قاضی صاحب سے یہ نہیں بنا کہ دولہا والوں نے دس روپے نکاح پڑھوائی کے دیے تھے اس میں سے ایک روپیہ خیرات سمجھ کر ہی دے دیتے۔ ہائے ہائے کیا زمانہ آ گیا ہے۔ خالی ایک آیت پڑھ دی اور دس روپے رکھوا لیے۔ ہلدی لگی نہ پھٹکری۔ یہ جادہ جا۔ آخر سرکار سے کس بات کی تنخواہ ملتی ہے ان قاضی مفتیوں کو۔ خیر لے بھیا تانگے والے۔

لاؤ بیا، تانگے والے نے آگے آکر ہاتھ پھیلایا۔

اے ادھر تو ہٹ ذرا۔ سامنے آ کے آنکھوں میں آنکھیں ڈال رہا ہے۔ ہاں یوں کھڑا ہو بھیا۔ بے فضول کو پرانی بہو بیٹیوں کو تانے سے فائدہ؟ خالہ نے ایک روپیہ ہاتھ بڑھا کر تانگے والے کو دیتے ہوئے کہا۔ ہائے ہائے یہ ملا مولوی اللہ کا کلام بھی تو بغیر پیسے کے نہیں پڑھتے۔

.....

ऐसा भी झाड़ू फिरा क्या शौक बच्चों का। एक दो हो गये, हो गये, अल्लाह उन्हीं को जिन्दा रखे।

अम्माँ तांगा - एक.....

देख नन्ने, खुदा-रसूल की कसम है मैं दिवानी होकर घर से निकल जाऊँगी। यह तांगे पटीना पड़े मुझे जिन्दा निगल गये। अल्लाह उनको दुनिया के पर्दे से मिटाये। कौन बया है हमें नहीं बुलाना अब किसी बया वया को। भगा सबको उल्टे पाँव।

अरे अम्माँ वह काजी साहब को उनके घर छोड़ने गया था उसके दाम चाहिएँ।

अल्लाह रहम, रहम, काजी साहब से यह नहीं बना कि दूल्हा वालों ने दस रुपये निकाह पढ़वाई के दिये थे उस में से एक रुपया खैरात ही समझ कर दे देते। हाय हाय क्या ज़माना आ गया है। खाली एक आयत पढ़ दी और दस रुपये रखवा लिये। हल्दी लगी न फिटकिरी। यह जादा¹ जा। आखिर सरकार से किस बात की तनख्वाह मिलती है इन काजी मुफ्तियों को। खैर ले भय्या तांगे वाले।

लाओ बया, तांगे वाले ने आगे आकर हाथ फैलाया।

ऐ उधर तो हट ज़रा। सामने आके आँखों में आँखे डाल रहा है। हौं यूँ खड़ा हो भय्या। बे फुज़ूल को पराई बहू बेटियों को ताकने से फायदा? खाला ने एक रुपया हाथ बढ़ाकर तांगे वाले को देते हुए कहा। हाय हाये ये मुल्ला मोलवी अल्लाह का कलाम भी तो बगैर पैसे के नहीं पढ़ते।

• • • • •

پوشیدہ خط و کتابت

مٹے کی لٹاں کو مٹنے کے بابا کی طرف سے السلام علیکم۔
 خدا کرے تمہیں سارے جہان کی عمر لگ جائے۔ اور اگر تم مناسب سمجھو تو
 خدا کرے میری عمر بھی تمہیں لگ جائے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ (اس سلسلے
 میں اپنی محترمہ والدہ صاحبہ کے نیک مشوروں سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا کہ وہ کہاں
 تک اس بات کے حق میں ہیں) اپنی خیریت کے بارے میں اپنی طرف سے کیا لکھوں۔
 میری خیریت کا تھرمائٹر تو تمہارے پاس ہی ہے۔ یہ کہنا تو سرسرا مبالغہ بلکہ غلط ہوگا کہ جو
 حال تمہارا سو ہمارا، کیوں کہ میرے اور تمہارے حال میں ایک بنیادی فرق ہے — وہی
 فرق جو ملکہ برطانیہ الزبتھ ثانی اور اُن کے شوہر شہزادہ فلپ میں ہے۔ پرنس فلپ ملکہ کے
 شوہر ضرور ہیں مگر بادشاہ تو نہیں ہیں۔ لہذا میری خیریت بھی اس طرح تمہارے پاس
 گروی ہے۔ جب کبھی نگاہِ لطف جھکی تو زندگی شاد و آباد اور جب کبھی نگاہِ غضب اٹھی تو
 زندگی مع خیریت وغیرہ تباہ و برباد۔

آگے کا حال زاریوں ہے تو تمہارا ایکسپریس ڈیلیوری خط صین عالم اختلاف
 میں بجلی بن کر میرے خرمین سکون پر گرا — کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لفافہ چاک کر کے
 پہلے سرسری طور پر دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پڑھا، کیوں کہ تنخواہ ملنے میں ابھی کئی دن
 باقی ہیں۔ پھر دل مضبوط کر کے شروع سے آخر تک بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ پورا

पोशीदा ख़तों-किताबत¹

मुन्ने की अम्माँ को मुन्ने के अब्बा की तरफ़ से अस्सलामु अलैकुम।

खुदा करे तुम्हें सारे जहाँ की उम्र लग जाये। और अगर तुम मुनासिब समझो तो खुदा करे मेरी उम्र भी तुम्हें लग जाये ताकि न रहे बॉस न बजे बॉसुरी। (इस सिलसिले में अपनी मोहतरमा वालिदा साहिबा के नेक मशवरो से भी फ़ायदा उठाने की कोशिश करना कि वह कहाँ तक इस बात के हक़ में हैं) अपनी ख़ैरियत के बारे में अपनी तरफ़ से क्या लिखूँ। मेरी ख़ैरियत का थरमामीटर तो तुम्हारे पास ही है। यह कहना तो सरासर मुबालगा² बल्कि ग़लत होगा कि जो हाल तुम्हारा सो हमारा, क्योंकि मेरे और तुम्हारे हाल में एक बुनियादी फ़र्क़ है — वही फ़र्क़ जो मलिका बरतानिया एलिज़ाबेथ सानी और उनके शौहर शहज़ादा फ़िलिप में है। प्रिंस फ़िलिप मलिका के शौहर ज़रूर हैं मगर बादशाह तो नहीं। लिहाज़ा मेरी ख़ैरियत भी उसी तरह तुम्हारे पास गिरवी है। जब कभी निगाहे-लुत्फ़ झुकी तो ज़िन्दगी शादो-आबाद और जब कभी निगाहे-ग़ज़ब उठी तो ज़िन्दगी मय ख़ैरियत वगैरह तबाहो-बर्बाद।

आगे का हाले-ज़ार यूँ है तो तुम्हारा एक्सप्रेस डिलेवरी ख़त ऐन आलमे-इख़्तालाज में बिजली बनकर मेरे ख़िर्मने-सुकून पर गिरा — कौंपते हाथों से लिफ़ाफ़ा चाक़ करके पहले सरसरी तौर पर धड़कते हुए दिल के साथ पढ़ा, क्योंकि तनख़्वाह मिलने में अभी कई दिन बाकी हैं। फिर भी दिल मज़बूत करके शुरु से आख़िर तक बड़े खुशूओ-खुज़ूअ³ के साथ पूरा

خط دوبارہ پڑھا مگر وہ بات کہیں نہ ملی جس پر دل کی حرکت ایک لمحہ کے لیے رک جایا کرتی تھی۔ مجھے شک گزرا کہ کہیں یہ خط کسی غیر کا نہ ہو، کیوں کہ تمہارے خط میں رُوپے پیسے کا ذکر نہ ہونا ایسا ہی ہے جیسے تم سالن میں نمک ڈالنا بھول جاؤ۔ مگر خط یقیناً تمہارا ہی لکھا ہوا ہے۔ اگر کوئی ہزار سال بھی مشق کرے تو تمہاری بد خطی کی نقل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اپنی عادت کے مطابق تم نے دوسرے اپنا نام غلط لکھ کر کاٹا ہے اور تیسری مرتبہ صحیح لکھا ہے۔ ساری باتیں ملتی ہیں۔ اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ خط تمہارا ہی ہے۔

میں حیران ہوں کہ آخر اچانک تمہاری اقتصادی پالیسی میں یہ انقلاب کیسے آگیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ میری مستقل اقتصادی پس ماندگی سے بد دل ہو کر تم نے براہ راست امریکہ سے ساز باز کر لی ہو اور تمہارے علی الحساب بجٹ کا ”فلو“ میری انحطاط پزیر آمدنی کو چھوڑ کر ڈائریکٹ ”پی ایل چار سو اسٹی“ والی امریکن ایڈ کی طرف رجوع کر گیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو چشم ماروٹن دل ماشاد — ایک اندیشہ یہ بھی ستارہا ہے کہ کہیں یہ طوفان سے پہلے والا سکوت نہ ہو۔ اگر تم نے واقعی براہ راست امریکہ سے رجوع کیا ہے، تو اچھا ہے۔ کیوں کہ سنتے ہیں کہ امریکی امداد بالکل غیر مشروط ہوا کرتی ہے جو محض امن و انسانیت کے نام پر لٹائی جاتی ہے۔ یا اگر کوئی چھوٹی موٹی بے ضرر شرط بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے! مثلاً زمین کسان کی اور پیداوار مہاجن کی۔ خیر یہ تو میں ذرا چٹکی لے رہا ہوں ورنہ تم بھلا کب کسی چکر میں آنے والی ہو۔ تمہارے ہی چکر سے کوئی نکل جائے تو وہ خوش نصیب ہوگا۔ ندوی جیسا سدھایا ہوا بے زبان ”فنانسر“ جب تمہارے کھونٹے سے بندھا ہوا ہے تو تمہیں ادھر ادھر بھٹکنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ چراغ لے کر بھی ڈھونڈو گی تو ندوی کا ٹانی نہیں ملے گا۔ ”تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں“ کے معیار پر پورا اترنے کی سعادت کسی کسی کو ہی نصیب ہوا کرتی ہے۔ معاف کرنا یہاں ”چاہنے والوں“ سے مراد کوئی ایرا غیر انہیں بلکہ تمہاری لہماں وغیرہ ہیں۔

ہاں تو سنئے کی تمناں تم نے اپنی سالہا سال کی اقتصادی پالیسی میں یہ تبدیلی کیوں کی ہے؟ میں اسے کوئی نیک شگون سمجھوں یا بد شگون پر محمول کروں؟ اسے تمہاری قربانی سمجھوں یا ناراضگی سے تعبیر کروں؟ خدا کے لئے ارجنٹ خط لکھ کر، بلکہ تاروے کر میری تسلی کرو۔

खत दोबारा पढ़ा मगर वह बात कहीं नहीं मिली जिस पर दिल की हरकत एक लम्हे के लिए रुक जाया करती थी। मुझे शक गुज़रा कि कहीं यह खत किसी गैर का न हो, क्यों कि तुम्हारे खत में रुपये पैसे का जिक्र न होना ऐसा ही है जैसे तुम सालन में नमक डालना भूल जाओ। मगर खत यकीनन तुम्हारा ही लिखा हुआ है। अगर कोई हज़ार साल भी मश्क करे तो तुम्हारी बदखती की नकल नहीं कर सकता। बल्कि अपनी आदत के मुताबिक तुमने दो मर्तबा अपना नाम गलत लिखकर काटा है और तीसरी मर्तबा सही लिखा है। सारी बातें मिलती हैं। इसलिए मानना पड़ता है कि खत तुम्हारा ही है।

मैं हैरान हूँ कि आखिर अचानक तुम्हारी इक्तसादी² पॉलीसी में यह इन्कलाब कैसे आ गया। कहीं ऐसा तो नहीं कि मेरी मुस्तकिल इक्तसादी पसमांदगी से बददिल होकर तुमने बराहे—रास्त अमेरिका से साज़—बाज़ करली हो और तुम्हारे अललहिसाब बजट का "पलो" मेरी इनहतात पिज़ीर आमदनी को छोड़कर डाइरेक्ट "पी एल चार सौ अस्सी" वाली अमेरिकन ऐंड की तरफ रुजूअ कर गया हो। अगर ऐसे हैं तो चश्मेमारीशन दिले—माशाद² एक अंदेशा यह भी सता रहा है कि कहीं यह तूफान से पहले वाला सुकूत न हो। अगर तुमने वाकई बराहे—रास्त अमेरिका से रुजूअ किया है, तो अच्छा है। क्योंकि सुनते हैं कि अमेरिकी इमदाद बिल्कुल गैर मशरुत हुआ करती है जो महज़ अमनो—इन्सानियत के नाम पर लुटाई जाती है। या अगर कोई छोटी मोटी बे जरूर शर्त भी हो तो क्या मुजायका है! मसलन ज़मीन किसान की और पैदावार महाजन की। खैर यह मैं तो ज़रा चुटकी ले रहा हूँ, वरना तुम भला कब किसी चक्कर में आने वाली हो। तुम्हारे ही चक्कर से कोई निकल जाये तो यह खुशनसीब होगा। फिदवी जैसा सिघाया हुआ बेज़बान "फनांसर" जब तुम्हारे खूटे से बंधा हुआ है तो तुम्हें इधर उधर भटकने की जरूरत ही क्या है। चिराग लेकर भी दूँडोगी तो फिदवी का सानी नहीं मिलेगा। "तुम्हें चाहूँ तुम्हारे चाहने वालों को भी चाहूँ" के मेयार पर पूरा उतरने की सआदत किसी—किसी को ही नसीब हुआ करती है। माफ़ करना यहाँ "चाहने वालों से मुराद कोई ऐरा—गैरा नहीं बल्कि तुम्हारी अम्माँ वगैरह हैं।

हाँ तो मुन्ने की अम्माँ, तुमने अपनी सालहा—साल की इक्तसादी पॉलीसी में यह तब्दीली क्यों की है? मैं उसे कोई नेक शगुन समझूँ या बदशगुनी पर महमूल करूँ? उसे तुम्हारी कुर्बानी समझूँ या नाराज़गी से ताबीर करूँ? खुदा के लिए अर्जेंट खत लिखकर, बल्कि तार देकर मेरी तसल्ली करो।

1. आर्थिक 2. आँखों सुख, कलेजा टंडक

تم نے آگے چل کر اپنے خط میں بڑی دل سوزی کے ساتھ مہنگائی وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور ذہنی و ذہنی زبان میں اندر اسرار کو کو سننے بھی دیے ہیں۔ خیر یہ تو تم جانو اور تمہاری ذات والی اندر اگانہ می جانیں، کیوں کہ یہ عورت عورت کا معاملہ ہے۔ مگر احتیاطاً اور اطلاعاً ایک بات چپکے سے تمہارے کان میں ڈال دوں تاکہ بے خبری میں کہیں ماری نہ جاؤ، کیونکہ گھر کی زبان درازی باہر نہیں چل سکتی۔ وہ جو ایک زبردست قانون گزرا ہے جس کا نام ڈی۔ آئی۔ آر تھا اس لمبی رستی کا ایک سر اتوار اسرار کی چٹکی سے نکل چکا ہے مگر اس کا دوسرا سر اندر اسرار کے انگوٹھے تلے اب بھی ڈبا ہوا ہے۔ اس لئے سوچ سمجھ کر منہ سے بات نکالا کرو۔

تم نے اپنے خط میں حکومت پر جو مردانہ وار تنقید کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم حکومت کو گویا اپنی اس پڑوسن کی بہن سمجھتی ہو جس سے تمہاری لاگ ڈانٹ چلتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اتنے زبردست اور نو کیلے الفاظ تمہارے دماغ میں غیب سے آتے ہیں یا کسی پرائیویٹ کتاب سے پڑھ رکھے ہیں! سننے والا اگر پرلے درجے کا بے حیا ہو تب بھی وہ کم از کم پسینہ پسینہ تو ضرور ہو جائے گا۔ ورنہ شرم والے تو ان الفاظ کی تاب نہ لا کر غش کھا جائیں گے۔ تمہارے اس خط کو پڑھ کر ایک نادر خیال آیا ہے۔ سوچتا ہوں کہ اگر آئندہ جنرل الیکشن تک مہنگائی نے زندگی کو وفا کرنے کا موقع دیا اور خانہ داری کے کوہِ گراں نے مجھے کھڑا نہ بنادیا تو انشاء اللہ ایک ٹکٹ خرید کر تم کو بھی ایوزیشن پارٹی کی طرف سے کھڑا کر کے الیکشن لڑواؤں گا۔ اگر تم جیت کر پارلیمنٹ میں پہنچ گئیں تو تمہارے تیور بتاتے ہیں کہ تم یقیناً دشمنوں کے چھکے چھڑا دو گی۔ پہلے ہی دن سرکاری ناک میں تکمیل ڈال کر کھونٹے سے باندھ دو گی (جیسا کہ مجھے باندھ رکھا ہے) میں جانتا ہوں کہ تم جب گھر سے نکلو گی تو راشن کی دوکان اور سبزی مارکیٹ ہوتی ہوئی ہاتھ میں تھیلا تھلائی غیظ و غضب کے عالم میں پیدل ہی پارلیمنٹ پہنچو گی۔ ایک ہاتھ میں تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں راشن کارڈ اور بازار بھاؤ کا پرچہ ہوگا۔ تم کسی تمہید کے بغیر براہِ راست صاف صاف ہلدی، دھنیا، لہسن، تیل، دال، چاول، آٹا اور ساگ سبزی وغیرہ پر بحث چھیڑ دو گی۔ اور جب پوچھا چلکی پر بحث ہو چکے گی تب کسی کو ایٹم بم وغیرہ کا مسئلہ زیر بحث لانے دو گی۔ ایک خالص ہندوستانی عورت کا اس

तुमने आगे चलकर अपने खत में बड़ी दिल-सोजी¹ के साथ महंगाई वगैरह का जिक्र किया है और दबी-दबी ज़बान में इन्दिरा सरकार को कोसने भी दिये हैं। खैर यह तो तुम जानो और तुम्हारी जात वाली इन्दिरा गाँधी जानें, क्योंकि यह औरत औरत का मामला है। मगर एहतयातन और इत्तलाअन एक बात चुपके से तुम्हारे कान में डाल दूँ ताकि बेख़बरी में कहीं मारी न जाओ, क्योंकि घर की ज़बान दराज़ी बाहर नहीं चल सकती। वह जो एक ज़बरदस्त कानून गुजरा है जिसका नाम डी. आई. आर. था इस लम्बी रस्सी का एक सिरा तो इन्दिरा सरकार की चुटकी से निकल चुका है मगर उसका दूसरा सिरा इन्दिरा सरकार के अंगूठे तले अब भी दबा हुआ है। इसलिए सोच समझकर मुँह से बात निकाला करो।

तुमने अपने खत में हुकूमत पर जो मर्दानावार तनकीद की है उससे जाहिर होता है कि तुम हुकूमत को गोया अपनी पड़ोसन की बहन समझती हो जिससे तुम्हारी लाग डॉट चलती है। मैं हैरान हूँ कि इतने ज़बरदस्त और नोकीले अल्फ़ाज़ तुम्हारे दिमाग में ग़ैब से आते हैं या किसी प्राइवेट किताब से पढ़ रखे हैं! सुनने वाला अगर परले दर्जे का बेहया हो तब भी वह कम अज़ कम पसीना-पसीना तो ज़रूर हो जायेगा। वरना शर्म वाले तो इन अल्फ़ाज़ की ताब न लाकर ग़श खा जायेंगे। तुम्हारे इस खत को पढ़कर एक नादिर ख़्याल आया है। सोचता हूँ कि अगर आइंदा ज़नरल इलेक्शन तक महंगाई ने ज़िन्दगी को वफ़ा करने का मौका दिया और खानादारी के कोहे-गिरौं ने मुझे कुबड़ा न बना दिया तो इन्शाअल्लाह एक टिकट खरीद कर तुमको भी अपोजीशन पार्टी की तरफ़ से खड़ा करके इलेक्शन लड़ाऊँगा। अगर तुम जीतकर पारलियामेंट में पहुँच गईं तो तुम्हारे तेवर बताते हैं कि तुम यकीनन दुश्मनों के छक्के छुड़ा दोगी। पहले ही दिन सरकार की नाक में नकेल डालकर खूँटे से बांध दोगी (जैसा मुझे बांध रखा है) मैं जानता हूँ कि तुम जब घर से निकलोगी तो राशन की दूकान और सब्जी मार्केट होती हुई हाथ में थैला झुलाती गैज़ो-ग़ज़ब के आलम में पैदल ही पारलियामेंट पहुँचोगी। एक हाथ में थैला और दूसरे हाथ में राशन कार्ड और बाज़ार भाव का पर्चा होगा। तुम किसी तमहीद के बग़ैर बराहे-रास्त साफ़-साफ़ हल्दी, धनिया, लहसन, तेल, दाल, चावल, आटा और साग सब्जी वगैरह पर बहस छेड़ दोगी। और जब चूल्हा-चक्की पर बहस हो चुकेगी तब किसी को ऐटम बम वगैरह का मसला ज़ेरे-बहस लाने दोगी। एक ख़ालिस हिन्दुस्तानी औरत का इस तरह ख़ालिस हिन्दुस्तानी

طرح خالص ہندوستانی پر اہل علم پر ڈاکٹر بحث کرنا، پارلیمنٹ کی رانیں، مہارانیوں، بیگمیں اور ماداموں کو نہایت ناگوار گورے گا اور ان کا منہ کچھ ایسا بگڑے گا جیسے کیک کے ذائقے میں باجرے کی روٹی کا تڑا آنے لگا ہو — اس کے بعد سی۔ آئی۔ ڈی والے تمہارے آگے پیچھے سائے کی طرح پھرا کریں گے۔ اور اگر کہیں ”ڈی۔ آئی۔ آر“ وغیرہ کے پھندے میں پھنسا کر تم کو نظر بند کر دیا گیا تو منے کے لبہ کا خدا ہی حافظ ہوگا۔ پھر سرکار تمہارا لوہا مان کر اپنی پارٹی میں کھینچ لے گی اور تم کسی ریاست کی چیف منسٹر ہو کر سچیتا کر پلانی بن جاؤ گی اور میں بے چارہ آچار یہ کر پلانی بن کر رہ جاؤں گا۔

اچھا اب اس تھوڑے لکھے کو بہت جان کر یہ تو بتاؤ کہ پرسوں جو تنخواہ ملنے والی ہے اس کا کیا کروں؟ کبھی سوچتا ہوں کہ تم کو بھیج دوں کبھی خیال آتا ہے کہ خود رکھ لوں۔ اگر تم کو بھیج دوں تو میں کیا کروں گا؟ یا اگر خود رکھ لوں تو تم کیا کرو گی؟ کیوں کہ اب بد قسمتی سے یہ تنخواہ ہم دونوں میں سے کسی ایک ہی کا کام چلا سکتی ہے۔ تمہارا یہ خط اتنا خشک اور سہاٹ ہے واللہ اور تم نے اس احتیاط سے لکھا ہے جیسے تم کو ڈر ہو کہ اگر ایک بھی ایسا ویسا لفظ پکڑا گیا تو تم پر عشق بازی کی تمہمت لگ جائے گی یا میں اس ایک لفظ یا کسی ایک بات کو لے کر تم کو بلیک میل کرنا شروع کر دوں گا..... نیک بخت! میاں بیوی میں ازدواجی رسم ہوتی ہے (یا کم از کم اخلاقی فرض) کہ شروع میں یا آخر میں پیار اور لگاؤ کے دو لفظ لکھ دیئے جاتے ہیں۔ واقعی نہیں تو جھوٹوں ہی سہی۔ مگر لکھنا ضرور چاہیے۔

تمہارا بندہ بے دام یعنی جہیز میں ملا ہوا غلام
منے کے آبا۔ بقلم خود

سرتاج من سلامت۔ منے کے لبہ کو بندی منے کی لٹاں کا سلام وغیرہ پہنچ کر اور پیار محبت کی دو چار باتوں کے بعد معلوم ہو کہ آپ کا بے سرو پا خط بندی کو پہنچا۔ کچھ بات پتے پڑی ہے اور کچھ بات اماں جان سے پوچھ کر سمجھوں گی۔ یہاں ہم لوگ بازار بھاؤ کے حساب سے راضی خوشی رہ کر سمجھتے ہیں کہ آپ بھی ضرور اسی حساب سے راضی خوشی ہوں

प्राब्लम पर डाइरेक्ट बहस करना, पारलीयामेंट की रानियों, महारानियों, बेगमों और मादामों को निहायत नागवार गुज़रेगा और उनका मुँह कुछ ऐसा बिगड़ेगा जैसे केक के जायके में बाजरे की रोटी का मज़ा आने लगा हो — उसके बाद सी. आई. डी. वाले तुम्हारे आगे पीछे साये की तरह फिरा करेंगे। और अगर कहीं “डी. आई. आर.” बगैरह के फंदे में फंसाकर तुमको नज़रबंद कर दिया गया तो मुन्ने के अब्बा का खुदा की हाफिज़ होगा। फिर सरकार तुम्हारा लोहा मानकर अपनी पार्टी में खींच लेगी और तुम किसी रियासत की चीफ़ मिनिस्टर होकर सुचेता किरपलानी बन जाओगी और मैं बेचारा अचार्य किरपलानी बनकर रह जाऊँगा।

अच्छा अब इस थोड़े लिखे को बहुत जानकर यह तो बताओ कि परसों जो तनख्वाह मिलने वाली है उसका क्या करें? कभी सोचता हूँ तुमको भेज दूँ कभी खयाल आता है कि खुद रख लूँ। अगर तुमको भेज दूँ तो मैं क्या करूँगा? या अगर खुद रख लूँ तो तुम क्या करोगी? क्योंकि अब बदकिस्मती से यह तनख्वाह हम दोनों में से किसी एक ही का काम चला सकती है। तुम्हारा यह ख़त इतना खुरक और सपाट है कि वल्लाह और तुम ने इस एहतयात से लिखा है जैसे तुमको डर हो कि अगर एक भी ऐसा वैसा लफ़्ज़ पकड़ा गया तो तुम पर इश्क़बाजी की तोहमत लग जायेगी या मैं उस एक लफ़्ज़ या किसी एक बात को लेकर तुमको ब्लैकमेल करना शुरू कर दूँगा..... नेक बख़्त! मियाँ-बीबी में अजदवाजी रस्म होती है (या कम अज कम एखलाकी फज़) कि शुरु में या आखिर में प्यार और लगावट के दो लफ़्ज़ लिख दिये जाते हैं। वाकई नहीं तो झूटों ही सही। मगर लिखना ज़रूर चाहिए।

तुम्हारा बन्दए-बेदाम यानी जहेज़ में मिला हुआ गुलाम

मुन्ने के अब्बा — बकलम खुद

सरताजे-मन सलामत। मुन्ने के अब्बा को बंदी मुन्ने की अम्माँ का सलाम वगैरह पहुँचकर और प्यार मोहब्बत की दो चार बातों के बाद मालूम हो कि आपका बेसरो-पा ख़त बंदी को पहुँचा। कुछ बात पल्ले पड़ी और कुछ बात अम्माँ जान से पूछकर समझूँगी। यहाँ हम लोग बाज़ार भाव के हिसाब से राज़ी खुशी रहकर समझते हैं कि आप भी ज़रूर उसी हिसाब से राज़ी खुशी होंगे। यूँ भी बाल-बच्चों की ख़िदमत करने वालों को ग़ैब की

گے۔ یوں بھی ہال بچوں کی خدمت کرنے والوں کو غیب کی طرف سے ہر حال میں راضی خوشی رکھا جاتا ہے۔ میں نے کل ہی یہ بات مولوی صاحب کو تقریر میں کہتے سنی ہے۔ لگے ہاتھوں مولوی صاحب نے ایک اور بات یہ کہہ دی تھی کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہوتی ہے۔ مگر مرد کی ماں چونکہ عورت کی ساس بھی ہوتی ہے اس لیے ساس والی بہوؤں کے کبچے پر سانپ لوٹ گیا اور وہ آپس میں کھسک کھسک کرنے لگیں کہ ماں کے قدموں تلے جنت تو ضرور ہوتی ہے لیکن مرد کی ماں کے قدموں تلے نہیں بلکہ عورت کی، یعنی میری ماں کے قدموں تلے۔ آپ کی ماں کے بارے میں مجھے کچھ نہیں کہنا ہے، کیوں کہ وہ بے چاری تو سسرال میں میرے ”واک ان“ کرنے سے پہلے ہی دنیا سے ”واک آؤٹ“ کر چکی تھیں، جس کی وجہ سے محلے کی بہوئیں میری قسمت پر رشک کرتی ہیں۔ یہ میں کیسے کہوں کہ مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے۔ مولوی صاحب بہت تیز آدمی تھے۔ عورتوں کی سرگوشیوں کا مطلب بھانپ کر فوراً اپنی بات میں ایک ٹکڑا لگایا کہ اے نیک بیبیو، ناراض کیوں ہوتی ہو۔ اللہ نے ایک فضیلت بہو یعنی بیوی کو بھی دے رکھی ہے۔ مرد کے لیے اگر ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو بیوی کی زلفوں کی چھاؤں میں بھی چھوٹی جنت ہے۔ تو مئے کے لباً، یہ بات مجھے یوں یاد آگئی ہے کہ ادھر کچھ دنوں سے میرے بال گرنے لگے ہیں۔ اور مجھے کسی بھی قیمت پر یہ گوارا نہیں کہ آپ اپنی جنت سے محروم ہو جائیں۔ اس لیے آپ بندی کے لیے کوئی ایسا مجرب تیل ڈھونڈ کر بیجیے کہ گھنی زلفوں کی گھنی چھاؤں میں آپ کی چھوٹی جنت سدائنی رہے۔

دیگر احوال یہ ہیں کہ میں نے جو اُس دن جھٹ پٹ والا خط ڈاک میں ڈالا تھا اس میں بہت ضروری دو باتیں رہ گئیں تھیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اپنی زبان جتنی صبراً رفتار ہے اپنا قلم اتنا ہی کوڑھی ہے۔ صبح لکھنا شروع کیا تو شام کو ختم ہوا۔ اگر سچ میں خلل پڑتا رہے تو کبھی ایک خط میں دو دن بھی لگ جاتے ہیں۔ پھر بھی پوری بات لکھ نہیں پاتی۔ قلم کی سست رفتاری کی وجہ سے ایک ایک لفظ کو مسواک کی طرح چبانا پڑتا ہے۔ لفظوں کے چپے کرتے کرتے الگ جان جاتی ہے۔ خط اتنا پرائیویٹ ہوتا ہے کہ نہ کسی غیر سے لکھا سکتی ہوں اور نہ کچھ پوچھ سکتی ہوں۔ اُس دن تو ایسا ہوا کہ خط لکھتے لکھتے اچانک یاد

तरफ से हर हाल में राजी-खुशी रखा जाता है। मैंने कल ही यह बात मोलवी साहब को तकरीर में कहते सुनी है। लगे हाथों मोलवी साहब ने एक और बात यह कह दी कि माँ के कदमों तले जन्मत होती है। मगर मर्द की माँ चूँकि औरत की सास भी होती है इसलिए सास वाली बहुओं के कलेजे पर सौंप लोट गया और वह आपस में खुसर-फुसर करने लगी कि माँ के कदमों तले जन्मत तो ज़रूर होती है लेकिन मर्द की माँ के कदमों तले नहीं बल्कि औरत के यानी मेरी माँ के कदमों तले। आपकी माँ के बारे में मुझे कुछ नहीं कहना, क्योंकि वह बेजारी तो ससुराल में मेरे "वाक-इन" करने से पहले ही दुनिया से "वाक-आउट" कर चुकी थीं। जिसकी वजह से मोहल्ले की बहुएँ मेरी किस्मत पर रशक करती हैं। यह मैं कैसे कहूँ कि मुझे अपनी किस्मत पर नाज़ है। मोलवी साहब बहुत तेज़ आदमी थे। औरतों की सरगोशियों का मतलब भौंपकर फौरन अपनी बात में एक टुकड़ा लगाया कि ऐ नेक बीवियों, नाराज़ क्यों होती हो। अल्लाह ने एक फज़ीलत बहु यानी बीवी को भी दे रखी है। मर्द के लिए अगर माँ के कदमों तले जन्मत है तो बीवी की जुल्फों की छांव में भी छोटी जन्मत है — तो मुन्ने के अब्बा, यह बात मुझे यूँ याद आ गई कि इधर कुछ दिनों से मेरे बाल गिरने लगे हैं। और मुझे किसी भी कीमत पर यह गवारा नहीं कि आप अपनी जन्मत से महरुम हो जायें। इसलिए आप कोई ऐसा मुजरब तेल ढूँढ़कर भेजिये कि घनी जुल्फों की घनी छांव में आपकी छोटी जन्मत सदा बनी रहे।

दीगर अहवाल यह हैं कि मैंने उस दिन झटपट वाला खत डाक में डाला था उसमें बहुत ज़रूरी दो बातें रह गई थीं। आप तो जानते ही हैं कि अपनी ज़बान जितनी सबा रफ़्तार है अपना कलम उतना ही कोढ़ी है। सुबह लिखना शुरु किया तो शाम को ख़त्म हुआ। अगर बीच-बीच में ख़लल पड़ता रहे तो कभी एक ख़त में दो दिन भी लग जाते हैं। फिर भी पूरी बात लिख नहीं पाती। कलम की सुस्त रफ़्तारी की वजह से एक एक लफ़्ज़ को मिस्वाक की तरह चबाना पड़ता है। लफ़्ज़ों के हिज्जे करते करते अलग जान जाती है। ख़त इतना प्राइवेट होता है कि न किसी ग़ैर से लिखवा सकती हूँ और न कुछ पूछ सकती हूँ। उस दिन तो ऐसा हुआ कि ख़त लिखते-लिखते अचानक याद आया कि पड़ोसन को एक उलाहना देना है

آیا کہ پڑوسن کو ایک الہنا دینا ہے جو کئی دن گزر جانے سے پُرانا پڑتا جا رہا ہے — جب الہنا دینے گئی تو وہ کم بخت الجھ پڑی۔ پھر تو ایرجنسی ہو گئی۔ اب میں خط کو دیکھتی یا اپنی ناک دیکھتی۔ پڑوسن نے ہار تو مان لی مگر مجھے تھکا کر۔ اس لیے جتنا لکھ پائی اتنا ہی ڈاک میں ڈال دیا اور دل کی بات دل ہی میں رہ گئی۔ سو آج لکھ رہی ہوں — خط تو اُدھورا گیا مگر بی پڑوسن کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آ گیا ہوگا۔

ہاں تو دیگر احوال یہ ہیں کہ اب جو آپ مہینے کا منی آرڈر بھیجیں تو اس میں مہنگائی کا نیا بہتہ شامل کرنا نہ بھولیں، کیونکہ مہنگائی خاموشی کے ساتھ روز بروز اس طرح بڑھ رہی ہے جیسے موٹرے ہوئے سر کے بال بڑھا کرتے ہیں۔ پچھلے سال تک جو چیزیں ہمارے دسترخوان پر ہوا کرتی تھیں آج اُن کو بس دوکان پر دیکھ کر صبر کر لینا پڑتا ہے۔ اب تو کم سے کم اور خراب سے خراب پر بھی حساب بٹھانے سے پورا نہیں پڑ رہا ہے۔ ان دنوں کسی ”امریکہ صاحب“ کا بڑا نام سننے میں آ رہا ہے — آپ دہلی شہر میں رہ کر بھی ایسے ایسے نئی داتاؤں سے ملاقات نہیں کرتے — اس سے ملاقات کر کے کسی دن اپنے ہاں دعوت پر بلائیے نا۔ ایسا پکا کر کھلاؤں گی کہ ہونٹ چاٹنا جائے گا اور نمک کھالے گا تو پھر نمک کا حق بھی وہ صاحب ضرور ادا کرے گا۔ سنتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بڑے پیسے دیتا ہے۔ جو بھی سامنے پڑ جاتا ہے اس کی جھولی بھر دیتا ہے — گیہوں وغیرہ بھی دیتا ہے۔ آخر آپ بھی تو بال بچے دار ٹھہرے۔ پھر کیوں غفلت میں پڑے ہیں؟ جان پہچان بڑھا کر امریکہ صاحب اور اس کی میم صاحب کو گھر لائیے۔ امریکہ صاحب سے آپ کا کام بنے یا نہ بنے مگر اس کی بیوی کی خوب خاطر تواضع کر کے شیشے میں اتارنے کا میرا ذمہ۔ شاید آپ اپنے خط میں اسی امریکہ صاحب کا ذکر کیا ہے۔

دیگر گزارش یہ ہے کہ (کان میں کہنے کی بات) گھر کا خرچ پھر بڑھنے والا ہے آپ بچے کے لیے بہت کہتے تھے کہ گھر میں کوئی چھوٹا بچہ ہوتا تو کھیل کود میں بچہ کتنی بہلتا رہتا۔ کسی اچھی ہی سماعت میں یہ بات آپ کے منہ سے نکلی ہوگی۔ اللہ نے سن لی ہے اور اب گھر میں پانچویں خوشی ہونے والی ہے۔ پھر تو بچہ اکیلی نہیں رہے گی۔ ایک اور بات راز کی آپ کو بتاؤں۔ ابھی یاد آ گئی ہے، کہیں آگے چل کر بھول نہ جاؤں۔ کچھ

जो कई दिन गुजर जाने से पुराना पड़ता जा रहा है — जब उलाहना देने गई तो वह कमबख्त उलझ पड़ी। फिर तो इमरजेंसी हो गई। अब मैं खत को देखती या अपनी नाक देखती। पड़ोसन ने हार तो मान ली मगर मुझे थकाकर। इसलिए जितना लिख पाई उतना ही डाक में डाल दिया और दिल की बात दिल ही में रह गई। सो आज लिख रही हूँ — खत तो अधूरा गया मगर बी पड़ोसन को छटी का दूध याद आ गया होगा।

हाँ तो दीगर अहवाल यह है कि अब जो आप महीने का मनीआर्डर भेजें तो उसमें महंगाई का नया भत्ता शामिल करना न भूलें, क्योंकि महंगाई खामोशी के साथ रोज-बरोज इस तरह बढ़ रही है जैसे मूंडे हुए सर के बाल बढ़ा करते हैं पिछले साल तक जो चीजें हमारे दस्तरख्वान पर हुआ करती थीं आज उनको बस दूकान पर देखकर सब्र कर लेना पड़ता है। अब तो कम से कम और खराब से खराब पर भी हिसाब बिठाने से पूरा नहीं पड़ रहा है। इन दिनों किसी “अमेरिका साहब” का बड़ा नाम सुनने में आ रहा है — आप दिल्ली शहर में रह कर भी ऐसे ऐसे सखी दाताओं से मुलाकात नहीं करते — उससे मुलाकात करके किसी दिन अपने यहाँ दावत पर बुलाइये ना। ऐसा पका कर खिलाऊँगी कि हॉट चाटता जायेगा और नमक खा लेगा तो फिर नमक का हक भी वह साहब जरूर अदा करेगा। सुनते हैं कि वह लोगों को बड़े पैसे देता है। जो भी सामने पड़ जाता है उसकी झोली भर देता है — गेहूँ, वगैरह भी देता है। आखिर आप भी तो बाल-बच्चेदार ठहरे। फिर क्यों गफलत में पड़े हैं? जान पहचान बढ़ा कर अमेरिका साहब और उसकी मेम साहब को घर लाइये। अमेरिका साहब से आपका काम बने या न बने मगर उसकी बीवी की खूब खातिर-तवाजोह करके शीशे में उतारने का मेरा जिम्मा। शायद आप ने अपने खत में उसी अमेरिका बाबू का जिक्र किया है।

दीगर गुजारिश यह है कि (कान में कहने की बात) घर का खर्च फिर बढ़ने वाला है आप बब्बो के लिए बहुत कहते थे कि घर में कोई छोटा बच्चा होता तो खेल कूद में बब्बो का जी बहलता रहता। किसी अच्छी साअत में यह बात आपके मुँह से निकली होगी। अल्लाह ने सुन ली है और अब घर में पाँचवी खुशी होने वाली है। फिर तो बब्बो अकेली नहीं रहेगी। एक और बात राज़ की आपको बताऊँ। अभी याद आ गई है, कहीं आगे चलकर भूल न जाऊँ। कुछदिन हुए एक देसी मेम क्या-क्या आला-औजार

دن ہوئے ایک دیسی میم کیا کیا آلہ اوزار لیے گاؤں میں آئی تھی۔ جانتے ہیں کس لیے؟ قدرت کے کارخانے میں بلکہ قدرت کی اسجمل صنعت و حرفت میں دخل دینے کے لیے۔ کہنے لگی کہ بی بی جی تمہارے لیے یہ چار ہی بہت ہیں۔ اپنے پر، اپنے میاں پر اور اپنے بچوں پر رحم کر کے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھاؤ مگر میں نے اس کو ڈانٹ پٹکار کر بھگا دیا۔ گھوڑی کیا کیا الٹی سیدھی باتیں بتاتی تھی — اب کسی کسی دم خیال آتا ہے تو ٹھیک ہی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نہ کچھ سوچنا ہی پڑے گا۔ کیوں کہ بچوں کے پیٹ کے سائز کے ساتھ ان کے کپڑوں کے سائز بھی بڑھتے جا رہے ہیں۔ بچے اب چھوٹے برتنوں میں کھانا نہیں لیتے۔ درزی بھی ان کے لیے کپڑے اور سلائی دونوں زیادہ مانگنے لگے۔

معلوم ہوا ہے کہ آج کل پنڈت نہرو کی بیٹی اندرا دیوی جی دیٹی میں راج پاٹ چلا رہی ہیں۔ ایک افواہ یہ بھی سننے میں آئی ہے کہ ہم جیسوں کے لیے دیوی جی کے دل میں بڑی جگہ ہے۔ بڑی دیا لو ہیں۔ آپ سے تو کچھ ہو گا نہیں۔ آپ ان دیوی جی کا نشان پہ لکھ کر مجھے بھیج دیں۔ میں خود اپنی طرف سے ایک خاص خط ان کو لکھوں گی..... عورت چاہے عورت رہے یا میم بن جائے مگر اس کو گھر گرہستی سے تو واسطہ پڑتا ہی ہے۔ آخر ان کے گھر بھی تو نمک، تیل، دھنیا، لہسن، ادراک، مرچ وغیرہ آتی ہوگی اور وہ اپنے حال سے دوسروں کا حال سمجھنے کی کوشش ضرور کرتی ہوں گی۔ میں تو ان کی پر جا ٹھہری۔ اس لیے اپنے دل کا حال اور گھر گرہستی کا حال چال ان کو ضرور لکھوں گی۔

امان جان کو کہیں سے یہ بھٹک مل گئی ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے آپ کی تنخواہ میں اضافہ ہوا ہے۔ انھوں نے ہی ہدایت کی ہے کہ میاں کے خرچ اور آمدنی پر کڑی نظر رکھو۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ عورت کی زندگی میں امان کے مشورے کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا۔ میں تو اکثر تنہائی میں سوچا کرتی ہوں کہ اگر ساس صاحبہ مرحومہ گزر نہ گئی ہوتیں اور اپنی امان جان کا سایہ رحمت سر پر نہ ہوا ہوتا تو یہ گھوڑی زندگی کا لٹے نہ لٹتی۔ آپ خدا کا حکم ادا کیجئے کہ آپ کی خوشدامن زندہ ہیں جن کی شمع ہدایت سے آپ کی دنیا روشن ہے۔ اٹھا، اب زیادہ کیا لکھوں خط کے جواب میں دیر

लिए गाँव में आई थी। जानते हैं किस लिए? कुदरत के कारखाने में बल्कि कुदरत की स्पेशल सनअतो-हिरफत में दखल देने के लिए। कहने लगी की बीबी तुम्हारे लिए यह चार ही बहुत हैं। अपने पर, अपने मियाँ पर और अपने बच्चों पर रहम करके हमारी खिदमात से फायदा उठाओ मगर मैं, ने उसको डाँट फटकार कर भगा दिया। निगोड़ी क्या-क्या उल्टी सीधी बातें बताती थी - अब किसी-किसी दम खयाल आता है तो ठीक ही मालूम होता है कि कुछ न कुछ सोचना ही पड़ेगा। क्योंकि बच्चों के पेट के साइज के साथ उनके कपड़ों के साइज भी बढ़ते जा रहे हैं। बच्चे अब छोटे बर्तनों में खाना नहीं लेते। दर्जी भी उनके लिए कपड़े और सिलाई दोनों ज्यादा माँगने लगा है।

मालूम हुआ है कि आजकल पंडित नेहरु की बेटी इन्दिरा देवी जी दिल्ली में राज-पाट चला रही हैं। एक अफवाह यह भी सुनने में आई है कि हम जैसों के लिए देवी जी के दिल में बड़ी जगह है। बड़ी दयालू हैं। आपसे तो कुछ होगा नहीं। आप उन देवी जी का निशान पता लिखकर मुझे भेज दें। मैं खुद अपनी तरफ से एक खास खत उनको लिखूँगी..... औरत चाहे औरत रहे या मेम बन जाय मगर उसको घर गृहस्ती से तो वास्ता पड़ता ही है। आखिर उनके घर में भी तो नमक, तेल, धनिया, लहसन, अदरक, मिर्च वगैरह आती होगी और वह अपने हाल से दूसरों का हाल समझने की कोशिश जरूर करती होंगी। मैं तो उनकी परजा ठहरी। इसलिए अपने दिल का हाल और घर गृहस्ती का हाल-चाल उनको जरूर लिखूँगी।

अम्माँ जान को कहीं से यह मनक मिल गई है कि बढ़ती हुई महंगाई की वजह से आपकी तनख्वाह में इजाफा हुआ है। उन्होंने ही हिदायत दी है कि मियाँ के खर्च और आमदनी पर कड़ी नजर रखो। आप तो जानते ही हैं कि औरत की जिन्दगी में अम्माँ के मशवरे के बगैर पत्ता भी नहीं हिलता। मैं तो अक्सर तन्हाई में सोचा करती हूँ कि अगर सास साहिबा मरहूमा गुजर न गई होती और अपनी अम्माँ जान का सायए-रहमत सर पर न हुआ होता तो यह निगोड़ी जिन्दगी काटे न कटती। आप खुदा का शुक्र अदा कीजिये कि आप की खुशदामन जिन्दा हैं जिनकी शम्मे-हिदायत से आप की दुनिया रोशन है। अच्छा, अब ज्यादा क्या लिखूँ खत के जवाब में देर हो तो मनीआर्डर फौरन भेजें। या खुद रकम लेकर आ

ہو تو ہو مگر منی آرڈر فوراً بھیجیں۔ یا خود رقم لے کر آجائیں۔ تاکہ دیر نہ ہو۔
 آپ کی ہوتیوں کی خاک
 بندی مئے کی لہاں بقلم خود (آدھا بقلم مئے)

عالی جناب وزیر مالیات شری مہراجی دیسائی صاحب:
 بعد اداۓ آداب گزارش ہے کہ بہت ڈرتے ڈرتے ایک بات آپ کو لکھ رہا
 ہوں۔ خدا کے لیے میرا نام ظاہر نہ کیجیے گا۔ حکومت سے تو میں ڈرتا نہیں، کیونکہ میں ایک
 زبردست اپوزیشن لیڈر کا شاگرد بلکہ سجادہ نشین ہوں۔ خوف دراصل ان کا ہے جن سے
 بڑے بڑے بادشاہ بھی ڈرتے آئے ہیں۔ یہاں شاید آپ کا ذہن فوراً خدا کی طرف چلا
 جائے گا، حالانکہ میری مراد صرف بیوی عرف مئے کی لہاں سے ہے جس کا ذکر اس خط
 میں آگے چل کر آیا ہے۔ اگر اُس کو معلوم ہوگا کہ میں نے اُس کا نام لے کر آپ کو خط لکھا
 ہے تو وہ فوراً اپنی والدہ محترمہ سے رجوع کرے گی اور بیان صفائی دیتے دیتے میری جان پر
 بن آئے گی۔

آپ اس بات پر یقیناً حیران ہوں گے کہ ہندوستانی کرنسی کی قیمت میں ۳۶
 فی صد کی کمی کا جو سنسنی خیز اعلان ڈیڑھ سال پہلے ہوا تھا وہ مئے کی لہاں کے کانوں تک اب
 پہنچ سکا ہے۔ میں نے آپ لوگوں کی عزت کا خیال کرتے ہوئے اب تک اس خبر کو اپنی
 وائف سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی مگر کسی دشمن نے بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ ہوا یوں کہ کچھ
 دنوں پہلے تنخواہ لے کر میں مئے کی لہاں کی خدمت میں حاضر ہوا جو یہاں سے سیکڑوں میل
 دور ایک پس ماندہ گاؤں میں اپنے گرجستانہ جاہ و جلال کے ساتھ فروکش ہے۔ ضابطہ اور
 دستور کے مطابق تنخواہ کا بندلفانی ہنسی خوشی بیوی کے ہاتھ میں تھا کہ داد طلب نظروں سے
 دیکھنے لگا۔ داد طلب نظروں سے دیکھنے کا بیک گراؤ نڈیہ ہے کہ ایک بار بیوی سے کسی بات
 پر بک بک جھک جھک ہو گئی تو اس نے مجھے یوں چیلنج کر دیا ”آپ کرتے ہی کیا ہیں،
 صرف کماتے ہی تو ہیں۔ ورنہ باقی سب کچھ تو مجھے ہی کرنا پڑتا ہے“ اس کے جواب میں

जायें। ताकि देर न हो।

आपकी जूतियों की खाक

बन्दी मुन्ने की अम्मा बकलम खुद (आधा बकलम मुन्ने)

आली जनाब वजीरे-मालियात श्री मुरारजी देसाई साहब:

बाद अदाये आदाब गुज़ारिश है कि बहुत डरते-डरते एक बात आपको लिख रहा हूँ। खुदा के लिए मेरा नाम जाहिर न कीजियेगा। हुकूमत से तो मैं डरता नहीं, क्योंकि मैं एक ज़बर्दस्त अपोजीशन लीडर का शागिर्द बल्कि सज्जादा-नशीन हूँ। ख़ौफ़ दरअसल उनका है जिनसे बड़े-बड़े बादशाह भी डरते आये हैं। यहाँ शायद आपका ज़ेहन फ़ौरन खुदा की तरफ़ चला जायगा, हालाँकि मेरी मुराद सिर्फ़ बीवी उर्फ़ मुन्ने की अम्मा से है जिसका ज़िक्र इस ख़त में आगे चलकर आया है। अगर उसको मालूम होगा कि मैंने उसका नाम लेकर आपको ख़त लिखा है तो वह फ़ौरन अपनी वालदा मोहतरमा से रूजूअ करेगी और बयाने-सफ़ाई देते देते मेरी जान पर बन आयेगी।

आप इस बात पर यकीनन हैरान होंगे कि हिन्दुस्तानी करेंसी की कीमत में 36 फीसद की कमी का जो सनसनी-खेज़ एलान डेढ़ साल पहले हुआ था वह मुन्ने की अम्मा के कानों तक अब पहुँच सका है। मैंने आप लोगों की इज़्ज़त का खयाल करते हुए अब तक इस ख़बर को अपनी वाईफ़ से पोशीदा रखने की कोशिश की मगर किसी दुश्मन ने भाण्डा फोड़ दिया है। हुआ यूँ कि कुछ दिनों पहले तनख्वाह लेकर मैं मुन्ने की अम्मा की ख़िदमत में हाज़िर हुआ जो यहाँ से सैंकड़ों मील दूर एक पसमान्दा गाँव में अपने गृहस्ताना जाहो-जलाल के साथ फ़रोक़श है। जाबते और दस्तूर के मुताबिक़ तनख्वाह का बंद लिफ़ाफ़ा हंसी खुशी बीवी के हाथ में थमाकर दाद-तलब नज़रों से देखने लगा। दाद-तलब नज़रों से देखने का बैकग्राउंड यह है कि एक बार बीवी से किसी बात पर बक-बक, झक-झक हो गई तो उसने मुझे यूँ चैलेंज कर दिया "आप करते ही क्या हैं, सिर्फ़ कमाते ही तो हैं। वरना बाकी सब कुछ तो मुझे ही करना पड़ता है" इसके जवाब में मैंने निहायत इज्ज़ो-इन्केसार के साथ वाईफ़ को यह ऑफ़र दिया

میں نے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ وائف کو یہ آفر دیا ”اگر کمانا اتنا ہی آسان کام ہے تو آؤ اڈل بدل کر لیں۔ تم کما کر لایا کرو۔ باقی سب کچھ میں کر لیا کروں گا“ اس کھلے آفر پر وائف کی ساری ہیکڑی دھری رہ گئی اور وہ بھیگی جلی بن کر دم ہلانے لگی۔ تب سے مہینہ میں ایک بار تو بیوی کی نگاہ کو میرے سامنے جھکنا ہی پڑتا ہے — یعنی تنخواہ کے دن مگر اس مرتبہ بیوی نے یہ جسارت دکھائی کہ تنخواہ کا لفافہ نظر جھکا کر نہیں بلکہ نظر ملا کر لیا اور خلاف معمول اس مرتبہ لفافہ سے نوٹ نکال کر اس نے موقعہ واردات پر ہی گنے۔ اور گننے کے فوراً بعد نوٹوں کو پھر لفافے میں بھر کر مجھے لوٹاتے ہوئے کہا ”میں تو یہ نہیں لیتی۔ پورا کر کے لائیے“ اور جب میں نے اس کو بتایا کی روپے پورے ہی ہیں تو وہ کہنے لگی ”میں نے اپنی آنکھوں سے ایک پُرانے اخبار میں دیکھا ہے کہ ڈیڑھ سال پہلے ہی روپیہ کی قیمت چھتیس روپیہ فی صد کم ہو گئی تھی۔ اس لیے آپ اس میں چھتیس تیا ایک سو آٹھ روپے لائیے اور پچھلا حساب بھی چکائیے۔ تب تو مجھ سے گھر چلے گا ورنہ سنبھالیے اپنا جبال.....“ تب مجھے احساس ہوا کہ ہندوستان کی عورت واقعی اس قدر بیدار ہو چکی ہے اب اس کو سنبھالنا مشکل ہے۔ اور حساب کتاب میں بھی اتنی طاق کہ جھٹ چھتیس تیا ایک سو آٹھ جوڑ کر رکھ دیا۔ ارٹھمیک کی اس زبردست مہارت کے بعد اب ہندوستانی عورت کو کون بے وقوف بنا سکتا ہے — خاص طور پر روپے پیسے کے معاملے میں۔ میں نے بڑے ادب سے اسے مخاطب کیا ”اے نیک بخت خاتون، آپ کی سمجھ میں کچھ پھیر ہوا ہے۔ آپ کو یہ روپے لندن یا واشنگٹن یا پیرس یا ماسکو جا کر نہیں خرچ کرنے ہیں۔ بلکہ اسی چہار دیواری میں ان کا بھگتان ہوتا ہے۔ آپ کے چچا وزیر خزانہ نے کہہ دیا ہے کہ پبلک کو گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ ریٹ صرف امریکہ، برطانیہ، روس وغیرہ سے لین دین کرنے کے لیے ہے۔ عام پبلک کے لیے ریٹ جوں کا توں ہے۔“ مگر میرے اس کہنے پر بیوی کی غیرت نے جوش مارا اور وہ تاؤ کھا کر کہنے لگی ”اے واہ، میں کیا موئے امیریکہ برطانیہ وغیرہ سے ہٹی ہوں۔ میں بھی وہی ریٹ لوں گی“ — موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے میں نے اس کو ڈی۔ آئی۔ آر وغیرہ کی دھمکی دے کر کچھ ٹھنڈا کیا۔ جب وہ اپنی اوقات کو پہچان کر کچھ قابو میں آئی تو دبے دبے تاؤ کے ساتھ بولی ”اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ میرے ساتھ

“अगर कमाना इतना ही आसान है तो आओ अदल-बदल कर लें। तुम कमाकर लाया करो। बाकी सब कुछ मैं कर लिया करूँगा” इस खुले ऑफर पर वाईफ की सारी हेकड़ी धरी रह गई और वह भीगी बिल्ली बनकर दुम हिलाने लगी। तब से महीने में एक बार तो बीवी की निगाह को मेरे सामने झुकना ही पड़ता है — यानी तनख्वाह के दिन मगर इस मर्तबा बीवी ने यह जसारत दिखाई कि तनख्वाह का लिफाफा नज़र झुकाकर नहीं बल्कि नज़र मिलाकर लिया और खिलाफे—मामूल इस मर्तबा लिफाफे से नोट निकालकर उनसे मौकए—वारदात पर ही गिने। और गिनने के फौरन बाद नोटों को फिर लिफाफे में भरकर मुझे लौटाते हुए कहा “मैं तो यह नहीं लेती। पूरा करके लाइये” और जब मैंने उसको बताया कि रुपसे पूरे ही हैं तो कहने लगी “मैंने अपनी आँखों से एक पुराने अखबार में देखा है कि डेढ़ साल पहले ही रुपये की कीमत छत्तीस रुपया फीसद कम हो गई है। इसलिए आप इसमें छत्तीस तिया एक सौ आठ रुपये लाइये और पिछला हिसाब भी चुकाइये। तब तो मुझसे घर चलेगा वरना संभालिये अपना जंजाल.....” तब मुझे एहसास हुआ कि हिन्दुस्तान की औरत वाकई इस कदर बेदार हो चुकी है अब इसको संभालना मुश्किल है। और हिसाब किताब में भी इतनी ताक कि झट छत्तीस तिया एक सौ आठ जोड़कर रख दिया। अर्थमेटिक की इस जबर्दस्त महारत के बाद अब हिन्दुस्तानी औरत को कौन बेवकूफ बना सकता है— खास तौर से रुपये पैसे के मामले में। मैंने बड़े अदब से उसे मुखातिब किया “ऐ नेकबख्त खातून, आप की समझ में कुछ फेर हुआ है। आपको यह रुपये लंदन या वाशिंगटन या पैरिस या मास्को जाकर नहीं खर्च करने हैं। बल्कि इसी चहारदीवारी में इनका भुगतान होना है। आपके चचा वजीरे—खजाना ने कह दिया है कि पब्लिक को घबराने की ज़रूरत नहीं यह रेट सिर्फ अमेरिका, बरतानिया, रूस वगैरह से लेन—देन करने के लिए है। आम पब्लिक के लिए रेट जूँ का तूँ है।” मगर मेरे इस कहने पर बीवी की गैरत ने जोश मारा और वह ताव खाकर कहने लगी “ऐ याह, मैं क्या मूए अमेरिका बरतानिया वगैरह से हटी हूँ। मैं भी वही रेट लूँगी”— मौके की नज़ाकत को देखते हुए मैंने उसको डी. आई. आर. वगैरह की धमकी देकर कुछ ठंडा किया। जब वह अपनी औकात को पहचान कर कुछ काबू में आई तो दबे-दबे ताव के साथ बोली “इस बात की क्या गारंटी है

کوئی دھوکا نہ ہوگا؟ اور اگر مہینہ لگنے سے پہلے ہی بجٹ فیل کر گیا تو کون پورا کرے گا؟“
مگر یہ تو قرارداد میں زبردست ترمیم کی تحریک تھی۔ اس لیے میں نے چھوٹے موٹے
گوزروں کے پاس بٹھکتے پھرنے کی بجائے گوزروں کے گوزو یعنی آپ سے ڈائریکٹ
رجوع کیا ہے۔ اب یا تو آپ میری وائف کو اپنی منطق سے قائل کیجیے یا مجھے پارٹ ٹائم
نوکری بھی دیجیے تاکہ کسر پوری ہو۔

کئی مہینے گزر چکے ہیں مگر بیوی تنخواہ قبول کرنے پر اب بھی آمادہ نہیں۔ اس
کی لہذاں جان نے بھی اس کو کچھ مٹی پڑھادی ہے۔ وہ اپنی پرانی اور نئی بنائی ساکھ پر ادھر
اُدھر سے قرض اُدھار کر کے کام چلا رہی ہے۔ گارنٹی کے بغیر بیوی اس پوائنٹ پر سمجھوتہ
کرنے پر آمادہ نہیں مگر اب قرض اُدھار کے دروازے بھی بند ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ
ہماری ایک ”پانچویں“ خوشی کا بجٹ بھی سر پر ہے جس کی فکر میں ندودی ڈبلا ہوا جا رہا ہے۔
اب تنگ آمد بہ جنگ آمد کے اصول پر عمل کرتے ہوئے وائف نے صاف

صاف عدم تعاون اور عدم اعتماد کا ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا ہے۔ پچھلے دنوں باتوں
باتوں میں وہ اتنی تیز اور گرم ہو گئی کہ نوبت شاید ایک قدم آگے تک بھی پہنچ جاتی۔ مگر وہ تو
خیر ہوئی کہ ایک پڑوس میں موقع پر فرشتہ رحمت بن کر فک پڑی اور اس نے سچ بچاؤ کرا کے
صورتِ حال پر کنٹرول کیا۔

اب تھک ہار کر میں اپنی تنخواہ کی ساری جمع شدہ رقم اس خط کے ساتھ منی
آرڈر سے آپ کی خدمت اقدس میں روانہ کر رہا ہوں۔ آپ مع رقم فوراً میرے
گھر سے رجوع کیجیے۔ میری گھر والی کو اپنی دلیلوں سے قائل کر کے میری عزت اور
جان بچائیے۔ اور میری گھر والی کو گارنٹی دیجیے کہ روپیہ کا بھاء گرنے سے گھر کے
بجٹ کا بھاء نہیں بڑھا ہے۔ اگر آپ اپنی علمی دلیلوں کو لیے ہوئے میرے عملی
معاملات میں مدد کرنے کو نہ پہنچے تو میں گھر بار اور ملازمت چھوڑ کر بال بچوں کو آپ
کے گھر کا راستہ بتا دوں گا اور خود پیراگی بن کر جنگل کا راستہ لوں گا۔ واضح رہے کہ
آپ جب میری وائف کو اپنے نکات وغیرہ سمجھانے تشریف لائیں تو ۳۶ فیصد والے
فرق کے حساب سے ڈیڑھ سال کی رقم جیب میں ڈالنا نہ بھولیں۔ کیوں کہ میری

कि मेरे साथ कोई धोका न होगा? और अगर महीना लगने से पहले ही बजट फेल हो गया तो कौन पूरा करेगा-?" मगर यह तो करारवाद में जबर्दस्त तरमीम की तहरीक थी। इसलिए मैंने छोटे-मोटे गुरुओं के पास भटकते फिरने के बजाय गुरुओं के गुरु यानी आपसे डाइरेक्ट रुजूअ किया है। अब या तो आप मेरी वाईफ को अपनी मन्तिक¹ से कायल कीजिये या मुझे पार्ट-टाईम नौकरी भी दीजिये ताकि कसर पूरी हो।

कई महीने गुजर चुके हैं मगर बीवी तनख्वाह कबूल करने पर अब भी आमादा नहीं। उसकी अम्मी जान ने भी उसको कुछ पट्टी पढ़ा दी है। वह अपनी पुरानी और बनी बनाई साख पर इधर उधर से कर्ज उधार करके काम चला रही है। गारंटी के बगैर बीवी इस प्वाइंट पर समझौता करने पर आमादा नहीं मगर अब कर्ज उधार के दरवाजे भी बंद हो रहे हैं। इसके अलावा हमारी एक "पाँचवीं" खुशी का बजट भी सर पर है जिसकी फिक्र में फिदवी दुबला हुआ जा रहा है।

अब तंग आमद² ब जंग आमद के उसूल पर अमल करते हुए वाईफ ने साफ-साफ अदम तअव्वन और अदम एतमाद का डंके की चोट एलान कर दिया है। पिछले दिनों बातों-बातों में वह इतनी तेज गर्म होगई कि नौबत शायद एक कदम आगे तक पहुँच जाती। मगर वह तो खैर हुई कि एक पड़ोसन ऐन मौके पर फरिशतए-रहमत बनकर टपक पड़ी और उसने बीच बचाव कराके सूरते-हाल पर कंट्रोल किया।

अब थक हार कर मैं अपनी तनख्वाह की सारी जमा शुदा रकम इस खत के साथ मनीआर्डर से आपकी खिदमतें-अक़दस में रवाना कर रहा हूँ। आप मय रकम फौरन मेरे घर से रुजूअ कीजिये। मेरी घर वाली को अपनी दलीलों से कायल करके मेरी इज्जत और जान बचाइये। और मेरी घर वाली को गारंटी दीजिये कि रुपया का भाव गिरने से घर के बजट का भाव नहीं बढ़ा है। अगर आप अपनी इल्मी दलीलों को लिये हुए मेरे अमली मामलात में मदद करने को न पहुँचे तो मैं घर-बार और मुलाजमत छोड़कर बाल-बच्चों को आपके घर का रास्ता बता दूँगा और खुद बैरागी बनकर जंगल का रास्ता लूँगा। वाजह रहे कि आप जब मेरी वाईफ को अपने नुकात वगैरह समझाने तशरीफ़ लायें तो 36 फीसद वाले फर्क के हिसाब से डेढ़ साल की रकम जब में डालना न भूलें। क्योंकि मेरी

1. तर्क शास्त्र 2. तंग आने पर लड़ाई के लिए आमादा होना

وائف کا پارہ آبِ خطرے کے نشان سے گزر چکا ہے۔

آپ کے ”ڈی ویلوپمنٹ“ وغیرہ کا مارا ہوا
عام آدمی عرفِ پبلک عرفِ منے کا بابا

دیوی اندر رانی کو بہن منے کی اماں کی طرف سے بہت بہت سلام و دعا پہنچے۔ بعد دعا، سلام کے عرض ہے کہ منے کے ابا سے آپ کا نشان پتہ پا کے بی پڑوسن کے خوش خط قلم سے یہ عرضی لکھوا رہی ہوں۔ کیوں کہ میں خود بہت بدخط ہوں۔ کچھ دن ہوئے بی پڑوسن عاقلہ بوا کا شہر جانا ہوا تھا۔ وہاں سے واپس آ کر انہوں نے بتایا تھا کہ ایک بہت بھاری دماغ والی عورت کو ہندوستان کی راج گدی پر بیٹھایا گیا ہے جس کا نام دیوی اندرا ہے۔ منے کے ابا ساری زندگی طعنہ دیتے رہے کہ اگر عورت ذات نہ ہوتی تو مرد کے لیے یہ دنیا ہی بہشت ہوتی، کیوں کہ عورت پیداؤشی ناقص العقل ہوتی ہے۔ مگر جس دن پہلی بار آپ کے راج پاٹ سنبھالنے کی خبر ملی اُس دن صبح سے شام تک منے کے ابا کی گردن میرے سامنے جھکی رہی۔ جب تیز بھوک لگنے پر انہوں نے گردن اٹھا کر میری طرف دیکھا تو میں نے فوراً کہا کہ دیکھو عورت کا مرتبہ آبِ جاؤ دتی میں دیوی اندرا کے اصطبل میں جھاڑو دیا کرتا۔

بچ پوچھو اندرا بہن تو میں کوڑھ نصیب پہلے تم کو نہیں جانتی تھی۔ وہ تو عاقلہ بی نے بتایا کہ تم پنڈت جواہر لال نہرو کی بیٹی ہو۔ میں تمہارے باپ کو خوب جانتی ہوں۔ ایک بار الیکشن کے زمانے میں ہمارے گاؤں آئے تھے تو میں نے بڑے شوق سے سروسوں کا ساگ پکا کر ملتے کی روٹی کے ساتھ اُن کو کھلایا تھا اور گھر کے لیے جو چنے کا بیج میل سٹو پوٹلی میں باندھ کر ساتھ کر دیا تھا گھر جا کر تم کو ضرور کھلایا ہوگا؟ کہو کچھ یاد آیا؟ سٹو میں گڑ کی مسالہ دار بھیلی بھی ڈال دی تھی۔ چلو نہ بھی یاد رہا ہو تو کیا ہوتا ہے۔ تم نے کھایا تو ہوگا ہی۔ کیوں کہ جس دانے پر جس کا نام لکھا ہوتا ہے وہ اُڑ کر اُس کے منہ میں جا پہنچتا ہے۔ دانے ہی پر کیا منحصر ہے، پھل اور انڈوں تک پر کھانے والوں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ اب یہی

वाईफ का पारा अब खतरे के निशान से गुजर चुका है।

आपके "डीवैलुएशन" वगैरह का मारा हुआ
आम आदमी उर्फ पब्लिक उर्फ मुन्ने का अब्बा

देवी इन्दिरा रानी को बहन मुन्ने की अम्मा की तरफ से बहुत बहुत सलामो—दुआ पहुँचे। बाद दुआ, सलाम के अर्ज है कि मुन्ने के अब्बा से आपका निशान पता पाके बी पड़ोसन के खुश—खत कलम से यह अर्जी लिखवा रही हूँ। क्योंकि मैं खुद बहुत बद—खत हूँ। कुछ दिन हुए बी पड़ोसन आकिला बुआ का शहर जाना हुआ था। वहाँ से वापस आकर उन्होंने बताया कि एक बहुत भारी दिमाग वाली औरत को हिन्दुस्तान की राज—गद्दी पर बिठाया गया है जिसका नाम देवी इन्दिरा है। मुन्ने के अब्बा सारी ज़िन्दगी ताना देते रहे कि अगर औरत जात न होती तो मर्द के लिए दुनिया ही बेहिशत होती, क्योंकि औरत पैदायशी नाकिसुल—अकल होती है। मगर जिस दिन पहली बार आपके राज—पाट संभालने की खबर मिली उस दिन सुबह से शाम तक मुन्ने के अब्बा की गर्दन मेरे सामने झुकी रही। जब तेज़ भूक लगने पर उन्होंने गर्दन उठाकर मेरी तरफ देखा तो मैंने फौरन कहा देख लो औरत का मर्तबा अब जाओ दिल्ली में देवी इन्दिरा के अस्तबल में झाड़ू दिया करना।

सच पूछो इन्दिरा बहन तो मैं कोढ़ नसीब पहले तुमको नहीं जानती थी। वह तो आकिला बी ने बताया कि तुम पंडित जवाहर लाल नेहरु की बेटी हो। मैं तुम्हारे बाप को खूब जानती हूँ। एक बार इलैक्शन के ज़माने में हमारे गाँव आये थे तो मैंने बड़े शौक से सरसों का साग पका कर मक्के की रोटी के साथ उनको खिलाया था और घर के लिए जौ चने का पचमेल सत्तू पोटली में बांधकर साथ कर दिया था घर जाकर तुमको ज़रूर खिलाया होगा? कहो कुछ याद आया? सत्तू में गुड़ की मसालेदार भेली भी डाल दी थी। चलो न भी याद रहा हो तो क्या होता है। तुमने खाया तो होगा ही। क्योंकि जिस दाने पर जिस खाने वाले का नाम लिखा होता है वह उड़कर उसके मुँह में जा पहुँचता है। दाने ही पर क्या मुनहसिर है, फल और अण्डों तक पर खाने वालों के नाम लिखे होते हैं। अब यही

دیکھ لو کہ بندی نے چار پانچ سال سے مرغیاں پال رکھی ہیں جو سال بھر میں سینکڑوں انڈے دیا کرتی ہیں۔ مگر نہ جانے ان انڈوں پر کہاں کے ایروں غیروں کے نام لکھے ہوتے ہیں جن کے پاس یہ ہمیشہ چلے جایا کرتے ہیں۔ سٹو اندرابی بی تم کو گھر کی ایک دم سے ایک پرائیویٹ بات بتاتی ہوں پڑوسنوں پر رعب ڈالنے کے لئے تو میں نے مشہور کر رکھا ہے کہ سارے انڈے میرے بچے خود کھاتے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ میں چپکے سے سارے انڈے بچہ دیا کرتی ہوں۔ کیوں کہ ان انڈوں پر ابھی تک میرے بچوں کے نام نہیں لکھے گئے ہیں۔ ایک دن منٹا پوچھنے لگا..... ”امی جان، انڈا کھانے میں کیسا لگتا ہے؟“ میں نے کہا.....؟ عزرہ تو مجھے بھی یاد نہیں رہا۔ اپنے ابا سے پوچھ لینا۔ شاید شہر میں وہ کھاتے ہوں۔“ اور جب منٹے نے اپنے ابا سے پوچھا تو جواب ملا ”آزادی کے بعد انڈا کھانے میں کیسا لگتا ہے یہ تو میں بھی نہیں بتا سکتا۔ شہر سے لوٹوں گا تو اپنے دفتر کے صاحب سے پوچھ کر آؤں گا“

اس کے بعد ہم میاں بیوی نے مل کر بچے کو تسلی دی کی جس دن مرغی تیرے نام کا انڈا دے گی اُس دن تجھے خود بخود انڈے کا ذائقہ معلوم ہو جائے گا۔ پھر ایک دن چھوٹی بچی پوچھنے لگی کہ دودھ پر بھلا کیسے نام لکھے ہو سکتے ہیں؟ بی پڑوسن عاقلہ بی نے اُس کو سمجھایا کہ نام دودھ پر نہیں بلکہ گائے بھینس پر لکھے ہوتے ہیں۔ اپنی بھینس پر بھی نہ جانے کس کس کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ ایک دن چھوٹا لڑکا باہر سے دوڑا دوڑا گھر آیا — کسی نے اس کو بتایا تھا کہ دودھ سے مکھن اور مکھن سے گھی نکلتا ہے۔ اب وہ بچہ جاننا چاہتا تھا کہ گھی کیا ہوتا ہے؟ مکھن کیسا ہوتا ہے۔؟ عاقلہ بی نے بچے سے وعدہ کیا کہ وہ کسی دن اُس کو شہر لے جا کر مکھن اور گھی دکھلا لائے گی۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ منٹا اپنے درخت سے ایک پھل توڑ کر کھا گیا جس پر اسکی خوب پٹائی ہوئی۔ منٹے نے رورو کر کہا کہ جس چیز پر جس کا نام ہوتا ہے وہ اس کے حصے میں آجاتی ہے تب اس کو سمجھایا گیا کہ بیٹے، ہم لوگوں کے نام صرف درخت پر لکھے ہیں پھلوں پر نہیں۔

ہاں تو دیوی جی، میں تو بھول ہی گئی کہ عرضی میں کیا لکھوانا ہے۔ یہ تو بات نکل آئی ہے۔ کوئی ایک بات ہو تو عرضی میں لکھواؤں۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ میں پہلے

देख लो कि बंदी ने चार-पाँच साल से मुर्गियाँ पाल रखी हैं जो साल भर में सैंकड़ों अण्डे दिया करती हैं। मगर न जाने उन अण्डों पर कहीं के ऐरों-गैरों के नाम लिखे होते हैं जिनके पास यह हमेशा चले जाया करते हैं। सुनो इन्दिरा बीबी तुमको घर की एक दम से एक प्राइवेट बात बताती हूँ पड़ोसनों पर रोब डालने के लिए तो मैंने मशहूर कर रखा है कि सारे अण्डे मेरे बच्चे खुद खाते हैं। लेकिन सच यह है कि मैं चुपके से सारे अण्डे बेच दिया करती हूँ। क्योंकि इन अण्डों पर अभी तक मेरे बच्चों के नाम नहीं लिखे गये हैं। एक दिन मुन्ना पूछने लगा..... "अम्मी जान, अण्डा खाने में कैसा लगता है?" मैं ने कहा.....? मजा तो मुझे भी याद नहीं रहा। अपने अब्बा से पूछ लेना। शायद शहर में वह खाते हों।" और जब मुन्ने ने अपने अब्बा से पूछा तो जवाब मिला "आजादी के बाद अण्डा खाने में कैसा लगता है यह तो मैं भी नहीं बता सकता। शहर से लौटूँगा तो अपने दफ्तर के साहब से पूछकर आऊँगा।"

इसके बाद हम मियाँ बीबी ने मिलकर बच्चे को तसल्ली दी कि जिस दिन मुर्गी तेरे नाम का अण्डा देगी उस दिन तुझे खुद बखुद अण्डे का जायका मालूम हो जायगा। फिर एक दिन छोटी बच्ची पूछने लगी कि दूध पर भला कैसे नाम लिखा हो सकते हैं? बी पड़ोसन आकिला बी ने उसको समझाया कि नाम दूध पर नहीं बल्कि गाय भैंस पर लिखे होते हैं। अपनी भैंस पर भी न जाने किस-किस के नाम लिखे हुए हैं। एक दिन छोटा लड़का बाहर से दौड़ा दौड़ा घर आया— किसी ने उसको बताया था कि दूध से मखखन और मखखन से घी निकलता है। अब वह बच्चा जानना चाहता था कि घी क्या होता है? मखखन कैसा होता है? आकिला बी ने बच्चे से वादा किया कि वह किसी दिन उसको शहर ले जाकर मखखन और घी दिखला लायेगी। फिर एक दिन ऐसा हुआ कि मुन्ना अपने दरख्त से एक फल तोड़कर खा गया जिस पर उसकी ख़ूब पिटाई हुई। मुन्ने ने रो-रो कर कहा कि जिस चीज़ पर जिसका नाम होता है वह उसके हिरसे में आ जाती है तब उसको समझाया गया कि बेटे, हम लोगों के नाम सिर्फ दरख्त पर लिखे हैं फलों पर नहीं।

हाँ तो देवी जी, मैं तो भूल ही गई कि अर्जी में क्या लिखवाना है। यह तो बात निकल आई है। कोई एक बात हो तो अर्जी में लिखवाऊँ। एक ज़रूरी बात यह है कि मैं पहले हर साल मेहतरानी को एक नया जोड़ा

ہر سال مہترانی کو ایک نیا جوڑا دیا کرتی تھی۔ مگر دو سال سے اس میں تانہ چل رہا تھا۔ اس بار جب مہترانی کا تقاضہ سخت ہو گیا تو میں نے دل پر جبر کر کے اپنی صرف ایک بار کی پہنی ہوئی ساڑی مہترانی کو پیش کر دی۔ مہترانی نے ہونٹ بچکا کر کپڑا میری طرف پھینکے ہوئے کہا ”بی بی جی، اگر ضرورت ہو تو ایسی دو چار ساڑیاں میں ہی لا کر دے دوں“ معلوم نہیں دیوی جی کی بڑی سمجھ میں ہم چھوٹے آدمیوں کی چھوٹی باتیں آتی بھی ہیں یا نہیں۔ ہمارے ہاں تو یہی سب باتیں ہیں۔ ہم رعایا لوگ راج پاٹ کی باتیں کہاں سے لائیں۔

مُنے کے ابا کی عمر جوں جوں بڑھتی جاتی ہے آمدنی گھٹتی جاتی ہے۔ بچوں کی تعداد کے علاوہ ہر چیز کم ہوتی جا رہی ہے۔ خط میں کیا کیا لکھوں اور کہاں تک لکھوں۔ کبھی ہمارے گھر آ کر ساگ ستو کھاؤ تو بیٹھ کے باتیں ہوں۔ یا پھر اس خط کا جواب دو تو آگے کا حال لکھوں۔ جوابی پوسٹ کارڈ لفافے کے اندر ڈال رہی ہوں۔

اور ہاں اصل بات تو لکھی ہی نہیں۔ ہمارے گھر تھوڑے ہی دنوں بعد پانچویں خوشی ہونے والی ہے۔ دُعا کرنا کہ یہی آخری خوشی بھی ہو۔ کیوں کہ اُب بار بار کی خوشیوں سے ناک میں دم ہے۔ اور ہاں ذرا کہہ سُن کر مُنے کے ابا کی کچھ تنخواہ تو بڑھو دو۔ جب سے روپیہ کوڑیوں کے مول ہوا ہے تب سے چیزیں اور بھی آگ کے مول بک رہی ہیں۔ آخر تم بھی تو کبھی کبھی سودا سلف کرنے بازار جاتی ہی ہو گی۔؟

تمہاری بلائیں لینے والی ستو خور بہن
مُنے کی لہاں کیر آف مُنے کے ابا۔ بقلم پڑوسن

• • • • •

दिया करती थी। मगर दो साल से उसमें नागा चल रहा था। इस बार मेहतरानी का तकाजा सख्त हो गया तो मैंने दिल पर ज़ब्र करके अपनी सिर्फ एक बार की पहनी हुई साड़ी मेहतरानीको पेश कर दी— मेहतरानी ने हॉट बिचका कर कपड़ा मेरी तरफ फेंकते हुए कहा "बीबी जी, अगर ज़रूरत हो तो ऐसी दो-चार साड़ियों मैं ही लाकर दे दूँ"— मालूम नहीं देवी जी की बड़ी समझ में हम छोटे आदमियों की छोटी बातें आती भी हैं या नहीं। हमारे हाँ तो यही सब बातें हैं। हम रियाया लोग राज-पाट की बातें कहाँ से लायें।

मुन्ने के अब्बा की उम्र जूँ-जूँ बढ़ती जाती है आमदनी घटती जाती है। बच्चों की तादात के अलावा हर चीज़ कम होती जा रही है। ख़त में क्या-क्या लिखूँ और कहाँ तक लिखूँ। कभी हमारे घर आकर साग सत्तू खाओ तो बैठ के बातें हों। या फिर ख़त का जवाब दो तो आगे का हाल लिखूँ। जवाबी पोस्टकार्ड लिफाफे के अन्दर डाल रही हूँ।

और हाँ असल बात तो लिखी ही नहीं। हमारे घर थोड़े ही दिनों बाद पाँचवीं खुशी होने वाली है। दुआ करना कि यही आखरी खुशी भी हो। क्योंकि अब बार-बार की खुशियों से नाक में दम है। और हाँ ज़रा कह-सुन कर मुन्ने के अब्बा की कुछ तनख्वाह तो बढ़वा दो। जब से रुपया कौड़ियों के मोल हुआ है तब से चीज़ें और भी आग के मोल बिक रही हैं। आखिर तुम भी तो कभी-कभी सौदा सुलुफ़ करने बाज़ार जाती ही होगी?

तुम्हारी बलायें लेने वाली सत्तू-ख़ोर बहन

मुन्ने की अम्माँ

केंयर ऑफ़ मुन्ने के अब्बा। बकलम पड़ोसन।

• • • •

چکر

جمیل مظہری کا ایک مشہور شعر ہے جس کی نگری تو انائی یا زرتینی پر شک و شبہ
حمایت ہے۔ موصوف کہتے ہیں:—

بقدر پیمانہ تخیل سرور ہر دل میں ہے خودی کا
اگر نہ ہو یہ فریب پیہم تو دم نکل جائے آدمی کا

”خودی“ میں وضاحت کر دوں، حکیم مشرق کی وہ تلوار کی دھار نہیں کہ خدا
خود بندے سے اس کی رضا دریافت کرے — یہاں شاعر کے سامنے ایک چلتی پھرتی
صداقت آئی۔ اس صداقت کو اس نے محسوس کیا اور اپنی قلم کاری سے اسے شعری حسن و
جمال عطا کر دیا — فارسی کا یہ مقولہ آپ نے سنا ہوگا، ہر کس بہ خیال خویش خبطے دارد!
بس، بات کی جز اتنی سی ہے۔ اقبال نے اتنی سی بات کا خواہ مخواہ ایک پہاڑ کھڑا کر دیا۔
اس خودی یا خبط کے لیے میں عوامی لفظ ”چکر“ استعمال کروں گا کہ ترسیل کا مسئلہ ان دنوں
سنگین ہے اور جمہور کا مزاج بے باک۔ — لفظ ”چکر“ حرکی قوت سے بھرپور ہے۔
اس میں جو بلاغت ہے، آپ غور فرمائیں۔ جمیل مظہری کی ’سرور خودی‘ یا اقبال کی

चक्कर

जमील मजहरी का एक मशहूर शेर है जिस की फिकरी तवानाई या ज़रीनी पर शको-शुबहा हिमाकत है। मौसूफ कहते हैं -

बकद्रे-पैमानाये-तखय्युल सुरूर हर दिल में है खुदी का
अगर न हो यह फरेबे-पैहम तो दम निकल जाये आदमी का

“खुदी” मैं वज़ाहत कर दूँ, हकीमे-मशरिक की यह तलवार की धार नहीं कि खुदा खुद बन्दे से उसकी रज़ा दरयाफ्त करे - यहाँ शायर के सामने एक चलती फिरती सदाकत आई। इस सदाकत को उसने महसूस किया और अपनी कलमकारी से उसे शरी हुस्नो-जमाल अता कर दिया - फारसी का यह मकूला आपने सुना होगा, हर कस ब-खयाले खेश खबते दारद¹! बस बात की जड़ इतनी सी है। इकबाल ने इतनी सी बात का ख्वाहमख्वाह एक पहाड़ खड़ा कर दिया। इस खुदी या खबत के लिए मैं अवामी लफ़्ज़ “चक्कर” इस्तेमाल करूँगा कि तरसील का मसला इन दिनों संगीन है और जमहूर का मिजाज बेबाक - लफ़्ज़ “चक्कर” हरकी कूव्वत से भरपूर है। इसमें जो बलागत है, आप गौर फरमायें। जमील मजहरी की ‘सुरूरे-खुदी’ या इकबाल की ‘रमूजे-खुदी’ में यह हरकी कूव्वत कलअदम है

1. हर व्यक्ति अपने खयाल में दीवाना है।

’رموز خودی‘ میں یہ حرکی قوت کا عدم ہے۔

یہ چکر مرزا غالب کے یہاں گردش کی شکل اختیار کر لیتا ہے وہ کہتے ہیں:۔

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرا ئیں کیا

اور گردشِ مدام کے خیال سے مرزا غالب کا دل مثل پیالہ وساغر گردش بھی کرنے لگتا ہے۔
جل کر کہتے ہیں۔

کیوں گردشِ مدام سے گھبرانہ جائے دل

انسان ہوں پیالہ وساغر نہیں ہوں میں

حالاں کہ گردش سے آزر دگی بیکاری بات ہے۔ گردش ایک مسئلہ صداقت ہے۔ من کی دنیا میں ڈوب کر دیکھیے تو یہ قدرت کا معنی جلوہ نظر آتی ہے — کیفیت گردش چشم ہو یا منظر گردش جام۔ یا عصری تقاضوں کے بموجب، گردش اجناس مخالف۔ آپ اتفاق کریں گے، یہ نقش جادواں، پیہم رواں، ہر دم جواں ہے زندگی کے جلوے ہیں۔ ان گردشِ مناظر میں وہ قوت ہوتی ہے جس سے بوڑھے جوان اور جوان، جاے سے باہر ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ خط یا خودی کا نہیں، صرف چکر کا ہے۔ چکر جس سے کسی فرد و بشر کو مفر نہیں۔ زندگی کے کسی شعبے میں جھانکیے۔ کسی نامور کی سیرت کو کھنگالیے۔ اُس بلند و بصیر انسان کو آپ کسی بڑے چکر میں یقیناً مبتلا پائیں گے۔ مزا جا اور عملاً، کبھی وہ از خود چکر میں مبتلا ہوگا اور کبھی گرفتہ غیر نظر آئے گا۔ درمیانی مال کی بات نہیں کرتا چونکہ دیکھ لیا، دل شاد کیا، خوش وقت ہوئے اور چل نکلے قسم کے سالکین ہیں — اُن فرزانوں کو دیکھیے جو پست و بسیار پست اور بلند و بسیار بلند قسم کا دل و دماغ رکھتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ اُن فرزانوں نے، جو نادانوں کی نظر میں دیوانے ہیں، خود تاحیات چکر کھایا اور بعد وفات اُن پس ماندگان کو چکر کھلایا جو ان سے وابستہ مگر ان کی فرزاگی سے بے تعلق رہے۔ آپ کے نصیب و ناموس سے میں واقف نہیں۔ لیکن، چکر کی ابتلا سے اگر واقعی محفوظ ہیں تو اسے اچھی علامت نہ سمجھیے۔ میری بات سمجھ میں نہ آئے تو اقبال کی نظم ”ابلیس و جبریل“ کا

यह चक्कर मिर्जा गालिब के यहाँ गर्दिश की शक्ल अख्तियार कर लेता है वह कहते हैं -

रात दिन गर्दिश में हैं सात आसमों

हो रहे गा कुछ न कुछ घबरायें क्या

और गर्दिशे-मदाम के खयाल से मिर्जा गालिब का दिल मिस्ले पियालओ-सागर भी गर्दिश करने लगता है। जल कर कहते हैं -

क्यूँ गर्दिशे-मदाम से घबरा न जाये दिल

इन्सान हूँ पियालओ-सागर नहीं हूँ मैं

हालाँकि गर्दिश से आजुरदगी बेकार सी बात है। गर्दिश एक मोसल्लमा सदाकत है। मन की दुनिया में डूब कर देखिये तो यह कुदरत का ऐनी जलवा नज़र आती है - कैफीयते-गर्दिशे-चश्म हो या मंज़र गर्दिशे-जाम। या असरी जकाजों के बमोजिब, गर्दिशे अजनास मुखालिफ़। आप इत्तिफ़ाक करेंगे, ये नक्शे-जाविदों, पैहम रवों, हरदम जवों है जिंदगी के जलवे हैं। इन गर्दिशी मनाज़िर में वह कूव्वत होती है जिस से बूढ़े जवान और जवान, जामे से बाहर हो जाते हैं।

मसला खाब्त या खुदी का नहीं, सिर्फ़ चक्कर का है। चक्कर जिससे किसी फ़र्दों-बशर को मफ़र नहीं। जिन्दगी के किसी शोबे में झांकिये। किसी नामवर की सीरत को खंगालिए। उस बुलन्दो-बसीर इन्सान को आप किसी बड़े चक्कर में यकीनन मुब्तला पायेंगे। मिजाजन और अमलन, कभी वह अज खुद चक्कर में मुब्तला होगा और कभी गिरफ़तए-गैर नज़र आयेगा। दरमियानी माल की बात नहीं करता जो टुक देख लिया, दिल शाद किया, खुश वक़्त हुये और चल निकले किस्म के सालिकीन हैं - उन फ़रज़ानों को देखिये जो पस्तो-बिसयार पस्त और बुलन्दो-बिसयार बुलन्द किस्म का दिलो-दिमाग रखते हैं। आप देखेंगे कि उन फ़रज़ानों ने, जो नादानों की नज़र में दीवाने हैं, खुद ता-हयात चक्कर खाया और बाद वफ़ात उन पसमान्दगान को चक्कर खिलाया जो उन से वाबस्ता मगर उनकी फ़रज़ानगी से बे तअल्लुक रहे। आपके नसीबो-नामूस से मैं वाकिफ़ नहीं। लेकिन, चक्कर की इबतला से अगर वाकई महफूज़ हैं तो उसे अच्छी अलामत न समझिये। मेरी बात समझ मैं न आये तो इकबाल की नज़्म "इब्लीसो-जिब्रील" का मुतालेआ करें और फ़कत अल्लाह हूँ, अल्लाह हूँ,

مطالعہ کریں اور فقط اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو کے پس منظر میں اپنا مقام اور مستقبل خود تلاش کریں۔ لتابعہ، یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ ع
سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں

خدا مغفرت کرے! مولوی عبدالحق مرحوم بھی ایک سخت قسم کے چکر میں مبتلا رہے۔ یہ ایسا جابر چکر تھا کہ مولوی صاحب جیتے جی ہی تجسم ”اردو الحق“ ہو گئے۔
مرحوم ساری زندگی مجرور رہے لیکن اولاد معنوی کی پیداوار میں متاثر سے بھی زیادہ چست و چاق تھے۔ اردو زبان اُن کا اوڑھنا بچھونہ تھی، ستر پوشی کا سامان تھی۔ مرحوم جس کسی میں اردو کا کچھ درد دیکھتے، اُسے ایسی ایسی مقویات اردو کھلاتے کہ خادم زبان ہو کر وہ ادب اور تہذیب کا ریختہ بن جاتا۔ عبدالحق مرحوم اپنا دفتر حیدرآباد سے شا جہاں آباد لے آئے۔ دارالسلطنت میں انجمن کے مرکزی دفتر آجائے سے بت نئے کاموں کا ریلا رہتا۔ آئے دن اردو دوست حضرات طرح طرح کے چھوٹے بڑے کاموں کے سلسلے میں مولوی صاحب سے رجوع کرتے۔ ایک دن کسی صاحب کا فون آیا۔ پوچھا گیا کہ کون ہے اور کیا کام ہے؟ جواب ملا مرکزی شعبہ تعلیمات و ثقافت کا آفس ہے اور ایک انگریزی لفظ کے اردو ترجمہ کی فوری ضرورت ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون سا لفظ ہے؟ جواب ملا ”VICIOUS CIRCLE“ سائل کو ٹھہرنے کا مشورہ دیا گیا کہ مولوی صاحب دوسرے کمرے میں مصروف کار ہیں۔ اس لفظ کا ترجمہ ان سے دریافت کر کے بتایا جاتا ہے۔

عبدالحق مرحوم کو خبر دی گئی۔ سنا اور سن کر سوچ میں پڑ گئے کہ وی سیس سرکل کا اردو ترجمہ کیا ہو سکتا ہے؟ دفتر کے دیگر شریک کار بھی جمع ہو گئے۔ اپنے اپنے طور پر ہر شخص اس انگریزی لفظ کے اردو مترادفات سوچنے اور پیش کرنے لگا۔ یہ ترجمے لیکن مولوی صاحب کو نہ بھائے۔ فکر لفظ بہ لفظ تسلسلے ہی گئی۔ اردو اردو الحق کا منصب اور انجمن ترقی اردو کا دفتر اچانک خطرے میں آ گیا، جیسے کوہ سلیمان ملکہ سہا اور اجنہ سمیت بحر ہند میں ڈوبکیاں کھا رہا ہو۔ ادھر سائل کو جواب کا انتظار تھا اور ادھر مولوی

अल्लाह हू . के पस-मन्ज़र में अपना मोकाम और मुस्तकबिल खुद तलाश करें, अम्मा-बाद¹, ये बात समझ में आ जायेगी कि -

सुकूँ मोहाल है कुदरत के कारखाने में

खुदा मगफ़ेरत करे! मोलवी अब्दुल हक़ मरहूम भी एक सख़्त किस्म के चक्कर में मुब्तला रहे। यह ऐसा जाबिर चक्कर था कि मोलवी साहब जीते जी ही मोज़स्सम "उर्दू-उल-हक़" हो गये- मरहूम सारी ज़िन्दगी मुज़र्रद² रहे लेकिन औलाद मानवी की पैदावार में मोताहिल³ से भी ज्यादा चुस्तो-चाक़ थे। उर्दू ज़बान उनका ओढ़ना बिछीना थी, सत्रपोशी⁴ का सामान थी। मरहूम जिस किसी में उर्दू का कुछ दर्द देखते, उसे ऐसी ऐसी मुक़व्वियाते-उर्दू ख़िलाते कि ख़ादिमे-ज़बान होकर वह अदब और तहज़ीब का रेख़्ता बन जाता - अब्दुल हक़ मरहूम अपना दफ़्तर हैदराबाद से शाहजहाँबाद ले आये। दारुस्सलतनत में अन्जुमन के मरकज़ी दफ़्तर आ जाने से नित नये कामों का रेला रहता। आये दिन उर्दू दोस्त हज़रात तरह-तरह के छोटे बड़े कारनामों के सिलसिले में मोलवी साहब से रुजूअ करते। एक दिन किसी साहब का फ़ोन आया। पूछा गया कि कौन है और क्या काम है? - जवाब मिला मरकज़ी शोबये-तालीमातो-सकाफ़त का ऑफ़िस है और एक अंग्रेज़ी लफ़्ज़ के उर्दू तर्जुमा की फ़ौरी ज़रूरत है- पूछा गया कि वह कौन सा लफ़्ज़ है? -जवाब मिला "VICIOUS CIRCLE" साएल को ठहरने का मशवरा दिया गया कि मोलवी साहब दूसरे कमरे में मसरूफ़े-कार है। इस लफ़्ज़ का तर्जुमा उनसे दरयाफ़्त कर के बताया जाता है।

अब्दुल हक़ मरहूम को ख़बर दी गई। सुना और सुनकर सोच में पड़ गये कि वीसियश सर्किल का उर्दू तर्जुमा क्या हो सकता है? - दफ़्तर के दीगर शरीक़े-कार भी जमा हो गये। अपने अपने तौर पर हर शख्स इस अंग्रेज़ी लफ़्ज़ के उर्दू मुतरादफ़ात सोचने और पेश करने लगा- ये तर्जुमे लेकिन मोलवी साहब को न भाये। फ़िक्र लहज़ा-ब-लहज़ा सुलगती ही गई। उर्दू , उर्दू-उल-हक़ का मनसब और अन्जुमने तरक्की उर्दू का दफ़्तर अचानक ख़तरे में आ गया, जैसे कोहें-सुलैमान मलका सबा और अजन्ना समेत बहरे-हिन्द में डूबकियाँ खा रहा हो- उधर साइल को जवाब का इन्तज़ार था इधर मोलवी साहब मय अराकीन चक्कर पर चक्कर खा

1. इसके बाद 2. जो शादीशुदा न हो 3. शादीशुदा

4. पर्दा (स्त्री-पुरुष के लिंग का)

صاحب مع اراکین چکر پر چکر کھا رہے تھے۔ اچانک ایک صاحب نے جان کی امان مانگتے ہوئے عرضی چاہی۔ مولوی صاحب نے منظوری دے دی۔ اُن صاحب نے نہایت معصومیت سے فرمایا — ”چوتیا چکر“ VICIOUS CIRCLE کا یہ فصیح و بلیغ ترجمہ سن کر مولوی عبدالحق مرحوم فرط طرب سے بے تابانہ اُٹھ گئے۔ دہرے ہو کر اس برجستہ ترجمہ پر انھوں نے دو دو صا د کیا۔

چکر چھوٹا سالفظ ہے۔ پر، یہ سہ حرنی مشدہ لفظ آسیبی خاصیت رکھتا ہے۔ شہ زور اجتنہ کی طرح یہ انسان پر اچانک مسلط ہو جاتا ہے۔ کان میں پھونکتا ہے۔ بس آدھ پھونک، جو شاعری یا فقیری اور کبھی دولت یا عورت کی جاہ ہوتی ہے — مفعول اگر جیالا ہے تو راکھشش کی مانند یہ اُس پر سوار ہو جاتا ہے۔ اُس انسان کو پھر یہ مصرعوں یا مقبروں اور بازاروں یا درس گاہوں کے چکر کھلاتا رہتا ہے، چکر پر چکر!

کہتے ہیں کہ لکھنؤ کے ایک یادگار زمانہ خاندانی نواب جنھیں وراثتاً متمول بزرگوں سے فقر و فاقہ کی اچھی خاصی دولت ملی تھی۔ اپنی ربودہ خلوت میں بسترے پر گاؤ نکلیے لگائے کسی کھاننی کلاسیکی شاعر کا دیوان مطالعہ فرما رہے تھے۔ جاڑے کے دن تھے سردی اپنے شباب پر تھی۔ پلنگ کے پاس رکھی ہوئی اینگلیٹھی روشن تھی۔ کونیلے دھیمے دھیمے یوں سنگ رہے تھے جس طرح نواب صاحب کے گھمڑے میں معطر گلوریاں کھل رہی تھیں۔ نگاہیں اشعار سے زیادہ قوانی کی بندش پر تھیں۔ سرد ہاتھ تھوڑی تھوڑی پرائیگلیٹھی کے پاس گرم ہونے کو بے اختیار اٹھ جاتا ہے۔

اچانک بیگم صاحبہ خلوت میں داخل ہوئیں۔ جلے کپڑوں کی تیکھی بو محسوس کر کے یہ مضطرب ہو گئیں — تیز تیز قدموں سے نواب صاحب کے پلنگ کے پاس پہنچیں۔ دیکھا کہ رضائی کا ایک کونہ اینگلیٹھی سے لگا دھواں دے رہا ہے — گھبرا گئیں۔ چٹ نواب صاحب کے جسم سے رضائی کھینچی۔ اور جلعے حصے کو دونوں ہاتھوں سے مل کر بجانے لگیں ”ہائے اللہ! ایسی بے خبری!“ — انھوں نے رضائی

रहे थे। अचानक एक साहब ने जान की अमान मांगते हुए अर्जी चाही। मोलवी साहब ने मंजूरी दे दी। उन साहब ने निहायत मासूमियत से फरमाया— “चूतिया चक्कर” VICIOUS CIRCLE का ये फसीहो-बलीग तर्जुमा सुनकर मोलवी अब्दुल हक मरहूम फरते-तरब से बे-ताबाना उठ गये। दोहरे हो होकर इस बरजस्ता तर्जुमे पर उन्होंने दो दो साद¹ किया।

चक्कर छोटा सा लफ़्ज़ है। पर, ये सेह-हर्फी मुशददद² लफ़्ज़ आसेबी खासियत रखता है। शहजोर अजन्ना³ की तरह यह इन्सान पर अचानक मुसल्लत हो जाता है। कान में फूंकता है, बस आघ फूंक, जो शायरी या फकीरी और कमी दौलत या औरत की जाह⁴ होती है— मफ़अूल अगर जियाला है तो राक्षस की मानिन्द यह उस पर सवार हो जाता है। उस इन्सान को फिर ये मिसरों या मकबरोँ और बाजारों या दरसगाहों के चक्कर खिलाता रहता है, चक्कर पर चक्कर!

कहते हैं लखनऊ के एक यादगारे—जमाना खानदानी नवाब जिन्हें विरासतन मुतमव्विल बुजुर्गों से फक्रो-फाका की अच्छी खासी दौलत मिली थी। अपनी रबूदा⁵ खिलवत में बिस्तरे पुर गाय तकिया लगाये किसी खांटी क्लासीकी शायर का दीवान मोतालेआ फरमा रहे थे। जाड़े के दिन थे सर्दी अपने शबाब पर थी। पलंग के पास रखी हुई अंगीठी रौशन थी। कोयले धीमे धीमे यूँ सुलग रहे थे जिस तरह नवाब याहब के गलफड़े में मोअत्तर गिलोरियाँ घुल रही थीं। निगाहें अशआर से ज़्यादा कवाफी की बन्दिश पर थीं। सर्द हाथ थोड़ी-थोड़ी देर पर अंगेठी के पास गर्म होने को बेअख्तियार उठ जाता है।

अचानक बेगम साहिबा खिलवत में दाखिल हुई। जले कपड़ों की तीखी बू महसूस कर के ये मुजतरिब हो गई— तेज़-तेज़ कदमों से नवाब साहब के पलंग के पास पहुंची। चट नवाब साहब के जिस्म से रज़ाई खींची। और जले हिस्सों को दोनों हाथों से मल-मल कर बुझाने लगीं। “हाय अल्लाह!— ऐसी बेखाबरी!”— उन्होंने रज़ाई नोचते हुये कहा

-
1. स्वीकार 2. वह वर्ण जिसे दो बार प्रयोग किया गया हो
 3. ताकवर जिन 4. शान 5. गफलत

نوحے ہوئے کہا ”ساری رضائی جل گئی بیٹھے ہیں تاپنے —“
 بیگم کی آواز چشم زدن میں نواب صاحب کو عالم شعر سے عالم شہود میں لے
 آئی۔ میٹھی نظروں سے انھوں نے بیگم کو دیکھا۔ باطمینان پیر سمیٹے ہوئے اپنی انگشت
 شہادت کو درمیان دیوان پیوست کر دیا۔ بولے ”بہت خوب۔ ہائے کیا برجستہ کہا تم نے!
 بہت خوب!“ — مسکراتے ہوئے بیگم کا جملہ کئی بار دہرایا — ”ساری رضائی
 جل گئی بیٹھے ہیں تاپنے، واہ، واہ!!“

اظہار تحسین میں سرنے کئی بار ہلکورے کھائے۔ نواب صاحب شادماں ہو
 ہو کر داد دیتے رہے۔ ”کیا خوب! ساری رضائی جل گئی بیٹھے ہیں تاپنے۔“
 بیگم نواب صاحب کے جنون کی شاعری سے بے خبر نہ تھیں۔ رضائی کی
 سوختنی اور شوہر کی سخن سنجی پر نوحہ پڑھتی رہیں — نواب صاحب کا شعری مزاج لہلہا
 گیا، جیسے دلبر سے اچانک کوئی ہو جائے دوچار! — سوچنے لگے، رضائی بے شک جلی،
 خود جلنے سے بچے، لیکن واہ رے تیری قدرت اور واہ رے تیری شان، کیسا بولتا ہوا مصرع
 بیگم کو عنایت ہوا ہے۔!!

خلوت کی بات باہر پہنچی۔ دوستوں میں ذکر آیا۔ سخن فہمیوں نے آفریں
 کہی، واللہ نواب صاحب کیا غضب کی آمد ہوئی ہے۔!!
 نواب صاحب کو چکر نے آدب بچا۔ بے کل ہو گئے کہ کاش دوسرا مصرع مل
 جاتا، ایسا ہی چمکتا چمکیلا جواؤل کے شایان شان ہوتا —!! وہ مسکراتے رہے، جی مچلتا
 رہا — دوستوں نے مشورہ دیا کہ اہل دہلی سے رجوع کرنا بہتر ہوگا۔
 نواب صاحب نے مولیٰ کا نام لے کر پتھم کی راہ پکڑی۔ مختصر سامان کے
 علاوہ خاصدان اور زردہ کا زکار بنوہ ساتھ لیے دہلی پلیٹ فارم پر گھومنے لگے۔ قلی نے
 نزدیک آکر پوچھا۔ ”کدھر جاؤ گے جی؟“

نواب صاحب مجھ گئے۔ آزر دگی سے کہا۔ ”کسی شاعر کے یہاں لے
 چلو۔“

اگلے وقت کی دہلی ہوتی تو قلی بارداری اور رہبری میں تکلف سے باز نہ آتا۔

“सारी रज़ाई जल गई बैठे हैं तापने—”

बेगम की आवाज़ चश्मे-जदन¹ में नवाब साहब को आलमे-शेर से आलमे-शहूद में ले आई। मीठी नज़रों से उन्होंने बेगम को देखा। बाइतमीनान पैर समेटते हुए अपनी अंगुशते-शहादत को दरमयाने-दीवान पेवस्त कर दिया। बोले “बहुत ख़ूब। हाय क्या बरजस्ता कहा तुमने! बहुत ख़ूब!”—, मुस्कराते हुए बेगम का जुमला कई बार दोहराया— “सारी रज़ाई जल गई बैठे हैं तापने, वाह, वाह!!”

इज़हारे-तहसीन में सर ने कई बार हिलकोरे खाये। नवाब साहब शादमां हो-हो कर दाद देते रहे। “क्या ख़ूब! सारी रज़ाई जल गई बैठे हैं तापने।”

बेगम नवाब साहब के जुनून की शायरी से बे खबर न थीं। रज़ाई की सोखनी और शैहर की सुखनसंजी पर नौहा पढ़ती रहीं— नवाब साहब का शेरी मिज़ाज लहलहा गया, जैसे दिलबर से अचानक कोई हो जाये दो चार!— सोचने लगे, रज़ाई बेशक जली, खुद जलने से बचे, लेकिन वाह रे तेरी कुदरत और वाह रे तेरी शान, कैसा बोलता हुआ मिसरा बेगम को इनायत हुआ है—!!

खिलवत की बात बाहर पहुँची। दोस्तों में जिक्र आया। सुखन फहमियों ने आफरीं कही, यल्लाह नवाब साहब क्या ग़जब की आमद हुई है।

नवाब साहब को चक्कर ने आ दबोचा। बेकल हो गये कि काश दूसरा मिसरा मिल जाता, ऐसा ही चहकता चमकीला जो अख़्तल के शायाने-शान होता—!! वह मुस्कराते रहे, जी मचलता रहा— दोस्तों ने मशवरा दिया कि अहले-दिल्ली से रुजूअ करना बेहतर होगा।

नवाब साहब ने मौला का नाम लेकर पच्छिम की राह पकड़ी। मुख्तसर सामान के अलावा खासदान और ज़र्दा का जरकार बटुआ साथ लिये देहली प्लेटफारम पर घूमने लगे। कुली ने नज़दीक आकर पूछा। “किधर जाओगे जी?”

नवाब साहब बुझ गये। आजुर्दगी से कहा। “किसी शायर के यहाँ ले चलो।”

अगले वक़्त की देहली होती तो कुली बारदारी और रहबरी से बाज़ न आता। यहाँ सारे कुली ग़ैर शाहजहाँबादी थे। कैसी तव्वजो और

1. अचानक

یہاں سارے قلی غیر شاہجہاں آبادی تھے۔ کیسی توجہ اور کیسا تعاون؟ — نواب صاحب کا سامان قلی نے ویسا ہی چھوڑا اور دوسری جانب بڑھ گیا۔ کئی قلی یکے بعد دیگرے آئے۔ نواب صاحب کی بات کسی کے پلے نہ پڑی۔

قلیوں کی اس بے ادبی پر نواب صاحب دل ہی دل میں کڑھتے رہے۔ چار دن چار انھوں نے خود بستر بغل میں دبایا۔ ایک ہاتھ میں خاصدان اور دوسرے میں لوٹا اٹھایا اور اسٹیشن کے باہر آ گئے۔

سامنے اوٹور کشا اور ٹیکسی کی آتی جاتی تھارتھی۔ نواب صاحب کی آزر دگی بڑھ گئی — ان ندیدوں سے کیا اُمید؟ — اقامت و خیزاں وہ نیم چکر لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔ شیڈ میں ٹانگے نظر آئے۔ نواب صاحب کو اس بندھی — یہ ٹھہرے دلی والے! مولیٰ نے چاہا تو بے نیل مرام نہ رہوں گا۔

تیز تیز قدموں سے نواب صاحب نے ٹانگے والوں کی طرف رخ کیا۔ ”آنا نواب صاحب ادھر آنا —“ اس اندازِ مخاطب پر نواب صاحب کا خستہ چہرہ ٹھکفٹہ ہو گیا۔ دل نے کہا، ہائے دلی! اور ہائے دلی والے!! ”کیسی قدر شناس آئیں ہیں یہ!!“ —

ایک ٹانگے والا دو قدم آگے بڑھا، بولا ”کہاں جائیں گے نواب صاحب؟“ اور یہ کہتے ہوئے اُس نے جھٹ بغل کا بستر آپ لے لیا۔ ”آئیے سواری حاضر ہے۔“

”بھئی مجھے کسی شاعر کے یہاں لے چلو۔“ نواب صاحب اس لجاجت سے بولے جیسے کوئی نادار عاشق پری چہرہ مجبوبہ سے زکوٰۃ حُسن مانگ رہا ہو! ”شاعر کے یہاں؟“ — سنتے ہی ٹانگے والے نے حیرت سے دُہرایا۔ پوچھا۔ ”نواب صاحب، کہاں سے تشریف لارہے ہیں؟“

”خاکسار لکھنؤ سے آرہا ہے۔“ نواب صاحب نے اٹکسارانہ جواب دیا اور خاصدان کو ٹانگے میں رکھتے ہوئے رازدارانہ فرمایا۔ ”میاں ایک خاص کام سے دلی آیا ہوں۔ اللہ تمہیں خوش رکھے۔ مجھے کسی شاعر کے یہاں پہنچا دو۔“

कैसा तआवुन?— नवाब साहब का सामान कुली ने वैसा ही छोड़ा और दूसरी जानिब बढ़ गया। कई कुली यके बाद दीगरे आये। नवाब साहब की बात किसी के पल्ले न पड़ी।

कुलियों की इस बे अदबी पर नवाब साहब दिल ही दिल में कुढ़ते रहे। चारो—नाचार उन्होंने खुद बिस्तर बगल में दबाया। एक हाथ में खासदान और दूसरे में लोटा उठाया और स्टेशन से बाहर आ गये।

सामने ऑटो रिक्शा और टैक्सी की आती जाती कतार थी। नवाब साहब की आजुर्दगी बढ़ गई— इन नदीदों से क्या उम्मीद?— अफ़तौं व खेजौं¹ वह नीम चक्कर लगाते हुए आगे बढ़े। शेड में ताँगे नज़र आये। नवाब साहब को आस बंधी— यह ठहरे दिल्ली वाले! मौला ने चाहा तो बेनील मराम² न रहूँगा।

तेज़—तेज़ कदमों से नवाब साहब ने तांगे वाले की तरफ़ रुख़ किया। “आना नवाब साहब इधर आना—” इस अन्दाज़े—तखातुब पर नवाब साहब का खस्ता चेहरा शगुफ़ता हो गया। दिल ने कहा, हाय दिल्ली! और दिल्ली वाले!! कैसी कद्र—शनास आँखें हैं यह!!—

एक तांगे वाला दो कदम आगे बढ़ा और बोला “कहां जायेंगे नवाब साहब?” और यह कहते हुए उसने झट बगल का बिस्तर आप ले लिया। “आइये सवारी हाज़िर है।”

“भय्या, मुझे किसी शायर के यहाँ ले चलो।” नवाब साहब इस लजाजत से बोले जैसे कोई नादार आशिक़ परी चेहरा महबूबा से ज़काते—हुस्न माँग रहा हो!

“शायर के यहाँ?”— सुनते ही तांगे वाले ने हैरत से दोहराया। पूछा। “नवाब साहब, कहां से तररीफ़ ला रहे हैं?”

“खाकसार लखनऊ से आ रहा है।” नवाब साहब ने इनकसाराना जवाब दिया और खासदान को तांगे में रखते हुए राज़दाराना फ़रमाया। “मियाँ एक खास काम से दिल्ली आया हूँ। अल्लाह तुम्हें खुश रखे। मुझे किसी शायर के यहाँ पहुँचा दो।”

1. गिरते—पड़ते 2. नाकाम

اُس پاس کے دو چار ٹانگے والے اسی درمیان نزدیک آگئے۔ ٹانگے والے نے اُن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ”آپ لکھنؤ سے آئے ہیں۔ کہتے ہیں کسی شاعر کے یہاں پہنچا دو۔“

”شاعر کے یہاں؟“ ایک ضعیف ٹانگے والے نے پوچھا۔
 ”ہاں بچا۔“ اُس نے جواب دیا۔ ”کس شاعر کے یہاں جانا چاہتے ہیں؟“

بوڑھا ٹانگے والا نواب صاحب کے قریب آیا۔ اُن پر ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ ”نواب صاحب، کیا بات ہے؟ ہم ہڈانی دلی والے ہیں۔ ناگوار نہ ہو تو فرمائیے۔ کیسے آنا ہوا؟“

نواب صاحب نے مقصد سفر کی وضاحت کی۔ بتایا کہ ثانی مصرع کے چکر میں لکھنؤ کی خاک چھانتے ہوئے اب دہلی آنا ہوا ہے۔ بوڑھے ٹانگے والے کے چہرے پر طمانیت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ پوچھا۔ ”نواب صاحب بُرا نہ مانیں وہ مصرع میں بھی تو سنوں۔“

”بڑے میاں“ نواب صاحب نے جواب دیا۔ ”یہ خدا کا دیا مصرع ہے۔ ہائے کیسا بے ساختہ وارد ہوا ہے۔!“
 ”ہاں ہاں!“ ٹانگے والے نے اعتراف کرتے ہوئے قطع کلام کیا۔
 ”سنوں تو وہ کیا ہے؟“

نواب صاحب نے سنجیدگی کے ساتھ فرمایا:
 ”ساری رضائی جل گئی بیٹھے ہیں تاپنے“
 سنتے ہی ٹانگے والے نے پوچھا۔ ”واہ نواب صاحب، اس کا دوسرا مصرع آپ کو لکھنؤ میں نہ ملا؟“

”بڑے میاں، مصرعے تو بہت ملے۔ ایک سے ایک، پر مجھے نہ بچے۔“ سر ہلاتے ہوئے نواب صاحب نے اعتراف کیا — ٹانگے والے کے چہرے پر مسکراہٹ اچانک دوڑ گئی۔ بولا ”ذرا پھر کیسے نواب صاحب۔“

आस पास के दो चार तांगे वाले इस दरमियान नज़दीक आ गये। तांगे वाले ने उनसे मुखातिब होते हुए कहा। "आप लखनऊ से आये हैं। कहते हैं किसी शायर के यहाँ पहुँचा दो।"

"शायर के यहाँ?" एक जईफ तांगे वाले ने पूछा।

"हाँ चचा" उसने जवाब दिया। किस शायर के यहाँ जाना चाहते है?"

बूढ़ा तांगे वाला नवाब साहब के करीब आया। उन पर एक नज़र डालते हुए बोला। "नवाब साहब, क्या बात है? हम पुरानी दिल्ली वाले हैं। नागवार न हो तो फरमाइये। कैसे आना हुआ?"

नवाब साहब ने मकसदे-सफ़र की विज़ाहत की। बताया कि सानी मिसरे के चक्कर में लखनऊ की खाक छानते हुए देहली आना हुआ है। बूढ़े तांगे वाले के चेहरे पर तमानियत की एक लहर दौड़ गई। पूछा नवाब साहब बुरा न मानें वह मिसरा मैं भी तो सुनूँ।"

"बड़े मियाँ" नवाब साहब ने जवाब दिया। "ये खुदा का दिया मिसरा है। हाय कैसा बेसाख्ता वारिद हुआ है!"

"हाँ हौं!" तांगे वाले ने एतराफ़ करते हुए कतअ-कलाम किया। "सुनूँ तो वह क्या है?"

नवाब साहब ने सन्जीदगी के साथ फरमाया:

"सारी रज़ाई जल गई बैठे हैं तापने"

सुनते ही तांगे वाले ने पूछा। "वाह नवाब साहब, इसका दूसरा मिसरा आपको लखनऊ में न मिला?"

बड़े मियाँ, मिसरे तो बहुत मिले। एक से एक, पर मुझे न जचे—" सर हिलाते हुए नवाब साहब ने एतराफ़ किया— तांगे वाले के चेहरे पर मुस्कराहट अचानक दौड़ गई। बोला "ज़रा फिर कहिये नवाब साहब।"

”ساری رضائی جل گئی بیٹھے ہیں تاپنے۔“ نواب صاحب نے اسی سنجیدگی کے ساتھ فرمایا۔

بوڑھے ٹانگے والے نے اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے برجستہ کہا:
 ”ایسا بھی چوتیا کہیں دیکھا ہے آپ نے؟“

نواب صاحب و فوراً انبساط سے جھوم گئے۔ چٹ ٹانگے والے کو گلے لگالیا۔
 گلوگیر ہو کر کہا۔ ”قربان جاؤں بڑے میاں! سبحان اللہ!! دتی دتی ہی ٹھہری۔
 کیا فی البدیہہ مصرع لگایا تم نے!!“

چلر کی آسیبی خاصیت اگر دفعتاً دور ہو جائے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گھر اور گھاٹ دونوں گیا — آپ کا کسی چلر میں مبتلا ہو جانا خراب نہیں، لیکن آپ کا گھن چلر بن جانا خراب ہے۔ اس سے انسان قلندر بن جاتا ہے اور رفتہ رفتہ اُس میں وہ خصائل آجاتے ہیں جو قلندر کے چند ہم قافیہ الفاظ کے لیے مخصوص ہیں۔
 لوشِ حقیقت کی ہے اپنی جگہ قائم
 فانوس کی گردش سے کیا کیا نظر آتا ہے

.....

“सारी रज़ाई जल गई बैठे हैं तापने” नवाब साहब ने उसी संजीदगी के साथ फरमाया।

बूढ़े तांगे वाले ने उनकी तरफ़ इशारा करते हुए बरजस्ता कहा:

“ऐसा भी चूतीया कहीं देखा है आपने?”

नवाब साहब वफूरे-इन्बेसात से झूम गये। चट तांगे वाले को गले लगा लिया। गुलूगीर होकर कहा। “कुर्बान जाऊँ बड़े मियाँ! सुब्हान अल्लाह!! दिल्ली दिल्ली ही ठहरी। क्या फ़िलबदीह मिसरा लगाया तुमने!!”

चक्कर की आसेबी खासियत अगर दफ़ातन दूर हो जाये तो यह अच्छी अलामत नहीं है। इस का मतलब यह होता है कि घर और घाट दोनों गया— आपका किसी चक्कर में मुबतला हो जाना ख़राब नहीं, लेकिन आपका घनचक्कर बन जाना ख़राब है। इससे इन्सान कलन्दर बन जाता है और रफ़ता—रफ़ता उसमें वह ख़सायल आ जाते हैं जो कलन्दर के चन्द हम—काफ़िया अलफ़ाज़ के लिए मख़सूस है—

लौ शम्मे—हकीकत की है अपनी जगह कायम

फ़ानूस की गर्दिश से क्या क्या नज़र आता है

• • • • •

ضرورت ہے ۔ ایک صدر کی

مبادا کہ عنوان سے کسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہو، یہ بات شروع میں ہی واضح کر دی جاتی ہے کہ اس عنوان کا تعلق کسی ترقی یافتہ یا پس ماندہ ملک کے صدر کے چناؤ سے نہیں، کسی سرکاری، غیر سرکاری، ترقی، ریہ کاری یا ریا کاری فروشوں کی انجمن کے صدر کے انتخاب سے بھی نہیں ہے۔ بلکہ موضوع کا تعلق ایسے صدر سے ہے جن کو کسی ادبی جلسہ، کسی تہذیبی محفل، کسی مشاعرہ، کسی شام غزل، کسی شب بہاراں، کسی کتاب کے رسم اجرا، کسی دانشور کو جس کی کشتی حیات بحر فنا میں ڈوبنے والی ہو خراج عقیدت پیش کرنے یا پھر کسی رنگارنگ پروگرام کے موقعہ پر صدر بنا کر جلسہ میں کسی اصلی دلہن کی طرح بٹھا دیا جانا مقصود ہو، جس میں یہ صدر خاموش، غمگین، شرمسار، لاچار آنکھوں میں نیند کا غبار سنبھالے، جلسہ کے دوران ہونے والی جملہ ستم رانیوں کو اپنی کرنی کا پھل سمجھ کر، سہتا ہوا چپ چاپ بیٹھا رہتا ہے۔ اس کی ناز برداری کے سلسلہ میں پانی کا ایک گلاس (گلاس کا صاف ستھرا ہونا ضروری نہیں) اس کے سامنے دھر دیا جاتا ہے تاکہ اس کو صرف خون کے گھونٹ ہی پینے پر اکتفا نہ کرنی پڑے۔ البتہ اس کو اس بات کی پوری پوری آزادی ہوتی ہے کہ۔

تھک جائے جو اک پہلو تو وہ پہلو بدل ڈالے

مگر بانیان جلسہ اس بات کی گارنٹی فراہم نہیں کرتے کہ صدارت کے فرائض

जरूरत है - एक सदर की

मोबादा¹ कि उनवान से किसी किस्म की गुलत फहमी पैदा हो, यह बात शुरू में ही वाज़ेह कर दी जाती है कि इस उनवान का तअल्लुक किसी तरक्की-याफ़्ता या पसमांदा मुल्क के सदर के चुनाव से नहीं, किसी सरकारी, गैर सरकारी, तरकारी, रेज़गारी या रियाकारी फ़रोशों की अन्जुमन के सदर के इन्तिखाब से भी कम नहीं है। बल्कि मौजू का तअल्लुक ऐसे सदर से है जिनको किसी अदबी जलसे, किसी तहज़ीबी महफ़िल, किसी मुशायरे, किसी शामे-गज़ल, किसी शबे-बहारों, किसी किताब के रस्मे इजरा, किसी दानिश्वर को जिसकी किशितए-हयात बहरे फ़ना में डूबने वाली हो ख़िराजे-अकीदत पेश करने या फिर किसी रंगारंग प्रोग्राम के मौक़े पर सदर बना कर जलसे में किसी असली दुल्हन की तरह बिठा दिया जाना मकसूद हो, जिस में यह सदर ख़ामोश, गुमगीन, शर्मसार, लाचार आँखों में नींद का गुबार संभाले, जलसे के दौरान होने वाली जुम्ला सितम-रानियों को अपनी करनी का फल समझ कर, सहता हुआ चुप चाप बैठा रहता है। उसकी नाज़बंदारी के सिलसिले में पानी का एक गिलास (गिलास का साफ़ सुथरा होना ज़रूरी नहीं) उसके सामने धर दिया जाता है ताकि उसको सिर्फ़ ख़ून के घूँट ही पीने पर इक्तफ़ा न करनी पड़े। अलबत्ता उसको इस बात की पूरी-पूरी आज़ादी होती है कि -

थक जाये जो एक पहलू तो वह पहलू बदल डाले

मगर बानियाने-जलसा इस बात की गारंटी फ़राहम नहीं करते कि सदरत के फ़राएज़ अदा करते हुये अकड़ जान के बाद साहबे सदर का

1. ईश्वर करे ऐसा न हो

ادا کرتے ہوئے اکڑ جانے کے بعد صاحب صدر کا جوتا چپل اسی جگہ پر جہاں وہ اس سے رخصت ہوئے تھے ان کا انتظار کرتا، ان کی طرح اپنی رکھی ہوئی جگہ پر کھامل جائے گا۔ کیوں کہ ایسے جوتوں کے انتظار میں اردو کے کئی آبلہ پاشیدائی ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہوئے اپنے دکھتے پیروں کی حفاظت کا اہتمام اور بد بخت صدر کی اپنے جوتوں سے محرومی کا پتہ انتظام کر دیتے ہیں اور پھر یہ ظالم صاحب صدر کی پریشانی کی کیفیت کو دور سے دیکھنے کے لیے جلسہ کے اختتام تک موجود بھی رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے تجربہ کار صدر بوقتِ صدارت اپنے جوتوں کو اپنی صدری کے اندر کچھ ویسی ہی احتیاط سے سینے سے لگائے رکھتے ہیں جس طرح لہ دین کے قصہ کا جادوگر طلسمی چراغ کو سنبھالے رکھتا ہے۔ البتہ یہ کیفیت کسی وی آئی پی کے ساتھ پیش نہیں آسکتی۔ کیوں کہ موصوف کے جوتے اتارتے ہی ان کا پرسل اسٹنٹ، پرسل اسٹنٹ کے فرائض سنبھالتے ہوئے ان پر جھپٹ کر گرتا ہے اور ان کو اپنی پرسل کسٹڈی میں لے لیتا ہے۔

یہ ایسے جلسے ہوتے ہیں جو معشوق، دھوبی، درزی یا جاکي کے وعدوں کی طرح کبھی وقت یا تاریخِ اعلان کردہ پر منعقد نہیں ہوتے، جن کے بارے میں اعلانات چھپواتے وقت بائیانِ جلسہ کے کسی قلم تراش قسم کے انسان کے دماغ میں جلسہ کا..... جو کبھی بھولے سے بھی اعلان میں عظیم الشان قسم سے کم درجے کا نہیں ہوتا..... ایک موہوم و مبہم سا خاکہ ہوتا ہے، ایک طرح کی کانپتی ہوئی پرچھائیں، ایک بھٹکتا ہوا سا خیال، جلسہ منعقد کرنے کی ایک آرزو! بس یوں سمجھیے کہ کسی شخص کے دل میں کوئی خواہش پیدا ہوئی، قلم حرکت میں آیا اور ایک اعلان جاری ہو گیا۔

اس اعلان میں مقام، تاریخ، وقت اور سال کا قطعی تعین نہیں ہوتا بلکہ مبہم سے اشارے ہوتے ہیں۔ پھر یہ سوچ شروع ہوتی ہے جلسہ گاہ کون سی ہوگی یا ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں کانفرنس ہال کے خیال، اسمبلی کی چھت، شہر نگاراں کا سب سے بڑا تھیٹر، اس کا سب سے وسیع اور شاندار اسٹیڈیم، شادی گھروں، کالج کے میدانوں، سرائے خانوں، خانقاہوں، مندروں کے پچھواڑوں، درگاہوں کے احاطوں، ہوٹلوں کے تہ خانوں، ٹیکسریوں کے گوداموں، مرغزاروں اور زیارت گاہوں کے محل وقوع ذہن میں آتے ہیں۔

जूता चप्पल उसी जगह पर जहाँ वह उस से रुखसत हुये थे उनका इन्तज़ार करता, उनकी अपनी रखी हुई जगह पर रखा मिल जाये गा। क्योंकि ऐसे जूतों के इन्तज़ार में उर्दू के कई आबला-पा¹ शैदाई हाथ की सफाई दिखाते हुये अपने दुखते पैरों की हिफाज़त का एहतमाम और बदबख्त सदर का अपने जूतों से महरुमी का पक्का इन्तज़ाम कर देते हैं और फिर ये ज़ालिम साहबे सदर की परेशानी की कैफ़ियत को दूर से देखने के लिए जलसे के एख़्तताम तक मौजूद भी रहते हैं। यही वजह है कि बहुत से तज़ुर्बेकार सदर बक्ते सदरत अपने जूतों को अपनी सदरी के अन्दर कुछ वैसी ही एहतयात से सीने से लगाये रखते हैं जिस तरह आलदीन के किस्से का जादूगर तिलस्मी चिराग को संभाले रखता है। अलबत्ता यह कैफ़ियत किसी वी. आई. पी. के साथ पेश नहीं आ सकती। क्योंकि मौसूफ़ के जूते उतारते ही उनका पर्सनल आसिस्टेंट, पर्सनल एटेंडेंट के फ़राएज़ संभालते हुए उन पर झपट कर गिरता है और उनको अपनी पर्सनल कस्टडी में ले लेता है।

ये ऐसे जलसे होते हैं जो माशूक, धोबी, दर्जी या जाकी के वादों की तरह कभी वक्त या तारीख़े-एलान करदा पर मुनअकिद² नहीं होते, जिन के बारे में एलानात छपवाते वक्त बानियाने जलसा के किसी कलम-तराश किस्म के इन्सान के दिमाग़ में जलसे का..... जो कभी भूले से भी एलान में अजीमुश्शान किस्म से कम दर्जे का नहीं होता..... एक मोहूमो-मुबहम सा ख़ाका होता है, एक तरह की कॉपती हुई परछाई, एक भटकता हुआ सा ख़याल, जलसे में मुनअकिद करने की एक आरजू! बस यूँ समझिये कि किसी शख्स के दिल में कोई ख़्वाहिश पैदा हुई, कलम हरकत में आया और एक एलान जारी हो गया।

इस एलान में मोक़ाम, तारीख़, वक्त और साल का कतई तअय्युन नहीं होता बल्कि मुबहम से इशारे होते हैं। फिर ये सोच शुरू होती है जलसा-गाह कौन सी होगी या हो सकती है। इस जिम्न में कान्फ़्रेन्स हॉल के ख़याल, एसम्बली की छत, शहरे-निगारों का सब से बड़ा थियेटर, उसका सब से वसीअ और शानदार स्टेडियम, शादी धारों, कॉलेज के मैदानों, सराये ख़ानों, ख़ानकाहों, मंदिरों के पिछवाड़े, दरगाहों के अहातों, होटलों के तहख़ानों, फ़ैक्ट्रियों के गोदामों, मुर्गज़ारों और ज़ियारत गाहों के महल्ले-वक़ूअ ज़ेहन में आते हैं। जब ये सब मोक़ामात पेशगी ही सारे साल

1. जिसके पैर में छाले पड़ गये हों 2. आयोजित

جب یہ سب مقامات پہنچی ہی سارے سال کے لیے بک ہو چکے ہوتے ہیں اور ان کو کسی وسیلہ سے بک نہیں کیا جاسکتا تو تان کسی پراجین بارہ دری پر ٹوٹی ہے جس کے باروں دروازے اس کی صدیوں پرانی شان و شوکت کی یاد میں تڑپ تڑپ کر ایسے ٹوٹے پھوٹے اور لنگڑے ہو گئے ہوتے ہیں جس طرح کسی آرٹھرائٹس کے مریض کے جوڑے جو ہلکے سے ہوا کے جھونکے سے بھی لرزنے لگتے ہیں۔ اور جن میں ایسی آوازیں پیدا ہوتی ہیں جیسی کسی ہندوستانی دہشت انگیز فلم کے ایسے وحشت ناک سین میں سنائی دیتی ہیں جس میں ازلی بے وقوف ہیروئن، پیدائشی چالاک ولن کے جھانسون میں آکر کسی انتہائی اندھیری رات کو کسی بھوت بنگلہ میں ہیرو سے ملاقات کرانے کا یقین دیے جانے پر بھاگ بھاگ پہنچ جاتی ہے اور بنگلہ میں سے آنے والی خوف ناک آوازوں کو سن کر بے تحاشا چیخیں مارنے لگتی ہے اور جب تھک جاتی ہے تو کوئی خون منجمد کر دینے والا درد ناک فلمی گانا شروع کر دیتی ہے۔ ان ہولناک آوازوں کو سن کر سینما ہال میں بیٹھے بچے ماؤں کی چھاتیوں سے چٹ جاتے ہیں اور مائیں سٹ کر اپنے احق شوہروں کے شانے تھام لیتی ہیں۔ ایسے جلسہ گاہ میں اگر جلسہ شروع ہونے سے عین پہلے برقی آف ہو جائے تو جلسہ میں بھی خوف کی لہر پھیل جاتی ہے۔ گھپ اندھیرے میں کچھ بانیان جلسہ آپس میں گفتگو اور تکرار سے گزرتے ہوئے جو تم بیزار پر اتر آتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں نے ہمارے موجودہ برقی انتظام کی برکتوں کو جانتے ہوئے بھی اخراجات میں انتہائی کفایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیٹرومیکس کا انتظام بھی احتیاط رکھنے سے سب کو باز رکھا تھا۔ بانیان جلسہ کی خوش قسمتی اس میں ہوتی ہے کہ یہ سارا ایکشن اندھیرے میں انجام پاتا ہے اور اس کو فلما نے کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا۔ اس افراتفری کی کیفیت میں بعض تجربہ کار منتظمین صدر جلسہ کو جا کر تھام لیتے ہیں کہ کہیں وہ مٹی کا مادھوڈر کے مارے جلسہ سے فرار نہ ہو جائے اور جس کی غیر موجودگی کو پیٹرومیکس، ویکس کی جی، اگر جی یا چائے کی پتی بھی پورا نہ کر سکے۔

بات جو انتخاب صدر کے تعلق سے شروع ہوئی تھی کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ انتخاب صدر کا مسئلہ، اگرچہ اس کو کوئی خاص کام انجام دینا نہیں ہوتا اس کے روایتی مقام کے باعث بہت اہم ہوتا ہے۔ اولاً کسی ناش (ن۔ الف۔ شین) یعنی نہایت اہم شخصیت کی

के लिए बुक हो चुके होते हैं और उन को किसी वसीले से बुक नहीं किया जा सकता तो तान किसी प्राचीन बारहदरी पर दूटती है जिसके बारहों दरवाजे उसकी सदियों पुरानी शानो-शौकत की याद में तड़प-तड़प कर ऐसे दूटे-फूटे और लंगड़े हो गये होते हैं जिस तरह किसी आर्थराइटिस के मरीज के जोड़। जो हल्के से हवा के झोंके से भी लरज़ने लगते हैं। और जिन में ऐसी आवाज़ें पैदा होती हैं जैसी किसी हिन्दुस्तानी दहशत अंगेज फिल्म के ऐसे वहशतनाक सीन में सुनाई देती है जिस में अज़ली बेवकूफ़ हीरोइन, पैदाइशी चालाक विलेन के झांसों में आकर किसी इन्तहाई अन्धेरी रात को किसी भूत बंगले में हीरो से मुलाकात कराने का तयक्कुन¹ दिये जाने पर भागम-भाग पहुँच जाती है और बंगले में से आने वाली खौफ़नाक आवाज़ों को सुनकर बेतहाशा चीखें मारने लगती है और जब थक जाती है तो कोई खून मुन्जमिद कर देने वाला दर्दनाक फिल्मी गाना शुरू कर देती है। उन हौलनाक आवाज़ों को सुन कर सिनेमा हॉल में बैठे बच्चे माओं की छातियों से चिमट जाते हैं और मायें सिमट कर अपने अहमक शौहरों के शाने धाम लेती हैं। ऐसे जलसा गाह में अगर जलसा शुरू होने के ऐन पहले बरकी² ऑफ़ हो जाये तो जलसे में भी खौफ़ की लहर फैल जाती है। घुप अन्धेरे में कुछ बानियाने-जलसा आपस में गुफ़्तगू और तकरार से गुज़रते हुए जूतम पेज़ार पर उतर आते हैं कि फ़लों इब्ने फ़लों ने हमारे मौजूदा बरकी इन्तज़ाम की बरकतों को जानते हुए भी अख़राजात में इन्तहाई किफ़ायत को मलहूज़ रखते हुए पेट्रोमेक्स का इन्तज़ाम भी एहतयातन रखने से सब को बाज़ रखा था। बानियाने जलसा की खुशकिस्मती इसमें होती है कि ये सारा एक्शन अन्धेरे में अन्जाम पाता है और इस को फिल्माने का कोई बन्दोबस्त नहीं होता। इस अफ़रातफ़री की कैफ़ियत में बाज़ तजुर्बेकार मुन्तज़मीन सदरे-जलसा को जा कर धाम लेते हैं कि कहीं वह मिट्टी का माधौ डर के मारे जलसे से फ़रार न हो जाय और जिसकी गैर मौजूदगी को पेट्रोमेक्स, वेक्स की बत्ती, अगरबत्ती या चाय की पत्ती भी पूरा न कर सके।

बात जो इन्तखाबे-सदर के ताअल्लुक से शुरू हुई थी कहीं से कहीं पहुँच गई। इन्तखाबे-सदर का मसला, अगरचे इसको कोई खास काम अन्जाम देना नहीं होता इसके रिवायती मक़ाम के बाएस बहुत अहम होता है। अव्वलन किसी नाश (नून, अलिफ़, शीन) यानी निहायत अहम शख़्सियत की

1. मरोसा 2. बिजली

تلاش شروع ہوتی ہے۔ مقصد بسا اوقات صرف جلسہ کی زینت ہی نہیں ہوتا بلکہ کسی منتظم جلسہ کے پیش نظر کسی انکی ہوئی فائل کا نکلوانا، کسی فراموش شدہ سڑک کی مرمت، بجلی کا کنکشن، بلدیہ ٹیکس کو جو کسی مکان کو کسی بلدیہ کے منتظم نے محل سمجھ کر عاید کر دیا ہو کم کروانا، کسی مقام پر پانی کی سربراہی یا ایسی ہی بعض مصیبتوں سے چھٹکارا پانا ہوتا ہے۔ اس لیے صدارت کے لیے ناشوں کا گانٹھنا محض تعارف حاصل کرنے یا رابطہ پیدا کرنے کے مقصد سے کیا جاتا ہے اور جلسہ کے بعد شخص متعلقہ کوئی موقعہ پا کر راست برسر مطلب آ جاتا ہے۔ خیر یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ جب کوئی اہم شخصیت صدارت کرنا قبول فرمالتی ہے تو پرسنل اسٹنٹ بعض صورتوں میں اہم شخصیت کی لمبائی بانیان جلسہ کو بتلا دیتا ہے۔ یہ اطلاع ہار کی موزونیت سے تعلق رکھتی ہے۔ کیوں کہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ جب کسی بہت اہم شخصیت کے لیے ان کی اہمیت کے اعتبار سے بانیان جلسہ نے نہایت عظیم الشان قسم کا ہار پہنایا تو شخصیت کا قد ہار کی لمبائی سے ایک فٹ کم نکلا اور چوں کہ اس اہم شخصیت کو دس پندرہ قدم چل کر کسی تصویر کی نقاب کشائی کرتا تھا، اس لیے موصوف بائیں ہاتھ سے ہار کو اٹھائے اس طرح قدم اٹھا رہے تھے جس طرح بارش میں عورتیں ساڑی کے نچلے حصہ کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے اونچا اٹھا کر چلتی ہیں۔ اور یہ ٹاپ کی بات اس وقت سے اور بھی اہمیت حاصل کر چکی ہے جب کسی ایسے ہی جلسہ میں منتظمین نے ایک نہایت عمدہ موٹا تازہ ہار صاحب صدر کی آرائش کے لیے بنوایا تھا، مگر جب جلسہ میں گل پوشی کی رسم انجام دی جانے لگی تو معلوم ہوا کہ صاحب صدر کی شخصیت اپنی اہمیت کی موزونیت کے اعتبار سے نہایت غذا گزیدہ تھی۔ سر پر ٹوپی کی بجائے ایک عظیم الشان پگڑ بندھا تھا جو غالباً موصوف کو وراثت میں ملا تھا ورنہ فی زمانہ سر کو ڈھانپنے کے لیے اس قدر کپڑے کا استعمال امر محال معلوم ہوتا ہے، اس میں اس قدر کپڑا تھا کہ تمام بانیان جلسہ کے لیے ایک ایک کرتہ پا جامہ سپلائی کرنے کے لیے کافی تھا۔ اور پھر شاید خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ ہار ان کے سر کے محیط سے چھوٹا ثابت ہو جس کے باعث پہلے تو صاحب صدر کا پگڑ سر سے کھسک کر ان کے قدموں میں آ رہا۔ پھر ان کی جٹائیں پریشان ہو کر ان کے چہرے پر نقاب کی شکل میں نمودار ہوئیں اور بالآخر ہار پہنانے کی کشمکش میں ہار کا دھاگا ٹوٹ گیا اور سر محفل صاحب صدر کے سر پر

तलाश शुरू होती है। मक्सद बसा औकात सिर्फ जलसे की जीनत ही नहीं होता बल्कि किसी मुनज़्जम जलसे के पेशे नज़र किसी अटकी हुई फाइल निकलवाना, किसी फ़रामोश शुदा सड़क की मरम्मत, बिजली का कनेक्शन, बल्दिया¹ टेक्स को जो किसी बल्दिया के मुन्तज़िम ने महल समझ कर आयद कर दिया हो कम करवाना, किसी मुकाम पर पानी की सरबराही या ऐसी ही बाज़ मुसीबतों से छुटकारा पाना होता है। इसलिए सदरत के लिए नाशों का गांठना महज़ तआरुफ़ हासिल करने या रब्त पैदा करने के मक्सद से किया जाता है और जलसे के बाद शख़्स-मुतअल्लेका कोई मौका पाकर रास्त बर सरे मतलब² आ जाता है। ख़ैर यह तो बाद की बातें हैं। जब कोई अहम शख़िसयत सदरत करना कबूल फरमा लेती है तो पर्सनल आसिस्टेंट बाज़ सूरतों में अहम शख़िसयत की लम्बाई बानियाने-जलसा को बतला देता है। ये इत्तला हार की मौज़ूनियत से तअल्लुक रखती है। क्योंकि ऐसा भी हो चुका है कि जब किसी बहुत अहम शख़िसयत के लिए उनकी अहमियत के एतबार से बानियाने जलसा ने निहायत अजीमुश्शान किस्म का हार पहनाया तो शख़िसयत का कद हार की लम्बाई से एक फुट कम निकला और चूंकि उस अहम शख़िसयत को दस पन्दरह कदम चल कर किसी तस्वीर की नकाब कुशाई करना था, इसलिए मौसूफ़ बायें हाथ से हार को उठाये इस तरह कदम उठा रहे थे जिस तरह बारिश में औरतें साड़ी के निचले हिस्से को ख़राब होने से बचाने के लिए उँचा उठा कर चलती हैं। और यह नाप की बात उस वक़्त से और भी अहमियत हासिल कर चुकी है जब किसी ऐसे ही जलसे में मुन्तज़मीन ने एक निहायत उम्दा मोटा ताज़ा हार साहबे सदर की आराइश के लिए बनवाया था, मगर जब जलसे में गुलपोशी की रस्म अन्जाम दी जाने लगी तो मालूम हुआ कि साहबे सदर की शख़िसयत अपनी अहमियत की मौज़ूनियत के एतबार से निहायत गिज़ा गज़ीदा³ थी। सर पर टोपी के बजाए एक अजीमुश्शान पगगड़ बंधा हुआ था जो गालेबन मौसूफ़ को विरासत में मिला था वरना फी जमाना सर को ढांपने के लिए इस कदर कपड़े का इस्तेमाल अमरे-मोहाल मालूम होता है, इस में इस कदर कपड़ा था कि तमाम बानियाने जलसा के लिए एक एक कुर्ता पाजामा सप्लाई करने के लिए काफी था। और फिर शायद खुदा को यही मंज़ूर था कि वह हार उन के सर के मोहीत⁴ से छोटा साबित हो जिस के बाएँस पहले तो साहबे सदर का पगगड़ सर से खिसक कर उनके कदमों में आ रहा। फिर उनकी जटायें परेशान होकर उनके चेहरे पर नकाब की शक्ल में नमूदार हुई और बिलआखिर हार पहनाने की कशमकश में हार का धगा टूट गया और सरे महफ़िल साहबे सदर के सर पर फूलों की बारिश हो गई।

1. नगर पालिका 2. सीधे मतलब की बात पर आना 3. अच्छी खासी खुराक वाले 4. घेर

مٹھولوں کی بارش ہوگئی۔ اور صاحب صدر کسی پڑانے زمانے کے شاہی دربار کے سحرے کی طرح حاضرین کے لیے تصویرِ فرحت بنے غصہ سے کانپتے کھڑے تھے۔ کیفیت یہ تھی ع

گھونگھٹ کے تار رنکے گئے رنگِ عتاب میں

جب سے یہ واقعہ ہوا ہے بائیانِ جلسہ بطور احتیاط پھولوں کو برکی ڈوری میں پرو کر لاتے ہیں تاکہ اگر بغرضِ محال ہار صدر جلسہ کے سر اور گردن کے محیط سے کم نکلے تو کم از کم برکی ڈوری کی مدد سے گلے میں ہار کی طرح نہ تو نہ سہی، چوڑی کی طرح سر میں پہنا دیا جائے گا اور گردن میں پھانسی کے پھندے کی طرح پھنسا رہے۔

بے پناہ طور پر اہم شخصیتوں کو صدر بنانے میں ایک اور بڑی مصیبت جو مضر ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ بسا اوقات سین سے لیکھت بغیر کسی اطلاع کے غائب ہو جاتے ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح کوئی مشکل کشا کسی دفتر میں دوسرے دن ملنے کا وعدہ کر کے اسی دن ایک ماہ کی رخصت پر بوریا بستر باندھ کر رفو چکر ہو جاتا ہے اور ڈیڑھ ماہ بعد طلوع ہوتا ہے۔ بہر حال جلسہ میں یہ حال ہوتا ہے کہ حاضرین، مقررین اور منتظمین سب موجود مگر صاحب صدر غیر موجود ہوتے ہیں۔ جب پون گھنٹہ انتظار میں گزر جاتا ہے اور مدعوین شور و غل مچانے کے موڈ سے بڑھ کر اپنے دل میں کچھ اور ٹھانے نظر آتے ہیں تو صاحب صدر زیر بحث کے دفتر، دولت خانہ، خانہ ہائے دوستاں اور دوسرے اڈوں پر جہاں وہ بعض اوقات مل سکتے ہیں، ٹیلی فون کھڑکھڑائے جاتے ہیں۔ بعض مرتبہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر موصوف کو گھوڑوں کے چوک نزد پھل بندھ، حیدر آباد میں صدارت کرنی تھی تو وہ اس وقت جنگل میں مشکل منانے بھاگڑہ منگل پہنچے ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی آمد و رفت کا جاننے والا ان کی حرکات و سکنات سے بالکل لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ منتظمین جلسہ سر پیٹ لیتے ہیں اور جلسہ میں آکر سامعین کی صفوں میں سے کسی سادہ لوح انسان کو گلے میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لاتے ہیں اور ڈانس پر لا کر سامعین سے اس کا تعارف کراتے ہیں۔ اعلان کردہ صدر کی غیر موجودگی کے تعلق سے اپنے غم و غصہ کو صدر مستور کی گونا گوں مصروفیات، بھاری سرکاری، غیر سرکاری، معاشرتی اور جمہوری ذمہ داریوں کی چادر میں

और साहबे सदर किसी पुराने ज़माने के शाही दरबार के मसखरे की तरह हाजेरीन के लिए तस्वीरे-फरहत बने गुस्से से काँपते खड़े थे। कैफियत यह थी कि -

घूँघट के तार रंग गये रंगे एताब में

जब से ये वाकया हुआ है बानियाने-जलसा बतौरे-एहतियात फूलों को रबड़ की डोरी में पिरो कर लात हैं ताकि अगर बगरजे-मोहाल हार सदर जलसा के सर और गर्दन के मोहीत से कम निकले तो कम अज कम रबड़ की डोरी की मदद से गले में हार की तरह न तो न सही, चूड़ी की तरह सर में पहना दिया जायेगा और गर्दन में फाँसी के फन्दे की तरह फंसा रहे।

बे पनाह तौर पर अहम शख्सियतों को सदर बनाने में एक बड़ी मुसीबत जो मुज़मर है वह यह है कि यह लोग बसा औकात सीन से यकलख्त बगैर किसी इत्तला के गायब हो जाते हैं बिल्कुल उसी तरह जिस तरह कोई मुश्किल कुशा¹ किसी दफ़्तर में दूसरे दिन मिलने का वादा कर के उसी दिन एक माह की रुख़सत पर बोरिया बिस्तर बाँध कर रफू चक्कर हो जाता है और डेढ़ माह बाद तुलूअ होता है। बहर हाल जलसे में यह हाल होता है कि हाजेरीन, मोकररीन और मुन्तजेमीन सब मौजूद मगर साहबे सदर गैर मौजूद होते हैं। जब पौन घंटा इन्तजार में गुज़र जाता है और मदऊईन शोरो-गुल मचाने के मूड से बढ़ कर अपने दिल में कुछ और ठाने नज़र आते हैं तो साहबे सदर जेरे बहस के दफ़्तर, दौलत खाने, खाना हाये दोस्ती और दूसरे अड्डों पर जहाँ वह बाज़ औकात मिल सकते हैं, टेलीफोन खड़खड़ाये जाते हैं। बाज़ मर्तबा मालूम होता है कि अगर मौसूफ को घोड़ों के चौक नज़्द फल बन्डा, हैदराबाद में सदरत करनी थी तो वह उस वक़्त जंगल में मंगल मनाने भाखड़ा नंगल पहुँचे होते हैं और बाज़ मर्तबा तो ऐसा भी होता है कि उनकी आमदो-रफ़्त का जानने वाला उनकी हरकातो-सकनात से बिल्कुल ला-इल्मी का इज़हार करता है। मुन्तजेमीने-जलसा सर पीट लेते हैं और जलसे में आकर सामेईन की सफ़ों में से किसी सादा-लोह² इन्सान को गले में डाल कर उठा लाते हैं और डाइस पर लाकर सामेईन से उसका तआरुफ़ कराते हैं। एलान करदा सदर की गैर मौजूदगी के ताअल्लुक से अपने गमो-गुस्से को सदरे मस्तूर की गूनागूँ मसरुफ़ियात, भारी सरकारी, गैर सरकारी, मआशरती और जम्हूरी जिम्मेदारियों की चादर में लपेट कर माफी मांगते हैं और सामेईन में से

1. प्रेशानी दूर करने वाला 2. मोला भाला, बेवकूफ़

لیٹ کر معافی مانگتے ہیں اور سامعین میں سے پکڑے ہوئے بکرے کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے، یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ موصوف کی صدارت میں ان کے جلسہ کی شان کچھ اور بڑھ جائے گی۔ کیوں کہ مسند صدارت پر ان کی موجودگی آمد بمقابلہ آورد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بعد نئے صدر کوتالیوں کی گونج میں ہار پہنانے کی کارروائی سرانجام پاتی ہے۔

حاضرین کرام! خاکسار بیان کر چکا ہے کہ بعض اوقات صدر اعلان کردہ کی نقل و حرکت سے متعلقین اور غیر متعلقین ہر دو ناواقف ہوتے ہیں۔ ایسے ہی بیک گراؤنڈ میں اصلی صدر کے طلوع نہ ہونے پر جب سامعین میں سے پکڑے ہوئے مہرے کو صدارتی ہار پہنایا جا رہا تھا، تو عین اس وقت اصل صدر صاحب نہ معلوم کہاں کہاں سے بھٹکتے ہوئے جلسہ میں جلوہ افروز ہو گئے اور آنا فانا ڈاکس پر پہنچ گئے۔ ان کو وہاں موجود پا کر گل پوشی کرنے والے ہاتھ ہوا میں منجمد ہو گئے۔ گل پوشی کرانے والی جھکی گردن مارے شرم کے کچھ اور جھٹک گئی اور سامعین صدور کے اس جوڑے کو بیک وقت ڈاکس پر دیکھ کر بے اختیار سیٹیاں اور تالیاں بجانے لگے۔

اس کیفیت میں کنوینر جلسہ نے خود بھی ایک فلک شکاف قہقہہ لگایا۔ پھر فاتحانہ انداز سے فرمایا کہ ”مجھے یقین کامل تھا کہ ہمارے معزز صدر وعدہ فرما کر ضرور وعدہ وفا کریں گے۔ وہ دیر سے ضرور تشریف لائے ہیں، مگر ادبی جلسوں میں دیر، دیر نہیں ہوتی بلکہ مروجہ روایات کا ثبوت فراہم کرتی ہے اور بہر صورت دیر آید درست آید کی مثل تو مشہور ہے ہی۔ مجھے اس بات کی بڑی مسرت ہے کہ اعلان کے مطابق جلسہ کی کارروائی عزت مآب کی صدارت میں شروع ہو رہی ہے۔“

یہ سن کر ظاہر ہے کہ سامعین میں سے پکڑ کر لایا ہوا مرغا کھسنے کی کوشش کرتا ہے مگر کنوینر صاحب اپنی ٹانگ سے ان کی راہ فرار کو روکتے ہوئے مزید یہ اعلان کرتے ہیں کہ ”عزّت مآب کی صدارت میں جلسہ کا پہلا دور منعقد ہوگا اور صاحب صدر کے تشریف لے جانے پر ایک مختصر سے محفل شعر و لطیفہ گوئی برپا ہوگی جس کی صدارت ہمارے عارضی صدر صاحب کریں گے۔“

पकड़े हुए बकरे की पीठ थपथपाते हुए यह साबित करने की कोशिश करते हैं कि मौसूफ की सदारत में उन के जलसे की शान कुछ और बढ़ जायेगी। क्योंकि मसनदे सदारत पर उन की मौजूदगी आमद बमुकाबला 'आबुरद' की हैसियत रखती है। इसके बाद नये सदर को तालियों की गूँज में हार पहनाने की करवाई सर-अंजाम पाती है।

हाजेरीन कराम! खाकसार बयान कर चुका है कि बाज औकात सदरे-एलान करदा की नकलो-हरकत से मुताल्लेकीन और गैर मुताल्लेकीन हर दो नावाकिफ होते हैं। ऐसे ही बैकग्राउंड में असली सदर के तुलूअ न होने पर जब सामेईन में से पकड़े हुये मोहरे को सदारती हार पहनाया जा रहा था, तो ऐन उस वक्त अस्त सदर साहब न मालूम कहाँ कहाँ से भटकते हुए जलसे में जलवा अफरोज हो गये और आनन फानन में डाइस पर पहुँच गये। उनको वहाँ मौजूद पाकर गुलपोशी करने वाले हाथ हवा में मुन्जमिद हो गये। गुलपोशी कराने वाली झुकी गर्दन मारे शर्म के कुछ और झुक गई और सामेईन सदर के इस जोड़े को बयकवक्त डाइस पर देख कर बे अख्तियार सीटियाँ और तालियाँ बजाने लगे।

इस कैफियत में कन्वेनर जलसा ने खुद भी एक फलक शगाफ कहकहा लगाया। फिर फातेहाना अन्दाज से फरमाया कि "मुझे यकीने-कामिल था कि हमारे मोअज्जिज सदर वादा फरमा कर जरूर वादावफा करेंगे। वह देर से जरूर तशरीफ लाए हैं, मगर अदबी जलसों में देर, देर नहीं होती बल्कि मुख्वेजा रवायात¹ का सबूत फराहम करती है और बहर सूरत देर आयद दुरुस्त आयद की मसल² तो मशहूर है ही। मुझे इस बात की बड़ी मसररत है कि एलान के मुताबिक जलसे की कारवाई इज्जत मआब की सदारत में शुरू हो रही है।"

यह सुन कर ज़ाहिर है सामेईन में से पकड़ कर लाया हुआ मुर्गा खिसकने की कोशिश करता है मगर कन्वेनर साहब अपनी टॉंग से उनकी राहे-फरार को रोकते हुए मजीद यह एलान करते हैं कि "इज्जत मआब की सदारत में जलसे का पहला दौर मुन्अकिद होगा और साहब सदर के तशरीफ ले जाने पर एक मुख्तसर सी महफिले-शेरो-लतीफा-गोई बर्पा होगी जिसकी सदारत हमारे आरज़ी सदर साहब करेंगे।"

1. जारी परम्परा 2. कहावत

اس اعلان پر مزید سیٹیوں، تالیوں اور کرسیوں کی سیٹیوں کو پھینکے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ اصلی صدر کو ہار پہنایا جاتا ہے جس کو گلے سے اتار کر موصوف میز پر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ پھر تصویر لی جاتی ہے اور کنوینر صاحب میز پر سے ہار اٹھا کر ایک کارکن کے حوالے کر دیتے ہیں تاکہ تصویر کشی میں آسانی ہو۔ مگر وہ کارکن کو یہ تاکید بھی کر دیتے ہیں کہ ہار کو محفل شعر کے صدر کے لیے محفوظ رکھنا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ یہ ہار اپنی افادیت کی آخری منزل پر اس وقت پہنچتا ہے جب کنوینر صاحب اس کو دوسرے صدر کے پنجے سے بھی بچا کر بالآخر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور اپنی بیگم کو بھی یہ کہہ کر خوش کر دیتے ہیں کہ ع

ہار پھولوں کا میری جان تیرے واسطے آخر شب

لیکن جب بانیان جلسہ کی گرفت میں کوئی نامور، اہم، محسوس اور چکنی ہستی نہیں آتی ہے اور ایسا بار بار ہوتا آیا ہے کہ کوئی نیا ٹھکانہ کھل جاتا ہے، مثلاً اسبلی کی تحلیل، وزرات کی نئی تشکیل، قلم دانوں کی نئی تقسیم، کسی غیر متوقعہ اور اچانک وفات سے کسی اہم جگہ کا خالی ہو جانا، الیکشن کی آمد اور دی فیکٹرز کی آمد و رفت وغیرہ سے اہم شخصیتیں اپنے معمول کے سب معمولی کام چھوڑ کر اپنے رشتے استوار کرنے، اپنے لیے زیادہ اہم مقام حاصل کرنے کے لیے مختلف مقامات کے دوروں پر نکل پڑتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر ”ناش“ منڈی سے دفعتاً اسی طرح غائب ہو جاتے ہیں جس طرح مداری کی تھیلی سے انڈے، راشن کی دکان سے شکر یا کیروسین کا تیل اور میری کھوٹی پر لٹکانی ہوئی پتلون کی جیب سے ریزگاری۔ ان حالات میں بانیان جلسہ کو کسی ن۔م۔ش یعنی نہایت معمولی شخصیت کی تلاش ہوتی ہے۔ مگر شخصیت خواہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو اس میں بھی صدارت کا رتبہ حاصل کرنے کے لیے چند خوبیوں کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔

سب سے پہلے غیر اہم شخص کے حلیے کو دیکھا جاتا ہے۔ سوال خوبصورتی کا نہیں ہوتا، بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایسا شخص معقول ہونے کے علاوہ دید کے ناقابل نہ ہو۔ اس کی صورت شکل ڈراونی اور گھٹاونی نہ ہو اور محفل میں مستورات کو مسلسل گھورنے والا نہ ہو۔ اور اس بات کی پڑتال بھی کر لی جاتی ہے کہ اس کے پاس کم از کم ایک جوڑا کپڑوں کا

इस एलान पर मजीद सीटियाँ, तालियों और कुर्सीयों की सीटों को पीटने की आवाजें बुलन्द होती हैं। असली सदर को हार पहनाया जाता है जिसको गले से उतार कर मौसूफ मेज़ पर सामने रख देते हैं। फिर तस्वीर ली जाती है और कन्वेनर साहब मेज़ पर से हार उठा कर एक कारकुन के हवाले कर देते हैं ताकि तस्वीरकशी में आसानी हो। मगर वह कारकुन को यह भी ताकीद कर देते हैं कि हार को महफिले-शेर के सदर के लिए महफूज़ रखना है। यहाँ इस बात की वज़ाहत कर देना ज़रूरी है कि यह हार अपनी अफादियत की आखरी मंज़िल पर उस वक़्त पहुँचता है जब कन्वेनर साहब दूसरे सदर के पंजे से बचा कर बिलआखिर अपने घर ले जाते हैं और अपनी बेगम को भी यह कह कर खुश कर देते हैं कि —

हार फूलों का मेरी जान तेरे वास्ते है आखिरे-शब

लेकिन जब बानियाने जलसा की गिरफ्त में कोई नामवर, अहम, ठोस और चिकनी हस्ती नहीं आती और ऐसा बारहा होता आया है कि कोई नया शगूफ़ा खिल जाता है, मसलन ऐसेम्बली की तहलील, वज़रात की नई तश्कील, कलमदानों की नई तक्सीम, किसी ग़ैर मतवक्का और अचानक वफ़ात से किसी अहम जगह का खाली हो जाना, इलेक्शन की आमद और दी फैक्टर्स की आमदो-रफ्त वग़ैरह से अहम शख़सियतें अपने मामूल के सब मामूली काम छोड़कर अपने रिश्ते उस्तवार करने, अपने लिए ज़्यादा अहम मोकाम हासिल करने के लिए मुख्तलिफ़ मोकामात के दौरे पर निकल पड़ते हैं। ऐसे मौकों पर "नाश" मंडी से दफ़अतन उसी तरह गायब हो जाते हैं जिस तरह मदारी की थैली से अन्डे, राशन की दूकान से शकर या केरोसेन का तेल और मेरी खूटी पर लटकाई हुई पतलून की जेब से रेज़गारी। इन हालात में बानियाने जलसा को किसी नून, मीम, शीन यानी निहायत मामूली शख़सीयत की तलाश होती है। मगर शख़सीयत ख़वाह कितनी ही मामूली क्यों न हो उस में भी सदारत का रुतबा हासिल करने के लिए चन्द खूबियों की मौजूदगी ज़रूरी होती है।

सब से पहले ग़ैर-अहम शख़्स के हुलिए को देखा जाता है। सवाल ख़ूबसूरती का नहीं होता, बल्कि यह देखा जाता है कि ऐसा शख़्स माकूल होने के एलावा दीद के नाकाबिल न हो। उस की सूरत शक़ल डरावनी और घिनावनी न हो और महफिल में मस्तूरात¹ को मुसलसल घूरने वाला न हो। और इस बात की पड़ताल भी कर ली जाती है कि उस के

1. महिलाओं

ایسا ہو جن کو پہن کر وہ جلسہ میں معقول سا انسان نظر آئے۔ ان امور کے متعلق اطمینان کر لینے کے بعد اس کے کپڑے پہننے کے سلیقہ پر بھی نظر ڈالی جاتی ہے، کیوں کہ بعض ایسے شرفا بھی سفید پوشوں میں نظر آتے ہیں جو اپنی بہترین بش ٹرٹ کا ستیاناس اس طرح کر کے رکھ دیتے ہیں کہ اوپر کے دو بٹن چھوڑ کر تیسرے بٹن کو سب سے اوپر والے کاج میں لگا دیتے ہیں اور اپنی اس حماقت سے بالکل بے خبر رہتے ہیں۔ بعض یہی سلوک پتلون کے سامنے کے دو بٹنوں اور کاجوں کے ساتھ ردوار کھتے ہیں۔ اور پھر کئی ایسے بھی بے خبر ہوتے ہیں جو پتلون کے زپ یا بٹنوں کے استعمال کو یکسر بے ضرورت سمجھتے ہیں۔

خیر ان بے ہودگیوں سے ہٹ کر صدر کے انتخاب میں صدر کی صحت کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے۔ بانیان جلسہ اپنے شکار کو بالکل اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح کوئی ماہر باروچی مرغ خریدتے وقت اس کے صحت مند ہونے کا یقین کر لینا چاہتا ہے۔ بات یہ ہے کہ زندگی اس وقت ایک ایسے دور سے دوچار ہے جس میں عام سفید پوش سیاہ منڈی میں سفید چینی کی قیمت سن کر مارے غصہ کے لال پیلا ہو جاتا ہے۔ وہ چینی کو چائے کی پیالی میں اسی احتیاط اور اختصار سے ڈالتا ہے جیسے کوئی ہو میو پیٹھک ڈاکٹر دوائی کی پڑیاں بتا رہا ہو، صابن کی قیمتوں کی ترقی اقبال کی وجہ سے اس کے استعمال میں اس پر اس طرح نرمی سے ہاتھ پھیرتا ہے جس طرح کوئی بزرگ کسی بر خوردار کو دعا دیتے وقت اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتا ہے۔ اور ٹوٹھ پیٹ کی قیمتوں پر آئے ہوئے عروج سے مرعوب ہو کر اس کو ٹوٹھ برش پر ایسی چابکدستی سے بکھیرتا ہے جس طرح کوئی پتھالوجی کا ماہر قطرہ خون کو شیشے کی سلائیڈ پر یہ جاننے کے لیے پھیلاتا ہے کہ آخر اس نے مریض کے دل میں اس قدر شور کیوں مچا رکھا تھا۔ ایسے دور حیات میں صاحب صدر کے رفیعہ حیات کی پختگی کو جاننا اس لیے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ کہیں دوران جلسہ صاحب صدر پر دل کا دورہ نہ پڑ جائے اور منتظمین جلسہ کے لیے یہ ضروری ہو جائے کہ پہلے کسی ڈاکٹر کو فوراً فراہم کریں۔ پھر اسٹریچر اور امبولنس کا انتظام کریں، صدر کو اس میں ڈال کر اسپتال پہنچائیں اور اگر موصوف راستہ ہی میں ملک عدم کے راستہ پر پڑ جائیں تو ان کے کفن و دفن کا اہتمام بھی کریں۔

پھر بانیان جلسہ اس بات کا یقین بھی کر لینا چاہتے ہیں کہ صدارت کے لیے

पास कम अज कम एक जोड़ा कपड़ों का ऐसा जोड़ा हो जिनको पहन कर वह जलसे में माकूल सा इन्सान नज़र आये। इन उमूर के मुतआलिक इत्मीनान कर लेने के बाद उसके कपड़े पहनने के सलीके पर भी नज़र डाली जाती है, क्योंकि बाज़ ऐसे शोरफा भी सफ़ेद पोशों में नज़र आते हैं जो अपनी बेहतरीन बुश-शर्ट का सत्यानाश इस तरह कर के रख देते हैं कि उपर के दो बटन छोड़ कर तीसरे बटन को सब से उपर वाले काज में लगा देते हैं और अपनी हिमाकत से बिल्कुल बे ख़बर रहते हैं। बाज़ यही सुलूक पतलून के सामने के दो बटनों और काजों के साथ रवा रखते हैं। और फिर कई ऐसे भी बे ख़बर होते हैं जो पतलून की जिप के इस्तेमाल को यकसर बे ज़रूरत समझते हैं।

ख़ैर इन बेहूदगियों से हटकर सदर के इन्तखाब में सदर की सेहत का जायज़ा भी लिया जाता है। बानियाने-जलसा अपने शिकार को बिल्कुल उसी तरह देखते हैं जिस तरह कोई माहिर बावरची मुर्ग़ ख़रीदते वक़्त उसके सेहतमंद होने का यकीन कर लेना चाहता है। बात यह है कि जिंदगी इस वक़्त एक ऐसे दौर से दोचार है जिस में आम सफ़ेद पोश सियाह मंडी में सफ़ेद चीनी की कीमत सुनकर मारे गुस्से के लाल पीला हो जाता है। वह चीनी को चाय की प्याली में उसी एहतयात और एख़्तसार से डालता है जैसे कोई होमियोपैथिक डाक्टर दवाई की पुड्यौ बना रहा हो, साबुन की कीमतों की तरक्कीए-इक़बाल की वजह से इस के इस्तेमाल में उस पर इस तरह नरमी से हाथ फेरता है जिस तरह कोई बुजुर्ग़ किसी बरख़ुरदार को दुआ देते वक़्त उसके सर पर शफ़क़त से हाथ फेरता है। और दूध पेस्ट की कीमतों पर आये हुए उरुज से मरऊब होकर उसको दूध ब्रश पर ऐसी चाबुकदस्ती से बिखेरता है जिस तरह कोई पैथालोजी का माहिर कतरए-खून को शीशे की स्लाइड पर से जानने के लिए फैलाता है कि आख़िर इस ने मरीज़ के दिल में इस कद्र शोर क्यों मचा रखा था। ऐसे दौरे हयात में साहबे सदर के रिश्तए-हयात की पुख़्तगी को जाँचना इसलिए ज़रूरी समझा जाता है कि कहीं दौराने जलसा साहबे सदर पर दिल का दौरा न पड़ जाये और मुन्तज़ेमीने-जलसा के लिए यह ज़रूरी हो जाए कि पहले किसी डाक्टर को फ़ौरन फ़राहम करें। फिर स्ट्रेचर और एम्बुलेंस का इन्तज़ाम करें, सदर को उस में डाल कर अस्पताल पहुँचाएं और अगर मौसूफ़ रास्ते ही में मुल्के-अदम के रास्ते पर पड़ जायें तो उनके कफ़न दफ़न का एहतमाम भी करें।

फिर बानियाने जलसा इस बात का यकीन भी कर लेना चाहते हैं कि सदरत के लिए जिस शख़्स को गांठा जा रहा है वह पाबंदी से

جس شخص کو گانٹھا جا رہا ہے وہ پابندی سے وقت پر جلسہ گاہ وارد ہو جائے گا۔ وہ کسی ایسے جھیلے میں پڑنا نہیں چاہتے جس میں صاحب صدر انکم ٹیکس نہ دینے کی پاداش میں گرفتار ہو کر بوقت صدارت جیل خانے میں تشریف فرما، محضروں اور کھٹلوں سے خبردار آزمائی کر رہے ہوں یا پھر گرفتار ہونے کے ڈر سے راہ فرار اختیار کر چکے ہوں۔ چنانچہ وہ ایسے سفید پوش کو ڈھونڈتے ہیں جو انکم ٹیکس کے حکم کی دسترس سے باہر ہو، مگر ایسا بھی نہ ہو جو اپنی شرافت کو بھاڑ میں جھونکتے ہوئے منہ پھاڑ کر سفر خرچ، بھتہ، اور صدارت کے دوران پہنے جانے والے کپڑوں کی دھلوائی اور استری کروانے کے اخراجات طلب کر بیٹھے۔ ان کے پیش نظر تو ایسا شخص ہوتا ہے جو نہ صرف سفر خرچ وغیرہ کا مطالبہ نہ کرے بلکہ مقام جلسہ پر پہنچنے کے لیے جو راستہ اسے اختیار کرنا ہو اس راہ پر آتے ہوئے چند کارکنوں کو بھی اپنی شکستہ حال موٹر میں بٹھا کر ساتھ لیتا آئے تاکہ صاحب صدر کو جلسہ گاہ کی تلاش میں زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ بعض مرتبہ تو ہوشیار جلسہ ساز تکلف برطرف کرتے ہوئے صدر جلسہ کو اس بات کا پابند بھی کر دیتے ہیں کہ آتے ہوئے مائیکروفون فٹ کرنے والے کو ساز و سامان کے ساتھ لیتے آئیں۔ ایسی صورت میں بعض مرتبہ ایسی صورت حال بھی پیدا ہو چکی ہے کہ لفٹ دینے کے بعد مائیکروفون لگانے کی اجرت بھی صاحب صدر کو بالآخر ادا کرنی پڑی، کیوں کہ جلسہ کے بعد جملہ بانیان و منتظمین جلسہ ہوا میں تحلیل ہو گئے تھے!

.....

वक्त पर जलसा गाह वारिद हो जायेगा। वह किसी ऐसे झमेले में नहीं पड़ना चाहते जिस में साहबे सदर इन्कम टैक्स न देने की पादाश में गिरफ्तार होकर बवक्ते सदरत जेल खाने में तशरीफ़ फ़रमा, मच्छरों और खटमलों से नबर्द आजमाई कर रहे हों या फिर गिरफ्तार होने के डर से राहे-फ़रार अख़्तियार कर चुके हों। चुनावें वह ऐसे सफ़ेद-पोश को दूँढते हैं जो इन्कम टैक्स के मोहकमे की दस्तरस से बाहर हो, मगर ऐसा भी न हो जो अपनी शराफ़त को भाड़ में झोंकते हुए मुँह फाड़ कर सफ़र खर्च, मत्ता, और सदरत के दौरान पहने जाने वाले कपड़ों की धुलवाई और स्त्री करने वाले के एख़राजात तलब कर बैठे। उन के पेशे-नज़र तो ऐसा शख्स होता है जो न सिर्फ़ सफ़र खर्च वगैरह का मोतालबा न करे बल्कि माक़ामे जलसा पर पहुँचने के लिए जो रास्ता उसे अख़्तियार करना हो उस राह पर आते हुए चन्द कारकुनों को भी अपनी शिकस्ता हाल मोटर में बिठा कर साथ लेता आये ताकि साहबे सदर को जलसा-गाह की तलाश में जहमत न उठानी पड़े। बाज़ मर्तबा तो होशियार जलसा साज़ तकल्लुफ़ बरतरफ़ करते हुए सदरे-जलसा को इस बात का पाबन्द भी कर देते हैं कि आते हुए माइक्रोफ़ोन फिट करने वाले को साज़ों-सामान के साथ लेते आयें। ऐसी सूरत में बाज़ मर्तबा ऐसी सूरते हाल भी पैदा हो चुकी है कि लिफ़्ट देने के बाद माइक्रोफ़ोन लगाने की उजरत भी साहबे सदर को बिलआख़िर अदा करनी पड़ी, क्योंकि जलसे के बाद जुम्त्ता बानियाने व मुन्तज़ेमीने जलसा हवा में तहलील हो गये थे!

• • • • •

دماغ چاٹنے والے

میرے ملاقاتیوں کی تعداد متعین نہیں ہے مگر ان میں چند ملاقاتی ایسے ہیں جن کے بارے میں رہ رہ کر مجھے یہ خیال آتا ہے کہ کاش اُن سے میری ملاقات نہ ہوتی یا کاش اب اُن سے میری راہ و رسم منقطع ہو جائے۔ یہ ضرور ہے کہ پہلی بار جب میں کسی ملاقاتی سے ملتا ہوں تو عادتاً یہ ضرور کہہ دیتا ہوں کہ ”مجھے آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی“..... یہ جملہ تو بالکل رسمی ہے اس کے معنی و مفہوم اور اس کی اہمیت پر غور کیے بغیر خود بخود زبان سے نکل جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اس جملے سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے اور اس لیے بار بار ملاقات کی جائے کہ پہلی بار مجھے ان سے مل کر بڑی خوشی ہوئی تھی۔ ویسے اب میں سچ بچ بتا دوں کہ اب تو ان ملاقاتیوں سے مل کر مجھے بے حد کوفت ہوتی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ذرا ڈھیٹ بن کر، ذرا بے مروت ہو کر صاف صاف کہہ دوں کہ صاحبان! میں آپ سے ہرگز نہیں ملنا چاہتا۔ مجھے آپ سے مل کر نہ پہلی بار خوشی ہوئی تھی اور نہ اب ہوئی ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو سکتی ہے۔ میں بڑی عاجزی سے درخواست گزار ہوں کہ مجھے معاف کیجیے اور خدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دیئے۔

दिमाग चाटने वाले

मेरे मुलाकातियों की तादाद मोअइय्यन¹ नहीं है मगर उनमें चंद मुलाकाती ऐसे हैं जिनके बारे में रह-रहकर मुझे खयाल आता है कि काश उनसे मेरी मुलाकात न हुई होती या काश अब उनसे मेरी राहो-रस्म मुन्कता हो जाये। यह जरूर है कि पहली बार जब मैं किसी मुलाकाती से मिलता हूँ तो आदतन यह जरूर कह देता हूँ कि "मुझे आपसे मिलकर बड़ी खुशी हुई..... यह जुम्ला तो बिल्कुल रस्मी है इसके माने व मफहूम और इसकी अहमियत पर गौर किये बगैर खुद-बखुद ज़बान से निकल जाता है। लेकिन इसका यह मतलब तो नहीं कि इस जुम्ले से नाजायज़ फ़ायदा उठाया जाय और इसलिए बार-बार मुलाकात की जाये कि पहली बार मुझे उनसे मिलकर बड़ी खुशी हुई थी। वैसे अब मैं सचमुच बता दूँ कि अब उन मुलाक़तियों से मिलकर मुझे बड़ी कोफ़्त होती है। जी चाहता है ज़रा ठीट बनकर, ज़रा बेमुरव्यत होकर साफ़ कह दूँ कि साहिबान! मैं आपसे हर्गिज़ नहीं मिलना चाहता। मुझे आपसे मिलकर न पहली बार खुशी हुई थी और न अब हुई है और न आइन्दा कभी हो सकती है। मैं बड़ी आजिजी से दरख्वास्त गुज़ार दूँ कि मुझे माफ़ कीजिये और खुदा के लिए मेरा पीछा छोड़िये।

لیکن کیا اب میں ایسا کہہ سکتا ہوں؟ نہیں نہیں، شاید میں ایسا نہیں کہہ سکتا۔ میں لاکھ کوشش کروں تب بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ کیوں کہ مجھ میں وہ اخلاقی جُرات ہی نہیں ہے جس کی ہر بڑے آدمی نے تلقین کی ہے اور جو ابتدائے آفرینش سے آج تک (میںغیروں اور غیر معمولی آدمیوں کو چھوڑ کر) کسی انسان میں پیدا نہ ہو سکی۔ اس دُنیاے آب و گل میں اخلاقی جُرات کو اتنی اہمیت حاصل نہیں ہے جتنی کہ اخلاقی بُودلی کو حاصل ہے۔ اخلاقی بُودلی کے لیے دل گردے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اخلاقی جُرات رکھنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ لیکن چوں کہ میرے دل گردے بہت کمزور ہیں اور فطرتاً تن آسان بھی ہوں اس لیے مجھ میں اخلاقی جُرات پیدا ہو ہی نہیں سکتی، چنانچہ ہر زید، بکر، عمر سے پہلی ملاقات پر میں بے کھلے یعنی بغیر سوچے سمجھے کہہ دیتا ہوں کہ مجھے آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔

مگر ازراہ انصاف آپ فرمائیے کہ سید شاہ ضیاء الحسن سے مل کر کسی صحیح عقل و دماغ رکھنے والے انسان کو خوشی ہو سکتی ہے؟

مجھے اپنے دوست محمد ریاض خاں پر بے حد غصہ آتا ہے کہ جس نے سید شاہ ضیاء الحسن سے ایک مبارک یا مخوس دن میرا تعارف کرایا۔ یہ کوئی سخن سازی نہیں بلکہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جس دن بھی سید شاہ ضیاء الحسن سے کسی شخص کا تعارف ہوگا وہ دن اس شخص کے لیے یقیناً ایک مخوس دن ہوگا۔ چنانچہ میری زندگی میں اب اس مخوس دن کے علاوہ روز بروز مخوس گھڑیوں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ کیوں کہ یہ سید شاہ ضیاء الحسن روز بروز مجھ سے ملتا ہے۔ میں جتنا اس سے دُور بھاگتا ہوں اتنا ہی تیزی سے میری طرف دوڑتا ہے۔ مجھے پکڑ لیتا ہے اور مجھے اپنی ٹھکست مان کر مجبوراً دانت کھول کر مسکراتا پڑتا ہے اور پھر میں پوچھتا ہوں:

”اوہ، سید شاہ ضیاء الحسن صاحب! کہیے مزاج تو اچھے ہیں؟“ اب پھر کچھ نہ پوچھیے۔ سید شاہ ضیاء الحسن کی زبان چلنے لگتی ہے۔ اس کی زبان چلنے لگتی ہے تو پھر گھنٹوں چلتی رہتی ہے رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ بیٹھے اور اپنے صبر و ضبط کا امتحان دیتے رہیے۔ نتیجتاً ناکامی آپ کو یا مجھے ہی ہوگی۔ سید شاہ ضیاء الحسن کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔

وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ چوں کہ وہ دو دو تین تین گھنٹوں تک بے مکان

लेकिन अब मैं ऐसा कह सकता हूँ? नहीं-नहीं, शायद मैं ऐसा नहीं कह सकता। मैं लाख कोशिश करूँ तब भी ऐसा नहीं कह सकता। क्योंकि मुझमें वह अख्लाकी जुर्रत ही नहीं है जिसकी हर बड़े आदमी ने तत्कीन की है और जो इब्नेदए-आफरीनश¹ से आज तक (पैगम्बरों और गैर मामूली आदमियों को छोड़कर) किसी इन्सान में पैदा न हो सकी। इस दुनियाए-आबो-गिल में अख्लाकी जुर्रत को इतनी अहमियत हासिल नहीं है जितनी कि अख्लाकी बुजदिली को हासिल है। अख्लाकी बुजदिली के लिए गुर्दे की ज़रूरत नहीं। अलबत्ता अख्लाकी जुर्रत रखना बड़े दिल गुर्दे का काम है। लेकिन चूँकि मेरे दिल गुर्दे बहुत कमजोर हैं और फितरतन तन-आसान भी हूँ इसलिए मुझमें अख्लाकी जुर्रत पैदा हो ही नहीं सकती, चुनान्चे हर ज़ैद, बकर, उमर से पहली मुलाकात पर मैं बे खटक़े यानी बगैर सोचे समझे कह देता हूँ कि आपसे मिलकर बड़ी खुशी हुई।

मगर अज राहे-इन्साफ़ आप फरमाइये कि सैयद शाह जियाउल हसन से मिलकर किसी सही अक्लो-दिमाग़ रखने वाले इन्सान को खुशी हो सकती है?

मुझे अपने दोस्त मुहम्मद रियाज़ ख़ाँ पर बेहद गुस्सा आता है कि जिसने सैयद शाह जियाउल हसन से एक मुबारक या मनहूस दिन मेरा तआरूफ़ कराया। यह कोई सुखान-साज़ी² नहीं बल्कि एक खुली हुई हकीकत है कि जिस दिन सैयद शाह जियाउल हसन से किसी शख्स का तआरूफ़ होगा वह दिन उस शख्स के लिए यकीनन एक मनहूस दिन होगा। चुनान्चे मेरी जिन्दगी में अब इस मनहूस दिन के अलावा रोज़-बरोज़ मनहूस घड़ियों में इज़ाफ़ा होता जा रहा है। क्योंकि यह सैयद शाह जियाउल हसन रोज़-रोज़ मुझसे मिलता है। मुझे पकड़ लेता है और मुझे अपनी शिकस्त मानकर मजबूरन दाँत खोलकर मुस्कुराना पड़ता है और फिर मैं पूछता हूँ :

“ओह, सैयद शाह जियाउल हसन साहब! कहिये मिजाज तो अच्छे हैं?” अब फिर कुछ न पूछिए। सैयद शाह जियाउल हसन की ज़बान चलने लगती है। उसकी ज़बान चलने लगती है तो फिर घंटों चलती रहती है, रुकने का नाम ही नहीं लेती। आप बैठें और अपने सब्बो-ज़ब्ब का इम्तेहान देते रहिए। नतीजतन नाकामी आपको या मुझको होगी। सैयद शाह जियाउल हसन कभी नाकाम नहीं हो सकता।

वह इस खुशफहमी में मुबतला है कि चूँकि वह दो-दो तीन-तीन घंटों तक बेतकान गुफ्तगू कर सकता है और सुनने वाले चुपचाप उसकी

ٹھٹھو کر سکتا ہے اور سننے والے چپ چاپ اس کی باتیں سنتے رہتے ہیں تو یقیناً اس کی ٹھٹھو بڑی دلچسپ ہوتی ہے جیسی تو لوگ اپنے زخم جگر کو دیکھنے کی بجائے ہمت نہ گھٹا کر بڑے انہماک سے اس کی باتیں سنتے رہتے ہیں۔

سید ضیاء الحسن کبھی یہ جاننے یا محسوس کرنے کی کوشش نہیں کرے گا کہ آپ کس موڈ میں ہیں۔ وہ اس کی کبھی پروا نہیں کرے گا کہ آپ کو بخار اور درد ہے یا آپ اپنی محبوبہ کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ اسے تو بس یہ خوش فہمی ہے کہ وہ بڑا دلچسپ باتونی یا ایک اچھا مجلسی آدمی ہے۔ اس لیے وہ باتیں شروع کر دیتا ہے۔ ہر قسم کی باتیں، ہر موضوع کی باتیں، ایران کی باتیں، توران کی باتیں، جہل باتیں، بے کار باتیں۔ ضیاء الحسن باتیں ہی باتیں کرتا رہتا ہے۔ مگر نزدیک سے بغور دیکھنے پر بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ باتیں نہیں کر رہا بلکہ اپنے مخالف کا دماغ چاٹ رہا ہے۔

میں مانتا ہوں کہ انسان کے حلق میں زبان اسی لیے جڑ دی گئی ہے کہ وہ باتیں کرے۔ باتیں کرنا ہرگز کوئی غیر انسانی حرکت نہیں۔ مگر مجھے یہ کہنے میں ذرہ برابر بھی ہاک نہیں ہے کہ دماغ چائنا یقیناً غیر انسانی حرکت ہے۔

ضیاء الحسن جب کبھی ملتا ہے تو پہلے یہ ضرور کہہ دیتا ہے ”نہیں نہیں، کوئی خاص بات نہیں، بس ادھر سے گزر رہا تھا۔ سوچا تم سے دو ایک منٹ کے لیے باتیں کرتا چلوں۔“ اب سنیے اس کی دو ایک منٹ کی باتیں۔

”ارے بھئی..... کچھ سائنم نے..... ابھی ابھی ایک افسوسناک واقعہ ہوا۔ وہ موہن لال ہے نا..... چلتی گاڑی سے گر پڑا۔ بیچارے کو بڑی سخت چوٹ آئی۔“

میں پوچھتا ہوں:

”کون موہن لال؟“

وہ حیرت سے کہتا ہے!

”ارے موہن لال کو نہیں جانتے۔ ہاں ہاں، موہن لال کو تم نہیں جانتے۔ تم اس سے کبھی ملے ہی نہیں۔ موہن لال بیچارہ ایک بڑا پیارا دوست ہے۔ ڈپٹی دیان رائن کا بھانجا۔ بڑا دلچسپ، ہنس مکھ بالکل ڈپٹی نرائن کی طرح خوش مذاق اور زندہ دل..... ہے

बातें सुनते रहते हैं तो यकीनन उसकी गुफ्तगू बड़ी दिलचस्प होती है, जमी तो लोग अपने जख्मे-जिगर को देखने के बजाए हमातन-गोश¹ होकर बड़े इन्हमाक से उसकी बातें सुनते रहते हैं।

सैयद शाह जियाउल हसन कभी यह जानने या महसूस करने की कोशिश नहीं करेगा कि आप किस मूड में हैं। वह इसकी कभी परवा नहीं करेगा कि आपको बुखार और दर्द-सर है या आप अपनी महबूबा का बेचैनी से इन्तज़ार कर रहे हैं। उसे तो बस यह खुशफहमी है कि वह बड़ा दिलचस्प बातूनी या एक अच्छा मजलिसी आदमी है। इसलिए वह बातें शुरू कर देता है। हर किस्म की बातें, हर मौजू की बातें, ईरान की बातें, तूरान की बातें, मोहमल बातें, बेकार की बातें। जियाउल हसन बातें ही बातें करता रहता है। मगर नज़दीक से बगौर देखने पर भी पता नहीं चलता कि वह बातें नहीं कर रहा है बल्कि अपने मुखालिफ का दिमाग चाट रहा है।

मैं मानता हूँ कि इन्सान के हलक में ज़बान इसी लिए जड़ दी गई है कि वह बातें करे। बातें करना हर्गिज कोई गैर-इन्सानी हरकत नहीं। मगर मुझे यह कहने में ज़र्रा बराबर भी बाक नहीं है कि दिमाग चाटना यकीनन गैर-इन्सानी हरकत है।

जियाउल हसन जब कभी मिलता है तो पहले यह ज़रूर कह देता है "नहीं-नहीं, कोई ख़ास बात नहीं, बस इधर से गुज़र रहा था। सोचा तुमसे दो-एक मिनट के लिए बातें करता चलूँ।"

अब सुनिये उसकी दो-एक बातें।

"अरे मई.....कुछ सुना तुमने.....अमी-अमी एक अफ़सोसनाक याक़या हुआ। वह मोहन लाल है ना.....चलती गाड़ी से गिर पड़ा। बेचारे को सख़्त चोट आई"

मैं पूछता हूँ :

"कौन मोहन लाल?"

वह हैरत से कहता है!

"अरे मोहन लाल को नहीं जानते। हौं-हौं, मोहन लाल को तुम नहीं जानते। तुम उससे कभी मिले ही नहीं। मोहन लाल बेचारा एक बड़ा प्यारा दोस्त है। डिप्टी दया नारायण का भांजा। बड़ा दिलचस्प, हंसमुख

1. ध्यानपूर्वक

ہے، ڈپٹی دیانرائن کی کیا تعریف کی جائے ابھی ابھی بچھلی جولائی میں وہ سورمباش ہوئے ہیں..... بڑی حسرتناک موت تھی..... ہاں اس حسرتناک موت پر خوب یاد آیا۔ وہ بیچارا قمر الدین بھی تو مر گیا۔ اس کی موت بھی بڑی دردناک تھی۔ قمر الدین کو بھی شاید تم نہیں جانتے بیچارے کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔

ارے ہاں ابھی..... تمہارے چھوٹے بچے کا مزاج اب کیسا ہے؟ کون سے ڈاکٹر کا علاج کروا رہے ہو۔ آج کل تو یہاں کوئی اچھا ڈاکٹر ہے ہی نہیں۔ سب نیم حکیم خطرہ جان ہیں۔ اب تو یار میرے علاج کرنے والے بھی ڈاکٹر ہیں اور کالج پڑھانے والے بھی ڈاکٹر ہیں۔ اس پر ایک بات یاد آئی۔ وہ جو ڈاکٹر فاروق حسین جو معاشیات کے پروفیسر تھے انھوں نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ بڑا خوددار آدمی تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں دو ہی خوددار آدمی دیکھے ہیں۔ ایک تو ڈاکٹر فاروق حسین، دوسرا اپنا محمد قاسم طلبہ مرچنٹ، تم نے محمد قاسم طلبہ مرچنٹ کا وہ واقعہ تو ضرور سنا ہوگا کہ ایک بار انھوں نے ایک بڑے رئیس کا طلبہ درست کرنے سے انکار اس لیے کر دیا تھا کہ رئیس نے دکان کے باہر ہی موٹر میں بیٹھے بیٹھے بڑی رعونت سے کہا تھا کہ:

”اے میاں طلبہ والے! ادھر آؤ اسے درست کرتا ہے“

محمد قاسم خوددار آدمی تھا۔ اُس نے ویسے دکان میں ہی بیٹھے بیٹھے کہا:

”غرض پڑی ہے تو موٹر سے اتر کر یہاں آؤ، ورنہ اپنا راستہ ٹاپو!“

یہ ہے خودداری — تجارت کرتا ہے، آزاد پیشہ آدمی ہے۔ وہ بھلا کسی رئیس کا دبتل کیوں ہو؟ وہ تو اس وقت — ارے بھائی جلیس! اٹھ کھڑے ہو گئے۔ اماں یار بیٹھو۔ کہاں جا رہے ہو بیٹھو بھی بیٹھو۔“

مگر میں نے جواب دیا کہ مجھے ساڑھے گیارہ بجے ایک صاحب سے ملنا ہے۔ معاف کرنا۔ ضیاء الحسن! میں محمد قاسم طلبی کی داستان خودداری پوری طرح نہ سن سکا۔ مگر کیا کروں، مجبور ہوں۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ان صاحب سے ملنا ضروری ہے اور اب گیارہ بجنے میں چندرہ منٹ باقی ہیں۔ اچھا پھر ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ۔

बिल्कुल डिप्टी नरायण की तरह खुश-मजाक और जिंदा-दिल..... है, डिप्टी नरायण की क्या तारीफ़ की जाये अभी-अभी पिछली जूलाई में वह स्वर्गवास हुए हैं..... बड़ी हसरतनाक मौत थी..... हों इस हसरतनाक मौत पर खूब याद आया। वह बेचारा कमरुद्दीन भी मर गया। उसकी मौत भी बड़ी दर्दनाक थी। कमरुद्दीन को भी शायद तुम नहीं जानते बेचारे के छोटे-छोटे बच्चे थे।”

अरे हों भई..... तुम्हारे छोटे बच्चे का मिजाज अब कैसा है? कौन से डाक्टर का इलाज करवा रहे हो। आज कल तो यहाँ कोई अच्छा डाक्टर है ही नहीं। सब नीम हकीम खतरा-जान हैं। अब तो यार मेरे इलाज करने वाले भी डाक्टर हैं और कॉलेज पढ़ाने वाले भी डाक्टर हैं। इस बात पर एक बात याद आई। वह जो डाक्टर फारुक हुसैन, जो मआशिआत¹ के प्रोफेसर थे उन्होंने इस्तीफ़ा दे दिया है। बड़ा खुदार आदमी था। मैंने अपनी जिन्दगी में दो ही खुदार आदमी देखे हैं। एक तो डाक्टर फारुक हुसैन, दूसरा अपना मुहम्मद कासिम तबला मार्चेट, तुम ने मुहम्मद कासिम तबला मार्चेट का वह वाक्या जरूर सुना होगा कि एक बार उन्होंने एक बड़े रईस का तबला दुरुस्त करने से इन्कार कर दिया था कि रईस ने दुकान के बाहर ही मोटर में बैठे-बैठे बड़ी रऊनत² से कहा था कि :

“ऐ मियाँ तबले वाले! इधर आओ इसे दुरुस्त करना है”

मोहम्मद कासिम खुदार आदमी था। उसने वैसे ही दुकान में बैठे-बैठे ही कहा :

“गर्ज पड़ी है तो मोटर से उतर के यहाँ आओ, वरना अपना रास्ता नापो!”

यह है खुदारी - तिजारत करता है, आज़ाद पेशा आदमी है। वह मला किसी रईस का दबैल क्यों हो? वह तो उस वक्त - अरे भाई जलीस साहब! उठ खड़े हो गये। अमाँ यार बैठो। कहाँ जा रहे हो बैठो भई बैठो।”

मगर मैंने जवाब दिया कि मुझे साढ़े ग्यारह बजे एक साहब से मिलना है। माफ़ करना। ज़ियाउल हसन! मैं मुहम्मद कासिम तबलची की दास्ताने-खुदारी पूरी तरह न सुन सका। मगर क्या करूँ, मजबूर हूँ। ठीक साढ़े ग्यारह बजे उन साहब से मिलना जरूरी है और अब ग्यारह बजने में पन्द्रह मिनट बाकी हैं। अच्छा फिर मुलाकात होगी।

खुदा हाफिज़।

1. अर्थशास्त्र 2. घमंड

اس کے بعد وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتا ہوں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ ساڑھے گیارہ بجے مجھے کسی صاحب سے ملنا ہے۔ مگر یہ بالکل سچ ہے کہ مجھے زخمی موہن لال یا ان کے خوش مذاق، زندہ دل ماموں ڈپٹی دیانرائن آنجنائی یا چھوٹے چھوٹے بچوں والے مرحوم قمر لکھن یا ڈاکٹر فاروق حسین سابق پروفیسر معاشیات اور خوددار طلبہ مرچنٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ موہن لال، جسے میں جانتا تک نہیں تھا بھی اگر موٹر سے گر پڑا تو میں کیا کروں؟ ڈپٹی دیانرائن بڑے خوش مذاق اور زندہ دل آدمی تھے تو وہ ہوں گے۔ قمر لکھن کی موت بڑی حسرتناک تھی تو بھی اس کی موت میں میرا کیا دخل؟..... ڈاکٹر فاروق حسین نے استعفیٰ دے دیا تو میرا کیا بگڑا؟ محمد قاسم طلبہ والے اگر خوددار ہیں تو ہوا کریں۔ مجھے تو ان سے طلبہ درست نہیں کرانا ہے۔

مجھے صرف اکیلے ضیاء الحسن ہی سے شکایت نہیں ہے۔ بلکہ ضیاء الحسن کے سارے بھائیوں سے شکوہ ہے۔ میرا روئے سخن ضیاء الحسن کے سگے یا رشتے کے بھائیوں کی طرف نہیں ہے بلکہ ضیاء الحسن کے پیٹے کے بھائیوں یعنی ضیاء الحسن کی طرح دماغ چاٹو لوگوں سے ہے۔ دماغ چاٹنا نہ صرف ایک پیشہ ہے بلکہ اس کا شمار فنون لطیفہ میں بھی ہوتا ہے۔

سید شاہ ضیاء الحسن کے ہم پیشہ بھائی، ابوالفضل صاحب ہیں۔ یہ ابوالفضل صاحب کسی ضلع کی ایک تحصیل کے پینسکار ہیں۔ اپنی کسی نہ کسی کارروائی کے سلسلے میں ہر انھوارے پندھواڑے شہر آتے رہتے ہیں، اور جب بھی مجھ سے ملتے ہیں تو پہلا سوال یہ کرتے ہیں:

”میاں تم کب آئے؟“

میں جواب دیتا ہوں:

”جی میں تو یہیں ہوں، عرصے سے یہاں رہتا ہوں۔ میں تو پانچ سال سے کسی چھوٹے سے سفر پر بھی نہیں گیا۔“

وہ فرماتے ہیں:

”اوہ، وہ شاید آپ کے بھائی ہیں جو بمبئی میں ہیں۔“

उसके बाद वहाँ से सर पर पॉव रखकर भागता हूँ। यह बिल्कुल झूट है कि साढ़े ग्यारह बजे मुझे किसी साहब से मिलना है। मगर यह बिल्कुल सच है कि मुझे जख्मी मोहन लाल या उनके खुश मजाक, जिन्दा दिल मामूँ डिप्टी दया नरायण आँजहानी या छोटे-छोटे बच्चों वाले मरहूम कमरुद्दीन या डाक्टर फारुक हुसेन साबिक प्रोफेसर मआशियात और खुद्दार तबला मर्चेट से कोई दिलचस्पी नहीं है। मोहन लाल जिसे मैं जानता तक नहीं था भई अगर मोटर से गिर पड़ा तो मैं क्या करूँ? डिप्टी दया नरायण बड़े खुश मिजाज और जिन्दा-दिल आदमी थे तो वह होंगे। कमरुद्दीन की मौत बड़ी हसरतनाक थी तो भई उसकी मौत में मेरा क्या दखल? डाक्टर फारुक हुसेन ने इस्तीफा दे दिया तो मेरा क्या बिगड़ा? मुहम्मद कासिम तबला वाले अगर खुद्दार हैं तो हुआ करें। मुझे तो उनसे तबला दुरुस्त नहीं कराना है।

मुझे सिर्फ अकेले ज़ियाउल हसन ही से शिकायत नहीं है। बल्कि ज़ियाउल हसन के सारे भाइयों से शिकवा है। मेरा रुए-सुखन ज़ियाउल हसन के सगे या रिश्ते के भाइयों की तरफ नहीं है बल्कि ज़ियाउल हसन के पेशे के भाइयों यानी ज़ियाउल हसन की तरह दिमाग-चाटू लोगों से है। दिमाग चाटना न सिर्फ एक पेशा है बल्कि इसका शुमार फुनूने-लतीफा में भी होता है।

सैयद शाह ज़ियाउल हसन के हम-पेशा भाई, अबू फज़ल साहब हैं। यह अबू फज़ल साहब किसी ज़िले की एक तहसील के पेशकार हैं। अपनी किसी न किसी कारवाई के सिलसिले में हर अठवारे पंद्रहवाड़े शहर आते रहते हैं, और जब भी मुझसे मिलते हैं तो पहला सवाल यह करते हैं :

“मियौं तुम कब आये?”

मैं जवाब देता हूँ :

“जी मैं तो यहीं हूँ, असें से यहाँ रहता हूँ। मैं तो पाँच साल से किसी छोटे से सफ़र पर भी नहीं गया।”

वह फरमाते हैं :

“ओह, वह शायद आपके भाई हैं जो बम्बई में हैं।”

میں کہتا ہوں:

”جی میرے تو کوئی بھائی بمبئی میں نہیں ہیں“

وہ مصر ہو جاتے ہیں:

”ارے، کوئی تھے میاں تمہارے بمبئی میں؟“

اب میں ان سے کس طرح بحث کروں۔ اس لیے تھوٹ مٹ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں: ”اچھا، آپ عابد حسین کو پوچھ رہے ہیں۔ جی، وہ تو بمبئی میں فلم ایکٹر بن گئے (حالانکہ عابد حسین تو یہیں ہیں اور یہیں ایک دفتر میں ملازم ہیں) وہ خوش ہو کر فرماتے ہیں:

”ہاں، میں نے کہا تھا ناں، اچھا، اب آپ کیا کر رہے ہیں؟“

جی تو چاہتا ہے کہہ دوں، جھک مار رہا ہوں مگر چونکہ وہ میرے بزرگوں کے ملنے والوں میں سے ہیں اس لیے جواب دیتا ہوں:

”جی، ایک اخبار کا ایڈیٹر ہوں“

فرماتے ہیں:

”اخبار کے ایڈیٹر ہو! خوب، اچھا، آج کل اخباروں میں کیا چھپ رہا ہے؟“

ایسے سوال کے بعد اپنا اور ان کا جی ایک کر دینے کو جی چاہتا ہے۔ مگر انسان ایک بندہ مجبور ہے اور وہ صرف تحصیل کے پیشکار ہیں بلکہ میرے بزرگوں کے ملنے جلنے والے بھی ہیں۔

وہ جب کبھی اپنی تحصیل سے شہر آتے تو ادھر کیے ہوئے سوالات ہر مرتبہ دہراتے ہیں اور دو تین گھنٹے تک برابر دماغ چاٹتے رہتے ہیں۔ مگر پرسوں میں نے انہیں بڑا چکمہ دیا۔ وہ شہر آئے تھے۔ اتفاق سے عابد روڈ پر نظر آ گئے۔ میں سائیکل پر جا رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر پکارا:

”میاں! ارے ٹھہرو، ٹھہرو، بات تو سنو“

مگر میں نے بالکل انجان ہو کر پیڈل تیز کیے اور نام جی سڑک پر مڑ گیا۔ حالاں کہ مجھے معظم جا ہی مار کیٹ جانا تھا۔

मैं कहता हूँ :

"जी मेरे तो कोई भाई बम्बई में नहीं हैं।"

वह मुसिर¹ हो जाते हैं :

"अरे, कोई थे मियाँ तुम्हारे बम्बई में?"

अब मैं उनसे किस तरह बहस करूँ। इसलिए झूट मूट कहने पर मजबूर हो जाता हूँ : अच्छा आप आबिद हुसेन को पूछ रहे हैं। जी, वह तो बम्बई में फिल्म एक्टर बन गये हैं (हालांकि आबिद हुसेन तो यहीं एक दफ्तर में मुलाजिम हैं)।

वह खुश होकर फरमाते हैं :

"हाँ, मैंने कहा था नौ, अच्छा, अब आप क्या कर रहे हैं?"

जी तो चाहता है कि कह दूँ, झक मार रहा हूँ मगर चूँकि वह मेरे बुजुर्गों के मिलने वालों में से हैं इसलिए जवाब देता हूँ :

"जी एक अखबार का एडिटर हूँ"

फरमाते हैं :

"अखबार के एडिटर हो! खूब, अच्छा, आज कल अखबारों में क्या छप रहा है?"

ऐसे सवाल के बाद अपना और उनका जी एक कर देने को जी चाहता है। मगर इन्सान एक बन्दए—मजबूर है और वह सिर्फ तहसील के पेशकार हैं बल्कि मेरे बुजुर्गों के मिलने जुलने वाले भी हैं।

वह जब भी कभी अपनी तहसील से शहर आते तो उधर किये हुए सवालात हर मर्तबा दोहराते हैं और दो-तीन घंटे तक बराबर दिमाग चाटते रहते हैं। मगर परसों मैंने उन्हें बड़ा चकमा दिया। वह शहर आये थे। इत्तफाक से आबिद रोड पर नज़र आ गये। मैं साइकिल पर जा रहा था। मुझे देखकर पुकारा :

"मियाँ! अरे ठहरो, ठहरो, बात तो सुनो"

मगर मैंने बिल्कुल अंजान होकर पैडिल तेज़ किये और नामची सड़क पर मुड़ गया। हालाँकि मुझे मोअज़्ज़म जाही मार्केट जाना था।

ضیاء الحسن کے تیسرے برادر طریقت ہمارے ایک پڑوسی بزرگ بھی محکمہ مالکداری کے پنشن یافتہ منتظم ہیں۔ انھیں بڑھاپے کی وجہ سے جلدی نیند نہیں آتی۔ اسی لیے بے خوابی کا وقت میرا دماغ چاٹنے میں گزارتے ہیں۔ روزانہ رات کو کھانے کے بعد آجاتے ہیں اور آتے ہی پہلا سوال یہ کرتے ہیں:

”سناؤ بابا! آج اخبار میں کیا لکھا ہے؟“

میں کوئی حافظہ اخبار تو نہیں ہوں۔ اس لیے عہد اخبار ان کی طرف بڑھا دیتا ہوں مگر وہ اخبار جوں کا توں واپس کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اخبار تو میں صبح کا ہی پڑھ چکا ہوں۔ اس میں کیا رکھا ہے۔ کچھ تو سناؤ۔

شالین ہندوستان پر کب ہلہ بولنے والا ہے؟“

میرا ارادہ ہے کہ کسی دن جب میرے ممبر قتل کا پیالہ چھلک جائے گا تو میں ان سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ قبلہ نہ تو شالین کو ہاؤ لے گئے نے کاٹا ہے کہ وہ ہندوستان پر حملہ کرے اور نہ مجھے کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر دو تین گھنٹوں تک اخبار کا آموختہ پڑھوں۔ آپ پنشن یافتہ ہیں۔ آپ کو بے خوابی کی شکایت ہے تو پھر آپ اپنے گھر بیٹھ کر تارے گنتے رہیے۔ میرا جوان وقت کیوں ضائع کرتے ہیں؟ میرا دماغ کہاں اتنا بیٹھا ہے کہ آپ بیٹھے چاٹا کیجیے۔ حضرت مجھے سونے دیجیے۔ رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔ اپنی بزرگی یا میری سعادت مندی سے لالٹنا جائز فائدہ تو نہ اٹھائیے۔

ضیاء الحسن کے ایک چوتھے ہم مشرب آرٹسٹ ہیں۔ لوگ انھیں ہر فن مولا کہتے ہیں مگر انھوں نے انتہائی سادگی سے اپنا مخلص بے کمال رکھا ہے۔ وہ ایک بہت اچھے شاعر، بہت اچھے افسانہ نگار، بہت اچھے مَنُور، بہت اچھے گوینے اور بہت اچھے لطیفہ گو ہیں۔ بلیکلی ترنگ بھی بہت اچھا بجاتے ہیں۔ آج کل ناچ بھی سیکھ رہے ہیں۔ مگر ایک اچھا یا خرابی یہ ہے کہ وہ ”سنانے کے مرض“ میں گرفتار ہیں۔ جب کبھی میں انھیں نظر آجاتا ہوں تو بس پکڑ کر موٹر میں بٹھا سیدھا گھر لے جاتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے کہ پہلے چائے سگریٹ پی کر تازہ دم ہو جاؤ۔ چائے پی کر پہلا ہی سگریٹ جلاتا ہوں کہ وہ اپنی تازہ

ज़ियाउल हसन के तीसरे बिरादरे—तरीकत हमारे एक पड़ोसी बुजुर्ग भी मोहकमए—मालगुजारी के पेंशन—याफ़ता मुन्तज़िम हैं। उन्हें बुढ़ापे की वजह से जल्दी नींद नहीं आती। इसीलिए बेख़ाबी का वक़्त मेरा दिमाग़ चाटने में गुज़ारते हैं। रोज़ाना रात को खाने के बाद आजाते हैं और आते ही पहला सवाल यह करते हैं :

“सुनाओ बाबा! आज अख़बार में क्या लिखा है?”

मैं कोई हाफ़िजे—अख़बार तो हूँ नहीं। इसलिए अमदन¹ अख़बार उनकी तरफ़ बढ़ा देता हूँ मगर वह अख़बार जूँ का तूँ वापिस करते हुए फरमाते हैं :

“अख़बार तो मैं सुबह ही पढ़ चुका हूँ। इसमें क्या रखा है। कुछ तो सुनाओ। स्टालिन हिन्दुस्तान पर कब हल्ला बोलने वाला है?”

मेरा इशारा है कि किसी दिन जब मेरे सन्नो—तहम्मूल का प्याला छलक जायेगा तो मैं उनसे साफ़—साफ़ कह दूँगा कि किस्सा न तो स्टालिन को बावले कुत्ते ने काटा है कि वह हिन्दुस्तान पर हमला करेगा और न मुझे कि मैं आपके साथ बैठकर दो—तीन घंटों तक अख़बार का आमोख्ता² पढ़ूँ। आप पेंशन याफ़ता हैं। आपको बेख़ाबी की शिकायत है तो फिर आप अपने घर बैठकर तारे गिनते रहिए। मेरा जवान वक़्त क्यों ज़ाया करते हैं? मेरा दिमाग़ कहाँ इतना बैठा है कि आप बैठे चाटा कीजिये। हज़रत मुझे सोने दीजिये। रात के ग्यारह बज रहे हैं। अपनी बुजुर्गी या मेरी सआदत मन्दी से लिल्लाह फ़ायदा तो न उठाइये।

ज़ियाउल हसन के एक चौथे हम—मशरब आर्टिस्ट हैं। लोग उन्हें हरफ़नमौला कहते हैं मगर उन्होंने इन्तहाई सादगी से अपना तख़ल्लुस बेकमाल रखा है। वह एक बहुत अच्छे शायर, बहुत अच्छे अफ़साना निगार, बहुत अच्छे मुसव्विर, बहुत अच्छे गवय्ये और बहुत अच्छे लतीफ़ा—गो हैं। बुलबुल तरंग भी बहुत अच्छा बजाते हैं। आज कल नाच भी सीख रहे हैं। मगर एक अच्छाई या ख़राबी यह है कि वह “सुनाने के मर्ज़” में गिरफ़्तार हैं। जब कभी मैं उन्हें नज़र आ जाता हूँ तो बस पकड़ कर मोटर में बिठा सीधा घर ले जाते हैं। हुक्म होता है कि पहले चाय सिगरेट पीकर ताज़ा हो जाओ। चाय पीकर पहला ही सिगरेट जलाता हूँ कि वह अपनी ताज़ा

1. जान बूझ कर 2. पढ़ा हुआ पाठ

نظم یا غزل شروع کر دیتے ہیں۔ اب میں ہوں کہ بات بے بات واہ واہ کہنے لگتا ہوں۔
 پندرہ بیس تازہ منظومات کا اسٹاک ختم ہو گیا تو وہ اندر سے چڑے کا موٹا بیگ لے آئے۔
 اب افسانے شروع ہوتے ہیں۔ رومانوی افسانے، سیاسی افسانے، تاریخی افسانے،
 جاسوسی افسانے۔

دو بج گئے۔ اندر سے دوپہر کا کھانا آ گیا۔ کھانا کھاتے کھاتے بھی اپنی
 نگارشات اور ان کی شان نزول زیر بحث آ جاتی ہے۔ کھانا ختم کرنے کے بعد بچے کچھ
 مقالے، تقریریں، اقتباسات، ڈائری، کچھ بڑے لوگوں کے خطوط اور کچھ فرضی
 لڑکیوں کے محبت نامے۔ لیجے اب پانچ بج گئے۔ شام کی چائے آتی ہے۔ شام کا وقت
 چوں کہ نظم کے سے وزنی پروگراموں کے لیے موزوں نہیں ہوتا۔ اس لیے لطیفہ گوئی اور
 بیت بازی شروع ہو گئی۔ رات کے آٹھ بج گئے۔ اندر سے رات کا کھانا کھاتے کھاتے
 نیبل ٹاک ہوتی ہے نو بج جاتے ہیں۔ اب ذرا سکوت اور سناٹا طاری ہو جاتا ہے مگر اس پر
 بھی شہکار دکھانے لگے۔

”یہ تاج محل ہے، یہ نخلستان ہے، یہ نیم جونیر کی تصویر ہے۔“
 ”یہ ایک لڑکی کی تصویر ہے جس کے چہرے میں عشق کی ناکامی کے تاثرات
 ظاہر کرنے کے لیے میں نے انتہائی کوشش کی ہے۔“

میری یہ تیندوے کی تصویر اب کے سال بمبئی کی آرٹ ایگزیشن میں
 بھیجی جانے والی ہے۔“

خُدا خُدا کر کے رات کے دو بج گئے۔ دو بج سے موسیقی کا پروگرام ہو گیا۔
 پھر رات کے پانچ بج گئے۔ اب بلیک ٹرنگ پر بھرویں بجانے لگے۔ یہ مجلس راگ و رنگ
 ابھی جاری تھی کہ قریب میں کسی ٹاپے سے مَرغ بول پڑا۔ ایک مسجد سے مؤذن کی اذان
 گونجی۔

فرمایا: ارے دیکھا تم نے، آرٹسٹ کو گردشِ شام و سحر کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔
 اچھا۔ ارے تمہاری آنکھیں لال ہو رہی ہیں۔ اب تم سو جاؤ۔ میں ذرا شوق کا نظارہ
 کروں۔“

नज़्म या गज़ल शुरु कर देते हैं। अब मैं हूँ कि बात बे बात वाह-वाह कहने लगता हूँ।

पन्द्रह-बीस ताज़ा मन्ज़ूमात का स्टॉक खत्म हो गया तो वह अंदर से चमड़े का मोटा बैग ले आये। अब अफ़साने शुरु होते हैं। रुमानवी अफ़साने, सियासी अफ़साने, तारीख़ी अफ़साने, जासूसी अफ़साने।

दो बज गये। अंदर से दोपहर का खाना आ गया। खाना खाते-खाते भी अपनी निगारशात और उनकी शाने-नुज़ूल ज़ेरे-बहस आ जाती हैं। खाना खत्म करने के बाद बचे-खुचे मकाले, तकरीरें, एक्लबासात, डायरी, कुछ बड़े लोगों के खुतूत और कुछ फ़र्ज़ी लड़कियों के मोहब्बत-नामे। लीजिये अब पाँच बज गये। शाम की चाय आती है। शाम का वक़्त चूँकि नज़्म नज़्म के से वज़नी प्रोग्रामों के लिए मौज़ू नहीं होता। इसलिए लतीफ़ा-गोई और बैत-बाज़ी शुरु हो गई। रात के आठ बज गये। अंदर से रात का खाना खाते-खाते टेबल-टॉक शुरु होती है, नौ बज जाते हैं। अब ज़रा सकूत और सन्नाटा तारी हो जाता है मगर उस पर भी शहकार दिखाने लगे।

“यह ताजमहल है, यह नख़लिस्तान है, यह नसीम जूनीयर की तस्वीर है।”

“यह एक लड़की की तस्वीर है जिसके चेहरे में इश्क की नाकामी के तास्सुरात जाहिर करने के लिए मैंने इन्तहाई कोशिश की है।”

“मेरी यह तेंदुये की तस्वीर — अब के साल बम्बई की आर्ट एक्जिबीशन में भेजी जाने वाली है।”

खुदा-खुदा करके रात के दो बज गये। दो बजे से मौसीकी का प्रोग्राम हो गया। फिर रात के पाँच बज गये। अब बुलबुल तरंग पर नैरवीं बजाने लगे। यह मजलिसे-रागो-रंग अभी जारी था कि करीब के किसी टापे से मुर्ग बोल पड़ा। एक मस्जिद से मोअज़्ज़िन की आज़ान गूँजी।

फरमाया: “अरे देखा तुमने, आर्टिस्ट को गर्दिशे शामो-सहर की कोई ख़बर नहीं होती। अच्छा। अरे तुम्हारी आँखें लाल हो रही हैं। अब तुम सो जाओ। मैं ज़रा शफ़क का नज़ारा करूँ”

میں سوچتا ہوں کہ کیا میں سوچاؤں؟ مگر شاید میں نہ سو سکتا ہوں اور نہ سوچ سکتا ہوں کیوں کہ میرے سر میں جتنا کچھ مغز تھا، آرٹسٹ نے سارے کا سارا چاٹ لیا ہے۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

اب مجھے یہ کرنا چاہیے کہ جب بھی مجھے دوبارہ آرٹسٹ صاحب سے ملنا پڑے تو پہلے ہی اپنی بیوی بچوں کو وصیت کر آؤں۔ تاکہ پھر میں بھی آرٹسٹ بن جاؤں اور مجھے گردش شام و سحر کی خبر ہی نہ ہو۔ ظاہری بات ہے کہ جب سارا دماغ چاٹ لیا جائے تو پھر گردش شام و سحر کی خبر ہی نہ ہوگی۔

ضیاء الحسن صاحب کے پانچویں بھائی چودھری رام کرشن جی ہیں۔ بہت بچپن سے میرے ساتھ پرائمری جماعت میں پڑھتے تھے۔ پرائمری پاس کرنے کے بعد وہ اپنے بابا کی کپڑے کی دکان پر بیٹھ گئے۔ پھر زمانہ گزر گیا میں نے بی۔ اے پاس کر لیا۔ اس کا رام کرشن جی کو بھی پتہ چل گیا۔ وہ مجھے بڑا لائق آدمی سمجھنے لگے۔ اپنے کاروباری خطوط پڑھانے اور لکھانے کے علاوہ اپنے راج پھوڑے کے علاج سے لے کر اپنی لڑکی کی شادی تک ہر معاملہ میں مجھ سے مشورہ کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو کا بار بار دہرایا جانے والا جملہ یہ ہے:

”بھئی تم علم و ادب کے خوب چرچے کرتے ہو۔ کچھ بتاؤ تو سہی کہ کیا دیسی کپڑوں کے ساتھ دلائی کپڑوں کی بھی تجارت کروں؟“

”کیا چھوٹے لڑکے کو گر جا کے اسکول میں بھیج دوں یا اپنے سرکاری مدر سے میں ہی شریک کراؤں؟“

”کیا راج پھوڑے کا آپریشن کراؤں یا دوائیاں ہی کھاتا رہوں؟“

”کیا دیوان خانے کی دیوار اینٹوں سے چنواؤں یا لکڑی کی جالی ٹھوکراؤں؟“

”کیا حقہ چھوڑ کر سگریٹ شروع کر دوں یا صرف پان کھاؤں؟“

غرض کہ رام کرشن جی ہر روز مجھ سے میری قابلیت کا امتحان لینے کے لیے کوئی نہ کوئی صلاح و مشورہ کرنے ضرور آتے ہیں اور محض اس لیے کہ میں بقول ان کے علم و ادب

मैं सोचता हूँ कि क्या मैं सो जाऊँ? — मगर शायद मैं न सो सकता और न सोच सकता हूँ कि मेरे सर में जितना कुछ मगज था, आर्टिस्ट ने सारे का सारा चाट लिया है। अब मुझे क्या करना चाहिए?

अब मुझे क्या करना चाहिए कि जब भी मुझे दोबारा आर्टिस्ट साहब से मिलना पड़े तो पहले ही अपनी बीवी बच्चों को वसीअत कर आऊँ। ताकि फिर मैं भी आर्टिस्ट बन जाऊँ और मुझे गर्दिशे-शामो-सहर की खबर ही न हो। जाहिर सी बात है कि जब सारा दिमाग चाट लिया जाये तो फिर गर्दिशे-शामो-सहर की खबर ही न होगी।

जियाउल हसन साहब के पाँचवे भाई चौधरी राम कृष्ण जी हैं। बहुत बचपन से मेरे साथ प्राइमरी जमाअत में पढ़ते थे। प्राइमरी पास करने के बाद वह अपने बाबा की कपड़े की दुकान पर बैठ गये। फिर जमाना गुज़र गया मैंने बी. ए. पास कर लिया। इसका राम किशन जी को भी पता चल गया। वह मुझे बड़ा लायक आदमी समझने लगा। अपने कारोबारी खुतूत पढ़ाने और लिखाने के अलावा अपने राज फोड़े के इलाज से लेकर अपनी लड़की की शादी तक हर मामले में मुझसे मशवरा करते हैं। उनकी गुफ्तगू का बार-बार दोहराया जाने वाला जुम्ला यह है:

“भाई तुम इल्मो-अदब के ख़ूब चर्चे करते हो। कुछ बताओ तो सही कि क्या देसी कपड़ों के साथ विलायती कपड़ों की भी तिजारत करूँ?”

“क्या छोटे लड़के को गिरजा के स्कूल में भेज दूँ या अपने सरकारी मदरसे से ही शरीक कराऊँ?”

“क्या राज फोड़े का ऑपरेशन कराऊँ या दवाईयाँ ही खाता रहूँ?”

“क्या दीवान खाने की दीवार ईंटों से चुनवाऊँ या लकड़ी की जाली ठोकवा दूँ?”

“क्या हुक्का छोड़कर सिगरेट शुरू कर दूँ या सिर्फ पान खाऊँ?”

गरज कि राम किशन जी हर रोज़ मुझसे मेरी काबिलियत का इम्तेहान लेने के लिए कोई न कोई सलाह व मशवरा करने जरूर आते और महज़ इसलिए कि मैं बकौल उनके इल्मो-अदब के ख़ूब चर्चे कर रहा हूँ

کے خوب چرچے کر رہا ہوں اور میری کھوپڑی میں بہت بڑا دماغ ہے۔ اب میں رام کشن جی کو کسی طرح سمجھاؤں کہ میری کھوپڑی میں جتنا کچھ مغز تھا وہ ضیاء الحسن نے، پیشکار تحصیل نے، پڑوسی بزرگ نے، آرٹسٹ نے اور خود آپ نے چاٹ ڈالا ہے اب میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتا ہوں کہ اپنے راج پھوڑے کا آپریشن کرانے چاہیے یا نہیں۔

اس لیے اب مجھے معاف کیجیے اور اجازت دیجیے۔ خُدا حافظ!



और मेरी खोपड़ी में बहुत बड़ा दिमाग है। अब मैं राम किशन जी को किस तरह समझाऊँ कि मेरी खोपड़ी में जितना कुछ मगज था — वह ज़ियाउल हसन ने, पेशकार तहसील ने, पड़ोसी बुजुर्ग ने, आर्टिस्ट ने और — खुद आपने चाट डाला है अब मैं आपको क्या मशवरा दे सकता हूँ कि अपने राज फोड़े का ऑपरेशन कराने चाहिए या नहीं।

इसलिए अब मुझे माफ़ कीजिये और इजाज़त दीजिए। खुदा हाफिज़!



شعر و ادب میں جانوروں کا حصہ

ہمارے ادیبوں اور شاعروں نے عاشقوں اور بادشاہوں کو ادب میں خاصا اونچا مقام دے رکھا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ادب کا بیشتر حصہ انہی لوگوں پر صرف ہوا ہے۔ اس کا ہمیں کوئی خاص گلہ نہیں کیوں کہ جہاں عاشقان کرام یعنی فرہاد اور مجنوں کا تعلق ہے ان دونوں نے عشق و عاشقی کے میدان میں واقعی قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہیں۔ دونوں کے دونوں نہایت دیانت دار، جفاکش، اور مخلص عاشق تھے۔ ان میں عقل کچھ کم تھی تو کیا ہوا دوسری خوبیاں تو بہر حال وافر مقدار میں تھیں اس لیے ان کی خدمات کو بھلایا جانا ممکن نہیں۔ کسی میونسپل کارپوریشن یا ضلع پریشد کو تو ان کے محسوس ہوا کمرسوں پر یا پارکوں میں کھڑا کرنے کی توفیق نہیں ہوئی کیونکہ عام طور پر اس قسم کے کمرشیل ادارے عشق کی اہمیت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ یا ممکن ہے فنڈ کی کمی کی وجہ سے ان سے یہ کام نہ ہو سکا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ میونسپل ٹیکس مکانوں کی قیمت کے قریب قریب پہنچ گئے ہیں تاہم فرہاد اور مجنوں کے محسوس کے خرچ کی گنجائش نقلی اب بھی مشکل ہے۔ شہری زندگی میں تو

शेरो-अदब में जानवरों का हिस्सा

हमारे अदीबों और शायरों ने आशिकों और बादशाहों को अदब में खासा ऊँचा मकाम दे रखा है बल्कि यूँ कहना चाहिये कि अदब का बेहतर हिस्सा इन्हीं लोगों पर सर्फ हुआ है। इसका हमें कोई खास गिला नहीं क्योंकि जहाँ आशिकाने-कराम यानी फ़रहाद और मजनूँ का तअल्लुक है इन दोनों ने इश्क व आशिकी के मैदान में वाकई काबिले-क़द्र कारनामे अन्जाम दिये हैं। दोनों के दोनों निहायत दयानतदार, जफ़ाकश,¹ और मुखलिस आशिक थे। उनमें अक्ल कुछ कम थी तो क्या हुआ दूसरी खूबियाँ तो बहरहाल वाफ़िर मिकदार² में थीं इसलिये उन की खिदमात को भुलाया जाना मुमकिन नहीं। किसी म्यूनिसपिल कार्पोरेशन या ज़िला परिषद को तो उनके मुजस्समे बनवाकर सड़कों पर या पार्कों में खड़ा करने की तौफ़ीक नहीं हुई क्योंकि आम तौर पर इस किस्म के कमरशायल इदारे³ इश्क की अहमियत से नावाकिफ होते हैं। या मुमकिन है फ़न्ड की कमी की वजह से उनसे यह काम न हो सका हो। इस में शक नहीं कि म्यूनिसपिल टैक्स मकानों की कीमत के करीब-करीब पहुँच गये हैं, ताहम फ़रहाद और मजनूँ के मुजस्मों के ख़ार्च की गुंजाइश निकलनी अब भी मुश्किल है। शहरी ज़िंदगी में तो

1. मेहनती

2. काफी मात्रा में

3. संस्थायें

انہیں داخلہ مل نہیں سکا اگر ادب میں بھی ان لوگوں کا ذکر نہ ہوتا تو معلوم نہیں انہیں یہ بات کتنی ناگوار گزرتی اور ان کی رو میں کتنا ایچی ٹیشن کرتیں۔ اسی طرح اگر چند بادشاہوں کو بھی ادب میں جگہ جگہ درج کر دیا گیا ہے تو کچھ بُرا نہیں ہوا کیوں کہ بعض بادشاہوں سے بھی، ’بھولے ہی سہی‘ کچھ نیک کام ضرور سرزد ہوئے ہیں۔ بعض بادشاہ تو عین رات کے وقت جو سب کے آرام کا وقت ہوتا ہے، بھیس بدل کر شہر کا دورہ کیا کرتے تھے کہ دیکھیں رعایا ٹھیک سے سوئی بھی ہے یا نہیں۔ (بادشاہ ہوں کا چھپ کر، رعایا کی خانگی باتیں سننا منع نہیں تھا۔ رعایا پر البتہ اس کی پابندی تھی) ان بادشاہ ہوں کو اپنی گشت کے موقع پر عواماً رعایا آرام کی نیند سوتی ملی (رعایا کو آرام کی نیند سلا دینے کا انتظام آج بھی ہے لیکن یہ انتظام اس زمانے کے انتظام سے قدرے مختلف بلکہ بہتر ہے) آج کے انتظام میں رعایا سو کر اٹھتی نہیں ہے۔ ان بادشاہوں کو کچھ رعایا موسیقی میں مگن ملی لیکن وہ موسیقی صرف چین کی بنسری کی موسیقی تھی جو رعایا خود ہی بجاتی اور خود ہی سنتی تھی۔ (اس میں میوزک ڈائریکٹر نہیں ہوا کرتا تھا)۔ بادشاہوں کا اس طرح بھیس بدل کر رعایا کی شکل کا ہونا اور وہ بھی اس مہارت سے کہ کوئی پہچان ہی نہ سکے معمولی بات نہ تھی (مانا کہ اس زمانے میں رعایا اتنی ذہین نہیں تھی لیکن پہچانتے پہچانتے تو آج بھی چھ سال لگ ہی جاتے ہیں۔ اس لیے اگر چند بادشاہوں کا ادب میں ذکر آگیا ہے تو اس میں ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں بلکہ ایک لحاظ سے یہ اچھا ہی ہوا ورنہ ان کے ذکر کے بجائے کسی شاعر کی سات نظمیں نوغز لیں یا کوئی تبرہ چھپ جاتا۔ یوں بھی ہر زبان کے ادب میں سرکشی کی داستانیں کم اور زرخشی کی وارداتیں زیادہ ہیں۔

لیکن ہمارے شاعروں اور ادیبوں نے عاشقوں اور بادشاہوں کے علاوہ چند جانوروں اور پرندوں کو بھی ادب میں غیر معمولی منزلت سے نوازا ہے اور یہ لوگ بھی ادب میں یوں دڑا نہ چلے آئے ہیں گویا ادب نہ ہوا غالب کا غریب خانہ ہو گیا۔ ان جانوروں میں سے دو تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خصوصی رعایت برتی گئی ہے اور ان کے ساتھ اتنا امتیازی سلوک کیا گیا ہے کہ کیا کوئی ماں یا کوئی باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرے گا! گھوڑا اور بلبل یہ دو افراد ایسے ہیں جنہوں نے ادب میں سب سے زیادہ جگہ

उन्हें दाखिला नहीं मिल सका अगर अदब में भी उन लोगों का जिक्र न होता तो मालूम नहीं उन्हें यह बात कितनी नागवार गुजरती और उन की रुहें कितना ऐजीटेशन करतीं। इस तरह अगर चंद बादशाहों को भी अदब में जगह-जगह दर्ज कर दिया गया है तो कुछ बुरा नहीं क्योंकि बाज बादशाहों से भी, 'मूले ही सही' कुछ नेक काम जरूर सरजद हुए हैं। बाज बादशाह तो ऐन रात के वक्त जो सबके आराम का वक्त होता है, मेस बंद कर शहर का दौरा किया करते थे कि देखें रियाया ठीक से सोई है या नहीं। (बादशाहों का छुपकर, रियाया की खानगी¹ बातें सुनना मना नहीं था। रियाया पर अलबत्ता इसकी पाबन्दी थी) इन बादशाहों को अपनी गश्त के मौके पर उमूमन रियाया आराम की नींद सोई मिली (रियाया को आराम की नींद सुला देने का इन्तजाम आज भी है लेकिन यह इन्तजाम उस जमाने से कदरे-मुखालिफ बल्कि बेहतर है, आज के इन्तजाम में रियाया सो कर उठती नहीं)। इन बादशाहों को कुछ रियाया मौसीकी में मगन मिली लेकिन यह मौसीकी सिर्फ़ चैन की बंसरी की मौसीकी थी जो रियाया खुद ही बजाती और खुद ही सुनती थी। (इस में म्यूजिक डाइरेक्टर नहीं हुआ करता था)। बादशाहों का इस तरह मेस बदल कर रियाया की शक्ल का हो जाना और वह भी इस महारत से कि कोई पहचान ही न सके मामूली बात न थी (माना कि इस जमाने में रियाया इतनी जहीन नहीं थी लेकिन पहचानते पहचानते तो आज भी छः साल लग ही जाते हैं। इसलिये अगर चंद बादशाहों का अदब में जिक्र आ गया है तो इस में नाराज होने की कोई बात नहीं बल्कि एक लिहाज से ये अच्छा ही हुआ वरना उनके जिक्र के बजाए किसी शायर की सात नज़्में, नौ गजले या कोई तब्सरा छप जाता। यूँ भी हर ज़बान के अदब में सरकशी की दास्तानें कम और जर-कशी² की वारदातें ज्यादा हैं।

लेकिन हमारे शायरों और अदीबों ने आशिकों और बादशाहों के अलावा चंद जानवरों और परिदों को भी अदब में गैरमामूली मंजिलत³ से नवाजा है और ये लोग भी अदब में यूँ दरर्ना⁴ चले आये हैं गोया अदब न हुआ गालिब का ग़रीबखाना हो गया। इन जानवरों में से दो तो ऐसे हैं जिनके साथ खुसूसी रियायत बरती गई है और उनके साथ इतना इम्तयाजी⁵ सुलूक किया गया है कि क्या कोई मौँ-बाप अपने बेटे के साथ करेगा। घोड़ा और बुलबुल ये दो अफ़राद ऐसे हैं जिन्होंने अदब में सबसे ज्यादा जगह घेर रखी है।

-
1. घरेलू 2. दोलत हासिल करना 3. आदर 4. बेधड़क
5. विशेष

گھیر رکھی ہے۔ ہماری ساری تشبیہات، استعارے، کنائے، روزمرہ، ضرب الامثال اور محاورے انہی دو شخصیتوں کے گرد گھومتے ہیں اور بعض وقت تو یہ خوف ہونے لگتا ہے کہ آئندہ چل کر اگر کسی سیاسی دباؤ کی وجہ سے اردو کے رسم الخط کی طرح یہ بھی نظر میں آگئے اور ان دونوں کو ادب سے خارج کر دینا پڑا تو ادب میں سوائے مزاح کے اور بچے گا کیا؟

گھوڑا ہمارے ادب میں اور خاص طور پر شاعری میں اس طرح بس گیا ہے کہ ادب ہی کا باشندہ معلوم ہونے لگا ہے۔ یہ جانوریوں بھی انسانوں سے بہت قریب رہا ہے۔ اتنا قریب کہ اسے ڈپٹی اشرف المخلوقات تو کہا ہی جاسکتا ہے (لیکن زندگی کے اس شعبے میں ڈپٹی کا کوئی عہدہ ہے نہیں) گھوڑے کی ہم سے قربت کا یہ حال ہے کہ وہ ہماری سماجی، فوجی، سیاسی بلکہ ازدواجی زندگی تک میں دخل ہے شادی کے موقع پر نو شہ گھوڑے ہی پر سوار ہو کر دلہن لانے جاتا ہے۔ گھوڑے پر بیٹھ کر نہ جانے والے دولھے کو دولہن تو خیر مل جاتی ہے لیکن جیہز نسبتاً کم ملتا ہے۔ سوئمر کے جشن میں بھی گھوڑے ہی نے مستحق اشخاص کی مدد کی ہے۔ اس کی فوجی اہمیت بھی مسئلہ ہے۔ کتنی ہی جنگیں انھوں نے ہرائی ہیں اور آج بھی گھوڑا جنگ کے میدان کا نہ سہی، ریس کے میدان کا تو ہیرو ہے ہی بلکہ ریس کے وجود میں آنے کی وجہ سے اس جانور کے شخصی وقار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ جنگ میں استعمال کیے جانے والے گھوڑوں کا شجرہ نہیں ہوا کرتا تھا لیکن ریس کے گھوڑوں کا شجرہ ہوا کرتا ہے اور جب تک ان کے حسب و نسب کے بارے میں خاطر خواہ اطمینان نہیں کر لیا جاتا انہیں ریس کے میدان کے قریب بھی نہیں آنے دیا جاتا ہے۔ ہاں ان کے مالکوں کی بات اور ہے۔ گھوڑے کی اس افادیت اور وجاہت سے متاثر ہوا کر ادیبوں اور شاعروں نے بھی اپنی ہر چیز کو گھوڑے سے نسبت دے رکھی ہے۔ شاعر اور ادیب اپنی ہر چیز کا انتساب گھوڑے ہی کے نام کرتے ہیں۔ وہ اپنے قلم کو صرف قلم نہیں کہیں گے کیونکہ قلم تو بچوں کے بھی ہوا کرتے ہیں۔ شاعروں کا قلم یا تو اسپ خامہ ہوتا ہے یا عہب قلم۔ لکھنے کی رفقا رچا ہے کتنی ہی سست یا بے ڈھنگی کیوں نہ ہو وہ لکھیں گے اسپ خامہ ہی سے۔ شاعروں کا خیال بھی یا تو رہوار خیال ہو گیا تو سن خیال۔ خالی خیال انھیں زیب نہیں دیتا۔ ان کی رائے میں خالی خیال آدمیوں کا ہوا کرتا ہے۔ اکثر صورتوں میں شاعروں کے تو سن خیال

हमारी सारी तर्बीहात¹, इस्तआरे,² कनाये³, रोजमर्रा⁴, जरबुल-इमसाल⁵ और महावरे इन्हीं दो रखसियतों के गिर्द घूमते हैं और बाज़ वक़्त तो ये ख़ौफ़ होने लगता है कि आइन्दा चलकर अगर किसी सियासी दबाव की वजह से उर्दू के रस्मुल-ख़त की तरह ये भी नज़र में आ गये और इन दोनों को अदब से ख़ारिज कर देना पड़ा तो अदब में सिवाए मज़ाह के और बचेगा क्या?

घोड़ा हमारे अदब में और ख़ास तौर पर शायरी में इस तरह बस गया है कि अदब ही का बाशिन्दा मालूम होने लगा है। यह जानवर यँ भी इन्सानों से बहुत करीब रहा है। इतना करीब कि उसे डिप्टी अशरफ़ुल-मख़लूक़ात⁶ तो कहा ही जा सकता है (लेकिन जिन्दगी के इस शोबे में डिप्टी का कोई ओहदा है नहीं) घोड़े की हम से कुर्बत का यह हाल है कि वह हमारी समाजी, फौजी, सियासी बल्कि अज़दवाजी⁷ जिंदगी तक में दख़ील है। शादी के मौके पर नौशा घोड़े ही पर सवार होकर दुल्हन लाने जाता है। घोड़े पर बैठकर न जाने वाले दूल्हे को दुल्हन तो ख़ैर मिल जाती है लेकिन ज़हेज़ निस्बतन कम मिलता है। स्वयंवर के जश्न में भी घोड़े ही ने मुस्तहिक़ अशखास की मदद की है। इसकी फौजी अहमीयत भी मुसलम्मा है। कितनी ही जंगे उन्हीं ने हराई हैं और आज भी घोड़ा जंग के मैदान का न सही, रेस के मैदान का तो हीरो है ही बल्कि रेस के वजूद में आने की वजह से इस जानवर के शख़्सी-वकार में काफी इज़ाफ़ा हुआ है। जंग में इस्तेमाल किये जाने वाले घोड़ों का शज़रा⁸ नहीं हुआ करता था लेकिन रेस के घोड़ों का शज़रा हुआ करता है और जब तक उन के हसब व नसब के बारे में ख़ातिरख्वाह इतमिनान नहीं कर लिया जाता उन्हें रेस के मैदान के करीब भी नहीं आने दिया जाता है। हाँ उनके मालिकों की बात और है। घोड़े की अफ़ादियत और वज़ाहत⁹ से मुतास्सिर होकर अदीबों और शायरों ने भी अपनी हर चीज़ को घोड़े से निस्बत दे रखी है। शायर और अदीब अपनी हर चीज़ का इन्तसाब¹⁰ घोड़े ही के नाम करते हैं। वह अपने कलम को सिर्फ़ कलम नहीं कहेंगे क्योंकि कलम तो बच्चों के भी हुआ करते हैं। शायरों का कलम या तो अस्पे-ख़ामा¹¹ होता है या अशहबे-कलम¹²। लिखने की रफ़्तार चाहे कितनी सुस्त या बेढ़ंगी क्यों न हो वह लिखेंगे अस्पे-ख़ामा ही से। शायरों का ख़याल भी या तो रहवारे-ख़याल¹³ होगा या तौसने-ख़याल¹⁴। ख़ाली ख़याल उन्हें ज़ेब नहीं देता। उनकी राय में ख़ाली ख़याल आदमियों का हुआ करता है। अक्सर सूरतों में शायरों के तौसने-ख़याल

1. उपमा 2. प्रतीत 3. इशारा 4. बात चीत 5. कहावत 6. सर्वोत्तम सृष्टि (मनुष्य) 7. वैवाहिक 8. नस्ल 9. सुंदरता 10. सम्बन्ध 11. तेज़ी से चलने वाला कलम (घोड़े की रफ़्तार वाला) 12. तेज़ रफ़्तार कलम 13. कल्पना का घोड़ा 14. कल्पना का घोड़ा (कल्पना की उड़ान)

اور ان کے اسپ خامہ میں دوستانہ تعلقات قائم نہیں ہو پاتے۔ تو سن اور اسپ ہوتے تو دونوں ایک ہی جماعت کے رکن ہیں لیکن راجب کی مقدار یا کسی اور بات پر ان دونوں میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے یا دونوں میں شاید جھگڑا اس بات پر ہوتا ہو کہ ہارس پاؤر تو سن میں زیادہ ہے۔ یا اسپ میں۔ شاعر بے چارہ بڑی مشکل سے ان دونوں کو قابو میں لاتا ہے۔ شاعری تو وہ اس افراتفری کے عالم میں بھی کر لیتا ہے لیکن اس کی ایک ہی غزل مختلف محروں میں ہوتی ہے (شاعر اپنی پریشانی میں اس پر غور نہیں کر پاتا) کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی ایک شاعر کا رہوار خیال، کسی دوسرے شاعر کے تو سن خیال سے لڑ جاتا ہے۔ اس تصادم کی شاعری میں بڑی اہمیت ہے اور اسے تو ارد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہمارا کافی سے زیادہ شعری سرمایہ اسی تو ارد کی دین ہے۔ بعض لوگ اسے سرقہ کا بھی نام دیتے ہیں لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ ادب میں سرتے کی کیا گنجائش ہے۔ سرقہ ہمیشہ کا رآمد چیزوں کا ہوا کرتا ہے۔

جب شاعر کا قلم اسپ اور اشہب ہو سکتا ہے اور اس کا خیال رہوار اور تو سن ہو سکتا ہے تو عمر نے کیا قصور کیا ہے کہ اسے کسی عمدہ گھوڑے سے تشبیہ نہ دی جائے۔ شاعر اور ادیب اس لیے ہمیشہ عمر کو رخس عمر کہتے ہیں۔ اسی رخس عمر پر سوار ہو کر وہ اہلق ایام کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اہلق ایام اور اہلق لیل و نہار متذکرہ صدر گھوڑوں میں سب سے زیادہ تیز رفتار گھوڑے مانے گئے ہیں اور صرف رخس عمر ہی ان کا ہم رکاب ہو سکتا ہے۔ دوسرے گھوڑے اتنا تیز نہیں چل سکتے۔ اہلق ہوتا بھی سفید اور سیاہ ہے اور اسی لیے اسے دن اور رات سے تشبیہ دی جاتی ہے جو ان دونوں غلط ہے۔ اب تو دن بھی سیاہ ہونے لگے ہیں۔ ہمارے ایک شاعر دوست کو اہلق ایام کی ترکیب اس قدر پسند ہے کہ وہ کیلنڈر اور جنتری کو بھی اہلق ایام ہی کہا کرتے ہیں۔ وہ روزانہ اہلق ایام دیکھ کر اپنی گھڑی میں تاریخ اور دن بتلانے والے فرس کو صحیح مقام پر لے آتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان دنوں تنخواہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتی ہے۔ لیکن اہلق لیل و نہار، اذیل ٹٹو، کی طرح جگہ جگہ رک جاتے ہیں اور مہینہ کی طرح ختم ہی نہیں ہونے پاتا۔ ان کا تجربہ ہے کہ گھر میں صحیح مقدار میں پیسے نہ دیے جائیں تو بچے بات کریں یا شوہر، ہر بات بیگم کے سمندر باز پر تازیانے کا کام کرتی ہے

और उनके अस्प-खामा में दोस्ताना तअल्लुकात कायम नहीं हो पाते। तौसन और अस्प होते तो दोनों एक ही जमात के रुक्न हैं लेकिन रातिब की मेकदार या किसी और बात पर इन दोनों में एखतलाफ पैदा हो जाता है या दोनों में शायद झगड़ा इस बात पर होता है कि हासपावर तौसन में ज्यादा है या अस्प में। शायर बेघारा बड़ी मुश्किल से इन दोनों को काबू में लाता है। शायरी तो वह इस अफरातफरी के आलम में भी कर लेता है लेकिन उसकी एक ही गज़ल मुख्तलिफ बहरों में होती है (शायर अपनी परेशानी में इस पर गौर नहीं कर पाता है) कभी कभी ऐसा भी होता है कि किसी शायर का रहवारे-खयाल, किसी दूसरे शायर के तौसने-खयाल से लड़ जाता है। इस तसादुम की शायरी में बड़ी अहमियत है और इसे तवारुद के नाम से याद किया जाता है। हमारा काफी से ज्यादा शैरी सरमाया इसी तवारुद की देन है। बाज़ लोग इसे सरके का भी नाम देते हैं लेकिन गलत है। क्योंकि अदब में सरके की क्या गुंजाइश है। सरका हमेशा कारआमद चीजों का हुआ करता है।

जब शायर का कलम अस्प और अशहब हो सकता है और उसका खयाल रहवार और तौसन हो सकता है तो उम्र ने क्या कुसूर किया कि उसे किसी उम्दा घोड़े से तश्बीह¹ न दी जाये। शायर और अदीब इसीलिये उम्र को हमेशा रखो-उम्र कहते हैं। इसी रखो²-उम्र पर सवार होकर वह अबलके-अय्याम³ का मुकाबला करते हैं। अबलके-अय्याम और अबलके-लैलो-नहार⁴, मुतज़्जकरा⁵ सदर घोड़ों में सब से ज्यादा तेज़ रफ़तार घोड़े माने गये हैं और सिर्फ़ रखो-उम्र ही इनका हम-रकाब हो सकता है। दूसरे घोड़े इतना तेज़ नहीं चल सकते। अबलके होता भी सफ़ेद और सियाह है और इसी लिये उसे दिन और रात से तश्बीह दी जाती है जो इन दिनों गलत है। अब तो दिन भी सियाह होने लगे हैं। हमारे एक शायर दोस्त को अबलके-अय्याम की तरकीब इस क़दर पसंद है कि कैलेण्डर और जंतरी को भी अबलके-अय्याम ही कहा करते हैं। वह रोज़ाना अबलके-अय्याम देखकर अपनी घड़ी में तरीख़ और दिन बतलाने वाले फ़रस⁶ को सही मक़ाम पर ले आते हैं। उनका खयाल है कि इन दिनों तनख़्वाह तो हवा के घोड़े पर सवार रहती है। लेकिन अबलके-लैलो-नहार, अडियल टङ्क, की तरह जगह-जगह रूक जाते हैं और महीना किसी तरह ख़त्म ही नहीं होने पाता। उनका तज़र्बा है कि घर में सही मेकदार में पैसे न दिये जायें तो बच्चे बात करें या शौहर, हर बात बेगम के समन्दे-नाज़⁷ पर ताज़याने का काम करती है

1. उपमा 2. जीवन रुपी घोड़ा 3. रात दिन 4. रात दिन

5. वर्णित 6. घोड़ा 7. सुन्दर घोड़ा (चौघले, घमन्ड)

اور ان کے مرکب زبان کو لگام دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہمارے دوست ایسے موقعوں پر ہمیشہ گھوڑے بیچ کر سو جاتے ہیں۔

بعض شاعروں نے فرس یا م کی ترکیب بھی استعمال کی ہے لیکن اہل حق کے مقابلے میں فرس کامیاب نہیں رہا۔ شعر و ادب میں جتنے بھی گھوڑوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہیں تو گھوڑے ہی لیکن ان سب کا مقام متعین کر دیا گیا ہے۔ تو سن کو عمر کے ساتھ منسلک نہیں کیا جاسکتا۔ رخس کو لے جا کر کہیں اور نہیں باندھا جاسکتا۔ یہ سب گھوڑے اپنی اپنی جگہ رہیں گے نہ تو ان کا تبادلہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی انہیں اپنی مرضی سے دل بدلی کا اختیار ہے کیونکہ یہ معاملہ ادب کا ہے۔ شعر و ادب میں استعمال کیے جانے والے گھوڑے ہارس ٹریڈنگ کے لیے نہیں ہوا کرتے۔ یہ کام آدمیوں کے ذمے ہے۔

پرندوں کو ادب میں اتنا اونچا مقام تو نہیں دیا گیا لیکن بلبل کو قریب قریب یہی رتبہ حاصل ہے۔ بات یہ ہے کہ بلبل جانور تو چھوٹا سا ہے لیکن کافی جاندار ہے اور دوسرے پرندوں کے مقابلے میں اس کی جمالیاتی حس بہتر ہے۔ آرٹ کے معاملے میں اس کی سوجھ بوجھ پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کی نظر خوبصورتی کو پہچانتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ خوبصورتی پر اس کی اتنی ہی گہری نظر ہے جتنی ہمارے بعض دانشوروں کی کا فکا اور سارتر پر ہے اس لیے عشق و عاشقی کے معاملے میں بلبل جسے عندلیب بھی کہا جاتا ہے، آدمی کے برابر تو نہیں دوسرے نمبر پر ضرور ہے اور چاندی کا تمغہ اس کا حق ہے۔ شاعر کو جب بھی آہ وزاری کے سلسلے میں کسی شریک کار اور رفیق کی ضرورت پڑی ہے۔ اس نے عندلیب ہی کو اس طرح آواز دی ہے۔

آ عندلیب بل کے کریں آہ و زاریاں

تو ہائے دل پکار میں چلاؤں ہائے دل

اور عندلیب چوں کہ شاعر کی طرزِ فغاں سے واقف اور بذاتِ خود دل کا اچھا شخص ہوتا ہے۔ اس نے ہمیشہ شاعر کی آواز میں اپنی آواز فکرِ ملا کر اس کی دل جوئی کی ہے۔ شاعر کی آواز میں آواز ملانے پر بلبل پر جو گزری ہوگی اس کا دل جانتا ہوگا۔ لیکن عشق کا کاروبار یوں ہی آگے بڑھا ہے۔ شاعر اور بلبل کی بھگل بندی کی نقل اور لوگ بھی

और उनकी ज़बान को लगाम देना मुश्किल हो जाता है। हमारे दोस्त ऐसे मौकों पर हमेशा छोड़े बेचकर सो जाते हैं।

बाज़ शायरों ने फ़रसे-अय्याम की तरकीब भी इस्तेमाल की है लेकिन अबलक के मुकाबले में फ़रस कामयाब नहीं रहा। शेरों-अदब में जितने भी छोड़ों का जिक्र किया गया है वह हैं तो छोड़े ही लेकिन उनका मक़ाम मुतइय्यन कर दिया गया है। तौसन को उम्र के साथ मुन्सलिक नहीं किया जा सकता। रस्सा को ले जाकर कहीं और नहीं बांधा जा सकता। ये सब छोड़े अपनी-अपनी जगह रहेंगे न तो उनका तबादला किया जा सकता है और न ही उन्हें अपनी मर्ज़ी से दलबदली का अख़्तियार है क्योंकि यह मामला अदब का है। शेरों-अदब में इस्तेमाल किये जाने वाले छोड़े, हॉर्स ट्रेडिंग के लिये नहीं हुआ करते। यह काम आदमियों के जिम्मे है।

परिदों को अदब में इतना ऊँचा मक़ाम तो नहीं दिया गया लेकिन बुलबुल को करीब-करीब यही रुतबा हासिल है। बात यह है कि बुलबुल जानवर तो छोटा सा है लेकिन काफी जानदार है और दूसरे परिदों के मुकाबले में इसकी जमालियाती-हिस¹ बेहतर है। आर्ट के मामले में उसकी सूझबूझ पर भरोसा किया जा सकता है। उसकी नज़र ख़ूबसूरती को पहचानती है बल्कि यूँ कहना चाहिये कि ख़ूबसूरती पर उसकी इतनी गहरी नज़र है जितनी हमारे बाज़ दानिशवरों की काफ़का और सार्त्र पर है इसलिये इश्को-आशिकी के मामले में बुलबुल जिसे अंदलीब² भी कहा जाता है, आदमी के बराबर तो नहीं दूसरे नम्बर पर ज़रूर है और चांदी का तमगा उसका हक़ है। शायर को जब भी आहों-ज़ारी के सिलसिले में किसी शरीके-कार और रफ़ीक³ की ज़रूरत पड़ी है, उसने अंदलीब ही को इस तरह आवाज़ दी है -

आ अंदलीब मिल के करें आहो-ज़ारियाँ

तू हाय दिल पुकार मैं चिल्लाऊँ हाय दिल

और अंदलीब चूँकि शायरी की तर्जों-फ़ोगों से वाकिफ़ और ब-जाते खुद दिल का अच्छा शख़्स होता है। इसने हमेशा शायर की आवाज़ में अपनी आवाज़ मिलाकर उसकी दिलजोई की है। शायर की आवाज़ में आवाज़ मिलाने पर बुलबुल पर जो गुज़री होगी उसका दिल जानता होगा। लेकिन इश्क़ का कारोबार यूँ ही आगे बढ़ा है। शायर और बुलबुल की जुगल-बंदी की नक़ल और लोग भी

1. सौंदर्य बोध 2. बुलबुल 3. साथी

کرتے ہیں لیکن وہ بات نہیں ہوتی۔

ہمارے ادب میں مُرغ بھی موجود ہے (بلکہ یہ دُنیا ہی ”جہان مُرغ و ماہی“ ہے) لیکن یہ مُرغ انگریزی زبان کا وہ ٹھیل برڈ نہیں ہے جو لذت کام و دہمن کے کام آتا ہے۔ انگریزی ادب کا جو جستہ جستہ مطالعہ ہم نے کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ادب میں بھی جانور بکثرت موجود ہیں بلکہ ان کے ہاں بارش بھی ہوتی ہے تو کئے اور ہٹیاں برسا کرتی ہیں۔ ہر مال غنیمت میں ان کا حصہ شیر کے حصے کے برابر ہوتا ہے۔ وہ لوگ اتنے چوکے رہتے ہیں کہ لمبی کی نیند سوتے ہیں۔ اُن کے ہاں ٹیل کی آنکھ بھی ادب میں داخل ہے اور جب تک وہ کوئی بات خود گھوڑے کے منہ سے نہیں سنتے اس پر یقین نہیں کرتے۔

ہمارے ہاں بارش کو الگ طریقے سے ناپا جاتا ہے۔ بھیگی لمبی تو ہمارے پاس بھی ہے لیکن وہ زمین ہی کی پیداوار ہے آسمان سے نہیں برسی۔ یوں بھی سارے جانوروں کے لیے ہمارے ادب میں گنجائش نہیں ہے۔ وہ چار پرندے جنہیں ادب میں مشکل سے جگہ مل سکی ہے ان میں بطخ بھی ہے۔ نازِ نوش کے سامان میں ایک بٹ مینا پائی جاتی ہے جو پیمانے سے اس طرح جھک کر بات کرتی ہے جیسے کوئی ماتحت اپنے افسر بالا کے کان میں کچھ کہا کرتا ہے۔ لیکن سچ پوچھیے تو بطخ جیسے خوبصورت پرندے کے ساتھ انصاف نہیں ہوا ہے۔ یہ پرندہ غسل اور طہارت کا اتنا شوقین ہے کہ ہم میں سے چند لوگ تو اس سے سبق لے سکتے ہیں۔

دوسرے پرندوں میں ہم نے مُرغ کو ادب میں ضرور جگہ دی ہے وہ بھی صرف اس لیے کہ مُرغ کا حراج ہمارے دل کی کیفیت کے عین مطابق ہے۔ ہم اپنے دل کو مُرغ دل ہی کہا کرتے ہیں۔ دل میں ہوتے ہی دو حرف ہیں اس لیے لوگ عموماً تنگ دل ہوا کرتے ہیں۔ مُرغ دل کہنے سے کچھ تو فراخ دلی پیدا ہو جاتی ہے۔

بعض لوگوں کا مُرغ دل بہت نازک ہوتا ہے اور کبھی کبھی صرف اس بات پر رونے لگتا ہے کہ ہندوستانی فلمیں، بہت خراب بننے لگی ہیں اس کے برخلاف بعض لوگوں کا مُرغ دل اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ بات و بیٹام کی ہو کہ بنگال کے سیلاب کی۔ ان کے مُرغ

करते हैं लेकिन वह बात नहीं होती।

हमारे अदब में मुर्ग भी मौजूद है (बल्कि ये दुनिया ही "जहाने-मुर्गो-माही" है) लेकिन यह मुर्ग अंग्रेजी ज़बान का वह टेबुल बर्ड नहीं है जो लज़्ज़ते-कामो-दहन के काम आता है। अंग्रेजी अदब का जो जस्ता-जस्ता¹ मोताला हमने किया है उससे अंदाज़ा होता है कि उनके अदब में भी जानवर बकसरत मौजद हैं बल्कि उनके यहाँ बारिश भी होती है तो कुत्ते और बिल्लियाँ बरसा करती हैं। हर माले-गनीमत में उनका हिस्सा शेर के हिस्से के बराबर होता है। वह लोग इतने चौकन्ने रहते हैं कि बिल्ली की नींद सोते हैं। उनके यहाँ बैल की आँख भी अदब में दाखिल है और जब तक वह कोई बात खुद घोड़े के मुँह से नहीं सुनते उस पर यकीन नहीं करते।

हमारे यहाँ बारिश को अलग-अलग तरीकों से नापा जाता है। भीगी बिल्ली तो हमारे पास भी है लेकिन वह ज़मीन ही की पैदावार है, आसमान से नहीं बरसती। यूँ भी सारे जानवरों के लिये हमारे अदब में गुंजाइश नहीं है। वह चार परिदे जिन्हें अदब में मुश्किल से जगह मिल सकी है उनमें बत्तख भी है। नावो-नोश² के सामान में एक बत्ते-मीना पाई जाती है जो पैमाने से इस तरह झुक कर बात करती है जैसे कोई मातहत अपने अफसरे-बाला के कान में कुछ कहा करता है। लेकिन सच पूछिये तो बत्तख जैसे खूबसूरत परिदे के साथ इन्साफ़ नहीं हुआ है। यह परिदा गुस्ल और तहारत का इतना शौकीन है कि हम में से चंद लोग तो इस से सबक ले सकते हैं।

दूसरे परिदों में हमने मुर्ग को अदब में ज़रूर जगह दी है वह भी सिर्फ़ इसलिये कि मुर्ग का मिज़ाज हमारे दिल की कैफ़ियत के ऐन मुताबिक़ है। हम अपने दिल को मुर्गे-दिल ही कहा करते हैं। दिल में होते ही दो हर्फ़ हैं इसलिये लोग अमूमन तंगदिल हुआ करते हैं। मुर्गे-दिल कहने से कुछ फराख़दिली पैदा हो जाती है।

बाज़ लोगों का मुर्गे-दिल बहुत नाजुक होता है और कभी-कभी सिर्फ़ इस बात पर रौने लगता है कि हिन्दुस्तानी फ़िल्में, बहुत ख़राब बनने लगी हैं इसके बरख़िलाफ़ बाज़ लोगों का मुर्गे-दिल इतना मज़बूत होता है कि बात वियतनाम की हो कि बंगाल के सैलाब की, उनके मुर्गे-दिल

1. कहीं-कहीं से 2. रंगरेलियाँ

دل کا ذبح ہونا مشکل ہے — مرغِ دل کے علاوہ ایک مرغ اور ہے جو عمارتوں پر ہوا کا
 رُخ بتانے کے لیے لگایا جاتا ہے۔ سمجھدار لوگوں کی نظریں ہمیشہ اسی مرغِ باد نما پر لگی رہتی
 ہیں اور قدم بھی اسی سمت اٹھتے ہیں جدھر اس مرغ کا منہ ہوتا ہے۔
 مرغِ باد نما نہ بھی ہو تو آدمی کو ہوا کا رُخ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے عقل اسی
 لیے دی گئی ہے۔

• • • •

का जबह होना मुश्किल है — मुर्गे-दिल के अलावा एक मुर्ग और है जो इमारतों पर हवा का रुख बताने के लिये लगाया जाता है। समझदार लोगों की नज़रें हमेशा इसी मुर्गे-बादनुमा¹ पर लगी रहती हैं और कदम भी उसी समत उठते हैं जिधर इस मुर्ग का मुँह होता है।

मुर्गे-बादनुमा न भी हो तो आदमी को हवा का रुख समझने की कोशिश करनी चाहिये अकल इसी लिये दी गई है।

• • • •

1. हवा का रुख बताने वाला (लोहे का बना हुआ) मुर्ग

ادب میں مارشل لا

حالات اب صدر اردو کے قابو سے باہر ہو چکے تھے۔ علمی، ادبی سرگرمیوں اور تحریکوں نے ادبی مزاج کی صورت اختیار کر لی تھی، ملک ادب خوف ناک اور گندی سیاست میں مبتلا تھا۔ ادب، صحافت اور پمفلٹ میں تمیز کرنا بدتمیزی تصور کی جانے لگی تھی، اور ہنگاموں کا باعث ہوا کرتی تھی، دائمی قدروں کو وقتی قدروں میں تبدیل کرنے والے اب اسے لحاظی قدروں میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ مجبوراً صدر نے ملک ادب پر مارشل لا نافذ کر دیا۔ ادب کا نظم و نسق براہ راست ادبی فوج کے ہاتھ میں آ گیا اور جب اہل ادب کی آنکھ کھلی تو وہ حیران رہ گئے کیوں کہ جمہوریت میں چڑیا از چکی تھی اور کی طوطی بول رہی تھی۔

بریگیڈیر گلدار نے منظم اعلیٰ مارشل لا کی حیثیت سے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ انھوں نے ادبی قوم کے نام ایک مخصوص نشریے میں کہا:

”ہمارے پاس ادبی تنقید کا کوئی جمہوری طریقہ نہیں۔ فی زمانہ ادب میں خواجہ سرائیاں عام ہیں۔ سرقہ، توار اور آدو سے

अदब में मार्शल लॉ

हालात अब सदरे-उर्दू से बाहर हो चुके थे। इल्मी, अदबी सरगर्मियों और तहरीकों ने अदबी मिजाज की सूरत अख्तियार कर ली थी, मुल्के-अदब खैफनाक और गंदी सियासत में मुब्तला था। अदब, सहाफत और पम्फलेट में तमीज़ करना बदतमीजी तसव्वुर की जाने लगी, और हंगामों का बाअस हुआ करती थी, दायमी कद्रों को वक्ती कद्रों में तब्दील करने वाले अब लम्हाती कद्रों में तब्दील करने पर तुले हुये थे। मजबूरन सदर ने मुल्के-अदब पर मार्शल लॉ नाफिज़ कर दिया। अदब का नज़्मो-नस्क¹ बराहे-रास्त अदबी फौज के हाथ में आ गया और जब अहले-अदब की आँख खुली तो वह हैरान रह गये क्योंकि जमहूरियत में चिड़िया उड़ चुकी थी और तूती बोल रही थी।

ब्रिगेडियर गुलदार ने मुन्तज़िमे-आला मार्शल लॉ की हैसियत से इन्तज़ाम अपने हाथ में ले लिया। उन्होंने अदबी कौम के नाम एक मख्सूस नशरिये² में कहा:

“हमारे पास अदबी तनकीद का कोई
जम्हूरी तरीका नहीं। फी ज़माना
अदब में ख़वाजा सराइया³ आम हैं।
सरका⁴, तवारुद⁵ और आवुर्द⁶ से

-
1. प्रबन्ध	2. प्रसारण	3. नपुंसक सेवाएं	4. चोरी
5. विचारों का टकराना	6. असहज भाव		

شعراء نے ادب کے ناک میں دم کر رکھا ہے، موجودہ ادیب ادب کے نام پر ٹریش لکھ رہے ہیں۔ ادب اس وقت پیسے کمانے نعرے بازی، گروپ بندی اور پگڑی اچھالنے کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے، ادب کی محترم ہستیاں بے ادبی کرنے سے نہیں چوک رہی ہیں۔ ہم کو اقتدار اپنے ہاتھ میں لے کر ادب کی رفتار سنبھالنی ہے، ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ موجودہ ادب کو دنیا کے صالح ترین ادب کے مقابلہ نہ کھڑا کر دیں۔“

اعلانات کے مطابق دھمکی دی گئی کہ اگر کسی ادیب یا پبلشر نے دوکان بندی کی تو اس کے خلاف فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا اور کاروبار ادب کو حسب معمول چلانے پر زور دیا گیا۔

اس فوجی عدالت کی روح رواں بریگیڈیئر گلدار نے لفظیٹ کرنل غنیض، کرنل مشفق الرحمن، کیپٹن صفر جعفری، ملک ادب کے ممتاز ترین جاسوس کرنل آفریدی کی خدمات حاصل کر لیں۔ سارا پلان نہایت احتیاط سے تیار کیا گیا۔ رات کے بارہ بجے انقلاب عمل میں آیا۔ ادبی مرکز اور صدر کی رہائش گاہ فوج کی حفاظت میں ہیں۔ بڑے بڑے شاعر، ادیب اور نقاد اپنے اپنے گھروں میں نظر بند کر دیے گئے ہیں۔

ابھی تک کسی شورش کی خبر نہیں آئی، پورے ملک میں امن وامان رہا۔ ادب میں انقلاب کے اسباب وہ حالات ہیں جو اور زیادہ خراب نہیں ہو سکتے تھے۔ بلکہ اس خرابی سے خون خرابے کے لیے کام لیے جا رہے تھے۔ گوکہ طوائفوں نے لکھنؤ اسکول کے (خاتمہ) کے بعد سے ایک حد تک اردو ادب کا ساتھ چھوڑ دیا تھا مگر پھر بھی موجودہ دور مکمل طور پر طوائف الملوکی میں مبتلا تھا۔ سارا ادب ایک گناہ دیوان کے نامکمل مقدمہ کے گرد بلا کسی ”تھیوری“ کے گھوم رہا ہے الٹی سیدھی تعبیریں پیش کرنے والے ناقدین کی بستیاں اپنی برادری تک محدود رہیں اور برادری کے باہر جانے والے کا حقہ پانی بند کر دیتیں۔ شخصی تاثرات کے عمل اور رد عمل نے ادب کو گورکھ دھندانا دیا تھا۔ امراء، حکام، رشتہ دار،

शोअरा ने अदब के नाक में दम कर रखा है, मौजूदा अदीब अदब के नाम पर ट्रेड लिख रहे हैं। अदब इस वक्त पैसे कमाने, नारे बाजी, गुप बंदी और पगड़ी उछालने का आखाड़ा बना हुआ है, अदब की मोहतरम हस्तियाँ बेअदबी करने से नहीं चूक रही हैं। हम को एक्त्तदार अपने हाथ में लेकर अदब की रफ्तार संभालनी है, हम उस वक्त तक चैन से नहीं बैठेंगे जब तक कि मौजूदा अदब को दुनिया के सालेह तरीन अदब के मुकाबले न खड़ा कर दें।”

एलानात के मुताबिक धमकी दी गई कि अगर किसी अदीब या पब्लिशर ने दूकान बंद की तो उसके खिलाफ फौजी अदालत में मुकदमा चलाया जायेगा और कारोबार को हस्बे मामूल चलाने पर ज़ोर दिया गया।

इस फौजी अदालत के रुहे-रवाँ ब्रिगेडियर गुलदार ने लेफ्टीनेंट कर्नल गैज, कर्नल मुशफिकुर्रहमान, कैपटेन सगीर जाफरी, मुल्के अदब के मुमताज-तरीन जासूस कर्नल आफरीदी की खिदमात हासिल कर लीं। सारा प्लान निहायत एहतयात से तैयार किया गया। रात के बारह बजे इन्कलाब अमल में आया। अदबी मरकज़ और सदर की रहाइशागाह फौज की हिफाजत में हैं। बड़े-बड़े शायर, अदीब और नक्काद¹ आपने-अपने घरों में नज़रबंद कर दिये गये हैं।

अभी तक किसी शोरिश की ख़ाबर नहीं आई, पूरे मुल्क में अमनो-अमान रहा। अदब में इन्कलाब के असबाब वह हालात हैं जो ज़्यादा ख़राब नहीं हो सकते। बल्कि इस ख़राबी से ख़ून ख़राबे के लिए काम लिए जा रहे थे। गो कि तवायफ़ों ने लखनऊ के (खात्मे) के बाद से एक हद तक उर्दू अदब का साथ छोड़ दिया था मगर फिर भी मौजूदा दौर मोकम्मल तौर पर तवायफ़ुलमुल्की² में मुस्तला था। सारा अदब एक गुमनाम दीवान के नामुकम्मल मुकद्दमे के गिर्द बिला किसी “थ्योरी” के घूम रहा है उल्टी सीधी ताबीरें पेश करने वाले नाकदीन की बस्तियाँ अपनी बिरादरी तक महदूद रहतीं और बिरादरी के बाहर जाने वाले का हुक्का-पानी बंद कर देतीं। शख़्सी तास्सुयात के अमल और रहे-अमल ने अदब को गोरख-धंधा बना दिया था। उमरा, हुक्काम, रिश्तेदार,

1. आलोचक 2. बिखराव

احباب اور خدمت گزار ہی تعریف کے دائرے میں آتے تھے۔ ادب کے ذمہ دار وہ لوگ نہیں تھے جو تاج محل بنانا جانتے ہوں، بلکہ وہ جو تاج محل کھودنے کے فن سے واقف ہوں۔ عموماً جس کے بارے میں کسی نے کوئی فتویٰ صادر کر دیا تھا، بقیہ سب اسی کو دہرا دیتے۔ ادبی سرے، سر قہ بالجبر کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ ادب، صحافت اور صحافت کے درمیان حد فاصل کھینچنا مشکل تھا۔ نئے نام لیتے ہوئے سب بے حد ڈرتے اور گھبراتے۔ اچھا ادب وہ سمجھا جانے لگا جو زیادہ بکے، زیادہ تر ادیب سرشام ہی کڑوروں کی تعداد میں آبادی سے دور نکل جاتے جہاں سے وہ سنسنی خیز ڈاکو، جنگلی درندے، بدرو حیں، بھوت پریت، ٹارزن، ڈریکولا اور کنگ کا نگ جیسے عجوبے اٹھالاتے۔ بیشتر ادب اسی قسم کے داغ دھبوں سے چمچک زدہ ہو رہا تھا جس کی صفائی اب فوج کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔

نقادوں کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں لوگوں نے قدیم اور جدید ادب کے مطالعے کے بجائے تنقیدیں پڑھنا شروع کر دی تھیں۔ اصل کتاب پڑھنے کا فیشن اب تقریباً آؤٹ آف ڈیٹ ہو چکا تھا۔ نقادوں کے مسلسل اصرار پر بہت سے اچھے افسانہ نگاروں اور ناول نگاروں نے افسانے اور ناول لکھنے سے توبہ کر لی تھی۔ لوگوں نے بھی بہترین ناول و افسانے پڑھنے کے بجائے بدترین تنقیدیں پڑھنا شروع کر دی تھیں۔ مگر خود تنقید میں پتہ لگانا مشکل تھا کہ کس کا کون رنگ ہے، یا موجودہ رنگ کہاں سے اڑایا گیا ہے۔ اگر مقالہ نگاروں کے نام اڑادیے جائیں تو وہ سب کسی ایک ہی نومشقی طالب علم کی تحریریں معلوم ہوتیں۔ ایک ہی بات کو بار بار کہنے کا مرض عام ہو گیا تھا۔ اس استادانہ چینترے بازی میں ایک ممتاز نقاد نے تو کمال ہی کر دیا۔ ان حضرت نے کسی زمانہ میں مومن پر ایک مقالہ لکھا تھا جس کی بڑی واہ واہ ہوئی۔ کچھ عرصے بعد انھوں نے اسی مقالے کو پھر نئے عنوان سے شائع کرادیا اور پھر واہ واہ مچ گئی۔ فوجی حکام نے جب ان کے گھر پر چھاپا مارا تو ان کی کل کائنات ادب یعنی مومن پر مقالہ برآمد کر لیا گیا۔ فوجی حکومت نے ایک اعلانیہ کے مطابق پہلے اس مقالہ کا عنوان صرف ”حکیم مومن خاں مومن“ تھا جس کو انھوں نے حسب ذیل عنوانات سے متعدد بار چھپوایا:

”حکیم مومن خاں مومن“۔ ”مومن خاں مومن“۔ ”مومن کی شاعری“۔ ”مومن

अहबाब और खिदमत गुज़ार ही तारीफ़ के दायरे में आते थे। अदब के जिम्मेदार वह लोग नहीं थे जो ताजमहल बनाना जानते हों, बल्कि वह जो ताजमहल खोदने के फ़न से वाकिफ़ हों। उमूमन जिसके बारे में किसी ने कोई फ़तवा सादिर कर दिया था, बकिया सब उसी को दोहरा देते। अदबी सरके, सरका-बिलजब्र की सूरत अख़्तियार कर चुके थे। अदब, सहाफ़त और सहाफ़त के दरमियान हद्दे-फ़सिल खींचना मुश्किल था। नये नाम लेते हुए सब बेहद डरते और घबराते। अच्छा अदब वह समझा जाने लगा जो ज़्यादा बिके, ज़्यादा तर अदीब सरे-शाम ही करोड़ों की तादाद में आबादी से दूर निकल जाते जहाँ से वह सनसनी खेज़ डाकू, जंगली दरिन्दे, बदरुहें, भूत प्रेत, टार्जन, ड्रेकूला और किंग-कांग जैसे अज़ूबे उठा लाते। बेशतर अदब इसी किस्म के दाग़ घब्रों से चेचकजदा हो रहा था जिसकी सफ़ाई अब फ़ौज़ की निगरानी में हो रही है।

नक्कादों की मुसलसल कोशिशों के नतीजे में लोगों ने कदीम और जदीद अदब के मोताले के बजाय तनकीदें पढ़ना शुरू कर दी थीं। अस्ल किताब पढ़ने का फ़ैशन अब तकरीबन आउट-ऑफ़-डेट हो चुका था। नक्कादों के मुसलसल इसरार पर बहुत से अच्छे अफ़साना निगारों और नावेल निगारों ने अफ़साने और नावेल लिखने से तौबा कर ली थी। लोगों ने भी बेहतरीन नावेल व अफ़साने पढ़ने के बजाय बदतरीन तनकीदें पढ़ना शुरू कर दी थीं। मगर खुद तनकीद में पता लगाना मुश्किल था कि किसका कौन रंग है, या मौजूदा रंग कहाँ से उड़ाया गया है। अगर मेकाला-निगारों के नाम उड़ा दिये जायें तो वह सब किसी एक ही नौमश्क तालिब इल्म की तहरीरें मालूम होतीं। एक ही बात को बार-बार कहने का मरज़ आम हो गया था। इस उस्तादाना पैतरे बाज़ी में एक मुमताज़ नक्काद ने तो कमाल ही कर दिया। इन हज़रत ने किसी ज़माने में मोमिन पर एक मेकाला लिखा था जिसकी बड़ी वाह-वाह हुई। कुछ अर्से बाद उन्होंने उसी मेकाले को फिर नये उनवान से शायर करा दिया और फिर वाह-वाह मच गई। फ़ौजी हुक्काम ने जब उनके घर पर छापा मारा तो उनकी कुल कायनाते-अदब यानी मोमिन पर मेकाला बरामद कर लिया गया। फ़ौजी हुक्कूमत के एक ऐलानिये के मुताबिक़ पहले इस मेकाले का उनवान सिर्फ़ "हकीम मोमिन खाँ मोमिन" था जिसको उन्होंने हस्बे-ज़ैल उनवान से मुतअद्दिद¹ बार छपवाया:

"हकीम मोमिन खाँ मोमिन", मोमिन खाँ मोमिन", "मोमिन की शायरी", "मोमिन की ग़ज़ल गोई", "मोमिन शायरी के आईने में", "मोमिन

1. अनेक

کی غزل گوئی۔ ”مومن شاعری کے آئینے میں۔“ مومن بحیثیت شاعر۔ ”مومن اور ان کی شاعری۔“ ”مومن کی شاعری کا نفسیاتی تجزیہ۔“ ”مومن ایک مطالعہ۔“ ”مومن میری نظر میں۔“ ”مومن اردو شاعری کی نظر میں۔“ ”اردو شاعری کی نظر مومن پر۔“ ”مطلعہ مومن۔“ ”مومن کی شخصیت اور شاعری۔“ ”مومن اور تصوف۔“ ”مومن کا محبوب۔“ ”مومن کا لب و لہجہ۔“ ”مومن اور ہم۔“ ”مومن اور میں۔“ ”مومن۔ ایک سوال۔“ ”کیا مومن شاعر تھے؟“

قبلہ کا ارادہ اب اس پر مقدمہ لکھوا کر مجموعہ شائع کروانے کا تھا۔ مگر فوج نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ان کو فریب دی کے الزام میں جیل بھیج دیا گیا اور وارنٹک دے دی گئی کہ آئندہ کبھی مومن پر کچھ نہ لکھیں۔ خیال ہے کہ جیل میں ان کو مزاح کے طور پر مومن کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کی قید با مشقت دی جائے گی۔ ایک دوسرے بزرگوار کا کورٹ مارشل کر نل آفریدی کی عدالت میں کیا گیا۔ کیپٹن وحید کی اطلاعات کے مطابق وہ بہت سے تنقیدی مقالات اور کتب سامنے رکھ کر غالب کے اوپر ایک مقالہ منغل کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ ان پر غالب کی توہین کرنے کے سلسلے میں مقدمہ چلایا گیا۔ عدالت نے انھیں عبور دریاے ادب کی سزا دی۔ ایک ممتاز نقاد کے گھر سے بیشتر ایسی کتابیں نکلیں جن پر ان کی تنقیدیں اور تبصرے شائع ہو کر ملک میں خاصے مقبول ہو چکے تھے مگر ان تبصرہ شدہ کتابوں کے ورق تک نہ کٹے تھے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ان کو ان کے آبائی کتب خانے میں قید کر دیا گیا ہے اور ان کو ان تمام کتابوں کے ورق کاٹنے کی سزا دی گئی ہے۔ اطلاع میں ہے کہ جب تک ساری کتابوں کے ورق نہ کٹ جائیں ان کو ان پر مزید تبصرہ کرنے کا لائی سنس نہیں ملے گا۔

شام کی خبروں میں گرفتار ہونے والے کی جو فہرست سنائی گئی اس میں اچھی خاصی تعداد ان بزرگوں کی ہے جنہوں نے ادب کے منصب اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور ہم وطنوں میں تقسیم کر کے حق داروں کو ان کے حق سے محروم کر دیا تھا۔ یہ سب اب فوجی حراست میں ہیں۔ ان کی ضمانتیں نام منظور کر دی گئی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ اپنی تحریروں کی تردید شائع کرنے پر ان کی سزاؤں میں تخفیف کر دی جائے۔ مگر ان لوگوں کی سزاؤں میں

बहैसियत शायर', मोमिन और उनकी शायरी', 'मोमिन की शायरी का नफ़सियाती तजज़िया', मोमिन एक मुतालेआ', 'मोमिन मेरी नज़र में', मोमिन उर्दू शायरी की नज़र में', 'उर्दू शायरी की नज़र मोमिन पर', 'मुतालेआ-मोमिन', 'मोमिन की शख़्सियत और शायरी', 'मोमिन और तसव्वुफ़', 'मोमिन का लबो-लहज़ा', 'मोमिन और हम', 'मोमिन और मैं', 'मोमिन-एक सवाल', 'क्या मोमिन शायर थे?'

किब्ला का इरादा अब इस पर मुकदमा लिखवा कर मजमुआ शायी करवाने का था। मगर फ़ौज़ ने इस पर कब्ज़ा कर लिया। उनको फ़रेब-देही के इल्जाम में जेल भेज दिया गया और वार्निंग दे दी गई कि आइंदा कमी मोमिन पर कुछ न लिखें। ख़याल है कि जेल में उनको सज़ा के तौर पर मोमिन का बाकायदा मुतालेआ करने की कैदे-बामशक़त दी जायेगी। एक दुसरे बुजुर्ग़वार का कोर्ट मार्शल कर्नल आफ़रीदी की अदालत में किया गया। कैप्टन वहीद की इत्लाआत के मुताबिक़ वह बहुत से तनकीदी मेकालात और कुतुब सामने रखकर ग़ालिब के उपर एक मेकाला मुन्तक़िल करते हुए पकड़े गये। उन पर ग़ालिब की तौहीन करने के सिलसिले में मुकदमा चलाया गया। अदालत ने उन्हें उबूरे-दरियाये-अदब की सज़ा दी। एक मुमताज़ नक्काद के घर से बेशतर ऐसी किताबें निकलीं जिन पर उनकी तनकीदें और तब्सरे शायी होकर मुल्क में ख़ासे मकबूल हो चुके थे मगर उन तब्सरा शुदा किताबों के वरक़ तक न कटे थे। ताज़ा तरीन इत्लाआत के मुताबिक़ उनको उनके आबाई कुतुब ख़ाने में कैद कर दिया गया है और उनको उनकी तमाम किताबों के वरक़ काटने की सज़ा दी गई है। इत्तला में है कि जब तक सारी किताबों के वरक़ न कट जायें उनको उन पर मज़ीद तब्सरा करने का लाइसेंस नहीं मिलेगा।

शाम की ख़बरों में गिरफ़्तार होने वालों की जो फ़ेहरिस्त सुनाई गई उसमें अच्छी खासी तादात उन बुजुर्ग़ों की है जिन्होंने अदब के मनसब अपने दोस्तों, रिश्तेदारों और हम वतनों में तक्सीम करके हक़दारों को उनके हक़ से महरुम कर दिया था। यह सब अब फ़ौजी हिरासत में हैं। उनकी ज़मानतें नामंज़ूर कर दी गई हैं। बहुत मुमकिन है कि अपनी तहरीरों की तरदीद शायी करने पर उनकी सज़ाओं में तख़्फ़ीफ़ कर दी जाय। मगर उन लोगों की सज़ाओं में कमी नहीं की जायेगी जिन्होंने खुद लिख-लिखकर अपने ख़ानदान के लोगों को शायर व अदीब बनाने

کی نہیں کی جائے گی جنہوں نے خود لکھ لکھ کر اپنے خاندان کے لوگوں کو شاعر و ادیب بنانے کی وقتی کوششیں کی تھیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو موقع ملنے پر حملہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے تھے اور ہمیشہ گمنام ناموں سے دوسروں پر مضامین اور تحریریں خطوط لکھ لکھ کر رسائل کے ذریعے کچڑا اچھالا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے لیے فوج نے نہایت کلاسیکل قسم کی سزا مقرر کی ہے۔ ایسے تمام لوگوں کو گدھے پر سوار کر کے مح ان کے اصل نام کے سائن بورڈ کے روزانہ صبح و شام ہوا خوری کے لیے بھیجا جائے گا اور عبرت ہونے پر ان کو اصل نام لکھنے کی اجازت دی جائے گی۔ ان لوگوں کو جنہوں نے شہرت حاصل کرنے کے لیے فیشن کے مطابق لکھے لکھائے اور پامال مضامین کو پھر سے باندھ کر اور پامال کر دیا تھا، ان پر سب سے سنگین الزام یہ ہے کہ ان کی مستقل تصنیف ایک بھی نہیں۔ ان کی سزا اس وقت مکمل سمجھی جائے گی جب وہ جیل سے ایک مستقل تصنیف پیش کر دیں گے۔

ایک صاحب پر الزام ہے کہ وہ بالکل معمولی سی بات کو غیر معمولی طول دے کر لکھتے ہوئے پکڑے گئے۔ غیر معمولی طوالت نے مسئلہ کو جو خاصہ سلجھا سلجھایا تھا تفصیل میں ڈبو کر خالصہ الجھا دیا۔ ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان پر پبلک کا وقت اور دماغ خراب کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ فی الحال ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی جملہ تصانیف کو مختصر کرنے کا کام شروع کر دیں۔ جس کتاب کی تلخیص پیش کرنے میں وہ ناکام رہیں گے وہ ضبط کر لی جائے گی۔ ایک دوسری اطلاع کے بموجب جیل میں ان سے مختصر نویسی کی مشقت لی جا رہی ہے۔

ایک دوسرے مصنف چلتی ٹرین میں کچھ لکھتے ہوئے پکڑے گئے۔ ان کی تلاشی لینے پر کچھ بھی برآمد نہ ہو سکا۔ وہ جو لکھ رہے تھے اس میں محض بچھلی پڑھائی اور حاضر دماغی کا فتور پایا گیا۔ اعلانیہ میں کہا گیا ہے کہ وہ ریڈیو ٹاک تھی۔ اس قسم کے معرکے وہ بلا پڑھے لکھے مسلسل بیس سال سے انجام دے رہے تھے۔ ان کی مصروفیات کے سبب عملاً اب یہ ممکن نہیں کہ وہ لکھ پڑھ سکیں۔ اندازہ ہے کہ اب تک انھوں نے جتنی ٹاک دی ہیں ان کے سلسلہ میں ایک مزید ٹاک کے ذریعہ پبلک سے باقاعدہ معافی منگوائی جائے گی۔ فوج نے ان کے اوپر فریب دہی اور آنکھوں میں دھول جھونکنے کے سلسلے میں مقدمہ قائم کیا ہے۔

की वक्ती कोशिशों की थीं। उनमें ऐसे लोग भी थे जो मौका मिलने पर हमला करने से भी नहीं चूकते थे और हमेशा गुमनाम नामों से दूसरों पर मजामीन और तख्तीबी खातूत लिख-लिखकर रसायल के ज़रिये कीचड़ उछाला करते थे। उन लोगों के लिए फौज ने निहायत क्लासीकल किस्म की सज़ा मुकर्रर की है। ऐसे तमाम लोगों को गधे पर सवार करके मय उनके अस्ल नाम के साईन बोर्ड के रोज़ाना सुबह शाम हवाख़ोरी के लिए भेजा जायेगा और इबरत होने पर उनको अस्ल नाम लिखने की इजाज़त दी जायेगी। उन लोगों को जिन्होंने शोहरत हासिल करने के लिए फैशन के मुताबिक लिखे लिखाये और पामाल की वक्ती कोशिशों की थीं। उनमें ऐसे लोग भी थे जो मौका मिलने पर हमला करने से भी नहीं चूकते थे और हमेशा गुमनाम नामों से दूसरों पर मजामीन और तख्तीबी खातूत लिख-लिखकर रसायल के ज़रिये कीचड़ उछाला करते थे। उन लोगों के लिए फौज ने निहायत क्लासीकल किस्म की सज़ा मुकर्रर की है। ऐसे तमाम लोगों को गधे पर सवार करके मय उनके अस्ल नाम के साईन बोर्ड के रोज़ाना सुबह शाम हवाख़ोरी के लिए भेजा जायेगा और इबरत होने पर उनको अस्ल नाम लिखने की इजाज़त दी जायेगी। उन लोगों को जिन्होंने शोहरत हासिल करने के लिए फैशन के मुताबिक लिखे लिखाये और पामाल मजामीन को फिर से बांधकर और पामाल कर दिया था, उन पर सब से संगीन इल्ज़ाम यह है कि उनकी मुस्तकिल तस्नीफ़ एक भी नहीं। उनकी सज़ा उस वक़्त मुकम्मल समझी जायेगी जब वह जेल से एक मुस्तकिल तस्नीफ़ पेश कर देंगे।

एक साहब पर इल्ज़ाम है कि वह बिल्कुल मामूली सी बात को ग़ैर मामूली तूल देकर लिखते हुए पकड़े गये। ग़ैर मामूली तवालत ने मसले को जो खासा सुलझा सुलझाया था तफ़सील में डुबो कर खासा उलझा दिया। उनको गिरफ़्तार कर लिया गया। उन पर पब्लिक का वक़्त और दिमाग ख़राब करने के इल्ज़ाम में मुकदमा चलाया जायेगा। फ़िलहाल उनको हुक्म दिया गया कि वह अपनी जुम्ला तसानीफ़ को मुख़ासर करने का काम शुरू कर दें। जिस किताब की तल्ख़ीस पेश करने में वह नाकाम रहें वह ज़ब्त कर ली जायेगी। एक दूसरी इत्तेला के बमोज़िब जेल में उन से मुख़ासर नवेसी की मशवकत ली जा रही है।

एक दूसरे मुसन्निफ़ चलती ट्रेन में कुछ लिखते हुए पकड़े गये। उनकी तलाशी लेने पर कुछ बरामद न हो सका। वह जो लिख रहे थे उसमें महज़ पिछली पढ़ाई और हाज़िर दिमागी का फुतूर पाया गया। एलानिये में कहा गया है कि वह रेडियो टॉक थी। इस किस्म के मारके वह बिला पढ़े लिखे मुसलसल बीस साल से अंजाम दे रहे हैं। उनकी मस्रुफ़ियात के सबब अमलन अब यह मुमकिन नहीं कि वह लिख-पढ़ सकें। अंदाज़ा है कि अब तक उन्होंने जितनी टॉक दी हैं उनके सिलसिले में एक मजीद टॉक के ज़रिये पब्लिक से बाकायदा माफ़ी मंगवाई जायेगी। फौज ने उनके ऊपर फ़रेब देही और आँखों में धूल झाँकने के सिलसिले में मुकदमा कायम किया है।

چھان بین ہو رہی ہے۔ توقع ہے کہ اس قسم کی گرفتاریاں اور بھی جلد ہی عمل میں آئیں گی جس سے پھر ایک ریڈیو سیریز۔ ”معافی ہی تو ہے“ کے سلسلے میں نشر ہوا کرے گی۔

ایک بزرگ جو روپوش ہو گئے ہیں ان پر مغربی تصانیف کے حوالے اور غیر ملکی زبانوں کے الفاظ کی بھرمار کے سلسلے میں باز پرس کی جائے گی۔ ان کو عدالت میں حاضر ہونے کے بعد بطور ضمانت ایک مقالہ خالص اردو میں لکھ کر دینا ہوگا۔

گرفتار ہونے والوں میں سب سے دل چسپ ایک بزرگ ہیں جو ”تحقیق لفظ ل“ کے اوپر ہزار صفحات کا ایک مختصر رسالہ تصنیف کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ سارا طومار اس بات پر تھا کہ ”ل“ عربی ہے یا ترکی؟ ان پر الزام ہے کہ جب تک وہ اختلاف کا پہلو پیدا نہ کر لیں قلم نہیں اٹھاتے۔ ان پر نقض امن اور پیپر کنٹرول ایکٹ کی خلاف ورزی کر کے کاغذ خراب کرنے کے سنگین الزامات ہیں۔ فوجی وکیل کا کہنا ہے کہ جو بات یہ لکھ رہے تھے اور نہ جانے کب تک لکھتے رہتے وہ بات دو لفظوں میں بھی بیان کی جاسکتی تھی کہ ”آیا..... ہے..... یا..... نہیں ہے؟“

کچھ بزرگوں نے شہرت حاصل کرنے کے لیے گناہ شعر اور ادیبوں کے خطوط شائع کرنے شروع کر دیے تھے۔ ان پر الزام یہ تھا کہ جب ان شعرا کا کلام خراب تھا تو پھر تفصیل سے ان کے حالات بیان کر کے ان کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ادیبوں کے خطوط شائع کرنے والوں پر فی الحال ”ڈیڈ لیٹر آفس“ میں داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

بہت سے ایسے بزرگوں کا انکشاف ہوا ہے جو اس انتظار میں رہتے کہ کوئی ادیب یا شاعر مرے تو اس پر کچھ کہیں۔ کچھ اور نہ سہی تو تاریخ و فات ہی سہی۔ ان لوگوں سے یہ وعدہ لے کر چھوڑ دیا گیا کہ آئندہ صرف زندہ لوگوں پر لکھنے کے مجاز ہیں۔

وہ ادیب جو جدید اور قدیم کے سلسلے میں تنقیدیں پڑھ پڑھ کر الجھ گئے تھے ان کو فی الحال نئے قانون کے مطابق اس وقت تک اپنے حالات کے اظہار کی اجازت نہیں ملے گی جب تک کہ وہ جدید اور قدیم کے گہرے مطالعے کے بعد اپنی فکر اور اظہار میں ایک توازن نہ پیدا کر لیں۔ اس درمیانی وقفہ میں ہر قسم کے بحث و مباحثہ سے ان کو سخت پرہیز کرایا جائے گا۔

छान बीन हो रही है। तबक्को है कि इस किस्म की गिरफ्तारियाँ और भी जल्द ही अमल में आयेंगी जिससे फिर एक रेडियो सीरीज़— “माफी ही तो है” के सिलसिले में नश्व हुआ करेगी।

एक बुजुर्ग जो रुपोश हो गये हैं उन पर मगरिबी तसानीफ़ के हवाले और ग़ैर मुल्की ज़बानों के अल्फ़ाज़ की भरमार के सिलसिले में बाज़ पुर्स की जायेगी। उनको अदालत में हाज़िर होने के बाद बतौर ज़मानत एक मेकाला ख़ालिस उर्दू में लिखकर देना होगा।

गिरफ्तार होने वालों में सब से दिलचस्प एक बुजुर्ग हैं जो “तहकीक लफ़्ज़ लाम” के ऊपर हजार सफ़हात का एक मुख़ासर रिसाला तस्नीफ़ करते हुए पकड़े गये। सारा तूमार इस बात पर था कि “लाम” अरबी है या तुर्की? उन पर इल्ज़ाम है कि जब तक वह एख़लाफ़ का पहलू पैदा न कर लें कलम नहीं उठाते। उन पर नक्ज़े—अमन और पेपर कंट्रोल एक्ट की ख़िलाफ़ वर्जी करके कागज़ ख़राब करने के संगीन इल्ज़ामात हैं। फौजी वकील का कहना है कि जो बात यह लिख रहे थे और न जाने कब तक लिखते रहते वह बात दो लफ़्ज़ों में भी बयान की जा सकती है कि “आया..... है..... या..... नहीं है?”

कुछ बुजुर्गों ने शोहरत हासिल करने के लिए गुमनाम शोअरा और अदीबों के खुतूत शाय़ा करने शुरू कर दिये थे। उन पर इल्ज़ाम ये था कि जब शोअरा का कलाम ख़राब था तो फिर तफ़सील से उनके हालात बयान करके उनको बदनाम करने की क्या ज़रूरत थी। अदीबों के खुतूत शाय़ा करने वालों पर फ़िलहाल “डेडलेटर ऑफ़िस” में दाख़ले पर पाबंदी आयद कर दी गई है।

बहुत से ऐसे बुजुर्गों का इनक़शाफ़ हुआ है जो इस इन्तज़ार में रहते कि कोई अदीब या शायर मरे तो उस पर कुछ कहें। कुछ और न सही तो तारीख़े-वफ़ात ही सही। उन लोगों से यह वादा लेकर छोड़ दिया गया कि आइन्दा सिर्फ़ ज़िंदा लोगों पर लिखने के मजाज़ है।

वह अदीब जो जदीद और कदीम के सिलसिले में तनकीदे पढ़-पढ़कर उलझ गये थे उनको फ़िलहाल नये क़ानून के मुताबिक़ उस वक़्त तक अपने ख़यालात के इज़हार की इजाज़त नहीं मिलेगी जब तक कि वह जदीद और कदीम के गहरे मुतालए के बाद फ़िक्क़ और इज़हार में तवाज़ुन न पैदा कर लें। इस दरमियानी वक़फ़े में हर किस्म के बहसो-मोबाहसे से उनको सख़्त परहेज़ कराया जायेगा।

ایک مشہور و معروف نقاد اور ان کے غیر معروف شاگرد نے جو تنقیدی قلم عام کے قائل ہیں، عدالت میں حلف اٹھایا کہ زندگی بھر وہ کسی کی ایک لفظ بھی تعریف نہ کر سکے۔ اگر ایک جملہ میں تعریف بھی کی تو اگلے پیرا گراف میں تکذیب بھی کر دی۔ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اب بقیہ تمام زندگی ان تمام ادیبوں، شاعروں اور نقادوں کو جن کو وہ اپنے قلم سے بے ہوش کیا کرتے تھے ہوش میں لانے کے لیے ان کی خوبیاں تلاش کریں، خصوصاً وہ جن سے وہ ذاتی طور پر خوش نہیں ہیں ان کی خوبیاں برسر عدالت تحریری صورت میں سب سے پہلے پیش کریں اور اپنا ایجاد کردہ دل آزار طریقہ فوراً بند کر دیں۔ ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ شاید جلد ہی ان کو کسی مشرقی کتب خانہ میں قید کر دیا جائے جہاں ان کو مشرقی ادب پاروں کو خالص مشرقی انداز سے پرکھنے کی مفت تربیت دی جائے گی، جس کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ پکڑے جانے والے افسانہ نگاروں میں زیادہ تعداد ان کی ہے جو قاری کو اجنبی سر زمینوں میں لے جا کر اجنبی کرداروں سے ملواتے تھے۔ اب غالباً ان کو دیسی کرداروں کے روزمرہ کے مسائل کی عکاسی کروائی جائے گی۔ بہت سے افسانہ نگاروں پر یہ الزام تھا کہ جب تک اس دن کا اخبار نہ پڑھ لیا جائے جس دن افسانہ لکھا گیا تھا۔ موضوع کے ہنگامے کا قاری کے ذہن میں آنا ممکن نہیں۔ ایسے افسانہ نگاروں کو اس روش سے بچ کر چلنے کی ہدایت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی جملہ تصانیف کے ساتھ ”بلوگرانی“ کا بھی اضافہ کر دیا کریں تاکہ ہنگامے کا پتہ چلانے میں آسانی ہو۔ خاصی تعداد ان کی ہے جو کسی نہ کسی سے بری طرح متاثر تھے۔ ان کی انفرادیت واپس لانے کے لیے شاید اب ان کو سب سے الگ رکھا جائے گا۔

ایک مشہور افسانہ نگار جن پر الزام ہے کہ وہ راہ چلتے موٹے پھل کھاتے، وہی بڑوں کے پتے چاٹتے، بیڑی پیتے، سڑکوں پر آوارہ گھومتے، فاقہ مستی کرتے اور معمولی ملازمت کرتے تھے، بڑے شان دار افسانے لکھا کرتے تھے۔ مگر جب ان کو عزت، شہرت اور دولت ملی اور وہ قلمی دنیا میں چلے گئے تو جاتے وقت وہ ساتھ میں اپنا قلم بھی لیتے گئے جس سے اب وہ خراب سے خراب افسانے لکھنے کی مشق کر رہے ہیں۔ چنانچہ اب ان کو مجبوراً پھر اسی معمولی ملازمت پر اس تنبیہ کے ساتھ واپس بھیج دیا گیا ہے کہ اگر اب بھی اچھے

एक मशहूर—मारुफ नक्काद और उनके गैर मारुफ शागिर्द ने जो तनकीदी कत्ले—आम के कायल हैं, अदालत में हलफ उठाया कि ज़िन्दगी भर वह किसी की एक लफ्ज भी तारीफ न कर सके। अगर एक जुमले में तारीफ भी की तो अगले पैराग्राफ में तकज़ीब भी कर दी। उनको हुक्म दिया गया है कि वह अब बक़ीया तमाम ज़िन्दगी उन तमाम अदीबों, शायरों और नक्कादों को जिन को वह अपने कलम से बेहोश किया करते थे होश में लाने के लिए उनकी खूबियाँ तलाश करें, खुसूसन वह जिन से वह ज़ाती तौर पर खुश नहीं हैं और उनकी खूबियाँ बर सरे—अदालत तहरीरी सूरत में सब से पहले पेश करें और अपना ईजाद करदा दिल आज़ार तरीका फौरन बंद कर दें। एक इत्तला यह भी है कि शायद जल्द ही उनको किसी मशरिकी कुतुब ख़ाने में कैद कर दिया जायेगा जहाँ उनको मशरिकी अदब पारों को ख़ालिस मशरिकी अंदाज़ से परखने की मुफ्त तरबीयत दी जायेगी, जिसके इन्तज़ामात हो रहे हैं। पकड़े जाने वाले अफ़साना निगारों में ज़्यादा तादाद उनकी है जो कारी को अजनबी सर—जमीनों में ले जाकर अजनबी किरदारों से मिलवाते थे। अब ग़ालेबन उनको देसी किरदारों के रोज़मर्रा के मसाएल की अक्कासी करवाई जायेगी। बहुत से अफ़साना निगारों पर यह इल्ज़ाम था कि जब तक उस दिन का अख़बार न पढ़ लिया जाये जिस दिन अफ़साना लिखा गया। मौजू के हंगामे का कारी के ज़ेहन में आना मुमकिन नहीं। ऐसे अफ़साना निगारों को इस रविश से बचकर चलने की हिदायत के साथ हुक्म दिया गया है कि वह अपनी जुम्ला तसानीफ़ के साथ “बिब्लोग्राफी” का भी इज़ाफ़ा कर दिया करें ताकि हंगामे का पता चलाने में आसानी हो। ख़ासी तादात उनकी है जो किसी न किसी से बुरी तरह मुतास्सिर थे। उनकी इन्फ़रादियत वापस लाने के लिए शायद अब उनको सब से अलग रखा जायेगा।

एक मशहूर अफ़साना निगार जिन पर इल्ज़ाम है कि वह राह चलते मूंग फली खाते, दही—बड़ों के पत्ते चाटते, बीड़ी पीते, सड़कों पर आवारा घूमते, फाका—मस्ती करते और मामूली मुलाज़मत करते थे, बड़े शानदार अफ़साने लिखा करते थे। मगर जब उनको इज़ज़त, शोहरत और दौलत मिली और वह फिल्मी दुनिया में चले गये तो जाते वक़्त वह साथ में अपना कलम भी लेते गये जिससे अब वह ख़राब—ख़राब अफ़साने लिखने की मशक़ कर रहे हैं। चुनांचे अब उनको मजबूरन फिर उसी मुलाज़मत पर इस तंबीह के साथ वापस भेज दिया गया है कि अगर अब भी अच्छे

افسانے نہیں لکھے گئے تو آئندہ ان کو اس سے بھی معمولی نوکری پر تعینات کیا جائے گا۔ ایک ان سے بھی زیادہ ممتاز افسانہ نگار جو کسی زمانہ میں تارگھر میں لکری کرتے تھے اور شان دار افسانے لکھتے تھے۔ شہرت اور دولت راس آنے پر ان کو بھی ”ظلمیر یا“ ہو گیا تھا۔ انھوں نے پڑھنے لکھنے سے توبہ کر لی اور بالکل اچھے ہو گئے۔ ان کو وارننگ دے دی گئی ہے کہ اگر انھوں نے جلد ہی اسی پیمانے پر افسانہ نگاری نہ شروع کر دی تو ان کے پرانے تارگھر ان کو بذریعہ تار واپس بلا لیا جائے گا۔ اس ضمن میں ایک معزز افسانہ نگار خاتون بھی آتی ہیں جو پہلے کسی اسکول میں استانی تھیں اور غضب کے افسانے لکھا کرتی تھیں، مگر جب سے انھوں نے کسی فلم ساز سے شادی کر لی اور فلمی دنیا سے لاکھوں روپے کمانے لگیں تب سے وہ اپنی افسانہ نگاری کی جانب سے غافل ہو گئی ہیں۔ ان استانی بی کو ان کے پرانے اسکول میں اسی ایک سو بیس روپے ماہوار والی جگہ پر واپس بھیجنے کے فوج انتظامات کر رہی ہے۔ ویسے ان سب پر بُہ حیثیت مجموعی دولت اور شہرت کے راس نہ لانے کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

کرٹل آفریدی اور کیپٹن وحید نے بالکل نئے قسم کے ادیب گرفتار کر لیے ہیں جن کے اوپر مستقل سنسنی خیزی کا الزام ہے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ وہ جاسوسی اور سائنسی ادب پیدا کر لیتے ہیں۔ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ سائنس ان کے خاندان میں کسی نے نہیں پڑھی، اس وجہ سے وہ بہ آسانی سائنسی ادب پیدا کر لیتے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب ”لاشوں کا پہاڑ“ بناتے ہوئے پکڑے گئے۔ دوسرے صاحب ”بے گناہ قاتل“ کو جنم دیتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے۔ ان پر سنسنی خیزی، راتوں کی نیند حرام کرنے، بھوک پیاس اڑانے، مار دھاڑ، قتل، چوری، اغوا، ڈاکہ دلانے، اخلاق خراب کرنے اور گھر سے بھاگنے کی تربیت دینے کے الزام میں مقدمے چلائے جائیں گے۔ ان میں ایک صاحب اپنے ہیرو کو روحوں کی دنیا میں پہنچانے کے لیے خون کے دریا بہاتے ہوئے اور ہیروئن کی تلاش میں پولس کو پریشان کرتے ہوئے پکڑے جانے کے الزام میں ماخوذ ہیں۔ ان کے پاس سے بڑی تعداد میں افیون، اس کو کشید کرنے کے آلات اور قدیم معری جادو سے متعلق کچھ نقلی کتابیں اور کچھ انگریزی کے جاسوسی ناول بھی برآمد کیے گئے جو ان کی شہرت کا اصل باعث

अफसाने नहीं लिखे गये तो आइन्दा उनको इससे भी मामूली नौकरी पर तैनात किया जायेगा। एक उनसे भी ज़्यादा मुमताज़ अफसाना निगार जो किसी ज़माने में तार घर में क्लर्क करते थे और शानदार अफसाने लिखते थे। शोहरत और दौलत रास आने पर उनको "फिल्मेरिया" हो गया था। उन्होंने पढ़ने-लिखने से तौबा कर ली और बिल्कुल अच्छे हो गये। उनको वार्निंग देदी गई है कि अगर उन्होंने जल्द ही उसी पैमाने की अफसाना निगारी न शुरू कर दी तो उनके पुराने तार घर उनको बज़रिये तार वापस बुला लिया जायेगा। इस ज़िम्न में एक मोअज़्ज़िज़ अफसाना निगार खातून भी आती हैं जो पहले किसी स्कूल में उस्तानी थीं और ग़ज़ब के अफसाने लिखा करती थीं, मगर जब से उन्होंने किसी फिल्म-साज़ से शादी कर ली और फिल्मी दुनिया से लाखों रुपये कमाने लगीं तब वह अपनी अफसाना निगारी की जानिब से गाफिल हो गई हैं। इन उस्तानी बी को उनके पुराने स्कूल में उसी एक सौ बीस रुपये माहवार वाली जगह पर वापस भेजने के फौज़ इन्तज़ामात कर रही है। वैसे इन सब पर 'बहैसियत मजमूई' दौलत और शोहरत के रास न लाने के इल्ज़ाम में मुकदमा चलाया जायेगा।

कर्नल आफ़्रीदी और कैप्टन वहीद ने बिल्कुल नये किस्म के अदीब गिरफ़्तार कर लिए हैं जिन के ऊपर मुस्तक़िल सनसनी खेज़ी का इल्ज़ाम है। उन लोगों ने बताया कि वह जासूसी और साइंसी अदब पैदा कर लेते हैं। तहकीकात से पता चला है कि साइंस उनके खानदान में किसी ने नहीं पढ़ी, इस वजह से वह बआसानी साइंसी अदब पैदा कर लेते हैं। उनमें से एक साहब "लाशों का पहाड़" बनाते हुए पकड़े गये। दूसरे साहब "बेगुनाह कातिल" को जन्म देते हुए गिरफ़्तार कर लिये गये। उन पर सनसनी खेज़ी, रातों की नींद हराम करने, भूक प्यास उड़ाने, मार धाड़, कत्ल, चोरी, अगवा, डाका डालने, अख़लाक ख़राब करने और घर से भागने की तरबियत देने के इल्ज़ाम में मुकदमे चलाये जायेंगे। उनमें एक साहब अपने हीरो को रुहों की दुनिया में पहुँचाने के लिए ख़ून के दरिया बहाते हुए और हीरोइन की तलाश में पुलिस को परेशान करते हुए पकड़े जाने के इल्ज़ाम में माख़ूज़ हैं। उनके पास से बड़ी तादाद में अफ़ियून, उसको कशीद करने के आलात और कदीम मिस्री जादू से मुतअल्लिक कुछ नकली किताबे और कुछ अंग्रेज़ी के जासूसी नावेल भी बरआमद किये गये जो उनकी शोहरत का अस्ल बाएस

تصور کیے جا رہے ہیں۔ جیل میں ان سب سے انسانوں اور انسانی مسائل پر لکھانے کی جبری مشق کرائی جائے گی۔

شاعروں کے بارے میں جو سنسنی خیز انکشاف ہوئے ہیں ان سے ان کی چال اور نقل و حرکت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ زیادہ تر اس وقت حراست میں ہیں۔ بقیہ کی تلاش جاری ہے۔ شعراء دوسروں کی زمینوں میں شعر کہتے، چائے خانوں یا میخانوں میں دین و دنیا، بیوی بچوں سے ایک دم غافل پائے گئے۔ ان میں شاعر کم اور شاعر کے بھیس میں زیادہ تھے۔ فوج کی جانب سے ایک اعلانیہ میں بتایا گیا ہے کہ جملہ ”بومہین شعراء“ فوراً اپنے آپ کو انسان ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ فی الحال جو شاعر کمانہ ہو، بیوی بچوں کو ٹھیک سے نہ رکھتا ہو، اس کا کلام بحق فوج ضبط کر لیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ان کو اپنے ”دو ادین“ کی اصلاح، نظر ثانی اور مختصر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دوسروں کی زمینوں میں کہنے اور دوسروں کے رنگ کو اپنانے والوں کو دریا برد کیا جا رہا ہے۔ جو شعراء غزل کی گردن مارنے پر تیار رہتے تھے ان کو اب صرف غزل ہی کہنے کا لائسنس مل سکے گا، اور آزاد نظم کے پرستاروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غزل کی مخالفت بند کر کے نظم کی نزاکتوں کو سمجھنے کی کوشش شروع کر دیں۔ شعراء کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ آبادیوں سے باہر ویرانوں میں جانا اور آبادیوں کو کوسنا فوراً بند کر دیں۔ مسلسل اور طویل نظمیں، غزلیں خلاف قانون قرار دے دی گئی ہیں۔

ملک ادب کے شمالی گوشوں سے خبر آئی ہے کہ وہاں بکثرت واہ واہ کرنے والے گرفتار کر لیے گئے جو مشاعروں میں صرف آواز پر آواز دے رہے تھے۔ مشاعروں پر شعراء اور انتخاب کی پابندی لازمی قرار دے دی گئی۔ مزید شعراء کو گرفتار کرنے کے سلسلے میں فی الحال فوج نے معذوری کا اظہار کر دیا ہے کیوں کہ اس طرح آبادی اور فوج کا بیشتر حصہ حراست میں آجائے گا۔ اس لیے ان پر قاعدے قانون کی سختی کر دی گئی ہے۔ شعراء کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ محض شاعر نہ بنیں بلکہ کام کے آدمی بھی بنیں۔ گلے بازی کو سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔

ایک شاعر رسالہ کو غزل بھیجتا ہوا پکڑا گیا۔ اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے خود

तसखुर किये जा रहे हैं। जेल में उन सब से इंसानों और इंसानी मसायल पर लिखाने की जबरी मश्क कराई जायेगी।

शायरों के बारे में जो सनसनी खेज इन्कशाफ हुए हैं उनसे उनकी चाल और नक्लो-हरकत पर बखूबी रोशनी पड़ती है। ज्यादातर इस वक्त हिरासत में हैं। बकिया की तलाश जारी है। शोअरा दूसरों की ज़मीनों में शेर कहते, चायखानों या मयखानों में दीनो-दुनिया, बीवी बच्चों से एकदम गाफिल पाये गये। उनमें शायर कम और शायर के मेस में ज्यादा थे। फौज की जानिब से एक एलानिया में बताया गया है कि जुम्ला " बोहमियन शोअरा" फौरन अपने आपको इन्सान साबित करने की कोशिश करें। फिलहाल जो शायर कमाता न हो, बीवी बच्चों को ठीक से न रखता हो, उसका कलाम बहक़े-फौज ज़ब्त कर लिया जायेगा। इसके अलावा उनको अपने "दवावीन" की इस्लाह, नज़रे-सानी और मुख्तसर करने का हुक्म दिया गया है। दूसरों की ज़मीनों में कहने और दूसरों के रंग को अपनाने वालों को दरया-बदर किया जा रहा है। जो शोअरा गज़ल की गर्दन मारने पर तैयार रहते थे उनको सिर्फ़ गज़ल ही कहने का लाइसेंस मिल सकेगा, और आज़ाद नज़्म के परस्तारों को हुक्म दिया गया है कि वह गज़ल की मुख़ालफ़त बंद करके नज़्म की नज़ाकतों को समझने की कोशिश शुरू कर दें। शोअरा को ख़बरदार किया गया है कि वह आबादियों से बाहर वीरानियों में जाना और आबादियों को कोसना बंद कर दें। मुसलसल और तवील नज़्में, गज़लें ख़िलाफ़े-कानून करार दे दी गई हैं।

मुल्के-अदब के शुमाली गोशों से ख़बर आई है कि वहाँ बकसरत वाह-वाह करने वाले गिरफ़्तार कर लिए गये हैं जो मुशायरों में सिर्फ़ आवाज़ पर आवाज़ दे रहे थे। मुशायरों पर शोअरा और इन्तखाब की पाबंदी लाज़मी करार दे दी गई। मजीद शोअरा को गिरफ़्तार करने के सिलसिले में फिलहाल फौज ने माजुरी की इज़हार कर दिया है क्योंकि इस तरह आबादी और फौज का बेश्तर हिस्सा हिरासत में आ जायेगा। इसलिए उन पर कायदे कानून की सख़्ती कर दी गई है। शोअरा को हुक्म दिया गया है कि वह महज़ शायर न बने बल्कि काम के आदमी भी बनें। गले बाज़ी को जुर्म करार दिया गया है।

एक शायर रिसाले को गज़ल मेजता हुआ पकड़ा गया। उस पर यह इल्ज़ाम है कि उसने खुदअपने आपको अपने हाथों से "अल्लामा" और

اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ”علامہ“ اور ”ایشیا کا عظیم ترین شاعر“ وغیرہ لکھا تھا۔ اس پر دوسروں سے بھی جبراً اپنے آپ کو عظیم شاعر کہلوانے اور غلاف مرضی تحریری ادارے لکھوانے کے جرم میں مقدمہ قائم کر دیا گیا ہے۔ ایک اور شاعر جو کسی اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے اپنے اسٹیو سے خود اپنی شان میں تنقیدی مقالہ لکھواتے ہوئے بروقت پکڑ لیے گئے۔ چوں کہ وہ شاعر خراب ہیں اور مقالہ اچھا تھا اس لیے اس کو ضائع کر دیا گیا۔ تلاشی لینے پر ان کے قبضہ سے کافی تعداد میں اس قسم کے جزیہ قصائد برآمد ہوئے۔ ایک نیوز پلیٹن میں تمام ہاتھوں کو حکام پر لکھنے سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہوئے اس کو سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے ہاتھوں کو آگاہ کر دیا گیا ہے کہ آئندہ اگر اس پر عمل نہ کر سکے تو ان کو سزا کے طور پر افسر بنا دیا جائے گا۔ اس قسم کے تمام گراں قدر مضامین کی تلاش ان کو ضائع کرنے کے لیے برابر جاری ہے۔

ایک ممتاز شاعر پر الزام ہے کہ جب تک وہ جیل میں تھے بہت اچھی چیزیں کہتے تھے، مگر جب جیل سے رہا ہوئے تقریباً خاموش ہیں۔ چنانچہ اس تدبیر میں کہ وہ دوبارہ اسی زور و شور سے شاعری شروع کر دیں ان کو پھر جیل خانے روانہ کر دیا گیا ہے۔ ایک بزرگ شاعر جن پر الزام ہے کہ جب اقبال و اصغر وغیرہ نے شاعری شروع کی تھی تب وہ ان کو باقاعدہ اپنا معاصر و حریف خیال کر کے ان کی خیالی مخالفتیں کرتے رہتے تھے اور ہر پہلو سے ان کو اپنے سے کمتر درجے کا شاعر ثابت کرنے پر اپنی ساری آرد و صرف کر دیتے تھے اور اب وہ فیض اور ان کے بعد کی نسل تک کے ہر ایک نئے شاعر کو اسی پیمانے پر اپنا حریف سمجھتے ہیں۔ ان کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ ادبی معرکوں اور دنگلوں میں جو وقت ضائع کر دیا کرتے ہیں اس کو اپنی شاعری پر صرف کر کے اسے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں ان کو اصلاح کا آخری موقع دیا گیا ہے مگر اس شرط پر کہ یا تو شرط منظور کریں ورنہ اپنے کو مردہ اعلان کر کے لکھنا چھوڑ دیں۔

کرٹل مشفق الرحمن نے کئی ممتاز مزاح نگاروں کو حراست میں لے لیا۔ ان پر یہ الزام ہے کہ ان کے مزاحیہ مضامین پڑھ کر ہنسی بھی نہیں آتی، روٹا تو دور کی بات ہے۔ اسٹی کرپشن ڈپارٹمنٹ نے کچھ ایسے ادیبوں اور شاعروں کو بھی گرفتار کیا ہے جو

“एशिया का अजीम तरीन शायर” वगैरह लिखा था। इस पर दूसरों से भी जबरन अपने आपको अजीम शायर कहलवाने और खिलाफे मर्जी तारीफी इदारिये लिखवाने के जुर्म में मुकदमा कायम कर दिया गया है। एक और शायर जो किसी आला ओहदे पर फायज़ थे अपने स्टैनो से खुद अपनी शान में तनकीदी मेकाला लिखवाते हुए बरवक्त पकड़ लिए गये। चूँकि वह शायर खराब हैं और मेकाला अच्छा था इसलिए उसको जाया कर दिया गया। तलाशी लेने पर उनके कब्जे से काफी तादाद में इस किस्म के जब्रिया कसायद बरआमद हुए। एक न्यूज़ बुलेटिन में तमाम मातहतों को हुक्काम पर लिखने से बाज़ रहने की तल्कीन करते हुए उसको सख्त जुर्म करार दिया गया है। खिलाफ वरजी करने वाले मातहतों को आगाह कर दिया गया है कि आइन्दा अगर उस पर अमल न कर सके तो उनको सज़ा के तौर पर अफसर बना दिया जायेगा। इस किस्म के गरों-कद्र मज़ामीन की तलाश उनको जाया करने के लिए बराबर जारी है।

एक मुमताज़ शायर पर इल्ज़ाम है कि जब तक वह जेल में थे, बहुत अच्छी चीज़ें कहते थे, मगर जब जेल से रिहा हुए तकरीबन खामोश हैं। चुनांचे इस तदबीर में कि वह दोबारा उसी जोरो-शोर से शायरी शुरू कर दें उनको फिर जेल-खाने रवाना का दिया गया है। एक बुजुर्ग शायर जिन पर इल्ज़ाम है कि जब इकबाल व असगर ने शायरी शुरू की थी तब वह उनको बाकायदा अपना मआसिर¹ व हरीफ़ खयाल करके उनकी खयाली मुख़ालफ़तें करते रहते थे और हर पहलू से उनको अपने से कमतर दर्जे का शायर साबित करने पर अपनी सारी आवुर्द सर्फ़ कर देते थे और अब वह फ़ैज़ और उनके बाद की नस्ल तक के हर एक नये शायर को उसी पैमाने पर अपना हरीफ़ समझते हैं। उनको ख़बरदार किया गया है कि वह अदबी मारकों और दंगलों में जो वक्त जाया कर दिया करते हैं उसको अपनी शायरी पर सर्फ़ करके उसे बेहतर बनाने की कोशिश करें। इस सिलसिले में उनको इस्लाह का आख़री मौका दिया गया है मगर इस शर्त पर कि या तो शर्त मंज़ूर करें वरना अपने को मुर्दा एलान करके लिखना छोड़ दें।

कर्नल मुशफ़िकुर्रहमान ने कई मज़ाह निगारों को हिरासत में ले लिया। उन पर यह इल्ज़ाम है कि उनके मज़ाहिया मज़ामीन पढ़कर हंसी भी नहीं आती रोना तो दूर की बात है। एण्टी करप्शन डिपार्टमेंट ने कुछ ऐसे अदीबों और शायरों को भी गिरफ़्तार किया है जो

1. समकालीन

میسے کمانے کے لیے دوسروں کے ناموں سے الٹا سیدھا لکھتے تھے یا ان کو مرے ہوئے ادیبوں کے نام سے منسوب کر کے غلط فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان کو چار سو بیس کرنے کے جرم میں سزائیں دی جائیں گی۔ محکمہ نے چند ایسے صحافیوں کو بھی حراست میں لے لیا ہے جو مخالفت کر کے، بحشیں چلا کے، خواہ مخواہ ایک دوسرے پر کچڑا چھلوا کے روپیہ کماتے اور محض روپیہ کی خاطر ہر اچھی چیز کی مخالفت کرتے تاکہ پڑھنے والے چونک انھیں اور اسی بہانے ان کا رسالہ چل سکے۔ اکثر نے اپنے نام و شہرت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنی کتابیں رومی کاغذ پر چھاپ چھاپ کر کوڑیوں میں اشرفیاں کمائی تھیں۔ ان سب کی ضمانت کے لائسنس ضبط کر کے ان کو حوالات میں بند کر دیا گیا ہے۔ محکمہ نے ان موسیقی ادیبوں پر رسالہ نکالنے کی پابندی لگا دی ہے جو اس وقت تک ادیب رہتے ہیں جب تک ان کا رسالہ نکلتا رہتا ہے اور اس کے بعد وہ بھی رسالے کی پلٹن کے ساتھ میدان سے غائب ہو جاتے ہیں۔ سزا کے طور پر اب ان کو بلا رسالہ کے میدان میں لایا جائے گا۔ اینٹی کرپشن والوں نے ایسے بہترین ادب کے انتخاب کرنے والے برآمد کیے ہیں جو ہر سال اس وجہ سے انتخاب کرتے تھے تاکہ ان کی چیزیں بھی انتخاب میں آجائیں۔ یہ انتخابات ضائع کر دیے گئے۔ اب اینٹی کرپشن والے خود اپنی نگرانی میں نئے سرے سے سارے انتخاب کر دیا ہے۔ سزا کے طور پر ان لوگوں کی کوئی چیز انتخاب میں شامل نہیں کی جائے گی۔ آج شام کو اینٹی کرپشن والوں نے ایسے ادیب بھی گرفتار کیے جو ہر سال دوڑ دھوپ کر کے اور تعلقات کے بل بوتے پر غلط کتابوں پر (سال بھر میں شائع ہونے والی بہترین کتابوں کا) انعام حاصل کر لیتے تھے۔ ان سب کی ضمانتیں اس وقت تک منظور نہیں ہوں گی جب تک کہ وہ انعام کے روپے واپس اور جرمانہ ادا نہ کر دیں۔ محکمہ نے ایک ادیب کے گھر دوڑ بھیجی۔ وہ نر اشاعر نکلا جو اس وقت اپنی بیوی پر رعب جمانے کے لیے سوائے اپنے سارے شاعروں اور ادیبوں کو جاہل ثابت کرنے کے علاوہ اپنا کلام بے لگام بھی متواتر سنا رہا تھا جسے سن کر اس کی بیوی بیچاری سخت بور ہو رہی تھی۔ ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کو لے جاتے وقت بیوی نے فوج کا شکر یہ ادا کیا۔

اس کے بعد ہوٹلوں اور چائے خانوں پر چھاپے مار کر بہت سے شاعر اور ادیب

पैसे कमाने के लिए दूसरों के नामों से उल्टा सीधा लिखते थे या उनको मरे हुए अदीबों के नाम से मंसूब करके ग़लत फ़ायदा उठाते थे। उनको चार सौ बीस करने के जुर्म में सजायें दी जायेंगी। मोहकमे ने चंद ऐसे सहाफ़ियों को भी हिरासत में ले लिया है जो मुख़ालेफ़त कर के, बहसें चला के, ख़्वाहमख़्वाह एक दूसरे पर कीचड़ उछलवा के रुपया कमाते और महज़ रुपये की खातिर हर अच्छी चीज़ की मुख़ालेफ़त करते ताकि पढ़ने वाले चौंक उठें और उसी बहाने उनका रिसाला चल निकले। अक्सर ने अपने नाम व शोहरत से नाजायज़ फ़ायदा उठाकर अपनी किताबें रदी कागज़ पर छाप-छापकर कौड़ियों में अशरफ़ियाँ कमाई थीं। उन सब की ज़मानत के लाइसेंस जब्त करके उनको हवालात में बंद कर दिया गया है। मोहकमे ने उन मौसमी अदीबों पर रिसाला निकालने की पाबंदी लगा दी है जो उस वक़्त तक अदीब रहते थे जब तक कि उनका रिसाला निकलता रहता है और उसके बाद वह भी रिसाले की पलटन के साथ मैदान से ग़ायब हो जाते हैं। सज़ा के तौर पर उनको बिला रिसाले के मैदान में लाया जायेगा। एण्टी करप्शन वालों ने ऐसे बेहतरीन अदब के इन्तख़ाब करने वाले बरामद किये हैं जो हर साल इस वजह से इन्तख़ाब करते थे ताकि उनकी चीज़ें भी इन्तख़ाब में आजायें। यह इन्तख़ाबात जाया कर दिये गये हैं। अब एण्टी करप्शन वाले खुद अपनी निगरानी में नये सिरे से सारे इन्तख़ाब करवा रहे हैं। सज़ा के तौर पर उन लोगों की कोई चीज़ इन्तख़ाब में शामिल नहीं की जायेगी। आज शाम को एण्टी करप्शन वालों ने ऐसे अदीब भी गिरफ़्तार किये जो हर साल दौड़ धूप करके और तअल्लुकात के बल बूते पर ग़लत किताबों पर (साल भर में शायी होने वाली बेहतरीन किताबों का) इनाम हासिल कर लेते थे। उन सब की ज़मानतें उस वक़्त तक मंज़ूर नहीं होंगी जब तक कि वह इनाम के रुपये वापस और जुर्माना अदा न कर दें। मोहकमे ने एक अदीब के घर दौड़ भेजी। वह निरा शायर निकला जो उस वक़्त अपनी बीवी पर रोब जमाने के लिए सिवाय अपने, सारे शायरों और अदीबों को जाहिल साबित करने के अलावा अपना कलामे-बेलगाम भी मोतवातिर सुना रहा था जिसे सुन-सुनकर उसकी बीवी बेचारी सख़्त बोर हो रही थी। उनको गिरफ़्तार कर लिया गया है। उनको ले जाते वक़्त बीवी ने फौज़ का शुक्रिया अदा किया।

उसके बाद होटलों और चाय-ख़ानों पा छापे मारकर बहुत से शायर और अदीब दूसरों की ग़ीबत करते हुए गिरफ़्तार कर लिए गये।

دوسروں کی غیبت کرتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے۔ پکڑے جانے والوں میں بہت سے ”ایٹنی لکچرل“ جو کافی ہاؤس میں آفاقی ادب کے سلبھے ہوئے مسائل کی بحثوں میں الجھے ہوئے تھے، ان پر ایٹنی کرپشن والوں نے دو الزامات عائد کیے۔ ایک تو زیر بحث موضوع سے متعلق جن کتابوں کے حوالے دیے جا رہے تھے یا تو وہ زیر طبع تھیں یا ابھی تک پڑھی نہیں گئی تھیں، دوسرے سب ایک دوسرے پر اپنی قابلیت اور علم کا غلط سلسلہ جمانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ ان کے خلاف پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا۔ فی الحال کافی ہاؤس میں ان کے داخلہ پر پابندی عاید کر دی گئی ہے۔ ایک حالیہ اعلان میں محکمہ نے ان تمام نوجوانوں کو ان کے کام پر واپس جانے کا حکم دے دیا ہے جنہیں ”ادب“ ہو گیا تھا یعنی وہ کرتے کچھ اور تھے اور رہتے ادب کی جان پر سوار تھے اور اپنے کام کے ساتھ ادب کی بھی مٹی پلید کیے ہوئے تھے۔

موجودہ انقلاب میں اصلاحات کا ہر حلقہ ادب میں بے پناہ استقبال کیا جا رہا ہے۔ ادب میں انتشار پیدا کرنے والے اب تقریباً منتشر ہو گئے ہیں۔ ادب میں ایک توازن، سنجیدگی اور پائیداری کی ہر طرف امید کی جا رہی ہے۔ ”ادبی جمود“ کا نعرہ لگانے والے ”مارشل لا“ کے طفیل میں اب مقالے لکھ لکھ کر ثابت کر رہے ہیں کہ ادب میں نہ کبھی جمود تھا اور نہ ہے۔ آگے چل کر ”ادبی مارشل لا“ کا دور تاریخ ادب میں ادب کے سنہری دور کے نام سے یاد کیا جائے گا جس میں زیادہ تر عظیم اور صالح ادب تخلیق ہوا اور تمام بنیادی کام انجام دیے گئے۔



पकड़े जाने वालों में बहुत से "एंटीलेक्चुअल" जो कॉफी हाउस में आफाकी अदब के सुलझे हुए मसाएल की बहसों में उलझे हुए थे, उन पर एण्टी करप्शन वालों ने दो इल्जामात आयद किये। एक तो ज़ेरे-बहस मौजू से मुतअल्लिक जिन किताबों के हवाले दिये जा रहे थे या तो वह ज़ेरे-तबा थीं या अभी तक पढ़ी नहीं गई थीं, दूसरे सब एक दूसरे पर अपनी कबिलियत और इल्म का ग़लत सिक्का जमाने की नाकाम कोशिश कर रहे थे। उनके खिलाफ़ पब्लिक सेफ़्टी एक्ट के तहत मोकदमा चलाया जायेगा। फ़िलहाल कॉफी हाउस में उनके दाख़ले पर पाबंदी आयद कर दी गई है। एक हालिया एलान में मोहकमे ने उन तमाम नौजवानों को उनके काम पर वापस जाने का हुक्म दे दिया है जिन्हें "अदब" हो गया था यानी वह करते कुछ और थे, और रहते अदब की जान पर सवार थे और अपने काम के साथ अदब की भी मिट्टी पलीद किये हुए थे।

मौजूदा इन्कलाब में इस्लाहात का हर हल्क़ए-अदब में बेपनाह इस्तेमाल किया जा रहा है। अदब में इन्तेशार पैदा करने वाले अब तकरीबन मुन्तशिर हो गये हैं। अदब में एक तवाजुन, संजीदगी और पायदारी की हर तरफ़ उम्मीद की जा रही है। "अदबी जमूद" का नारा लगाने वाले "मार्शल लों" के तुफ़ैल में अब मेकाले लिख-लिखकर साबित कर रहे हैं कि अदब में कभी जमूद था और न है। आगे चलकर "अदबी मार्शल लों" का दौर तारीख़े-अदब में अदब के सुनहरी दौर के नाम से याद किया जायेगा जिस में ज़्यादातर अज़ीम और सालेह अदब तख़लीक़ हुआ और तमाम बुनियादी काम अंजाम दिये गये।



کوڈاں

”کوڈاں“ انگریزی لفظ ”کوڈ“ کی دکنی اور پنجابی اسٹائل پر جمع ہے۔ جمع کی ضرورت اس لیے پڑی کہ اس وقت بے شمار کوڈ رائج ہیں۔ ویسے تو ہر زبان بجائے خود ایک کوڈ ہے۔ پھر ہر زبان کے اپنے کوڈ ہوتے ہیں جو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو کوڈ کے گر جانتے ہوں، شارٹ ہینڈ بھی کوڈ ہے جس کے ذریعہ سے لمبی چوڑی اور سیدھی سادھی تحریر چند لکیروں میں سما جاتی ہے۔

خفیہ پولیس والوں کا اپنا کوڈ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر انہیں یہ پیغام بھیجنا ہو کہ فلاں شہر میں فساد ہونے کا خطرہ ہے تو وہ کوڈ میں تاریخ بھیج دیں گے کہ جیابہادری کے لڑکی پیدا ہونے والی ہے، خبردار ہو جاؤ۔

ریڈیو اور قلم والے بھی کوڈ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی ریڈیو ڈرامے کے لیے ریلوے پلیٹ فارم کے شور وغل کا سین چاہیے تو ریڈیو والے ہر بار اسٹیشن پر جا کر ریکارڈنگ نہیں کر سکتے۔ ایسے سین جن کی ضرورت انہیں اکثر رہتی ہے وہ ریکارڈ کر کے لائبریری میں رکھ دیتے ہیں۔

कोडों

“कोडों” अंग्रेजी लफ्ज़ “कोड” की दकनी और पंजाबी स्टाईल पर जमा¹ है। जमा की ज़रूरत इसलिए पड़ी कि इस वक़्त बेशुमार कोड रायज हैं। वैसे तो हर ज़बान बजाए खुद एक कोड है। फिर हर ज़बान के अपने कोड होते हैं जो सिर्फ़ वही लोग समझ सकते हैं जो कोड के गुर जानते हों, शार्ट हैंड भी कोड है जिसके ज़रिए से लम्बी चौड़ी और सीधी साधी तहरीर चंद लकीरों में समा जाती है।

खुफिया पुलिस वालों का अपना कोड होता है। मसलन अगर उन्हें यह पैग़ाम भेजना हो कि फ़लों शहर में फ़साद होने का ख़तरा है तो वह कोड में तारीख़ भेज देंगे कि जया बहादुरी के लड़की पैदा होने वाली है, ख़बरदार हो जाओ।

रेडियो और फ़िल्म वाले भी कोड इस्तेमाल करते हैं। मसलन अगर किसी रेडियो ड्रामे के लिए रेलवे प्लेटफ़ार्म के शोरो-गुल का सीन चाहिए तो रेडियो वाले बाहर स्टेशन पर जाकर रिकार्डिंग नहीं कर सकते। ऐसे सीन जिन की ज़रूरत उन्हें अक्सर रहती है वह रिकार्ड करके लाइब्रेरी में रख देते हैं।

1. बहुवचन

اور اگر کسی پروڈیوسر کو ان میں سے کوئی سین چاہیے تو وہ صرف اتنا کہتا ہے کہ فلاں نمبر کا سین دو سیکنڈ کے لیے اور فلاں نمبر کا سین آدھے منٹ کے لیے دے دیں۔ اس طرح فلم والے بھی ریل کے ایکسیڈنٹ، طوفان اور طغیانی جہاز کی اڑان اور جلے جلوسوں کے سین فلما کر تیار رکھتے ہیں۔ پروڈیوسر اپنے اسٹنٹ کو کھلا بھیجتا ہے، بھیجی ذرا دیکھنا وہ تین نمبر کا سین دس سیکنڈ کے لیے اور پندرہ نمبر کا سین ایک منٹ کے لیے لے آؤ۔ اس کا مطلب یہ کہ اسے ایک اندھیری رات میں طوفان کا سین چاہیے جس میں ہیرو پہاڑ کی چوٹی سے سمندر میں چھلانگ مارتا رہے۔ اب وہ سین ہر ہیرو کو چاہیے، وہ راجیش کھنہ ہو یا این ٹی آر۔ ہر ایک فٹ ہو جائے گا کیوں کہ اصلی چھلانگ مارنے والا وہ بیچارہ تو اسٹنٹ مین ہے جس کو اس سین کے لیے مبلغ پچاس روپہ نقد دیے گئے تھے۔

ہمارا خیال ہے کہ کوڈ سسٹم کو ابھی اور بھی بڑے پیمانہ پر ہماری روزمرہ کی زندگی میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس سے زندگی آسان ہو سکتی ہے اور روزمرہ کے کئی فضول قسم کے جملے اور تکلفات ترک کئے جاسکتے ہیں۔

مثلاً جب بھی کسی دوست سے ملتے ہیں ہمیشہ یہی سوال پوچھتے ہیں ”کہو بھئی کیا حال ہے۔“

اس کا جواب ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ پھر وہ آپ سے وہی سوال پوچھتا ہے اور پھر آپ بھی وہی جواب دیتے ہیں۔ پھر کیوں کہ اور کوئی بات کہنی نہیں ہوتی اس لیے تم کوڑی دیر کے بعد آپ ذرا ادب سے پوچھتے ہیں۔

”اچھا اور کیا حال ہے۔“

اس کا جواب ہوتا ہے۔ ”اچھا اور بھی ٹھیک ٹھاک ہے۔“ اس قسم کے سوال جواب کچھ اتنے بندھے لگے ہو گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص سخت پیار ہو اور آپ اس سے اس کا حال پوچھیں تو بھی وہ یہی جواب دے گا کہ وہ ٹھیک ہے۔ ہمیں آج تک صرف ایک ہی شخص ایسا ملا جس کا جواب ذرا مختلف تھا۔ وہ بیچارہ کینسر کا مریض تھا اور اس کی حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی تھی، بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ ایک

और अगर किसी प्रोड्यूसर को उन में से कोई सीन चाहिए तो वह सिर्फ इतना कहता है कि फ़लों नम्बर का सीन दो सेकण्ड के लिए और फ़लों नम्बर का सीन आधे मिनट के लिए देदें। इस तरह फिल्म वाले भी रेल के एक्सीडेंट, तूफ़ान और तुगयानी जहाज़ की उड़ान और जलसे जुलूसों के सीन फिल्मा कर तैयार रखते हैं। प्रोड्यूसर अपने आसिस्टेंट को कहला भेजता है, भई ज़रा देखना वह तीन नम्बर का सीन दस सेकण्ड के लिए और पंद्रह नम्बर का सीन एक मिनट के लिए ले आओ। इसका मतलब यह कि उसे एक अंधेरी रात में तूफ़ान का सीन चाहिए जिसमें हीरो पहाड़ का चोटी से समन्दर में छलौंग मारता है। अब वह सीन हर हीरो को चाहिए, वह राजेश खन्ना हो या एन. टी. आर.। हर एक फिट हो जायेगा क्योंकि असली छलौंग मारने वाला वह बेचारा स्टंटमैन है जिसको इस सीन के लिए मुबलिग पचास रुपये नकद दिये गये थे।

हमारा खयाल है कि कोड सिस्टम को अभी और भी बड़े पैमाने पर हमारी रोज़मर्रा की जिन्दगी में इस्तेमाल किया जा सकता है। इससे जिन्दगी आसान हो सकती है और रोज़मर्रा के कई फ़िज़ूल किस्म के जुम्ले और तकल्लुफ़ात तर्क किये जा सकते हैं।

मसलन जब भी हम किसी दोस्त से मिलते हैं हमेशा यही सवाल पूछते हैं "कहो भई क्या हाल है।"

इसका जवाब हमेशा यह होता है कि ठीक ठाक है। फिर वह आपसे वही सवाल पूछता है और फिर आप भी वही जवाब देते हैं।

फिर क्यों कि और कोई बात कहनी नहीं होती इसलिए थोड़ी देर के बाद आप ज़रा अदब से पूछते हैं।

"अच्छा और क्या हाल है।"

इसका जवाब होता है। "अच्छा और भी ठीक ठाक है।"

इस किस्म के सवाल-जवाब कुछ इतने बंधे-टके हो गये हैं कि कोई शरुस बीमार हो और आप उससे उसका हाल पूछें तो भी वह यही जवाब देगा कि वह ठीक है। हमें आज तक सिर्फ़ एक ही शरुस ऐसा मिला जिसका जवाब ज़रा मुख्तलिफ़ था। वह बेचारा कैसर का मरीज था और उसकी हालत दिन ब दिन ख़राब होती जा रही थी, बचने की कोई उमीद न थी। एक

دن ہم ان سے ملنے گئے اور رسما پوچھا۔
 ”اب طبیعت کیسی ہے۔“

اس نے جواب دیا ”بہتر ہے“ اور پھر کچھ رک کر وضاحت کی ”میرا مطلب ہے گذرے ہوئے کل سے تو بدتر ہے لیکن آنے والے کل سے تو بہتر ہے۔“
 آپ گھبراہٹ میں مت اور خواہ مخواہ احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو جائیے یہ رسی گفتگو صرف ہندوستان میں ہی نہیں دوسرے ملکوں میں بھی ہوتی ہے۔ ہم نے بیشتر ممالک میں دیکھا ہے کہ دستوری گفتگو ایسے ہی ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہمیں چند عرب ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ہمیشہ ہر ملاقات پر گفتگو، مندرجہ ذیل جملوں سے شروع ہوتی ہے۔

زید..... ”صبح خیر“

بکر..... ”صبح خیر“

زید..... ”کیا حال ہے؟“

بکر..... ”ٹھیک ہے۔ شکر ہے خدا کا۔ تمہارا کیا حال ہے؟“

زید..... ”ٹھیک ہے۔ شکر ہے خدا کا۔“.....

اس سے زیادہ عربی ہم سیکھ نہیں پائے شکر ہے خدا کا۔

انگریز اور امریکن لوگ تو اور بھی کمال کرتے ہیں۔ سوال کا جواب سوال سے دیتے ہیں۔ مثلاً جب وہ کسی سے پہلی بار ملتے ہیں تو گفتگو یوں شروع ہوتی ہے۔

ٹام..... ”آپ کا کیا حال ہے؟“ How do you do

جم..... ”آپ کا کیا حال ہے؟“ How do you do

شروع میں ہم سمجھتے تھے کہ جم اصرار کرتا ہے کہ پہلے تم اپنا طریقہ کار بتاؤ تو پھر میں بتاؤں گا۔ میں پہلے کیوں بتاؤں۔ اور ہمیں یہ ڈر رہتا کہ ابھی ان کی لڑائی ہوئی۔ یا لکھنؤ کے نوابوں کی طرح پہلے آپ پہلے آپ میں گاڑی چھوٹ جائے گی۔ لیکن صدیاں بیت گئی ہیں آج تک نہ ٹام نے نہ جم نے اپنا حال بتایا ہے اور نہ طریقہ کار۔ اور ان کی نسلیں ابھی تک ایک دوسرے کو کرید رہی ہیں۔ اب اگر ہم ”آپ کا کیا حال ہے۔“ کو کوڈ نمبر

दिन हम उनसे मिलने गये और रस्मन पूछा।

“अब तबीअत कैसी है।”

उसने जवाब दिया “बेहतर है” और फिर कुछ रुककर यज़ाहत की “मेरा मतलब है गुज़रे हुए कल से तो बदतर है लेकिन आने वाले कल से तो बेहतर है।”

आप घबराइये मत और ख़्वाहमख़्वाह एहसासे—कमतरी में मुब्तला न हो जाइये यह रस्मी गुफ्तगू सिर्फ़ हिन्दुस्तान में ही नहीं दूसरे मुल्कों में भी होती है। हमने बेशतर मुमालिक में देखा है कि दस्तूरी गुफ्तगू ऐसे ही होती है। कुछ अर्सा हुआ हमें चंद अरब मुल्कों में जाने का इत्तेफ़ाक़ हुआ। वहाँ हमेशा हर मुलाकात पर, गुफ्तगू मुन्दर्जाज़ैल जुम्लों से शुरु होती है।

ज़ैद..... “सुबह ख़ैर”

बकर..... “सुबह ख़ैर”

ज़ैद..... “क्या हाल है?”

बकर..... “ठीक है। शुक्र खुदा का। तुम्हारा क्या हाल है?”

ज़ैद..... “ठीक है। शुक्र खुदा का”.....

इससे ज़्यादा अरबी हम सीख नहीं पाये शुक्र

खुदा का।

अंग्रेज़ और अमरीकन लोग तो और भी कमाल करते हैं। सवाल का जवाब सवाल से देते हैं। मसलन जब वह किसी से पहली बार मिलते हैं तो गुफ्तगू यूँ शुरु होती है।

टॉम..... “आपका क्या हाल है?” How do you do

जिम..... “आपका क्या हाल है?” How do you do

शुरु में हम समझते थे कि जिम इसरार करता है कि पहले तुम अपना तरीक़ए—कार बताओ तो फिर मैं बताऊँगा। मैं पहले क्यों बताऊँ। और हमें यह डर रहता कि अभी उनकी लड़ाई हुई। या लखनऊ के नवाबों की तरह पहले आप पहले आप में गाड़ी छूट जायेगी। लेकिन सदियों बीत गई हैं आज तक न टॉम ने न जिम ने अपना हाल बताया और न तरीक़ए—कार। और उनकी नस्लें अभी तक एक दूसरे को कुरेद रही हैं। “आपका क्या हाल है।” को कोड नम्बर एक और “मेरा हाल ठीक ठाक है शुक्रियां।” को कोड नम्बर

ایک اور ”میرا حال ٹھیک ٹھاک ہے شکریہ۔“ کو کوڈ نمبر دو دے دیں تو ملاقات کے وقت گفتگو کچھ ایسے ہوگی۔

زید..... ”ایک“

بکر..... ”دو۔ایک“

زید..... ”دو“

آپ خود ہی سوچئے۔ اس طرح کتنا وقت بچے گا۔ ہم نے سنا ہے کہ امریکہ میں روزمرہ کے تکلفات کو کوڈ میں بدلنے کا تجربہ شروع ہو گیا ہے۔

وہاں کی ایک جیل میں جہاں عمر قیدی رہتے ہیں یہ تجربہ کیا گیا ہے۔ وہ قیدی ہر روز شام کو ملے ہیں اور وہی پرانے لطیفے سناتے اور وہی پرانی ہنسی ہنستے۔ وہاں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہر لطیفے کو ایک کوڈ نمبر دے دیا جائے اور کسی کو بھی جب لطیفہ سنانا ہو تو وہ صرف لطیفہ کا کوڈ نمبر بتا دیتا ہے اور سننے والے اس کو سن کر اور اس کی دلچسپی کو مد نظر رکھ کر مناسب انداز میں ہنس دیتے ہیں۔ ایک دن وہاں ایک نیا قیدی آیا۔ شام کو جب معمول کے مطابق محفل جمی تو ہر قیدی نے اپنے پسند کا لطیفہ سنایا۔

”لطیفہ نمبر پانچ“

”ہا۔ہا۔ہا“

”لطیفہ نمبر سترہ“

ہی ہی۔ ہی ہی“

لطیفہ نمبر سات“

اس لطیفے کو سن کر کچھ قیدی تھوڑا ہنسے۔ لیکن ایک قیدی بہت ہنسا اور جب سب نے ہنسا بند کر دیا تو بھی وہ ہنستا رہا۔ نئے قیدی نے جیل سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ باقی سب قیدیوں نے یہ لطیفہ بہت ہارسن لیا تھا۔ اس قیدی نے پہلی بار سنا ہے اس لئے وہ زیادہ ہنس رہا ہے۔ اس کے بعد نئے قیدی نے بھی ایک لطیفہ سنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

اجازت ملنے پر اس نے کہا۔

दो दे दें तो मुलाकात के वक्त गुफ्तगू कुछ ऐसे होगी।

जैद..... "एक"

बकर..... "दो। एक"

जैद..... "दो"

आप खुद ही सोचिये। इस तरह कितना वक्त बचेगा। हमने सुना है कि अमेरिका में रोज़मर्रा के तकल्लुफ़ात को कोड में बदलने का तज़ुर्बा शुरू हो गया है।

वहाँ की एक जेल में जहाँ उम्र कैदी रहते हैं यह तज़र्बा किया गया है। वह कैदी हर रोज़ शाम को मिलते हैं और वही पुराने लतीफ़े सुनाते और वही पुरानी हंसी हंसते। वहाँ यह फैसला किया गया कि हर लतीफ़े को एक कोड नम्बर दे दिया जाय और किसी को भी जब लतीफ़ा सुनाना हो तो वह सिर्फ़ लतीफ़े का कोड नम्बर बता देता है और सुनने वाले उसको सुनकर और उसकी दिलचस्पी को मद्दे नज़र रखकर मुनासिब अंदाज़ में हंस देते हैं। एक दिन वहाँ एक नया कैदी आया। शाम को जब मामूल के मुताबिक़ महफ़िल जमी तो हर कैदी ने अपनी पसंद का लतीफ़ा सुनाया।

"लतीफ़ा नम्बर पाँच"

"हाहा। हाहा"

"लतीफ़ा नम्बर सत्तरह"

"हीही। हीही"

"लतीफ़ा नम्बर सात"

इस लतीफ़े को सुनकर कुछ कैदी थोड़ा हंसे। लेकिन एक कैदी बहुत हंसा और जब सब ने हंसना बंद कर दिया तो भी वह हंसता रहा। नये कैदी ने जेलर से इसकी वजह पूछी तो उसने जवाब दिया कि बाकी सब कैदियों ने यह लतीफ़ा बहुत बार सुन लिया था। इस कैदी ने पहली बार सुना है इसलिए वह ज्यादा हंस रहा है। इसके बाद नये कैदी ने भी एक लतीफ़ा सुनाने की ख़्वाहिश का इज़हार किया।

इजाज़त मिलने पर उसने कहा।

”لطیف نمبر سترہ“

اس کو سن کر کوئی بھی نہ ہنسا۔

نئے قیدی نے قدرے سخت سے جیلر سے پوچھا کہ میرے لطیفے پر لوگ کیوں نہیں ہنستے حالانکہ بڑا زوردار لطیفہ تھا۔

جیلر نے اسے سمجھایا کی لطیفہ تو اچھا تھا لیکن لطیفے کی کامیابی اس کے کہنے کے انداز میں ہوتی ہے۔ تمہارے سنانے کا ڈھنگ ذرا ڈھیلا ڈھالا تھا۔

ہمیں سینکڑوں جلسوں، محفلوں اور مشاعروں وغیرہ میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ کئی حیثیتوں سے ایسی محفلوں میں جانے کا موقع ملا ہے اس لیے ہم نے ان کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ہر جلسے کے لیے کچھ کیریکٹر لازمی ہیں۔ سب سے پہلے کنوینز جو سارے فساد کی جڑ ہوتا ہے۔ اس کے کئی اور نام بھی ہوتے ہیں۔ جیسے آرگنائزر یا سکرٹری وغیرہ۔ نام کچھ بھی ہو اس جنس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ دوسروں کا چٹا ہوا یا خود ساختہ۔ قسم چاہے کوئی بھی ہو خصلت ایک ہی ہوتی ہے۔ ان صاحب میں خود نمائی کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کو اپنی آواز کے ساتھ عشق ہوتا ہے اور مشہور لوگوں کی پرائیوٹ زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کر کے لوگوں کو بتانے کا زبردست اشتیاق۔ انگریزی میں ایسے شخص کو سکاڈل مانگر (Scandil Monger) کہا جاسکتا ہے۔

جلسے کے لیے دوسرے کیریکٹر کی ضرورت ہوتی ہے اس کو پریذیڈنٹ یا چیئرمین یا صاحب صدر کہا جاتا ہے۔ اگلے زمانے میں صرف صاحب صدر کا ہونا کافی تھا لیکن اب آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے بیروزگاری بڑھ گئی ہے۔ اس لیے جلسوں کے لیے ایک اور پوسٹ سینکشن کی گئی ہے۔ اس پوسٹ کو چیف گیسٹ یا مہمان خصوصی کا نام دیا گیا ہے۔ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ فی جلسہ کم از کم دو وی۔ آئی پیون کو نیتا بنایا جاسکے۔ ہمیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ صاحب صدر اور مہمان خصوصی میں کون سا رتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہی اس اختراع کی خوبی بھی ہے۔ خود دونوں صاحبان کو یہی مطالبہ رہتا ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ اہم ہے اور اس طرح ایک شکار سے دوشکار ہو جاتے ہیں۔ (کچھ لوگ تو جلسے میں صرف اس لیے آتے ہیں کہ صاحب صدر یا مہمان خصوصی کی نظر ان پر پڑ جائے اور

“लतीफा नम्बर सत्तरह”

इसको सुनकर कोई भी न हंसा।

नये कैदी ने कदरे खिपफत से जेलर से पूछा कि मेरे लतीफे पर लोग क्यों नहीं हंसते हालाँकि बड़ा जोरदा लतीफा था।

जेलर ने उसे समझाया कि लतीफा तो अच्छा था लेकिन लतीफे की कामयाबी उसके कहने के अंदाज़ में होती है। तुम्हारे सुनाने का ढंग ज़रा ढीला ढाला था।

हमें सैकड़ों जलसों, महफिलों और मुशायरों वगैरह में जाने का इत्ताफ़ा हुआ है। कई हैसियतों से ऐसी महफिलों में जाने का मौका मिला है इसलिए हमने उनका बग़ौर मोतालेआ किया है। हर जलसे के लिए कुछ कैरेक्टर लाज़मी हैं। सबसे पहले कन्वेनर जो सारे फ़साद की जड़ होता है। इसके कई और नाम भी होते हैं। जैसे ऑरगेनाइज़र या सिक्रेट्री वगैरह। नाम कुछ भी हो इस जिन्स की दो किस्में होती हैं। दूसरों का चुना हुआ या खुद साख़्ता। किस्म चाहे कोई भी हो ख़स्तत एक ही होती है। उन साहब में खुद नुमाइशी का ज़ज़्बा बदर्जए—अतम मौजूद होता है। इसके अलावा उनको अपनी आवाज़ के साथ इश्क़ होता है और मशहूर लोगों की प्राइवेट जिन्दगी के बारे में मालूमात हासिल करके लोगों को बताने का ज़बरदस्त इश्तिशक़। अंग्रेज़ी में ऐसे शख्स को स्कॉण्डिल मोंगर (Scandil Monger) कहा जा सकता है।

जलसे के लिए दूसरे कैरेक्टर की ज़रूरत होती है उसको प्रेसीडेन्ट या चेयरमैन या साहबे सदर कहा जाता है। अगले ज़माने में सिर्फ़ साहबे सदर को होना काफी था लेकिन आबादी बढ़ जाने की वजह से बेरोज़गारी बढ़ गई है। इसलिए जलसों के लिए एक और पोस्ट सैक्शन की गई है। इस पोस्ट को चीफ़ गेस्ट या मेहमाने—खुसूसी का नाम दिया गया है। यह इसलिए किया गया है कि फी जलसा कम अज़ कम दो वी. आई. प्यून को नेता बनाया जा सके। हमें अभी तक यह मालूम न हो सका कि साहबे सदर और मेहमाने—खुसूसी में कौन सा रुत्बा ज़्यादा होता है। यही इस एख़्ताराअ की खूबी भी है। खुद दोनों साहिबान को यही मोगाल्ता रहता है कि एक दूसरे से ज़्यादा अहम हैं और इस तरह एक शिकार से दो शिकार हो जाते हैं। (कुछ लोग तो जलसे में सिर्फ़ इसलिए आते हैं कि साहबे सदर या मेहमाने—खुसूसी की नज़र उन पर पड़ जाय और

شاید انہیں آداب عرض کرنے کا موقع بھی مل جائے

چلیے۔ نمونہ کے طور پر آپ کو ایک جملے میں لے جائیں۔

محفل موسیقی کی ہے۔ جناب صدر اور مہمان خصوصی کے ناموں کا ڈھنڈورہ بٹ چکا ہے، اشتہاروں میں لوگوں سے وقت پر آنے کی درخواست کی گئی تھی، وقت ہو چکا ہے۔ آرٹسٹ لوگ تیار بیٹھے ہیں، ہال کچا کچھ بھرا ہوا ہے۔ منتظمین بے تاب سے صاحب صدر کا انتظار کر رہے ہیں۔ خدا خدا کر کے وہ آتے ہیں ایک گھنٹہ لیٹ۔ لیکن آتو گئے یہاں آنے سے پہلے وہ کسی مذہبی تقریب میں مہمان خصوصی تھے وہاں دیر ہو گئی۔ مہمان خصوصی ان کے آنے کے بعد آئے ہیں کیوں کہ رواجاً جو شخص زیادہ اہم ہوتا ہے وہ زیادہ دیر سے آتا ہے۔

اب محفل کا آغاز ہوتا ہے۔ کنويز صاحب صاحب صدر کو پھول پہناتے ہیں۔ حاضرین تالیاں بجاتے ہیں۔ کنويز صاحب مہمان خصوصی کی گل پوشی کرتے ہیں۔ حاضرین پھر تالیاں بجاتے ہیں۔ پھر ایک اور صاحب کنويز صاحب کی گل پوشی کرتے ہیں۔ اس بار حاضرین کم تالیاں بجاتے ہیں۔ لیکن صاحب صدر اور مہمان خصوصی خوب زور سے تالیاں بجاتے ہیں۔ پھر مہمان خصوصی آرٹسٹوں کی گل پوشی کرتے ہیں۔ اب سب لوگ مل کر تالیاں بجاتے ہیں۔

پھر کنويز صاحب کھانس کر اپنا گلا صاف کرتے ہیں۔ اور صاحب صدر کی تفصیلی سوانح حیات پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ وہ پیدا کب اور کہاں ہوئے۔ انہوں نے تعلیم کیوں نہیں پائی اور تربیت کہاں کھوئی۔ ان کی شادی اور اولاد کے بارے میں معلومات کے بعد ان کے سیر اور سیاحت کے شوق کا ذکر ہوتا ہے۔ جو انہیں دہلی سے شاہدرہ تک لے گیا۔ پھر ان کی قوم یا ریاست یا محلہ یا اپنی گلی کے تئیں بے لوث اور اپنے کنبہ کے تئیں بے لوث خدمات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ یہ تمام معلومات صاحب صدر نے خود نہایت مبالغہ آمیزی سے لکھ کر کنويز صاحب کو پہلے سے ارسال کی ہوئیں تھیں۔ لیکن اس وقت ان تفصیلات کو سن کر وہ بظاہر کچھ ایسے جھینپتے ہیں گویا کوئی نجومی ان کے ماضی کے بارے میں کوئی راز کی باتیں بتا رہا ہو۔

शायद उन्हें आदाब करने का मौका भी मिल जाये।)

चलिये। नमूने के तौर पर आपको एक जलसे में ले जायें।

महफिल मौसीकी की है। जनाबे सदर और मेहमाने-खुसूसी के नामों का दिन्डोरा पिट चुका है, इश्तहारों में लोगों से वक्त पर आने की दरखास्त की गई थी, वक्त हो चुका है। आर्टिस्ट लोग तैयार बैठे हैं, हॉल खचाखच भरा हुआ है। मुन्तज़मीन बेताबी से साहबे-सदर का इन्तज़ार कर रहे हैं। खुदा-खुदा करके वह आते हैं एक घंटा लेट। लेकिन आ तो गये यहाँ आने से पहले वह किसी मज़हबी तरीक़ में मेहमाने-खुसूसी थे वहाँ देर हो गई। मेहमाने-खुसूसी उनके आने के बाद आये हैं क्योंकि रिवाज़न जो शख्स ज़्यादा अहम होता है वह ज़्यादा देर से आता है।

अब महफिल का आगाज़ होता है। कन्वेनर साहब साहबे-सदर को फूल पहनाते हैं। हाजेरीन तालियाँ बजाते हैं। कन्वेनर साहब मेहमाने-खुसूसी की गुलपोशी करते हैं। हाजेरीन कम तालियाँ बजाते हैं। लेकिन साहबे-सदर और मेहमाने-खुसूसी खूब जोर से तालियाँ बजाते हैं। फिर मेहमाने-खुसूसी आर्टिस्टों की गुलपोशी करते हैं। अब सब लोग मिलकर तालियाँ बजाते हैं।

फिर कन्वेनर साहब खींस कर अपना गला साफ़ करते हैं। और साहबे-सदर की तफ़्सीली सवानेह हयात¹ पढ़ना शुरू करते हैं। वह पैदा कब और कहाँ हुए। उन्होंने तालीम क्यों नहीं पाई और तरबियत² कहाँ खोई। उनकी शादी और औलाद के बारे में मालूमात के बाद उनके सैर और सय्याहत के शौक का ज़िक्र होता है। जो उन्हें देहली से शाहदरा तक ले गया। फिर उनकी कौम या रियासत या मोहल्ला या अपनी गली के तई बेलौस और अपने कुम्बे के तई बेलौस ख़िदमात का जायज़ा लिया जाता है। यह तमाम मालूमात सहबे-सदर ने खुद निहायत मोबालगा³ आमेजी से लिखकर कन्वेनर साहब को पहले से इरसाल की हुई थीं। लेकिन इस वक्त इन तफ़्सीलात को सुनकर वह बज़ाहिर कुछ ऐसे झेंपते हैं गोया कोई नज़ूमी उनके माजी के बारे में कोई राज़ की बातें बता रहा हो।

1. जीवनी

2. दीक्षा

3. अतिशयोक्ति

بالآخر کنویر صاحب جلدی سے ایک بار پھر صاحب صدر کی تعریفوں کے پل باندھتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود اپنی سونے کی گھڑی سے قیمتی وقت نکال کر یہاں آنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔

پھر انہیں الفاظ میں یہی رسم ایک اور چمچے جسے مہمان خصوصی کی خوشنودی حاصل کرنی ہوتی ہے ان کے تعلق سے انجام دیتا ہے۔ صاحب صدر کی تعریف میں باندھے ہوئے پلوں پر سے وہ مہمان خصوصی کی شان میں بھی ہوئی رکشائیں چلاتا ہے۔ ان رکشاؤں کا رش کئی بار اتنا ہو جاتا ہے کہ حاضرین سے کئی منچلے سیٹیاں بجا کر ٹانگ کا شبل کا رول ادا کرتے ہیں۔

اس کے بعد صدر صاحب سے انجمن اور آرسوں کے بارے میں ”چند الفاظ“ کہنے کی گزارش کی جاتی ہے۔ ”چند الفاظ“ کے معانی ہندوستان میں لمبی تقریر کے ہوتے ہیں۔ پہلے تو صدر صاحب کچھ الفاظ میں سب لوگوں کا شکریہ ادا کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کے باقی کے ”چند الفاظ“ دو حصوں میں بانٹے جاسکتے ہیں۔ پہلے حصے میں وہ سچ بولتے ہیں وہ کہتے ہیں میں تو ایک حقیر اور ادنیٰ قسم کا شخص ہوں جو ہرگز اس عزت کا مستحق نہیں تھا جو آپ لوگوں نے مجھے بخشی ہے۔ وہ یہ بھی اعتراف کر لیتے ہیں کہ میرے متعلق جو کچھ بھی آپ کو بتایا گیا ہے وہ مبالغہ آمیزی ہے۔ چونکہ حاضرین کو سچ سننے کی عادت نہیں ہوتی اس لیے وہ اس سچ کو بھی جھوٹ مان کر اسے صدر صاحب کی کسر نفسی سمجھتے ہیں۔

اس مغالطے کا فائدہ اٹھا کر اس صدر صاحب اپنے ”چند الفاظ“ کا دوسرا حصہ شروع کرتے ہیں جس میں وہ سراسر جھوٹ بولتے ہیں۔ میں یہاں تقریر دینے تو نہیں آیا تھا۔ وہ تو مجھے ابھی ابھی پتہ چلا ہے کہ مجھے تقریر بھی کرنا ہے۔ میرا یہاں آنے کا مدعا تو یہ تھا کہ میں موسیقی اور سنگیت سے لطف اندوز ہو سکوں۔ سنگیت اور آرٹ سے مجھے بچپن ہی سے لگاؤ ہے۔ یہ شوق مجھ میں اس وقت پیدا ہوا جب میں دیواروں پر قلمی پوسٹر چسپاں کر کے اپنا پیٹ پالا کرتا تھا۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں میں یہاں تقریر دینے نہیں بلکہ محفل کا لطف اٹھانے آیا تھا۔ اب میں درخواست کروں گا کہ زیادہ وقت تکلفات پر ضائع کرنے

बिलआखिर कन्वेनर साहब जल्दी से एक बार फिर साहबे-सदर की तारीफों के पुल बांधते हैं और उनका शुक्रिया अदा करते हैं कि उन्होंने अपनी गूनागूँ मस्रुफियात के बावजूद अपने सोने की घड़ी से कीमती वक्त निकाल कर यहाँ आने की तकलीफ गवारा की है।

फिर उन्हीं अल्फाज में यही रस्म एक और चम्चा जिससे मेहमाने-खुसूसी की खुशनूदी हासिल करनी होती है उनके तअल्लुक से अंजाम देता है। साहबे-सदर की तारीफ में बांधे हुए पुलों पर से वह मेहमाने-खुसूसी की शान में सजी हुई रिक्शायें चलाता है। उन रिक्शाओं का रश कई बार इतना हो जाता है कि हाजरीन से कई मनचले सीटियाँ बजा कर ट्रैफिक कांस्टेबल का रोल अदा करते हैं।

इसके बाद साहबे-सदर से अंजुमन और आरसों के बारे में "चंद अल्फाज" कहने की गुंजारिश की जाती है। "चंद अल्फाज" के मानी हिन्दुस्तान में लम्बी तकरीर के होते हैं। पहले तो सदर साहब कुछ अल्फाज में सब लोगों का शुक्रिया अदा करने में इस्तेमाल करते हैं। उनके बाकी के "चंद अल्फाज" दो हिस्सों में बाँटे जा सकते हैं। पहले हिस्से में वह सच बोलते हैं वह कहते हैं मैं तो एक हकीर और अदना किस्म का शख्स हूँ जो हर्गिज इस इज्जत का मुस्तहक नहीं था जो आप लोगों ने मुझे बख्शी है। वह यह भी एतराफ़ कर लेते हैं कि मेरे मुतअल्लिक जो कुछ आपको बताया गया है वह मोबालगा आमेजी है। चूँकि हाजरीन को सच सुनने की आदत नहीं होती इसलिए वह इस सच को भी झूट मान कर उसे सदर साहब की कस्रे-नफ़सी¹ समझते हैं।

इस मुग़ालते का फायदा उठाकर सदर साहब अपने "चंद अल्फाज" का दूसरा हिस्सा शुरू करते हैं जिसमें वह सरासर झूट बोलते हैं। मैं यहाँ तकरीर देने तो नहीं आया था। वह तो मुझे अमी अमी पता चला है कि मुझे तकरीर भी करना है। मेरा यहाँ आने का मुद्दा तो यह था कि मैं मौसीकी और संगीत से लुत्फ़ अन्दोज़ हो सकूँगा। संगीत और आर्ट से मुझे बचपन ही से लगाव है। यह शौक मुझमें उस वक़्त पैदा हुआ जब मैं दीवारों पर फ़िल्मी पोस्टर चस्पी कर के अपना पेट पाला करता था। जैसा कि मैं कह चुका हूँ मैं यहाँ तकरीर देने नहीं बल्कि महफ़िल का लुत्फ़ उठाने आया था। अब मैं दरखास्त करूँगा कि ज़्यादा वक़्त तकल्लुफ़ात पर जाया करने

1. नम्रता

کے بجائے پروگرام کا آغاز کیا جائے۔ اس سے پہلے میں منتقلین کا، کلا کاروں کا اور حاضرین کا ایک بار پھر تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ان کا یہ دوبارہ شکریہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے کیوں کہ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ جو شکریہ انہوں نے پہلی بار ”چند الفاظ“ کے شروع میں ادا کیا تھا وہ تہ دل سے نہیں تھا۔ سلی اور سما تھا۔ تہ دل تک پہنچنے میں دیر لگتی ہے۔ خاص کو صاحب صدر ذرا موٹے اور پیچی قسم کے شخص ہوں (اور عام طور پر صدر صاحب فربہ اندام ہی ہوتے ہیں) اس لیے صدر صاحب کے تہ دل تک پہنچنے کے لیے حاضرین کو ایک لمبی تقریر سننا پڑتی ہے۔

لیکن ابھی پروگرام کا آغاز کہاں پر۔ آپ مہمان خصوصی کو تو بھول ہی گئے۔ صاحب صدر سے نپٹ لینے کے بعد مہمان خصوصی کی باری آتی ہے اور پھر ان کے تعلق سے پوری کاروائی لفظ بہ لفظ نہیں تو محاورہ بہ محاورہ اور دور بہ دور دہرائی جاتی ہے۔

اس اثنا میں بے چارہ یا بے چاری آرٹسٹ پہلے تو اونگھنا شروع کرتا ہے یا کرتی ہے اور ہر اسٹیج پر ہی سو جاتا یا جاتی ہے۔ اگر آرٹسٹوں میں ایک مرد ہو اور ایک عورت تو پھر ظاہر ہے کہ وہ بھری محفل میں اکٹھے تو سو نہیں سکتے۔ اس لیے باری باری سوتے ہیں۔ جب رسمی کاروائی ختم ہو جاتی ہے تو حاضرین تالیاں بجا بجا کر سوتے ہوئے آرٹسٹوں کو جگاتے ہیں۔ اس کے بعد اصلی محفل کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی آرٹسٹوں کے جاگنے کا اور مہمان خصوصی کے سونے کا وقت شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ کو چار پانچ جلسوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے تو آپ کو اب تک خیر مقدمی تقریر صدر اور مہمان خصوصی کے ”چند الفاظ“ اور اظہار تشکر کی تقریروں کے اسٹنڈرڈ اصطلاحیں اور محاورات زبانی یاد ہو گئے ہوں گے۔ ہمیں تو اس موضوع پر اب اتنی مہارت ہو گئی ہے کہ ہم کسی بھی جلسہ میں بیٹھے ہوئے بھڑکتے اشعار کے مصرعہ ثانی کی طرح صدر اور مہمان خصوصی کی تقریروں کے جملے پورے کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آداب محفل اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔

ایک بار کسی وی۔ آئی۔ پی کو ایک مشہور اسکول کے سب سے بزرگ استاد کے ریٹائر ہونے پر منعقدہ جلسے میں بلایا گیا۔ جب طالب علموں اور استادوں کی طرف سے

के बजाय प्रोग्राम का आगाज़ किया जाय। इससे पहले मैं मुन्तज़मीन का, कलाकारों का और हाज़रीन का एक बार फिर तहे-दिल से शुक्रिया अदा करता हूँ।

उनका यह दोबारा शुक्रिया अदा करना ज़रूरी होता है क्योंकि आप ने नोट किया होगा कि जो शुक्रिया उन्होंने पहली बार "चंद अल्फ़ाज़" के शुरु में अदा किया था वह तहे-दिल से नहीं था। सतही और रस्मन था। तहे-दिल तक पहुँचने में देर लगती है। खास को साहबे-सदर ज़रा मोटे और पहपी किस्म के शख्स हों (और आम तौर पर सदर साहब फ़रबा अंदाम ही होते हैं) इसलिए सदर साहब के दिल तक पहुँचने के लिए हाज़रीन को एक लम्बी तकरीर सुनना पड़ती है।

लेकिन अमी प्रोग्राम का आगाज़ कहाँ पर। आप मेहमाने-खुसूसी को तो भूल ही गये। साहबे-सदर से निपट लेने के बाद मेहमाने-खुसूसी का बारी आती है और फिर उनके तअल्लुक से पूरी कारवाई लफ़्ज़ ब लफ़्ज़ नहीं तो मुहावरा ब मुहावरा और दौर ब दौर दोहराई जाती है।

इस अस्ना में बेचारा या बेचारी आर्टिस्ट पहले तो उधना शुरु करता है या करती है और हर स्टेज पर ही सो जाता या जाती है। अगर आर्टिस्टों में एक मर्द हो और एक औरत तो फिर ज़ाहिर है कि मरी महफ़िल में इकट्ठे तो सो नहीं सकते। इसलिए बारी-बारी सोते हैं। जब रस्मी कारवाई ख़त्म हो जाती है तो हाज़रीन तालियाँ बजा बजाकर सोते हुए आर्टिस्टों को जगाते हैं। इसके बाद असली महफ़िल का आगाज़ होता है। यानी आर्टिस्टों के जागने का और मेहमाने-खुसूसी के सोने का वक़्त शुरु होता है।

अगर आपको चार पाँच जलसों में जाने का इत्तेफ़ाक़ हुआ है तो आप को अब तक ख़ैर मक़दमी तकरीर¹, सदर और मेहमाने-खुसूसी के "चंद अल्फ़ाज़" और इज़हारे-तशक्कुर की तकरीरों के स्टैंडर्ड इस्तलाह² और मुहावरात ज़बानी याद हो गये होंगे। हमें तो इस मौज़ू पर अब इतनी महारत हो गई है कि हम किसी भी जलसे में बैठे हुए मड़कते अशआर के मिसरए-सानी की तरह सदर और मेहमाने-खुसूसी की तकरीरों के जुम्ले पूरे कर सकते हैं। लेकिन अफ़सोस कि आदाबे-महफ़िल इस बात की इजाज़त नहीं देते।

एक बार किसी वी. आई. पी. को एक मशहूर स्कूल के सब से बुज़ुर्ग़ उस्ताद के रिटायर होने पर मुन्अकिदा जलसे में बुलाया गया। जब तालिब-इल्मों और उस्तादों की तरफ़ से

1. स्वागत भाषण 2. परिभाषाएं

اٹیس خراج تحسین پیش کیا جا چکا تو وی۔ آئی۔ پی سے ”چند الفاظ“ کہنے کی درخواست کی گئی۔ وی۔ آئی۔ پی نے کہا کہ مسٹر حسین کی زندگی ایک مثالی استاد کی زندگی ہے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی آنے والی سلسلوں کی خدمت میں گزاری دی ہے۔ انہوں نے پڑھانے کو صرف ذریعہ معاش نہیں بلکہ اپنی زندگی کا واحد مشن سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے طالب علموں سے عقیدت لی۔ آج جب اسکول میں ٹریڈ یونین کا اثر بڑھ رہا ہے پڑھنا پڑھانا بھی گویا ایک انڈسٹری بن گیا ہے۔ ایسے ماحول میں حسین صاحب جیسے استادوں کی موجودگی گویا مٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا ہے۔ ہمارے ملک کی ترقی کے لیے ہمارے اسکولوں کے لیے سینکڑوں اور ہزاروں حسینوں کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ہماری ترقی ناممکن ہے۔ اس طرح وہ تقریباً ایک مٹھنڈی حسین صاحب کی حقیقی اور خیالی خوبیوں پر بولتے رہے بیچ میں ہیڈ ماسٹر نے کئی بار ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وی۔ آئی۔ پی کی تقریر تھی کہ ایک چشمہ جو بند ہونے کا نام نہیں بالآخر جب تقریر ختم ہونے کو آئی تو ہیڈ ماسٹر نے ہمت کر کے وی۔ آئی۔ پی کو سرگوشی کے انداز میں کچھ کہا۔

اس پر وی۔ آئی۔ پی صاحب چونک پڑے۔ ایک لمحے کے لیے وہ رکے پھر گویا ہوئے۔ ابھی ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ جلسہ حسین صاحب کے لئے نہیں بلکہ پرشاد صاحب کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔ میں نے جو کچھ حسین صاحب کے تعلق سے کہا ہے وہ مناسب رد و بدل کے ساتھ پرشاد صاحب پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

ہمارے جلسوں کی رسمی کاروائیوں اور ٹھسی پٹی اصطلاحوں کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ وہ کسی بھی موقع پر بلا خوف و خطر استعمال کی جاسکتی ہیں۔ گویا ایک جامہ ہے جو ہر کسی کو زیب دیتا ہے۔ یہ رسمی اور کھوکھلے کلمات ہماری روزمرہ زندگی کا اتنا اہم ترین جز بن گئے ہیں کہ بیشتر اہم رسموں کے چنگل میں اصلی درخت کو کھود دیتے ہیں۔ یہ سب کھلف اور رکھ رکھاؤ تفتیح اوقات ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ صاحب صدر مہمان خصوصی اور منتظمین جلسہ حاضرین کے ساتھ ایک قسم کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اس لیے ہم نے تقریباً پانچ سو جلسوں کا بغور مطالعہ کے کے پچھلے سال یہ تجویز پیش کی تھی کہ تمام خیر مقدمی تقاریر۔ اظہار تشکر اور دوسرے کلمات جملوں اور اسٹینڈرڈ محاوروں کو کوڑا نمبر دے دیا جائے اور اپنی

उन्हें खोराजे-तहसीन पेश किया जा चुका तो वी. आई. पी. से "चंद अल्फाज" कहने की दरखास्त की गई। वी. आई. पी. ने कहा मिस्टर हुसेन की जिन्दगी एक मिसाली उस्ताद की जिन्दगी है। उन्होंने अपनी तमाम जिन्दगी आने वाली नस्लों की खिदमत में गुज़ार दी है। उन्होंने पढ़ाने को सिर्फ़ जरिये-मआश नहीं बल्कि अपनी जिन्दगी का वाहिद मिशन समझा। यही वजह है कि उन्होंने तालिब-इल्मों से अकीदत ली। आज जब स्कूल में ट्रेड यूनियन का असर बढ़ रहा है पढ़ना-पढ़ाना भी गोया एक इन्डस्ट्री बन गया है। ऐसे माहौल में हुसेन साहब जैसे उस्तादों की मौजूदगी गोया ठंडी हवा का झोंका है। हमारे मुल्क की तरक्की के लिए हमारे स्कूलों के लिए सैंकड़ों और हज़ारों हुसेनों की जरूरत है। इसके बग़ैर हमारी तरक्की नामुमकिन है। इस तरह वह तकरीबन एक घंटा हुसेन साहब की हकीकी और खयाली खूबियों पर बोलते रहे बीच में हेड मास्टर ने कई बार उनकी तवज्जो अपनी तरफ़ मब्जूल कराने की कोशिश की। लेकिन वी. आई. पी. की तकरीर थी कि एक चश्मा जो बंद होने का नाम नहीं, बिलआखिर जब तकरीर खत्म होने को आई तो हेड मास्टर ने हिम्मत करके वी. आई. पी. को सरगोशी के अंदाज़ में कुछ कहा।

इस पर वी. आई. पी. साहब चौंक पड़े। एक लम्हे के लिए वह रुके फिर गोया हुए। अभी अभी मुझे बताया गया कि यह जलसा हुसेन साहब के लिए नहीं बल्कि प्रसाद साहब के लिए मुन्अकिद किया गया है। मैंने जो कुछ हुसेन साहब के तअल्लुक से कहा है वह मुनासिब रद्दो-बदल के साथ प्रसाद साहब पर भी लागू होता है।

हमारे जलसों की रस्मी कारवाइयों और घिसी-पिट्टी इस्तलाहों की एक खास खूबी यह है कि वह किसी भी मौक़े पर बिलाख़ौफ़ो-ख़ातर इस्तेमाल की जा सकती है। गोया एक जामा¹ है जा'हर किसी को जेब देता है। यह रस्मी और खोखले तकल्लुफ़ात हमारी रोज़मर्रा जिन्दगी का इतना अहम तरीन जुज बन गये हैं कि बेशतर अहम रस्मों के जंगल में असली दरख़त खो देते हैं। यह सब तकल्लुफ़ और रखा-रखाव तज़ीअ औकात है। सब को मालूम है कि साहबे-सदर मेहमाने-खुसूसी और मुन्तज़ेमीने-जलसा हाजरीन के साथ एक किस्म का खेल रहे हैं। इसलिए हम ने तकरीबन पॉच सौ जलसों का बग़ैर मोतालेआ कर के पिछले साल यह तज्वीज़ पेश की थी कि तमाम ख़ैर मक्दमी तक़रीर, इज़हारे-तशक्कुर और दूसरे तकल्लुफ़ाती जुम्लों और स्टैंडर्ड मुहावरों को कोड नम्बर दे दिया जाय और अपनी

1. लिबास, वस्त्र

تقریروں میں ان رسمی حصوں کو مقررین کوڈ میں پڑھیں صرف اصلی مواد کو پورے طور پر پڑھیں۔ اردو میں حروف ابجد کا کوڈ تو پہلے سے ہی موجود ہے اس کو اب تو سبج دے کر الفاظ اور محاورات ابجد کا کوڈ بتا دیا جائے۔ ہر جلسہ میں اس کوڈ اور اس کی چابی کی کاپیاں تمام حاضرین میں پہلے ہی سے تقسیم کی جاسکتی ہے۔ مجوزہ کوڈ میں صاحب صدر کے لیے نمبر ایک مہمان خصوصی کے لیے نمبر دو اور حاضرین کے لئے صفر کا استعمال کیا جائے گا۔ حاضرین کے لیے صفر کا ہندسہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ حاضرین بجائے خود صفر ہوتے ہیں ان کی اپنی کوئی ہستی نہیں ہوتی۔ لیکن وہ جس ہندسے کے ساتھ بھی لگ جائیں اس کی قیمت میں اضافہ کرتے ہیں۔

..... اس طرح صاحب صدر کی قیمت حاضرین کی موجودگی سے ہی

بڑھتی ہے۔

اگر یہ کوڈ منظور کر لیا جائے تو نمونہ کے طور پر خیر مقدمی تقریر کچھ ایسے ہوگی۔

ایک دو صفر

سات سو دو۔ چار ہٹا پانچ۔ دو ضرب تین۔ چار۔ پچیس۔ سو۔ پچتر۔ سترہ۔ نوے۔
 بائیس۔ شکر یہ
 اس کا حل ہوگا۔

معزز صاحب صدر مہمان خصوصی اور حاضرین۔

آج بہت مبارک دن ہے کہ ہم سب لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ صاحب صدر یہاں کی کلچرل زندگی کے روح رواں ہیں اور اس جلسہ کی صدارت کے لیے ان سے بہتر شخص کا انتخاب مشکل تھا۔ ان کی خدمات سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں۔ میں ان کا بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود یہاں آنے کے لیے اپنا قیمتی وقت نکالا وغیرہ وغیرہ۔

مہمان خصوصی کے تعلق سے

تین سو چار۔ سات ہٹا نو۔ چالیس

یعنی جو کچھ صاحب صدر کے بارے میں کہا گیا ہے وہ ہمارے مہمان خصوصی پر بھی لاگو ہوتا

तकरीरों में इन रस्मी हिस्सों को मोकररीन कोड में पढ़ें, सिर्फ असली मवाद को पूरे तौर पर पढ़ें। उर्दू में हरुफ अबजद का कोड पहले ही मौजूद है उसको अब तौसीअ देकर अल्फाज और मुहावराते-अबजद का कोड बता दिया जाय। हर जलसे में इस कोड और उसकी चाबी की कापियाँ तमाम हाजरीन को पहले ही से तकसीम की जा सकती है। मुजव्वेजा कोड में साहबे-सदर के लिए नम्बर एक मेहमाने-खुसूसी के लिए नम्बर दो और हाजरीन के लिए सिफर का इस्तेमाल किया जायेगा। हाजरीन के लिए सिफर का हिन्दसा खास अहमियत रखता है। क्योंकि हाजरीन बजाये खुद सिफर होते हैं उनकी अपनी कोई हस्ती नहीं होती। लेकिन वह जिझ हिन्दसे के साथ भी लग जायें उसकी कीमत में इजाफा करते हैं

.....इस तरह साहबे-सदर की कीमत हाजरीन की मौजूदगी से ही बढ़ती है।

अगर यह कोड मंजूर कर लिया जाय तो नमूने के तौर पर खैरमकदमी तकरीर कुछ ऐसे होगी।

एक..... दो..... सिफर

सात सौ दो। चार बटा पाँच। दो ज़र्ब तीन। चार। पच्चीस। सौ। पचहत्तर। सतरह। नौवे। बाईस। शुक्रिया।

इसका हल होगा-

मोअजिज साहबे-सदर, मेहमाने-खुसूसी और हाजरीन।

आज बहुत मुबारक दिन है कि हम सब लोग यहाँ जमा हुए हैं। आप लोग जानते हैं कि साहबे-सदर यहाँ की कल्चरल जिन्दगी के रुहे-रवाँ हैं और इस जलसे की सदारत के लिए इनसे बेहतर शख्स का इन्तखाब मुश्किल था। उनकी ख़िदमात से आप भी बखूबी वाकिफ़ हैं। मैं उनका बहुत शुक्रगुजार हूँ कि उन्होंने अपनी गूनागूँ मसरुफ़ियात के बावजूद यहाँ आने के लिए अपना कीमती वक्त निकाला..... वगैरह वगैरह।

मेहमाने-खुसूसी के तअल्लुक से

तीन सौ चार। सात बटा नौ। चालीस।

यानी जो कुछ साहबे-सदर के बारे में कहा गया है वह हमारे मेहमाने-खुसूसी पर भी लागू होता है।

ہے۔

اسی طرح جناب صدر اور مہمان خصوصی بھی ایک آدھ منٹ میں کوڑے کے ذریعہ اپنے تکلفات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ہم نے بڑے فخر سے یہ تجویز چند اہم اداروں، لیڈروں اور اخبار نویسوں کے سامنے رکھی۔ عام طور پر اس تجویز کا خیر مقدم کیا گیا۔ بیشتر اداروں کی طرف سے ہمیں تعریفی خطوط بھی آئے۔ پھر یہ فیصلہ ہوا کہ اس تجویز پر ایک آل انڈیا کانفرنس میں غور کیا جائے۔ اس کانفرنس میں ہمیں مدعو کیا گیا اور وہاں ہم نے اپنی تجویز کی تفصیلی طور پر وضاحت کی۔ اس پر بہت بحث ہوئی۔ اس کی شدید ترین مخالفت لیڈروں اور جنتا کی طرف سے ہوئی۔ بالآخر تجویز کو بھاری اکثریت سے رد کر دیا گیا۔ اس کی دو اہم وجوہات دی گئی ہیں وہ ایک تو یہ کہ اگر تقریروں میں سے رسی اور رواجی لوازمات اور تکلفات کو نکال دیا جائے تو پھر مقررین کو اپنی تقریروں میں ٹھوس مواد ڈالنا پڑے گا۔ اس کے لیے انہیں غور و فکر کرنا پڑے گا۔ جس سے ان کے دماغوں پر بوجھ پڑنے کا اندیشہ ہے، جو ایک خطرناک امر ہوگا۔ اسی طرح حاضرین کو بھی خواہ مخواہ سوچنا پڑے گا۔

ہندوستان میں آج ہر چیز پر ٹیکس لگ چکا ہے۔ صرف انسانی دماغ پر ہی ٹیکس نہیں لگا۔ یہ تجویز دماغ پر ٹیکس لگانے کے مترادف ہے۔ جتنا ہرگز اب اس تجویز کو قبول نہیں کرے گی جس سے اس کو اپنا دماغ کریدنا پڑے۔ جس کو اس نے صدیوں سے محفوظ کسی قسم کے کرید اور ٹیکس سے بچا کر رکھا ہے۔

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اس تجویز پر عمل کرنے سے لوگوں کا بہت سا وقت بچ جائے گا پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ ایسے بچائے ہوئے وقت میں لوگ کیا کریں گے۔ ہمیں یہ تنبیہ دی گئی کہ ہمارا ملک اس وقت ایک نہایت نازک مرحلے سے گزر رہا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے بے شمار مسئلے ہیں۔ ایسے بحرانی دور میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ایک سچے ہندوستانی ہونے کے ناطے ہم موجودہ مسئلوں کو حل کریں نہ کہ نئے مسئلے پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ کئی لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ یہ تجویز شرانگیز ہے اور ہم امن میں خلل ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اس لیے ہمیں Misa کے تحت دھرا جانا چاہیے۔

इसी तरह जनाबे सदर और मेहमाने-खुसूसी भी एक आध मिनट में कोड के ज़रिए अपने तकल्लुफ़ात का इज़हार कर सकते हैं। हमने बड़े फ़ख़्ख़ से यह तज़वीज़ चंद अहम इदारों, लीडरों और अख़बार नवीसों के सामने रखी। आम तौर पर इस तज़वीज़ का ख़ैर मक़दम किया गया। बेशर्त इदारों की तरफ़ से हमें तारीफ़ी खुतूत भी आये। फिर यह फैसला हुआ कि इस तज़वीज़ पर एक ऑल इण्डिया कान्फ़्रेंस में ग़ौर किया जाय। इस कान्फ़्रेंस में हमें मदद किया गया और वहाँ हमने अपनी तज़वीज़ की तफ़सीली तौर पर वज़ाहत की। इस पर बहुत बहस हुई। इसकी शदीद तरीन मुख़ालफ़त लीडरों और जनता की तरफ़ से हुई। बिलआख़िर तज़वीज़ को मारी अक्सरीयत से रद्द कर दिया गया। इसकी दो अहम वज़ूहात दी गई हैं वह एक तो यह कि अगर तकरीरों में से रस्मी और रिवाज़ी लवाज़मात और तकल्लुफ़ात को निकाल दिया जाय तो फिर मोकर्रेरीन को अपनी तकरीरों में ठोस मवाद डालना पड़ेगा। इसके लिए उन्हें ग़ौरो-फ़िक़ करना पड़ेगा। जिस से उनके दिमाग़ों पर बोझ पड़ने का अंदेशा है, जो एक ख़तरनाक अम्र¹ होगा। उसी तरह हाज़रीन को भी ख़्वाहमख़्वाह सोचना पड़ेगा।

हिन्दुस्तान में आज हर चीज़ पर टैक्स लग चुका है। सिर्फ़ इन्सानी दिमाग़ पर ही टैक्स नहीं लगा। यह तज़वीज़ दिमाग़ पर टैक्स लगा देने के मोतरादिफ़² है। जनता हर्गिज़ अब इस तज़वीज़ को कबूल नहीं करेगी जिस से उसको अपना दिमाग़ कुरेदना पड़े। जिसको इसने सदियों से महफूज़ किसी किस्म के कुरेद और टैक्स से बचा कर रखा है।

दूसरा ऐतराज़ यह था कि इस तज़वीज़ पर अमल करने से ज़ोगों का बहुत सा वक़्त बच जायेगा फिर यह सवाल पैदा होगा कि ऐसे बचाये हुए वक़्त में लोग क्या करेंगे। हमें यह तन्बीह दी गई कि हमारा मुल्क इस वक़्त एक निहायत नाज़ुक मरहले से गुज़र रहा है। इस वक़्त हमारे सामने बेशुमार मसअले हैं। ऐसे बोहरानी दौर में हमारा फ़र्ज़ है कि एक सच्चे हिन्दुस्तानी होने के नाते हम मौजूदा मसअलों को हल करें न कि नये मसले पैदा करने की कोशिश करें। कई लोगों ने तो यहाँ तक कहा कि यह तज़वीज़ शर अंगेज़ है और हम अमन में ख़लल डालना चाहते हैं। और इसलिए हमें मीसा Misa के तेहत धरा जाना चाहिए।

1. काम 2. पर्याय

ہم نے اس اچل پر غور کیا۔ یہ دلیلیں واقعی ٹھوس ہیں اتنی ٹھوس کہ ایسی بے
وقت تجویز رکھنے پر ہم نے انتہائی ندامت کا اظہار کیا اور اسے واپس لے لیا۔
صاحبان اب آپ بھی اس تجویز کو بھول جائیں۔

.....

हमने इस अपील पर गौर किया। यह दलीलें बाकई ठोस हैं इतनी ठोस कि ऐसी बे वक़्त तजवीज़ रखने पर हम ने इन्तहाई निदामत¹ का इज़हार किया और उसे वापस ले लिया।

साहेबान अब आप भी इस तजवीज़ को भूल जायें।

• • • • •

1. शर्मिन्दगी

دانشور

رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوتے ہی بیوی کا تقاضہ بھی شروع ہو گیا کہ ”جناب، روزے رکھیے یا مت رکھیے، نماز پڑھیے یا مت پڑھیے۔ تراویح میں شرکت کیجیے یا نہ کیجیے، فطرہ ادا کیجیے یا نہ کیجیے، جانیں آپ اور آپ کا خدا، مگر عید کے لیے گھر بھر کے نئے کپڑے تو سلنے ہی چاہئیں۔ آزمودہ را آزمودن خطاست کے مصداق مجھے معلوم تھا کہ خدا چاہے تمام کوتاہیاں بخش دے بیوی نہیں بخشنے والی ہے۔ قہر اُجڑا بازار کی راہ لی۔

کوڈر ما بازار۔ ایک نمایاں سائن بورڈ نظر آیا۔ ”چیپ اینڈ بسٹ ٹیلرس“ (Cheap and Best Tailors) ہر چند بزرگوں نے بطور حفظ ماقدم تنبیہ کر رکھی ہے کہ ارزاں بہ علت و گراں بہ حکمت لیکن روز افزوں گرانی نے متوسط طبقے کے لوگوں کی اس طرح کمر توڑ دی ہے کہ جس گوشے سے بھی لفظ ارزاں سنائی پڑتا ہے۔ معشوقہ دل نواز کے پیغام وصل کی طرح کانوں میں شہد گھولتا ہے۔

اگلے ہی لمحے میں دوکان میں تھا۔ ابھی تمام کاریگریں نہیں آئے تھے۔ استقبال کیا جناب مظہر اسلام نے رنگ سرخ و سپید، عمر عفتوان شباب کی سرحدوں میں، چہرے پر سبزہ نورستہ حافظ قرآن۔ الہ آباد سے اردو میں کامل کلکتے اور بمبئی سے ٹیلرنگ میں تربیت یافتہ۔

दानिशवर

रमजानुल-मुबारक का महीना शुरू होते ही बीवी का तकाज़ा भी शरु हो गया कि "जनाब" रोज़े रखिये या मत रखिये, नमाज़ पढ़िये या मत पढ़िये। तरावीह में शिरकत कीजिये या न कीजिये, फ़ितरा अदा कीजिये या न कीजिये, जानें आप और आपका खुदा, मगर ईद के लिए घर भर के नये कपड़े तो सिलने ही चाहियें। आजमूदा रा आजमूदन ख़तास्त¹ के मिस्दाक मुझे मालूम था कि खुदा चाहे तमाम कोताहियाँ बख़्शा दे बीवी नहीं बख़्शाने वाली। कहरन, जबरन बाज़ार की राह ली।

कोडरमा बाज़ार। एक नुमायों सा साइन बोर्ड नज़र आया। "चीप एण्ड बेस्ट टेलर्स" (Cheap and Best Tailors) हर चंद बुजुर्गों ने बतौर हिफ़जेमातकद्दुम² तंबीह कर रखी है कि अरज़ों ब इल्लत व गरों ब हिकमत³ लेकिन रोज़ अफ़ज़ूँ गरानी ने मोतवस्सित तबक़े के लोगों की इस तरह कमर तोड़ दी है कि जिस गोशे से भी लफ़्जे-अरज़ों सुनाई पड़ता है। माशूकए-दिल नवाज़ के पैगामे-वस्ल की तरह कानों में शहद घोलता है।

अगले ही लम्हे मैं दूकान में था। अमी तमाम कारीगर नहीं आये थे। इस्तक़बाल किया जनाब मज़हरुल इस्लाम ने रंग सुख़ों-सपेद, उम्र उनफ़वाने-शबाब⁴ की सरहदों में, चेहरे पर सब्ज़ए-नौरस्ता⁵ हाफ़िजे-कुरआन, इलाहाबाद से उर्दू में कामिल कलकत्ते और बम्बई से टेलरिंग में तरबीयत-याफ़्ता। अकीदत पैदा हुई, जी भी खुश हुआ। सुबह ही

1. आजमाए हुए को आजमाना ग़लत है 2. वह बचाव जो पहले से कर लिया जाय 3. कम मूल्य में कोई न कोई दोष और अधिक मूल्य में कोई गुण आवश्य होता है 4. जवानी का आरम्भ 5. नई-नई उगी घास (दाढ़ी-मूँछें)

عقیدت پیدا ہوئی، جی بھی خوش ہوا۔ صبح ہی صبح اچھے آدمی سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا سوٹ اسپہلسٹ ہیں۔ دکھ ہوا یہ معلوم کر کے کہ شیروانی سینا نہیں آتی۔ معلوم ہوا کہ اب فوقانیہ کا امتحان دینا چاہتے ہیں۔ مدرسہ شمس الہدیٰ سے۔ کیوں حضرت! ملازمت و ملازمت کا چکر ہے کیا؟

”جی ہاں ارادہ تو ہے“

”دیکھی! ٹیلرنگ کا دھند ابرا تو نہیں۔ پھر یہ کہ ماشاء اللہ آپ کی دوکان چلی

ہوئی ہے“

”دراصل یہ دوکان بھیا کی ہے۔ ویسے سچ پوچھیے تو اس پٹھے میں برکت

نہیں۔“

”وجہ؟“

”وجہ بظاہر تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ ہر درزی چھوٹا یا بڑا کپڑے ضرور چراتا

ہے۔“

”تو آپ مت چرایا کیجیے۔“

”چراتا ہی پڑتا ہے۔ یہ کاجل کی کوٹھری ہے۔ کتنی احتیاط برمیے گا؟“

مجھے کرتا پا جامہ سلوانا تھا۔ قد قامت کی پیمائش کے بعد ماسٹر نے پوچھا۔

”پا جامہ بٹن والا رہے گا یا رشتی والا؟“

”نہ بٹن والا نہ رشتی والا؟“

”تو؟“

”ازار بند والا“

”جناب ازار بند کوئی نہیں کہتا سب لوگ رشتی ہی کہتے ہیں۔“

”صحیح فرمایا آپ نے حافظ صاحب۔ لیکن سب لوگ رشتی کہیں گے اور ان

کی پیروی میں آپ بھی رشتی ہی کہنے لگیں گے تو ایک دن ازار بند بالکل غائب ہو جائے گا۔ رہ جائے گی رشتی۔“

”آپ دانش ور معلوم ہوتے ہیں۔“

सुबह अच्छे आदमी से मुलाकात हुई। मालूम हुआ सूट स्पेशलिस्ट हैं। दुख हुआ यह मालूम करके कि शेरवानी सीना नहीं आती। मालूम हुआ कि अब फोकानिया का इम्तेहान देना चाहते हैं मदरसा शम्सुलहोदा से। क्यों हज़रत! मोलाज़मत वलाज़मत का चक्कर है क्या?

“जी हाँ इरादा तो है”

“मई टेलरिंग का घंघा बुरा तो नहीं है। फिर यह कि माशाअल्लाह आपकी दूकान चली हुई है”

“दरअसल यह दूकान भैया की है। वैसे सच पूछिये तो इस पेशे में बरकत नहीं।”

“वजह?”

“वजह बज़ाहिर तो यही मालूम होती है कि हर दर्ज़ी छोटा या बड़ा कपड़े ज़रूर चुराता है।”

“तो आप मत चुराया कीजिये।”

“चुराना ही पड़ता है। यह काजल की कोठरी है। कितनी एहतयात बरतिये गा?”

मुझे कुर्ता पाजामा सिलवाना था। कदो-कामत की पैमाइश के बाद मास्टर ने पूछा। “पाजामा बटन वाला रहेगा या रस्सी वाला?”

“न बटन वाला न रस्सी वाला?”

“तो”

“इज़ारबंद वाला”

“जनाब इज़ारबंद कोई नहीं कहता सब लोग रस्सी ही कहते हैं” सही फरमाया आपने हाफ़िज़ साहब। लेकिन सब लोग रस्सी कहेंगे और उनकी पैरवी में आप भी रस्सी ही कहने लगे तो एक दिन इज़ारबंद बिल्कुल गायब हो जायेगा। रह जायेगी रस्सी।”

“आप दानिशवर मालूम होते हैं।”

”ارے نہیں جناب۔ مولوی ہوں پر اُمری اسکول کا“

گھر لوٹ کر آیا تو راحت کی سانس لی بدھو جو ٹھہرا مگر دل میں خلش یہ تھی کہ کیا دانشور ہونا اتنا ہی آسان ہے کہ ازار بند کو ازار بند کہنے پر زور دیجیے اور دانشور ہو گئے۔ ابھی پچھلے دنوں ہفتہ وار ”پندار“ میں کچھ خطوط شائع ہوئے تھے۔ ”اردو اکادمی کے خلاف دانشوروں کے خطوط“۔ خطوط دیکھیے تو ان میں شیخ جن سے لے کر مرزا بدھو تک کے خطوط تھے۔ تعجب ہوا، الٹی! یہ سب دانشور ہیں۔ تھوڑی دیر میں اپنی ہی عقل پر ماتم کیا۔ ایسا کون ہے جس میں تھوڑی بہت دانش نہ ہو، بقدر ظرف ہی سہی، یوں دنیا کا ہر آدمی دانشور ہے۔

اگر آپ شاعر یا ادیب ہوں..... مگر آپ ذرا ٹھہریے، میرا ایک شاگرد ہے، بڑا باصلاحیت ایم اے میں ٹاپ کیا ہے۔ حاسدین نے ازار کھی ہے کہ صدر شعبہ کی ناک کا بال تھا۔ اسی لیے ٹاپ ہو گیا خدا کی پناہ حاسدوں کے شر سے۔ لڑکا واقعی باصلاحیت ہے۔ اسے یہ اعتراض ہے کہ جب شاعری بھی ادب کے ذیل میں آتی ہے تو شاعر یا ادیب، یا شعراء ادبا لکھنے بولنے کی کیا تک ہے۔ کیا شاعر ادیب نہیں ہوتا؟ اور ایک دن تو میں اُس کی دانشوری کا قائل ہی ہو گیا۔ آیا تو نہ علیک نہ سلیک چھوٹے ہی یہ سوال کر دیا۔ حضرت! کیا بہت سی عورتیں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو مذکر ہو جائیں گی۔ میں ذرا محتاط قسم کا استاد ہوں۔ جواب گول مٹول دیا بھی! اگر ہو ہی جائیں تو میرا آپ کا کیا جاتا ہے؟۔ مگر یہ تو بتائیے کہ اس سوال کی شان نزول کیا ہے؟

یہ عجیب تماشا ہے کہ ”صنف“ مونث ہے مگر اصناف مذکر۔ طرف مونث ہے مگر اطراف مذکر۔ میں نے پھر گول سا جواب دیا عزیزم! آپ دانشور ہو گئے“

میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آپ شاعر ادیب ہوں تو دانشور ہونا آپ کے لیے آسان ہے، بس کرنا یہ ہے کہ مسلمات و معتقدات پر حملے کیجیے ”تولا کھ جھکوا لے میرے سر کو مگر یہ دل اب نہیں جھکے گا۔“ یا یہ خطرے کی راہ پل صراط لگے تو یوں کیجیے کوئی اصلاحی قدم اٹھائیے، مثلاً درستیِ اِملّا۔ چند دانشوروں نے صحبتِ اِملّا کا بیڑہ اٹھایا۔ چھاؤں

“अरे नहीं जनाब। मोलवी हूँ प्राइमरी स्कूल का”

घर लौटकर आया तो राहत की सांस ली बुद्ध जो ठहरा मगर दिल में खलिश यह थी कि क्या दानिशवर होना इतना ही आसान है कि अज़ारबंद को इज़ारबंद कहने पर जोर दीजिये और दानिशवर हो गये। अमी पिछले दिनों हफ़तावार “पिंदार” में कुछ खुतूत शाय्या हुए थे। “उर्दू अकादमी के खिलाफ दानिशवरों के खुतूत।” खुतूत देखिए तो उनमें शेख जुम्नन से लेकर मिर्जा बुद्ध तक के खुतूत थे। तअज्जुब हुआ, इलाही! यह सब दानिशवर हैं। थोड़ी देर में अपनी अक्ल पर मातम किया। ऐसा कौन है जिसमें थोड़ी बहुत दानिश न हो, बकद्रे ज़र्फ़ ही सही, यूँ दुनिया का हर आदमी दानिशवर है।

अगर आप शायर या अदीब हों..... मगर ज़रा ठहरिये, मेरा एक शागिर्द है, बड़ा बासलाहियत, एम. ए. में टॉप किया है। हासेदीन ने उड़ा रखी है कि सदरे-शोबा की नाक का बाल था। इसी लिए टॉपर हो गया, खुदा की पनाह हासिदों के शर से। लड़का वाकई बासलाहियत है। उसे ये एतराज़ है कि शायरी भी अदब के ज़ैल में आती है तो शायर या अदीब, या शोअरा¹ ओदबा लिखने, बोलने की क्या तुक है। क्या शायर अदीब नहीं होता? और एक दिन तो मैं उसकी दानिशवरी का कायल ही हो गया। आया तो न अलैक न सलैक छूटते ही यह सवाल कर दिया। हज़रत! क्या बहुत सी औरतें एक जगह जमा हो जायें तो मुज़क्कर² हो जायेंगी। मैं ज़रा मोहतात किस्म का उस्ताद हूँ जवाब गोल मटोल दिया भई! अगर हो ही जायें तो मेरा आपका क्या जाता है? मगर यह तो बताइये कि इस सवाल की शाने-नज़ूल क्या है?

यह अजीब तमाशा है कि “सिन्फ़” मोअन्नस³ है मगर “असनाफ़” मुज़क्कर। तरफ़ मोअन्नस है मगर “अतराफ़” मुज़क्कर। मैंने फिर गोल सा जवाब दिया अजीज़म! आप दानिशवर हो गये”

मैं यह कह रहा था कि अगर आप शायर अदीब हों तो दानिशवर होना आपके लिए आसान है, बस करना यह है कि मोसल्लतमातो-मोतक़दात⁴ पर हमले कीजिये “तू लाख झुकवा ले मेरे सर को मगर यह दिल अब नहीं झुकेगा।” या यह ख़ातरे की राह पुले-सैरात लगे तो यूँ कीजिये कोई इस्लाही कदम उठाइये, मसलन दुरुस्तगिए-इमला। चंद दानिशवरों ने सेहते-इमला का बेड़ा उठाया। छाँव

1. शायर का बहुवचन 2. पुलिंग 3. स्त्रीलिंग 4. मानी हुई बातें और विश्वास

گاؤں کی صحیح الما چھانو ہے گا نو ہے اب جب ایک زمانہ چھانو، گا نو لکھنے ہی نہ لگا بلکہ لکھنے کا عادی ہو گیا تو ایک بڑے دانشور نے فیصلہ صادر کیا ہے کہ چھاؤں کو چھانو اور گاؤں کو گا نو لکھنا بر بنائے جہالت ہے مجھ ساعامی پریشانی میں ہے کہ دانشوروں کی ان دونوں میں سچا دانشور کون ہے۔؟

تذکیر و تانیث کا تھمیلہ بھی کھڑا کیا جاسکتا ہے بزرگوں نے کئی الفاظ کو مختلف فیہ قرار دیا تھا یعنی بعض مذکر کہتے ہیں تو بعض مونث۔ الما بھی اسی قبیل کا لفظ ہے۔ مذکر بولوتب ٹھیک مونث بولوتب بھی درست۔ لیکن دانشوروں کی ایک بڑی جماعت کئی مہینوں سے ہماری زبان کے اکھاڑے میں کشتی لڑ رہی ہے وجہ تازہ ہے ”کا اِلا“ یا ”کی اِلا“ مالا بھی اسی قبیل کا لفظ ہے۔ مگر ایک دانشور فرماتے ہیں مالا کو اردو شعراء نے ہمیشہ مونث باندھا ہے اگرچہ اس کے آخر میں الف ہے جو عام طور پر مذکر کی علامت ہے مگر اردو کے کسی قابل ذکر شاعر نے مالا کو مذکر نظم نہیں کیا۔ میر انیس لکھتے ہیں۔

یارب ترا نام پاک جینے کے لیے
گویا اک ہڈیوں کی مالا ہوں میں
یہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ناتج بھی کوئی قابل ذکر شاعر تھے۔؟ مالا کو مذکر لکھ گئے ہیں۔

ترا مالا موتیوں کا قتل کرتا ہے مجھے
اے پری مالا سرو ہی کا یہ مالا ہو گیا
اور بے چارہ رشک تو خیر سے ہے ہی تا قیل ذکر۔
اے شہادت میں نہیں طالب جزا و ہار کا
چاہیے زیور میں مالا تنق جو ہر دار کا
اور سحر و برقی کو تو زندگی ہی میں کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ مرنے کے بعد ان کا کیا

ذکر ع

مالا گلے کا ٹوٹ کے موتی بکھر گئے (سحر)

اور ع

गाँव की सही इमला छानू है गानू है अब जब एक जमाना छानू , गानू लिखने ही न लगा बल्कि लिखने का आदी हो गया तो एक बड़े दानिशवर ने फैसला सादिर किया है कि छाँव को छानू और गाँव को गानू लिखना बर बनाए जहालत है मुझ सा आमी परेशानी में है कि दानिशवरों की इन दो टोलियों में सच्चा दानिशवर कौन है?

तज़कीरो-तानीस¹ का झमेला भी खड़ा किया जा सकता है। बुजुर्गों ने कई अल्फाज़ को मुख्तलिफ़ फीह करार दिया था यानी बाज़ मुज़क्कर कहते हैं तो बाज़ मोअन्नस। इमला भी इसी कबील का लफ़्ज़ है। मोज़क्कर बोलो तब ठीक मोअन्नस बोलो तब भी दुरुस्त। लेकिन दानिशवरों की एक बड़ी जमाअत कई महीनों से हमारी ज़बान के अखाड़े में कुश्ती लड़ रही है वजह तनाज़ा है "का इमला" या "की इमला"

माला भी इसी कबील का लफ़्ज़ है। मगर एक दानिशवर फरमाते हैं माला को उर्दू शोअरा ने हमेशा मोअन्नस बांधा है अगरचे इसके आखिर में अलिफ़ है जो आम तौर पर मुज़क्कर की अलामत है मगर उर्दू के किसी काबिले-ज़िक्र शायर ने माला को मुज़क्कर नज़्म नहीं किया। मीर अनीस लिखते हैं—

या रब तेरा नामे-पाक जपने के लिए

गोया एक हड्डियों की माला हूँ मैं

यह खाकसार अर्ज करता है कि नासिख भी कोई काबिले-ज़िक्र शायर थे? माला को मुज़क्कर लिख गये हैं—

तेरा माला मोतियों का कत्ल करता है मुझे

ऐ परीमाला सरोही² का ये माला हो गया

और बेचारा रश्क तो ख़ैर से है ही ना काबिले-ज़िक्र—

ऐ शहादत मैं नहीं तालिब जड़ाऊ हार का

चाहिए ज़ेवर में माला तेरे-जौहर दार का

और सहर व बर्क को तो ज़िन्दगी में कोई नहीं पूछता था। मरने के बाद उनका क्या ज़िक्र —

माला गले का टूट के मोती बिखर गये (सहर)

और —

1. पुलिंग एवम् स्त्रीलिंग 2. खंजर, तलवार

بنے ہیں میرے لیے موتیوں کے مالے سانپ (برقی)
ادھر ایک معروف دانشور نے بڑے پتے کی بات کہی ہے دلائل و براہین کے ساتھ کہی
ہے۔

”جو لفظ اردو میں جس طرح برتا جاتا ہے وہ اسی طرح صحیح ہے خواہ اس کی اصل
کچھ ہو کچھ مدت گزر جانے کے بعد اگر آواز اور تلفظ عوام الناس میں بدلے تو پھر اسی بدلے
ہوئے تلفظ یہاں تک کہ بچے کو بھی قبول کر لینا چاہیے۔ اردو نے لفظ کے صحیح مخرج اور اصل
آواز اصوات اعراب اور بچے کی کبھی پروا نہ کی ہے۔“

مثلاً داؤ معدولہ دانش ور مذکور کی نگاہ میں سب سے پہلے گردن زدنی ہے۔
یعنی تنخواہ کو تنخواہ لکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ نہ صرف عوام الناس اسی طرح بولتے ہیں بلکہ
اکبر الہ آبادی نے بھی اسی آواز کے ساتھ اسے نظم کیا ہے۔

مذہب نے پکارا اے اکبر اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

یاروں نے کہا یہ بات غلط تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

سوال یہ پیدا ہوتا ہے ”عوام الناس کون ہوں گے؟ اور چلن کا پارکھ کے
سمجھا جائے گا“ یہ سوال دانشور موصوف کے دل میں بھی اٹھا اور موصوف نے جواب بھی دیا
ہے۔

”میرا جواب یہ ہے کہ چلن، اور عوامی لہجہ اور (عوامی) تلفظ کو سند مانیے کہ
زبان لغات کے لیے نہیں بلکہ عوام کے لیے بنتی ہے۔“

اس خاکسار کے دماغ میں ”چلن“ عوام الناس، عوامی لہجہ، عوامی تلفظ، مہینوں
گردش کرتے رہے۔ بات پتے کی کہی گئی ہے۔ جمہوریت کا دور ہے عوام کا زمانہ ہے۔
زبان عوام کے لیے ہوتی ہے۔ وہ جس طرح بولیں اسی طرح درست۔

مگر ایک بات فاضل دانشور نے صاف نہیں کی یعنی یہ کہ کس علاقے کے عوام
الناس کی زبان کو سند مانا جائے؟۔ دہلی کو لکھنؤ کو، حیدرآباد کو یا پھر دوسرے ذیلی مرا
کز کو ترجیح دی جائے؟ پھر سوچا کہ جب اہم عوام الناس ہیں تو علاقے والی بات بے معنی ہو
گی۔ ہر پڑھا لکھا شخص جانتا ہے کہ ہر آٹھ دس کوس پر لہجے میں فرق نمایاں ہونے لگتا ہے۔

बने हैं मेरे लिए मोतियों के माले सांप (बर्क)

उधर एक मारुफ दानिशवर ने बड़े पते की बात कही है दलायलो-बराहीन के साथ कही है:-

“जो लफ्ज उर्दू में जिस तरह बरता जाता है वह उसी तरह सही है ख्वाह उसकी अस्ल कुछ हो, कुछ मुद्दत गुजर जाने के बाद अगर आवाज़ और तलफ्फुज आवामुन्नास में बदले तो फिर उसी बदले हुए तलफ्फुज यहाँ तक कि हिज्जे को भी कुबूल कर लेना चाहिए। उर्दू ने लफ्ज के सही मख़रज¹ और अस्ल आवाज़, अस्वात, ऐराब² और हिज्जे की कमी परवा न की है”

मसलन वाव मादूला दानिशवर मुज़क्कर की निगाह में सब से पहले गर्दन ज़दनी है। यानी तनखाह को तनखाह लिखना चाहिए। इसलिए कि न सिर्फ़ आवामुन्नास इसी तरह बोलते हैं बल्कि अकबर इलाहाबादी ने भी इसी आवाज़ के साथ उसे नज़्म किया है -

मज़हब ने पुकारा ऐ अकबर अल्लाह नहीं तो कुछ भी नहीं

यारों ने कहा यह बात ग़लत तनखाह नहीं तो कुछ भी नहीं

सवाल यह पैदा होता है “आवामुन्नास कौन होंगे? और चलन का पारख किसे समझा जायेगा” यह सवाल दानिशवर मौसूफ़ के दिल में भी उठा और मौसूफ़ ने जवाब भी दिया है।

“मेरा जवाब यह है कि चलन, और आवामी लहजे और (आवामी) तलफ्फुज को सनद मानिये कि ज़बान लोगात के लिए नहीं बल्कि आवाम के लिए बनती है।”

इस खाकसार के दिमाग़ में “चलन” आवामुन्नास, आवामी लहजा, आवामी तलफ्फुज, महीनों गर्दिश करते रहे। बात पते की कही गई है। जम्हूरियत का दौर है आवाम का ज़माना है। ज़बान आवाम के लिए होती है। वह जिस तरह बोलें उसी तरह दुरुस्त।

मगर एक बात फ़ाज़िल दानिशवर ने साफ़ नहीं की यानी यह कि किस इलाक़े के आवामुन्नास की ज़बान को सनद माना जाय? देहली को, लखनऊ को, हैदराबाद को, अज़ीमाबाद को या फिर दूसरे ज़ैली मराकिज को तरज़ीह दी जाय? फिर सोचा कि जब आवामुन्नास हैं तो इलाक़े वाली बात बे मानी होगी। हर पढ़ा-लिखा शख्स जानता है कि हर आठ दस कोस पर लहजे में फर्क नुमायों होने लगता है।

1. निकलने की जगह 2. अ, इ, उ आदि के प्रतिक

حسن اتفاق سے میرا مالی بدری بھگت عظیم آباد سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا پورا خاندان اسکول کے احاطے میں آباد تھا۔ ان لوگوں کے عوام الناس ہونے میں شک نہ تھا۔ بارہا ان سے گفتگو ہوئی تھی اور دوران گفتگو جب وہ لوگ ”آدمی“ کو ”آدمی“ اور امرود کو ”امرد“ کہتے تھے تو ہنسی آتی تھی۔ اب عبرت پکڑی۔ صحیح وہی لوگ بولتے ہیں ابھی عبرت کے خیال سے اپنے کانوں کو چھو ہی رہا تھا کہ بابو ہم تم سگھ آتے ہوئے نظر آئے۔ آ رہ مکان ہے۔ باقر پیر بکھوی شاگرد غالب کا تعلق بھی آ رہ سے تھا۔ گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ وہ اپنے بھائی کو ٹیشن چھپا کے آرہے ہیں۔ یعنی ”پہنچا“ کے بچے اور تلفظ یوں بدلے کہ ”چھپا“ ہو گیا۔

ذہن کے درپے کھلتے گئے۔ اگر اصل آواز و اصوات اعراب اور بچے کی پروانہ کی جائے نیز عوام کے لہجے، آواز اور تلفظ کو سند مان لیا جائے تو اردو آسان ترین زبان بھی ہو جائے گی حروف تہجی میں ٹ، خ، ذ، ہ، ض، ط، ظ، ع وغیرہ کی تو بالکل ضرورت باقی نہیں رہے گی کہ ان کو ان کے صحیح مخارج کے ساتھ عوام الناس کو تو چھوڑیے خواص الناس بھی نہیں بولتے۔

زیادہ نہیں بس کچھ مدت اور انتظار کیجیے۔ جب اپنے لہجے میں شین قاف درست رکھنے والی جاتی ہوئی نسل ختم ہو جائے گی تو خ، ز، ش، ٹ، ق، وغیرہ بھی بے کار ہو جائیں گے اور بس بیس حروف سے تمام کام چل جائیں گے۔

اب پتہ ٹج ج ڈوڑس ک گ ل م ن وہی۔ یہ ہوگی عوام الناس کی آواز و اصوات لہجہ و تلفظ کی کرامت۔ انقلاب جند آباد۔ غالب اور اکہال پھر سے چھاپے جائیں گے۔

نکس پھر یاد ہے کس کی سوکھی تھریکا
کاسکی ہے چیدہن ہر پیکر تسویر کا

اور

کبھی اے ہلیکت منتر نجر آلباس حجاج میں
کہ ہجاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاں میں

जिस इत्तेफाक से मेरा माली बद्री भगत अजीमाबाद से तअल्लुक रखता था। उसका पूरा खानदान स्कूल के अहाते में आबाद था। उन लोगों के आवामुन्नास होने में शक न था। बारहा उनसे गुफ्तगू हुई थी और दौराने-गुफ्तगू जब वह लोग "आदमी" को "आमदी" और "अमरुद" को "अमदूर" कहते थे तो हंसी आती थी। अब इबरत पकड़ी। सही वही लोग बोलते हैं। अभी इबरत के खयाल से अपने कानों को छू ही रहा था कि बाबू मोहम्मद सिंह आते हुए नज़र आये। आरा मकान है। बाकर पीर बघवी शागिर्द-गालिब का तअल्लुक भी आरा से था। गुफ्तगू के दौरान मालूम हुआ कि वह अपने भाई को टेशन चहुँपा के आ रहे हैं। यानी "पहुँचा" के हिज्जे और तलफ़फ़ुज़ यूँ बदले कि "चहुँपा" हो गया।

जोहन के दरिचे खुलते गये। अगर अस्त आवाज़ो-असवात, आराब और हिज्जे की परवा न की जाये नीज़ आवाम के लहजे, आवाज़ और तलफ़फ़ुज़ को सनद मान लिया जाय तो उर्दू आसान तरीन ज़बान हो जायेगी। हरफ़े तहज्जी में से, खे, ज़ाल, ज़े, स्वाद, ज़्वाद, तो, जो, ऐन वगैरह की तो बिल्कुल ज़रूरत बाकी नहीं रहेगी कि इनको उनके सही मखरज के साथ आवामुन्नास को तो छोड़िये खवासुन्नास भी नहीं बोलते।

ज़्यादा नहीं बस कुछ मुद्दत और इन्तज़ार कीजिये। जब अपने लहजे में शीन, काफ़ दुरुस्त रखने वाली जाती हुई नस्ल खत्म हो जायेगी तो खे, ज़े, शीन, ग़ैन, काफ़ वगैरह भी बेकार हो जायेंगे और बस बीस हुरुफ़ से तमाम काम चल जायेंगे।

अलिफ़, बे, पे, ते, टे, जीम, चे, दाल, डाल, रे, डे, सीन, काफ़, गाफ़, लाम, मीम, नून, वाव, हे, ये। यह होगी आवामुन्नास की आवाज़ो-असवात लहजे व तलफ़फ़ुज़ की करामत। इन्कलाब जिन्दा बाद। गालिब और इक़बाल फिर से छापे जायेंगे -

नक्स फ़रियादी है किस की सूखिए तहरीर का

कागज़ी है पैरहन हर पैकरे तस्वीर का

और -

कभी ऐ हकीकते मुन्तज़िर नज़र आ लिवासे मजाज में
कि हजारों सजदे तड़प रहे हैं मेरी ज़बीने नयाज में

پس اے دانشور! تمہارا منصب عوام کے غلط مذاق تلفظ اصوات و آواز کے سامنے سپر ڈال دینا نہیں ہے بلکہ عوامی لب و لہجہ کو الفاظ کے صحیح تلفظ، صحیح سمجھ آواز تک لانا تمہارا ہی کام ہے تم سے پہلے کے دانشوروں نے بھی اردو میں چلن کی اہمیت سمجھی تھی اور غلط العام فصیح کہا تھا یعنی چلن عوام اور خواص دونوں میں یکساں ہو غلط العام فصیح کل بھی تھا آج بھی ہے۔ کجایہ کہ غلط العام لناس؟
لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔



पस ऐ दानिशवरो! तुम्हारा मन्सब आवाम के ग़लत मज़ाक, तलफ़फ़ुज़, असवातो—आवाज़ के सामने सिपर डाल देना नहीं है बल्कि आवामी लबो—लहजे को अल्फ़ाज़ के सही तलफ़फ़ुज़, सही हिज्जे, सही आवाज़ तक लाना तुम्हारा ही काम है। तुमसे पहले के दानिशवरों ने भी उर्दू में चलन की अहमियत समझी थी और ग़लतुलआम फ़सीह¹ कहा था यानी चलन आवाम और ख़वास दोनों में एकसाँ हो, ग़लतुलअवाम कबीह² कल भी था आज भी है। कुजा यह कि ग़लतुलअवामुन्नास³?

लाहौलवला कुव्वत इल्ला बिल्लाह।

oooooooo

-
1. वह उच्चारण या इस्ला जो ग़लत होने के बावजूद अधिक प्रयोग होने के कारण सही समझा जाए 2. वह शब्द जिसे आम लोगों ने ग़लत उच्चारण या ग़लत अर्थों में प्रयोग किया हो ग़लत ही रहेगा 3. बाज़ारु लोगों के उच्चारण

مرزا غالب کی پریس کانفرنس

عالم بالا میں جب عجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خاں نظام جنگ بہادر المتخلص بہ غالب کو فرصت کے رات دن میسر آ گئے تو وہ تصویر جاناں کرنے بیٹھ گئے۔ اور اس قدر بیٹھ گئے کہ اگر بروقت نہ چوکتے تو بہشت کی زمیں میں مرزا غالب کی جڑیں پھوٹ جاتیں اور وہ ایک ہرے بھرے درخت میں تبدیل ہو کر رہ جاتے اور بعد میں یہ درخت دیوان غالب کے نسخوں سے لد جاتا۔ مگر خدا بھلا کرے میر مہدی مجروح کا کہ اُن کی کھانسی نے مرزا غالب کو چونکا دیا۔ اور انہوں نے چوکتے ہی میر مہدی مجروح سے پوچھا ”بھئی کیا وقت ہے؟“ میر مہدی مجروح نے پہلے تو اپنی گھڑی کو اچھی طرح ہلا کر یقین کر لیا کہ یہ چل رہی ہے یا نہیں، پھر گھڑی کی طرف غور سے دیکھ کر کہا ”استاد محترم، آپ وقت کیا پوچھتے ہیں، کافی بڑا وقت آ گیا ہے۔ پوری ایک صدی بیت گئی ہے اور آپ صرف تصویر جاناں میں کھوئے رہ گئے۔ اب ذرا جاگئے کہ زمانہ قیامت کی چال چل گیا ہے اور شاعر کہہ گیا ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

मिर्जा गालिब की प्रेस कान्फ्रेंस

आलमे-बाला¹ में जब नजमुद्दौला दबीरुलमुल्क असदउल्लाह खाँ निज़ामे जंग बहादुर अल मुतखल्लिस ब गालिब को फुर्सत के रात दिन मुयस्सर आ गये तो वह तस्व्वुरे-जानाँ करने बैठ गए, और इस कदर बैठ गए कि अगर बर-वक्त न चौंकते तो बहिश्त की ज़मीन में मिर्जा गालिब की जड़ें फूट जातीं और वह एक हरे भरे दरख्त में तब्दील होकर रह जाते और बाद में यह दरख्त दीवाने-गालिब के नुस्खों से लद जाता। मगर खुदा भला करे मीर मेहदी मजरुह का कि उनकी खौंसी ने मिर्जा गालिब को चौंका दिया। और उन्होंने चौंकते ही मीर मेहदी मजरुह से पूछा "मई क्या वक्त है?" मीर मेहदी मजरुह ने पहले तो अपनी घड़ी को अच्छी तरह हिलाकर यकीन कर लिया कि यह चल रही है या नहीं, फिर घड़ी की तरफ गौर से देखकर कहा उस्तादे-मोहतरम, आप वक्त क्या पूछते हैं, काफी बुरा वक्त आ गया है। पूरी एक सदी बीत गई है और आप सिर्फ तस्व्वुरे-जानाँ में खोए रह गये। अब ज़रा जागिये कि ज़माना कयामत की चाल चल गया है और शायर कह गया है—

न समझो गे तो मिट जाओगे ऐ हिन्दुस्तौं वालो
तुम्हारी दास्तौं तक भी न होगी दास्तानों में

شعر کو سننے ہی مرزا غالب جو پہلے ہی سے چونک گئے تھے کافی سے زیادہ چونک گئے اور بولے، یہ کیا کہہ رہے ہو میاں مہدی! ذرا ہوش کے ناخن لو، کیا ہم پوری ایک صدی تک ”تصویر جاناں“ کرتے رہے؟

میر مہدی بولے ”اور نہیں تو کیا۔ آپ نے تو تصویر جاناں کے سارے عالمی بلکہ کائناتی ریکارڈ توڑ کر رکھ دیے ہیں۔“ یہ کہہ کر میر مہدی نے ٹوٹے ہوئے ریکارڈ کے چند ٹکڑے مرزا غالب کی خدمت میں پیش کیے اور ایک سرد آہ کھینچ کر یوں گویا ہوئے ”اے میرے استاد محترم! مجھے آپ سے پوری ہمدردی ہے، جو ہونا تھا وہ ہو چکا، قسمت کے لکھے کو بھلا کون مٹا سکتا ہے۔ آپ ادھر تصویر جاناں میں مگن رہے اور ادھر دنیا والوں نے آپ کی صد سالہ تقاریب مٹا ڈالیں بچے بچے کی زبان پر آپ کا نام تو تھا ہی اب بڑوں کی زبان پر بھی آپ کا نام ہے۔ دنیا میں اب یہ رواج عام ہو گیا ہے کہ اگر کسی کو دھمکی دینا ہو تو کہا جاتا ہے ”میاں ذرا ہوشیار رہنا، نہیں تو تمہاری غالب صدی تقاریب مٹا کر رکھ دوں گا۔“ میں نے بارہا اس قسم کے جملے سنے ہیں۔

”اگر کل تک مکان کا کرایہ ادا نہ ہوا تو سر بازار تمہاری غالب صدی تقاریب منادوں گا۔“ ”اگر ٹھیک سے کام نہ کرو گے تو تمہارا غالب سیمینار منعقد کروں گا۔“ وغیرہ وغیرہ۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مائیں اپنے بچوں کو آپ کی تصویر بتا کر ڈراتی ہیں۔ ”اگر شور کرو گے تو غالب کو بلاؤں گی۔“ قبلہ! اب آپ سے کیا عرض کروں کہ آپ غالب سے ”گالب“ بن گئے ہیں۔ اور بعض بعض مقامات بلکہ مقامات آہ و فغاں پر تو آپ ”گلیمپ“ بھی بن چکے ہیں۔ لہذا اب خواب غفلت سے جاگیے اور دشمنوں کا منہ توڑ جواب دیجیے ورنہ عین ممکن ہے کہ آپ کی شاعری صرف فیشن بن کر رہ جائے۔

مرزا غالب میاں میر مہدی کی اس تقریر دل پزیر کو بڑے غور سے سنتے رہے پھر بولے: ”تم نے ہمیں پہلے ہی کیوں نہ چگایا؟“

میر مہدی بولے ”حضور! آپ کو تو یک گونہ بے خودی دن رات چاہیے بلکہ یہی تو آپ کا واحد پسندیدہ ”ان ڈور گیم“ ہے۔ بس اسی خیال سے نہ چگایا
ع ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

शोर को सुनते ही मिर्जा गालिब जो पहले ही से चौंक गये थे काफी से ज्यादा चौंक गये और बोले, यह क्या कह रहे हो मियाँ मेहदी! ज़रा होरा के नाखुन लो, क्या हम पूरी एक सदी तक "तस्सव्वुरे-जानाँ" करते रहे?

मीर मेहदी बोले "और नहीं तो क्या। आपने तो तस्सव्वुरे-जानाँ के सारे आलमी रिकार्ड तोड़ कर रख दिये हैं"। यह कह कर मीर मेहदी ने टूटे हुए रिकार्ड के चन्द टुकड़े मिर्जा गालिब की खिदमत में पेश किये और एक सर्द आह खींच कर यूँ गोया हुए "ऐ मेरे उस्तादे-मोहतरम! मुझे आपसे पूरी हमदर्दी है, जो होना था वह हो चुका, किस्मत के लिखे को भला कौन मिटा सकता है। आप इधर तस्सव्वुरे-जानाँ में मगन रहे और उधर दुनिया वालों ने आपकी सद-साला तकरीब मना डाली, बच्चे बच्चे की ज़बान पर आपका नाम तो था ही अब बड़ों की ज़बान पर भी आपका नाम है। दुनिया में अब यह रिवाज आम हो गया है कि अगर किसी को धमकी देना हो तो कहा जाता है "मियाँ ज़रा होशियार रहना नहीं तो तुम्हारी गालिब सदी तकरीब मनाकर रख दूँगा" मैंने बारहा इस किस्म के जुम्ले सुने हैं।

"अगर कल तक मकान का किराया अदा न हुआ तो सरे-बाज़ार तुम्हारी गालिब सदी तकरीब मना दूँगा"। अगर ठीक से काम न करोगे तो तुम्हारा गालिब सेमीनार मुनअकिद करूँगा" वगैरह वगैरह। नौबत यहाँ तक पहुँच गई कि माएं अपने बच्चों को आपकी तस्वीर बता कर डराती हैं। "अगर शोर करोगे तो गालिब को बुलाऊँगी"। किस्सा! अब आपसे क्या अर्ज करूँ कि आप गालिब से "गालिब" बन गये हैं। और बाज़-बाज़ मकामात बल्कि मकामाते-आहो-फोगाँ पर तो आप "गलीब" भी बन चुके हैं। लिहाज़ा अब ख्वाबे-गफ़लत से जागिये और दुश्मनों का मुँह तोड़ जवाब दीजिये वरना ऐन मुमकिन है कि आपकी शायरी सिर्फ़ फैशन बनकर रह जाये।

मिर्जा गालिब मियाँ मीर मेहदी की इस तकरीरे-दिल-पज़ीर को बड़े गौर से सुनते रहे फिर बोले: "तुमने हमें पहले क्यों न जगाया?"

मीर मेहदी बोले "हुज़ूर! आपको तो यकगूना बेखुदी दिन रात चाहिए बल्कि यही तो आप का वाहिद पसंदीदा "इनडोर गेम" है। बस इसी खयाल से न जगाया -

वरना क्या बात कर नहीं आती

مرزا غالب بولے ”وہ تو ایک صدی پہلے کی بات تھی۔ اب تو ”حالات“ اور ہماری ”حالت“ دونوں تبدیل ہو چکے ہیں۔ مگر بھی کوئی سبیل تو بتاؤ کہ اب ہم کیا کریں؟“

تھوڑی دیر خاموشی طاری رہی۔ پھر اچانک میر مہدی نے چٹکی بجا کر کہا ”قبلہ! ایک ترکیب ذہن میں آئی ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو شاید آپ اپنے موقف کی وضاحت کر سکیں۔“

مرزا غالب نے پوچھا ”وہ کیا ترکیب ہے؟“

میر مہدی بولے ”حضور ان دنوں ہندوستان میں پریس کا بول بالا ہے۔ پریس کی طاقت بہت بڑی طاقت ہے۔ ایسے آڑے وقت میں پریس ہی آپ کی مدد کر سکتا ہے۔ کیوں نہ ہم پریس والوں کو طلب کریں۔“

مرزا غالب نے کسی قدر حیرانی سے پوچھا ”کیا فٹشی نول کشور کا پریس اب تک موجود ہے؟“ میر مہدی نے مرزا غالب کی سادگی پر کف افسوس ملتے ہوئے کہا ”حضور! فٹشی نول کشور کا پریس تو اسی وقت بند ہو گیا تھا جب اس نے آپ کا دیوان چھاپا تھا۔ پریس والوں سے میری مراد اخبار والوں سے ہے۔ ہم ایک پریس کانفرنس طلب کریں گے جس میں آپ اپنے موقف کی وضاحت کریں۔“

مرزا غالب نے تقریباً غصہ محال ہو کر کہا ”میاں میر مہدی! ہم تو کچھ بھی نہیں جانتے۔ ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی۔ ہمیں تم پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ تم جو کچھ کرو گے وہ اچھا ہی کرو گے۔ مناسب سمجھو تو پریس کانفرنس بلا لینا مگر خیال رہے کہ یہ پریس کانفرنس دلی میں منعقد ہو کیوں کہ ہم نے بہت دنوں سے دلی نہیں دیکھی آنکھیں ترس گئی ہیں اسے دیکھنے کے لیے۔“

میر مہدی نے فوراً بات کو کاٹ کر کہا ”حضور پریس کانفرنس دلی میں نہیں ہوگی کیوں کہ دلی ”ڈرائی ایریا“ ہے اور پریس میں کوئی بات — ع

بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

لہذا پریس کانفرنس حیدرآباد میں منعقد ہوگی کیوں کہ یہ ابھی تک خوش قسمتی سے

मिर्जा ग़ालिब बोले “वह तो ठीक एक सदी पहले की बात थी। अब तो “हालात” और हमारी “हालत” दोनों तब्दील हो चुके हैं। मगर भई कोई सबील तो बताओ कि अब हम क्या करें?”

थोड़ी देर खामोशी तारी रही। फिर अचानक मीर मेहदी ने चुटकी बजाकर कहा “किब्ला! एक तरकीब ज़ेहन में आयी है। अगर उस पर अमल किया जाये तो शायद आप अपने मौकफ़¹ की वज़ाहत कर सकें”।

मिर्जा ग़ालिब ने पूछा “वह क्या तरकीब है?”

मीर मेहदी बोले “हुज़ूर इन दिनों हिन्दुस्तान में प्रेस का बोल बाला है। प्रेस की ताकत बहुत बड़ी ताकत है। ऐसे आड़े वक़्त में प्रेस ही आपकी मदद कर सकता है। क्यों न हम प्रेस वालों को तलब करें”।

मिर्जा ग़ालिब ने किसी क़दर हैरानी से पूछा “क्या मुन्शी नवल किशोर का प्रेस अब तक मौजूद है? मीर मेहदी ने मिर्जा ग़ालिब की सादगी पर कफ़े-अफ़सोस मलते हुए कहा “हुज़ूर! मुन्शी नवल किशोर का प्रेस तो उसी वक़्त बंद हो गया था जब उसने आपका दीवान छापा था। प्रेस वालों से मेरी मुराद अख़बार वालों से है। हम एक प्रेस कान्फ़्रेंस तलब करेंगे जिसमें आप अपने मौकफ़ की वज़ाहत करें”।

मिर्जा ग़ालिब ने तकरीबन निढाल होकर कहा “मियाँ मीर मेहदी! हम तो कुछ भी नहीं जानते। हम वहाँ है जहाँ से हमको भी कुछ हमारी ख़बर नहीं आती। हमें तुम पर पूरा पूरा भरोसा है। तुम जो कुछ करोगे वह अच्छा ही करोगे। मुनासिब समझो तो प्रेस कान्फ़्रेंस बुला लेना मगर ख़याल रहे कि यह प्रेस कान्फ़्रेंस दिल्ली में ही मुनअक़िद हो क्योंकि हमने बहुत दिनों से दिल्ली नहीं देखी, आँखें तरस गई हैं उसे देखने के लिए”।

मीर मेहदी ने फ़ौरन बात काटकर कहा “हुज़ूर प्रेस कान्फ़्रेंस दिल्ली में नहीं होगी क्योंकि दिल्ली “ड्राई ऐरिया” है और प्रेस में कोई बात—

बनती नहीं है बादओ—सागर कहे बग़ैर

लिहाज़ा प्रेस कान्फ़्रेंस हैदराबाद में मुनअक़िद होगी क्योंकि यह अभी तक खुशकिस्मती से से “वेट ऐरिया” है”।

1. अभिप्राय, उद्देश्य

”ویٹ ایریا“ ہے۔“

بالآخر پریس کانفرنس طلب کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ میر مہدی نے مرزا غالب کو پریس کانفرنس کے اسرار و رموز سے واقف کرایا۔ انہیں ان ساری زیادتیوں کا حال سنایا جو ایک صدی کے عرصہ میں اُن کی ذات کے ساتھ کی گئی تھیں۔ مرزا غالب ان زیادتیوں کو سنتے جاتے اور زار و قطار روتے جاتے اور اُن کی زبان پر یہ شعر تھا۔

غم سے مرتا ہوں کہ اتنا نہیں دنیا میں کوئی

کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد

میر مہدی بار بار انہیں دلا سہ دیتے اور کہتے۔

غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں

روئے زار زار کیا کیجیے ہائے ہائے کیوں

میر مہدی نے مرزا غالب کو سمجھایا اور کہا کہ ”حضور اب رونے کا وقت نہیں رہا۔ اب ذرا سنبھل جائیے اور ایک تفصیلی صحافتی بیان تیار کیجیے تاکہ اس کی سائیکلو اسٹائل کاپیاں پریس کانفرنس میں اخبار والوں کے حوالے کی جاسکیں۔“

پریس کانفرنس کی تیاریاں شروع ہو گئیں، مرزا غالب اور میاں مہدی دوسری دنیا سے اس دنیا میں عارضی طور پر آ گئے۔ غالب دن بھر پریس کانفرنس کی تیاریوں میں مصروف رہتے اور راتوں کو اپنا صحافتی بیان لکھنے میں مگن ہو جاتے۔ مرزا غالب نے بڑے انہماک کے ساتھ ان غالب نمبروں کا مطالعہ شروع کر دیا جو مختلف رسالوں نے اُن کی صدی تقاریب کے موقع پر شائع کیے تھے۔ مرزا غالب نے غالبیات کا مطالعہ یوں شروع کر دیا جیسے وہ خود اپنے آپ پر ریسرچ کرنے چلے ہوں۔ کسی کو مرزا غالب کی آمد کی اطلاع نہیں دی گئی اور کسی کو یہ پتہ نہ چلا کہ مرزا غالب اُن کے درمیان یوں موجود ہیں جیسے چور کی داڑھی میں تنکا موجود ہوتا ہے۔

چاروں طرف غالب صدی تقاریب کا غلغلہ مچا ہوا تھا۔ ”یوم غالب“ ”بشن غالب“ ”یاد غالب“ ”غالب ڈے“ ”غالب فیشیول“ ”غالب فنڈ“ ”غالب میوریل“ ”غالب بال روم ڈانس“ ”غالب سمیتی“ ”غالب سجا“ ”غالب

बिलआखिर प्रेस कान्फ्रेंस तलब करने का फैसला कर लिया गया। मीर मेहदी ने मिर्जा ग़ालिब को प्रेस कान्फ्रेंस के असरारों-रमूज से वाकिफ कराया। उन्हें उन सारी ज़्यादतियों का हाल सुनाया जो एक सदी के असें में उन की ज़ात के साथ की गई थीं। मिर्जा ग़ालिब उन ज़्यादतियों को सुनते जाते और ज़ारों-कतार रोते जाते और उनकी ज़बान पर ये शेर था—

ग़म से मरता हूँ कि इतना नहीं दुनियाँ में कोई
कि करे ताज़ियते-मेहरो-वफ़ा मेरे बाद
मीर मेहदी बार-बार उन्हें दिलासा देते और कहते —
ग़ालिबे-ख़स्ता के बग़ैर कौन से काम बंद हैं
रो-ये ज़ार-ज़ार क्या कीजिये हाय-हाय क्यों

मीर मेहदी ने मिर्जा ग़ालिब को समझाया और कहा कि “हुज़ूर अब रोने का वक़्त नहीं रहा। अब ज़रा संभल जाइये और एक तफ़्सीली सहाफ़ती बयान तैयार कीजिये ताकि उसकी साइक्लो स्टाइल कापियों प्रेस कान्फ्रेंस में अख़बार वालों के हवाले की जा सकें”।

प्रेस कान्फ्रेंस की तैयारीयों शुरु हो गई, मिर्जा ग़ालिब और मियों मेहदी दूसरी दुनिया से इस दुनिया में आरज़ी तौर पर आ गये। ग़ालिब दिन भर प्रेस कान्फ्रेंस की तैयारीयों में मसरूफ़ रहते और रातों को अपना सहाफ़ती बयान लिखने में मग्न हो जाते। मिर्जा ग़ालिब ने बड़े इनहमाक के साथ उन ग़ालिब नम्बरों का मुताला शुरु कर दिया जो मुख़्तलिफ़ रिसालों ने उनकी सदी तक़रीब पर शाये¹ किए थे। मिर्जा ग़ालिब ने ग़ालिबयात का मोताला यूँ शुरु कर दिया जैसे वह खुद अपने आप पर रिसर्च करने चले हों। किसी को मिर्जा ग़ालिब की आमद की इत्तेला नहीं दी गई और किसी को यह पता न चला कि मिर्जा ग़ालिब उन के दरमियान यूँ मौजूद हैं जैसे चोर की दाढ़ी में तिनका मौजूद होता है।

चारों तरफ़ ग़ालिब सदी तक़रीब का गुल-गुला² मचा हुआ था। “यौमे-ग़ालिब” “जश्ने-ग़ालिब” “यादे-ग़ालिब” “ग़ालिब डे” ग़ालिब फेस्टीवल” “ग़ालिब फ़ण्ड” ग़ालिब मेमोरियल” “ग़ालिब बॉल रुम डांस” “ग़ालिब समिति” ग़ालिब सभा” ग़ालिब

1. प्रकाशित 2. शोर, चर्चा

سنسٹھا“ غالب مہیلا و بھاگ“ ”غالب کاریہ کرم“ اور غالب پردرشنی“ کا اس قدر غلبہ تھا کہ غالب نے حیران ہو کر خود سے سوال کیا۔

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود

پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

حد ہو گئی کہ انہوں نے سڑکوں پر ایسے پورڈ بھی آویزاں دیکھے ”غالب پان شاپ“ ”غالب ہیر کنگ سیلون“ ”غالب اینڈ سنس“ ”غالب انجینئر جگ ورکس“ ”غالب اسٹون پالشنگ ورکس“ ”غالب کلا تھ مرچنٹ“ غالب کراکری“ وغیرہ وغیرہ۔ مرزا غالب ان ساری زیادتیوں بلکہ مظالم کا بغور جائزہ لیتے رہے اور دل میں کڑھتے رہے۔ جب مرزا کا صحافتی بیان تیار ہو گیا تو مرزا غالب نے میر مہدی کے مشورے سے پریس کانفرنس کی تاریخ مقرر کی اور ایک اخبار کے ایڈیٹر سے ملنے چلے گئے۔ اخبار کے ایڈیٹر نے پہلے تو بڑے تپاک سے ان کا استقبال کیا مگر جب مرزا غالب نے بتایا کہ وہ مرزا غالب ہیں تو اس نے فوراً اپنے نوکر کو آواز دی اور کہا ”ان صاحب کو باہر لے جاؤ۔ مجھے غالب پر ایک مقالہ لکھنا ہے، میرے پاس ایسے غیر ضروری لوگوں سے ملاقات کے لیے وقت نہیں ہے۔“

مرزا غالب نے جو ملازم کی گرفت میں آچکے تھے جیج کر کہا۔

تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

”صاحب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ مجھ پر تو مقالہ لکھ سکتے ہیں لیکن مجھ

سے ملاقات کے لیے وقت نہیں نکال سکتے؟“

ایڈیٹر نے کہا ”صاف صاف بتائیے کہ آپ کون ہیں؟“

مرزا غالب نے میر مہدی کی طرف دیکھ کر کہا۔

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

ایڈیٹر بولا، ”دیکھیے حضرت، میرا وقت خراب نہ کیجیے، بتائیے کہ

آپ کون ہیں؟“

संस्था' गालिब महिला विभाग" गालिब कार्यक्रम" और "गालिब प्रदर्शनी" का इस कदर गलबा था कि गालिब ने हैरान होकर खुद से सवाल किया—

जब कि तुझ बिन नहीं कोई मौजूद

फिर यह हंगामा ऐ खुदा क्या है

हद हो गई कि उन्होंने सड़कों पर ऐसे बोर्ड भी आवेजों देखे "गालिब पान शॉप" गालिब हेयर कटिंग सैलून" "गालिब एण्ड संस" गालिब इन्जीनियरिंग वर्क्स" गालिब स्टोन पॉलिशिंग वर्क्स" गालिब क्लाथ मार्चेट" गालिब क्राकरी" वगैरह वगैरह।

मिर्जा गालिब इन सारी ज्यादतियों बल्कि मजालिम का बगौर जायजा लेते रहे और दिल में कुढ़ते रहे।

मिर्जा गालिब का सहाफती बयान तैयार हो गया तो मिर्जा गालिब ने मीर मेहदी के मशवरे से प्रेस कान्फ्रेंस की तारीख मोकर्रर की और एक अखबार के एडीटर से मिलने चले गये। अखबार के एडीटर ने पहले तो बड़े तपाक से उनका इस्तकबाल किया मगर जब मिर्जा गालिब ने बताया कि वह मिर्जा गालिब हैं तो उसने फौरन अपने नौकर को आवाज दी और कहा "इन साहब को बाहर ले जाओ। मुझे गालिब पर एक मकाला लिखना है, मेरे पास ऐसे गैर जरूरी लोगों से मुलाकात के लिए वक़्त नहीं है"।

मिर्जा गालिब ने जो मुलाजिम की गिरफ्त में आ चुके थे चीख कर कहा —

तुम्ही कहो कि ये अन्दाजे गुफ्तगू क्या है

"साहब यह कहाँ का इन्साफ़ है कि आप मुझ पर तो मकाला लिख सकते हैं लेकिन मुझसे मुलाकात के लिए वक़्त नहीं निकाल सकते?"

एडीटर ने कहा "साफ़—साफ़ बताइये कि आप कौन हैं?"

मिर्जा गालिब ने मीर मेहदी की तरफ़ देखकर कहा —

पूछते हैं वह कि गालिब कौन है

कोई बतलाओ कि हम बतलायें क्या

एडीटर बोला, "देखिये हज़रत, मेरा वक़्त ख़ाराब न कीजिये, बताइये कि आप कौन हैं?"

مرزا غالب بولے ”میں مرزا غالب ہوں اور یہ میر مہدی مجروح ہیں۔“
ایڈیٹر نے طنز آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا ”آپ کا نمبر کون سا ہے؟“
غالب بولے ”نمبر سے آپ کا کیا مطلب ہے؟“
ایڈیٹر نے کہا ”نمبر سے مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے پانچ مرزا غالب
میر سے پاس آچکے ہیں۔ آپ کا نمبر چھٹواں ہے۔“
مرزا غالب کا چہرہ متمتا گیا اور انہوں نے بڑی درشتگی کے ساتھ کہا: ”مذاق
بند کیجیے۔ میں مرزا غالب ہوں اور صد فی صد غالب ہوں، میں دوسری دنیا سے اس دنیا
میں بطور خاص اس لیے آیا ہوں کہ اب تک میرے خلاف جو کچھ کہا گیا ہے اس کا جواب
دوں اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو آپ دیوان غالب کے اشعار پوچھ سکتے ہیں، مجھے اپنے
سارے اشعار زبانی یاد ہیں۔ ایڈیٹر بولا ”دیوان غالب کے سارے اشعار تو مجھے بھی یاد
ہیں۔ کیا میں محض اس تصور کی پاداش میں غالب کہلاؤں گا؟“
مرزا غالب نے زور دے کر کہا ”خدا کے لیے اس بات کا یقین کیجیے کہ میں
مرزا غالب ہوں۔“

ایڈیٹر بولا ”اگر آپ مرزا غالب ہیں بھی تو مجھ سے کیا واسطہ؟“
مرزا غالب بولے ”آپ سے صرف اتنا واسطہ ہے کہ آپ غالب صدی
تقاریب کے خلاف میرا بیان شائع کریں اور میری پریس کانفرنس میں شرکت کریں جو اگلے
اتوار کو منعقد ہو رہی ہے۔“

ایڈیٹر نے کہا ”معاف کیجیے، میں غالب صدی تقاریب کے خلاف آپ کا
بیان اپنے اخبار میں نہیں چھاپ سکتا۔ کیوں کہ ہمارا اخبار اگر ایسا کوئی بیان شائع کرے تو
غالب صدی تقاریب کمیٹی ہمیں اشتہار دینا بند کر دے گی اور ہم آپ کی خاطر کوئی خطرہ نہیں
مول لینا چاہتے اور میرے لیے اگلے اتوار کی پریس کانفرنس میں شرکت کرنا اس لیے ناممکن
ہے کہ اسی روز غالب اکیڈمی کی جانب سے غالب تقاریب منائی جا رہی ہیں اور ان
تقاریب کا آپ کی پریس کانفرنس سے کلش (Clash) ہو گیا ہے۔ لہذا مجھے معاف
کیجیے۔ میں آپ کے کلام سے قریب اور آپ سے دور رہنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر ایڈیٹر اٹھ

मिर्जा ग़ालिब बोले "मैं मिर्जा ग़ालिब हूँ और यह मीर मेहदी मजरुह हैं"।

एडीटर ने तन्ज़ामेज¹ मुस्कुराहट के साथ कहा "आपका नम्बर कौन सा है?"

ग़ालिब बोले "नम्बर से आपका क्या मतलब है?"

एडीटर ने कहा "नम्बर से मतलब यह है कि इस से पहले पाँच मिर्जा ग़ालिब मेरे पास आ चुके हैं। आपका नम्बर छठवाँ है"।

मिर्जा ग़ालिब का चेहरा तमतमा गया और उन्होंने बड़ी दुरुश्ती के साथ कहा, मज़ाक़ बन्द कीजिये। मैं मिर्जा ग़ालिब हूँ और सद फ़ी सद ग़ालिब हूँ, मैं दूसरी दुनिया से इस दुनिया में बतौर ख़ास इसलिये आया हूँ कि अब तक मेरे ख़िलाफ़ जो कुछ कहा गया है उसका जवाब दूँ। अगर आपको यकीन नहीं आता तो आप दीवाने-ग़ालिब के अशआर पूछ सकते हैं, मुझे अपने सारे अशआर ज़बानी याद हैं। एडीटर बोला "दीवाने-ग़ालिब के सारे अशआर तो मुझे भी याद हैं। क्या मैं महज़ इस कुसूर की पादाश में ग़ालिब कहलाऊँगा?"।

मिर्जा ग़ालिब ने जोर देकर कहा "ख़ुदा के लिए इस बात का यकीन कीजिये कि मैं मिर्जा ग़ालिब हूँ"।

एडीटर बोला "अगर आप मिर्जा ग़ालिब हैं भी तो मुझसे क्या वास्ता?"

मिर्जा ग़ालिब बोले "आप से सिर्फ़ इतना वास्ता है कि आप ग़ालिब सदी तक़रीब के ख़िलाफ़ मेरा बयान शाय़ा करें और मेरी प्रेस कान्फ़्रेंस में शिरकत करें जो अगले इतवार को मुनअकिद हो रही है"।

एडीटर ने कहा "माफ़ कीजिये, मैं ग़ालिब सदी तक़ारीब के ख़िलाफ़ आपका बयान अपने अख़बार में नहीं छाप सकता। क्योंकि हमारा अख़बार अगर ऐसा कोई बयान शाय़ा करे तो ग़ालिब सदी तक़ारीब कमेटी हमें इश्तेहार देना बन्द कर देगी और हम आपकी ख़तिर कोई ख़तरा नहीं मोल लेना चाहते और मेरे लिए अगले इतवार की प्रेस कान्फ़्रेंस में शिरकत करना इसलिए नामुमकिन है कि उसी रोज़ ग़ालिब अकादमी की जानिब से ग़ालिब तक़ारीब मनाई जा रही है और उन तक़ारीब का आपकी प्रेस कान्फ़्रेंस से क्लैश (Clash) हो गया है। लिहाज़ा मुझे माफ़ कीजिये। मैं आपके कलाम से करीब और आपसे दूर रहना चाहता हूँ। यह कहकर एडीटर उठ

1. व्यंग्तात्मक

کھڑا ہوا اور مرزا غالب کو چھوڑ کر اپنے کمرے سے باہر چلا گیا۔

مرزا غالب بہت بے آبرو ہو کر اس کوچہ سے نکلے اور اس کے بعد انہوں نے میاں میر مہدی سے کہہ دیا کہ وہ آئندہ کسی ایڈیٹر کے پاس نہیں جائیں گے۔ لہذا پریس کانفرنس کے سارے امور وہ خود انجام دے لیں۔

میر مہدی مجروح نے کافی دوڑ دھوپ کی بلکہ دھوپ زیادہ کھائی اور دوڑ کم لگائی۔ بالآخر پریس کانفرنس کا وقت آگیا، مرزا غالب پریس کانفرنس کے دن اپنا مخصوص جفہ پہننا چاہتے تھے۔ لیکن معلوم ہوا کہ ان کا جفہ غالب صدی تقاریب کمیٹی کے قبضہ میں ہے لہذا انہیں اپنے یونیفارم کے بغیر ہی پریس کانفرنس میں آنا پڑا۔

پریس کانفرنس کے دن کافی چہل پہل تھی۔ انواع و اقسام کے اخباروں کے پریس رپورٹرز جمع ہونے لگے۔ جب سارے رپورٹرز جمع ہو گئے تو میاں میر مہدی مجروح ڈاکس پر آئے اور بولے ”دوستو! آپ لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں، اُردو کے ممتاز شاعر مرزا غالب ابھی آپ کے سامنے آئیں گے، آپ تھوڑی دیر صبر کریں۔“

اس پر اخبار ”نیوز ڈے ٹائمز“ کے نمائندے نے کہا ”آخر ہم کب تک صبر کریں۔ پریس کانفرنس کا وقت ہو چکا ہے لیکن ابھی تک آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آج پریس کانفرنس کا مینو (Menu) کیا ہوگا۔ محض آپ کی پریس کانفرنس کے خیال سے ہم نے دوپہر کا کھانا نہیں کھایا ہے۔ لہذا ہمیں مرزا غالب کو دکھانے سے پہلے یہ بتائیے کہ آپ نے کھانے پینے کی اشیاء کہاں سجا رکھی ہیں۔“

اس پر میاں میر مہدی مجروح نے کہا ”حضرات، آپ اطمینان رکھیں کہ ہم نے ایٹم ہوم کا مناسب بندوبست کر رکھا ہے لیکن ایٹم ہوم پریس کانفرنس کے بعد ہی ہوگا ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں آپ لوگ ایٹم ہوم ہو کے بعد سیدھے اپنے گھروں کو روانہ ہو جائیں لہذا صبر کیجیے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔“

ابھی میر مہدی مجروح کا بیان جاری ہی تھا کہ مرزا غالب اچانک ڈاکس پر نمودار ہو گئے۔ انہوں نے صحیفہ نگاروں کو بیٹھ جانے کے لیے کہا کہ اور اپنا صحافتی بیان پڑھنا شروع کر دیا۔

खड़ा हुआ और मिर्जा गालिब को छोड़ कर अपने कमरे से बाहर चला गया।

मिर्जा गालिब बहुत बेआबरु होकर इस कूचे से निकले और उसके बाद उन्होंने मियौं मीर मेहदी से कह दिया कि वह आइंदा किसी एडीटर के पास नहीं जायेंगे। लिहाजा प्रेस कान्फ्रेंस के सारे उमूर¹ वह खुद अंजाम दें।

मीर मेहदी मजरुह ने काफी दौड़ घूप की बल्कि घूप ज्यादा खाई और दौड़ कम लगाई। बिलआखिर प्रेस कान्फ्रेंस का वक़्त आ गया, मिर्जा गालिब प्रेस कान्फ्रेंस के दिन अपना मखसूस चोगा पहनना चाहते थे। लेकिन मालूम हुआ कि उनका चोगा गालिब सदी तकारीब कमेटी के कब्जे में है लिहाजा उन्हें अपने यूनीफार्म के बगैर ही प्रेस कान्फ्रेंस में आना पड़ा।

प्रेस कान्फ्रेंस के दिन काफी चहल पहल थी। अनवाओ-अक्साम² के अखबारों के प्रेस रिपोर्टर्स जमा होने लगे। जब सारे रिपोर्टर्स जमा हो गये तो मियौं मीर मेहदी मजरुह डाइज़ पर आये और बोले "दोस्तो! आप लोग अपनी अपनी नशिस्तों पर बैठ जायें, उर्दू के मुमताज़ शायर मिर्जा गालिब अभी आपके सामने आयेंगे, आप थोड़ी देर सब्र करें"।

इस पर अखबार "द्यूज़ डे टाइम्स" के नुमाइन्दे ने कहा "आखिर हम कब तक सब्र करें। प्रेस कान्फ्रेंस का वक़्त हो चुका है लेकिन अभी तक आपने यह नहीं बताया कि आज प्रेस कान्फ्रेंस का मीनू (Menu) क्या होगा। महज़ आपकी प्रेस कान्फ्रेंस के खयाल से हमने दोपहर का खाना नहीं खाया है। लिहाजा हमें मिर्जा गालिब को दिखाने से पहले यह बताइये कि आपने खाने-पीने की अशिया³ कहाँ सजा रखी हैं"।

इस पर मियौं मीर मेहदी मजरुह ने कहा "हज़रात, आप इत्मीनान रखें कि हम ने ऐट होम का मुनासिब बन्दोबस्त कर रखा है लेकिन ऐट होम प्रेस कान्फ्रेंस के बाद ही होगा वरना अन्देशा है कि कहीं आप लोग ऐट होम होने के बाद सीधे अपने घरों को रवाना हो जायें लिहाजा सब्र कीजिये कि सब्र का फल मीठा होता है"।

अभी मीर मेहदी मजरुह का बयान जारी ही था कि मिर्जा गालिब अचानक डाइज़ पर नमूदार हो गये। उन्होंने ने सहीफा निगारों को बैठ जाने के लिए कहा और अपना सहाफ़ती बयान पढ़ना शुरू कर दिया।

-
1. काम 2. तरह-तरह 3. चीज़ें

”ساتھیو! میں مرزا غالب ہوں، اسد اللہ خاں غالب، میں وہی غالب ہوں، جس نے ”دیوان غالب“ لکھا اور جو قرض کی نئے پیتا تھا اور جس کے اشعار آپ یوں استعمال کرتے ہیں جیسے یہ آپ کے ذاتی اشعار ہوں۔ میرا انتقال ایک سو سال پہلے ہوا تھا۔ جب میرا انتقال ہوا تھا تو مجھے یہ اندیشہ نہیں تھا کہ میرے بعد آپ لوگ میری ایسی درگت بنائیں گے کہ میرا جغرافیہ ہی بگڑ جائے گا۔ میں نے احتیاط اپنی زندگی میں ہی عرض کر دیا تھا ع

بارے آرام سے ہیں اہل جفا میرے بعد

مگر بعد میں پتہ چلا کہ اہل جفا کی اصل سرگرمیاں تو میرے مرنے کے بعد ہی شروع ہوئی ہیں۔ میرے انتقال کے بعد لوگوں نے خواہ مخواہ میرے حالات زندگی میں دلچسپی لیتی شروع کی۔ یقین مایہ کہ اگر لوگ میرے جیتے جی میرے حالات زندگی میں دلچسپی لیتے تو شاید میں آج تک بھی نہ مرنے اور اب تک میرے کئی دیوان شائع ہو چکے ہوتے۔ مگر جن دنوں میں قرض خواہوں سے منہ چھپاتا پھرتا تھا۔ اپنی پنشن کے اجراء کے لیے در بدر کی ٹھوکریں کھایا کرتا تھا، ان دنوں کسی نے پلٹ کر بھی یہ پوچھنے کی کوشش نہیں کی کہ میرے منہ میں کتنے دانت ہیں۔ جو لوگ میرے اشعار پر ناک بھوں چڑھایا کرتے تھے وہ آج میرے اشعار کی تعریف کرتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ پاگل ہو گئے ہوں۔ میں نے بڑی کسمپرسی کی حالت میں اپنی عمر کا آخری حصہ گزارا۔ مگر آج جب جگہ جگہ ”غالب میموریل فنڈ“ قائم کیے جا رہے ہیں تو مجھے یہ پوچھنے کا حق پہنچتا ہے کہ ع حیراں ہوں پھر ”مشاہرہ“ ہے کس حساب میں

میں بہت ادب کے ساتھ یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ میرے پیچھے ہاتھ دھو کے کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو کسی کی ”صدی تقاریب“ ہی منانا مقصود تھا تو اس کے لیے مومن کیا برے تھے، ذوق میں کیا برائی تھی اور پھر اگلے زمانے میں ایک میر بھی تو تھے۔ ان سارے شعرا کی موجودگی میں صدی تقاریب کے انعقاد کے لیے میرے انتخاب کی کیا وجہ ہے، مجھے آپ لوگوں کی نیت پر شبہ ہے۔ آپ نے میرے چھوٹے سے دیوان اور چند نئی خطوط کو اتنی اہمیت دے ڈالی ہے کہ میرے دیوان کا حلیہ بگڑ گیا ہے۔

साथियो! मैं मिर्जा ग़ालिब हूँ, असदुल्लाह खाँ ग़ालिब, मैं वही ग़ालिब हूँ जिसने "दीवाने ग़ालिब" लिखा और जो कर्ज की मय पीता था और जिस के अशआर आप यूँ इस्तेमाल करते हैं जैसे यह आपके जाती अशआर हों। मेरा इन्तकाल एक सौ साल पहले हुआ था। जब मेरा इन्तकाल हुआ था तो मुझे अन्देशा नहीं था कि मेरे बाद आप लोग मेरी ऐसी दुर्गत बनायेंगे कि मेरा जुगुराफिया ही बिगड़ जायेगा। मैं ने एहतयातन अपनी जिन्दगी में ही अर्ज कर दिया था -

बारे आराम से हैं अहले जफ़ा मेरे बाद

मगर बाद में पता चला कि अहले जफ़ा की अस्ल सरगर्मियों तो मेरे मरने के बाद ही शुरू हुई हैं। मेरे इन्तकाल के बाद लोगों ने ख़्वाहमख़्वाह मेरे हालाते-जिन्दगी में दिलचस्पी लेनी शुरू की। यकीन मानिये कि अगर लोग मेरे जीते जी मेरे हालाते-जिन्दगी में दिलचस्पी लेते तो शायद मैं आज भी न मरता और अब तक मेरे कई दीवान शायो हो चुके होते। मगर जिन दिनों मैं कर्ज-खाहों से मुँह छुपाता फिरता था, अपनी पेन्शन के इजरा के लिये दर बदर की ठोकरें खाया करता था, उन दिनों किसी ने पलट कर भी यह पूछने की कोशिश नहीं की कि मेरे मुँह में कितने दाँत हैं। जो लोग मेरे अशआर पर नाक भौं चढ़ाया करते थे वह आज मेरे अशआर की तारीफ़ करते हैं तो यूँ मालूम होता है जैसे वह पागल हो गये हों। मैंने बड़ी कसमापुर्सी की हालत में अपनी उम्र का आख़री हिस्सा गुज़ारा। मगर आज जब जगह जगह "ग़ालिब मेमोरियल फण्ड" कायम किये जा रहे हैं तो मुझे यह पूछने का हक़ पहुँचता है कि -

हैरौं हूँ फिर "मुशाहेरा"¹ है किस हिसाब में

मैं बहुत अदब के साथ यह पूछना चाहता हूँ कि आप लोग मेरे पीछे हाथ धो के क्यों पड़े हुए हैं। अगर आपको किसी की "सदी तकारीब" ही मनाना मकसूद था तो उसके लिए क्या मोमिन बुरे थे, जौक में क्या बुराई थी और फिर अगले ज़माने में एक मीर भी तो थे। इन सारे शोअरा² की मौजूदगी में सदी तकारीब के इन्फ़ाद के लिए मेरे इन्तखाब की क्या वजह है, मुझे आप लोगों की नीयत पर शुबहा है। आपने मेरे छोटे से दीवान और चन्द निजी ख़तूत को इतनी अहमीयत दे डाली कि मेरे दीवान का हुलिया बिगड़ गया है।

1. तनखाह, वज़ीफ़ा 2. शायर का बहुवचन

آپ نے میری اجازت کے بغیر ”غالبیات“ کا ایک شعبہ قائم کر رکھا ہے۔ بحیثیت غالب میں نے غالبیات کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ لوگوں نے اب تک مجھ پر اتنی ریسرچ کی ہے کہ میں اکیلا شخص ریسرچ کے اس بھاری بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اتنی ریسرچ کے لیے تو پندرہ بیس غالبوں کی ضرورت تھی۔ میں نے غالبیات کے مطالعہ کے دوران ایسے مضامین بھی پڑھے ہیں جو ”عالم غیب“ سے میرے خیال میں بھی نہ آ سکتے تھے۔ مثال کے طور پر چند مضامین کے عنوانات ملاحظہ فرمائیے: ”غالب اور ایٹمی دور“ ”غالب اور منصوبہ بندی“ ”غالب کی شاعری میں پنجابی عنصر“ ”غالب کی شاعری پر غالب کا اثر“ ”اقبال غالب کے آئینے میں“ ”غالب کی شراب نوشی ایک سنگ میل“ ”فلمی صنعت پر غالب کے احسانات“ ”غالب اور کفایت شعاری“ ”ہماری معیشت غالب کے کلام کے آئینے میں“ ”غالب اور فیملی پلاننگ“۔

حضرات، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری شاعری کا تعلق فیملی پلاننگ سے پیدا کیا جائے گا تو مجھ شاعری کے معاملے میں بھی ”فیملی پلاننگ“ پر عمل کرتا اور دو یا تین شعر بس کے اصول پر کاربند رہتا۔ غالبیات کے مطالعہ کے دوران مجھے بار بار یہ احساس ہوا کہ آپ جس غالب کا ذکر کر رہے ہیں وہ شاید میں نہیں ہوں لیکن جب میں نے اپنا نام اپنی ولدیت کے ساتھ پڑھا تو یقین کرنا پڑا کہ وہ غالب میں ہی ہوں جس کی مٹی پلیدی کی جا رہی ہے۔ حد ہو گئی کہ ایک ماہر غالبیات نے میری شاعری کے دو دیوان شائع کئے ہیں اور ان کے نام علی الترتیب ”دیوان غالب“ اور ”دیوان اسد“ رکھے ہیں۔ ”دیوان غالب“ میں غالب والے تخلص کے اشعار موجود ہیں اور ”دیوان اسد“ میں وہ غزلیں ہیں جن میں میرا تخلص اسد ہے۔ آپ ہی بتائیے کہ اس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔

ماہرین غالبیات کا تو ذکر ہی چھوڑیے۔ جب سے اسکولوں کے تعلیمی نصاب میں میرے کلام کو شامل کیا گیا ہے اس وقت سے مجھے یہ گمان ہونے لگا ہے ع
تمہارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسد
میں نے ایک طالب علم کی جوابی بیاض دیکھی تھی جس میں اس نے میرے
”حالات زندگی“ کچھ اس طرح بیان کیے تھے:

आपने मेरी इजाजत के बगैर "गालिबयात" का एक शोबा कायम कर रखा है। बहैसीयत गालिब मैंने गालिबयात का गहरा मुतालेआ किया है और इस नतीजे पर पहुँचा हूँ कि आप लोगों ने अब तक मुझ पर इतनी रिसर्च की है कि मैं अकेला शख्स रिसर्च के इस भारी बोझ को बर्दाश्त नहीं कर सकता। इतनी रिसर्च के लिए तो पंद्रह बीस गालिबों की जरूरत थी। मैंने गालिबयात के मोतालए के दौरान ऐसे मजामीन भी पढ़े हैं जो "आलमे-गैब" से मेरे खयाल में भी न आ सकते थे। मिसाल के तौर पर चन्द मजामीन के उनवानात मुलाहिजा फरमाइये: गालिब और एटमी दौर "गालिब और मंसूबा बंदी" गालिब की शायरी में पंचायती उन्सुर " गालिब की शायरी पर गालिब का असर" "इकबाल गालिब के आइने में" "गालिब की शराब नोशी एक संगे-मील" "फिल्मी सनअत पर गालिब के एहसानात" "गालिब और किफायत-शाआरी" "हमारी मईशत¹ गालिब के कलाम के आइने में" गालिब और फैमिली प्लानिंग"।

हजरात, अगर मुझे मालूम होता कि मेरी शायरी का तअल्लुक फैमिली प्लानिंग से पैदा किया जायेगा तो सचमुच शायरी के मामले में भी "फैमिली प्लानिंग" पर अमल करता और दो या तीन शेर बस, के उसूल पर कार बन्द रहता। गालिबयात के मोतालए के दौरान मुझे बार-बार यह एहसास हुआ कि आप जिस गालिब का जिक्र कर रहे हैं वह शायद मैं नहीं हूँ लेकिन जब मैंने अपना नाम अपनी वलदियत के साथ पढ़ा तो यकीन करना पड़ा कि वह गालिब मैं ही हूँ जिसकी मिट्टी पत्नीद की जा रही है। हद हो गई कि एक माहिरे-गालिबयात ने मेरी शायरी के दो दीवान शाया किये हैं और उन के नाम अलतरतीब² "दीवाने-गालिब" और "दीवाने-असद" रखे हैं। "दीवाने-गालिब" में गालिब वाले तखल्लुस के अशआर मौजूद हैं और "दीवाने-असद" में वह गजलें हैं जिन में मेरा तखल्लुस असद है। आप ही बताइये इस तकल्लुफ की क्या जरूरत थी।

माहेरीने-गालिबयात का तो जिक्र ही छोड़िये। जब स्कूलों के तालीमी निसाब में मेरे कलाम को शामिल किया गया है उस वक़्त से मुझे यह गुमान होने लगा है -

तुम्हारे शेर हैं अब सिर्फ दिल लगी के 'असद'

मैंने एक तालिबे-इल्म की जवाबी बियाज देखी थी जिस में उसने मेरे "हालाते-जिन्दगी" कुछ इस तरह बयान किये थे:

1. आर्थिक स्थिति 2. क्रमशः

”غالب آگرہ کے تاج محل میں پیدا ہوئے۔ بہت دنوں تک تاج محل کی سیر کرتے رہے۔ جب خوب سیر و تفریح کر چکے تو انہیں ایک شریف آدمی کی طرح فکر معاش لاحق ہو گئی۔ چوں کہ آگرہ میں رہ کر فکر معاش کرنا بے سود تھا۔ اسی لیے وہ آگرہ سے نکل گئے اور بلاکٹ سفر کی صعوبتیں جھیلتے ہوئے حیدرآباد پہنچے۔ یہاں انہوں نے عثمانیہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور یہیں انگریزی کے اُستاد مقرر ہوئے۔ چوں کہ غالب کو اردو شاعری سے بہت دلچسپی تھی اسی لیے وہ بات بات پر شعر کہتے تھے۔ وہ اردو کے واحد شاعر ہیں جنہوں نے ازار بند کی مدد سے شعر کہے۔ ہر غزل کے لیے ایک نیا ازار بند استعمال کرتے تھے اور جیسے ہی کوئی شعر ہوتا تھا فوراً ازار بند میں گرہ لگا دیتے تھے۔ شعروں اور ازار بند میں گرہ لگانا اُن کا محبوب مشغلہ تھا۔ غالب شراب بہت شوق سے پیتے تھے اور دوسروں کو پینے کا کوئی موقع ہی عطا نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے ان کے بہت سے دشمن پیدا ہو گئے۔ انہوں نے غالب کے خلاف سازش کی اور بالآخر غالب کو دہلی واپس ہو جانا پڑا۔“

حضرات! ان حالات زندگی کو پڑھ کر میری کیا حالت نہ ہوئی ہوگی آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اگر کوئی آپ کے حالات زندگی اس طرح لکھتا تو آپ کے دل پر کیا نہ گزرتی۔

دوستو! میں نے ”غالب صدی تقاریب“ کا حال تفصیل سے پڑھا ہے۔ ان تقاریب میں ملک کے ایسے سیاسی لیڈروں نے بھی حصہ لیا ہے جو میرے نام اور کام سے قطعاً واقف نہ تھے۔ کسی نے مجھے ”پرجا سوشلسٹ“ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تو کسی نے کہا کہ غالب کا انگریس کے حامی تھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ ایک لیڈر نے میرا تعلق ”سوتنزا پارٹی“ سے پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں اس سیاسی لیڈر کے بارے میں بھی سُن چکا ہوں جو میری صدی تقاریب کے افتتاح کے لیے آیا تھا اور بار بار لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ ”غالب صاحب کہاں ہیں، اُن کے بغیر یہ اُدگھاٹن کیوں کر ہو سکے گا؟“ ان لیڈروں نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ وہ میرے نقش قدم پر چلیں۔ انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ میرے نقش قدم پر چل کر آدمی صرف مقروض ہی بن سکتا ہے۔

गालिब आगरा के ताज महल में पैदा हुए। बहुत दिनों तक ताज महल की सैर करते रहे। जब खूब सैरो-तफरीह कर चुके तो उन्हें एक शरीफ आदमी की तरह फिक्रे-मआश लाहक हो गई। चूँकि आगरा में रहकर फिक्रे-मआश करना बेसूद था। इसी लिए वह आगरा से निकल गये और बिला टिकट सफर की सज्जत¹ झोलते हुए हैदराबाद पहुँचे। यहाँ उन्होंने उस्मानिया यूनिवर्सटी से डाक्ट्रेट की डिग्री हासिल की और यहीं अंग्रेजी के उस्ताद मुकरर हुए। चूँकि गालिब को उर्दू शायरी से बहुत दिलचस्पी थी इसीलिए वह बात-बात पर शेर कहते थे। वह उर्दू के वाहिद शायर हैं जिन्होंने इज़ारबंद² की मदद से शेर कहे। हर गज़ल के लिए एक नया इज़ारबंद इस्तेमाल करते थे और जैसे ही कोई शेर होता फौरन इज़ारबंद में गिरह लगा देते थे। शेरों और इज़ारबंद में गिरह लगाना उनका महबूब मशगला था। गालिब शराब बहुत शौक से पीते थे और दूसरों को पीने का कोई मौका ही अता नहीं करते थे। इसीलिए उनके बहुत से दुश्मन पैदा हो गए। उन्होंने गालिब के खिलाफ साज़िश की और बिलआखिर गालिब को दिल्ली वापिस हो जाना पड़ा।

हज़रात! इन हालाते-ज़िन्दगी को पढ़कर मेरी क्या हालत न हुई होगी आप खुद अन्दाज़ा लगा सकते हैं। अगर कोई आपके हालाते-ज़िन्दगी इस तरह लिखता तो आप के दिल पर क्या न गुज़रती।

दोस्तो! मैंने "गालिब सदी तकारीब" का हाल तफ़सील से पढ़ा है। इन तकारीब में मुल्क के ऐसे सियासी लीडरों ने भी हिस्सा लिया जो मेरे नाम और काम से कतअन वाकिफ न थे। किसी ने मुझे "प्रजा सोशलिस्ट" साबित करने की कोशिश की है तो किसी ने कहा कि गालिब कांग्रेस के हामी थे। इससे बढ़कर और क्या ज़िल्लत हो सकती है कि एक लीडर ने मेरा ताअल्लुक "स्वतंत्र पार्टी" से पैदा करने की कोशिश की थी। मैं उस सियासी लीडर के बारे में भी सुन चुका हूँ जो मेरी सदी तकारीब के इफ़तताह¹ के लिए आया था और बारहा लोगों से पूछ रहा था कि "गालिब साहब कहाँ हैं, उनके बग़ैर यह उदघाटन क्यूँकर हो सकेगा?" इन लीडरों ने लोगों को मशवरा दिया कि वह मेरे नक्शे क़दम पर चलें। उन्हें यह तक नहीं मालूम कि मेरे नक्शे क़दम पर चलकर आदमी सिर्फ़ मकरुज़ ही बन सकता है।

1. परेशानियाँ 2. कमरबंद 1. उदघाटन

میں نے یہاں تک سنا ہے کہ سیاسی انتخابات میں لیڈروں نے میرے نام پر ووٹ حاصل کیے اور یہ کیسی بد قسمتی کہ میں خود اپنے نام سے کوئی قاعدہ نہ اٹھا سکا۔ فلمی صنعت نے بھی مجھے نہ بخشا اور میری زندگی کو کچھ اس طرح فلکایا کہ یہ فلمیں ”ہاکس آفس ہٹ“ ہو گئیں۔ ایسے گھٹیا مکالمے جو میں زندگی بھر اپنی زبان سے ادا نہ کر سکا وہ میری زبان سے کھلوائے گئے۔ میری بیوی کو فلموں میں اس قدر حسین دکھایا گیا کہ اگر وہ سچ مچ اتنی ہی حسین ہوتی تو میرے حالات زندگی مختلف ہوتے۔ قوالوں نے میری غزلوں کا قتل عام کیا۔ مجھے گلی گلی رسوا کیا گیا اور میں ضبط کرتا رہا۔ مگر اب پانی سر سے اُونچا ہو گیا ہے، اب تک میری جو رسوائی ہوئی ہے اس کی تلافی ہونی چاہیے ورنہ میں ازلہ حیثیت عربی کا مقدمہ دائر کر دوں گا۔“

مرزا غالب نے اپنا صحافتی بیان ختم کیا اور بڑھال ہو کر کرسی پر گر گئے۔ میاں مہدی مجروح نے فوراً انہیں پانی پلایا اور پگھلا جھلنے لگے۔ جب مرزا غالب کو ہوش آیا تو میر مہدی نے اخباری نمائندوں سے کہا کہ وہ اگر کوئی سوال کرنا چاہتے ہوں تو کر سکتے ہیں۔ اخباری نمائندوں نے جو پہلے ہی سے اس موقع کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے مرزا غالب پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

ایک صحافی نے پوچھا ”اب کیا چیز ہے ہوا کیا ہے؟“
 دوسرے صحافی نے پوچھا ”کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب؟“
 تیسرے صحافی نے پوچھا ”نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا؟“
 چوتھے صحافی نے پوچھا ”آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے؟“
 پانچویں صحافی نے پوچھا ”نیند کیوں رات بھر نہیں آتی؟“
 چھٹے نے پوچھا ”موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟“
 مرزا غالب نے اچانک اتنے سارے سوالات کو سُن کر کہا:۔
 آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا میرے آگے

”دوستو! مجھ سے آسان سوالات پوچھیے، آپ مجھ سے ایسے سوالات کیوں پوچھتے ہیں جن کے جوابات میں خود اپنی زندگی میں دے نہ سکا۔ میرے ہی سوالوں کے ذریعہ مجھے

मैंने यहाँ तक सुना है कि सियासी इन्तखाबात में लीडरों ने मेरे नाम पर वोट हासिल किये और यह कैसी बदकिस्मती है कि मैं खुद अपने नाम से कोई फायदा न उठा सका। फिल्मी सनअत ने भी मुझे न बख्शा और मेरी ज़िन्दगी को कुछ इस तरह फिल्माया कि ये फ़िल्में "बाक्स ऑफ़िस हिट" हो गईं। ऐसे घटिया मोकालमें जो मैं ज़िन्दगी भर अपनी ज़बान से अदा न कर सका वह मेरी ज़बान से कहलवाये गये। मेरी बीवी को फिल्मों में इस क़दर हसीन दिखाया गया है कि अगर वह सचमुच इतनी हसीन होती तो मेरे हालाते-ज़िन्दगी मुख्तलिफ़ होते। क़व्वालों ने मेरी ग़ज़लों का कत्ले आम किया। मुझे गली-गली रुसवा किया गया और मैं ज़ब्त करता रहा। मगर अब पानी सर से ऊँचा हो गया है, अब तक मेरी जो रुसवाई हुई है उसकी तलाफी होनी चाहिये वरना मैं इज़ालए-हैसियते-उरफी¹ का मुकदमा दायर करूँगा।"

मिर्ज़ा ग़ालिब ने अपना सहाफ़ती बयान ख़त्म किया और निढाल होकर कुर्सी पर गिर गये। मियों मेहदी मजरुह ने फ़ौरन उन्हें पानी पिलाया और पंखा झलने लगे। जब मिर्ज़ा ग़ालिब को होश आया तो मीर मेहदी ने अख़बारी नुमाइन्दों से कहा कि वह अगर कोई सवाल करना चाहते हों तो कर सकते हैं। अख़बारी नुमाइन्दों ने जो पहले ही से इस मौक़े की ताक में बैठे हुए थे मिर्ज़ा ग़ालिब पर सवालात की बौछार कर दी।

एक सहाफी ने पूछा "अब क्या चीज़ है हवा क्या है?"

दूसरे सहाफी ने पूछा "काबे किस मुँह को जाओगे ग़ालिब?"

तीसरे सहाफी ने पूछा "नक्श फ़रयादी है किस की शोख़ीये तहरीर का?"

चौथे सहाफी ने पूछा "आह का किसने असर देखा है?"

छठे ने पूछा "मौत से पहले आदमी ग़म से निजात पाये क्यों?"

मिर्ज़ा ग़ालिब ने अचानक इतने सारे सवालात को सुनकर कहा: —

आता है अभी देखिये क्या-क्या मेरे आगे

"दोस्तो! मुझसे आसान सवालात पूछिये, आप मुझसे ऐसे सवालात क्यों पूछते हैं जिनके जवाबात मैं खुद अपनी ज़िन्दगी में दे न सका। मेरे ही सवालों के ज़रिये मुझे लाजवाब करने की साज़िश अच्छी नहीं।"

1. पारम्परिक हैसियत को ख़त्म करना

لا جواب کرنے کی سازش اچھی نہیں۔“

اس پریس کانفرنس میں تھوڑی دیر سکتہ طاری رہا، پھر ایک صحافی نے اٹھ کر پوچھا:

”مسٹر غالب! جدید شاعری کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟“

غالب نے کہا ”جناب والا، آپ جسے جدید شاعری کہتے ہیں وہ اصل میں کافی قدیم شاعری ہے۔ یہ اس وقت کی شاعری ہے جب انسان کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا اور وہ ابھی علم عروض کی باریکیوں سے واقف نہ ہوا تھا۔ لہذا جدید شاعری نہ کہیے بلکہ قدیم شاعری کہیے۔ جدید شاعری تو وہ ہے جو میں نے کی ہے۔“

اس کے بعد ایک اور صحافی نے پوچھا ”محکمہ ڈاک نے آپ کے جو یادگاری ٹکٹ جاری کیے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟“

مرزا غالب بولے ”ٹکٹ تو بہت اچھے ہیں مگر مجھے یہ شکایت ہے کہ ڈاک والے ان ٹکٹوں پر بہت زور سے مہر لگاتے جاتے ہیں اور اس کے بعد ان ٹکٹوں میں ”یادگار“ نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔“

تھوڑی دیر پھر خاموشی رہی۔ اتنے میں اچانک ایک نوجوان صحافی نے اٹھ کر پوچھا ”مسٹر غالب! سچ بتائیے کہ اس پریس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد کیا ہے؟“

غالب نے کچھ دیر سوچ کر کہا ”بھئی! سچ بات تو یہ ہے کہ اس پریس کانفرنس کے ذریعہ اس رقم کا حساب کتاب پوچھنا چاہتا ہوں جو ”غالب میموریل فنڈ“ کے کھاتے میں جمع ہوئی ہے۔ بحیثیت غالب اس رقم پر میرا حق ہے، لہذا مجھے یہ رقم ملنی چاہیے اور میں اسے حاصل کر کے ہی رہوں گا۔“

اس پر ایک صحافی نے دیگر صحافیوں کو مخاطب کر کے کہا ”بھائیو! مجھے تو یہ کوئی دھاندلی نظر آرہی ہے۔ اصل میں یہ شخص غالب کا روپ دھارن کر کے پیسے بنورنا چاہتا ہے۔“

اچانک کسی نے آواز لگائی ”پکڑو اسے۔ کوئی اچھا نظر آتا ہے، جانے نہ پائے۔ اسے پولیس کے حوالے کر دو۔“

इस प्रेस कान्फ्रेंस में थोड़ी देर सकता तारी रहा, फिर एक सहाफी ने उठकर पूछा:

“मिस्टर गालिब! जदीद शायरी के बारे में आपका क्या खयाल है?”

गालिब ने कहा “जनाबे—वाला, आप जिसे जदीद शायरी कहते हैं वह असल में काफी कदीम शायरी है। यह उस वक्त की शायरी है जब सान को लिखना पढ़ना नहीं आता था और वह अभी इल्मे—अरुज की बारीकियों से वाकिफ न हुआ था। लिहाजा जदीद शायरी न कहिये बल्कि कदीम शायरी कहिये। जदीद शायरी तो वह है जो मैंने की है।”

उसके बाद एक सहाफी ने पूछा “मोहकमए—डाक ने आप के जो यादगारी टिकट जारी किये हैं उनके बारे में आपका क्या खयाल है?”

मिर्जा गालिब बोले “टिकट तो बहुत अच्छे हैं मगर मुझे यह शिकायत है कि डाक वाले उन टिकटों पर बहुत जोर से मोहर लगाते जाते हैं और इसके बाद उन टिकटों में “यादगार” नाम की कोई चीज बाकी नहीं रहती।”

थोड़ी देर फिर खामोशी रही। इतने में अचानक एक नौजवान सहाफी ने उठ कर पूछा “मिस्टर गालिब! सच—सच बताइये कि इस प्रेस कान्फ्रेंस के इनएकाद का मक्सद क्या है?”

गालिब ने कुछ देर सोच कर कहा “भई! सच बात तो यह है कि इस प्रेस कान्फ्रेंस के जरिये उस रकम का हिसाब—किताब पूछना चाहता हूँ जो “गालिब मेमोरियल फण्ड” के खाते में जमा हुई है। बहैसियत गालिब इस रकम पर मेरा हक है, लिहाजा मुझे यह रकम मिलनी चाहिये और मैं उसे हासिल करके ही रहूँगा।”

इस पर एक सहाफी ने दीगर सहाफियों को मुखतिब करके कहा “भाइयो! मुझे तो ये कोई धांधली नज़र आ रही है। असल में यह शख्स गालिब का रुप धारन करके पैसा बटोरना चाहता है।”

अचानक किसी ने आवाज़ लगाई “पकड़ो इसे। कोई उचक्का नज़र आता है, जाने न पाये। इसे पुलिस के हवाले कर दो।”

پریس کانفرنس میں اچانک بھگدڑ مچ گئی اور مرزا غالب میر مجروح کے ساتھ فرار ہو گئے۔ پریس کانفرنس خود بخود ختم ہو گئی۔ البتہ دوسرے دن اخباروں میں اسی قسم کی سرخیاں چھپیں:

”مرزا غالب کا روپ اختیار کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش۔“

”نظری مرزا غالب کے خطرناک عزائم کو ناکام بنا دیا گیا۔“

”عوام دھوکہ بازوں سے خبردار رہیں۔ غالب صدی تقاریب کمیٹی کا

انتباہ۔“

لوگوں نے بہت تلاش کیا مگر پھر کہیں ان غالب صاحب کا پتہ نہ چل سکا جو میاں میر مہدی مجروح کے ہمراہ اپنے دشمنوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے دوسری دنیا سے اس دنیا میں آئے تھے۔ پتہ نہیں وہ اصلی تھے یا نقلی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

• • • • •

प्रेस कान्फ्रेंस में अचानक भगदड़ मच गई और मिर्जा ग़ालिब मीर मजरुह के साथ फ़रार हो गये। प्रेस कान्फ्रेंस खुद बख़ुद ख़त्म हो गई। अलबत्ता दूसरे दिन अख़बारों में इसी किस्म की सुर्खियाँ छपीं -

“मिर्जा ग़ालिब का रुप अख़्तियार करके अवाम को धोका देने की कोशिश।”

नक़ली मिर्जा ग़ालिब के ख़तरनाक अज़ाएम को नाकाम बना दिया गया।”

“आवाम धोखे बाज़ों से ख़बरदार रहें। ग़ालिब सदी तकारीब कमेटी का इन्तबाह।”

लोगों ने बहुत तलाश किया मगर फिर कहीं उन ग़ालिब साहब का पता न चल सका जो मियाँ मीर मेहदी मजरुह के हमराह अपने दुश्मनों का मुंहतोड़ जावाब देने के लिए दूसरी दुनिया से इस दुनिया में आये थे। पता नहीं वह असली थे या नक़ली। वल्लाहोआलम बिस्सवाब¹।

• • • • •

1. ईश्वर ही बेहतर जानता है

خالی جگہ کو پر کرو

کچھ روز پہلے جب میں نے اخباروں میں چرنجی لال کی موت کی خبر پڑھی تو مجھے بے حد دکھ ہوا۔ ویسے چرنجی لال کی موت کوئی ایسا حادثہ نہیں تھا جس سے کسی کو دکھ ہو۔ مرتے وقت وہ پچانوے سال کا تھا اور میرا خیال ہے پچانوے سال خاصی عمر ہوتی ہے۔ بہر حال موت تو آنی ہی تھی۔ کوئی آپ حیات تو پنی نہیں رکھا تھا اس نے۔ پھر چرنجی لال نے اپنی زندگی میں بہتیرے تماشے دیکھے اور کیے تھے۔ جب گاندھی جی نے آندولن چلایا کہ ہندوستانی بدیشی کپڑا نہیں پہنیں گے تو چرنجی لال نے بھی اپنا چندرہ سال پرانا کوٹ (جو اُسے اپنے دادا سے ورثے میں ملا تھا) نذر آتش کر دیا تھا۔

اُسے ۱۹۳۲ء کے آندولن میں ایک لاشی بھی لگی تھی جس کی وجہ سے اس کی چھاتی پر زخم کا ایک نشان بن گیا تھا۔ آزادی کے بعد وہ ویدرانا چلایا ہوا کوٹ اور چھاتی پر بنا ہوا لاشی کا نشان اس کی روزی روٹی کا سہارا بن گیا۔ وہ نشان دکھا دکھا کر اُس نے ایک ڈکان، ایک کوشی اور کئی بار اسکوتر اور کاریں الاٹ کروائیں۔ جس پولیس کے سپاہی نے اُسے لاشی ماری تھی، اُس بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ وہ چرنجی لال کو لاشی نہیں مار رہا، اس کی

खाली जगह को पुर¹ करो

कुछ रोज पहले जब मैंने अखबारों में चिरंजी लाल की मौत की खबर पढ़ी तो मुझे बेहद दुख हुआ। वैसे चिरंजी लाल की मौत कोई ऐसा हादसा नहीं था जिससे किसी को दुख हो। मरते वक्त वह पंचानवे साल का था और मेरा खयाल है पंचानवे साल खासी उम्र होती है। बहर हाल मौत तो आनी ही थी। कोई आबे-हयात तो पी नहीं रखा था उसने। फिर चिरंजी लाल ने अपनी जिंदगी में बहुतेरे तमाशे देखे और किये थे। जब गांधी जी ने आन्दोलन चलाया कि हिन्दुस्तानी विदेशी कपड़ा नहीं पहनेंगे तो चिरंजी लाल ने भी अपना पंद्रह साल पुराना कोट (जो उसे अपने दादा से विरसे में मिला था) नज़रे-आतिश² कर दिया था।

उसे 1942 ई. के आन्दोलन में एक लाठी भी लगी थी जिसकी वजह से उसकी छाती पर जख्म का एक निशान बन गया था। आज़ादी के बाद वह पुराना जलाया हुआ कोट और छाती पर बना हुआ लाठी का निशान उसकी रोजी-रोटी का सहारा बन गया। वह निशान दिखा-दिखा कर उसने एक दुकान, एक कोठी और कई बार स्कूटर और कारें एलॉट करवाई। जिस पुलिस के सिपाही ने उसे लाठी मारी थी, उस बेघारे को क्या मालूम था कि वह चिरंजी लाल को लाठी नहीं मार रहा, उसकी

1. मरना

2. आग के हवाले

چھائی پر ایک ایسا تمغہ ٹانگ رہا ہے جو چرنجی لال کو مالا مال کر دے گا اگر اسے یہ پتہ ہوتا تو وہی لاشمی وہ اپنے سر پر نہ مار لیتا۔

چرنجی لال کو بھگوان نے پانچ بیٹوں سے نوازا۔ ان بیٹوں نے اپنی زندگی میں خوب ترقی کی جس میں ان کی قابلیت سے زیادہ چرنجی لال کی چھائی پر لگے ہوئے لاشمی کے نشان کا دخل تھا۔ بچوں کو شاید اس بات کا احساس تھا۔ اس لیے وہ اپنے والد کی بے حد عزت کرتے تھے۔ سب نے اپنی اپنی بیویوں کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ صبح اٹھ کر سرسرجی کے پاؤں چھوا کریں۔ سال میں ایک آدھ بار وہ خود بھی یہ حرکت کر گذرتے تھے۔

چرنجی لال کو ریڈیو والے اکثر دعوت دیتے تھے کہ وہ بھارت کے بچوں اور نوجوانوں کو ۱۹۴۲ء کے آندولن کا حال بتائیں۔ انھیں بتائیں کہ گاندھی جی کے چرنوں میں بیٹھ کر اس نے کیا سیکھا۔ اور بتائیں کہ بھارت کی آزادی کے لیے اس نے کیا کیا قربانیاں دیں۔

چرنجی لال اگر آزادی کے پندرہ بیس سال بعد مر گیا ہوتا تو اس کی موت پر ہزاروں جلے ہوتے۔ بڑے لیڈر اسے شردھانجلیاں دیتے۔ سرکار اس کے لڑکوں کو مزید کوششیں الاٹ کرتی۔ کیوں کہ بقول شاعر۔ وطن پر مٹنے والوں کا یہی باقی نشان ہوگا لیکن چرنجی لال سے ایک بھاری غلطی ہو گئی۔ اسے مناسب وقت پر موت نہیں آئی۔ وہ جیتا ہی چلا گیا۔

یہ درست ہے کہ موت پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا۔ اپنی مرضی سے نہ کوئی جیتا ہے اور نہ کوئی مرتا ہے۔ لیکن فرق اس سے بہت پڑتا ہے۔ چرنجی لال اگر آزادی کے دس سال بعد مر جاتا تو اس کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ لوگ احسان مند ہوتے کہ اس نے دیش واسیوں کو انگریزوں سے آزادی دلوائی۔ لیکن آزادی کے دس سال بعد لوگوں کو احساس ہونے لگا کہ آزادی کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں تھی۔ خواہ مخواہ ہی لے لی۔ اگلے دس سالوں میں انھیں احساس ہوا کہ جو لوٹ انگریزوں نے چار کھی تھی، وہ تو اپنے حکمرانوں کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ انھیں نکال کر تو ہم کھائے میں رہے۔ لوگوں کا بس چلتا تو وہ بھلا پھسلا کر انگریزوں کو واپس لے آتے۔ لیکن ایسا

छाती पर एक तमगा टाँक रहा है जो चिरंजी लाल को माला-माल कर देगा अगर उसे यह पता होता तो वही लाठी वह अपने सर पर न मार लेता।

चिरंजी लाल को भगवान ने पाँच बेटों से नवाजा। उन बेटों ने अपनी जिंदगी में खूब तरक्की की जिसमें उनकी काबिलियत से ज्यादा चिरंजी लाल की छाती पर लगे हुए लाठी के निशान का दखल था। बच्चों को शायद इस बात का एहसास था। इसलिए वह अपने वालिद की बेहद इज्जत करते थे। सब ने अपनी-अपनी बीवियों को यह हिदायत दे रखी थी कि सुबह उठकर ससुर जी के पाँव छुआ करें। साल में एक आध बार वह खुद भी यह हरकत कर गुजरते थे।

चिरंजी लाल को रेडियो वाले अक्सर दावत देते थे कि वह भारत के बच्चों और नौजवानों को 1942 ई. के आन्दोलन का हाल बतायें। उन्हें बतायें कि गांधी जी के चरणों में बैठकर उसने क्या सीखा। और बतायें कि भारत की आज़ादी के लिए उसने क्या-क्या कुर्बानियाँ दीं।

चिरंजी लाल अगर आज़ादी के पन्द्रह-बीस साल बाद मर गया होता तो उसकी मौत पर हज़ारों जलसे होते। बड़े लीडर उसे श्राद्धांजलियाँ देते। सरकार उस के लड़कों को मज़ीद कोठियाँ एलॉट करती। क्योंकि बकौल-शायर - वतन पर मिटने वालों का यही बाकी निशान होगा लेकिन चिरंजी लाल से एक भारी ग़लती हो गई। उसे मुनासिब वक़्त पर मौत नहीं आई। वह जीता ही चला गया।

यह दुरुस्त है कि मौत पर किसी का अख़्तियार नहीं होता। अपनी मर्जी से न कोई जीता है और न कोई मरता है। लेकिन फ़र्क़ इससे बहुत पड़ता है। चिरंजी लाल अगर आज़ादी के दस साल बाद मर जाता तो उसके लिए बहुत अच्छा होता। लोग एहसानमंद होते कि उसने देश वासियों को अंग्रेज़ों से आज़ादी दिलवाई। लेकिन आज़ादी के दस साल बाद लोगों को एहसास होने लगा कि आज़ादी की कोई खास ज़रूरत तो नहीं थी। ख़्वाहमख़्वाह ही लेली। अगले दस सालों में उन्हें एहसास हुआ कि जो लूट अंग्रेज़ों ने मचा रखी थी, वह तो अपने हुक्मरानों के मुकाबले में बहुत कम थी। उन्हें निकाल कर तो हम घाटे में रहे।

लोगों का बस चलता तो वह बहला-फुसला कर अंग्रेज़ों को वापस ले आते। लेकिन ऐसा चूँकि मुमकिन नहीं था। इसलिए लाखों की तादाद में

چوں کہ ممکن نہیں تھا۔ اس لیے لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہندوستان چھوڑ کر انگریزوں کے دیش میں جا بے۔ یہ خواہش کچھ اتنی شدت پکڑ گئی کہ انگلینڈ کا ویزا ایس ہزار میں بکنے لگا۔ اپنے آزاد دیش سے بھاگنے کے جذبے میں کچھ ایسی کشش تھی کہ جو انگلینڈ نہ جاسکے وہ سری لنکا میں جا بسنے کو تیار ہو گئے۔

چرنجی لال اب بھی ریڈیو بلکہ ٹی۔وی سے جنگ آزادی کی کہانیاں سنا تا تھا لیکن سننے والے پتا نہیں کہاں گم ہو گئے۔ لوگ چرنجی لال کی تقریر کو بے وقت کی رائی کہنے لگے۔ گاندھی جی کو تو لوگ بھلا نہ سکے کہ ان پر ایک سمجھدار انگریز پروڈیوسر نے ایک بہت اچھی فلم بنادی تھی اور فلمیں تو آپ جانتے ہیں ہمارے نوجوان بہت دیکھتے ہیں اور ان سے اثر لیتے ہیں۔ لیکن اس چکر میں پیپارہ چرنجی لال مارا گیا۔

چرنجی لال جب کہتا کہ ”جنگ آزادی کا سپاہی“ تو لوگ پوچھتے۔ ”کون سی جنگ آزادی؟“ جب وہ کہتا کہ وہ آزادی جو ہم لے کر آئے تھے تو لوگ پوچھتے کہ اگر لے کر آئے تھے تو پھر وہ کہاں چلی گئی؟

چرنجی لال کی اولاد نے جب دیکھا کہ یہ سکتہ اب چل نہیں رہا تو وہ اپنی جیب میں اس کا بوجھ محسوس کرنے لگے۔ گھر کی بہوؤں کو ایک دن احساس ہوا کہ گوسر جی کے پاؤں چھونے سے وہ سورگ میں تو جاسکیں گی لیکن یہ بھی تو خطرہ ہے کہ اتنے غلیظ پاؤں چھونے سے انھیں کوئی بیماری لگ جائے اور وہ قبل از وقت ہی سورگ لوک میں پہنچ جائیں۔ یہ تشویش جب انھوں نے اپنے خاوندوں پر ظاہر کی تو انھوں نے فکر مند ہو کر یہ راستہ نکالا کہ پتاجی کی عزت تو دل میں ہونی چاہیے پاؤں چھونا تو پرانے یگ کی ایک روایت ہے جس کا آج کے یگ میں کوئی مقام نہیں۔

کوشی جو چرنجی لال نے بنوائی تھی اس کے باہر تو اسی کا نام لکھا رہا لیکن کوشی کے اندر آہستہ آہستہ اس کا نام و نشان مٹا چلا گیا۔ پہلے ڈرائنگ روم میں نہ صرف چرنجی لال خود بیٹھا دکھائی دیتا تھا بلکہ اس کی ایک بڑی سی تصویر بھی آویزاں رہتی تھی آہستہ آہستہ اُس کا اپنا اور اُس تصویر کا وجود کوشی کے بہتر کمروں سے ہٹا چلا گیا۔ آخر میں تصویر کا تو پتہ نہیں کیا بنا، لیکن خود چرنجی لال کا بستر کوشی کے ایک مختصر سے استور میں پہنچ گیا۔ اُس نے جب اپنے

लोग हिन्दुस्तान छोड़कर अंग्रेजों के देश में जा बसे। यह ख्वाहिश कुछ इतनी शिद्दत पकड़ गई कि इंग्लैण्ड का वीजा बीस हजार में बिकने लगा। अपने आजाद देश से भागने के जज्बे में कुछ ऐसी कशिश थी कि जो इंग्लैण्ड न जा सके वह श्रीलंका में जा बसने को तैयार हो गये।

चिरंजी लाल अब भी रेडियो बल्कि टी. वी. से जंगे-आजादी की कहानियाँ सुनाता था लेकिन सुनने वाले पता नहीं कहाँ गुम हो गये। लोग चिरंजी लाल की तकरीर को बेवक्त की रागनी कहने लगे। गांधी जी को तो लोग भुला न सके कि उन पर एक समझदार अंग्रेज प्रोड्यूसर ने एक बहुत अच्छी फिल्म बना दी और फिल्में तो आप जानते हैं हमारे नौजवान बहुत देखते हैं और उन से असर लेते हैं। लेकिन इस चक्कर में बेचारा चिरंजी लाल मारा गया।

चिरंजी लाल जब कहता कि "जंगे-आजादी का सिपाही" तो लोग पूछते "कौन सी जंगे-आजादी?" जब वह कहता कि यह आजादी जो हम लेकर आये थे तो लोग पूछते हैं कि अगर लेकर आये थे तो फिर कहाँ चली गई?

चिरंजी लाल की औलाद ने जब देखा कि यह सिक्का अब नहीं चल रहा तो वह अपनी जेब में उसका बोझ महसूस करने लगे। घर की बहुओं को एक दिन एहसास हुआ कि गो ससुर जी के पाँव छूने से वह स्वर्ग में तो जा सकेंगी लेकिन यह भी तो खतरा है कि इतने गलीज पाँव छूने से उन्हें कोई बीमारी लग जायेगी और वह कबल अज वक्त ही स्वर्ग लोक में पहुँच जायें। यह तश्वीश जब उन्होंने अपने खाविन्दों पर जाहिर की तो उन्होंने फ़िक्रमंद होकर यह रास्ता निकाला कि पिता जी की इज्जत तो दिल में होनी चाहिये पाँव छूना तो पुराने युग की एक रिवायत है जिसका आज के युग में कोई मुकाम नहीं।

कोठी जो चिरंजी लाल ने बनवाई थी उसके बाहर तो उसी का नाम लिखा रहा लेकिन कोठी के अंदर आहिस्ता आहिस्ता उसका नामो-निशान मिटता चला गया। पहले ड्राइंग रूम में न सिर्फ चिरंजी लाल खुद बैठा दिखाई देता था बल्कि उसकी एक बड़ी सी तस्वीर भी आवेजों रहती थी आहिस्ता-आहिस्ता उसका अपना और उस तस्वीर का वजूद कोठी के बेहतर कमरों से हटता चला गया। आखिर में तस्वीर का तो पता नहीं क्या बना, लेकिन खुद चिरंजी लाल का बिस्तर कोठरी के एक मुख्तसर से स्टोर में पहुँच गया। उसने जब अपने

بیٹے سے شکایت کی کہ اُس کمرے میں تو وہ اپنے پاؤں بھی اچھی طرح نہیں پھیلا سکتا تو فرما ہمارے بیٹے نے جواب دیا کہ ”پتا جی! آپ نے خود ہی ہمیں سکھایا ہے کہ انسان کو ہمیشہ چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائے جائیں۔“

چرنجی لال نے جب دیکھا کہ پاؤں پھیلانے کے لیے گھر میں جگہ کم ہو گئی ہے تو اُس کا زیادہ وقت گھر کے پاس ایک پارک کے بیچ پر گزرنے لگا۔ شروع میں کئی لوگ اس کے پاس آ بیٹھتے تھے۔ چرنجی لال کی مشکل یہ تھی کہ وہ چپ نہیں بیٹھ سکتا تھا جہاں چار آدمی بیٹھتا، بھاشن شروع کر دیتا۔ ایک دن بھاشن کے جوش میں اقبال کے اس شعر کی تشریح کر رہا تھا۔

مذہب نہیں سکھاتا! آپس میں بیر رکھنا

ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستان ہمارا

تقریر کے جوش میں کہنے لگا ۱۹۴۲ء میں ہم ہندوستانی یعنی، مسلمان، سکھ عیسائی ایک ہی گلاس سے پانی پیتے تھے اور ایک ہی تھالی سے کھاتے تھے۔ اس کے سننے والے چوں کہ اخبار پڑھتے تھے اس لیے انھیں لگا کہ چرنجی لال یا تو کسی اور ملک کی بات کر رہا ہے یا پھر اس کا دماغ سمٹ گیا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ اُس کے پاس سے کھسک گئے اور پھر کبھی نہ پھٹکے۔ اب چرنجی لال تھا اور پارک کی بیچ کا ایک کونہ۔ دور دور تک سامعین کا نام و نشان نہ تھا۔

انسان بھی ایک عجیب طرح کی مشین ہے۔ بات کرنا اس کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا روٹی کھانا۔ چرنجی لال کے پاس بات کرنے کو کچھ نہ رہا تو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے وہ خود سے باتیں کرنے لگا۔ ویسے تو خود سے باتیں کرنے میں کوئی برائی نہیں۔ لیکن مشکل اس میں یہ ہے کہ بولنے والا تو تھکتا نہیں لیکن سننے والا بہت بوجھ جاتا ہے۔ چرنجی لال آہستہ آہستہ اپنے بھاشن سے بوجھ ہونے لگا۔ سننے والے چرنجی لال نے ایک دن بولنے والے چرنجی لال کو ڈانٹ دیا کہ یار اب بند کر۔ میں ٹھک آ گیا ہوں تیری بکواس سننے سننے سے۔ بولنے پر پابندی لگ گئی تو چرنجی لال بیمار رہنے لگا۔

اچھے بھلے کو جب کوئی گھر میں رکھے کو تیار نہیں تھا تو بیمار کو کون رکھتا۔ چرنجی

बेटे से शिकायत की कि उस कमरे में तो वह अपने पाँव भी अच्छी तरह नहीं फैला सकता तो फरमाबरदार बेटे ने जवाब दिया कि "पिता जी! आप ने खुद ही हमें सिखाया है कि इन्सान को हमेशा चादर देखकर पाँव फैलाने चाहियें।"

चिरंजी लाल ने जब देखा कि पाँव फैलाने के लिए घर में जगह कम हो गई है तो उसका ज्यादा वक्त घर के पास एक पार्क के बेंच पर गुजरने लगा। शुरु में कई लोग उसके पास आ बैठते थे। चिरंजी लाल की मुश्किल यह थी कि वह चुप नहीं बैठ सकता था जहाँ चार आदमी देखता, भाषण शुरु कर देता। एक दिन भाषण के जोश में इकबाल के इस शेर की तशरीह¹ कर रहा था।

मज़हब नहीं सिखाता! आपस में बैर रखना

हिन्दी हैं हम वतन है हिन्दुस्तौं हमारा

तकरीर के जोश में कहने लगा 1942 ई. में हम हिन्दुस्तानी यानी मुसलमान, सिख, इसाई एक ही गिलास में पानी पीते थे और एक ही थाली से खाते थे। इसके सुनने वाले चूँकि अखबार पढ़ते थे इसलिए उन्हें लगा कि चिरंजी लाल या तो किसी और मुल्क की बात कर रहा है या फिर उसका दिमाग सटिया गया है। वह आहिस्ता-आहिस्ता उसके पास से खिसक गये और फिर कभी न फटके। अब चिरंजी लाल था और पार्क की बेंच का एक कोना। दूर-दूर तक सामेईन² का नामो-निशान न था।

इन्सान भी एक अजीब तरह की मशीन है। बात करना उसके लिए उतना ही ज़रूरी है जितना रोटी खाना। चिरंजी लाल के पास बात करने को कुछ न रहा तो अपनी ज़रूरत पूरी करने के लिए वह खुद से बातें करने लगा। वैसे तो खुद से बातें करने में कोई बुराई नहीं है। लेकिन मुश्किल इसमें है कि बोलने वाला तो थकता नहीं लेकिन सुनने वाला बहुत बोर हो जाता है। चिरंजी लाल आहिस्ता-आहिस्ता अपने भाषण से बोर होने लगा। सुनने वाले चिरंजी लाल ने एक दिन बोलने वाले चिरंजी लाल को डाँट दिया कि यार अब बंद कर। मैं तंग आ गया हूँ तेरी बकवास सुनते-सुनते। बोलने पर पाबंदी लग गई तो चिरंजी लाल बीमार रहने लगा।

अच्छे भले को जब कोई घर में रखने को तैयार नहीं था तो बीमार को कौन रखता। चिरंजी लाल के बेटे उसे अस्पताल में भरती करा आये।

1. व्याख्या

2. श्रोता

لال کے بیٹے اُسے اسپتال بھرتی کرا آئے۔ ڈاکٹر کے اس بیان سے انھیں بہت تسلی ہوئی کہ ایسے مریض کا کوئی علاج نہیں ہے۔ بس پڑا رہے گا، جب تک اس کا آخری وقت نہیں آتا۔ گویا چرنجی لال سے رشتہ چھوڑے بغیر ان کی جان چھوٹ گئی۔

چرنجی لال کئی مہینے ہسپتال کے جنرل وارڈ کے کونے میں پڑا رہا اُسے بستر پر اس لیے نہیں رکھا گیا کہ ایسے مریض کو عام طور پر بستر نہیں ملتا جس کی زندگی کے پروگرام کے بارے میں ہسپتال والے بے خبر ہوں۔ وہ تو ایسے مریض میں دلچسپی لیتے ہیں جو کچھ دنوں بعد یا تو اپنے گھر چلا جائے یا بھگوان کے گھر۔ ہسپتال تو ایک طرح کی سرائے ہے۔ مستقل سکونت کا اس میں کوئی انتظام نہیں۔

پتہ نہیں چرنجی لال نے اپنے مرنے کی دعا مانگی یا ویسے ہی بھگوان کو رحم آگیا۔ وہ ایک دن اچانک اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ اس کی موت نے ایک طرح سے اُسے زندہ کر دیا۔ ایک دم رشتہ داروں کو، یار دوستوں کو اور سب سے زیادہ دیش کے نیتاؤں کو خیال آیا کہ چرنجی لال بھی کوئی تھا۔ اس کی موت کی خبر اخبارات میں اُس کی تصویر کے ساتھ شائع ہوئی۔ اور یہی خبر تھی جسے پڑھ کر مجھے انتہائی دکھ ہوا۔

کئی لیڈروں کے بیان تھے۔ انھوں نے کہا تھا۔ ”چرنجی لال کی موت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ شاید کبھی بھرا نہ جاسکے۔“

مجھے دکھ اس لیے ہوا کہ اس خلا کو بھرنا کیوں مشکل ہے۔ ایک کوشی کے ایک چھوٹے سے اسٹور کو، پارک کے ایک حصے کو، ہسپتال کے جنرل وارڈ کے ایک کونے کو بھرنا کیوں اتنا مشکل ہو گیا ہے۔ کیا ہمارے یہاں ایسے لوگ بالکل ہی معدوم ہو گئے ہیں جو اس خلا کو بھر سکتے ہیں؟

....

डाक्टर के उस बयान से उन्हें बहुत तसल्ली हुई कि ऐसे मरीज़ का कोई इलाज नहीं। बस पड़ा रहेगा, जब तक उसका आखरी वक्त नहीं आता। गोया चिरंजी लाल से रिश्ता छोड़े बगैर उनकी जान छूट गई।

चिरंजी लाल कई महीने हस्पताल के जनरल वार्ड के कोने में पड़ा रहा उसे बिस्तर पर इसलिए नहीं रखा गया कि ऐसे मरीज़ को आम तौर पर बिस्तर नहीं मिलता जिसकी जिंदगी के प्रोग्राम के बारे में हस्पताल वाले बेखबर हों। वह तो ऐसे मरीज़ में दिलचस्पी लेते हैं जो कुछ दिनों बाद या तो अपने घर चला जाये या भगवान के घर। हस्पताल तो एक तरह की सराय है। मुस्तकिल सुकूनत का उसमें कोई इन्तज़ाम नहीं।

पता नहीं चिरंजी लाल ने अपने मरने की दुआ माँगी या वैसे ही भगवान को रहम आ गया। वह एक दिन अचानक इस जहाने-फानी से कूच कर गया। उसकी मौत ने एक तरह से उसे जिंदा कर दिया। एक दम रिश्तेदारों को, यार दोस्तों को और सब से ज्यादा देश के नेताओं को खयाल आया कि चिरंजी लाल भी कोई था। उसकी मौत की ख़बर अख़बारों में उसकी तस्वीर के साथ शायी हुई। और यही ख़बर थी जिसे पढ़कर मुझे इन्तहाई दुःख हुआ।

कई लीडरों के बयान थे। उन्होंने कहा था "चिरंजी लाल की मौत से जो ख़ला¹ पैदा हुआ है वह शायद कभी भी भरा न जा सके।"

मुझे दुःख इसलिए हुआ कि इस ख़ला को भरना क्यों मुश्किल है। एक कोठी के एक छोटे से स्टोर को, पार्क के एक हिस्से को, हस्पताल के जनरल वार्ड के एक कोने को भरना क्यों इतना मुश्किल हो गया है। क्या हमारे यहाँ ऐसे लोग बिल्कुल की मादूम हो गये हैं जो इस ख़ला को भर सकते हैं?

• • • • •

یہ لکھنؤ ہے

ہو ایوں کہ مرزا رجب علی بیک سرور کو عالم بالا میں بھی لکھنؤ کی یاد بے چین کرنے لگی۔ لاکھ سمجھایا گیا کہ اس شہر کا نقشہ اب وہ نہیں رہا جس کی تصویر انھوں نے 'فسانہ عجائب' میں آغا خان داستان سے پہلے پیش کی تھی۔ انھیں کسی طرح باور نہ آیا۔ حتیٰ کہ قضاو قدر نے ان کو سرزمین لکھنؤ پر اتار دیا تاکہ کیفیت اپنے 'شہر بے نظیر' کی بہ چشم خود دیکھ لیں۔ آئیے دیکھیں حضرت سرور کو آج یہ شہر کیسا لگا:

شہر نفیس، مجمع رئیس تھا، ہرفن کا کامل یہاں حاصل تھا۔ علم موسیقی میں یہ کمال پہنچایا، اس طرح کا ڈھرت، خیال، چٹا گایا اور بتایا کہ کس نازک کے وہم و خیال میں نہ آیا۔ اب تو یہ حال ہے کہ چار دن ریاض کیا اور کمال کا دم بھرنے لگے۔ آن کی آن، میر علی مرثیہ خوان ہو گئے۔ صورت یہ کہ میکہ ملہار گائیں تو چلچلاتی دھوپ نکل آئے، ٹھمری کی گت دلوں کو جلائے، بسنت بہار سے بہار رخصت ہووے۔ درباری سے دلوں کو وحشت ہووے۔

علی الخوص، مرد تماشا ہیں کے واسطے یہ شہر خزاں ہے، ہرفن کا یہاں استاد

यह लखनऊ है

हुआ यूँ कि मिर्ज़ा रजब अली बेग सुरु को आलमे-बाला में भी लखनऊ की याद बैचैन करने लगी। लाख समझाया गया कि इस शहर का नक्शा अब वह नहीं रहा जिसकी तस्वीर उन्होंने 'फसानए-अजाएब' में आगाजे दास्तान से पहले पेश की थी। उन्हें किसी तरह बावर न आया। हत्ता कि कज़ाओ-कद्र¹ ने उनको सरजमीने-लखनऊ पर उतार दिया ताकि कैफियत अपने 'शहरे बे नज़ीर' की बचस्मे-खुद देख लें। आइये देखें हज़रत सुरु को आज यह शहर कैसा लगा:

शहर नफीस, मजमा रईस था, हर फन का कामिल यहाँ हासिल था। इल्मे मौसीकी में यह कमाल पहुँचाया, इस तरह का धुरपत, खयाल, टप्पा गाया और बनाया कि किसी नायक के वहमो-खयाल में न आया। अब तो यह हाल है कि चार दिन रियाज़ किया और कमाल का दम भरने लगे। आन की आन, भीर अली मरसिया-ख़वान हो गये। सूरत यह कि मेघ मलहार गायें तो बिलचिलाती धूप निकल आये, तुमरी की गत दिलों को जलाये, बसंत बहार से बहार रुख़सत होवे। दरबारी से दिलों को वहशत होवे।

अललखुसूस², मर्दे-तमाशाबीन के वास्ते यह शहरे ख़र्माद³ है, हर फन का यहाँ उस्ताद है। सैंकड़ों घामड़, कन्दए-नातराश अनगढ़,

1. ईश्वरीय अज्ञा 2. खास कर 3. खरादियों का शहर

ہے۔ سیکڑوں گھماڑ، کندہ ناتراش، زعم باطل میں عیاش، اطراف و جوانب سے آ، ہفتے عشرے میں جھل چھلا، وضع دار ہو گئے۔ اشراف اُن کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو گئے۔ رئیسوں کے طور اپنائے، مکر اصل کی خو، بو، کہاں جائے بقول میر انیس علی اللہ مقلدہ:

مُحَسَّت و شو، سے گو ہوا اُجلار ذلیل

جلسہ اصلی پہ دھتا رہ گیا

گومتی میں غوطہ لگایا، آپ پاک ہوئے، پانی کو کثیف بنایا۔ سچ سنور کر نکلتے ہیں، پیادے سے فرزیر بن آڑے آڑے چلتے ہیں، کسی نے ٹوکا ”میاں!“ بولے ”فلاں ابن فلاں۔“

طیب ہر ایک، مسیحائی کرتا ہے، قلم ہاذنی کا دم بھرتا ہے۔ جسے دیکھو بھڑا، سقراط، جالینوس زماں بنا پھرتا ہے۔ حذاقت کا یہ عالم کہ جو بھی ان کے ہتھے چڑھے، دیر نہ لگے، چاہ اجل میں گڑے۔ نئے پہ نئے رقم کرتے ہیں، پے ہم آبادی کو کم کرتے ہیں۔ ان کی بدولت، کفن فرو شوں کی ہر شب ’شب برات‘ دن عید ہے شہر بھر کا گورکن ان کا مرید ہے۔ بوتل میں شربت جہل کا بھرتے اور عجوبہ حماقت سے خلقت کا علاج کرتے ہیں۔ ان کے پاس جو آئے، کل کا مرنا ابھی مر جائے، بول بے عقلی کے بولتے، جگر کی چار پتلی کو ٹٹولتے ہیں۔

اور تو اور، شہد امیر بخارا کا، بٹاسا۔ سید الشہد اکاشیدا۔ برس روز میں جو پیدا کیا، عشرہ محرم میں مٹا جوں کو، نذر حسین کھلا دیا۔ تمام سن بھو اکھلا، دُورے کے داؤں پر آدمی نہ لگائی، جانے اس کی جی میں کیا آئی کہ رہن کھل گھریا کیا، آپ کو آفت لاٹری میں گرفتار کیا۔ سر جھاڑ، منہ پہاڑ پھرتا ہے، سوتے میں بھی دُگی بجلی کرتا ہے۔ زمانہ خراب دن بکٹ ہیں، کھانے کو روٹیوں کی جالاٹری کے کلٹ ہیں۔ داؤں پر داؤں لگاتا ہے۔ دس کھوتا ہے تو ایک پاتا ہے۔

عمدؤ نے چنگ ایسا لڑایا کہ گھریا لڑایا۔ ستر، پچھتر تاریکی ڈور ہوئی، عمر بھر کی کمائی گنوئی۔ ساتھ تار کا چنگ مڈھا پھینک کر بڑھایا، بال بچوں کا ذرا خیال نہ آیا۔ خون پسینے سے جو گھر آباد کیا، شغل ہوئی کے طفیل، آن کی آن برباد کیا۔ زندگی کی ڈور ایسی

जोमे-बातिल¹ में अय्याश, अतराफो-जवानिब से आ, हफते अशरे में छिल-छिला, वजादार² हो गये। अशराफ उनके हाथों जलीलो-ख्वार हो गये। रईसों के तौर अपनाये, मगर असल की खू, बू, कहीं जाये। बकौल मीर अनीस आलअल्लाह मोकामह :

शुस्तो-शो³, से गो हुआ उजला रज़ील

जामए-असली पे धब्बा रह गया

गोमती में गोता लगाया, आप पाक हुए, पानी को कसीफ बनाया। सज-संवर कर निकलते हैं, प्यादे से फरजी बनकर आड़े आड़े चलते हैं, किसी ने टोका "मियों!" बोले "फलों इब्न फलों।"

तबीब हर एक, मसीहाई करता है, कुम बेइज़्नी⁴ का दम भरता है। जिसे देखो बुकरात, सुकरात, जालीनूसे-जमों बना फिरता है। हज़ाकत का यह आलम है कि जो भी उनके हत्थे चढ़े, देर न लगे, चाहे-अजल⁵ में गिरे। नुस्खे पे नुस्खे रकम करते हैं, पैहम आबादी को कम करते हैं। इनकी बदौलत, कफ़न-फ़रोशों की हर शब 'शबे-बारात', दिन ईद है। शहर भर का गोरकन उनका मुरीद है। बोतल में शर्बत जेहल का भरते और माजूने-हिमाकत से खिलकत का इलाज करते हैं। उनके पास जो आये, कल का मरता अभी मर जाये, बोल बेअकली के बोलते, जिगर की जा पर तिल्ली को टटोलते हैं।

और तो और, शोहदा पीर बुखारा का, टिम्मा सा। सय्यदुस्शोहदा⁶ का शैदा। बरस रोज़ में जो पैदा किया, अशरए-मोहर्रम में मोहताजों को, नजरे हुसैन खिला दिया। तमाम सिन जुआ खेला, दुवे के दावें पर अधी न लगाई, जाने उस की जी में क्या आई कि रहन कुल घर बार किया, आपको आफते-लाटरी में गिरफ़्तार किया। सर झाड़, मुँह पहाड़ फिरता है, सोते में भी दुग्गी तिग्गी करता है। जमाना खराब दिन बिकट है, खाने की रोटियों की जा लाटरी के टिकट है। दांव पर दांव लगाता है। दस खोता है तो एक पाता है।

उम्दू ने पतंग ऐसा लड़ाया कि घर बार लुटाया। सत्तर, पच्हत्तर तार की डोर बनावाई, उम्र भर की कमाई गंवाई। साठ तार का पतंग मुठा फेंक कर बढ़ाया, बाल बच्चों का ज़रा छायांल न आया। खून पसीने से जो घर आबाद किया, शोले-हवाई के तुफ़ैल, आन की आन बरबाद किया। जिंदगी की डोर ऐसी

1. झूठी शान
2. सजीला
3. नहाना धोना
4. मुर्दों को जिन्दा करना
5. मौत का कुआँ
6. शहीदों का सरदार (इमाम हुसैन)

ابھی کہ کسی طور نہ سمجھی، قرض خواہوں کا ریلا ہوا، باؤلی میں کود کر جان دی۔ ختم زندگی کا جھمیلا ہوا۔

بیش باغ اور تماشے کا میلہ؟ آٹھ پہرہ کا عالم، مرگ کا اندیشہ کیسا پرستان تاجہ نظر گورستان۔ رات کا کیا ذکر، روز روشن میں طبیعت وحشت کھاتی ہے، چنے چنے سے کافور کی بو آتی، انجام کو یاد دلاتی ہے۔ یہاں نہ گلبدن نہ سیم تن آتے ہیں، آنچلوں کی جگہ مردوں کے کفن لہراتے ہیں۔

موتی جمیل کا پانی؟ جو کبھی آب و تاب دکھاتا؟ پیاسوں کا دل لہراتا؟ بدلو مارتا، سڑتا ہے، آخر گل شہر کا آخر اس میں پڑتا ہے۔ بنانے والے کی کبھی جو نظر پڑے، شرم سے پانی پانی ہو، زمین میں گڑے۔

روی دروازہ اس رفعت و شان کا ہے، گزر گاہ ایک جہاں کا ہے، اگر اس پر چڑھ جائے، ہام فلک پست معلوم ہو، فرشتوں کا مشورہ کان میں آئے اس کے بھی رنگ اڑتے ہیں، کنگورے جا بجائے جھڑتے ہیں۔ پونا اکھڑتا ہے، روپ بڑھتا ہے، عظمت پارینہ کی نشانی، باب ارم کا ثانی۔ زبان حال سے فریاد کرتا ہے، اپنے معماروں کو یاد کرتا ہے۔

سرچوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا، نسیم و صبا کو سید حارستہ نہ ملا، یہاں آوازوں کا شور اس کا رن ہے، کبھی سائیکل کی گھنٹی، کہیں موٹر کا ہارن ہے، بھیڑ بھاڑ میں سانس اٹکتی ہے، دھیان بیٹھتی ہی جیب نکلتی ہے۔

اگر برسات کا موسم ہے تو شہر کا یہ عالم ہے، ادھر مینہ برسا، پانی ڈھال پر سے بہہ گیا، گلی کو چے میں رہ گیا، ساون بھادوں میں زردوزی جو تاج پھن کر پھرے دو قدم چلنے پائے، اوندھے منہ گرے، پانی کے جھالے ہیں، پرنا لے پڑوسیوں نے گھروں میں نکالے ہیں۔ جوں جوں مینہ تیز ہوتا ہے، پینا حیات لبریز ہوتا ہے۔ باہر جانے کی صورت یہ نکلتی ہے، شاہراہوں پر ناؤ چلتی ہے۔ مجھروں کی بھرمار ہے، خلقت جٹلائے آزار ہے۔ رنگ ریز، سبک دست طبیعت کے تیز، جو پھول دکھایا، انھوں نے کپڑے پر اس سے نیا گل کھلایا۔ رنگ چوکھا، دیکھنے میں پکا، مگر نظر کا دھوکا۔ پہنے اور پسینہ آئے، تو

उलझी कि किसी तौर न सुलझी, कर्ज खाहों का रेला हुआ, बावली में कूद कर जान दी। खत्म ज़िन्दगी का झमेला हुआ।

ऐसा बाग़ और तमारों का मेला? आठ पहर हू का आलम, मर्ग का अंदेशा, कैसा परिस्तान ता हदे नज़र गोरिस्तान— रात का क्या ज़िक्र, रोज़े—रौशन में तबीयत वँहशत खाती है, चप्पे चप्पे से काफ़ूर की बू आती, अंजाम को याद दिलाती है। यहाँ न गुलबदन न सीम तन आते हैं, औँचलों की जगह मुदा के कफ़न लहराते हैं।

मोती झील का पानी? जो कभी आबो—ताब दिखाता? प्यासों का दिल लहराता? बदबू मारता, सड़ता है, आज कुल शहर का आख़ूर¹ इसमें पड़ता है। बनाने वाले की कभी जो नज़र पड़े, शर्म से पानी पानी हो, ज़मीन में गड़े।

रुमी दरवाज़ा इस रफ़अतो—शान का है, गुज़रगाह एक जहान का है, अगर उस पर चढ़ जाये, बामे—फलक² पस्त मालूम हो, फ़रिशों का मशवरा कान में आये। उस के भी रंग उड़ते हैं, कंगूरे जा बजा से झड़ते हैं। चूना उखड़ता है, रुप बिगड़ता है, अज़मत पारीना की निशानी, बाबे—इरम³ का सानी— ज़बाने—हाल से फ़रियाद करता है, अपने मेमारों को याद करता है।

सारे चौक हमेशा शाने से शाना छिला, नसीमो—सबा को सीधा रस्ता न मिला, यहाँ आवाज़ों का शोर इस कारन है, कभी साइकिल की घंटी, कहीं मोटर का हॉर्न, भीड़ भाड़ में सांस अटकती है, ध्यान बटते ही जब कटती है।

अगर बरसात का मौसम है तो शहर का यह आलम है, उधर मेंह बरसा, पानी ढाल पर से बह गया, गली कूचे में रह गया, सावन भादों में जरदोज़ी जूता पहन कर फिरिये दो कदम चलने न पाये, औँधे मुँह गिरे, पानी के झाले हैं, परनाले पड़ोसियों ने घरों में निकाले हैं। जूँ जूँ मेंह तेज़ होता है, पैमानए—हयात लबरेज़ होता है। बाहर जाने की सूरत यह निकलती है, शाहराहों पर नाव चलती है। मच्छरों की भरमार है, खिलकत मुक्तालाये आज़ार है।

रंगरेज़, सुबुक दस्त⁴ तबीयत के तेज़, जो फूल दिखाया, उन्होंने कपड़ों पर इस से नया गुल खिलाया। रंग चौखा, देखने में पक्का, मगर नज़र का धोका। पहने और पसीना आये, तो यह गुल खिलाये, सारे रंग बदन पर

-
1. कूड़ा—करकट 2. आसमान की छत (जैँचाई) 3. जन्नत का दरवाज़ा 4. फुर्तीला

یہ گل کھائے، سارے رنگ بدن پر اتر آئیں، پل بھر میں گلبدن گل دار نظر آئیں۔ رنگ ایسے جو نیرنگ فلک نے دیکھے نہیں، دیکھے تو بس دیکھے ہیں۔

مداریے تھے وہ ایجاد ہوئے، کسکر ایسے استاد ہوئے کہ جب بڑا قاقان کا سنا چچوان کا دم بند ہوا۔ سب کو پسند ہوا۔ جس نے گھونٹ کھینچا، اسی کا دم بھرنے لگا، کھانتے کھانتے بے موت مرنے لگا۔

چنے ایسے کڑا کے دار بھنے کہ چشم و گوش فلک نے دیکھے نہ سنے۔ چھوٹے بڑے سختی میں سب خار اسے کڑے۔ نام کو پختے، حقیقت میں پتھر۔ چار دانے مٹھ میں ڈال زور کرو تو بتیسی باہر۔

بالائی اس قماش کی جمائی کہ کھائے تو دانتوں پسینہ آئے۔ تنق تیز سے بھی کالے نہ کئے۔ رستم کھائے چار دن میں لٹے۔ دودھ میں سگھاڑے کا آٹا ملاتے ہیں، بالائی کے بیج، بلائنگ پیپر کی پرتیں لگاتے ہیں، کھانے والے کا مٹھ زرد ہو، حرارت غریزی پل بھر میں مبدل بہ دم سرد ہو۔ ٹٹلی ٹھنڈی اس میں جملہ معترضہ کی طرح گلی ایک ڈنڈی۔ سرے پر برف جمی، دل کی ٹھنڈک کیلجے کی نمی، شکر گھول پانی کا چٹلو جمایا ہے، کھانے والوں کو آٹو بنایا ہے، صفائی کا دھیان نہیں، گندگی وہ جس کا بیان نہیں، دو تین کھائے ہزلہ ہولتوہ مار جائے، نہیں تو ہیضہ ہو، بے موت سرحد حیات کے پار جائے۔

فرنی کے خوانچے، نقرہ کی جگہ منی کے ورق جیسے، پتے کی ہوائی، کھوپرا کتر، سبز رنگ کر بنائی۔ ٹوری ٹوری قلفیوں میں نکال کر رکھ دیے ابدال آباد تک رکھی رہے۔ آدمی تو آدمی اس سے دور کبھی رہے۔

کباب اس آب و تاب کے کہ چار دن کھائے، پیٹ چلے، صحت رخصت ہو جائے مریض سالے کی آگ، جگر کو کباب کر ڈالے۔

حلو اسوہن پر عجیب جو بن۔ اس کی شیرینی سے بھوک بند، سینے میں جلن، چڑی لذیذ، دبیز، بسی بساتی، بادام کے نام پر تخم خربوزہ کی ہوائی، ہونٹ سے چبائے نہ چبے تو دانت لگائے، تب بھی نہ ٹوٹے تو سل بٹے سے کولے۔ جوزی خوب، جشی اہل ہند کو مرغوب، کھائے تو جینے سے دل سرد ہو پیٹ میں درد ہو، شیر خوارہ نوش کر جائے،

उत्तर आयें, पल भर में गुलबदन गुलदार¹ नज़र आयें। रंग ऐसे जो नैरंगे—फलक ने देखे नहीं, देखे तो बस देखे यहीं।

मदारिये हुक्के वह इजाद हुए, कसगर² ऐसे उस्ताद हुए कि जब तड़ाका इनका सुना पेचवान³ का दम बंद हुआ। सब को पसंद हुआ। जिसने घूंट खींचा, उसी का दम भरने लगा, खौंसते-खौंसते बे मौत मरने लगा।

चने ऐसे कड़ाकेदार मुने कि चश्मो-गोशे फलक⁴ ने देखे न सुने। छोटे बड़े सख्ती में संगे खारा⁵ से कड़े। नाम को चने, हकीकत में पत्थर। चार दाने मुँह में डाल जोर करो तो बतीसी बाहर।

बालाई इस कमाश की जमाई कि खाये तो दाँतों पसीना आये। तेग़े-तेज़ से भी काटे न कटे। रुस्तम खाये चार दिन में लटे। दूध में सिंघाड़े का आटा मिलाते हैं, बालाई के बीच, ब्लाटिंग पेपर की परतें लगाते हैं, खाने वाले का मुँह जर्द हो, हराते-गुरेजी⁶ पर भर में मुब्दिल ब दमे सर्द हो। कुल्फी ठंडी उसमें जुम्लए-मोतरजा⁷ की तरह लगी एक डंडी। सिर पर बर्फ़ जमी, दिल की ठंडक कलेजे की नमी, शकर घोल पानी का चुल्लू जमाया है, खाने वालों को उल्लू बनाया है, सफ़ाई का ध्यान नहीं, गंदगी वह जिस का बयान नहीं, दो तीन खाये, नज़ला हो लकवा मार जाये, नहीं तो हैज़ा हो, बे मौत सरहदे हयात के पार जाये।

फ़िरनी के खोन्चे, नोकरा की जगह पिन्नी के वर्क जमे, पिस्ते की हवाई, खोपरा कुतर, सब्ज़ रंग कर बनाई। कोरी कोरी कुल्फ़ियों में निकालकर रख दिये अब्दुलआबाद⁸ तक रखी रहे। आदमी तो आदमी उससे दूर मक्खी रहे।

कबाब इस आबो-ताब के कि चार दिन खाये, पेट चले, सेहत रुख़सत हो जाये मिर्च मसाले की आग, जिगर को कबाब कर डाले।

हलवा सोहन पर अजीब जोबन — उसकी शीरीनी से भूक बंद, सीने में जलन, पपड़ी लजीज़, दबीज़, बसी बसाई, बादाम के नाम पर तुख्मे खर्बूजा⁹ की हवाई, होंट से चबाये न चबे तो दाँत लगाये, तब भी न टूटे तो सिल बट्टे से कूटे — जोजी खूब, जशी अहले हिन्द को मरगूब, खाये तो जीने से दिल सर्द हो, पेट में दर्द हो, शीरख़्वार नोश कर जाये,

1. धब्बेदार 2. कुम्हार 3. हुक्का जिसकी नै लचकदार और लम्बी होती है 4. आसमान की आँख और कान 5. नीला पत्थर 6. जिस्म की गर्मी 7. वह वाक्य जिसके हटा देने से अर्थ पर कोई प्रभाव न पड़े

8. हमेशा-हमेशा 9. ख़र्बूजे का बीज

دست آئیں، فیل چائے، سارے گھر کو سر پر اٹھائے۔

ایک طرف تنہا بولی سرخ روئی سے یہ رمز و کنایہ کرتے، بولی ٹھولی میں
چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے، جیسے نہ گلال ہے، ادھی میں اپنا منگھڑا۔ دوسروں کا کپڑا
لال ہے، گلیوں میں گجر دم یہ آواز آتی ہے، شیر مال ہسپتہ گئی، پاؤڈر کے دودھ کی ہے،
ٹکوں کی چاٹ ہے۔ کھانے والے کا دل جینے سے اچاٹ ہے۔

غرض کیفیت اس شہر بے نظر کی، آگے جو تھی، سو تھی، اب یہ ہے اور یہ پیہ
دہاں، ہچکداں، محروماں، مقلد گزشتہاں سراپا قصور، مرزا رجب علی مخلص سرور
غلطیوں کا پوٹ بغرضوں کا طومار 'فسانہ عجائب' میں اپنے لکھے پر شر مسار ہے۔

• • • • •

दस्त आयें, फील मचाये, सारे घर को सर पर उठाये।

एक तरफ तंबोली सुख रुई से यह रम्जो-कनाया करते हैं, बोली ठोली में चबा चबा कर हर दम यह दम भरते हैं, अबीर है न गुलाल है, अद्धी में अपना मुखड़ा। दूसरों का कपड़ा लाल है, गलियों में गजरदम यह आवाज आती है, शीर माल बनस्पती घी, पाउडर के दूध की है, टकों की चाट है। खाने वाले का दिल जीने से उचाट है।

गरज कैफियत इस शहरे-बेनज़ीर की, आगे जो थी, सो थी, अब यह है और यह पंवादहाँ¹, हेचमदौ², मोहरिरे-दास्ताँ, मुकल्लिदे-गुज़िशतगॉ सरापा कुसूर, मिर्जा रजब अली तख़ाल्लुस सुरूर, गलतियों का पोट, लगज़िशों का तूमार 'फ़सानए-अजायेब' में अपने लिखे पर शर्मसार है।

• • • •

1. खामोश 2. कम अक़ल

مہمان بلائے جان

انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ اپنی دال روٹی سے پرایا حلوہ مانڈا چوں کہ مفت کا ہوتا ہے اس لیے کچھ زیادہ ہی بھاتا ہے۔ اور خوش نصیب وہی کہلاتے ہیں جو آئے دن پرایا حلوہ انڈا اڑاتے رہتے ہیں۔ اور بد نصیب ہیں وہ جو کسی کے مہمان بننے کی حسرت دل میں لیے ہر ایرے غیرے تھو خیرے کی میزبانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے، انجام کار موت کے مہمان بن جاتے ہیں (گویا مہمان بننا ایک ایسا فعل ہے جس سے کسی کو مفر نہیں) اور لگتا ہے ہمارا شمار ہی بد نصیبوں میں ہونے والا ہے۔ ایک تو مقدر ہی بڑا۔ اس پر ملازمت کی مصروفیات جس طرح نیم حکیم خطرہ جان ہوتا ہے اسی طرح نیم سرکاری ملازمت بھی خطرناک اور بے بھروسہ ہوتی ہے۔ جی ہاں، پروانہ تقدیر حاصل کرنے کے لیے تو کسی راکٹ کی طرح متعلقہ دفتر کے سینکڑوں چکر لگانے پڑتے ہیں۔ جب کہ برطانی کا آرڈر گھر بیٹھے ہی پہنچ جاتا ہے اور ہماری اس مجبوری سے جانے انجانے بھی اچھی طرح واقف ہیں اس لیے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ویسے جہاں تک ہمارا خیال ہے ہم بھی انسان ہیں۔ (ہو سکتا ہے خیال غلط ہو) سینے میں دل رکھتے ہیں اور دل میں مہمان بننے کی

मेहमान बलाए—जान

इन्सानी फ़ितरत का तकाज़ा है कि अपनी दाल रोटी से पराया हलवा माण्डा चूँकि मुफ्त का होता है इसलिए कुछ ज़्यादा ही भाता है। और खुश नसीब वही कहलाते हैं जो आये दिन पराया हलवा अण्डा उड़ाते रहते हैं। और बदनसीब हैं वह जो किसी के मेहमान बनने की हसरत दिल में लिये हर ऐरे-गैरे नत्थू ख़ैरे की मेज़बानी के फ़रायज़ अंजाम देते हुए, अंजामे-कार मौत के मेहमान बन जाते हैं (गोया मेहमान बनना एक ऐसा फ़ेल है जिससे किसी को मफ़र नहीं) और लगता है हमारा शुमार ही बदनसीबों में होने वाला है। एक तो मुकद्दर ही बड़ा उस पर मुलाज़मत की मस्फ़ियात जिस तरह नीम हकीम ख़तरे जान होता है उसी तरह नीम सरकारी मुलाज़मत भी ख़ातरनाक और बे भरोसा होती है। जी हाँ, परवानए-तक्दीर हासिल करने के लिए तो किसी रॉकेट की तरह मुताल्लेका दफ़तर के सैंकड़ों चकर लगाने पड़ते हैं। जबकि बरतरफ़ी का ऑर्डर धर बैठे ही पहुँच जाता है और हमारी इस मजबूरी से जाने अंजाने सभी अच्छी तरह वाकिफ़ हैं इसलिए पूरा-पूरा फ़ायदा उठाते हैं। वैसे जहाँ तक हमारा ख़याल है हम भी इन्सान हैं। (हो सकता है ख़याल ग़लत हो) सीने में दिल रखते हैं और दिल में मेहमान बनने की

تمنا محفوظ۔ اس لیے کئی بار کوشش کر چکے ہیں کہ کوئی ہمیں کم از کم دو چار روز کے لیے ہی بہ حیثیت مہمان کے جھیلے (اے کہتے ہیں آسان سے گرا کھجور میں اٹکا) لیکن جب تقدیر میں صرف اوروں کی میزبانیاں لکھی ہوں تو پھر ہر کوشش بے کار ہے۔

ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے، آئے دن کی ان میزبانیوں سے تنگ آ کر ہم نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ چاہے آسمان سر پر گر پڑے یا زمین پیروں تلے سے سرک جائے لیکن ہم تو کسی کے مہمان بن کر ہی دم لیں گے۔ چنانچہ اس دھن کے سر میں ساتے ہی نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ اسی جستجو میں کہ اپنی میزبانی کا شرف بخشیں تو کسے بخشیں۔ سب سے پہلے رشتہ داروں کو کھٹکالا اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ ان کے ہاں بہ حیثیت مہمان کے پہنچ کر بھی ہماری حیثیت کم و بیش میزبان کی سی رہے گی۔ چنانچہ ادھر سے مایوس ہو کر قریبی دوست احباب کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ آج نہ صرف ان کے ستارے ہی گردش میں ہیں بلکہ وہ خود بھی ستاروں سے دُگنی رفتار میں گردش میں ہیں، یعنی آج یہاں مہمان تو کل وہاں۔ چنانچہ مجبور ہو کر ہمیں ان ستم ظریف احباب کی طرف متوجہ ہونا پڑا جن کے نام تک نہ لینے کی قسم کھائی تھی۔ جن کے ہاتھوں اتنے صدے اٹھا چکے ہیں کہ ہماری جگہ اگر پہاڑ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے سرک جاتا لیکن مہمان بننے کی اس ضد کا بھلا ہو ہمیں یہ قسم توڑنا ہی پڑی۔ سب سے پہلے مرزا ظریف جو ہمارے حق میں ستم ظریف ہیں ان کا خیال آنا ضروری تھا۔ آپ اپنی کوہ قافی بیگم کے ہمراہ سال میں کم از کم دو بار ہمارے سینہ پر مونگ دلنے کی غرض سے بہ بانگ دہل اطاع دے کر پہنچ جاتے ہیں اور ہماری پریشانیاں تو موصوف کے مکتوب گرامی سے ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ اندازِ تحریر ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:

برخوددار! بھلا ہوا ان سائنس دانوں کا، اَلْم غلم تجربے کر کے فضاء کو خراب کرنے پر تیلے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھوان ہی کی مہربانیوں کا جیتا جگتا شکار ہوں۔ (حالاں کہ جناب خود کسی میر شکاری سے کم نہیں) کوئی نہ کوئی بیماری لگی رہتی ہے، ڈاکٹر نے تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دیا ہے۔ اور دفتری مصروفیات ہیں کہ جی بھر کر اُونگھنے تک کی فرصت نہیں۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح چار روز کی رخصتِ اتفاقی لے کر پرسوں شام کی گاڑی

तमन्ना महफूज़। इसलिए कई बार कोशिश कर चुके हैं कि कोई हमें कम अज़ कम दो चार रोज़ के लिए ही बहैसियत मेहमान के झेले (इसे कहते हैं आसमान से गिरा खजूर में अटका) लेकिन जब तकदीर में सिर्फ़ औरों की मेज़बानियाँ लिखी हों तो फिर हर कोशिश बेकार है।

अभी पिछले दिनों की बात है, आये दिन की इन मेज़बानियों से तंग आकर हमने मोसम्म¹ इरादा किया था कि चाहे आसमान सर पर गिरे या ज़मीन पैरों तले से सरक जाये लेकिन हम तो किसी के मेहमान बनकर ही दम लेंगे। चुनांचे इस धुन के सर में समाते ही नज़रें दौड़ानी शुरू कर दीं। इसी जुस्तजू में कि अपनी मेज़बानी का शरफ़ बख़्शों तो किसे बख़्शें।

सब से पहले रिश्तेदारों को खंघाला और इस नतीजे पर पहुँचे कि इन के यहाँ बहैसियत मेहमान के पहुँच कर भी हमारी हैसियत कम्प-बेश मेज़बान की सी रहेगी। चुनांचे इधर से मायूस होकर करीबी दोस्त अहबाब का जायज़ा लिया तो पता चला कि आज न सिर्फ़ उनके सितारे ही गर्दिश में हैं बल्कि वह खुद सितारों से दुगुनी रफ़्तार में गर्दिश में हैं, यानी आज यहाँ मेहमान तो कल वहाँ। चुनांचे मजबूर होकर हमें उन सितम-ज़रीफ़² अहबाब की तरफ़ मुतवज्जा होना पड़ा जिन के नाम तक न लेने की कसम खाई थी। जिनके हाथों इतने सदमे उठा चुके हैं कि हमारी जगह अगर पहाड़ भी होता तो अपनी जगह से सरक जाता लेकिन मेहमान बनने की इस जिद का भला हो हमें यह कसम तोड़ना ही पड़ी। सब से पहले मिर्ज़ा ज़रीफ़ जो हमारे हक़ में सितम ज़रीफ़ हैं इनका खयाल आना ज़रूरी था। आप अपनी कोह काफ़ी³ बेगम के हमराह साल में कम अज़ कम दो बार हमारे सीने पर मूँग दलने की गरज से ब बाँग दोहल⁴ इतला देकर पहुँच जाते हैं और हमारी परेशानियाँ तो मौसूफ़ के मकतूबे गरामी से ही शुरू हो जाती हैं। अंदाज़े तहरीर मोलाहिजा फरमाइये। लिखते हैं -

बरखुरदार! भला हो इन साइंसदानों का, अल्लम-गल्लम तजर्बे करके फ़िज़ा को खराब करने पर तुले हुए हैं। मुझे देखो उन ही की मेहरबानियों का जीता जागता शिकार हूँ। (हालांकि जनाब खुद किसी मीर शिकारी से कम नहीं) कोइ न कोई बीमारी लगी रहती है, डाक्टर ने तब्दीलीए- आबो-हवा का मशवरा दिया है। और दफ़्तरी मसरुफ़ियात हैं कि जी भर ऊँघने तक की फ़ुर्सत नहीं। फिर भी किसी न किसी तरह चार रोज़ की रुख़सते-इत्तफ़ाकी⁵ लेकर परसों शाम की गाड़ी

1. पक्का 2. हंस-हंस कर सताने वाला 3. लम्बी-चौड़ी (पहाड़ की तरह)
4. डंके की आवाज़ पर 5. आकस्मिक अवकाश

سے نکل رہا ہوں۔ اور اگر خدا نخواستہ اس میں آرام سے جگہ نہ مل سکی تو پھر بذریعہ بس پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ میرے ساتھ حسب معمول تمہاری چاچی بھی ہوں گی۔ زیادہ کیا لکھوں تمہاری چاچی تمہیں دُعا کہتی ہیں، پچھلی بار بجلی کا پتکھانہ ہونے کے وجہ سے انھیں تمہارے ہاں کسی قدر تکلیف ہوئی تھی اس بار ہمارے یہ ہو چکے تھے کہ بندوقست ہو جائے گا۔ خیال رہے پتکھا ایک دم بے آواز اور تیز ہوا پھینکنے والا ہو۔

زاید اشتیاق ملاقات

تمہارا چاچا

مرزا ظریف

مرزا صاحب سے صحیح معنوں میں ہماری کیا رشتہ داری ہے یہ خدا جانے یا خود مرزا صاحب۔ ویسے خود ان کا بیان ہے کہ ان کی میری نانی کی خالہ زاد نند اور ہمارے والد صاحب کی خالہ زاد نانی کی میری نند آپس میں منہ بولی بہنیں تھیں۔ اور اس حساب سے وہ ہمارے قریبی رشتہ دار ہوئے۔ لہذا ہمیں ان کا ہر ستم سہنا ہے۔ ان کے ہر حکم پر بلا چوں و چرا سر تسلیم خم کرنا ہے۔ چنانچہ ہم نے پہلے تو مرجحک کر ایک بے آواز تیز ہوا پھینکنے والے پتکھے کا بندوبست کیا۔ اور پھر علی الصبح جبکہ لوگ گرم گرم نہاری کے مزے لوٹتے ہیں ہم نے ریلوے اسٹیشن کی دھول پھاکی اور جب انتظار کی دھوپ میں تپ کر ہمارا سارا وجود پکھل گیا تب کہیں مرزا صاحب نہایت ہی ہشاش بشاش اپنی بیگم کی انگلی تھامے ہوئے نظر آئے۔ مرزا صاحب جسامت کے لحاظ سے ایک دم ننھی مختصر سے آدمی ہیں جبکہ ان کی کوہ قافی بیگم بالکل ان کی اُلٹ ہیں یعنی ایک دم کچم کچم ہیں۔ اور ان دونوں کی اس بے جوڑی جوڑی کو دیکھ کر ہمارے ذہن میں ہمیشہ ”گلی ڈنڈے“ کا تصور جاگ اُٹھتا ہے۔ آپ نے ایسے مہمان شاذ و نادر ہی دیکھے ہوں گے (بلکہ کاہے کو دیکھے ہوں گے) جو میزبان کے بستر کپڑے، جوتے، صابن، برش، تیل، غرض ہر چیز کا کچھ ایسے مالکانہ انداز سے استعمال کرتے ہیں کہ اگر کوئی نیا آدمی دیکھے تو انھیں گھر کا مالک سمجھے۔ اور اصل مالک کو مہمان۔ اس پر ستم بالا لائے ستم یہ کہ جاتے جاتے یہ مہمان بہت ساری چھوٹی موٹی چیزیں

से निकल रहा हूँ। और अगर खुदा नख्खास्ता इसमें आराम से जगह न मिल सकी तो फिर बज़रिये बस पहुँचने की कोशिश करूँगा। मेरे साथ हस्बे-मामूल तुम्हारी चाची भी होंगी। ज्यादा क्या लिखूँ तुम्हारी चाची दुआ कहती हैं, पिछली बार बिजली का पंखा न होने की वजह से उन्हें तुम्हारे यहाँ किसी कदर तकलीफ़ हुई थी इस बार हमारे पहुँचने तक पंखे का बन्दोबस्त हो जायेगा। खयाल रहे पंखा एक दम बे आवाज़ और तेज़ हवा फेंकने वाला हो।

जायद इश्तियाके मुलाकात

तुम्हारा चाचा

मिर्ज़ा ज़रीफ़

मिर्ज़ा साहब से सही मानों में हमारी क्या रिश्तेदारी है यह खुदा जाने या खुद मिर्ज़ा साहब। वैसे खुद उनका बयान है कि उनकी ममेरी नानी की ख़लाज़ाद नन्द और हमारे वालिद साहब की ख़ालाज़ाद नानी की ममेरी नन्द आपस में मुँह बोली बहनें थीं। और इस हिसाब से वह हमारे करीबी रिश्तेदार हुए। लिहाज़ा हमें उनका हर सितम सहना है। उनके हर हुक्म पर बिला चूँ व चिरा सरे-तस्लीम ख़म करना है। चुनांचे पहले तो हमने मर झक कर एक बेआवाज़ तेज़ हवा फेंकने वाले पंखे का बन्दोबस्त किया। और फिर अलस्सुबह¹ जबकि लोग गर्म-गर्म नेहारी के मजे लूटते हैं हमने रेलवे स्टेशन की धूल फाँकी और जब इन्तज़ार की धूप में तप कर हमारा सारा वजूद पिघल गया तब कहीं मिर्ज़ा साहब निहायत ही हश्शाश-बश्शाश अपनी बेगम की उंगली थामे हुए नज़र आये। मिर्ज़ा साहब जसामत के लिहाज़ से एकदम मुनहनी मुख़्तसर आदमी हैं जबकि उनकी कोहे-काफी बेगम बिल्कुल उनकी उलट हैं यानी एक दम लहीम शहीम हैं। और उन दोनों की इस बे जोड़ जोड़ी को देखकर हमारे ज़ेहन में हमेशा "गुल्ली डंडा" का तस्सवुर जाग उठता है। आप ने ऐसे मेहमान शाज़ो-नादिर ही देखे होंगे (बल्कि काहे को देखे होंगे) जो मेज़बान के बिस्तर, कपड़े, जूते, साबुन, ब्रश, तेल गरज़ हर चीज़ का कुछ ऐसे मालिकाना अंदाज़ से इस्तेमाल करते हैं कि अगर कोई नया आदमी देखे तो उन्हें घर का मालिक समझे। और असल मालिक को मेहमान। उस पर सितम बालाये सितम यह कि जाते जाते यह मेहमान बहुत सारी छोटी मोटी चीज़ें

1. प्रातः काल

اپنے ساتھ بخور بھی لے جاتے ہیں۔ کیوں کی ان کی دانست میں اب یہ چیزیں بے چارے میزبان کے استعمال کے قابل نہیں رہتیں۔ اسے ہماری بد نصیبی کہیے کہ مرزا صاحب کا شمار ایسے ہی عجوبہ روزگار مہمانوں میں ہوتا ہے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی وہ ہمارے تمام مالکانہ حقوق زبردستی اپنے نام کروا لیتے ہیں۔ ویسے وہ جب بھی ہمارے ہاں تشریف لاتے ہیں رخصت اتفاقی ہی لے کر آتے ہیں لیکن کچھ اتنے دنوں تک ٹک جاتے ہیں کہ ان کی رخصت اتفاقی خود رخصت بیماری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان کے مزے اڑانے کے لیے اور ہمارے کڑھنے اور جلنے کے لئے۔

اگر مہمان بننے کی دھن ہمارے سر میں نہ ساتی تو ہم تصور میں بھی مرزا صاحب کا نام نہ لیتے۔ لیکن اب مجبوری تھی۔ چنانچہ ان ہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم نے ایک سیدھے سادے خط کے ذریعہ انھیں اپنی آمد کی اطلاع کر دی۔ اور پھر خوشی خوشی نکلنے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ لیکن چوتھے ہی روز موصوف کا ایکسپریس لفافہ ملا۔ لکھا تھا:

برخوردار ! تمہارا خط ملا اور تمہارے آنے کی اطلاع پا کر بڑی خوشی ہوئی گھر تمہارا ہے، ہم تمہارے ہیں اور یہ اسی اچانکیت کا تقاضہ ہے جو تمہیں صورت حال سے اچھی طرح آگاہ کر رہا ہوں۔ اسے ہماری بد نصیبی ہی کہیے کہ ہماری ساس صاحبہ پرسوں ہی فالج کا شکار ہو گئیں، لقوے کی شکایت تو انھیں برسوں سے تھی ہی، بہتیرا علاج کروایا لیکن بقول شاعر ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اور ابھی یہ پریشانی چل ہی رہی تھی کہ تمہاری چاچی کو بلڈ پریشر نے آدبوچا، اور وہ جو کہتے ہیں نا۔ ”مصیبت جب آتی ہے تو اکیلی نہیں آتی“ چنانچہ مجھے بھی گھٹیانے کھٹیا سے لگا دیا ہے۔ سچ مانو برخوردار گھر ہسپتال بن چکا ہے اور کوئی بھی صحیح الدماغ بغرض تفریح کبھی ہسپتال نہیں جاتا۔ پھر بھی گھر تمہارا ہے۔ شاید غلط لکھ گیا گھر نہیں ہسپتال کہو۔ بہر حال تمہارا ہے۔ خیر یہ تو تمہیں گھریلو پریشانیاں اب آؤ اس پریشانی کی طرف جس سے آج کل ساری بستی دوچار ہے۔ اور وہ ہے پانی کی قلت۔ میں تو سمجھتا ہوں دو ایک روز

अपने साथ बटोर भी ले जाते हैं। क्योंकि उनकी दानिस्त में अब ये चीजें बेचारे मेज़बान के इस्तेमाल के काबिल नहीं रहतीं। उसे हमारी बदनसीबी कहिये कि मिर्ज़ा साहब का शुमार ऐसे ही अजूबए-रोज़गार मेहमानों में होता है। घर में दाखिल होते ही वह हमारे तमाम मालिकाना हुकूक ज़बरदस्ती अपने नाम करवा लेते हैं। वैसे वह जब भी हमारे यहाँ तशरीफ़ लाते हैं रुख़्सते-इत्तेफ़ाकी ही लेकर आते हैं लेकिन कुछ इतने दिनों तक टिक जाते हैं कि उनकी रुख़्सते-इत्तेफ़ाकी खुद रुख़्सते-बीमारी में तब्दील हो जाती है। इनके मजे उड़ाने के लिए और हमारे कुढ़ने और जलने के लिए।

अगर मेहमान बनने की धुन हमारे सर में न समाती तो हम तसव्वुर में भी मिर्ज़ा साहब का नाम न लेते। लेकिन अब मजबूरी थी। चुनांचे उन ही के नक्शे कदम पर चलते हुए हमने एक सीधे सादे ख़त के ज़रिए उन्हें अपनी आमद की इत्तला कर दी। और फिर खुशी-खुशी निकलने की तैयारी में मसरूफ़ हो गये। लेकिन चौथे ही रोज़ मौसूफ़ का एक्सप्रेस लिफ़ाफ़ा मिला। लिखा था:

बरखुरदार! तुम्हारा ख़त मिला और तुम्हारे आने की इत्तला पाकर बड़ी खुशी हुई। घर तुम्हारा है, हम तुम्हारे हैं और यह इसी अपनाइयत का तकाज़ा है जो तुम्हें सूरते-हाल से अच्छी तरह आगाह कर रहा हूँ। इसे हमारी बद नसीबी ही कहिये कि हमारी सास साहिबा परसों ही फ़ालिज का शिकार हो गई, लक्वे की शिकायत तो उन्हें बरसों से थी ही, बहुतेरा इलाज करवाया लेकिन बकौले-शायर -

मरज़ बढ़ता गया ज्यों-ज्यों दवा की

और अमी यह परेशानी चल ही रही थी कि तुम्हारी चाची को ब्लड प्रेशर ने आ दबोचा, और वह जो कहते हैं ना "मुसीबत जब आती है तो अकेले नहीं आती" चुनांचे मुझे भी गाठिया ने खटिया से लगा दिया है। सच मानो बरखुरदार घर हस्पताल बन चुका है और कोई भी सहीउदिमाग़ बगरज़े-तफरीह किसी हस्पताल नहीं जाता। फिर भी घर तुम्हारा है। शायद ग़लत लिख गया घर नहीं हस्पताल कहो। बहरहाल तुम्हारा है। ख़ैर यह तो थीं धरेलू परेशानियाँ अब आओ उस परेशानी की तरफ़ जिससे आज कल सारी बस्ती दोचार है। और वह है पानी की किल्लत। मैं तो समझता हूँ दो एक रोज़ में कहत की सूरते-हाल का सरकारी तौर पर ऐलान कर दिया

میں قحط کی صورت حال کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا جائے گا۔ چلو بھر پانی کے لیے لوگ ایک دوسرے کا خون بہانے کو تیار ہیں۔ حوائج ضروریہ کے سلسلہ میں ہر شخص انگریزوں کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ روڈی کے بیوپاریوں کی بن آئی ہے۔ پرانے اخبار تک اصلی قیمت سے ڈگنی چوگنی قیمت پر یک رہے ہیں۔ اور بد خوردار جب سے مجبوراً کاغذ کا استعمال شروع کیا ہے، تب سے اپنے اس خیال پر کوفت ہو رہی ہے کہ ہم اب تک انگریزوں کو خواہ مخواہ اس قدر فاسٹ پسند سمجھتے رہے ہیں۔ بہر حال خدا تمہیں ان پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔

تمہارا خیر اندیش
مرزا ظریف

نوٹ:- بواہسی ٹپہ (ڈاک) اپنے ارادہ سے آگاہ کرو۔ اور اگر آنے پر کمر کس ہی لی ہے تو تمہاری چاچی کا اصرار ہے کہ آتے ہوئے تمیں کلو باریک بریانی کے چاول لیتے آنا یہاں آج کل چاول بھی عنقا ہیں.....!!

مرزا صاحب کے ہاں سے اس قدر کورا جواب پا کر ہم نے لائق میاں کے ہاں تقدیر آزمانی چاہی۔ ویسے لائق میاں ہمارے کوئی خاص دوست نہیں ہیں۔ کسی زمانے میں وہ ہمارے بھائی صاحب کے ہم جماعت رہ چکے ہیں۔ آدمی چوں کہ بے حد چرب زبان اور موقع شناس ہیں اسی لیے اپنی غرض کے وقت پڑوسی کو چا چاہی نہیں بلکہ بعض اوقات باپ بھی ماننے سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ بمبئی میں مستقل قیام ہے اور کسی کہنی میں سیلزمین ہیں۔ اس لیے ادھر ادھر بھٹکتے رہتے ہیں۔ جب بھی ہمارے شہر میں وارد ہوتے ہیں بقول خود ان کے ہماری خیر خیریت دریافت کرنے کی غرض سے ہمارے ہاں کم از کم آٹھ دس دن قیام ضرور فرماتے ہیں اور پتہ نہیں کیوں انھیں ہمارے تو لیے بہت پسند آتے ہیں جب تشریف لاتے ہیں یہی کہتے ہیں۔ میاں تمہارے شہر کے تو لیے بڑے غضب کے ہوتے ہیں۔ نت نئے ڈزائن، خوب صورت رنگ اور پھر اس قدر دبیز، اس قدر ملائم۔ کچھ یوں تعریفوں کے بل باندھ کر وہی پرانا تولیہ جو بچپلی کسی چکر میں ہمارے ہاں سے اٹھایا ہوا ہوتا

जायेगा। चुल्लू भर पानी के लिए लोग एक दूसरे का खून बहाने को तैयार हैं। हवायजे-जरुरिया के सिलसिले में हर शख्स अंग्रेजों के नक्शे कदम पर चल रहा है। रद्दी के व्योपारियों की बन आई है। पुराने अखबार तक असली कीमत से दुगुनी चौगुनी कीमत पर बिक रहे हैं। और बरखुरदार जब से मजबूरन कागज़ का इस्तेमाल शुरू किया है, तब से अपने इस खयाल पर कोपत हो रही है कि हम अब तक अंग्रेजों को ख्वाह मख्याह इस कदर नफासत पसंद समझते रहे। बहर हाल खुदा तुम्हें इन परेशानियों से महफूज़ रखे।

तुम्हारा खैर अन्देश

मिर्जा जरीफ़

नोट: बवापसी टप्पा (डाक) अपने इरादे से आगाह करो। और अगर आने पर कमर कस ही ली है तो तुम्हारी चाची का इसरार¹ है कि आते हुए तीस किलो बारीक बिरियानी के चावल लेते आना यहाँ आज कल चावल भी उन्का है.....!!

मिर्जा साहब के यहाँ से इस कदर कोरा जवाब पाकर हम ने लायक मियाँ के यहाँ तकदीर आजमानी चाही। वैसे लायक मियाँ हमारे कोई खास दोस्त नहीं हैं। किसी ज़माने में वह हमारे भाई साहब के हम जमाअत रह चुके हैं। आदमी चूँकि बेहद चर्ब ज़बान और मौका शनास हैं इसी लिए अपनी गरज के वक्त पड़ोसी को चाचा ही नहीं बल्कि याज़ औकात बाप भी मानने से पीछे नहीं हटते। बम्बई में मुस्तकिल कयाम है और किसी कम्पनी में सेल्समैन हैं। इसीलिए इधर-उधर भटकते रहते हैं। जब भी हमारे शहर में बारिद होते हैं बकौले-खुद उनके हमारी खैर-खैरियत दरियाफ्त करने की गरज से हमारे यहाँ कम अज़ कम आठ दस दिन कयाम जरूर फरमाते हैं और पता नहीं क्यों उन्हें हमारे तौलिए बहुत पसंद आते हैं जब तशरीफ़ लाते हैं यही कहते हैं। मियाँ तुम्हारे शहर के तौलिए बड़े गुज़ब के होते हैं। नित नये डिज़ाइन, खूबसूरत रंग और फ़िर इस कदर दबीज़, इस कदर मुलायम। कुछ यूँ तारीफ़ों के पुल बांधकर वही पुराना तौलिया जो पिछले किसी चकर में हमारे यहाँ से उठाया हुआ होता

ہے چھوڑ کر نہایت ہی نالائق کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیا تولیہ اٹھالے جاتے ہیں۔ ان کی نالائقیوں کو یاد کر کے جی تو نہیں چاہتا تھا کہ لائق صاحب جیسے نالائق آدمی کے مہمان بنیں۔ لیکن مہمان بننے کی اس ضد کا بھلا ہوان کی تمام پچھلی نالائقیوں کو بھلا نا ہی پڑا۔ ہم نے بذریعہ تار انھیں اپنے اس ارادے سے آگاہ کر دیا لیکن دوسرے دن دفتر پہنچے ہی تھے کہ لائق صاحب نے بذریعہ ٹرک کال اپنی فطری نالائقی کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ آپ کا تار ملا۔ بڑی خوشی ہوئی آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کر کے۔ بخدا مجھے بڑی مسرت ہوتی لیکن کیا عرض کروں پچھلے سال آنکھوں کی جو عجیب و غریب متعدی و بایہاں پھیلی تھی اس کے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور عرض بھی ہے۔ اب آپ سے کیا چھپانا میں خود اپنے سسر صاحب کے سسرال میں ٹھیرا ہوا ہوں، یعنی بد قسمتی سے میں ایک گھر داماد کا داماد ہوں۔ غالباً آپ میری مجبوری سمجھ گئے ہوں گے.....“

ہم نے چاروں طرف سے مایوس ہو کر مجبوراً جلیس صاحب کو تکلیف دینے کی ٹھانی۔ موصوف گرما کی چٹھیاں کم و بیش ہر سال ہمارے ہاں ہی بتاتے ہیں بعد اہل و عیال، پچھلے برس تو غضب ہی کر دیا تھا انھوں نے نہ صرف اہل و عیال بلکہ بعد سسرال پہنچ گئے تھے۔ ہم دفتر جانے کی غرض سے باہر نکلے ہی تھے کہ جیسے زلزلہ آگیا جلیس صاحب جو بذات خود کسی جلوس سے کم نہیں اپنی دو عدد ابا بلی موٹھوں سمیت ٹھوک کے حساب سے بیوی بچوں، ساس سالیوں، سالوں اور ملازموں کی فوج میں گھرے متعدد دڑنکوں، بستروں، تھیلوں وغیرہ وغیرہ سے لدے پھندے سامنے کھڑے تھے ہم نے اس اچھی خاصی بٹالین کو دیکھ کر اپنے گھر کی طرف دیکھا۔ اور دل ہی دل میں سوچا عالم گیری فوج نے بھی شاید اس بے دردی سے گو لکنڈہ قلعہ کا محاصرہ نہ کیا ہوگا۔ اور پھر ابوالحسن تانا شاہ کی طرح ہم نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔ اور ایک مردہ سی مسکراہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرض کیا۔ نہ کوئی اطلاع نہ کوئی خبر کم از کم تار دیدیتے تو روشن میاں کا ٹرک لے کر پہنچ جاتا۔ غالباً آپ تبادلہ ہو کر یہاں آئے ہیں۔“ ہماری بات پر دونوں ابا بلیس پھنپھنرائیں۔ پھر ہم پر مسکراہٹ کی بجلی گراتے ہوئے بولے۔ میاں ! اگر اطلاع دے کر آتے تو یہ خوشی جو ہمیں اچانک دیکھ کر آپ محسوس کر رہے ہیں کہاں نصیب ہوتی؟

हैं छोड़कर निहायत ही नालायकी का मुजाहेरा करते हुए नया तौलिया उठा ले जाते हैं। उनकी नालायकियों को याद करके जी तो नहीं चाहता था कि लायक साहब जैसे नालायक आदमी के मेहमान बनें। लेकिन मेहमान बनने की इस ज़िद का भला हो इनकी तमाम नालायकियों को भुलाना ही पड़ा। हमने बज़रिए तार उन्हें अपने इस इरादे से आगाह कर दिया लेकिन दूसरे दिन दफ़्तर पहुँचे ही थे कि लायक साहब ने बज़रिए ट्रंक कॉल अपनी फ़ितरी नालायकी का मुजाहेरा शुरू कर दिया। आपका तार मिला। बड़ी खुशी हुई आपकी मेज़बानी का शरफ़ हासिल करके। बख़ुदा मुझे बड़ी मुसररत होती लेकिन क्या अर्ज करूँ पिछले साल आँखों की जो अजीबो-ग़रीब मुतअद्दी वबा¹ यहाँ फैली थी कि उसके असरात अभी तक बाकी हैं। इसके अलावा एक और अर्ज भी है। अब आपसे क्या छुपाना मैं खुद अपने ससुर साहब की ससुराल में ठहरा हुआ हूँ, यानी बदकिस्मती से मैं एक घर दामाद का दामाद हूँ। ग़ालेबन आप मेरी मजबूरी समझ गये होंगे.....”

हमने चारों तरफ़ से मायूस होकर जलीस साहब को तकलीफ़ देने की ठानी। मौसूफ़ गरमा की छुट्टियाँ कमो-बेश हर साल हमारे यहाँ ही बिताते हैं। बमय अहलो-अयाल, पिछले बरस तो ग़ज़ब ही कर दिया था उन्होंने न सिर्फ़ बअहलो-अयाल बल्कि बमय ससुराल पहुँच गये थे। हम दफ़्तर जाने की गरज़ से बाहर निकले ही थे कि जैसे ज़लज़ला आ गया जलीस साहब जो बज़ाते-खुद किसी जुलूस से कम नहीं अपनी दो अदद अबाबीली मूछों समेत थोक के हिसाब से बीवी बच्चों, सास सालियों, सालों और मुलाजिमाँ की फौज में धिरे मुतअद्दी ट्रकों, बिस्तरों, थैलों वगैरह-वगैरह से लदे सामने खड़े थे। हमने इस अच्छी खासी बटालियन को देखकर अपने घर की तरफ़ देखा। और दिल ही दिल में सोचा आलमगीरी फौज ने भी शायद इस बेदर्दी से गोलकुंडा किले का मोहासरा² न किया होगा। और फिर अबुल हसन तानाशाह की तरह हम ने भी हथियार डाल दिये। और एक मुर्दा सी मुस्कुराहट का मुजाहेरा करते हुए अर्ज किया। न कोई इत्तला न कोई ख़बर कम अज़ कम तार तो दे देते तो रौशन मियों का ट्रक लेकर पहुँच जाता। ग़ालेबन आप तबादला होकर यहाँ आये हैं—” हमारी बात पर दोनो अबाबीलें फड़फड़ाईं। फिर हम पर मुस्कुराहट की बिजली गिराते हुए बोले। मियों! अगर इत्तला देकर आते तो यह खुशी जो हमें अचानक देखकर आप महसूस कर रहे हैं कहीं नसीब होती?

1. एक से दूसरे को लगने वाली बीमारी 2. घेराव

عرض کیا۔ ”بجائے فرمایا آپ نے۔ کیا کہنے اس خوشی کے۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہیں مارے خوشی کے شادی مرگ نہ ہو جائے۔

جواب میں موصوف نے ایک فاتحانہ تہقید لگایا۔ اور پھر ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے موصوف کی سرکردگی اس فوج ظفر موج نے گھر کے چپے چپے پر قبضہ جمالیا اور ہماری حیثیت ایک تباہ حال لٹنے لٹنے مسافر کی سی ہو گئی۔ اور اتنے پر بس نہیں ہوا۔ موصوف کی ساس صاحبہ نے تو انتہا کر دی۔ بے کھٹکے ہم پر بھی حکم چلانے لگیں۔ کئی بار جی چاہا کہ دو ٹوک کہہ دیں۔ محترمہ آپ کے داماد کے دوست ہیں داماد نہیں لیکن ہر بار یہی سوچ کر چپ ہو جاتے کہ ہندوستانی مرد ساس کے سلسلہ میں بے حد جذباتی ہوتا ہے۔ وہ بیوی کو چاہے رانی سمجھے یا باندی لیکن ساس کو ہر حال میں ملکہ و کنور یہ سمجھتا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی جلیس صاحب کی ساس کو ملکہ و کنور یہ تسلیم کر لیا اور ان کا ہر حکم بجالانے لگے۔

اسے بھی ہماری بد قسمتی کہیے کہ اولاد کے سلسلہ میں بھی موصوف بے انتہا خوش قسمت واقع ہوئے ہیں۔ اگر انھیں شہر کے کسی فیملی پلاننگ سنٹر پر اپنے بال بچوں سمیت گلے میں یہ تحریر لٹکوا کر کہ دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو بٹھا دیا جائے تو فیملی پلاننگ کے پرچار میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ جو سائز اور رنگ کہیں اور نہ نظر آتا ہو وہ ان کے ہاں دیکھ لیجیے۔

ایک روز ہم دفتر سے تھکے ہارے گھر لوٹ کر دیکھتے کیا ہیں کہ موصوف کے برخوردار نمبر آٹھ بڑے ہی انہماک سے کسی چیز کے بیچے اُدھڑنے میں مصروف ہیں ان کے چاروں طرف ساری مڑی مڑی کاڑیاں اور کالے کپڑے کی دھجیاں بکھری پڑی ہیں۔ پہلے تو ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ اجزائے پریشاں آخر کس شے کے ہیں لیکن جب ذہن میں انھیں ترتیب دیا تو جی چاہا کہ سر پیٹ لیں۔ وہ ہماری چھتری کے اجزائے پریشاں تھے۔ کانپتے ہاتھوں سے ہم نے اپنی شہید چھتری کے اجزائے پریشاں اکٹھے کیے، اسی پل بیگم جلیس کمرے میں داخل ہوئیں اور لٹھ مار سلام جھاڑنے کے بعد اپنے ہونہار سے بولیں دیکھو چھوٹو چاچا آگئے۔ ان کی چھتری واپس کر دو۔

بھابی چھتری مل گئی۔ ہم نے چھتری کے اجزائے پریشاں انھیں دکھاتے

अर्ज किया। "बजा फरमाया आपने। क्या कहने इस खुशी के। मुझे तो डर लग रहा है कहीं मारे खुशी के शादिए-मर्ग¹ न हो जाय।"

जवाब में मौसूफ ने एक फातेहाना कहकहा लगाया। और फिर हमारे देखते ही देखते मौसूफ की सर करदगी में उस फौजे-जफर मौज ने घर के चप्पे-चप्पे पर कब्जा जमा लिया और हमारी हैसियत एक तबाह हाल लुटे-लुटाये मुसाफिर की सी हो गई। और इतने पर बस नहीं हुआ। मौसूफ की सास साहिबा ने तो इन्तहा कर दी। बे खटके हम पर हुक्म चलाने लगीं। कई बार जी चाहा कि दो दूक कह दें। मोहतरमा आपके दामाद के दोस्त हैं दामाद नहीं लेकिन हर बार यही सोचकर चुप हो जाते कि हिन्दुस्तानी मर्द सास के सिलसिले में बेहद जज्बाती होता है। वह बीवी को चाहे रानी समझे या बांदी लेकिन सास को हर हाल में मल्कए-विक्टोरिया समझता है। चुनांचे हम ने भी जलीस साहब की सास को मल्कए-विक्टोरिया तस्लीम कर लिया और उनका हर हुक्म बजा लाने लगे।

इसे भी हमारी बदकिस्मती कहिये कि औलाद के सिलसिले में मौसूफ बे इन्तहा खुश किस्मत वाके हुए हैं। अगर उन्हें शहर के किसी फ़ैमली प्लानिंग सेंटर पर अपने बाल बच्चों समेत गले में यह तहरीर लटकवाकर कि देखो मुझे जो दीदए-इबरत निगाह हो, बैठा दिया जाए तो फ़ैमली प्लानिंग के प्रचार में बड़ी मदद मिल सकती है। जो साइज और रंग कहीं और न नज़र आता हो वह उनके यहाँ देख लीजिये।

एक रोज़ हम दफ़्तर से थके हारे घर लौटकर देखते हैं कि मौसूफ के बरख़ुरदार नम्बर आठ बड़े ही इन्हमाक से किसी चीज़ के बख़िये उधेड़ने में मसरुफ़ हैं उनके चारों तरफ़ सारी मुड़ी-तुड़ी काड़ियाँ और काले कपड़े की धज्जियाँ बिखरी पड़ी हैं। पहले तो हमारी समझ में नहीं आया कि यह अजजाए-परेशाँ² आख़िर किस शाय के हैं लेकिन जब ज़ेहन में उनन्हें तरतीब दिया तो जी चाहा सर पीट लें। वह हमारी छतरी के अजजाए-परेशाँ थे। काँपते हाथों से हमने अपने शहीद छतरी के अजजाए-परेशाँ इकट्ठा किए, उसी पल बेगम जलीस कमरे में दाख़िल हुई और लठमार सलाम झाड़ने के बाद अपने होनहार से बोलीं देखो छोदू चाधा आ गये हैं। उनकी छतरी वापस कर दो।

मामी छतरी मिल गई। हमने छतरी के अजजाए-परेशाँ उन्हें दिखाते हुए कहा।

-
1. मरने की खुशी 2. बिखरे हुए टुकड़े

ہوئے کہا۔

ارے چھوٹا یہ کیا کر دیا تم نے۔ ! بیگم جلیس نے بڑے کمال مضبوطی سے ہنسی روکتے ہوئے مصنوعی غصہ کا اظہار کیا۔ پھر مزید بولیں۔ کیا بتاؤں بھائی صاحب، چھوٹو کی ان حرکتوں سے میں تو جھگ آچکی ہوں۔ کوئی چیز صحیح سلامت نہیں رہنے دیتا اور اس کے تباہی کہ اس کی ان حرکتوں پر فخر سے کہتے ہیں کہ یہ بڑا ہو کر بہت بڑا انجینئر بنے گا۔“ اسی پل جلیس صاحب داخل ہوئے اور بات اچک کر بولے ”دریں چہ شک“ کیا میں غلط کہتا ہوں سلیم صاحب۔“

جی نہیں۔ ”ہم نے بہ ہزار وقت مسکرا کر کہا۔ آپ بالکل درست کہتے ہیں آپ کے برخوردار تو پیدا ہی انجینئر ہیں۔ ثبوت کے طور پر یہ چھتری ملاحظہ فرمائیے۔ چھتری کے اڈیٹرے ہوئے بیچے کو دیکھ کر موصوف پر ہنسی اور کھانسی کا ملاحظہ دورہ پڑ گیا۔ بدقت تمام اس سے نجات پا کر جلتی پر تیل چھڑکنے والے انداز میں بولے۔ غالباً چھتری بہت پرانی تھی۔“

عرض کیا۔ جی ہاں کافی پرانی، ابھی چھ مہینے پہلے خریدی تھی.....!!

دو چار روز بعد ایک اور ڈھنی جھٹکے سے دو چار ہوئے۔ دفتر سے لوٹ کر کمر سیدھی کرنے کی غرض سے صوفے پر لیٹنے ہی والے تھے کہ بیگم جلیس فل ٹون (Full Tone) میں چلائیں۔ ”بھائی صاحب صوفہ پر مت لیٹئے پھٹا ہوا ہے۔“ اس اطلاع پر ہم لرز اٹھے ابھی مہینہ بھر پہلے ہی تو بڑے چاؤ سے خریدا تھا۔ آخر پھٹ کیسے گیا۔ ہم نے سوالیہ نظروں سے بیگم صاحبہ کی طرف دیکھا۔ اور وہ ہنس کر بولیں۔ ”آپ آج شاید جلدی میں بلیڈ کھلی چھوڑ گئے تھے اور وہ موٹو کے ہاتھ لگ گئی۔“

اور آگے جو کچھ ستم ہمارے واحد صوفے پر ہوا ہوگا اس کا تصور ہی کر کے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بیگم صاحبہ بدستور بڑے فخریہ انداز میں کہے جارہی تھیں ”جبر پھاڑ کا بہت شوق ہے موٹو کو۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ بڑا ہو کر ضرور ڈاکٹر بنے گا۔“

کیوں نہیں۔ پوت کے پاؤں تو پالنے میں ہی نظر آ جاتے ہیں۔ دیکھیے تو

अरे छोड़! यह क्या कर दिया तुमने! बेगम जलीस ने बड़े कमाले—ज़ब्त से हंसी रोकते हुए मस्तुई¹ गुस्से का इज़हार किया। फिर मज़ीद बोलीं। क्या बताऊँ भाई साहब, छोड़ की इन हरकतों से तो मैं तंग आ चुकी हूँ। कोई चीज़ सही सलामत नहीं रहने देता और इसके अब्बा हैं कि इस की इन हरकतों पर फ़ख़ से कहते हैं कि यह बड़ा होकर बहुत बड़ा इंजीनियर बनेगा।" उसी पल जलीस साहब दाख़िल हुए और बात उचक कर बोले "दरीं चे शक"² क्या मैं ग़लत कहता हूँ सलीम साहब।"

जी नहीं। हमने ब हजार दिक्कत मुस्कुरा कर कहा। आप बिल्कुल दुरुस्त कहते हैं आपके बरख़ुरदार तो पैदाइशी इंजीनियर हैं। सबूत के तौर पर यह छतरी मुलाहेज़ा फ़रमाइये। छतरी के उधड़े हुए बख़िये को देखकर मौसूफ़ पर हंसी और ख़ौंसी का मिला जुला दौरा पड़ गया। ब दिक्कत तमाम इससे निजात पाकर जलती पर तेल छिड़कने वाले अंदाज़ में बाले। ग़ालेबन छतरी बहुत पुरानी थी।

अर्ज़ किया। जी हौं काफ़ी पुरानी, अभी छः महीने पहले ख़रीदी थी.....!!

दो चार रोज़ बाद एक और ज़ेहनी झटके से दो चार हुए। दफ़्तर से लौटकर कमर सीधी करने की गरज़ से सोफ़े पर लेटने ही वाले थे कि बेगम जलीस फुल टोन थनसस ज़वदमद्ध में चिल्लायीं। "भाई साहब सोफ़े पर मत लेटिए फटा हुआ है।" इस इस्लाह पर हम लरज़ उठे अभी महीने भर पहले ही तो बड़े चाव से ख़रीदा था। आख़िर फट कैसे गया। हम ने सवालिया नज़रों से बेगम साहिबा की तरफ़ देखा। और वह हंस कर बोलीं। "आप आज शायद जल्दी में ब्लेड खुली छोड़ गये थे और वह मोटू के हाथ लग गई।"

और आगे जो कुछ सितम हमारे वाहिद सोफ़े पर हुआ होगा उसका तसव्वुर ही करके हमारे रोंगटे खड़े हो गये। बेगम साहिबा बदस्तूर फ़ख़िया अंदाज़ में कहे जा रही थीं "चीर—फाड़ का बहुत शौक है मोटू को। इससे यही अंदाज़ा होता है कि बड़ा होकर ज़रूर डाक्टर बनेगा।"

क्यों नहीं। पूत के पाँव तो पालने में ही नज़र आ जाते हैं। देखिये तो

-
1. बनावटी 2. इसमें क्या शक

کس چابک دسی سے بلیڈ چلائی ہے۔ اب کوئی ماہر کارمگر بھی اس صوفہ کی مرمت نہیں کر سکتا۔ ہمیں مجبوراً اُن کی ہاں میں ہاں ملائی پڑی۔

خدا خدا کر کے چھٹیاں ختم ہوئیں۔ اور وہ لوگ پورے ایک مہینہ تک ہم پر ہمارے گھر پر شان سے حکومت کرنے کے بعد گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر ساری بنیادیں ہلا کر کسی فاحش کی طرح سدھارے اور ان کے جانے کے بعد ہم نے اپنے گھر کی خستہ حالی کو دیکھ کر سوچا۔ غالباً نادر شاہ نے بھی دہلی کو اس بے دردی سے نہیں اجازا ہوگا۔ گھر کی ہر شے سے قیمتی برس رہی تھی۔ ہر میز، ہر کرسی، ہنگڑی ہو چکی تھی۔ ریڈیو جو دنیا بھر کے اسٹیشن پکڑتا تھا یونٹنگ (Tuning) کی ڈوری ٹوٹ جانے کی وجہ سے اب ایک ایسے اسٹیشن پر اٹکا ہوا تھا جہاں کی زبان سے ہم قطعی ناواقف تھے۔ ڈرائنگ روم اصطل میں تبدیل ہو چکا تھا۔ بیڈ روم باورچی خانے میں۔ اور باورچی خانہ بیت الخلاء میں الغرض سارے گھر کا نقشہ بگڑ چکا تھا۔ اور گھر کو واپس گھر کی شکل میں لانے کے لئے ہمیں جو پاؤں پیلنے پڑے وہ تو کچھ ہم ہی جانتے ہیں۔

خیر مرزا صاحب اور لائق میاں کی طرف سے ہم مایوس ہو چکے تھے اب آخری سہارا جلیس صاحب کا تھا ابھی گرمی کی چھٹیاں شروع ہونے میں کافی دن تھے اس لیے ہم نے سوچا اس سے پہلے کہ جلیس صاحب آدمکیں کیوں نہ ہم خود اچانک ان کے ہاں پہنچ جائیں چنانچہ فوراً ہی رنجیت سفر باندھا اور ٹیکسی کی تلاش میں باہر نکلے ہی تھے کہ پھر زلزلہ آگیا زمین گردش کرنے لگی، آسمان گرتا ہوا محسوس ہوا۔ جلیس صاحب بمعہ جلوس کے پھر موجود تھے۔ ہم نے بدقت تمام ان سے پوچھا اس بار جلدی کیسے آتا ہوا۔ آپ تو ہمیشہ بچوں کے امتحانات کے بعد ہی تشریف لاتے ہیں۔

مسکرا کر بولے۔ ”میاں یہ سب تلگانہ تحریک کی کارستانی ہے بچوں کے امتحانات ایک غیر معینہ مدت تک کے لیے ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔“

پھر ہمارے ہاتھ میں سوٹ کیس دیکھ کر پوچھا، کیا آپ کہیں جا رہے ہیں؟
”جی ہاں۔ مہینہ بھر کے لیے ٹور پر جا رہا ہوں۔“ ہم نے فوراً بہانہ بنایا۔
گھر مقفل کر کے؟ میاں دیکھتے نہیں ہو، زمانہ کس قدر بُرا ہے۔ آج کل

किस चाबुक-दस्ती से ब्लेड चलाई है। अब कोई माहिर कारीगर भी इस सोफे की मरम्मत नहीं कर सकता। हमें मजबूरन उनकी हॉ में हॉ मिलानी पड़ी।

खुदा खुदा करके छुट्टियाँ खत्म हुई। और वह लोग पूरे एक महीने तक हम पर हमारे घर पर शान से हुकूमत करने के बाद घर की ईंट से ईंट बजाकर सारी बुनयादे हिलाकर किसी फातेह की तरह सिघारे और उनके जाने के बाद हमने अपने घर की खस्ता-हाली को देखकर सोचा। गालेबन नादिर शाह ने भी दिल्ली को इस बेदर्री से नहीं उजाड़ा होगा। घर की हर शय से यतीमी बरस रही थी। हर मेज, हर कुर्सी लंगड़ी हो चुकी थी। रेडियो जो दुनिया भर के स्टेशन पकड़ता था ट्यूनिंग (Tuning) की डोरी टूट जाने की वजह से अब एक ऐसे स्टेशन पर अटका हुआ है जहाँ की जबान से हम कतई नावाकिफ थे। ड्राइंग रूम अस्तबल में तब्दील हो चुका था। बेडरूम बावरची खाने में। और बावरची खाना बैतुलखला में। अलगरज सारे घर का नक्शा बिगड़ चुका था। और घर को वापिस घर की शक्ल में लाने के लिए हमें जो पापड़ बेलने पड़े वह तो कुछ हज़् ही जानते हैं।

खैर मिर्जा साहब और लायक मियाँ की तरफ से हम मायूस हो चुके थे अब आखिरी सहारा जलीस साहब का था। अभी गर्मी की छुट्टियाँ शुरू होने में काफ़ी दिन थे इसलिए हमने सोचा इससे पहले कि जलीस साहब आ धमकें क्यों न हम खुद अचानक उनके यहाँ पहुँच जायें चुनांचे फ़ौरन ही रखते-सफ़र¹ बांधा और टैक्सी की तलाश में बाहर निकले ही थे कि फिर ज़लजला आ गया, ज़मीन गर्दिश करने लगी, आसमान गिरता हुआ महसूस हुआ। जलीस साहब ब मय जुलूस के फिर मौजूद थे। हमने ब दिक्कत तमाम उनसे पूछा इस बार जल्दी कैसे आना हुआ। आप तो हमेशा बच्चों के इम्तहानात के बाद ही तश्रीफ लाते हैं।

मुस्करा कर बोले। "मियाँ यह सब तिलंगाना तहरीक की कारिस्तानी है बच्चों के इम्तहानात एक ग़ैर मुअय्यना मुद्दत तक के लिए मुल्तवी कर दिये गये हैं।"

फिर हमारे हाथ में सूटकेस देखकर पूछा, क्या आप कहीं जा रहे हैं?

"जी हाँ। महीना भर के लिए दूर पर जा रहा हूँ" हमने फ़ौरन बहाना बनाया।

घर मुकफ़ल² करके? मियाँ देखते नहीं हो, ज़माना किस कदम बुरा है। आज कल के चोर उचक्के मकीनों की मौजूदगी में घरों में झाड़ू

1. सफ़र का सामान 2. ताला लगाकर

کے چور اچکے کینوں کی موجودگی میں گھروں پر جھاڑو پھیر دیتے ہیں۔ وہ تو اچھا ہوا کہ ہم بڑے موقع پر پہنچ گئے۔ لاپتے چابی مجھے دیتے تھے۔

ان کا انداز کچھ ایسا تھا کہ ہمیں چابی دینا ہی پڑی۔ چابی لینے کے بعد بولے اب آپ اطمینان سے جائیے۔ ہمارے ہوتے ہوئے یہاں چور کیا چور کا چاچا بھی پر نہیں مار سکتا۔

درست فرمایا۔ جہاں آپ ہوں وہاں چوروں کی کیا ضرورت۔ ہم نے دل ہی دل میں کہا۔ اور پھر ایک سستے سے ہوٹل کا رخ کیا۔ اب ہمیں اپنے گھر کے ہوتے ہوئے اس وقت تک کسی ہوٹل میں ٹھہرنا تھا جب تک کہ جلیس صاحب واپس نہیں لوٹ جاتے.....!!

• • • • •

फेर देते हैं। वह तो अच्छा हुआ कि हम बड़े मौके पर पहुँच गये। लाइये चाबी मुझे दीजिये।

उनका अंदाज़ कुछ ऐसा था कि हमें चाबी देना ही पड़ी। चाबी लेने के बाद बोले अब आप इत्मीनान से जाइये। हमारे होते हुए यहाँ चोर क्या चोर का चाचा भी पर नहीं मार सकता।

दुरुस्त फरमाया। जहाँ आप हों वहा चोरों की क्या जरूरत। हमने दिल ही दिल में कहा। और फिर एक सस्ते से होटल का रुख किया। अब हमें अपने घर के होते हुए उस वक्त तक किसी होटल में ठहरना था जब तक जलीस साहब वापस नहीं लौट जाते.....!!

• • • •

کل ہند چمھر کانفرنس

معتد چمھر: (چمھروں سے مخاطب ہو کر) مجھے خوشی ہے کہ آپ ہماری دعوت پر
 جھنڈنا تے ہوئے ملک کے گوشہ گوشہ سے اُڑ کر یہاں آئے ہیں۔ ہم نے اپنی
 کانفرنس کے لیے اس تاریک ہال کو اس لیے منتخب کیا ہے کہ ابھی کچھ دیر بعد
 یہاں وزیر کا جلسہ ہونے والا ہے۔ ظاہر ہے شرکاء میں بڑی تعداد تو ندوالے
 ہوں گے جن کے سینوں میں بجائے درد مندی کے خون سے بھرا ہوا دل ہوگا۔
 بس یوں سمجھیے کہ ہمارے لیے خون کی بڑی اور بھری بوتلیں آرہی ہیں۔ منہ
 کھول کر چوس لیجیے۔ ع

دعوت عام ہے یاران چمھروں کے لیے
 (شکریہ شکر یہ کی جھنڈنا ہٹ ہال میں گونجتی ہے)

معتد چمھر: حاضرین کرام۔ میں آج اس تاریک ہال و تاریخ ساز کانفرنس کے لیے
 ہمارے معزز و معزز چمھر کو زحمت دوں گا۔ موصوف کے جدِ امجد وہ ممتاز چمھر
 تھے جنہوں نے مغرور و نمرود کے سر میں گھس کر اُسے مارا۔ کہتے ہیں، جب

कुल हिन्द मच्छर कान्फ्रेंस

मुअतमद¹ मच्छर : (मच्छरों से मुख़ातिब होकर) मुझे ख़ुशी है कि आप हमारी दावत पर भिनभिनाते हुए मुल्क के गोशे-गोशे से यहाँ उड़कर आये हैं। हम ने अपनी कान्फ्रेंस के लिए इस तारीक़ हॉल को इसलिये मुन्तख़ब किया है कि अभी कुछ देर बाद यहाँ वज़ीर का जलसा होने वाला है। जाहिर है शोरका में बड़ी तादाद तौंद वाले होंगे जिनके सीनों में बजाए दर्दमन्दी के खून से भरा दिल होगा। बस यूँ समझिये कि हमारे लिए खून की बड़ी-बड़ी बोतलें आ रही हैं। मुँह खोल कर चूस लीजिये -

दावते आम है याराने-मच्छरों के लिए

(शुक्रिया की भिनभिनाइट हॉल में गूँजती है)

मुअतमद मच्छर : हाज़रीने-कराम! मैं आज इस तारीक़ हॉल व तारीख़ साज़ कान्फ्रेंस के लिए हमारे मुअम्मर² व मुअज़िज़ मच्छर को ज़हमत दूँगा। मौसूफ़ के ज़दे-अमजद³ वह मुमताज़ मच्छर थे जिन्होंने मगरुर नमरुद के सर में घुस कर उसे मारा। कहते हैं, जब जब नमरुद शिदते-ग़म से

نمرد شدت درد سے تڑپتا تھا تو بیگم نمرد اپنی زلفوں کو کھولے فریاد کرتی تھی کہ۔ ع

کوئی مجھ سے نہ مارے میرے دیوانے کو
صدر جلسہ کے کارنامے بھی کچھ کم نہیں۔ آپ نے جرمنی کا سفر کر کے وہاں اس شخص کا خون چوس لیا جس نے ہزاروں انسانوں کا خون چوسا تھا۔ جسے یوں تو اس کے ماں باپ بھڑکے کہتے تھے۔ لیکن مورخ ہو لیے نہ کوئی نام بھی مجھ کے بغیر۔

(معر مجھ پر صدرات پر جلوہ افروز ہوتا ہے)
ایک مجھ: مجھے ان کی صدرات پر اس لیے اعتراض ہے کہ یہ محترم طبقاتی سماج میں یقین رکھتے ہیں۔ نسلی تعصب ان کے ہڈی میں بھرا ہوا ہے۔ یہ صرف اپنے قبیلے کو ہی خالص نسل بتلاتے ہیں۔ ان کا نعرہ ہے کہ کمزور مجھروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ایسے گمراہ کن خیالات ان میں کہاں سے آئے؟

ایک آواز: ان کی رگوں میں بھڑکے خون جو دوڑ رہا ہے۔

صدر مجھ: (بہ آواز بلند) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل۔

معتد مجھ: خاموش رہیے۔ عزیزو! اس کانفرنس میں سماج، طبقہ، نسل اور قبیلہ جیسی

اصطلاحیں تھسٹ کر اس کانفرنس کو انسانی کانفرنس نہ بنائیے۔ آخر اشرف

المخلوقات اور مجھ پر ان بلاذات و پات میں کچھ تو فرق ہونا چاہئے۔

بھائیو! اس دور میں ہماری بقاء کو زبردست خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ انسان

اب پہلے سے زیادہ ہوشیار اور متحار ہو گیا ہے۔ اس کی پالیسی یک طرفہ

ہے۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ وہ کسی کا بھی خون چوس لے، لیکن یہ گوارا نہیں کہ

کوئی اس کا خون چوس لے مجھے ڈر ہے کہ روئے زمین سے ہماری نسل

بھی نہ ختم ہو جائے۔

آپ تمام مندوبین سے درخواست ہے کہ اپنے مشکلات اور مسائل پیش

کریں تاکہ ان کا حل تلاش کیا جائے۔

तड़पता था तो बेगम नमरुद अपनी जुल्फों को खोले
फरयाद करती थी कि -

कोई मच्छर से न मारे मेरे दीवाने को

सदरे-जलसा के कारनामे भी कुछ कम नहीं। आपने
जर्मनी का सफर करके वहाँ उस शख्स का खून चूस
लिया जिसने हज़ारों इन्सानों का खून चूसा था। जिसे यूँ
तो उसके माँ बाप हिटलर कहते थे। लेकिन मुअरिख¹
हो लिये न कोई नाम भी मच्छर कहे बगैर।

(मुअम्मर मच्छर मसनदे-सदारत पर जलवा अफरोज
होता है)

एक मच्छर : मुझे इनकी सदारत पर इसलिये एतराज है कि ये
मोहतरम तबकाती समाज में यकीन रखते हैं। नसली
तआसुब उनके पर-पर में भरा हुआ है। यह सिर्फ अपने
कबीले को ही खालिस नस्ल बतलाते हैं। इनका नारा है
कि कमजोर मच्छरों को ज़िंदा रहने का कोई हक नहीं।
ऐसे गमराहकुन खयालात इनमें कहाँ से आये?

एक आवाज़ : इनकी रगों में हिटलर का खून जो दौड़ रहा है।

सदर मच्छर : (बआवाजे-बुलन्द) रगों में दौड़ते फिरने के हम नहीं
कायल।

मुअतमद मच्छर : ख़ामोश रहिये! अज़ीज़ो! इस कान्फ्रेंस में समाज, तबका,
नस्ल और कबीला जैसी इस्तलाहें घसीट कर इस
कान्फ्रेंस को इन्सानी कान्फ्रेंस न बनाइये। आखिर
अशरफुलमखलूकात² और मच्छराने-बिला जातो-पात में
कुछ तो फर्क होना चाहिये। भाइयों! इस दौर में हमारी
बका को ज़बरदस्त ख़तरा लाहक हो गया है। इंसान अब
पहले से ज़्यादा होशियार और मक्कार हो गया है।
उसकी पॉलिसी एक तरफ़ा है। यानी वह चाहता है कि
वह किसी का भी खून चूस ले, लेकिन यह गवारा नहीं
कि कोई उसका खून चूस ले मुझे डर है कि रुए-ज़मीन
से हमारी नस्ल ही न ख़त्म हो जाये। आप तमाम
मंदूबीन³ से दरख़वास्त है कि अपनी मुश्किलात और
मसायल पेश करें ताकि उनका हल तलाश किया जाये।

1. इतिहासकार 2. आदमी 3. मेंबर, कार्यकर्ता

دیہی چمحر: یہ امر باعث مسرت ہے کہ اب دیہی باشندے بھی شہری باشندوں کی طرح سست اور تن پرور ہوتے جا رہے ہیں اب وہ بھی روز نہاتے نہیں۔ اب دیہاتوں میں ہماری پناہ گاہیں یعنی سینما ہال اور ہوٹل کھل رہے ہیں۔
(سفید چمحر داخل ہوتے ہیں)

معتد چمحر: کیا آپ کسی سرد ملک سے تشریف لا رہے ہیں؟
سفید چمحر: غالباً ہمارے رنگ کی وجہ سے آپ یہ سوال پوچھ رہے ہیں۔ جیسا خون ویسی رنگت ہوگی۔ اب بڑے بڑے شہروں میں سفید خون ہی مل رہا ہے۔ سرد مہری اب ہماری قومی خصوصیت بن گئی ہے۔

بوزھا چمحر: (ٹھنڈی سانس بھر کر) نو جوانو! تم خوش قسمت ہو کہ اب حسینوں اور مد جبینوں کو من پسند طریقوں سے آزادانہ چوم سکتے ہو۔ ہماری جوانی میں عورتیں باحیا اور پردہ دار ہوتی تھیں اور ہمیں بہ مشکل ان کی ہتھیلیوں کو ہی چومنے کا موقع ملتا تھا۔ اب تو خیر آپ کو ہر طرف سے آزادی ہے۔

ہنسی چمحر: جناب ہماری حالت زار کا یہی راز ہے کہ ہمارا طریقہ وار فرسودہ اور احمقانہ ہے۔ اب ہمیں حضرت انسان پر خاموشی سے حملہ کرنا ہوگا۔ کلاسیکی انداز میں گنگنانے سے وہ ہمیں مارنے کے لیے ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے۔

صدر چمحر: نہیں نہیں۔ ہم مکاری سے حملہ نہیں کریں گے۔ آخر ہمارے اور انسان کے طریقہ وار میں کچھ تو فرق ہونا چاہیے۔ ہم اپنا قومی ترانہ گاتے ہوئے انسان پر حملہ کریں گے۔ چاہے اس میں ہم شہید ہی کیوں نہ ہو جائیں۔
(چند موٹے تازے چمحر داخل ہوتے ہیں)

معتد چمحر: کیا آپ کسی صحت افزا مقام سے تشریف لا رہے ہیں؟
صحت مند چمحر: نہیں جناب ہم ملک کی راجدھانی سے آرہے ہیں۔ خوش قسمتی سے ہمارا حلقہ پارلیمنٹ ہاؤس ہے۔ یہی مقام ہماری صحت کا ضامن ہے۔ یہاں ہمیں سارے ملک کا خون دستیاب ہے۔ گویا ہم گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے والے کا خون چوستے ہیں۔ وہاں بڑی آسانی سے تازہ سرخ اور صحت

देही मच्छर : यह अमर बाअसे मुसररत है कि अब देही बाशिदे भी शहरी बाशिदों की तरह सुस्त और तनपरवर होते जा रहे हैं अब वह भी रोज नहाते नहीं। अब देहातों में हमारी पनाहगाहें यानी सिनेमा हॉल और होटल खुल रहे हैं।
(सफेद मच्छर दाखिल होते हैं)

मुअतमद मच्छर : क्या आप किसी सर्द मुल्क से तशरीफ ला रहे हैं?

सफेद मच्छर : गालेबन हमारे रंग की वजह से आप यह सवाल पूछ रहे हैं। जैसा खून वैसी रंगत होगी। अब बड़े-बड़े शहरों में सफेद खून ही मिल रहा है। सर्द मेहरी¹ अब हमारी कौमी खुसूसियत बन गई है।

बूढ़ा मच्छर : (ठंडी सांस भर कर) नौजवानों! तुम खुशकिस्मत हो कि अब हसीनों और महजबीनों को मन पसंद तरीकों से आज्ञादाना चूम सकते हो। हमारी जवानी में औरतें बा-हया और पर्दा दार होती थीं और हमें ब मुश्किल इन की हथेलियों को ही चूमने का मौका मिलता था। अब तो खेर आप को हर तरफ से आज्ञादी है।

हिप्पी मच्छर : जनाब हमारी हालते-ज़ार का यही राज है कि हमारा तरीकए-वार फरसूदा और अहमकाना है। अब हमें हज़रते इन्सान पर ख़ामोशी से हमला करना होगा। क्लासिकी अन्दाज़ में गुनगुनाने से वह हमें मारने के लिए हाथों हाथ लेता है।

सदर मच्छर : नहीं नहीं। हम मक्कारी से हमला नहीं करेंगे। आखिर हमारे और इन्सान के तरीकए-वार में कुछ तो फर्क होना चाहिये। हम अपना कौमी तराना गाते हुए इन्सान पर हमला करेंगे। चाहे उसमें हम शहीद ही क्यों न हो जायें।

(चंद मोटे ताज़े मच्छर दाखिल होते हैं।)

मुअतमद मच्छर : क्या आप किसी सेहत अफ़ज़ा मोकाम से तशरीफ ला रहे हैं?

सेहतमन्द मच्छर : नहीं जनाब हम मुल्क की राजधानी से आ रहे हैं। खुश किस्मती से हमारा हलका पारलियामेंट हाउस है। यही मोकाम हमारी सेहत का ज़ामिन है। यहाँ हमें सारे मुल्क का खून दस्तयाब है। गोया हम घाट-घाट का पानी पीने वाले का खून चूसते हैं। वहाँ बड़ी आसानी ज़े ताज़ा, सुख और सेहतमन्द खून मिलता है। वहाँ का आलम ही

مند خون ملتا ہے۔ وہاں کا عالم ہی نرالا ہے۔ اراکین پارلیمنٹ ہماری
 جھنجھٹا ہٹ اور اسپیکر کی گھنٹی سے بھی بیدار نہیں ہوتے۔ ہمارا پل پل بدلتا ہوا
 رنگ سیاست دانوں کی سیاسی فطرت کا مرہون منت ہے۔

چھاپہ مار پمچھر: صدر محترم! ہمیں دوسری خون چوس قوم کھٹملوں سے سخت شکایت ہے۔
 واقعہ یوں ہے کہ ہماری دہشت گرد چھاپہ مار ٹولی ایک ہوٹل کے کمرہ سے
 سوتے ہوئے بچے کو اغوا کرنا چاہتی تھی۔ ہم بچے کو اپنے شانوں پر لے
 اڑنے والے تھے کہ عین وقت پر کھٹملوں نے پلنگ پر گھیراؤ کر کے بچے کو بڑی
 طرح جکڑ لیا۔ ہماری اور کھٹملوں کی بچہ کشی میرا مطلب رسہ کشی میں بچے کی
 آنکھ کھل گئی اور اغوا کا منصوبہ ناکام ہوا۔

صدر پمچھر: میں آپ کی اس شکایت کو کھٹل اسوسی ایشن بھیجتا ہوں آخر خون چوسنے والوں
 کو بھی چند اصولوں پر کاربند رہنا چاہیے۔ ہم نے عالمی خون چوس کانفرنس
 (جس کا صدر دفتر پہلے برلن اور اب تل ابیب ہے) میں اپنے غیر جانب
 دارانہ موقف کی توثیق کر دی تھی اور واضح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ کسی ایک رکن
 کے شکار کے دوران دوسرے خون چوس رکن مداخلت نہیں کریں گے۔
 کھٹملوں نے ہماری اس ”چوسو اور چوسنے دو“ کی پالیسی کی تائید کی تھی۔
 ہر ہوٹل میں اگر ہم اور کھٹل دونوں موجود ہوں تو دیکھنا ان بستیوں کو تم کہہ دیا
 ہو گئیں والا معاملہ ہوگا۔ آدم خور شیر بھی دوسروں کے شکار کو سونگھتا نہیں۔
 یہاں انسان کی بات اور ہے اس لیے ہمارے نزدیک سب سے مکار
 جانور انسان ہے۔

معتد پمچھر: (کمزور ناتواں پمچھروں سے مخاطب ہو کر) شاید آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟
 کمزور پمچھر: زہے نصیب! جناب والا ہمیں خشک سالی و بد حالی کا علاقہ دیا گیا ہے۔ جہاں
 اردو ادیب و شاعر رہتے ہیں۔ ان کی حالت زار کو دیکھ کر دل بھی کہتا ہے کہ
 اپنے جسم کے دیوندر خون کا عطیہ انہیں دیا جائے۔ ان کی حیثیت سماج میں
 پمچھروں سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں۔

निराला है। अराकीने पारलियामेंट हमारी मिनमिनाहट और स्पीकर की घंटी से भी बेदार नहीं होते। हमारा पल-पल बदलता हुआ रंग सियासतदानों की सीमाबी फितरत का मरहूने-मिन्नत है।

छापामार मच्छर : सदरे-मोहतरम! हमें दूसरी खून चूस कौम खटमलों से सख्त शिकायत है। वाकया यूँ है कि हमारी दहशतगर्द छापामार टोली एक हेटल के कमरे में सोते हुये बच्चे को अगवा करना चाहती थी। हम बच्चे को अपने शानों पर ले उड़ने वाले थे कि ऐन वक़्त पर खटमलों ने पलंग पर घेराव कर के बच्चे को बुरी तरह जकड़ लिया। हमारी और खटमलों की बच्चा कशी मेरा मतलब रस्सा कशी में बच्चे की आँख खुल गई और अगवा का मंसूबा नाकाम हुआ।

सदर मच्छर : मैं आपकी इस शिकायत को खटमल एसोसीएशन भेजता हूँ आखिर खून चूसने वालों को भी चंद उसूलों पर कारबन्द रहना चाहिये। हमने आलमी खून चूस कान्फ्रेंस (जिसका सदर दफ़तर पहले बर्लिन और अब तेलअबीब है) में अपने गैर-जानिबदाराना मोवक्किफ़ की तौसीक कर दी थी और वाजेह तौर पर यह बतलाया गया था कि किसी एक रुक्न के शिकार के दौरान दूसरा खून चूस रुक्न मोदाखेलत नहीं करेगा। खटमलों ने हमारी इस "चूसो और चूसने दो" की पॉलिसी की ताईद की थी। हर होटल में अगर हम और खटमल दोनों मौजूद हों तो देखना इन बस्तियों को तुम कि वीरों हो गई वाला मामला होगा। आदमखोर शेर भी दूसरों के शिकार को संधता नहीं। यहाँ इन्सान की बात और है इसलिए हमारे नज़दीक सब से मक्कार जानवर इन्सान है।

मुअतमद मच्छर : (कमजोर व नातवाँ मच्छरों से मुखतिब होकर) शायद आप कुछ कहना चाहते है?

कमजोर मच्छर : ज़हे-नसीब! जनाबे-वाला हमें खुशक साली व बदहाली का इलाका दिया गया है। जहाँ उर्दू के अदीबो-शायर रहते हैं। इनकी हालते-ज़ार को देखकर दिल यही कहता है कि अपने जिस्म के दो बूंद खून का अतिया उन्हें दिया जाये। उनकी हैसियत समाज में मच्छरों से ज़्यादा नहीं है। इसलिए वह कहते हैं -

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے

دوڑ جہاں پہ بیٹھا ہوا پھر نہیں ہوں میں

صدر مجھر: گویا ادیبوں اور شاعروں کے حلقہ میں رہ کر آپ بھی شعر فہم ہو گئے ہیں۔

وہاں خون کی قلت ہے تو آپ بلڈ بینک پر ہلہ کیوں نہیں بولتے۔

کنزور مجھر: جناب اردو شاعروں اور ادیبوں سے قریب رہنے کے طفیل ہمیں انسان دوستی

کا مفہوم سمجھ میں آ گیا ہے۔ آپ خفانہ ہوں تو عرض کروں کہ بلڈ بینک میں

صرف تانگہ والوں، رکشہ والوں، مزدور اور مجبوروں کا خون بوتلوں میں بھرا

رہتا ہے۔ امیر اور سیاست داں خون (زندہ رہنے کے لیے) کے لیے ضمیر کو

نیچتے ہیں۔ غریب روپیوں کے لیے خون نیچتے ہیں۔ ابھی ہم مجھروں کا خون

اتنا سفید نہیں ہوا کہ صاف اور میلے خون میں تمیز نہ کر سکیں۔ نہیں جناب ہم

بلڈ بینک کا ہر گز رخ نہیں کریں گے۔

صدر مجھر: (خون کا گھونٹ پیتے ہوئے) یوں تو انسان دوستی ہماری فطرت کے عین

خلاف ہے۔ لیکن میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ مجھے پھر ہے کہ

اپنے اہم حریف (انسان) سے زیادہ شریف ہیں۔ میں اس کا نفرنس میں

اعلان کرتا ہوں کہ آج سے غریبوں، مزدوروں اور رکشہ راں کا خون ہم پر حرام

ہے۔ اس فہرست میں آپ اردو شعراء اور ادباء کو بھی شامل کر سکتے ہیں۔

کاش خدا ہمیں خون چوسنے کے ساتھ خون داخل کرنے کی صلاحیت بھی عطا

فرماتا تو یقیناً ہم انسانوں میں جسمانی طور پر سبھی مساوات لاتے، طاقت ور،

امیر اور مغرور انسانوں کا خون غریبوں، مزدوروں اور کنزوروں کے جسم میں

داخل کر کے ایک صحت مند سماج تشکیل کرتے۔ کاش!

بہر کیف متمدن مجھر کا یہ خدشہ بے بنیاد ہے کہ ہماری نسل کی بقاء کو خطرہ لاحق

ہے۔ جب تک انسان میں لوٹ، کھسوٹ، مار پیٹ، تن پروری، ذخیرہ

اندوزی اور رشوت ستانی رہے گی۔ دنیا میں اندھیرا رہے گا اور اندھیرا

ہمارے لیے بہترین ماحول ہے۔ اب انسان کو روشنی سے نفرت ہو چلی

या सब जमाना मुझको मिटाता है किस लिये
दोशे जहाँ पे बैठा हुआ मच्छर नहीं हूँ मैं

सदर मच्छर : गोया अदीबों और शायरों के हलके में रहकर आप भी शेर-फहम हो गये हैं। वहाँ खून की किल्लत है तो आप ब्लड बैंक पर हल्ला क्यों नहीं बोलते।

कमजोर मच्छर : जनाब उर्दू शायरों और अदीबों से करीब रहने के तुफैल हमें इन्सान दोस्ती का मफहूम समझ में आ गया है। आप खफा न हों तो अर्ज करें कि ब्लड बैंक में सिर्फ तांगा वालों, रिक्शा वालों, मजदूर और मजदूरों का खून बोतलों में भरा रहता है। अमीर और सियासतदाँ (जिन्दा रहने के लिए) के लिए ज़मीर को बेचते हैं। गरीब रुपयों के लिए खून बेचते हैं। अभी हम मच्छरों का खून इतना सफेद नहीं हुआ है कि साफ़ और मैले खून में तमीज़ न कर सकें। नहीं जनाब हम ब्लड बैंक का हरगिज़ रुख नहीं करेंगे।

सदर मच्छर : (खून का घूंट पीते हुये) यूँ तो इन्सान दोस्ती हमारी फितरत के ऐन खिलाफ़ है। लेकिन मैं आपके जज़्बात की कद्र करता हूँ। मुझे फख़ है कि अपने अहम हरीफ़ (इन्सान) से ज़्यादा शरीफ़ हैं। मैं इस कान्फ़्रेंस में एलान करता हूँ कि आज से गरीबों, मजदूरों और रिक्शा वालों का खून हम पर हराम है। इस फ़ेहरिस्त में आप उर्दू शोअरा और ओदबा को भी शामिल कर सकते हैं। काश खुदा हमें खून चूसने के साथ साथ खून दाखिल करने की सलाहियत भी अता फ़रमाता तो यकीनन हम इन्सानों में जिस्मानी तौर पर ही सही मसावात¹ लाते, ताकतवर, अमीर और मगरूर इन्सानों का खून गरीबों, मजदूरों और कमजोरों के जिस्म में दाखिल करके एक सेहतमंद समाज तश्कील करते। काश!

बहरकैफ़ मुअतमद मच्छर का यह ख़दशा बे बुनियाद है कि हमारी नस्ल की बका को ख़तरा लाहक़ है। जब तक इन्सान में लूट, खसूट, मारपीट, तनपरवरी, ज़ख़ीरा अन्दोज़ी और रिश्वत सतानी रहेगी। दुनिया में अंधेरा रहेगा और अंधेरा हमारे लिये बेहतरीन माहौल है। अब इन्सान को रोशनी से नफ़रत हो चली है। वह खुद पर

ہے۔ وہ خود پر مایوسی، تھکایک اور بے یقینی کا اندھیرا مسلط کر رہا ہے۔ ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ اس کا یہ تاریک اور منفی رجحان ہمارے حق میں افزائشِ نسل کی ضمانت ہے۔

وہ نیے! کھوکھلے اور جموٹے نعروں سے وزیر کا استقبال ہو رہا ہے۔ اب ان کا جلسہ شروع ہونے والا ہے۔ آپ تمام ایک ایک کرسی پر بیٹھ کر خون چوسے اور وزیر کی لچھے دار تقریر سنئے۔ بحیثیت صدر میں وزیر کی کرسی پر بیٹھتا ہوں۔

ہاں ہماری اگلی کانفرنس کے لیے یہی کہوں گا کہ
ع پھر ملیں گے اگر وزیر آیا۔

.....

मायूसी, तश्कीक और बेयकीनी का अंधेरा मोसल्लत कर रहा है। हमें खुश होना चाहिये कि इसका यह तारीक और मन्फी रुजहान हमारे हक में अफजाइशे-नस्ल की ज़मानत है। वह सुनिये! खोखले और झूटे नारों से वज़ीर का इस्तक़बाल हो रहा है। अब इनका जलसा शुरू होने वाला है। आप तमाम एक-एक कुर्सी पर बैठकर खून चूसिये और वज़ीर की लच्छेदार तकरीर सुनिये। बहैसियत सदर मैं वज़ीर की कुर्सी पर बैठता हूँ। हाँ हमारी अगली कान्फ़्रेंस के लिए यही कहूँगा कि -

फिर मिलेंगे अगर वज़ीर आया।

• • • •

انجمن برائے رسم اجرا

سماج کی فرسودہ رسموں کے خلاف آواز اٹھانے والا شاعر بھی بالآخر ایک رسم کا شکار ہو گیا۔ وہ رسم اس کے مجموعہ کلام کے اجراء کی ہے۔ رسم اجراء کی محفلیں ہر شہر میں منعقد ہوتی ہیں اور ہر محفل میں کسی وزیر کی موجودگی لازمی بلکہ برحق ہوتی ہے۔ اگر اس رسم کی مقبولیت اور معقولیت کا یہی عالم رہا تو حکومت اس مقصد کے لیے ایک علیحدہ وزارت قائم کرنے کے لیے مجبور ہو جائے گی تاکہ اس شعبے کے وزیر کے ذمہ ایسی تقریبوں میں تقریریں کرنے کا کام سونپ کر دوسرے وزیروں کو نجات دلائی جاسکے۔

آج کل بعض وزراء رسم اجراء کی محفلوں اور مشاعروں میں اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ انہیں اپنے متعلقہ شعبے کے فائل دیکھنے کا بھی موقع نہیں ملتا۔ اور کتابیں اس قدر چھپنے لگی ہیں کہ بے چارے نظاد اور صائب الرائے حضرات اپنی گرانقدر رائے دیتے دیتے تھک گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب مدعو سامعین کے سامنے وزیروں سے تقریریں کرائی جاتی ہیں تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ جس طرح باجے گاجے اور تام جھام کے بغیر ہونے والی شادی پھیلکی اور بے رنگ ہوتی ہے اسی طرح رسم اجراء کی

अन्जुमन बराए-रस्मे-इजरा¹

समाज की फरसूदा रस्मों के खिलाफ आवाज उठाने वाला शायर भी बिलआखिर एक रस्म का शिकार हो गया। वह रस्म उसके मजमुअ-कलाम के इजरा की है। रस्मे-इजरा की महफिलें हर शहर में मुनअकिद होती हैं और हर महफिल में किसी वजीर की मौजूदगी लाजमी बल्कि बरहक होती है। अगर इस रस्म की मकबूलियत और माकूलियत का यही आलम रहा तो हुकूमत इस मकसद के लिये एक अलाहेदा वजरात कायम करने के लिये मजबूर हो जायेगी ताकि इस शोबे के वजीर के जिम्मे ऐसी तकरीबों में तकरीरें करने का काम सौंप कर दूसरे वजीरों को निजात दिलाई जा सके।

आज कल बाज वजरा रस्मे-इजरा की महफिलों और मुशायरों में इस कदर मसरुफ रहते हैं कि उन्हें अपने मुतअल्लिका शोबे की फाईल देखने का मौका नहीं मिलता। और किताबें इस कदर छपने लगी हैं कि बेघारे नक्काद और साएबुराय² हजरात अपनी गरौकद राय देते-देते थक गये हैं यही वजह है कि अब मदऊ सामईन के सामने वजीरों से तकरीरें कराई जाती हैं ताकि सनद रहे और बवक्ते जरूरत काम आये। जिस तरह बाजे-गाजे और ताम-झाम के बगैर होने वाली शादी फीकी और बे रंग होती है उसी तरह रस्मे-इजरा की

1. विमोचन समारोह समिति 2. सही राय देने वाले

ادائیگی کے بغیر بازار میں آنے والی کتاب بھی بے وقعت ہو کر رہ جاتی ہے۔ لہذا بعض ادب پرست اور علم دوست حضرات نے رسم اجراء کی بنیاد ڈالی تاکہ صاحب کتاب کی دنیا اور عاقبت سنور سکے۔

بعض کتابوں کی رسم اجراء کی تقریب تو اسی وقت منعقد ہو جاتی ہے جب وہ ابھی کتابت یا جلد سازی کے مراحل طے کر رہی ہوتی ہیں۔ ہمارے ایک دوست نے اپنی ایک کتاب کے ایک بی ایڈیشن کے جشن اجراء کا اہتمام تین بار کیا۔ بعض لوگ اپنی کتابوں کی سالگرہ کا جشن بھی ہر سال بڑی دھوم دھام سے منانے لگے ہیں۔ غرض کہ اس قسم کے جشن اب شاعروں اور ادیبوں کے فرقے میں کافی مقبول ہوتے جا رہے ہیں۔ عام طور سے اس موقع پر شاعروں اور ادیبوں کو بڑی دوز دھوپ کرنا پڑتی ہے۔ اور جب تک اس کی کتاب کا جشن بحسن و خوبی گزرنے کا وقت تک اس کے چہرے پر وہی مایوسی اور اُداسی رہتی ہے جوڑ کی کی رخصتی سے قبل تک مفلس ماں باپ کے چہرے پر ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ شعراء کرام کی ان پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے ہم نے ایک جامع اور ہمہ گیر قسم کا منصوبہ بنا ڈالا۔ پلان یہ تھا کہ ہم ”انجمن برائے رسم اجراء“ کی بنیاد ڈالیں جو وقت ضرورت شاعروں اور ادیبوں سے مناسب معاوضہ لے کر ان کی کتاب کے جشن اجراء کا اہتمام کیا کرے۔ اس انجمن کے ذمہ گاؤں، مائیک اور ہال سے لے کر سامعین، صاحب صدر اور وزیر تک کے بندوبست کرنے کا کام ہوگا۔ اس طرح شاعر پریشانیوں سے بچ جائے گا اور مجوزہ انجمن مقررہ وقت پر سارے سامان مہیا کر دے گی۔ ہمارا یہ خیال بھی تھا کہ بعض نادار شعراء کے لیے انجمن فی سبیل اللہ بھی کام کرے گی کیوں کہ ان کے پاس وسائل کی کمی ہوتی ہے ایسے شعراء کو رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے وقت انجمن پوری احتیاط اور رازداری سے کام لے گی تاکہ شاعر احساس کمتری کا شکار نہ ہو۔

پہلے ہم آپ کو ایک راز کی بات بتادیں کہ یہ پلان تو ہمارا ہی تھا لیکن اس کی تحریک ہمیں ایک وزیر مملکت سے ملی تھی۔ ہوا یوں کہ ہم نے اپنے ایک دوست کو ایک دن ہمدرد دو خانے میں فون کیا۔ جب ادھر سے جواب آیا ”ہیلو“ تو ہم نے پوچھا ”کیا ہمدرد دو خانہ ہے؟“ جواب ملا ”جی نہیں! میں وزیر مملکت برائے روڈی کا خدات کا

अदाएगी के बगैर बाज़ार में आने वाली किताब भी बेवक़्त होकर रह जाती है। लिहाज़ा बाज़ अदब-परस्त और इल्म-दोस्त हज़रात ने रस्मे-इजरा की बुनियाद डाली ताकि साहबे-किताब की दुनिया और आक़ेबत संवर सके।

बाज़ किताबों की रस्मे-इजरा की तकरीब तो उसी वक़्त मुनअकिद हो जाती है जब वह अमी किताबत या जिल्दसाज़ी के मराहिल तय कर रही होती हैं। हमारे एक दोस्त ने अपनी एक किताब के एक ही ऐडिशन के जश्ने-इजरा का एहतमाम किया। बाज़ लोग अपनी किताबों की सालगिरह का जश्न भी बड़ी धूम-धाम से मनाने लगे हैं। गरज़ कि इस किस्म के जश्न अब शायरों और अदीबों के फिरके में काफ़ी मकबूल होते जा रहे हैं। आम तौर से इस मौके पर शायरों और अदीबों को बड़ी दौड़-धूप करना पड़ती है। और जब तक उसकी इस किताब का जश्न बहुस्नो-ख़ूबी गुज़र जाता है उस वक़्त तक उसके चेहरे पर वही मायूसी और उदासी रहती है जो लड़की की रुख़सती से कबूल तक मुफ़लिस मौँ-बाप के चेहरे पर हुआ करती है। चुनानचे शोअराए-कराम की इन परेशानियों को देखते हुए हमने एक जामे और हमागीर किस्म का मनसूबा बना डाला। प्लान ये था कि हम "अन्जुमन बराए-रस्मे-इजरा" की बुनियाद डालें जो वक़्त ज़रूरत शायरों और अदीबों से मुनासिब मोआवज़ा लेकर उनकी किताब के जश्ने-इजरा का एहतमाम किया करे। इस अन्जुमन के ज़िम्मे गाव तकिया, माइक और हॉल से लेकर सामईन, साहबे सदर और वज़ीर तक के बन्दोबस्त करने का काम होगा। इस तरह शायर परेशानियों से बच जायेगा और मुजव्वेज़ा अन्जुमन मोकर्रश वक़्त पर सारे सामान मुहय्या कर देगी। हमारा यह भी ख़याल था कि बाज़ नादिर शोअरा के लिए अन्जुमन फीसबीलिल्लाह भी काम करेगी क्योंकि उनके पास वासइल की कमी होती है ऐसे शोअरा को रज़ाकाराना तौर पर अपनी ख़िदमात पेश करते वक़्त अन्जुमन पूरी एहतयात और राज़दारी से काम लेगी ताकि शायर ऐहसासे-कमतरी का शिकार न हो।

पहले हम आपको एक राज़ की बात बता दें कि यह प्लान तो हमारा ही था लेकिन इसकी तहरीक हमें एक वज़ीरे-मुमलिकत से मिली थी। हुआ यूँ कि हमने अपने एक दोस्त को एक दिन हमदर्द दवाख़ाने में फ़ोन किया। जब उधर से जवाब आया "हेलो" तो हमने पूछा "क्या हमदर्द दवाख़ाना है?" जवाब मिला "जी नहीं! मैं वज़ीरे-मुमलिकत बराये रद्दी कागज़ात का

ہی۔ اے ہوں“ اس سے پہلے کہ ہم ”ساری، راگ نمبر“ کہہ کر سلسلہ منقطع کرتے کہ
 اچانک خیال آیا کہ یہ دلچسپ وزارت جس کے حصے میں آئی ہے وہ اتفاق سے ہمارے
 پُرانے شاسا ہیں۔ لہذا ہم نے فوراً پی۔ اے سے کہا ”جناب! وزیر مملکت سے ہماری
 بات کر دیجیے۔“ چند ہی لمحے بعد وزیر موصوف ہم سے مخاطب تھے۔ جب ہم نے اپنا نام
 بتایا تو انھوں نے فوراً کہا ”بھئی کہاں ہو؟ تم نے ملنا جلنا کیوں ترک کر دیا؟ ایک بہت
 ضروری کام ہے۔ رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔“ انھوں نے ایک ہی سانس میں کہہ
 ڈالا۔ اور ہم اپنی قسمت پر رشک کرنے لگے کہ وزیر بننے کے بعد یہ محترم ہمیں بھولے نہیں
 ہیں ان سے ہمارے تعلقات بڑے دیرینہ اور گہرے قسم کے ہیں۔ یوں تو وہ میدان
 سیاست کے پُرانے کھلاڑی تھے لیکن قسمت میں ہمیشہ ناکامی رہی۔ کئی بار انھوں نے
 پارٹی بھی بدلی لیکن اتفاق سے جس پارٹی میں وہ جاتے وہ پارٹی ان کے حلقہ انتخاب میں
 ہار جاتی۔ ہاں اس بار قسمت نے یادری کی اور وہ الیکشن جیت گئے۔ ٹوئیر والی منسٹری میں
 انھیں چھلانگ بھی مل گیا یعنی وزیر مملکت بن گئے۔

رات کو جب ہم ان کے گھر پہنچے تو حضرت بڑی خندہ پیشانی سے ملے۔
 ہمیں اس الطاف و عنایت پر بڑی حیرت تھی۔ اگر اس وقت بیوی ساتھ ہوتی تو وزیر محترم
 کے گھر پر یہ آؤ بھگت دیکھ کر ہماری شخصیت کی معترف ہو جاتی۔ میز پر رکھے ہوئے انواع و
 اقسام کے کھانوں کے ساتھ جب ہم پورا پورا انصاف کر چکے تو وزیر موصوف نے بڑے
 رازدارانہ انداز میں کہا ”یار تم تو میرے گہرے دوست ہو، ہر موقع پر تم نے میرا ساتھ دیا
 تھا۔“ ”حضور! ہم آج بھی آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ خدا نہ کرے کہ
 آپ کا کہیں خون ہے لیکن بغرض محال بہا بھی تو ہم وہاں کڑا کے کی سردی میں بھی اپنا پسینہ
 ضرور بہائیں گے“ ہم نے ان کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر
 ایک تانباک مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔ اور انھوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
 ”ویری ٹائس آف یو، تم سے یہی اُمید تھی۔ مجھے تمہاری دوستی پر ناز ہے۔“ ہم نے بھی
 ایک دوسرا تیر چھٹکتے ہوئے کہا ”آپ حکم دیجیے۔ انشا اللہ یہ خاکسار آپ کے لیے سب کچھ
 کر گذرے گا“ وزیر مملکت برائے رڈی کاغذات نے مشکور ہوتے ہوئے کہا ”دوست!

पी. ए. हूँ" इससे पहले कि हम "सॉरी, रॉग नम्बर" कहकर सिलसिला मुनकता करते कि अचानक खयाल आया कि यह दिलचस्प वज़ारत जिसके हिस्से में आई है वह इत्तेफ़ाक़ से हमारे पुराने शनासा हैं। लिहाज़ा हम ने फ़ौरन पी. ए. से कहा "जनाब! वज़ीरे-मुमलिकत से हमारी बात करा दीजिये" चन्द ही लम्हे बाद वज़ीर मौसूफ़ से हम मुखातिब थे। जब हमने अपना नाम बताया तो उन्होंने फ़ौरन कहा "भई कहीं हो? तुमने मिलना जुलना क्यों तर्क कर दिया? एक बहुत ज़रूरी काम है। रात का खाना मेरे साथ खाओ" उन्होंने एक ही सॉस में कह डाला और हम अपनी किसमत पर रश्क करने लगे कि वज़ीर बनने के बाद ये मोहतरम हमें भूले नहीं हैं उनसे हमारे तअल्लुकात बड़े देरीना और गहरे किस्म के हैं। यूँ तो वह मैदान-सियासत के पुराने खिलाड़ी थे लेकिन किस्मत में हमेशा नाकामी रही। कई बार उन्होंने पार्टी भी बदली लेकिन इत्तेफ़ाक़ से जिस पार्टी में वह जाते वह पार्टी उनके हल्कए-इन्तखाब में हार जाती। हाँ, इस बार किस्मत ने यावरी की और वह एलेक्शन जीत गये। दू टियर वाली मिनिस्टरी में उन्हें निचला टियर भी मिल गया यानी वज़ीरे-मुमलिकत बन गये।

रात को जब हम उनके घर पहुँचे तो हज़रत बड़ी खन्दा-पेशानी से मिले। हमें इस अल्लाफ़ो-इनायत पर बड़ी हैरत थी। अगर उस वक़्त बीवी साथ होती तो वज़ीर मोहतरम के घर पर यह आवमगत देखकर हमारी शख्सियत की मोतरिफ़ हो जाती। मेज़ पर रखे हुए अनवाओ-अक़साम के खानों के साथ जब हम पूरा पूरा इन्साफ़ कर चुके तो वज़ीरे-मौसूफ़ ने बड़े राज़दाराना अन्दाज़ में कहा "यार तुम तो मेरे गहरे दोस्त हो, हर मौक़े पर तुम ने मेरा साथ दिया था—" "हुज़ूर! हम आज भी आपका साथ देने के लिए तैयार हैं। खुदा न करे कि आपका कहीं खून बहे लेकिन बफ़र्जे-मोहाल बहा भी हम वहाँ कड़ाके की सर्दी में अपना पसीना ज़रूर बहायेंगे" हमने उनकी बात दरमियान में काटते हुए कहा। उनके चेहरे पर एक ताबनाक मुस्कुराहट रक्कस करने लगी। और उन्होंने मेरी पीठ पर हाथ रखते हुए कहा "वैरी नाइस ऑफ़ यू", तुम से यही उम्मीद थी। मुझे तुम्हारी दोस्ती पर नाज़ है" हमने भी एक दूसरा तीर फेंकते हुए कहा "आप हुक्म दीजिये, इन्शा अल्लाह यह खाकसार आपके लिए सब कुछ कर गुज़रे गा" वज़ीरे-मुमलिकत बराए रदी कागज़ात ने मुतफ़किर होते हुए कहा "दोस्त!

ایسا ہے کہ میرے حصے میں جو یہ عجیب و غریب وزارت آئی ہے اس کی وجہ سے مجھے کسی جلسے یا جشن میں نہیں بلوایا جاتا۔ تم جانتے ہو کہ تقریر کرنا میری بہت بڑی کمزوری ہے۔ اگر یہی عالم رہا تو میں عوام سے بالکل کٹ کر رہ جاؤں گا۔ آئے دن جشن اور جلسے ہوتے ہیں لیکن صدارت یا افتتاح کے لیے مجھے کبھی کسی نے نہیں بلوایا حالانکہ بعض مجھ سے جونیئر وزراء بلوائے جاتے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ جلدی سے جلدی کوئی بزم یا انجمن بنا ڈالو۔ اور مجھے وہاں بطور صدر یا مہمان خصوصی بلاؤ۔ میں ایسی تقریر کروں گا کہ لوگ بار بار مجھے مدعو کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔“ وزیر مملکت کی رام کہانی سن کر ہمیں افسوس ہوا۔ ہم نے کچھ توقف کے بعد کہا ”کیسا ادارہ بنایا جائے؟“ ملک میں بے شمار سماجی اور فلاحی ادارے موجود ہیں جو اپنے اپنے طور پر قوم اور اپنے عہدیداروں کی خدمت کر رہے ہیں۔ کوئی میدان خالی نظر نہیں آتا۔“ انھوں نے ہماری بات درمیان میں کاٹتے ہوئے کہا ”تم ذہین آدمی ہو۔ کچھ سوچو کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئے گی۔“ اب ہماری ذہانت کا معاملہ تھا لہذا ہم بھی سیریس ہو گئے۔ کچھ نہ کچھ محترم وزیر کے لیے کرنا ہی تھا۔ اچانک ایک آنڈیا ذہن میں آیا۔ ہم نے کہا ”قبلہ آج کل کتابیں خوب چھپنے لگی ہیں۔ اور ہر کتاب کی رسم اجراء ضرور منائی جاتی ہے کیوں نہ ہم ایک ایسی انجمن قائم کریں جو وقت ضرورت مناسب معاوضہ پر اس قسم کے جلسوں کا اہتمام کیا کرے۔ اس طرح ان انجمن کا سہارا لے کر ہم اکثر آپ کو ایسی محفلوں میں بلوانے کا بندوبست کر سکیں گے۔“ وہ کیسے؟ ”رڈی کاغذات کے وزیر مملکت نے فوراً پوچھا۔“ وہ اس طرح کہ جس شاعر یا ادیب کی کتاب ریلیز ہوگی اسے ہم یہ کہہ کر ہموار کر لیں گے کہ ایک مقبول اور پڑھ لکھے وزیر کے دست مبارک سے اس رسم کی ادائیگی عمل میں آئے گی۔ جو لوگ تیار ہو جائیں گے ان کا آرڈر ہم رعایتی شرح پر بھی قبول کر سکتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ ایسے شاعر یا ادیب ضرور مل جائیں گے۔“

ہماری یہ بات سن کر وزیر محترم کی ہاتھیں کھل گئیں۔ اور انھوں نے ہمیں گلے لگاتے ہوئے کہا ”دوست! میں جانتا تھا کہ یہ کام تمہارے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ بس جاؤ اور جلد از جلد اس کام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرو۔ ابتدائی اخراجات کے لیے

ऐसा है कि मेरे हिस्से में जो ये अजीबो-गरीब कज़रात आई है उसकी वजह से मुझे किसी जलसे या जश्न में नहीं बुलवाया जाता। तुम जानते हो कि तकरीर करना मेरी बहुत बड़ी कमजोरी है। अगर यही आलम रहा तो मैं आवाम से बिल्कुल कटकर रह जाऊँगा। आये दिन जश्न और जलसे होते हैं लेकिन सदारत या इफ़तेताह के लिए मुझे कभी किसी ने नहीं बुलवाया हालाँकि बाज़ मुझसे जूनियर वज़रा बुलवाये जाते हैं। तुम ऐसा करो कि जल्दी से जल्दी कोई बज़म या अन्जुमन बना डालो— और मुझे वहाँ बतौरे—सदर या मेहमाने—खुसूसी बुलाओ। मैं ऐसी तकरीर करूँगा कि लोग बार-बार मुझे मदज़ करने पर मजबूर हो जायेंगे।” वज़ीरे—मुमलिकत की राम कहानी सुनकर हमें अफ़सोस हुआ। हमने कुछ तवक्कुफ़ के बाद कहा “कैसा इदारा बनाया जाये? मुल्क में बेशुमार समाजी और फ़लाही इदारे मौजूद हैं जो अपने अपने तौर पर कौम और अपने ओहदेदारों की खिदमत कर रहे हैं। कोई मैदान ख़ाली नज़र नहीं आता—” उन्होंने हमारी बात दरमयान में काटते हुए कहा “तुम ज़हीन आदमी हो। कुछ सोचो कोई न कोई सूरत निकल ही आयेगी”। अब हमारी ज़हानत का मामला था लिहाज़ा हम सीरियस हो गये। कुछ न कुछ वज़ीरे—मोहतरम के लिए करना ही था। अचानक एक आइडिया ज़ेहन में आया। हमने कहा “किस्सा आज कल किताबें ख़ूब छपने लगी हैं, और हर किताब की रस्मे—इज़रा ज़रूर मनाई जाती है क्यों न हम एक ऐसी अन्जुमन कायम करें जो वक़्त ज़रूरत मुनासिब मोआवजे पर इस किस्म के जलसों का एहतमाम किया करे। इस तरह इन अन्जुमन का सहारा लेकर हम अक्सर आपको ऐसी महफ़िलों में बुलवाने का बन्दोबस्त कर सकेंगे।” वह कैसे? “रही काग़जात के वज़ीरे—मुमलिकत ने फ़ौरन पूछा।” वह इस तरह कि जिस शायर या अदीब की किताब रिलीज़ होगी उसे हम यह कह कर हमवार कर लेंगे कि मक़बूल और पढ़े लिखे वज़ीर के दस्ते—मुबारक से इस रस्म की अदायगी अमल में आयेगी। जो लोग तैयार हो जायेंगे उनका ऑर्डर हम रिआयती शरह पर भी कबूल कर सकते हैं। कुछ न कुछ ऐसे शायर या अदीब ज़रूर मिल जायेंगे।”

हमारी ये बात सुनकर वज़ीरे—मोहतरम की बाँछें खिल गईं। और उन्होंने हमें गले लगाते हुए कहा “दोस्त! मैं जानता था कि यह काम तुम्हारे सिवा कोई और नहीं कर सकता। बस जाओ और जल्द अज़ जल्द इस काम को अमली जामा पहनाने की कोशिश करो। इब्नदाई एख़राजात के लिए

کچھ پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔ دو ہزار روپے ابھی لیتے جاؤ اس کے بعد جب بھی جتنی رقم کی ضرورت پڑے بے تکلف مانگ لیتا۔“ ہمیں اس بات کی بڑی خوشی تھی کہ ہمارے یہ دوست وزیر اب خاصے خوش حال ہو چکے ہیں۔ اس سے پہلے ان کی معاشی حالت کبھی اتنی اچھی نہیں تھی۔ کچھ دیر بعد ان کا ڈرائیور کار پر بٹھا کر ہمیں گھر تک چھوڑ گیا۔ چند ہی روز بعد ہم نے ”انجمن برائے رسم اجرا“ کی بنیاد ڈال دی۔ جن شاعروں کی کتاب عنقریب چھپنے والی تھی یا جو جشن اجرا کی تیاری کر رہے تھے ان سے ہم نے فوراً رابطہ قائم کیا۔ لیکن وزیر مملکت برائے رڈی کاغذات کا نام سن کر کوئی ہماری خدمات حاصل کرنے کے لیے تیار نہ ہوا۔ ہم نے بعض غیر معروف شعراء سے رجوع کیا اور ان سے یہاں تک کہا کہ ہم آپ کا مجموعہ تک اپنے پیسوں سے چھپوائیں گے لیکن ہمیں ہر طرف اور ہر طرح سے مایوسی ہوئی۔ آخر میں ہم نے ایک ایسے شاعر سے رابطہ قائم کیا جن کا چوبیسواں مجموعہ شائع ہونے والا تھا۔ ہم نے ان سے کہا ”قبلہ ہم آپ کی کتاب کا جشن اجرا معمولی معاوضہ لے کر بڑے پیمانے پر منانے کا انتظام کریں گے۔ انشا اللہ جشن آپ کے شایان شان ہوگا۔ وزیر مملکت برائے رڈی کاغذات آپ کی شخصیت اور شاعری پر ایسی بصیرت افروز تقریر فرمائیں گے کہ ادیبوں میں ہر طرف اس کی دھوم ہوگی۔“ لیکن یہاں بھی ہمارا تیر نشانے پر نہ لگا۔ انھوں نے معذرت طلب کرتے ہوئے کہا ”ہم آپ کی پیش کش اور خلوص کی قدر کرتے ہیں لیکن ہمارے تازہ مجموعے ”صدائے مفلس“ کے فنکشن کے لیے شہر کے سب سے بڑے فائبرو اشار ہوٹل میں پہلے ہی سے ہال بک کر لیا گیا ہے جس میں کئی وزراء اور غیر ملکی سفیر شرکت کریں گے۔ آپ کو مدعو کیا جاتا ہے۔ شراب اور کھانے کی دعوت ہوگی۔

ہم نے ان کی بیشکلی شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ”مبارک ہو۔“ ”صدائے مفلس“ کی گونج فائبرو اشار ہوٹل میں سنائی دے گی بھلا اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے؟ خدا آپ کو توفیق دے۔ آمین!“ ہم نے محسوس کیا کہ ہماری ”انجمن برائے رسم اجرا“ اپنے وجود کا مقصد کھو چکی ہے۔ اب عالم یہ ہے کہ ہم اپنے دوست وزیر مملکت برائے رڈی کاغذات سے منہ ہٹائے پھرتے ہیں!۔

•••••

कुछ पैसों की जरूरत पड़ेगी। दो हजार रुपये अभी लेते जाओ इसके बाद जब भी जितनी रकम की जरूरत पड़े बे तकल्लुफ़ मॉग लेना।" हमें इस बात की बड़ी खुशी थी कि हमारे ये दोस्त वजीर अब खासे खुशहाल हो चुके हैं। इससे पहले उनकी मआशी हालत कभी इतनी अच्छी नहीं थी। कुछ देर बाद उनका ड्राइवर कार पर बैठकर हमें घर तक छोड़ गया। चंद ही रोज़ बाद हमने "अन्जुमन बराए-रस्मे-इजरा" की बुनियाद डाल दी जिन शायरों की किताब अनकरीब छपने वाली थी या जो जश्ने-इजरा की तैयारी कर रहे थे उनसे हमने फौरन राबता कायम किया। लेकिन वजीरे-मुमलिकत बराए रद्दी कागज़ात का नाम सुनकर कोई हमारी खिदमात हासिल करने के लिए तैयार न हुआ। हमने बाज़ गैर मारुफ़ शोअरा से रुजूअ किया और उनसे यहाँ तक कहा कि हम आपका मजमूआ तक अपने पैसों से छपवायेंगे लेकिन हमें हर तरफ़ और हर तरह से मायूसी हुई। आखिर में हमने एक ऐसे शायर से राबता कायम किया जिनका चौबीसवाँ मजमूआ शायी होने वाला था। हमने उनसे कहा "किबला हम आपकी किताब का जश्ने-इजरा मामूली मोआवज़ा लेकर बड़े पैमाने पर मनाने का इन्तज़ाम करेंगे। इन्शा अल्लाह जश्न आपके शायाने-शान होगा। वजीरे-मुमलिकत बराए रद्दी कागज़ात आपकी शख्सियत और शायरी पर ऐसी बसीरत अफ़रोज़ तकरीर फ़रमेयेंगे कि अदीबों में हर तरफ़ आपकी धूम होगी।" लेकिन यहाँ भी हमारा तीर निशाने पर न लगा। उन्होंने माज़रत तलब करते हुए कहा "हम आपकी पेशकश और खुलूस की कद करते हैं लेकिन हमारे ताज़ा मजमूए "सदाए मुफलिस" के फंक्शन के लिए शहर के सबसे बड़े फ़ाइव स्टार होटल में पहले ही से हॉल बुक करा लिया गया है जिसमें कई वज़रा और गैर मुल्की सफ़ीर शिरकत करेंगे। आपको मदद किया जाता है। शराब और खाने की दावत होगी।

हमने उनका पेशगी शुक्रिया अदा करते हुए कहा "मुबारक हो" "सदाए मुफलिस" की गूँज फ़ाइव स्टार होटल में सुनाई देगी भला इससे बड़ी बात क्या हो सकती है? खुदा आपको तौफीक दे, आमीन।" हमने महसूस किया कि हमारी "अन्जुमन बराए-रस्मे-इजरा" अपने वजूद का मक़सद खा चुकी है। अब आलम यह है कि हम अपने दोस्त वजीरे-मुमलिकत बराए रद्दी कागज़ात से मुँह छुपाये फिरते हैं!

• • • • •

آر۔یم۔پی

یہ آج سے تقریباً پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے بلکہ واقعہ کم آپ جتنی زیادہ ہے۔ دراصل ہمیں بھی کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کی عادت ہے لہذا اسی عادت کے اُکسانے پر اس ارادہ پر کمر بستہ ہو گئے کہ کیوں نہ آرایم پی کا امتحان دے دیں۔ خرچہ بھی کم تھا اور محنت بھی کم لگتی تھی۔ اس ارادہ کو تقویت دینے کے لیے ہم اس امتحان کے فارغ کئی نیم حکیموں سے ملے۔ ان سے ملنے پر معلوم ہوا کہ وہ حضرات پہلے ہی سے کسی نہ کسی اور دھڑے میں لگے ہوئے ہیں۔ مثلاً کسی کی لائڈری، کسی کی سائیکلوں کی دوکان، کسی کی کرانہ دوکان تو کوئی آٹے کی گرنی چلا رہا ہے اور شام کے وقت وہ لوگ اپنا مطلب بھی چلاتے ہیں مفید دھندہ تھا یعنی پارٹ ٹائم بزنس۔ بھلا کون احمق اتنے سنہرے موقع کو چھوڑ سکتا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم نے فارم داخل کر دیا۔ پھر سیدھے آصفیہ لائبریری پہنچے اور انڈکس کے تمام ڈبوں کو کسی مشاق دھوبی کی طرح کھگال کر رکھ دیا۔ تمام حکماء زندہ یا مردہ کی کتابوں کے حوالے نوٹ کر لیے پھر ہمیں اتنا اطمینان ہو گیا جیسے ان حکماء کے نام ہی اگر سلقیہ سے یاد ہو جائیں تو چنگیاں بجاتے پاس ہو جائیں گے۔

لیکن جوں جوں ہم ان کتابوں کی دیمک بننے لگے ہمیں احساس ہونے لگا کہ اس سمندر کو ہمارے ناتواں دماغ کے کوزے میں سمونا جوئے شیر لانے سے کسی طرح کم

आर. एम. पी.

यह आज से तकरीबन पाँच साल पहले का वाक्या है बल्कि वाक्या कम आपबीती ज्यादा है। दरअसल हमें भी कुछ न कुछ करते रहने की आदत है लिहाज़ा उसी आदत के उकसाने पर इस इरादे पर कमर बस्ता हो गये कि क्यों न आर. एम. पी. का इम्तेहान दे दें। खर्चा भी कम था और मेहनत भी कम लगती थी। इस इरादे को तकवियत देने के लिए हम इस इम्तेहान के फ़ारिग कई नीम हकीमों से मिले। उनसे मिलने पर मालूम हुआ कि वह हज़रत पहले ही से किसी न किसी और धंधे में लगे हुए हैं। मसलन किसी की लॉण्ड्री, किसी की साइकिलों की दुकान, किसी की किराना की दुकान तो कोई आटे के गिर्नी चला रहा है और शाम के वक्त वह लोग अपना मतब भी चलाते हैं मुफ़ीद धंधा था यानी पार्ट टाइम बिज़नेस। मला कौन अहमक इतने सुनहरे मौके को छोड़ सकता था। चुनांचे सब से पहले हम ने फ़ारम दाख़िल कर दिया। फिर सीधे आसफ़िया लाइब्रेरी पहुँचे और इन्डेक्स के तमाम डिब्बों को किसी मशशाक धोबी की तरह खंगाल कर रख दिया। तमाम होकमाएँ¹ ज़िन्दा या मुर्दा की किताबों के हवाले नोट कर लिये फिर हमें इतना इत्मीनान हो गया जैसे इन होकमा के नाम ही अगर सलीके से याद हो जायें तो चुटकियाँ बजाते पास हो जायेंगे।

लेकिन जूँ जूँ हम इन किताबों की दीमक बनते गये हमें एहसास होने लगा कि इस समन्दर को हे नमतवाँ दिमाग के कूज़े में समोना ज़ूए शीर² लाने से किसी तरह कम नहीं। मार भला चन्द दिनों में कोई हकीम

1. हकीम का बहुवचन 2. दूध की नहर

نہیں۔ بھلا چند دنوں میں کوئی حکیم جالینوس، لقمان، بقراط کو کہاں ہضم کر سکتا تھا اس لیے وحشت شروع ہو گئی۔ امکان اس بات کا ہو گیا تھا کہ اس آرایم پی کے چکر میں جڑی بوٹیوں کی تلاش کے بہانے کہیں جنگل کی طرف نہ نکل جائیں۔

وہ تو خدا کا شکر ہے کہ اس نے چپتر نہیں پھاڑا صرف ایک پڑانا اخبار پھاڑ کر ہماری دھگیری کر ڈالی۔ ہوا یہ کہ ایک دن ہمیں بخار چڑھ گیا اور اسے اُتارنے کے لیے ہم ہوٹل پر چڑھ دوڑے اور ڈبل روٹی خرید لائے۔ جب ڈبل روٹی کھولنے لگے تو ہمارے دماغ کی پوری گرہیں خود یہ خود کھل گئیں۔ اور تقریباً ۱۶ سے ۳۲ طبق روشن ہو اُٹھے۔ جس اخبار میں وہ باسی روٹی پیک تھی، اس پر تازہ خبر یہ تھی۔

وہ حضرات جو آرایم پی امتحان دینا چاہتے ہوں! ان کے لیے اطلاع! اطلاع یہ تھی کہ کوئی حکیم بندوقی (یا صندوقی برابر یاد نہیں رہا) نے ایک مختصر اور جامع کتاب طب پر طبع فرمائی ہے جس کے پڑھنے پر ”خمانت“ کے ساتھ یہ ”گمراہی“ دی جاسکتی ہے کہ امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہدیہ صرف ایک روپیہ، پتہ تھا معظم جاہی مارکٹ، تیار کنندگان ادارہ ”گم سم“ اس ”گم سم“ پر ہم سچ گم سم ہو گئے!

ہم ڈبل روٹی کم کھا رہے تھے اور حکیم بندوقی کی طرف زیادہ دماغ لڑا رہے تھے ایک دفعہ تو واقعی ہم دروازہ کی طرف جھپٹے کہ جا کر حکیم صاحب سے لپٹ پڑیں اور عرض کریں کہ جناب چلایئے آپ کی بندوق کی گولیاں، آرایم پی کا مجاہد آپ کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے، لیکن گھروالے یہ سمجھے کہ ہمارا بخار تیز ہو گیا ہے اس لیے وہ ہم پر جھپٹے اور پکڑ کر بستر پر لٹا دیا۔

صبح جب ہم بیدار ہوئے اور بخار کچھ اترا تو بہ شکل مریض حکیم جالینوس کی طرف پیش قدمی کر بیٹھے لیکن ظالم حکیم بندوقی نے کچھ اس نالائق کا پتہ بتایا کہ اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے موت کی وادیوں میں کھوجانا پڑ رہا تھا۔ آخر تھک ہار کر ایک ہوٹل میں گھسے اور ایک عدد چاٹ زہر مار کی۔ جب ذرا جستی نظر آئی تو ایک مولانا کی طرف چوروں کی طرح بڑھے۔ وہ اخبار کی سرخیوں پر نظریں گاڑھے خود گڑھ جانے کی پوزیشن میں تھے۔ ہم نے مرلے آواز سے انہیں اس گڑھے سے نکالنا چاہا لیکن انہوں نے سرخیوں ہی

जालीनूस, लुक्मान, बोक़रात को कहीं हज़म कर सकता था इसलिए यह शत शुरु हो गई। इमकान इस बात का हो गया कि इस आर. एम. पी. के चक्कर में जड़ी बूटियों की तलाश के बहाने कहीं जंगल की तरफ़ न निकल जायें।

वह तो खुदा का शुक्र है कि उसने छप्पर नहीं फाड़ा सिर्फ़ एक पुराना अख़बार फाड़कर हमारी दस्तगीरी कर डाली। हुआ यह कि एक दिन हमें बुख़ार चढ़ गया और उसे उतारने के लिए हम होटल पर चढ़ दौड़े और डबल रोटी खरीद लाये। जब डबल रोटी खोलने लगे तो हमारे दिमाग़ की पूरी गिरहें खुद बख़ुद खुल गई। और तकरीबन 16 से 32 तबक़ रौशन हो उठे। जिस अख़बार में वह बासी रोटी पैक थी, उस पर ताज़ा ख़बर यह थी।

वह हज़रात जो आर. एम. पी. इम्तेहान देना चाहते हों! उनके लिए इत्तला! इत्तला यह थी कि कोई हकीम बन्दूकी (या सन्दूकी बराबर याद नहीं रहा) ने एक मुख़्तसर और जामेअ किताब तिब पर तबअ फ़रमाई है जिसके पढ़ने पर "ज़मानत" के साथ यह "गारंटी" दी जा सकती है कि इम्तेहान में कामयाब हो जायेंगे। हदिया सिर्फ़ एक रुपया, पता था मोअज़्ज़म जाही मार्केट, तैयार कुनिन्दगान इदारा "गुमसुम" इस "गुमसुम" पर हम सचमुच गुमसुम हो गये!

हम डबल रोटी कम खा रहे थे और हकीम बन्दूकी की तरफ़ ज़्यादा दिमाग़ लड़ा रहे थे एक दफ़ा तो वाकई हम दरवाज़े की तरफ़ झपटे कि जाकर हकीम साहब से लिपट पड़ें और अर्ज़ करें कि जनाब चलाइये आपकी बंदूक की गोलियाँ, आर. एम. पी. का मुजाहिद आपके सामने सीना सिपर होता है, लेकिन घर वाले यह समझे कि हमारा बुख़ार तेज़ हो गया है इसलिए वह हम पर झपटे और पकड़ कर बिस्तर पर लिटा दिया।

सुबह जब हम बेदार हुए और बुख़ार कुछ उतरा तो ब-शक़ले-मरीज़ हकीम जालीनूस की तरफ़ पेश कदमी कर बैठे लेकिन ज़ालिम हकीम बंदूकी ने कुछ इस नालायकी का पता बताया था कि उसको दूँढते-दूँढते मौत की वादियों में खो जाना पड़ रहा था। आखिर थक हार कर एक होटल में घुसे और एक अदद चाट ज़हरमार की। जब ज़रा चुस्ती नज़र आई तो एक मौलाना की तरफ़ चोरी की तरह बढ़े। वह अख़बार की सुख़ियों पर नज़र गाड़े खुद गड़ जाने की पोज़ीशन में थे। हम ने मरियल आवाज़ में उन्हें इस गड़े से निकालना चाहा लेकिन उन्होंने सुख़ियों ही

پر نظر دوڑاتے ہوئے ایک ہاتھ یوں چلایا جیسے کھیاں اڑا رہے ہوں یا ہمیں باہر جانے کی ہدایت دے رہے ہوں۔ ہم نے پھر مسکینی آواز نکالی، ”جناب ایک گزارش ہے۔“

اس پر وہ جھلٹائے اور ہمارے بخار زدہ حلیہ پر قہر آلود نگاہ ڈالتے ہوئے بولے
 دفع ہو جاؤ..... اچھے خاصے بٹے کتے ہو، بھیک مانگتے شرم نہیں آتی۔“

ہم بُری طرح سٹ پٹائے اور اوٹ پٹانگ لہجہ میں فوری بولے:

”اجی جناب! ہم حکیم بندوٹی صاحب کا پتہ دریافت کر رہے ہیں۔“

”وہ کیوں؟“ وہ دیدے نچا کر بولے۔

”دراصل ہمیں ان سے طب پر لکھی گئی ایک کتاب لینی ہے۔“

”وہ کیوں؟“ اس وقت کا ”کیوں“ ذرا ڈھیلا پڑ گیا تھا پھر مسکرا کر اخلاق

پر اتر آئے۔

”تشریف رکھیے! مجھے ہی حکیم بندوٹی کہتے ہیں!“

کیا آپ کی ذات شریف ہی.....“ ہم بوکھلا کر بولے۔

ذات شریف!! وہ پھر ہنسنے سے اکھڑ گئے۔

”مم..... مطلب یہ ہے کہ آپ کی ہی ذات اقدس..... وہ یعنی ذات

باری..... لاجول ولاقوہ“ دراصل ہمیں کل سے بخار ہے۔

”یعنی حکیم خود مریض ہے..... خیر خیر نکالے ایک روپیہ..... اور یہ لیجیے!“

اتنا کہہ کر وہ اپنی جیب سے دو صفحہ کا پرچہ نکال کر ہمیں دیتے ہوئے بولے

”خوشی منائیے! سمندر کو کوڑے میں بند کر دیا ہے..... کیا یاد کریں گے؟“

ہم نے اثبات میں گردن ہلانی شروع کر دی اور روپیہ ان کے حوالے کر دیا۔

پھر اس طب کی کتاب بلکہ ”کتابچہ پر نظر دوڑانے لگے..... بڑا ادھیات کتابچہ تھا..... اس

میں سرے سے طب پر کوئی بحث ہی نہ تھی طبیعت تو چاہی کہ واپس کر دیں، بالکل

لاسا جائے کا پمفلٹ لگ رہا تھا۔ جس کی قیمت پہلے تو یعنی نہ چاہیے تھی اگر لیتے تو دس پیسے

کافی تھی۔ غالباً بندوٹی صاحب ہمارے ارادوں کو ٹاڑ گئے اس لیے فوری بولے:

جناب گھر جا کر مطالعہ فرمائیے! یہاں ہوٹلوں میں طب پر تیاری کرو گے تو

पर नज़र दौड़ाते हुए एक हाथ यूँ चलाया जैसे मखियाँ उड़ा रहे हों या हमें बाहर जाने की हिदायत दे रहे हों। हम ने फिर मिस्कीनी आवाज़ निकाली "जनाब एक गुज़ारिश है।"

इस पर वह झल्लाये और हमारे बुख़ारज़दा हुलिये पर कहरआलूद निगाह डालते हुए बोले दफ़ा हो जाओ..... अच्छे ख़ासे हट्टे कट्टे हो, "मीक मोंगते शर्म नहीं आती।"

हम बुरी तरह सटपटाये और ऊटपटाँग लहजे में फौरी बोले:

"अजी जनाब! हम हकीम बंदूकी साहब का पता दरयाफ़्त कर रहे हैं।"

"वह क्यों?" वह दीदे नचाकर बोले।

"दरअसल हमें उनसे तिब पर लिखी गई किताब लेनी है।"

"वह क्यों?" उस वक्त का "क्यों" ज़रा ढीला पड़ गया था फिर मुस्कुरा कर एख़लाक पर उतर आये।

"तशरीफ़ रखिये! मुझे ही हकीम बंदूकी कहते हैं!"

"क्या आपकी जाते-शरीफ़ ही....." हम बोखला कर बोले।

जाते-शरीफ़!! वह फिर हत्थे से उखड़ गये।

"मम.....मतलब यह है कि आप की ही जाते-अक्दस.....वह यानी जात बारी..... लाहौलवेला कुय्वत" दरअसल हमें कल से बुख़ार है।

"यानी हकीम खुद मरीज़ है..... ख़ैर ख़ैर निकालिए एक रुपया..... और यह लीजिये!"

इतना कह कर वह अपनी जेब से दो सफ़े का पर्चा निकाल कर हमें देते हुए बोले

"खुशी मनाइये! समन्दर को कूज़े में बन्द कर दिया है..... क्या याद करेंगे?"

हम ने अस्बात में गर्दन हिलानी शुरू कर दी और रुपया उनके हवाले कर दिया। फिर उस किताब बल्कि "किताबचे" पर नज़र दौड़ाने लगे..... बड़ा वाहियात किताबचा था..... उसमें सिरे से तिब पर कोई बहस ही न थी तबीअत तो चाही कि वापिस कर दें, बिल्कुल लासा चाय का पम्फ़लेट लग रहा था। जिसकी कीमत पहले तो लेनी न चाहिए थी अगर लेते तो दस पैसे काफी थी। ग़ालेबन बंदूकी साहब हमारे इरादों को ताड़ गये इसलिए फौरी बोले:

जनाब घर जाकर मोतालेआ फ़रमाइये! यहाँ होटलों में तिब पर तैयारी करोगे तो मरीज़ का क्या कर्बों में इलाज करोगे?

مریض کا کیا قبروں میں علاج کرو گے؟

ہم جھنجھلا کر بولے۔ ”اس کتابچہ بلکہ کٹے کے بچے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ قبروں میں بھی لٹن کا علاج مشکل ہے۔“

ان کی ٹھکھی بندھ گئی اور غصے میں پیہ نہیں وہ کیا کہنا چاہتے تھے، ہم نے سنا نہیں، فوری باہر نکل آئے اور رکشہ میں بیٹھ کر فو پکڑ ہو گئے۔

آخر کار امتحان کی تاریخ آہی گئی۔ انٹرویو میں ہر قسم کے لوگ تھے، ان میں ہمیں جانی قصاب سے لے کر تھپڑ و قوال تک نظر آئے..... ہم نے بڑی ہمت سے جانی قصاب سے دریافت کیا:

”تم کس سلسلہ میں یہ امتحان پاس کرنے کی فکر میں ہو؟“

وہ کچھ دیر تو تذبذب میں رہا، پھر بولا۔

”آپ سے کیا چھپانا ہے میاں، دراصل مطب چلنے چلے مریض علاج کرانے آئیں یا نہ آئیں لیکن لوگ ضرور آئیں گے۔“

”تمہارا مطلب مطب سے ہے یا گوشت کی دوکان سے؟ ہم نے جرح

کی۔

”آخر اس کی وجہ؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا وہ اتنے وثوق سے کس طرح یہ

بات کہہ رہا ہے۔“

”اوہ..... دیکھئے آج کل لوگ دفاتروں اور کالجوں سے غائب ہو جاتے ہیں

اور جب رجوع ہوتے ہیں تو انھیں ڈاکٹری صداقت ناموں کی ضرورت پڑتی ہے۔“

”اوہ..... ہو.....“ ہم پر حیرانی کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ تو گویا تم صداقت ناموں

کا دفتر کھول لو گے۔“

جی ہاں اگر دس گاہک آجائیں تو کم از کم بیس روپے یومیہ کی آمدنی کھٹ۔“

”بالکل..... بالکل۔“ ہم اس کی سمجھداری پر عرش عرش کراٹھے۔

اب ہم چلتے ہوئے اس انٹرویو والے کمرے کے قریب جا کھڑے ہوئے

हम झुंझला कर बोले। "इस किताबचे बल्कि कुत्ते के बच्चे से तो यही ज़ाहिर होता है कि कब्रों में भी उनका इलाज मुश्किल है।

उनकी धिगधी बंध गई और गुस्से में पता नहीं वह क्या कहना चाहते थे, हम ने सुना नहीं, फौरी बाहर आये और रिक्शे में बैठ कर रफ़ू चक्कर हो गये।

आखिरकार इम्तेहान की तारीख आ ही गई। इन्टरव्यू में हर किस्म के लोग थे, उनमें हमें जानी कस्साब से लेकर थपडू कव्वाल तक नज़र आये..... हमने बड़ी हिम्मत से जानी कस्साब से दरयाफ़्त किया:

"तुम किस सिलसिले में यह इम्तेहान पास करने की फ़िक्र में हो?"

वह कुछ देर तो तजबजुब में रहा, फिर बोला।

"आपसे क्या छुपाना मियाँ, दरअसल मतब चले न चले मरीज़ इलाज कराने आयें या न आयें लेकिन लोग ज़रूर आयेंगे।

"तुम्हारा मतलब मतब से है या गोश्त की दुकान से? हम ने जिरह की।

आखिर इसकी वजह? हमारी समझ में कुछ न आया वह इतने वसूक से किस तरह यह बात कह रहा है।

"ओह..... देखिए आज कल लोग दफ़्तरों और कॉलेजों से गायब हो जाते हैं और जब रज़ूअ¹ होते हैं तो उन्हें डाक्टरी सदाकत-नामों² की ज़रूरत पड़ती है।"

"ओह.... हो....." हम पर हैरानी का पहाड़ टूट पड़ा। तो गोया तुम सदाकत-नामों का दफ़्तर खोल लोगे।"

"जी हाँ अगर दस गाहक आ जायें तो कम अज़ कम बीस रुपये की आमदनी खट।"

"बिल्कुल..... बिल्कुल।" हम उसकी समझदारी पर अश-अश कर उठे।

अब हम चलते हुए उस इन्टरव्यू वाले कमरे के करीब जा खड़े हुए

1. वापस आना, लौटना 2. प्रमाण पत्र

جہاں ان نیم حکیموں کی درگت بنائی جا رہی تھی۔ جب کبھی اس مسلح سے نیم حکیم باہر نکلتا تھا تو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا..... پسینے میں بھیگا ہوا بال منتشر چہرہ اتر اہوا پھر حواس اتنے باختہ کہ کسی فاختہ کی طرح بے ساختہ منٹوں میں شفا خانہ چھوڑ بھاگتا.....

ہم نے سوچا کہ یہ بے وقوف خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ ہونہہ!..... ہماری ہمت دیکھیے کہ کتنی جوانمردی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ امتحان کی تیاری تو کجا اس کی تاریخ تک یاد نہ رکھی تھی، وہ تو گھر میں یاد دلانے پر ہم چلے آئے تھے۔ چلو ایک تفریح تو ہو جائے گی اور ہم اس انٹرویو کے داؤ بیچوں..... سے تو واقف ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ اگلے سال پھر آئیں گے اور کیا..... ہم اسی سوچ میں مبتلا تھے کہ چہرہ اسی نے ایک سوتیرہ نمبر پکارا اور ہم چونک کر حاضر جناب بول پڑے۔ چہرہ اسی نے ہمیں نیچے سے اوپر پھر اوپر سے نیچے دیکھا اور جھنجھلا کر بولا۔ ”جناب یہ عدالت نہیں ہے۔“

”نہیں ہے۔“ ہم مصومیت سے بولے اور مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دراصل ہمیں عدالت بھی جانا ہے۔

”نہیں، پہلے ذرا اس مرحلے سے توثیق لیں۔“

”آئیے“ وہ کرخ آواز میں بولا اور ہم اس کے ساتھ سامنے والے کمرے میں کھس گئے۔

جالیئوس نمائندہ نے کہا ”تشریف رکھیے جناب۔ اس جملہ کے ادا ہوتے ہی ہم بجلی کی تیزی سے کرسی پر فروکش ہو گئے۔“

”جناب کا نام“ جالیئوس صاحب رجسٹر کی ورق گردانی کرتے ہوئے بولے۔
”نمبر ایک سوتیرہ“

”نمبر ایک سوتیرہ“ سقراط تہتہ لگا کر بولے ”جناب آپ کا نام پوچھا جا رہا

ہے۔“

”لو..... جج..... جی..... وہی..... یعنی ارشد۔“

آپ کے مطب کا نام؟“

”علاج الناس“ سقراط نے طعنے لگی ہوتے ہوئے کہا ”تو کیا مطب یونانی میں

जहाँ उन नीम हकीमों की दुर्गत बनाई जा रही थी। जब कभी उस मस्लख¹ से नीम हकीम बाहर निकलता था तो देखने से तअल्लुक रखता था..... पसीने में भीगा हुआ, बाल मुन्तशिर, चेहरा उतरा हुआ, फिर हयास इतने बाख्ता कि किसी फाख्ता की तरह बे साख्ता मिन्टों में शिफा खाना छोड़ भागता.....

हम ने सोचा कि यह बेवकूफ ख्वाहमख्वाह परेशान हो रहे हैं। हुं!..... हमारी हिम्मत देखिये कि कितनी जवों मर्दी से डटे हुए हैं। इम्तेहान की तैयारी तो कुजा इसकी तारीख तक याद न रखी थी, तो वह घर में याद दिलाने पर हम चले आये थे। चलो एक तफरीह तो हो जायेगी और हम इस इन्टरव्यू के दाव-पेंचों..... से वाकिफ हो जायेंगे। इन्शा अल्लाह अगले साल फिर आयेंगे और क्या..... हम इसी सोच में मुब्तला थे कि चपरासी ने एक सौ तेरह नम्बर पुकारा और हम चौंक कर हाज़िर जनाब बोल पड़े। चपरासी ने हमें नीचे से ऊपर फिर उपर से नीचे देखा और झुंझला कर बोला "जनाब यह अदालत नहीं है।"

"नहीं है।" हम मासूमियत से बोले और मुस्कुरा कर उसकी तरफ देखते हुए कहा दरअसल हमें अदालत भी जाना है।"

"नहीं, पहले ज़रा इस मरहले से तो निबट लें।"

"आइये" वह करखत आवाज़ में बोला और हम उसके साथ सामने वाले कमरे में घुस गये।

जालीनूस नुमा शख्स ने कहा "तशरीफ़ रखिये जनाब"। इस जुम्ले के अदा होते ही हम बिजली की तेज़ी से कुर्सी पर फ़रोक़श हो गये।

"जनाब का नाम" जालीनूस साहब रजिस्टर की वरक गरदानी करते हुए बोले।

"नम्बर एक सौ तेरह"

"नम्बर एक सौ तेरह" सुकरात कहकहा लगाकर बोले "जनाब आपका नाम पूछा जा रहा है।"

"ओ.....जज..... जी..... वही..... यानी अरशद।"

"आपके मतब का नाम?"

"इलाजुन्नास!" बोकरात ने तन्ज़िया हंसी हंसते हुए कहा "तो क्या तिब्बे-यूनानी में इलाजे-हैवानात भी होता है!"

1. खाल उतारने की जगह

علاج حیوانات بھی ہوتا ہے!“

ہم نے سوچا یہاں مرغوبیت کام نہ دے گی۔ بس ہو جائے کچھ نہ کچھ تفریح“
اس لیے برجستہ بول پڑے:

”کیوں نہیں جناب..... بے شک حیوانات کا علاج بھی اس یونانی سمندر میں ٹھانٹیں مار رہا ہے۔ اگر نہیں ہے تو یہ یونانی علاج کی توہین ہے اور یہ کہ وہ نامکمل ہے۔ اب حکیم ناپینا صاحب کا واقعہ ہی لے لیجیے۔ وہ کس قدر غضب کے بغض واقع ہوئے ہیں۔ نبض دیکھ کر مریض کی پوری تشخیص فرما دیتے تھے۔ عورتوں کو چوں کہ ہاتھ نہیں لگاتے تھے اس لیے دھاگہ باندھ کر نبض دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص نے بھینس کو دھاگہ باندھ کر دوسرا ناپینا صاحب کے ہاتھ میں دے کر کہا ”یہ میری بیوی ہے جو بہت کمزور ہو گئی ہے۔“ پتہ ہے انھوں نے کیا کہا۔ انھوں نے نبض دیکھ کر کہا تھا ”اسے بولہ زیادہ دیا کرو کمزوری جاتی رہے گی۔“

بہت خوب..... بہت خوب۔“ سقراط صاحب بولے۔“ مگر آپ یہاں حکایتیں سنانے نہیں آئے ہیں سمجھے جناب۔“

”وہ ہم پہلے ہی سمجھ چکے ہیں..... فرمائیے۔“

جالینوس نے ہمیں کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور غر کر پوچھا ”جناب کی عمر۔“

”رہی ہو گی پینتیس چھتیس“ ہم ان کی آنکھوں کی بجائے چھت کو گھورتے ہو بولے۔

”جناب ڈھنگ سے جواب دیجیے“ وہ خفگی کے انداز سے بولے۔ اب یہ بتائیے کی جب آپ کی عمر ۳۵ سال ہے تو کیا دس سال پہلے یعنی ۲۵ سال کی عمر ہی سے آپ مطب چلا رہے ہیں۔“

”جی ہاں!“ ہم ڈھٹائی سے سلسلہ دراز کرتے بولے: ”در اصل اس کی بھی ایک تاریخ ہے جناب! اصل میں ہم ایک خاندانی حکیم ہیں ہمارے دادا مست قلندر عرف سیمائے وقت بہ شکل جھاز پھونک و ضرب کلیم بغیر عصائے دفعیات بلیات..... جادوئی و

हमने सोचा, यहाँ मरयूबियत काम न देगी। बस हो जाए कुछ न कुछ तफरीह, इसलिए बरजस्ता बोल पड़े:

“क्यों नहीं जनाब..... बेशक हैवानात का इलाज भी इस यूनानी समन्दर में ठाठें मार रहा है। अगर नहीं है तो यह यूनानी इलाज की तौहीन है और यह कि वह नामुकम्मल है। अब हकीम नाबीना साहब का वाक्या ही लीजिये। वह किस कदम गजब के नब्बाज वाक्ये हुए हैं। नब्ज देखकर मरीज की पूरी तश्खीस फरमा देते थे। औरतों को चूँकि हाथ नहीं लगाते थे इसलिए धागा बांधकर नब्ज देखते थे। एक दफा का मशहूर वाक्या है कि एक शख्स ने मैस को धागा बांधकर दूसरा सिरा नाबीना साहब के हाथ में देकर कहा “यह मेरी बीवी है जो बहुत कमजोर हो गई है।” पता है उन्होंने क्या कहा। उन्होंने नब्ज देखकर कहा था “उसे बिनौले ज़्यादा दिया करो कमजोरी जाती रहेगी।”

“बहुत खूब..... बहुत खूब” सोकरात साहब बोले। “मगर आप यहाँ हिकायतें सुनाने नहीं आये हैं, समझे जनाब।”

“वह हम पहले ही समझ चुके हैं..... फरमाइये।”

जालीनूस ने हमें खा जाने वाली नज़रों से घूरा और गुर्गुर कर पूछा “जनाब की उम्र।”

“रही होगी पैंतीस छत्तीस” हम उनकी आँखों की बजाए छत को घूरते हुए बोले।

“जनाब ढंग से जवाब दीजिये” वह खफ़गी के अंदाज़ से बोले। अब यह बताइये की जब आपकी उम्र 35 है तो क्या दस साल पहले 25 साल की उम्र ही से आप मतब चला रहे हैं।”

“जी हाँ! हम ढिटाई से सिलसिला दराज़ करते बोले: “दरअसल एक तारीख़ है जनाब! असल में हम एक ख़ान्दानी हकीम हैं हमारे दादा मस्त कलन्दर उर्फ़ मसीहाये-वक़््त ब शक़ले झाड़ फूंक व ज़र्बे-कलीम बग़ैर असाये दफ़याते-बल्य्यात..... जादूई व सल्मानी काबुए जिन्नाती..... करामती सल्मानी काबुए जिन्नाती..... करामती व फैज़ानी व.....”

سلمانی قابوئے جنتی..... کرامتی و فیضانی و.....“

بس..... بس رہنے دیجیے، جالینوس غصے میں پھنکارتے ہوئے سچ ہی میں بول پڑا: آپ شاید مانجھ لیا کے مریض ہیں۔“

”نہیں..... جی نہیں جناب البتہ ہمارے پڑوس میں اس نام کا آدمی رہتا تھا۔ پرسوں ہی انتقال کر گیا بے چارہ۔“

”خیر آپ فرمائیے کہ آپ کس مرض کے ماہر ہیں۔ سقراط سچ میں کد پڑے۔“
”ماہر تو نہیں کہہ سکتے، ویسے خدا کی دین ہے، جس کو چاہے عطا فرمائے۔“
آپ کو تو اس آیت شریف کا ترجمہ معلوم ہوگا یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا.....

”آپ مرض کا نام لیجیے۔“ وہ سچ میں بول پڑے

”جی ہم بوا سیر کا علاج کرتے ہیں۔“

مطلب اس کا یہ ہوا کہ آپ بوا سیر کے ماہر ہیں۔“

”جج..... جی ہاں“

”کتنے مریض آتے ہیں جناب؟“

”روز فرما رہے ہیں آپ؟“ ہم نے کہا

”پھر کیا آپ کا مطلب ماہواری سے ہے۔“

”جی نہیں..... لیکن یہ کبخت مرض ماہوار کے بجائے عمر میں ایک آدھ بار ایک

آدھ کو لگتا ہے..... خیر ہمارے حساب سے دس تو مستقل گاہک ہیں..... اوہ یعنی مریض ہیں۔“

”مستقل؟ جالینوس نے جہیں پرشکنوں کا انبار لا کر کہا

”جی ہاں دراصل انھیں بڑی غضب کی بوا سیر سے پالا پڑا ہے۔ وہ تو خیر

ہمارے دم سے ان کا دم ہے، ورنہ بے دم ہو چکے ہوتے۔“

..... خیر اب آپ بتائیے کہ بوا سیر کتنے اقسام کی ہوتی ہے؟“

”ائیں..... اس سوال پر ہم بری طرح اچھل پڑے۔ جہاں تک ہمارا تعلق تھا

बस..... बस रहने दीजिये, जालीनूस गुस्से में फुनकारते हुए बीच ही में बोल पड़ा: आप शायद मालीखूलिया के मरीज़ हैं।”

“नहीं..... जी नहीं जनाब अल्बत्ता हमारे पड़ोस में इस नाम का आदमी रहता था। परसों ही इन्तकाल कर गया बेचारा।” “खैर आप फरमाइये कि आप किस मर्ज के माहिर हैं। सोकरात बीच में कूद पड़े। “माहिर तो नहीं कह सकते, वैसे खुदा की देन है, जिसको चाहे अता फरमाये। आपको तो आयत शरीफ का तर्जुमा मालूम होगा। अल्लह जिसको चाहता है इज्जत देता है जिसको चाहता है.....

“आप मर्ज का नाम लीजिये” वह बीच में बोल पड़े।

“जी हम बवासीर का इलाज करते हैं।”

“मतलब इसका यह हुआ कि आप बवासीर के माहिर हैं।”

“जज..... जी हौं”

“कितने मरीज़ आते हैं जनाब?”

“रोज़ फरमा रहे हैं आप?” हम ने कहा

“फिर क्या आपका मतलब माहवारी से है”

“जी नहीं..... लेकिन यह कमबख्त माहवार के बजाए उम्र में एक आध बार एक आध को लगता है..... खैर हमारे हिसाब से दस तो मुस्तकिल गाहक हैं.....ओह यानी मरीज़ हैं।”

“मुस्तकिल? जालीनूस ने जबीं पर शिकनों का अंबार लादकर कहा।

“जी हौं दरअसल उन्हें बड़ी ग़ज़ब की बवासीर से पाला पड़ा है। वह तो खैर हमारे दम से उनका दम है, वरना बेदम हो चुके होते।”

.....खैर अब आप बताइये कि बवासीर कितने अक्सांम की होती है?”

“अई..... इस सवाल पर हम बुरी तरह उछल पड़े। जहाँ तक हमारा तअल्लुक था हम बवासीर को एक और सिर्फ एक ही ख़याल करते

ہم بواسیر کو ایک اور صرف ایک ہی خیال کرتے تھے۔ پھر بھی حافظہ پر زور ڈال کر کہا: تین“
”بتلائیے کہ بواسیر کیوں ہوتی ہے؟“

”کیوں ہوتی ہے؟ ہم دماغ پر زور ڈالتے ہوئے بولے: ”یہی اناپ شاپ
کھانے سے اور کیا
”آخر؟“

”ہاں..... جی ہاں! دراصل خون میں حدت ہو جاتی ہے اور وہ شدت سے
خارج ہونے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اس طرح بواسیر اٹھڑائی لیتی ہے۔“
”بواسیر اٹھڑائی لیتی ہے! جالینوس نے جھنجھلا کر کہا۔“ آپ کسی ڈرامہ کے
ایکٹر تو نہیں؟“

”جی نہیں مطلق نہیں..... کاش کے ہم ہوتے..... ایکٹر..... ہونہہ اگر
ٹریکٹر کے ڈرائیور ہی ہوتے تو بس تھا۔“

”لاحول ولا قوۃ“ جالینوس نے بقراط کی طرف کچھ اشارہ کیا اس لیے فوری
بقراط بول پڑے:

”اچھا جناب! فرمائیے ان تینوں اقسام کی بواسیر کا آپ علاج کس طرح
کرتے ہیں۔“

”بہت سادہ علاج ہے جناب پہلے تو ہم انھیں سخت پرہیز کراتے ہیں۔ اتنا
سخت کہ پتھر بھی پکھل جائے پھر کیا مجال کہ بواسیر کے قدم اکھڑ نہ جائیں۔“

”آپ علاج بیان فرمائیں؟“

”یہ یہی گنگھی کے چوں کا استعمال۔“

”ان تمام اقسام کے لیے؟“

”جی نہیں صرف خونی کے لیے۔ اب رہا بادی کا مسئلہ! اس کے لیے ہم فنا
فٹ چاندی کے ورق میں لپیٹ کر دیتے ہیں۔“

فٹ فٹ! یہ کیا ہوتی ہے۔“

یہ گیا س دور کرنے کی تیر بہدف دوا ہے جناب.....

थे। फिर भी हाफजे पर जोर डाल कर कहा: तीन”

“बतलाइये कि बवासीर क्यों होती है?”

“क्यों होती है? हम दिमाग पर जोर डालते हुए बोले: “यही अनाप शनाप खाने से और क्या।

“आखिर?”

“हाँ..... जी हाँ! दरअसल खून में हिदत हो जाती है और वह शिदत से खारिज होने के लिए ऐड़ी चोटी का जोर लगाता है। इस तरह बवासीर अंगड़ाई लेती है।”

“बवासीर अंगड़ाई लेती है! जालीनूस ने झुंझलाकर कहा।” आप किसी झामे के ऐक्टर तो नहीं?”

“जी नहीं मुतलक नहीं..... काश कि हम होते..... ऐक्टर..... हुंह अगर ट्रैक्टर के ड्राइवर ही होते तो बस था।”

“लाहौलवला कूव्वत” जालीनूस ने बोक़रात की तरफ कुछ इशारा किया, इसलिए फौरी बोक़रात बोल पड़े:

“अच्छा जनाब! फरमाइये इन तीनों अक़साम की बवासीर का आप इलाज किस तरह करते हैं।”

“बहुत सादा इलाज है जनाब पहले तो उन्हें सख़्त परहेज़ कराते हैं। इतना सख़्त कि पत्थर भी पिघल जाये फिर क्या मजाल कि बवासीर के कदम उखड़ न जायें”

“आप इलाज बयान फरमायें?”

“यह यही कंधी के पत्तों का इस्तेमाल।”

“इन तमाम अक़साम के लिए?”

“जी नहीं सिर्फ़ खूनी के लिए। अब रहा बादी का मसला! उस के लिए हम ‘फटाफट’ चौंदा के वर्क में लपेट कर देते हैं।”

“फटाफट! यह क्या होती है।”

“यह ग्यासिस दूर करने के लिए तीर बहदफ़ दया है जनाब.....”

”ٹھیک ہے کوئی بو اسیر کے لیے کیا علاج تجویز فرماتے ہیں؟“
 ”اوہ..... دیکھیے اس کے لیے ہم بیرونی استعمال تجویز کرتے ہیں“ ہم نے

کچھ شرما کر کہا

”مثلاً“

”اس کے لیے ہم گھوڑسواری کی بلاناغہ چند گھنٹے کی ہدایت دیتے ہیں۔“

”یہ کیا بک رہے ہیں آپ!“

”جی وہی یعنی گھوڑے کی نیکی کمر پر.....“

”واہیات“ جالینوس غصہ سے طیش میں آ گیا۔

”بالکل واہیات ہیں جناب مگر یہ دیکھیے، موثر علاج جو سینہ بہ سینہ ہمارے

آباء و اجداد سے ہوتے ہوئے ہم تک پہنچا ہے۔“ یہ کہہ کر ہم نے شیروانی کی جیب سے چند

دھاتوں کے ٹکڑے نکالے اور ٹیبل پر ڈال دیئے۔ تینوں اسے دیکھنے جھک گئے۔ ادھر

لقمان صاحب نے بھی اونٹ کی طرح گردن نکالی اور اس کا معائنہ کرنے کے بعد ٹائیل کی

طرح پھر گردن اندر سمیٹ لی۔

”یہ کیا ہے؟ سقراط بولے۔“

اس میں دنیا بھر کی تمام دھاتیں ہیں مثلاً لوہا، پیتل، کھٹا، تانبا، سونا، چاندی،

جست اور.....“

بس بس رہنے دیجیے..... یہ بتائیے کہ اس کا حاصل کیا ہے؟“

”اس کی انگوٹھی بنا کر پہنا دیتے ہیں اس کا نام ہے بو اسیری جھلہ اس کے

پہنتے ہی بو اسیر اس طرح بوکھلاہٹ کا شکار ہو جاتی ہے کہ بستی چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوتی

ہے۔“

”لا حول ولا قوۃ! آپ فوری جیب میں ڈال لیجیے۔ یہاں صرف جڑی بوٹیوں

پر بحث ہوتی ہے۔ ان دھاتوں کا کیا کام؟

واہ..... وہ کیوں نہیں ہے جب کہ کئی دھاتیں دواؤں میں ملانی پڑتی ہیں۔“

ہم نے ان دھاتوں کے ٹکڑوں کو اٹھا کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

“ठीक है कोमई बवासीर के लिए क्या इलाज तजवीज़ फरमाते हैं?”

“ओह..... देखिये इसके लिए बेरुनी इस्तेमाल तजवीज़ करते हैं” हमने कुछ शर्मा कर कहा।

“मसलन”

“उसके लिए हम घोड़सवारी की बिला नागा चं, घंटे की हिदायत देते हैं।”

“यह क्या बक रहे हैं आप!”

“जी वही यानी घोड़े की नंगी कमर पर.....”

“वाहियात” जालीनूस गुस्से से तैश में आ गया।

“बिल्कुल वाहियात हैं जनाब मगर यह देखिये, मोअस्सिर इलाज जो सीना ब सीना हमारे आब्बा व अजदाद से होते हुए हम तक पहुँचा है।” यह कहकर हमने शेरवानी की जेब से चंद धातों के टुकड़े निकाले और टेबिल पर डाल दिये। तीनों उसे देखने झुक गये। उधर लुकमान साहब ने भी ऊँट की तरह गर्दन निकाली और उसका मोआयना करने के बाद तांबेल की तरह फिर गर्दन अन्दर समेट ली।

“यह क्या है?” सोकरात बोले।

“इसमे दुनिया भर की तमाम धातें हैं मसलन लोहा, पीतल, कत्था, तांबा, सोना, चाँदी, जस्ता और.....”

“बस बस रहने दीजिये..... यह बताइये कि इसका हासिल क्या है?”

“इसकी अंगूठी बनाकर पहना देते हैं, उसका नाम है बवासीरी छल्ला उसके पहनते ही बवासीर इस तरह बौखलाहट का शिकार हो जाती है कि बस्ती छोड़कर भाग खड़ी होती है।”

“लाहौलवला कूय्त!” आप फ़ौरी जेब में डाल लीजिये। यहाँ सिर्फ जड़ी बूटियों पर बहस होती है। इन धातों का क्या काम?

“वाह..... वह क्यों नहीं है जबकि कई धातें दवाओं में मिलानी पड़ती हैं।”

हमने उन धातों के टुकड़ों को उठाकर जेब में रखते हुए कहा।

کئی لمبھوں میں تو صرف دھات ہی دھات شامل کرنی پڑتی ہے اور مزید
 برآں جڑی بوٹیوں کے اجزاء پر ریسرچ کی گئی تو انھیں دھاتوں کے مرکبات ملیں گے۔
 ”خیر آپ یہ طولانی بحث ختم فرمائیے اور تشریف لے جائیے!
 جالینوس غرّا کر بولے
 ”ہمارا انٹرویو ختم ہو گیا جناب والا؟ ہم نے اُٹھتے ہوئے پوچھا
 ”جی ہاں! تینوں بیک زبان ہو کر بولے
 اور ہم فاتحانہ انداز سے ہا ہر آ گئے!
 لیکن دو ماہ بعد ہم نے نتیجہ دیکھا تو ہمارا نام نثار د تھا۔

• • •

“कई कुरतों में तो सिर्फ़ धात ही धात शामिल करनी पड़ती है और मज़ीद बरऔं जड़ी बूटियों के अजज़ा पर रिसर्च की गई तो उन्हीं धातों के मोरक्कबात मिलेंगे।”

“ख़ैर आप यह तूलानी बहस ख़त्म फ़रमाइये और तश्रीफ़ ले जाईये!

जालीनूस गुर्ग़ा कर बोले

“हमारा इन्टरव्यू ख़त्म हो गया जनाबे-वाला? हम ने उठते हुए पूछा।

“जी हौं! तीनों बयक-ज़बान होकर बोले।

और हम फातेहाना अन्दाज़ से बाहर आ गये।

लेकिन दो माह बाद हम ने नतीजा देखा तो हमारा नाम नदारद था।

• • •

ہدایت نامہ برائے ریسرچ اسکالر

ذکر ہے بہت ہی ناموریونی ورشی کا جس کا نام سنتے ہی ایسے ویسوں کے تو بھاری بھر کم جسم میں خود بخود لرزہ طاری ہو جائے اور نہ صرف دانت سے دانت بلکہ ہڈی سے ہڈی جتنے لگے۔ جس کی عمارت کے شکوہ پہ بینک کا گمان گزرے اور تقدس اور وقار پہ عبادت خانے کا!

اور ذکر ہے اس ناموریونی ورشی کے اس سے بھی زیادہ نامور پروفیسر کا جن کی شہرت گلی گلی کوچے کوچے سے اچھلتی کودتی، کوہ دور یا پھلانگتی جٹ اور راکٹوں پہ اڑتی شہر اور ملکوں ملکوں پھیلی ہوئی تھی۔ اور منظر ہے ناموری کے ان سول ایجنٹ اور اسٹاکسٹ کی خدمت میں آنا ایک ریسرچ اسکالر کا!!

دس پندرہ منٹ (یا شاید اس سے بھی زیادہ کیوں کہ ایسے موقعوں پر ریسرچ اسکالر گھڑی نہیں دیکھا کرتے!!) دروازے کے باہر انتظار کرنے کے بعد وہ ایک ناتواں سی دستک دیتا ہے۔

پروفیسر انہ توقف کے بعد اندر سے آواز آتی ہے۔
”کون“

”سر۔ میں“ شاید منکر نیکر کے آگے گھنکارا تانہ گڑ گڑاتا ہوگا۔!
”کم۔ ان“

हिदायतनामा बराए रिसर्च स्कालर्स

जिक्र है बहुत ही नामवर यूनीवर्सिटी का जिसका नाम सुनते ही ऐसे-वैसो के तो मारी भरकम जिस्म में खुद-बखुद लर्जा तारी हो जाये और न सिर्फ़ दौत से दौत बल्कि हड्डी से हड्डी बजने लगे। जिसकी इमारत के शिकोह पर बैंक का गुमान गुजरे और तकदुस और वेकार पर इबादत-खाने का!

और जिक्र है इस नामवर यूनीवर्सिटी के उस से भी ज़्यादा नामवर प्रोफ़ेसर का, जिन की शोहरत गली-गली कूचे-कूचे से उछलती कूदती, कोहो-दरया फ़लांगती जेट और रॉकेटों पर उड़ती शहर-शहर और मुल्कों-मुल्कों फैली हुई थी। और मन्ज़र है नामवरी के इन सिविल ऐंजेंट और स्टॉकिस्ट की खिदमत में आना एक रिसर्च स्कॉलर का!!

दस पन्द्रह (या शायद उस से भी ज़्यादा क्योंकि ऐसे मौके पर रिसर्च स्कॉलर घड़ी नहीं देखा करते....!!) दरवाज़े के बाहर इन्तज़ार करने के बाद वह एक नातवाँ सी दस्तक देता है।

प्रोफ़ेसराना तवक्कुफ़¹ के बाद अन्दर से आवाज़ आती है।

“कौन”

“सर - मैं” शायद मुनकिर नकीर² के आगे गुनहगार इतना न गिड़गिड़ाता होगा।

“कम-इन”

وہ سر جھکائے داخل ہوا اور رکوع CUM سجدے کی کیفیت میں مبتلا ہو گیا۔
 پروفیسر موصوف اس کی ذات سے محبوبانہ رنگ اور سیاسیانہ ڈھنگ سے بے نیاز ہو کر اس
 خاکسار سے کہ جس کی ذات بے برکات میں وہ اس سے پہلے قطعی دلچسپی نہیں لے رہے
 تھے، پوری توجہ سے محو گفتگو ہو گئے ریسرچ اسکالرز زندہ باد!

اتنی دیر کی خاموشی کے بعد کہ جتنی دیر میں کئی ایک تعزیتی جلسے منائے جاسکتے
 تھے، اس نے بغل میں دبی کیم شیم فائل یوں احتیاط اور احترام سے میز پر رکھی جیسے پیر خدا
 بخش کے مزار پر چادر چڑھا رہا ہو۔

”سر۔ یہ آپ کے پیئرس کی چاروں کاپیاں.....“

اس کی طرف غلط یا صحیح کسی بھی انداز کی نگاہ ڈالے بغیر ایک ہیبت ناک
 ”ہوں“ کی۔ پھر تین تال میں بڑی سریلی سیٹی بجا کر ساڑھے تین تال میں پریم راگ
 ”سوئی“ اک قد آور درندہ ہائی جب لاٹک جبپ کے سارے ریکارڈ چکنا چور کر کے
 پروفیسر اور اسکالر کی مشترکہ مقابل کرسی پر حملہ آور ہوا۔ اس درندے پہ نوانیت اور
 سویٹ نس دونوں میں سے کوئی الزام عائد نہ ہوتا تھا۔ وہ تو اس کی ہلتی ہوئی دم نے ڈھارس
 بندھائی ورنہ ہمارا بیہوش ہو جانا یقینی تھا۔ مگر اسکالر صاحب کے کھوئے ہوئے حواس اسے
 دیکھتے ہی واپس آ گئے اس محبت اور مسرت سے آپ نے اپنے رخسار سوئی کے ”رخ
 نازیا“ کے اتنے قریب کیے کہ ہندی فلم میں تو اس پر سنرنگ جاتا۔

پھر جیب سے بسکٹ کا سالم پکیٹ نکالا اور احترام کی تمام دیرینہ روایتوں کو فل
 ملٹری آئر کے ساتھ برقرار رکھتے ہوئے ایک بسکٹ ان کے دہن مبارک میں رکھا۔ سوئی
 صاحبہ بسکٹ نوش فرماتی جاتی تھیں اور فرط مسرت سے کبھی اپنی تندرست بانہیں ان کے گلے
 میں ڈالتیں، کبھی اپنا منہ ان کے شانے سے رگڑتی تھیں۔

سوئی کی خدمت کے بعد اسکالر صاحب کو مہمانوں کی خدمت کا موقع دیا
 گیا۔ پھر اہل خانہ کی خدمت گزاری کا ثواب کمانے کی خاطر انھیں درون خانہ بھیج دیا گیا۔
 شام کو دیکھا تو کیپس کی پُر فضا کشادہ سڑک پر ایک نہیں ایسے کئی جفا داری
 پروفیسر آن چہل قدمی کر رہے ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے دو دو چار چار مظلوم صورتیں، ان کی

वह सर झुकाये दाखिल हुआ और रुकूअ¹ CUM सजदे की कैफियत में मुब्तला हो गया। प्रोफेसर मौसूफ इस जात से महबूबाना रंग और सियासियाना ढंग से बे नयाज होकर इस खाकसार से कि जिसकी जाते-बे-बरकात में वह इस से पहले कतई दिलचस्पी नहीं ले रहे थे, पूरी तवज्जो से महवे-गुफतगू हो गये, रिसर्च स्कॉलर जिंदाबाद।

इतनी देर की खामोशी के बाद जितनी देर में कई ताज़ियती-जलसे² निपटायें जा सकते थे, उसने बगल में दबी लहीम-शहीम फाइल यूँ एहतयात और एहतराम से मेज़ पर रखी जैसे पीर खुदा बख्श के मज़ार पर चादर चढ़ा रहा हो।

“सर। ये आपके पेपर्स की चारों कॉपियाँ.....”

उसकी तरफ ग़लत या सही किसी भी अंदाज़ की निगाह डाले बग़ैर एक हैबतनाक “हूँ” की। फिर तीन ताल में बड़ी सुरीली सीटी बजाकर साढ़े तीन ताल में प्रेम राग अलापा। “स्वीटी” एक कढ़ावर दरिन्दा हाई जम्प, लांग ज़ाम्प के सारे रिकार्ड चकनाचूर करके प्रोफेसर और स्कॉलर की मुश्तरका मुकाबिल कुर्सी पर हमलावर हुआ। उस दरिन्दे पर निसवानियत³ और स्वीटनेस दोनों में से कोई इल्ज़ाम आयद न होता था। वह तो उसकी हिलती हुई दुम ने ढारस बन्धाई वरना हमारा बेहोश हो जाना यकीनी था। मगर स्कॉलर साहब के खोये हुये हवास उसे देखते ही वापस आ गये इस मुहब्बत और मसरत से आप ने अपने रुख़सार स्वीटी के “उखे-नाज़ेबा” के इतने करीब किये कि हिन्दी फिल्म में तो इस पर सेंसर लग जाता।

फिर जेब से बिस्कुट का सालिम पैकिट निकाला और एहतराम की तमाम देरीना रिवायतों को फूल मिलिट्री ऑनर के साथ बरकरार रखते हुये एक बिस्कुट उनके दहने-मुबारक में रखा। स्वीटी साहिबा बिस्कुट नोश फरमाती जाती थीं और फर्ते-मसरत से कमी अपनी तन्दरुस्त बाँहें उनके गले में डालतीं, कमी अपना मुँह उनके शाने से रगड़ती थीं।

स्वीटी की खिदमत के बाद स्कॉलर साहिब को मेहमानों की खिदमत का मौका दिया गया। फिर अहले-खाना की खिदमत-गुज़ारी का सवाब कमाने की खातिर उन्हें दुरुने-खाना⁴ भेज दिया गया।

शाम को देखा तो कैम्पस की पुर-फिज़ा कुशादा सड़क पर एक नहीं, ऐसे कई जुगादरी प्रोफेसरान चहल कदमी कर रहे हैं और उनके पीछे पीछे दो-दो चार-चार मज़लूम सूरतें, उनकी

1. झुकना 2. शोक समा 3. औरतपन 4. घर के अन्दर

سوئی اور یوٹی کی زنجیریں باری باری تھامے چل رہی ہیں۔

حیف اس بے چارے اسٹوڈنٹ کی قسمت یارب

جس کی قسمت میں ہو ریسرچ اسکالر ہونا

خیر۔ خیر یہ ریسرچ اسکالر صاحبان (کہ جن کا وجود اب گھٹتے گھٹتے کالر سے زیادہ نہیں رہا۔!) مایوس نہ ہوں کہ ہر مرض کی دوا ہر دکھ کا علاج، کامیابی کا کامیاب راستہ فتح کی دیکھی بھالی منزل اور خوشیوں کے خزانے کی ماسٹر کی (Master Key) یعنی یہ ہدایت نامہ حاضر ہے۔ اس ہدایت نامہ کو پوڈیکولون اور سینٹ کی خوشبو میں بسا کے سگریٹ اور تبا کو کی دھونی دے کے چاہے سائیکل اسکوٹریا اور کسی چلنے والی چیز سے باندھیں (خواتین گلے میں زخروں کے قریب گلوبند کی طرح پہن سکتی ہیں کہ زبان کے چلنے رہنے سے اس میں بھی مسلسل حرکت ہوتی رہتی ہے۔) چاہے چائے کافی یا کسی SOFT DRINK میں گھول کر پی لیں نتیجہ ایک ہی ہوگا۔

پہلے وضو کر کے رحل پہ رکھ کے قرأت سے پڑھیے اس ہدایت نامہ کو جو حسب

ذیل ہے۔

بڑی یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر کے لیے مقالے لکھنا ضروری نہیں اور عام حالات میں سمجھدار اسکالر اور گائڈ اس قسم کی کوشش کرتے بھی نہیں۔ ان کے لیے ریسرچ اسکالر کا خطاب ہی کافی ہے۔ اسی تنکے کے سہارے وہ کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی یونیورسٹی کی بساط پر بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ کچھ نہ کرتے ہوئے بھی وہ آپ کو انتہا سے زیادہ مصروف نظر آئے گا۔ ڈپارٹمنٹ کا ناٹم ٹیبل وہی بنائے گا۔ جب جب ہیڈ صاحب کو کلاس لینے کی فرصت نہ ہوگی یا کلاس لینے کا موڈ نہ ہوگا تب وہ ان کے بدلے کلاس لے گا اور ہر سیمینار میں، ہر میٹنگ میں ان کا بیک اٹھائے کتابیں سنبھالے ان کے ہمرکاب ہوگا۔ نتیجے میں سیر پانے کے موقع اکثر فراہم ہوتے رہیں گے۔ کچھ اطراف و جوار میں شہرت بھی ہو جائے گی۔ کچھ خاطر مدارت بھی لہذا پانچوں کی پانچ دسوں کی دسوں انگلیاں گلی میں کلائی اور کہنی تک ڈوبی رہیں گی۔

پھر بھلا ایسے اعلا عہدے کے لیے بھیڑ بھاڑ کیوں نہ ہو۔ ؟ ایک خلقت ٹوٹی

स्वीटी और ब्यूटी की जंजीरें बारी-बारी धामे चल रही हैं।

हैफ़ इस बेचारे स्टुडेंट की किस्मत या राब

जिसकी किस्मत में हो रिसर्च स्कॉलर होना

खैर-खैर ये रिसर्च स्कॉलर साहिबान (कि जिनका यजूद अब घिसते-घिसते कॉलर से ज्यादा नहीं रहा!) मायूस न हों कि हर मर्ज की दवा हर दुख का इलाज, कामयाबी का कामयाब रास्ता फतह की देखी माली मंजिल और खुशियों के खजाने की मास्टर-की (Master Key) यानी ये हिदायत-नामा हाजिर है। इस हिदायत-नामे को युडीकोलोन और सेंट की खुशबू में बसा कर सिगरेट और तम्बाकू की धूनी दे कर चाहे साइकिल स्कूटर या किसी चलने वाली चीज़ से बांधें (खातून गले में नरखरे के करीब गुलूबंद की तरह पहन सकती हैं कि ज़बान के चलते रहने से उसमें मुसलसल हरकत होती रहती है।) चाहे चाय कॉफी या किसी SOFT DRINK में घोल कर पी लें नतीजा एक ही होगा।

पहले वज़ू करके रहल¹ पर रखाके किरअत से पढ़िये इस हिदायत-नामे को जो हस्ब-जैल² है।

बड़ी यूनिवर्सिटी के रिसर्च स्कॉलर के लिये मकाले³ लिखना ज़रूरी नहीं और आम हालात में समझदार स्कॉलर और गाइड इस किस्म की कोशिश करते भी नहीं। उनके लिये रिसर्च स्कॉलर का खिताब ही काफी है। इसी तिनके के सहारे वह कुछ न होते हुए भी यूनीवर्सिटी की बिसात पर बहुत कुछ हो जाता है। कुछ न करते हुये भी वह आपको इन्तेहा से ज्यादा मसरूफ़ नज़र आयेगा। डिपार्टमेंट का टाइम-टेबल वही बनायेगा। जब-जब हेड साहब को क्लास लेने की फुर्सत न होगी या क्लास लेने का मूड न होगा तब-तब वह उनके बदले क्लास लेगा और हर सेमिनार में, हर मीटिंग में उनका बैग उठाये किताबें संभाले उनके हमरकाब⁴ होगा। नतीजे में सैर सपाटे के मौके फ़राहम होते रहेंगे। कुछ अतराफ़ो-जवार में शोहरत भी हो जायेगी। कुछ खातिर-मदारात, भी लिहाज़ा पाँचों की पाँच, दसों की दसों उंगलियाँ घी में कलाई और कोहनी तक डूबी रहेंगी।

फिर मला ऐसे आला ओहदे के लिये भीड़ भाड़ क्यों न हो? एक खिलक़त टूटी

-
1. लकड़ी का चीड़ा जिस पर कुरान रखकर पढ़ते हैं। 2. निम्नलिखित
3. लेख 4. साथ

پڑتی ہے اور ویٹنگ لسٹ کا تو یہ عالم ہے کہ برسوں لوگ کچی میں پڑے رہتے ہیں اور پکے ہونے یعنی رجسٹریشن کی مبارک گھڑی ہی نہیں آتی ان اسکالرز کی خدمت میں اقبال کے شعر کا چوتھائی حصہ پیش ہے جی ہاں مہنگائی کی اس قیامت کی گھڑی میں ہر ممکن کفایت شعاری سے کام لینا چاہیے۔ ۱۱ حضرات شعر ہے۔

یقین محکم عمل پیہم

اے وہ WOULD BE ریسرچ اسکالرز جنہوں نے اس زلف کے سر

ہونے کی آس میں ایک عمر اسی در اور اسی گھر کے پھیرے کرنے میں گنوا دی وہ ہیڈ کی اور خدا کی کرامات سے مایوس نہ ہوں کسی زمانے میں بارہ برس کے بعد گھوڑے کے دن پھر جایا کرتے تھے۔ پھر تم تو تم ہو۔ ایک نہ ایک دن تم بھی ریسرچ اسکالر کے تخت بے تاج پر فائز ہو گے۔ اسی سدی، اسی عشق، اسی جوش و جنوں سے استاد و استادانی و استاد زادگان کی ہر خدمت کیے جاؤ۔ کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لاؤ کہ انہوں نے اب تک تمہارا ایک بھی موضوع پسند نہیں کیا۔ دنیا بیکراں ہے اور موضوعات بھی لاتعداد۔ کوئی نہ کوئی موضوع کبھی نہ کبھی ان کے اعلامیہ تک پہنچے گا۔

جو اس دشوار گزار کھائی کو پھلانگ کے پار کر چکے ہیں ان سے عرض ہے کہ وہ

نیک اور نام نہاد اسکالر کی طرح ممبر سے خدمت میں جئے رہیں۔ اور اتنے معروف اور معروف استاد کو ہر چوتھے پانچویں مہینے اپنے لکھے ہوئے مضامین سے پریشان نہ کریں غلت اور جلد بازی شریاں شیطان کی ہائیز HOBBIES ہیں انسان کو زیب نہیں دیتیں۔ آپ لکھیے، پڑھیے اور پھاڑیے۔ پھر لکھیے پھر پھاڑیے۔ اسی آگ میں تپ تپ کر آپ کند بن کے نکلیں گے! ادیب بھی اور فنکار بھی!!

کیا آپ واقعی تھیس لکھنا چاہتے ہیں۔ یعنی حضرت آدم کی طرح ریسرچ اسکالر کی بے بسی، ماڈرن اور فیشن ایل جنت کو چھوڑ کر تھیس کی سنگلاخ گھاؤں میں ٹھوکریں کھانا چاہتے ہیں؟

تو پھر کسی غیر معروف یونیورسٹی کے کمنام گانڈ کی انگلی پہنچا پکڑیے گا ہے گا ہے اونچے سروں میں ان کی صلاحیتوں اور دوسروں کی نالائقیوں کا راگ چھیڑیے اور مستحلاً

पड़ती है और वेटिंग लिस्ट का तो ये आलम है कि बरसों लोग कच्ची में पड़े रहते हैं और पक्के होने यानी रजिस्ट्रेशन की मुबारक घड़ी ही नहीं आती इन स्कॉलर्स की खिदमत में इकबाल के शेर का चौथाई हिस्सा पेश है जी हाँ महंगाई की इस कयामत की घड़ी में हर मुमकिन किफायत शायरी से काम लेना चाहिये!! हज़रत शेर है!

यकी मोहकम अमल पैहम

ऐ वह WOULD BE रिसर्च स्कॉलर्स जिन्होंने इस जुल्फ के सर होने की आस में एक उम्र इसी दर और इसी घर के फेरे करने में गंवा दी वह हेड की और खुदा की करामात से मायूस न हों किसी ज़माने में बारह बरस के बाद घूरे के दिन फिर जाया करते थे। फिर तुम तो तुम हो। एक न एक दिन तुम भी रिसर्च स्कॉलर के तख्ते-बेताज पर फायज़ होगे। इसी तुन्दही, इसी इश्क, इसी जोश व जुनून से उस्ताद व उस्तादनी व उस्तादज़ादगान ही हर खिदमत किये जाओ। कमी हर्फ़-शिकायत ज़बान पर न लाओ कि उन्होंने अब तक तुम्हारा एक भी मौजू पसंद नहीं किया। दुनिया बेकराँ है और मौजूआत भी लातादाद। कोई न कोई मौजू कमी न कमी उनके आला मेयार तक पहुँचेगा।

जो इस दुश्वार गुज़ार खाई को फलांग कर पार कर चुके हैं उनसे अर्ज है कि वह नेक और नाम-नेहाद स्कॉलर की तरह सब्र से खिदमत में जुटे रहें। और इतने मसरूफ़ और मारुफ़ उस्ताद को हर चौथे-पाँचवे महीने अपने लिखे हुए मज़ामीन से परेशान न करें, उजलत और जल्दबाज़ी श्रीमान शैतान की हाबीज़ Hobbies हैं इन्सान को जेब नहीं देती। आप लिखिये, पढ़िये और फाड़िये। फिर लिखिये और फिर फाड़िये। इसी आग में तप-तप कर आप कुन्दन बनके निकलेंगे! अदीब भी और फनकार भी!!

क्या आप वाकई थेसिस लिखना चाहते हैं। यानी हज़रत आदम की तरह रिसर्च स्कॉलर की बसी बसाई मॉडर्न और फ़ैशनेबिल जन्नत को छोड़कर थेसिस की संगलाख़ गुफ़ाओं में ठोकरें खाना चाहते हैं?

तो फिर किसी ग़ैर-मारुफ़ यूनीवर्सिटी के गुमनाम गाइड की उंगली-पहुँचा पकड़िये, गाहे-गाहे ऊँचे सुरों में उनकी सलाहियतों और दूसरों की नालायकियों का राग छेड़िये और मुस्तक़िलन

الابتے رہے۔ اللہ نے چاہا تو آپ کو وہ خط کی بھی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی۔
 بعض استاد اتنے دورانہ پیش نہیں ہوتے اور ان کے دل میں ہمدردی کا جذبہ
 بھی کم ہوتا ہے۔ جب بھی فکر کی بات نہیں۔ تو نہیں اور سہی۔! بزنس تو اس مہذب دنیا میں
 ہر چیز کا ہوتا ہے۔ تلاش کیجیے ہر شہر میں ایک نہ ایک پروفیشنل تھیسس رائٹر مل جائے گا۔ اور
 جو بات جو صفائی ریڈی میڈ مال میں ہوتی ہے وہ ”ہوم میڈ“ میں کہاں؟
 اور پیسہ تو ہاتھ کا میل ہے۔!!

اب صرف ان ریسرچ اسکالرز کا معاملہ رہ جاتا ہے جو اس درجہ بیکس وہ بے
 بس وہ بے سہارا وہ بے یار و مددگار ہیں کہ انھیں اپنی تھیسس خود لکھنی پڑ رہی ہے۔
 قیامت کے ٹریلرس ہیں یہ اور کیا۔!

ایسی صورت میں موضوع کے انتخاب میں رسوائی کا خدشہ ہوتا ہے لہذا
 موضوع ایسا گول مال یعنی فلاسفہ لیجئے کہ اس کے لیے کسی خاص مواد کی تلاش کی ضرورت
 ہی باقی نہ رہے بلکہ وہ قافو قفا جو مواد ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنے سے آپ کے ہاتھ خود بخود مل
 جائے سب کے سب کو آپ بخوبی استعمال کر سکیں۔

اس میں کامیابی نہ ہو تو یوں کیجیے کہ دس بارہ پہنچے ہوئے مصنفین کی ایک ہی
 موضوع پر کتابیں سامنے رکھ لیجئے جن کا آپ کے موضوع سے بھی کچھ تھوڑا بہت تعلق ہوتا
 ضروری ہے بس بارہ سالے کی چاٹ تیار ہے۔ ایک پیرا گراف اس کا لیجئے ایک اس کا
 تو ایک سطر تیسرے کی دوسری سطر چوتھے کی۔ کہیں کہیں تو آدھے آدھے پاؤ پاؤ جملے جوڑ
 جوڑ کر وہ ORIGINAL جملہ تیار کیجیے کہ ہائی پاور کمیشن بھی گرفت میں نہ لاسکے بلکہ شاید
 الٹا آپ کی قابلیت پر اشک اشک کر اُٹھے۔!

ویسے سب سے آسان اور ہلکی پھٹگری کے بغیر رنگ چوکھالانے والا نسخہ یہ کہ
 آپ کسی دور کا کوئی ایسا شاعر یا ادیب لے لیں جس کے ہم عصر وہم رنگ پر کام ہو چکا ہے۔
 ظاہر ہے عصر وہی۔ واقعات وہی، انداز سخن وہی۔! آپ کو صرف اتنی زحمت اٹھانی
 پڑے گی کہ اس شاعر کا نام ہٹا کر اپنے شاعر اعظم کا نام فٹ کر دیجیے۔ پھر تو تھیسس ایسی
 ہوگی جیسے انگوٹھی کا نگینہ۔!

अलापते रहिये। अल्लाह ने चाहा तो आप को दस्तखत की भी ज़ेहमत नहीं उठानी पड़ेगी।

बाज़ उस्ताद इतने दूर-अंदेश नहीं होते और उनके दिल में हमदर्दी का जज़्बा भी कम होता है। जब भी फ़िक्र की बात नहीं। तू नहीं और सही! बिज़नेस तो इस मोहज़्जब दुनिया में हर चीज़ का होता है। तलाश कीजिये हर शहर में एक न एक प्रोफेशनल थेसिस राइटर मिल जायेगा। और जो बात, जो सफाई रेडीमेड माल में होती है वह "होम मेड" में कहाँ?

और पैसा तो हाथ का मैल है!!

अब सिर्फ़ इन रिसर्च स्कॉलर्स का मामला रह जाता है जो इस दर्जा बेकस व बेबस व बेसहारा व बेयारो-मददगार हैं कि उन्हें अपनी थेसिस खुद लिखनी पड़ रही है।

कयामत के ट्रेलर्स हैं ये और क्या!

ऐसी सूरत में मौजू के इन्तिखाब में रुसवाई का ख़दशा रहता है लिहाज़ा मौजू ऐसा गोल माल यानी फ़िलासफ़िक लिजिये कि इस के लिये किसी ख़ास मवाद की तलाश की ज़रूरत ही बाकी न रहे बल्कि वक़्तन-फ़वक़्तन जो मवाद इधर-उधर हाथ पैर मारने से आप के हाथ खुद-ब-खुद लग जाये, सब के सब को आप बख़ूबी इस्तेमाल कर सकें।

इसमें कामयाबी न हो तो यँूँ किजिये कि दस बारह पहुँचे हुए मुसन्नफ़ीन¹ की एक ही मौजू पर किताबें सामने रख लीजिये जिनका आपके मौजू से भी कुछ थोड़ा बहुत तअल्लुक होना ज़रूरी है, बस बारह मसाले की चाट तैयार है। एक पैराग्राफ़ इसका लीजिये एक उसका, तो एक सतर तीसरे की, दूसरी सतर चौथे की। कहीं-कहीं तो आधे-आधे पाव-पाव जुमले जोड़-जोड़ कर वह Original जुमला तैयार कीजिये कि हाई पावर कमीशन भी गिरफ़्त में न ला सके बल्कि उल्टा आपकी काबिलियत पर अश-अश कर उठे!

वैसे सब से आसान और हल्दी-फिटकरी के बग़ैर रंग चोखा करने वाला नुस्खा यह है कि आप किसी दूर का कोई ऐसा शायर या अदीब ले लें जिसके हम-अस्र व हम-रंग पर काम हो चुका है। ज़ाहिर है अस्र वही। वाक़ेआत वही, अन्दाज़े-सुख़न वही! आपको सिर्फ़ इतनी ज़हमत उठानी पड़ेगी कि उस शायर का नाम हटाकर अपने शायरे-आज़म का नाम फिट कर दीजिये। फिर तो थेसिस ऐसी होगी जैसे अंगूठी का नगीना!

1. लेखकों

کچھ ORIGINAL یعنی طبع زاد کام کا خیال خام دل ناداں میں سمائے تو یہ حسرت بھی پوری کر لیجیے وہ بھی چین کی بانسری بجاتے ہوئے۔ ایک سطر اپنی لکھیے اس کے بعد۔

”اس سلسلے میں فلاں صاحب فرماتے ہیں.....“

اور ایک پیرا گراف ان کے فرمائے ہوئے کا۔ کہ جو یقیناً مستند ہوگا۔ !!

پھر ایک یا آدھی سطر خود کی اور پھر وہی راگنی۔ کہ

”فلاں صاحب کا بھی یہی خیال ہے۔“

اور یہ خیال کم از کم ڈیڑھ دو صفحے کا تو ہوگا ہی۔!

دو صفحوں کے بعد ذرا سی تکلیف پھر اٹھا لیجیے اور یہ اطلاع دیجیے کہ..... ”آپ

آگے چل کر لکھتے ہیں.....“

اور ظاہر ہے کہ جب آگے چلے ہیں تو پیچھے بھی چلے ہوں گے۔ لہذا فرمائیے

کہ..... پیچھے لکھتے ہیں.....

غرض اسی طرح لفٹ رائٹ اور آگے پیچھے کرتے کرتے آپ کا تھیسس ”ختم

شدہ“ تک فرمائے بھرتے ہوئے پہنچ جائے گا۔

مित्र خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ کتابیات کی فہرست طویل ہونا چاہیے کہ اس کی

طوالت آپ کی قابلیت کی دلیل ہے۔

اور کتابیات میں شمولیت کے لیے کتاب کا پڑھنا تو کیا دیکھنا تک ضروری

نہیں۔ !! آرائش جمال پر لکھنے سے زیادہ توجہ دیجیے۔ کہ..... ”ہیں کچھ..... نظر آتے

ہیں کچھ.....!“

اور پھر نظر بندی تو سب سے بڑا آرٹ ہے۔ !!

اگر ان زربین مشوروں اور تراکیب کے باوجود آپ سچ بچ خود پڑھ پڑھ کے

خود تھیسس لکھنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی۔ ذمہ داری راقم المفسول پر ہرگز نہ ہوگی۔ !!

• • • •

कुछ Original यानी तबाज़ाद काम का खयाले-ख़ाम दिले-नादान में समाए तो ये हसरत भी पूरी कर लीजिये, वह भी चैन की बांसुरी बजाते हुये। एक सतर अपनी लीखिये इसके बाद-

“इस सिलसिले में फ़लों साहिब फ़रमाते हैं

और एक पैराग्राफ़ उनके फ़रमाये हुए का, कि जो यकीनन असतनद होगा!!

फिर एक या आधी सतर खुद की फिर वही रागिनी कि

“फ़लों साहिब का भी यही खयाल है”

और यह खयाल कम-अज़-कम डेढ़ सफ़े का तो होगा ही!

दो सफ़ों के बाद ज़रा सी तकलीफ़ फिर उठा लीजिये और यह इत्तेला दीजिये कि “आप आगे चलकर लिखते है....”

और ज़ाहिर है जब आगे चले है तो पिछे भी चले होंगे। लिहाज़ा फ़रमाइये कि पीछे लिखते है

गरज़ इसी तरह लेफ़्ट राईट और आगे पीछे करते-करते आपका थेसिस “ख़त्म-शुद” तक फ़रटते भरते हुए पहुँच जायेगा।

मैटर ख़्वाह कम ही क्यों न हो। किताबियात की फ़ेहरिस्त तवील होना चाहिये कि उसकी तवालत आपकी काबिलियत की दलील है।

और किताबियात में शमूलियत के लिये किताब का पढ़ना तो क्या देखना तक ज़रूरी नहीं!! आराइशे-जमाल पर लिखने से ज्यादा तवज्जो दीजिये कि.....“हैं कुछ..... नज़र आते हैं कुछ.....!”

और फिर नज़र बन्दी तो सब से बड़ा आर्ट है!!

अगर इन ज़र्रीं मश्वरों और तराकीब के बावजूद आप सचमुच खुद पढ़-पढ़ के खुद थेसिस लिखना चाहते हैं तो आपकी मज़ी। जिम्मेदारी राकिम-उल-फ़ुज़ूल पर हरगिज़ न होगी!!

• • • •

آتی ہے اردو زبان.....

میری تقدیر تو مجھ سے بہت پہلے ہی روٹھ چکی تھی مگر اس کا احساس مجھے اسی دن ہوا، جب میری بار بار کی درخواست کے باوجود امتحانات کے کنٹرولر نے مجھے انٹر میڈیٹ کا اکڑامینز بنانے سے صاف انکار کر دیا۔ ٹیچروں کی مالی حالت ویسے تو سال بھر خراب رہتی ہے لیکن میں ان دنوں کچھ زیادہ پریشان تھا۔ شادی کے بعد ایک تو لڑکیوں کے ٹیوشن ملنے ہی بند ہو گئے۔ دوسرے جو بچے کچھ تھے وہ بیوی نے زبردستی چھڑا دیے تھے۔ رہے لڑکے تو انھیں پڑھنے کی مہلت ہی نہیں ملتی ٹیوشن پڑھنے کی فرصت کہاں سے ملے۔ بہر حال مجھے اس وقت آمدنی کے کسی نہ کسی ذریعہ کی تلاش تھی اور مختلف دروازوں پر قسمت آزمائی کے بعد میں نے یونیورسٹی کے دروازے پر صدا لگائی، لیکن منت سماجت کے باوجود میں کنٹرولر کے انکار کو اقرار میں نہ تبدیل کر سکا۔ آخر ناامیدی کے سمندر میں ڈوبنے سے قبل میں نے امید کے ایک تنکے یعنی متعلقہ کلرک کا سہارا لیا۔ اس نے میری بات سنتے ہی کہا۔

”کنٹرولر کے ناراض ہونے کی وجہ تو میں بتا سکتا ہوں لیکن آپ تو جانتے ہی ہیں کہ مہنگائی بڑھ گئی ہے اور ہر چیز کا ریٹ دوگنا ہو گیا ہے۔ اس لیے میں بھی.....“ میں نے اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی اس کا مدعا نہ صرف سمجھ لیا بلکہ پورا بھی کر دیا، اور

आती है उर्दू ज़बान.....

मेरी तकदीर तो मुझसे बहुत पहले ही रुठ चुकी थी मगर इसका एहसास मुझे उस दिन हुआ, जब मेरी बार-बार की दरख्वास्त के बावजूद इम्तेहानात के कन्ट्रोलर ने मुझे इन्टरमीडिएट का एक्जामिनर बनाने से साफ़ इन्कार कर दिया। टीचरों की माली हालत वैसे तो साल भर ख़राब रहती है लेकिन मैं उन दिनों कुछ ज़्यादा परेशान था। शादी के बाद एक तो लड़कियों के ट्यूशन मिलने ही बंद हो गये। दूसरे जो बचे-खुचे थे वह बीवी ने ज़बरदस्ती छुड़ा दिये थे। रहे लड़के तो उन्हें पढ़ने की मोहलत ही नहीं मिलती, ट्यूशन पढ़ने की फुर्सत कहाँ से मिले। बहरहाल मुझे उस वक़्त आमदनी के किसी न किसी ज़रिये की तलाश थी और मुख्तलिफ़ दरवाज़ों पर किस्मत आजमाई के बाद मैं ने यूनिवर्सिटी के दरवाज़े पर सदा लगाई, लेकिन निम्नत-समाजत के बावजूद मैं कन्ट्रोलर के इन्कार को इकरार मैं न तब्दील करा सका। आखिर ना-उमीदी के समंदर में डूबने से कबूल मैं ने उमीद के एक तिनके यानी मुतअल्लेका¹ क्लर्क का सहारा लिया। उसने मेरी बात सुनते ही कहा—

“कन्ट्रोलर के नाराज़ होने की वजह तो मैं बता सकता हूँ लेकिन आप तो जानते ही हैं कि महंगाई बढ़ गई है और हर चीज़ का रेट दोगुना हो गया है। इसलिये मैं भी.....” मैं ने उसकी बात ख़त्म होने से पहले ही उसका मुहआ न सिर्फ़ समझ लिया बल्कि पूरा भी कर दिया, और

اس نے انتہائی رازداری کے ساتھ مجھے بتایا۔

”پچھلی بار آپ نے کنٹرولر صاحب کے لڑکے کو صرف ۴۰ نمبر دیے تھے جس کے سبب اس کا سنڈکلاس آگیا اور اس کو ملنے والے جہیز کی رقم میں بھاری کمی ہو گئی۔ اس لیے.....“ لیکن اس نے صرف ۵۰ نمبر کے سوالات ہی حل کیے تھے۔“

میں نے کلرک کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

کلرک کچھ جھنجھلا گیا کہنے لگا۔

”آپ پڑھے لکھے ہو کر بھی ایسی بات کرتے ہیں، ارے نمبر آدمی دیکھ کر دیا جاتا ہے کہ کوئی دیکھ کر!“

وقت پڑنے پر تونہ جانے کس کو کیا کیا کہنا پڑتا ہے وہ تو پھر بھی کلرک تھا۔ اس لیے میں نے اس کی ڈانٹ سنتے ہی سراپا نیا زامندی کے ساتھ پوچھا۔ ”لیکن اب کرنا کیا ہوگا، آپ ہی کوئی صورت نکالے۔“

کلرک نے پہلے تو اپنے دانت نکالے پھر کہنے لگا۔

”لیکن آپ تو جانتے ہی ہیں کہ مہنگائی بڑھ گئی ہے۔ صورت تو میں نکال سکتا ہوں لیکن..... میں نے اسے آگے بولنے کا موقع دیے بغیر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ دل ہی دل میں میری معاملہ شناسی کا اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”بات ایسی ہے کہ اس بار کنٹرولر صاحب کی بیٹی امتحان دے رہی ہے۔ اگر آپ اسے فرسٹ ڈیویژن میں پاس کرانے کا ذمہ لیں تو آپ کا کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔“ میں کلرک کی ذہانت کا قائل ہو گیا۔ ویسے قائل ہونے کے سوا کوئی دوسرا راستہ بھی نہ تھا۔ کیوں کہ آخر مجھے اپنا کمنٹ لیٹر بھی تو اسی سے لینا تھا۔ بہر حال میں نے کلرک کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے دوسرے ہی دن کنٹرولر سے گھر پر ملاقات کی اور اپنے بال بچوں کی قسمیں دے کر انہیں یہ یقین دلایا کہ اس بار میرے کوپیاں دیکھنے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ میں اپنی پچھلی غلطیوں کا کفارہ ادا کر سکوں۔ ہاتھیں تو بہت ساری ہوئیں مگر قصہ مختصر یہ ہے کہ اگلے ہی دن مجھے تقرری کا پروانہ مل گیا۔ متعلقہ کلرک نے اہم رول نمبروں کی ایک فہرست بھی میرے حوالے کی اور پھر مسکراتے ہوئے مجھے ”گنڈ بانی“

उसने इन्तहाई राजदारी के साथ मुझे बताया।

“पिछली बार आपने कन्ट्रोलर साहब के लड़के को सिर्फ 40 नम्बर दिये थे जिसके सबब उसका सेकेन्ड क्लास आ गया और उसको मिलने वाली जहेज की रकम में भारी कमी हो गई। इसलिये..... लेकिन उसने सिर्फ 50 नम्बर के सवालात ही हल किये थे।”

मैंने क्लर्क की बात काटते हुये कहा।

क्लर्क कुछ झुंझला गया, कहने लगा।

“आप पढ़े लिखे होकर भी ऐसी बात करते हैं, अरे नम्बर आदमी देखकर दिया जाता है कि कॉपी देखकर!”

वक्त पड़ने पर तो न जाने किस को क्या-क्या कहना पड़ता है वह तो फिर भी क्लर्क था। इसलिये मैं ने उसकी डॉट सुनते ही सरापा नियाजमंदी के साथ पूछा। “लेकिन अब करना क्या होगा, आप ही कोई सूरत निकालिये।”

क्लर्क ने पहले तो अपने दाँत निकाले फिर कहने लगा।

“लेकिन आप तो जानते ही हैं कि महंगाई बढ़ गई है। सूरत तो मैं निकाल सकता हूँ लेकिन..... मैं ने उसे आगे बोलने का मौका दिये बगैर अपनी जेब में हाथ डाला और वह दिल ही दिल में मेरी मामला-शनासी का एतराफ़ करते हुये कहने लगा।

“बात ऐसी है कि इस बार कन्ट्रोलर साहब की बेटी इन्तेहान दे रही है। अगर आप उसे फर्स्ट डिवीज़न में पास कराने का जिम्मा लें तो आपका काम आसान हो सकता है।” मैं क्लर्क की ज़हानत का कायल हो गया। वैसे कायल होने के सिवा कोई दूसरा रास्ता भी न था, क्योंकि आखिर में एप्वाइंटमेंट लेटर भी तो उसी से लेना था। बहरहाल मैंने क्लर्क के बताये हुए तरीके पर अमल करते हुए दूसरे ही दिन कन्ट्रोलर से घर पर मुलाकात की और अपने बाल-बच्चों की कसमें देकर उन्हें यकीन दिलाया कि इस बार मेरे कॉपियाँ देखने का मकसद इसके सिवा और कुछ न होगा कि मैं अपनी पिछली गलतियों का कफ़ारा¹ कर सकूँ। बातें तो बहुत सारी हुईं मगर किस्सा मुख्तसर यह है कि अगले ही दिन मुझे तकरुरी का परवाना मिल गया। मुतअल्लिक़ा क्लर्क ने अहम रोल नम्बरों की फेहरिस्त मेरे हवाले की और मुस्कराते हुए मुझे “गुडबॉय”

1. प्रायश्चित्त

کہا۔ رزلٹ جلد شائع کرنے کے خیال سے اس ہار اجتماعی طور پر کاپیاں دیکھی جارہی تھیں۔ ایک بڑے سے ہال میں مختلف ساز کی میزیں لگی ہوئی تھیں اور ہر مضمون کے لیے ایک ٹیبل مخصوص تھا۔ مگر گزرا ہفت حضرات اپنی کاپیاں دیکھنے میں کم اور دوسروں کے ٹیبل پر جانے میں زیادہ دل چسپی لے رہے تھے۔ خیر یہ بات تو جملہ معترضہ کے طور پر سامنے آگئی۔ میں نے اپنی ٹیبل پر پہنچتے ہی سب سے پہلے تو ڈائری میں سے وہ سفارشی خطوط نکالے جو مختلف دوستوں نے مجھے لکھے تھے۔ اس سے یہ نہ سمجھئے کہ صرف میرے دوست ہی سفارشی خطوط لکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ میں بھی ہوں پانچویں سواروں میں اور یہاں کوئی کسی سے کم نہیں ہے۔ ہاں تو ان خطوط میں لکھے ہوئے رول نمبروں کی ایک فہرست تیار کرنے کے بعد (واضح ہوا کہ یہ فہرست فل اسکیپ ساز کے تقریباً دو صفحات پر مشتمل تھی) میں نے ایک کاپی کے اوراق الگے۔ سوال تھا، میرا نمبر کی نظم ’اولاد‘ کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے۔ جواب دینے۔

اولاد ہی انسان کے آنکھ کا روشنی ہے۔ ضعیفی کے روز ماں کو اپنے فرزند پر قوت ملتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس کا اولاد بڑا سے بڑا بنے گا اور میرا نام روشن کرے گا۔ اولاد دنیا اور آخرت دونوں میں کام آنے والا چیز ہے۔ تب ہی ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تجھے سورج کہوں کہ چندا یا دیپ کہوں یا تارا

میرا نام کرے کاروشن جگ میں میرا راج دلارا

میں نے جلدی سے ورق پلٹا۔ سوال تھا، خواجہ حسن نظامی کی ادبی خدمات پر روشنی ڈالے۔ جواب کچھ اس طرح تھا۔ ”حضرت خواجہ کا دربار بہت بڑا ہے۔ یہاں ہر ضرورت کے لیے ضرورت مندوں کو جانا پڑتا ہے، اور اپنی ضرورت کے لیے بہت ضروری ہے کہ ضرورت کے وقت بھی ضرورت کے لیے خواجہ کی ضرورت پڑتی ہے، اور اپنے لیے بھی ضرورت ہے اور دوسروں کی بھی ضرورت ہے اور خواجہ کی بھی ضرورت اور ہر ضرورت کے وقت میں ضرورت پڑتی ہے اور ضرورت ایسی چیز ہے کہ ضرورت ہوتی ہے اور ضرورت.....“ میری طبیعت جھنجھلا گئی۔ جی میں تو آیا کہ کاپی پر لکھ دوں آخر آپ کو اردو

कहा। रिजल्ट जल्द शायी¹ करने के खयाल से इस बार इजतिमाई² तौर पर कॉपियाँ देखी जा रही थीं। एक बड़े से हॉल में मुख्तलिफ साइज की मेजें लगी हुई थीं और हर मजमून के लिये एक टेबल मखसूस था। मगर एकजामिनर हज़रात अपनी कॉपियाँ देखने में कम और दूसरों की टेबिल पर जाने में ज़्यादा दिलचस्पी ले रहे थे। खैर यह बात तो जुम्ला—मोतरज़ा के तौर पर सामने आ गई। मैंने अपनी टेबिल पर पहुंचते ही सब से पहले डायरी में से वह सिफारिशी खुतूत निकाले जो मेरे दोस्तों ने मुझे लिखे थे। इससे यह न समझिये कि सिर्फ मेरे दोस्त ही सिफारिशी खुतूत लिखते हैं हकीकत यह है कि मैं भी हूँ पाँचवें सवारों में और यहाँ कोई किसी से कम नहीं है। हों तो उन खुतूत में लिखे हुए रोल नम्बरों की एक फेहरिस्त तैयार करने के बाद (वाज़ेह हो कि यह फेहरिस्त फुल इस्केप साइज़ के तकरीबन दो सफ़हात पर मुश्तमिल थी) मैंने एक कॉपी के औराक उल्टे। सवाब था मीर अनीस की नज़्म 'औलाद' का खुलासा अपनी ज़बान में लिखिये। जवाब सुनिये।

औलाद ही इन्सान के आँख की रोशनी है जईफ़ी के रोज़ माँ को अपने फ़रज़न्द पर कूव्वत मिलती है। वह जानती है कि उसकी औलाद बड़ा से बड़ा बनेगा और मेरा नाम रौशन करेगा। औलाद दुनिया और आख़ेरत दोनों में काम आने वाली चीज़ है। तब ही एक शायर ने क्या खूब कहा है—

तुझे सूरज कहूँ कि चंदा या दीप कहूँ या तारा

मेरा नाम करेगा रौशन जग में मेरा राज़ दुलारा

मैंने जल्दी से वरक पल्टा। सवाल था, ख़्वाजा हसन निज़ामी की अदबी ख़िदमात पर रोशनी डालिये। जवाब कुछ इस तरह था। "हज़रत ख़्वाजा का दरबार बहुत बड़ा है। यहाँ हर ज़रूरत के लिये ज़रूरत मंदों को जाना पड़ता है, और अपनी ज़रूरत के लिये बहुत ज़रूरी है कि ज़रूरत के वक़्त भी ज़रूरत के लिये ख़्वाजा की ज़रूरत पड़ती है, और अपने लिये भी ज़रूरत है और दूसरों की भी ज़रूरत है और ख़्वाजा की भी ज़रूरत और हर ज़रूरत के वक़्त में ज़रूरत पड़ती है और ज़रूरत ऐसी चीज़ है कि ज़रूरत होती है और ज़रूरत....." मेरी तबीअत झुंझला गई। जी में तो आया कि कॉपी पर लिख दूँ आख़िर आपको उर्दू

پڑھنے ہی کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن پھر سوچا کہ اردو اب سرکاری زبان ہے اور سرکاری زبان کو یا سرکاری زبان ہوتی ہے اس لیے دل کڑا کر کے پچاس فیصد نمبر دے دیے اور دوسری کاپی اٹھائی پہلے ہی صفحہ پر درج تھا۔

”جناب انگرامز صاحب اگر آپ نے اس بار بھی مجھے فیل کر دیا تو میری شادی نہ ہو سکے گی اور میں جان دے دوں گا اور.....“ میں نے گھبرا کر دوسرا صفحہ پلٹا۔ میرا نمبر کی نظم ’اولاد‘ کا خلاصہ اس طرح شروع ہوا تھا۔

”اولاد کی بڑی اہمیت ہے۔ شادی انسان اس لیے کرتا ہے کہ وہ اولاد کو پاسکے مگر جب وہ نہیں پاسکتے تو ان کی زندگی میں ایک طرح کا درار سا پڑ جاتا ہے۔ حالاں کہ لوگ بیوی کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان سے یہ کام نہیں ہوتا ہے اور آخر میں طلاق تک کا معاملہ آ جاتا ہے۔“ آگے پڑھنا بیکار تھا۔ میں نے اس کاپی میں بھی پچاس فیصد نمبر دے دیے اور تیسری کاپی اٹھائی۔ ”میرا پسندیدہ شاعر“ کے تحت غالب کی شاعری پر مضمون لکھا گیا تھا۔ شروعات اس طرح ہوئی تھی۔

”میرے پسندیدہ شاعر غالب ہیں جو اس وقت دنیا میں نہیں ہیں۔ غالب کی شاعری مجھے اس لیے پسند ہے کہ غالب آم بہت کھاتے تھے اور مجھے بھی آم بہت پسند ہے۔ غالب کی شادی صرف سترہ سال میں ہو گئی تھی مگر انہیں بچپن سے ہی کپڑے چبانے کی عادت تھی۔ لوگ جب روٹیاں کھایا کرتے تھے تو غالب کپڑے چبایا کرتے تھے۔ میرے پروفیسر صاحب نے بتایا ہے کہ اسی لیے غالب کا گریبان ہمیشہ تار تار رہتا تھا۔ میں نے کچھ آگے نظر دوڑائی۔ لکھا تھا۔ ”غالب کے ہر شعر میں دو معنی نکلتے ہیں اس لیے اس کے پڑھنے سے ہماری اردو بہت اچھی ہو گئی ہے۔ غالب کے شعر کی نقل ساری دنیا میں لوگ کرتے ہیں۔“ میں نے جلدی جلدی کئی صفحات الٹ دیے۔ ایک صفحے پر کچھ اشعار کی تشریح کی گئی تھی۔ پہلا شعر تھا۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے آخر اس درد کی دوا کیا ہے

صاحبزادے نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا تھا:

یہ نظم علامہ اقبال کی ہے۔ وہ دکالت کر کے خوب روپیہ کماتے تھے اور سائیڈ

पढ़ने ही की क्या ज़रूरत है? लेकिन फिर सोचा कि उर्दू अब सरकारी ज़बान है और सरकारी ज़बान गोया सरकार की ज़बान होती है इसलिये दिल कड़ा करके पचास फीसद नम्बर दे दिये और दूसरी कॉपी उठाई पहले ही सफे पर दर्ज था।

“जनाब एक्जामिनर साहब अगर इस बार भी मुझे फेल कर दिया तो मेरी शादी न हो सकेगी और मैं जान दे दूँगा और....” मैं ने घबराकर दूसरा सफा पल्टा। मीर अनीस की नज़्म ‘औलाद’ का खुलासा इस तरह शुरू हुआ था।

“औलाद की बड़ी अहमियत है। शादी इन्सान इसलिये करता है कि वह औलाद को पा सके मगर जब वह नहीं पा सकते तो उनकी जिन्दगी में एक तरह का दरार सा पड़ जाता है। हालाँकि लोग बीवी को खुश रखने की कोशिश करते हैं मगर उनसे यह काम नहीं होता है और आखिर में तलाक तक का मामला आ जाता है।” आगे पढ़ना बेकार था। मैंने इस कॉपी में भी पचास फीसद नम्बर दे दिये और तीसरी कॉपी उठाई। “मेरा पसंदीदा शायर” के तहत ग़ालिब की शायरी पर मज़मून लिखा गया था। शुरूआत इस तरह हुई थी—

“मेरे पसंदीदा शायर ग़ालिब हैं जो इस वक़्त दुनिया में नहीं हैं। ग़ालिब की शायरी मुझे इसलिये पसंद है कि ग़ालिब आम बहुत खाते थे और मुझे भी आम बहुत पसंद हैं। ग़ालिब की शादी सिर्फ सत्तरह साल में हो गई थी मगर उन्हें बचपन से ही कपड़े चबाने की आदत थी। लोग जब रोटियाँ खाया करते थे तो ग़ालिब कपड़े चबाया करते थे। मेरे प्रोफ़ेसर साहब ने बताया है कि इसीलिये ग़ालिब का गरीबान हमेशा तार-तार रहता था। मैंने कुछ आगे नज़र दौड़ाई। लिखा था “ग़ालिब के हर शेर में दो माने निकलते हैं इसलिये इसके पढ़ने से हमारी उर्दू बहुत अच्छी हो गई है। ग़ालिब के शेर की नक़ल सारी दुनिया में लोग करते हैं।” मैंने जल्दी जल्दी कई सफ़ात उलट दिये। एक सफे पर कुछ अशआर की तशरीह¹ की गई थी। पहला शेर था —

दिले-नादों तुझे हुआ क्या है

आखिर इस दर्द की दया क्या है

साहबज़ादे ने इसकी तशरीह करते हुये लिखा था:

यह नज़्म अल्लामा इक़बाल की है। वह वक़ालत करके ख़ूब रुपया कमाते

1. व्याख्या

میں شعر و شاعری بھی کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اے دل تجھے کیا ہو گیا ہے جو تو بے کار نظر آ رہا ہے، آخر حیرتی دوا کیا ہے۔ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب اقبال کو ان کی زندگی میں نہیں ملا ورنہ وہ ہارٹ اٹیک سے نہ مرتے۔ اگر دل میں درد ہو تو ڈاکٹر رحمان کو دکھانا چاہیے۔ جو ہارٹ اسپیشلسٹ ہیں۔“ میں نے نیچے نظر دوڑائی۔ انیس کا ایک شعر درج تھا۔

گھر کا ہی ایک چراغ بجھا کر امام دیں

اسلام کی نمود سحر دیکھتے رہے

اس شعر کی تشریح اس طرح کی گئی تھی۔ ”یہ نظم امام دین کی ہے۔ شاعر نے گھر کے چراغ کو بجھانے کے لیے اپنے آپ کو چراغ بنایا ہے۔ انہوں نے اسلام کی بربادی پر لکھا ہے کہ مسلمان اپنے فعل ہی سے برباد ہوتا رہا ہے، نہیں تو اسلام کا یہ بربادی نہیں ہوتا۔“ اب میری ہمت جواب دینے لگی تھی مگر ابھی ویمنس کالج کا پورا بنڈل باقی تھا۔ میں نے اس طرف توجہ کی اور ایک کا پی اٹھائی۔ محترمہ نے ”ہمارے دو قومی تہوار“ پر مضمون لکھا تھا۔ ابتدا کچھ اس طرح تھی۔

”ہمارے دو قومی تہوار ہیں۔ یہ تہوار عید اور رمضان ہیں۔ یہ تہوار بہت پاک اور صاف ہیں۔ دل تو بہت چاہتا ہے لیکن روزہ رکھنے کے بعد ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ عید میں سنبھا دیکھنے کو ملتا ہے۔ عید کے چاند کے انتظار میں لوگ کوٹھے پر کھڑے رہتے ہیں۔ ایک دن میں بھی کوٹھے پر کھڑی تھی کہ نیچے سے کسی نے کہا، لو چاند دکھائی دے گیا، وہ کوٹھے پر موجود ہے۔ میں نے بھی نظر بچا کر اس لفٹکے کو دیکھنا چاہا مگر وہ نظر نہ آیا۔“

آگے چل کر چنی ترغوں نے اس مضمون میں انشائیہ کا رنگ پیدا کر دیا تھا۔

لکھا تھا:

”عید میں لوگ ایک دوسرے کے بچوں کو پروی یعنی روپیے دیتے ہیں۔

روپیے کا خرچ ہر تہوار میں ہے۔ جیسا کہ ہمارا ایک تہوار بقر عید بھی ہے جس میں قربانی نام کی ایک فلم بھی آئی تھی۔ اس میں امجد خاں نے کام کیا تھا۔ امجد خاں ویسے تو کام اچھا کرتا

थे और साइड में शोरो-शायरी भी करते थे। कहते हैं कि ऐ दिले-नादों तुझे क्या हो गया है जो तू बेकार नज़र आ रहा है, आखिर तेरी दवा क्या है। यह एक सवाल है जिसका जवाब इकबाल को उनकी जिन्दगी में नहीं मिला वरना वह हार्ट अटैक से न मरते। अगर दिल में दर्द हो तो डा. रहमान को दिखाना चाहिये जो हार्ट स्पेशलिस्ट हैं।" मैंने नीचे नज़र दौड़ाई। अनीस का एक शेर दर्ज था।

घर का ही एक चिराग बुझाकर इमामे-दी

इस्लाम की नमूदे-सहर देखते रहे

इस शेर की तस्रीह इस तरह की गई थी। "यह शेर इमाम दीन की है। शायर ने घर के चिराग को बुझाने के लिये अपने आप को चिराग बना है। उन्होंने इस्लाम की बर्बादी पर लिखा है कि मुसलमान अपने फेल¹ ही से बर्बाद होता रहा है, नहीं तो इस्लाम का ये बर्बादी नहीं होता।" अब मेरी हिम्मत जवाब देने लगी थी मगर अभी वीमेंस कॉलेज का पूरा बंडल बाकी था। मैंने उस तरफ तवज्जो की और एक कॉपी उठाई। मोहतरमा ने "हमारे दो कौमी त्योहार" पर मज़मून लिखा था। इब्तदा कुछ इस तरह थी-

"हमारे दो कौमी त्योहार हैं। ये त्योहार ईद और रमज़ान हैं। ये त्योहार बहुत पाक और साफ हैं। दिल तो बहुत चाहता है लेकिन रोज़ा रखने के बाद हम लोग झूट नहीं बोलते हैं। ईद में सिनेमा देखने को मिलता है। ईद के चाँद के इन्तज़ार में लोग कोठे पर खड़े रहते हैं। एक दिन मैं भी कोठे पर खड़ी थी कि नीचे से किसी ने कहा, लो चाँद दिखाई दे गया, वह कोठे पर मौजूद है। मैंने भी नज़र बचाकर उस लफंगे को देखना चाहा मगर वह नज़र न आया।"

आगे चलकर जहनी तरंगों ने इस मज़मून में इन्शाइये² का रंग पैदा कर दिया था। लिखा था:

"ईद में लोग एक दूसरे के बच्चों को पर्वी यानी रुपये देते हैं। रुपये का खर्च हर त्योहार में है। जैसा कि हमारा एक त्योहार बकरीद भी है जिस में कुर्बानी नाम की एक फिल्म भी आई थी। इसमें अमजद ख़ॉ ने काम किया था। अमजद ख़ॉ वैसे तो काम अच्छा करता

1. क्रिया

2. निबन्ध

ہے مگر اس کی سوچیں مجھے زہر لگتی ہیں۔“

میں نے دل ہی دل میں اپنی کسی ہوئی سوچیں منوادی نے کا فیصلہ کر لیا اور پھر دوسرا صفحہ پڑھنے لگا۔ غالب کے شعر کی تشریح کچھ اس طرح تھی۔ ”اس شعر میں شاعر نے دل اور نادان سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ آخر ان لوگوں کو ہوا کیا ہے جواب تک مرض کو نہیں سمجھ سکے ہیں.....“ میں نے اگلے صفحہ پر نظر دوڑائی۔ خوبہ حسن نظامی سے اپنی واقفیت کا اظہار صرف تین سطروں میں اس طرح کیا گیا تھا۔ ”خوبہ صاحب دہلی میں پیدا ہوئے تھے اور بچپن سے شاعرانہ مجاز لے کر آئے تھے، انداز بیان میں بہت نرمیات اور شوقیانہ انداز تھا، ان کی شاعری بہت بڑی تھی۔“ میں نے دوسری کاپی اٹھائی۔ ”میرے پسندیدہ شاعر“ پر مضمون لکھتے ہوئے محترمہ نے لکھا تھا:

”پہلے زمانے میں لوگ خط بہت لکھا کرتے تھے۔ اس لیے لکھتے تھے کہ ان کی قابلیتیں معلوم ہو سکے۔ مگر غالب زیادہ سے زیادہ بات کم لفظوں میں لکھا کرتے تھے۔ مجھے بھی ایسا ہی خط پسند ہے۔ مگر غالب شراب بہت پیتے تھے اور ہر وقت عشق میں مبتلا رہتے تھے۔“ میری طبیعت الجھنے لگی اور میں نے پھر لڑکوں کی کاپیاں دیکھنی شروع کر دیں۔ ایک صاحب نے مختلف الفاظ کی جنس بتاتے ہوئے انہیں مذکر اور مونث کے بدلے ”استرائنگ“ اور ”پوائنگ“ لکھا تھا۔ دوسرے نے عموماً برائے امیروں، کلاں برائے کلاں اور اسکا پاتال برائے اسپتال لکھا تھا۔ تیسرے نے سرسید احمد خاں کو اپنا پسندیدہ شاعر قرار دیتے ہوئے ان کی شاعرانہ عظمت کو غالب اور اقبال سے زیادہ بلند تسلیم کیا تھا۔ چوتھے نے یہ انکشاف کیا تھا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ ٹیپو سلطان کے سپہ سالار تھے اور انہوں نے انگریزوں سے لڑنے کے لیے آزاد ہند فوج بنائی تھی۔ وہ کھیلوں کے بڑے پریمی تھے اور ان ہی کے نام پر ہر سال رانچی ٹرائی کا کرکٹ میچ ہوا کرتا ہے۔ ایک اور صاحب نے کاپی کے آخر میں لکھا تھا کہ ”مسلمانا صحبت میں نہ رہنے کی وجہ سے ہم اردو سے محروم رہے اور اردو ہمیں آتی بھی نہیں ہے اس لیے گزیرش ہے کہ آپ اس پر غور کریں گے۔“

اور بھی بہت ساری باتیں تھیں جن میں اکثر مجھے یاد بھی ہیں، مگر ممکن ہے

है मगर उसकी मूँछें मुझे ज़हर लगती हैं।”

मैंने दिल ही दिल में अपनी कसी हुई मूँछें गंवा देने का फैसला कर लिया और फिर दूसरा सफा पढ़ने लगा। ग़ालिब के शेर की तशरीह कुछ इस तरह थी। “इस शेर में शायर ने दिल और नादों से मुख़ातिब होकर कहा है कि आख़िर इन लोगों को हुआ क्या है जो अब तक मर्ज़ को नहीं समझ सके हैं.....” मैंने अगले सफ़े पर नज़र दौड़ाई। ख़्वाजा हसन निज़ामी से अपनी वाकिफ़ीयत का इज़हार सिर्फ़ तीन सतरों में इस तरह किया गया था। “ख़्वाजा साहिब दिल्ली में पैदा हुये थे और बचपन से शायराना मिज़ाज लेकर आये थे, अन्दाज़े-बर्याँ में बहुत नरमियत और शोख़ियाना अन्दाज़ था, उनकी शायरी बहुत बड़ी थी।” मैंने दूसरी कॉपी उठाई। “मेरे पसंदीदा शायर” पर मज़मून लिखते हुये मोहतरमा ने लिखा था:

“पहले ज़माने में लोग ख़त बहुत लिखा करते थे। इसलिये लिखते थे कि उनकी काबिलियतें मालूम हो सकें। मगर ग़ालिब ज़्यादा से ज़्यादा बात कम लफ़्ज़ों में लिखा करते थे। मुझे भी ऐसा ही ख़त पसंद है। मगर ग़ालिब शराब बहुत पीते थे और हर वक़्त इश्क़ में मुब्तला रहते थे।” मेरी तबीअत उलझने लगी और मैंने फिर लड़कों की कॉपियाँ देखनी शुरू कर दीं। एक साहब ने मुख़्तलिफ़ अलफ़ाज़ की जिंस बताते हुये उन्हें मोज़क़कर¹ और मोअन्नस² के बदले “स्त्रीलिंग” और “पुलिंग” लिखा था। दूसरे ने उमराओं बराये अमीरों, कालास बराये क्लास और असापाताल बराये अस्पताल लिखा था। तीसरे ने सर सय्यद अहमद ख़ाँ को अपना पसंदीदा शायर क़रार देते हुये उनकी शायराना अज़मत को ग़ालिब और इक़बाल से ज़्यादा बुलन्द तस्लीम किया था। चौथे ने ये इन्क़शाफ़ किया था कि महाराजा रंजीत सिंह टीपू सुल्तान के सिपहसालार थे और उन्होंने अंग्रेज़ों से लड़ने के लिये आज़ाद हिन्द फ़ौज़ बनाई थी। वह खेलों के बड़े प्रेमी थे और उन्हीं के नाम पर हर साल रंजीत ट्राफी का क्रिकेट मैच हुआ करता है। एक और साहब ने कॉपी के आख़िर में लिखा था कि “मुसलमाना सोहबत में न रहने की वजह से हम उर्दू से महरूम रहे और उर्दू हमें आती भी नहीं है इसलिये ग़ज़रेश है कि आप इस पर ग़ौर करेंगे।”

और भी बहुत सारी बातें थीं जिनमें अक्सर मुझे याद भी हैं, मगर

1. पुल्लिंग

2. स्त्रीलिंग

ان کا پیوں کے لکھنے والوں میں سے بعض کل کے حکمراں ہوں یا انقلاب بہا کر دیں۔ آپ جانتے ہیں ہوشیار آدمی ہوں اور ہوشیار آدمی مستقبل سے بہت ڈرتے ہیں۔ اس لیے میں بہت سے اصحاب کا ذکر چھوڑ دیتا ہوں۔ ہاں ایک بات اور — یہ بھی ممکن ہے کہ آپ اردو ٹیچروں اور طالب علموں کی حالت زار پر ماتم کرنے کے لیے ہاتھ اٹھا رہے ہوں۔ لیکن ذرا ٹھہریے! آخر یہ اردو زبان ہے کوئی گلی ڈنڈا تھوڑے ہی ہے جسے بچے بھی کھیل لیتے ہیں۔ ابھی تو ان بے چاروں نے انٹر کالج میں قدم ہی رکھا ہے۔ ابھی تو انہیں لیڈری سیکھنی ہے۔ پھر چچہ گیری سیکھنی ہے۔ آخر میں نقل نویسی اور پیروی کاری سیکھنی ہے۔ اس کے بعد موقع ملا تو اردو زبان بھی سیکھ لیں گے۔ آخر داغ نے یوں ہی تھوڑے ہی کہا تھا۔

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہ دو
کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے

• • • •

मुमकिन है इन कॉपियों को लिखने वालों में बाज़ कल के हुकमरों हों या इन्कलाब बपा कर दें। आप जानते हैं होशियार आदमी हूँ और होशियार आदमी मुस्तकबिल से बहुत डरते हैं। इसलिये मैं बहुत से असहाब का ज़िक्र छोड़ देता हूँ। हाँ एक बात और — ये भी मुमकिन है कि आप उर्दू टीचरों और तालिब-इल्मों की हालतें-ज़ार पर मातम करने के लिये हाथ उठा रहे हों। लेकिन ज़रा ठहरिये! आखिर यह उर्दू ज़बान है कोई गुल्ली-डंडा थोड़े ही है जिसे बच्चे भी खेल लेते हैं। अभी तो इन बेचारों ने इंटर् कॉलेज में कदम ही रखा है। अभी तो उन्हें लीडरी सीखनी है। फिर चम्चागीरी सीखनी है। आखिर मैं नक़ल नवीसी और पैरो-कारी सीखनी है। इसके बाद मौका मिला तो उर्दू ज़बान भी सीख लेंगे। आखिर दाग़ ने यूँ ही थोड़े ही कहा था —

नहीं खेल ऐ दाग़ यारों से कह दो
कि आती है उर्दू ज़बान आते आते

• • • • •

لابریری کی سیر

لابریری کی تعریف پوچھی جائے تو ہم کہیں گے کہ کتابوں کے گودام یا اسٹور روم کو لابریری کہتے ہیں۔ لابریری کو کتابوں کا یتیم خانہ بھی کہا جائے تو زیادتی نہ ہوگی۔ لابریری میں قارئین کتابوں سے قیموں جیسا سلوک کرتے ہیں۔ بہت سی کتابیں جن کو خریدار نہیں ملتے وہ لابریری کی زینت بنتی ہیں۔ جو بھی کتاب چھپتی ہے اس کا یہ پسہ احق ہے کہ اسے لابریری میں جگہ ملے، چاہے اس کی صرف دس جلدیں فروخت ہوئی ہوں اور وہ بھی مصنف کے تنگ کرنے پر اس کے دوستوں نے خریدی ہوں۔ بعض مصنف ایسے بھی ہیں جو صرف لابریری کے لیے کتابیں لکھتے ہیں۔ ہاتھوں ہاتھ پڑھی جانے والی کتابیں لابریری میں عنقا ہوتی ہیں۔

لابریری میں آنے والوں کے اغراض و مقاصد مختلف ہوتے ہیں، بعض سنانے اور آرام کرنے آتے ہیں تو بعض حضرات دوست احباب سے ملنے کے لیے لابریری کا رخ کرتے ہیں۔ لابریری جانا آج کے ترقی یافتہ انسان کا معمول بھی ہے۔ لکڑ لوگ کتابیں لینے اور انھیں بغیر پڑھے واپس کرنے لابریری آتے ہیں تاکہ لوگ انھیں پڑھا لکھا سمجھیں۔ بہت کم لوگ ایسے ملیں گے جو علم کی دولت حاصل کرنے کے لیے لابریری جاتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگوں میں اپنا شمار کروانے کے لیے ہم گاہے ماہے

लाइब्रेरी की सैर

लाइब्रेरी की तारीफ़ पूछी जाये तो हम कहेंगे कि किताबों के गोदाम या स्टोर रूम को लाइब्रेरी कहते हैं। लाइब्रेरी को किताबों का यतीम-खाना भी कहा जाये तो ज़्यादाती न होगी। लाइब्रेरी में कारेईन¹ किताबों से यतीमों जैसा सुलूक करते हैं। बहुत सी किताबों को खरीदार नहीं मिलते वह लाइब्रेरी की जीनत बनती है। जो भी किताब छपती है उसका यह पहला हक़ है कि उसे लाइब्रेरी में जगह मिले, चाहे उसकी सिर्फ़ दस जिल्दें ही फ़रोख़्त हुई हों और वह भी मुसन्निफ़ के तंग करने पर उसके दोस्तों ने खरीदी हों। बाज़ मुसन्निफ़ ऐसे भी हैं जो सिर्फ़ लाइब्रेरी के लिये किताबें लिखते हैं। हाथों-हाथ पढ़ी जाने वाली किताबें लाइब्रेरी की अन्का होती हैं।

लाइब्रेरी में आने वालों के अग़राजों-मक़ासिद मुख़तलिफ़ होते हैं, बाज़ सुस्ताने और आराम करने आते हैं तो बाज़ हज़रात दोस्त अहबाब से मिलने के लिये लाइब्रेरी का रुख़ करते हैं। लाइब्रेरी जाना आज के तरक्की याफ़ता इन्सान का मामूल भी है। अक्सर लोग किताबें लेने और उन्हें बग़ैर पढ़े वापिस करने लाइब्रेरी आते हैं ताकि लोग उन्हें पढ़ा लिखा समझें। बहुत कम लोग ऐसे मिलेंगे जो इल्म की दौलत हासिल करने के लिये लाइब्रेरी जाते हैं। पढ़े लिखे लोगों में अपना शुमार करवाने के लिये हम गाहे-माहे

لابیری میں جمائیک لیتے ہیں۔

اپنے ساتھ موجود اشیاء کو ہا ہر چھوڑ کر صرف اپنی ذات کے ساتھ لابیری میں داخل ہونا پڑتا ہے۔ سامان کی حفاظت کے لیے دروازے کے پاس ایک آدمی بیٹھا رہتا ہے جو سوتا ہے یا کتب بینی میں مصروف رہتا ہے۔ اگر وہ سو رہا ہو اور آپ نے اسے جگایا تو وہ خفا ہوگا، کہے گا کچھ نہیں، آپ کی چیزوں کو پنگ کر اپنے غصہ کا اظہار کرے گا۔ کتب بینی کر رہا ہو تو اس کے رویہ کا انحصار کتاب پر ہوگا، کتاب دلچسپ رہی تو اشاروں میں بات کرے گا ورنہ آپ کے وقت کو چند فضول سوالوں میں ضائع کرے گا۔

لابیری کے اندر ایک رجسٹر رکھا ہوتا ہے جس پر آنے والوں کو اپنا نام اور پتا لکھنا اور دستخط کرنے پڑتے ہیں۔ نام اور پتا کوئی نہیں لکھتا، آپ بھی مت لکھیے، ہم نے بھی نہیں لکھا، احتیاط کا تقاضہ یہی ہے۔ اکثر لوگ دستخط کرنا پسند کرتے ہیں، بعض دستخط کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ دستخط نہ کرنے والوں میں سے اکثر اصحاب کتابوں اور میز پر دستخط کرتے ہیں، باقی حضرات دستخط کرنے کو تضرع اوقات سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ اس اہتمام سے دستخط کرتے ہیں جیسے آٹو گراف دے رہے ہوں۔ اگر آپ دستخط کے نمونے دیکھنا چاہیں تو لابیری کے رجسٹر کا مطالعہ ضرور کریں۔ اکثر دستخطیں چند آڑی ترچھی لکیروں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ہم بھی رجسٹر پر دو سیدھی لکیریں اور ایک کھڑی لکیر کھینچتے ہیں۔ ایک بار ہم لابیری پہنچے، ہماری نظر سامنے لگی ایک تختی پر پڑی، جلی حروف میں لکھا تھا ”خاموشی سے مطالعہ کیجئے“، اس تختی کے سائے میں لابیری کے کرتا دھرتا گپ شپ کرتے نظر آئے۔ بات بات پر قہقہے دبانے کی کوشش میں عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں۔ ان آوازوں پر خاموش احتجاج کرنے والے قارئین لابیری کے لیے نئے ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان آوازوں سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ روز آنے والے قارئین ہوتے ہیں یا پھر وہ جو سوتے رہتے ہیں۔ لابیری میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جن کے گھروں میں ڈرائنگ روم نہیں ہوتا۔ اس قسم کے لوگ کونوں میں سر جوڑے محو گفتگو ملیں گے، جہاں سے کھسک پھر کر آوازیں اٹھتی رہتی ہیں۔ لابیری میں ایسے حضرات کی کمی نہیں ہوتی جو گھر کے ماحول سے گھبرا کر لابیری کا سکون برباد کرنے چلے

लाइब्रेरी में झोंक लेते हैं।

अपने साथ मौजूद अशया को बाहर छोड़ कर सिर्फ अपनी जात के साथ लाइब्रेरी में दाखिल होना पड़ता है। सामान की हिफाजत के लिये दरवाजे के पास एक आदमी बैठा रहता है जो सोता है या कुतुब-बीनी में मसरूफ रहता है। अगर वह सो रहा हो और आपने उसे जगा दिया तो वह खफा होगा, कहेगा कुछ नहीं, आपकी चीजों को पटक कर अपने गुस्से का इजहार करेगा। कुतुब-बीनी कर रहा हो तो उसके रवय्ये का इन्हसार किताब पर होगा, किताब दिलचस्प रही तो इशारों में बात करेगा वरना आपके वक्त को चंद फिज़ूल सवालों में जाया करेगा।

लाइब्रेरी के अन्दर एक रजिस्टर रखा होता है जिस पर आने वाले को अपना नाम और पता लिखना और दस्तखत करने पड़ते हैं। नाम और पता कोई नहीं लिखता, आप भी मत लिखिये, हमने भी नहीं लिखा, एहतियात का तकाज़ा यही है। अक्सर लोग दस्तखत करना पसंद करते हैं, बाज़ दस्तखत करना भी गवारा नहीं करते। दस्तखत न करने वालों में अक्सर असहाब किताबों और मेज़ पर दस्तखत करते हैं। बाकी हज़रात दस्तखत करने को तज़ीअ-औकात¹ समझते हैं। बाज़ लोग इस एहतमाम से दस्तखत करते हैं जैसे ऑटोग्राफ़ दे रहे हों। अगर आप दस्तखत के नमूने देखना चाहें तो लाइब्रेरी के रजिस्टर का मोतालेआ ज़रूर करें। अक्सर दस्तखतें चन्द आड़ी तिरछी लकीरों पर मुश्तमिल होती हैं। हम भी रजिस्टर पर दो सीधी लकीरें और एक खड़ी लकीर खींचते हैं।

एक बार हम लाइब्रेरी पहुँचे, हमारी नज़र सामने लगी एक तख्ती पर पड़ी, जली हरुफ़ में लिखा था "खामोशी से मोतालेआ कीजिये", इस तख्ती के साथे में लाइब्रेरी के कर्ता-धर्ता गपशप करते नज़र आये। बात-बात पर क़हक़हे दबाने की कोशिश में अजीबो-ग़रीब आवाज़ें निकल रही थीं। इन आवाज़ों पर खामोश एहतजाज करने वाले कारेईन लाइब्रेरी के लिए नये होते हैं। जो लोग इन आवाज़ों से बे नयाज़ होते हैं वह रोज़ आने वाले कारेईन होते हैं या फिर वह जो सोते रहते हैं। लाइब्रेरी में वह लोग भी आते हैं जिन के घरों में ड्राइंग रूम नहीं होता। इस किस्म के लोग कोनों में सर जोड़े महवे-गुफ़्तगू मिलेंगे, जहाँ से खुसर-फुसर की आवाज़ें उठती रहती हैं। लाइब्रेरी में ऐसे हज़रात की कमी नहीं जो घर के माहौल से घबरा कर लाइब्रेरी का सुकून बर्बाद करने चले आते हैं। बेमक़सद इधर

1. समय को नष्ट करना

آتے ہیں۔ بے مقصد ادھر ادھر کتابیں الٹ پلٹ کرتے پھرتے ہیں۔ کتابوں کو کیلیلاگ کی مدد سے ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ کیلیلاگ میں ڈھیر ساری کتابوں کے حوالے درج ہوتے ہیں لیکن تلاش کرنے پر ایک کتاب بھی نہ ملے گی۔ ہمارے ایک دوست کا طریقہ کار ہے کہ وہ ہمیشہ دس کتابوں کے حوالے لکھ لیتے ہیں تاکہ مطلوبہ کتاب نہ ملنے پر مایوسی سے بچ رہیں۔ حوالے لکھتے وقت بہتر ہو گا کہ فل اسکیپ کاغذ ساتھ رکھیں۔ محبوبہ کی زلف کی طرح کتابوں کے حوالے طویل ہوتے ہیں۔ بعض کتابوں کے حوالوں میں سارے حروف تہجی کے ساتھ نمبر لاکھوں میں ہوتا ہے۔ حوالے نوٹ کرنے کے بعد کتابیں حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہوتا۔ لائبریری میں ویسے ہی روشنی کم ہوتی ہے اور جب بجلی بند ہو جائے تو پھر مبر کے سوا کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

کتابیں الماریوں میں چھپی رہتی ہیں۔ الماری پر پہلی اور آخری کتابوں کے حوالے درج ہوتے ہیں، اس تحریر کو پڑھنے کے لیے محدب عدسوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ایک ہمدرد کے پاس سے چشمہ مانگ کر ہم نے مطلوبہ الماری تلاش کی اور اسے کھولا۔ چند کتابیں ہمارے اوپر گریں اور پھر ہم نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے الماری میں سے پھر پھڑاتی ہوئی ان کتابوں کو بھی سنبھالا جو باہر آنے کی پرزور کوشش کر رہی تھیں۔ کتابیں گرنے کے ساتھ ہی لائبریری کا کارندہ پاس آیا۔ کتابیں اٹھاتے ہوئے ”سوری“ کہہ کر ہم نے اسے اپنا طرفدار بنا لیا۔ کتابیں الماری میں ٹھونسنے کے بعد کتابیں ڈھونڈنے کا جوش اور ولولہ سرد پڑ گیا۔ جو کتاب ہاتھ لگی اسے لے کر بڑھ گئے۔ کیا بھروسہ، الماری جو چار کے بجائے تین پاؤں پر کھڑی تھی ہم پر گرنہ پڑے۔ تیزی میں ہم نے میز اور کرسی سے ٹھوکر کھائی۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ کسی سر پھرے سے ٹکرنہ ہوئی ورنہ ہمیں اندھے کا خطاب ملتا۔

ہم اتنے بدحواس ہو چکے تھے کہ جہاں بھی جگہ ملی بیٹھ گئے۔ پیشانی پر آئے پسینے کو رومال میں جذب کیا، ذرا سا سکون پایا تو محسوس ہوا کہ جس کرسی پر ہم براجمان ہیں وہ بیٹھنے کے قابل نہیں ہے، بیچ میں سوراخ ہے۔ منوں گرد جمی ہوئی ہے اور ایک ہاتھ سے معذور بھی ہے۔ چار طرف سے کھٹکوں نے حملہ کر دیا۔ بہت دن بعد انھیں غذا ملی تھی۔

किताबें उलट पलट करते फिरते हैं।

किताबों को कैटेलॉग की मदद से ढूँढना पड़ता है। कैटेलॉग में ढेर सारी किताबों के हवाले दर्ज होते हैं लेकिन तलाश करने पर एक किताब भी न मिलेगी। हमारे एक दोस्त का तरीक़ा-कार है कि वह हमेशा दस किताबों के हवाले लिख लेते हैं ताकि मतलूबा किताब न मिलने पर मायूसी से बचे रहें। हवाले लिखते वक़्त बेहतर होगा कि फ़ुलस्कॉप कागज़ साथ रखें। महबूबा की जुल्फ़ की तरह किताबों के हवाले तवील होते हैं। बाज़ किताबों के हवालों में सारे हुरूफ़ तहज्जी¹ के साथ नम्बर लाखों में होता है। हवाले नोट करने के बाद किताबें हासिल करना ज़ूरे-शीर² लाने से कम नहीं होता। लाइब्रेरी में वैसे ही रोशनी कम होती है और जब बिजली बन्द हो जाए तो फिर सब्र के सिवा कुछ नहीं किया जा सकता।

किताबें अल्मारियों में छुपी रहती हैं। अल्मारी पर पहली और आख़री किताबों के हवाले दर्ज होते हैं, इस तहरीर को पढ़ने के लिये मोहदब अदसो³ की ज़रूरत पेश आती है। एक हमदर्द के पास से चश्मा मँगकर हमने मतलूबा अल्मारी तलाश की और उसे खोला। चन्द किताबें हमारे उपर गिरीं और फिर हमने अपने आप को संभालते हुए अल्मारी में से फड़फड़ाती हुई उन किताबों को भी संभाला जो बाहर आने की पुरजोर कोशिश कर रही थीं। किताबें गिरने के साथ ही लाइब्रेरी का कारिन्दा पास आया। किताबें उठाते हुए "सॉरी" कह कर हमने उसे अपना तरफ़दार बना लिया। किताबें अल्मारी में दूंसने के बाद किताबें ढूँढने का जोश और वलवला सर्द पड़ गया। जो किताब हाथ लगी उसे लेकर बढ़ गये। क्या मरोसा, अल्मारी जो चार के बजाए तीन पाँव पर खड़ी थी हम पर गिर न पड़े। तेज़ी में हमने मेज़ और कुर्सी से ठोकर खाई। खुदा का शुक्र अदा किया कि किसी सरफ़िरे से टक्कर न हुई वरना हमें अन्धे का ख़िताब मिलता।

हम इतने बदहवास हो चुके थे कि जहाँ भी जगह मिली बैठ गये। पेशानी पर आये पसीने को रुमाल में ज़ब्ब किया, ज़रा सा सुकून पाया तो महसूस हुआ कि जिस कुर्सी पर हम विराजमान हैं वह बैठने के काबिल नहीं है, बीच में सूराख़ है, मनो गर्द जमी हुई है और एक हाथ से माज़ूर भी है। चहार तरफ़ से खटमलों ने हमला कर दिया। बहुत दिन बाद उन्हें गिज़ा मिली थी। चूहे और दीमक सूराख़ों से झॉकने लगे। उठना चाहते थे

1. वर्णमाला 2. दूध की नहर 3. वह शीशा जिससे चीज़ें बड़ी दिखाई देती हैं

چوہے اور دیمک سوراخوں سے جھانکنے لگے۔ اٹھنا چاہتے تھے لیکن ڈر لگا کہ ہماری یہ حرکت آس پاس کے لوگوں کو گراں نہ گذرے۔ یوں بھی ہم سب کامرکز نظر بن چکے تھے۔ ٹھیک سے بیٹھنا چاہا تو کرسی رقت انگیز لہجہ میں ہمارے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے لگی۔

ان حالات سے گزرنے کے بعد ایک قاری کو کتب بینی سے دلچسپی باقی نہیں رہتی اور اسے کئی غیر ضروری کام یاد آنے لگتے ہیں۔ ہم نے اپنا دھیان کتاب میں لگانا چاہا۔ جب مصیبتیں آتی ہیں تو آتی ہی چلی جاتی ہیں۔ کتاب تو ہم اٹھالائے لیکن اس زبان سے ہم واقف ہی نہیں تھے۔ الٹا سیدھا بھی سمجھ میں آتا نہ تھا۔ تصویریں دیکھنے لگے۔ چند تصویریں ایسی نظر آئیں جن پر آنکھوں کا پردہ واجب ہو جاتا ہے۔ تصویریں گھورتا ختم ہوا تو سوچا کہ آس پاس، لوگوں کا جائزہ لیا جائے۔ اس میں کتب بینی سے زیادہ لطف آیا۔ ایک صاحب کے ہونٹ تیزی سے مل رہے تھے۔ محسوس ہو رہا تھا وہ دماغ کے بجائے ہونٹوں سے پڑھ رہے ہیں۔ ”سی..... سی..... سی“ کی آوازیں آرہی تھیں۔ ایک صاحب پڑھتے وقت طرح طرح سے منہ بنا رہے تھے، کبھی زبان دکھا کر ڈاکٹر کی یاد دلاتے تو کبھی ہتھیلی نکال کر ٹوٹھ پیسٹ کا اشتہار بنتے، کبھی آنکھیں باہر نکال دیتے تو کبھی ہونٹوں کو سکوز لیتے، کبھی مسکرا پڑتے تو کبھی آنکھوں میں پانی بھر لاتے۔ ہمیں لگا جیسے کوئی خاموش فلم چل رہی ہے۔ ایک اور صاحب ورق الٹتے وقت انگوٹھے کو تھوک لگا کر اس زور سے ورق پکڑتے کہ زوردار ”تا“ اور ”پھر“ کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ ایک نحیف و ناتواں صاحب اپنے سے زائد وزن کی کتاب گود میں کھولے سو رہے تھے۔ جب کبھی نیند سے بیدار ہوتے، ایک صفحہ پلاتے تھے۔ پتہ نہیں یہ سونے کا انداز تھا یا پھر وہ اس ہنر سے واقف تھے کہ آنکھیں بند کر کے کتاب کیسے پڑھی جاتی ہے۔

ایک صاحب کتب بینی کے ساتھ تاثرات کا اظہار بھی فرما رہے تھے۔ ہم نے انہیں کہتے سنا ”یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟“ کچھ دیر خاموشی کے بعد انہوں نے خود اپنے سوال کا جواب تلاش کر لیا ”ایسے ہی ہو سکتا تھا میں بے وقوف ہوں جو غلط سمجھا۔“ ہمارے دل نے ان سے کہنا چاہا ”دیر سے سہمی آپ نے خود کو پہچانا خوب۔“

ایک صاحب پڑھتے وقت ٹانگیں ہلارہے تھے جیسے پڑھنے کی مشین چلا رہے

लेकिन डर लगा कि हमारी यह हरकत आस पास के लोगों को गरौं न गुज़रे। यूँ भी हम सब का मरकज़े-नज़र बन चुके थे। ठीक से बैठना चाहा तो तकत-अंगेज़ लहजे में हमारे जुल्म के ख़िलाफ़ आवाज़ बुलन्द करने लगी।

इन हालात से गुज़रने के बाद एक कारी को कुतुब-बीनी से दिलचस्पी बाकी नहीं रहती और उसे कई ग़ैर ज़रूरी काम याद आने लगते हैं। हमने अपना ध्यान किताब में लगाना चाहा। जब मुसीबतें आती हैं तो आती ही चली जाती हैं। किताब तो हम उठा लाये लेकिन उस ज़बान से हम वाकिफ़ ही न थे। उल्टा सीधा भी समझ में आता न था। तस्वीरें देखने लगे। चंद तस्वीरें ऐसी नज़र आईं जिन पर आँखों का पर्दा वाजिब हो जाता है। तस्वीरें घूरना ख़त्म हुआ तो सोचा कि आस पास लोगों का जायज़ा लिया जाय। उसमें कुतुब बीनी से ज़्यादा लुत्फ़ आया। एक साहब के हॉट तेज़ी से हिल रहे थे। महसूस हो रहा था वह दिमाग के बजाय होंटो से पढ़ रहे हैं। "सी.....सी.....सी....." की आवाज़ें आ रही थीं। एक साहब पढ़ते वक़्त तरह-तरह से मुँह बना रहे थे, कभी ज़बान दिखाकर डाक्टर की याद दिलाते तो कभी बत्तीसी निकाल कर टूथपेस्ट का इस्तेहार बनते, कभी आँखें बाहर निकाल देते तो कभी होंटो को सिकोड़ लेते, कभी मुस्कुरा पड़ते तो कभी आँखों में पानी भर लाते। हमें लगा जैसे कोई ख़ामोश फिल्म चल रही है। एक और साहब वरक उलटते वक़्त अंगूठे को धूक लगाकर इस जोर से वरक पकड़ते कि जोरदार "ता" और "फड़" की आवाज़ पैदा होती। एक नहीफो-नातवाँ साहब अपने से जायद वज़न की किताब गोद में खोले सो रहे थे। जब कभी नींद से बेदार होते, एक सफ़ह पलटते थे। पता नहीं यह सोने का अंदाज़ था या फिर वह उस हुनर से वाकिफ़ थे कि आँखें बंद करके किताब कैसे पढ़ी जाती है।

एक साहब कुतुब बीनी के साथ तास्सुरात का इज़हार भी फ़रमा रहे थे। हमने उन्हें कहते सुना "ये क्या कर हो सकता है?" कुछ देर ख़ामाशी के बाद उन्होंने खुद अपने सवाल का जवाब तलाश कर लिया "ऐसे ही हो सकता था मैं बेवकूफ़ हूँ जो ग़लत समझा।" हमारे दिल ने उनसे कहना चाहा "देर से ही सही आपने खुद को पहचाना ख़ूब।"

एक साहब पढ़ते वक़्त टाँगें हिला रहे थे जैसे पढ़ने की मशीन चला रहे हों। एक साहब तबला बजाते हुये कुतुब बीनी में मसरूफ़ थे, कभी

ہوں۔ ایک اور صاحب طلبہ بجاتے ہوئے کتب بینی میں مصروف تھے، کبھی آہستہ تو کبھی زور سے، جب وہ زور سے میز پر ہاتھ مارتے تو اس پاس کی کتابیں پھڑپھڑا کر رہ جاتیں اور میز میں ارتعاش پیدا ہوتا۔ دوسرے لوگ انہیں گھور کر دیکھتے اور موصوف سب سے بے نیاز پڑھنے اور طلبہ بجانے میں مصروف تھے۔ ایک صاحب بازو میں بیٹھے شخص سے بار بار الفاظ کے معنی پوچھ رہے تھے۔ تنگ آ کر اس بھلے شخص نے انہیں لفت لا کر دی اور اپنا پیچھا چھڑایا۔

لوگوں کے پڑھنے کا انداز دیکھ کر ہم لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ذہن نے بیٹھنے کے مختلف طریقوں کے مشاہدے کا مشورہ دیا۔ چند اصحاب الماریوں کے پاس کھڑے ہو کر مطالعہ کی ضرورت پوری کر رہے تھے۔ لائبریری میں کرسیوں پر براجمان لوگوں کی اکثریت تھی۔ ایک صاحب کرسی پر پیر رکھے اور پیروں کے بیچ ہاتھوں کو ٹھونے ایسے بیٹھے تھے کہ ہمیں اسکول میں ملنے والی سزایا د آگئی۔ جب ہم شرارت کرتے تو مرغابنا دیے جاتے تھے۔ ایک صاحب کرسی پر اس طرح لیٹے تھے کہ ان کی گردن اور ہاتھ کرسی پر تھے اور بقیہ جسم ہوا میں لیٹا ہوا تھا (مضمون شروع کرنے سے پہلے کرسی پر لیٹنے کی کوشش میں ہم چار مرتبہ گر چکے ہیں)۔ ایک صاحب کرسی کے دوپائے زمین سے اٹھائے ایک ہی جانب بیٹھے تھے۔ اس کے باوجود کرسی کا توازن برقرار تھا۔ ایک صاحب کے دونوں پیر میز پر اس طرح سے اٹھے ہوئے تھے کہ محسوس ہوتا وہ یوگا کی مشق کر رہے ہیں۔ ایک صاحب کرسی پر بیٹھے جھول رہے تھے۔ ہمیں ڈر ہوا کہیں وہ گرنے جائیں مگر وائے حیرت کرسی الٹ کر رہ گئی اور وہ اچھل کر بازو کھڑے ہو گئے۔

کرتب بازی پر آتی ہوئی ہنسی کو ضبط کرنے کے لیے ہم میز پر بکھری کتابوں کو اٹھا کر دیکھنے لگے۔ ایک کتاب دلچسپ معلوم ہوئی، پڑھنے لگے۔ تجسس بڑھتا گیا اور ایک مقام پر ہمارا تجسس بے بسی میں بدل گیا۔ کتاب کے چند صفحے غائب تھے۔ ہم نے دوسری کتاب اٹھائی۔ کتاب اٹھائی کہنا شاید غلط ہے، بکھرے ہوئے اوراق کو سمیٹا۔ پہلے صفحہ پر لکھا تھا ”میں کتاب پڑھ کر الوبنا ہوں۔“ اس جملے کے نیچے ”نئے الو“ کے دستخط ثبت تھے۔ ہم نے الو بننا گوارا نہ کیا اور تیسری کتاب کھولی۔ کتاب میں جنسی

आहिस्ता तो कमी जोर से, जब वह जोर से मेज़ पर हाथ मारते तो आस पास की किताबें फड़फड़ा कर रह जातीं और मेज़ में इरतेआश¹ पैदा होता। दूसरे लोग उन्हें घूर कर देखते और मौसूफ़ सब से बे-नियाज़ पढ़ने और तबला बजाने में मसरूफ़ थे। एक साहब बाज़ू में बैठे शख्स से बार-बार अल्फ़ाज़ के मानी पूछ रहे थे। तंग आकर उस भले शख्स ने उन्हें लोगत² लाकर दी और अपना पीछा छुड़ाया।

लोगों के पढ़ने का अन्दाज़ देखकर हम लुत्फ़ अन्दोज़ हो रहे थे कि ज़ेहन ने बैठने के मुख्तलिफ़ तरीकों के मुशाहदे का मशवरा दिया। चंद असहाब अलमारियों के पास खड़े होकर मोताले की ज़रूरत पूरी कर रहे थे। लाइब्रेरी में कुर्सीयों पर बिराजमान लोगों की अक्सरियत थी। एक साहब कुर्सी पर पैर रखे और पैरों के बीच हाथों को दूँसे ऐसे बैठे थे कि हमें स्कूल में मिलने वाली सज़ा याद आ गई। जब हम शरारत करते तो मुर्गा बना दिये जाते थे। एक साहब कुर्सी पर इस तरह लेटे थे कि उनकी गर्दन और हाथ कुर्सी पर थे और बकिया जिस्म हवा में लेटा हुआ था (मज़मून शुरु करने से पहले कुर्सी पर लेटने की कोशिश में हम चार मरतबा गिर चुके हैं)। एक साहब कुर्सी के दो पाये ज़मीन से उठाये एक ही जानिब बैठे थे। उसके बावजूद कुर्सी का तवाज़ुन बरकरार था। एक साहब के दोनों पैर मेज़ पर इस तरह से उठे हुए थे कि महसूस होता वह योगा की मशक कर रहे हैं। एक साहब कुर्सी पर बैठे झूल रहे थे। हमें डर हुआ कहीं वह गिर न जायें मगर वाए हैरत कुर्सी उलट कर रह गई और वह उछल कर बाज़ू खड़े हो गये।

करतब बाज़ी पर आई हंसी को ज़ब्त करने के लिए हम मेज़ पर बिखरी किताबों को उठा कर देखने लगे। एक किताब दिलचस्प मालूम हुई, पढ़ने लगे। तज़स्सुस बढ़ता गया और एक मोक़ाम पर हमारा तज़स्सुस बेबसी में बदल गया। किताब के चंद सर्फ़े ग़यब थे। हम ने दूसरी किताब उठाई। किताब उठाई कहना शायद ग़लत होगा, बिखरे औराक़ को समेटा। पहले सर्फ़े पर लिखा था "मैं किताब पढ़ कर उल्लू बना हूँ।" इस जुम्ले के नीचे "नये उल्लू" के दस्तख़त सब्त थे। हमने उल्लू बनना ग़वारा न किया और तीसरी किताब खोली। किताब में जिंसी अमराज़, उनकी पेचीदग़ियों

1. कंपन

2. शब्दकोष

امراض، ان کی پیچیدگیوں اور علاج کے بارے میں اشتہار کا کاغذ رکھا ہوا ملا، ہمیں اشتہار سے کچھ مطلب نہ تھا، لہذا چوتھی کتاب اٹھائی۔ ایک صفحہ کے حاشیے پر نوٹ لکھا تھا ”آپ تھک چکے ہیں کینٹین میں گرم چائے اور سگریٹ پی کر آئیے۔“ یہ حقیقت تھی کہ ہم تھک چکے تھے لیکن کینٹین جانے کے بجائے ہم نے پانچویں کتاب اٹھائی۔ ایک جگہ فون نمبر کے ساتھ یہ جملہ لکھا تھا ”آپ مجھ سے مل کر یقیناً خوش ہوں گے۔“ کتابوں کے ساتھ اس قسم کا حسن سلوک ہماری برداشت سے باہر تھا۔ ہم کڑھتے ہوئے بیٹھے تھے کہ ہماری نگاہ میز پر پڑی جس پر کئی نام معہ تاریخ کندہ تھے۔ قاری کے لیے مشورے بھی درج تھے ”زیادہ مت پڑھئے، بیٹائی خراب ہوتی ہے“ ”اردو پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا“ ”لاہری میں سونا منع ہے۔“ ”میز کو ہم نے کتابوں سے ڈھانکا اور چھٹی کتاب اٹھائی۔ اس کتاب میں محبوب اور محبوبہ کی تحریری گفتگو درج تھی۔ ”آئی لو یو“..... ”میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں“ منگل کو چھٹی ہے۔ مارننگ شو میں جنگل میں منگل دیکھنے چلیں گے..... ”چھٹی کے دن گھر سے باہر نہیں آ سکتی، بدھ کو چلیں گے“..... ”دس بجے لاہری کے پچھلے دروازے سے.....“

برداشت کرنے کی حد گزر چکی تھی۔ ہم شکایت کرنے کے ارادے سے اٹھے اور متعلقہ افسر سے ملاقات کی، انھوں نے ہمیں گھورا۔ آنکھیں باہر نکالیں اور تھوک اڑاتے ہوئے کہنے لگے ”کتابیں گراتے ہو، ٹھو کریں مار کر فرنیچر کو نقصان پہنچاتے ہو، کتابوں پر لکھتے ہو اور اس پر شکایت بھی کرنا چاہتے ہو۔ چوری اور سینہ زوری! کیا زمانہ آگیا ہے۔“

نہ جانے وہ اور کیا کہتے، ہمیں ڈر ہونے لگا کہیں شکایت کرنے کی پاداش میں پکڑی نہ اتر جائے۔

اپنی پکڑی سنبھالے ہم لاہری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

• • • • •

और इलाज के बारे में इश्तेहार का कागज़ रखा हुआ मिला, हमें इश्तेहार से कुछ मतलब न था, लेहाज़ा चौथी किताब उठाई। एक सफ़े के हाशिये पर नोट लिखा था "आप थक चुके हैं कैन्टीन में गरम चाय और सिगरेट पीकर आइये।" यह हकीकत थी कि हम थक चुके थे लेकिन कैन्टीन जाने के बजाए हम ने पाँचवी किताब उठाई। एक जगह फोन नम्बर के साथ यह जुम्ला लिखा था "आप मुझसे मिल कर यकीनन खुश होंगे।" किताबों के साथ इस किस्म का हुस्ने-सुलूक हमारी बरदाश्त से बाहर था। हम कुढ़ते हुए बैठे थे कि हमारी निगाह मेज़ पर पड़ी जिस पर कई नाम मय तारीख के कन्दा थे। कारी के लिए मशवरे भी दर्ज थे "ज्यादा मत पढ़िये, बीनाई ख़राब होती है" "उर्दू पढ़ने से कुछ हासिल नहीं होता" "लाइब्रेरी में सोना मना है।" मेज़ को हमने किताबों से ढाँका और छठी किताब उठाई। उस किताब में महबूब और महबूबा की तहरीरी¹ गुप्तगू दर्ज थी। "आइ लव यू....." "मैं भी तुम से मोहब्बत करती हूँ" "मंगल को छुट्टी है। मार्निंग शो में जंगल में मंगल देखने चलेंगे।" "छुट्टी के दिन घर से बाहर नहीं आ सकती, बुध को चलेंगे" "दस बजे लाइब्रेरी के पिछले दरवाज़े से....."

बर्दाश्त करने की हद गुज़र चुकी थी। हम शिकायत करने की गरज से उठे और मुताअल्लेका अफसर से मुलाकात की, उन्होंने ने हमें घूरा। 'आँखें बाहर निकालीं और थूक उड़ाते हुये कहने लगे "किताबें गिराते हो, ठोकरें मार कर फर्नीचर को नुकसान पहुँचाते हो, किताबों पर लिखते हो और उस पर शिकायत भी करना चाहते हो। चोरी और सीनाज़ोरी! क्या ज़माना आ गया है।"

न जाने वह और क्या कहते, हमें डर होने लगा कहीं शिकायत करने की पादाश में पगड़ी न उतर जाए।

अपनी पगड़ी संमाले हम लाइब्रेरी से भाग खड़े हुए।

• • • • •

